دارُالاشاعت کراچی

تفہیم المسلم

ترجمہ مع شرح

صَحیح مُسلِم شریف

طالبانِ حدیثِ نبوی کے لیے مستند ترجمہ و اہم تشریحی فوائد پر مشتمل

ایک علمی تحفہ

تفہیم المسلم

مترجم مع شرح

صحیح مسلم شریف

جلد اوّل

ترجمہ و تشریح

مولانا محمد زکریا اقبال صاحب مدظلہم

متخصص فی الحدیث استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

مقدمہ: مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جمادی الاوّل مطابق علمی گرافکس
ضخامت : 1012 صفحات
کمپوزنگ : منظور احمد

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿......... ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
At Continental (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
[illegible]

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO NY [illegible]

سخنہائے گفتنی

از مترجم وشارح

الحمدللّٰہ و کفی و سلامٌ علی نبیہ المصطفی صاحبُ الدرجات العُلی و صحابتہ و

تابعیہ الذین ھم بدرالدُّجی و سلم تسلیماً کثیراً. أما بعد!

زبان وقلم اللہ رب العالمین کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہیں جس نے اس ناکارہ خلائق کو علم دین وعلماء دین سے وابستگی کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور حرف شناسی کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

حقیقت یہی ہے کہ۔

این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس وابستگی کے ساتھ ساتھ تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ اللہ عزوجل نے اس ناکارہ کو قلم کے ذریعہ علوم دینیہ کی اشاعت کا جذبہ بھی عطا فرمایا۔ فللّٰہ الحمد و لہ الشکر

اللہ رب العزت نے ہمیں جو دین عطا فرمایا اس کا سرچشمہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ قرآن وحدیث دین کے منبع وماخذ ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ تو رب العالمین نے خود فرمایا ہے جب کہ رسول اکرم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ کی بھی حفاظت کا ناقابل یقین اور حیرت انگیز نظام بنایا۔ اس کے لئے وہ رجال کار (محدثین کرام) پیدا فرمائے جنکی علمی ثقاہت، قوت حافظہ محتاط طرز بیان اور صاحب حدیث رسول اکرم فداہ روحی وابی وامی کے عشق ومحبت کی نظیر رہتی دنیا تک کوئی نہیں پیش کر سکتا۔ حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ نے حفاظت حدیث کے لئے جو کٹھن اور صبر آزما مشکلات کے پہاڑ سر کئے اور حدیث نبویؐ کے ایک ایک لفظ کو امت تک پوری دیانت، حفاظت اور الفاظ کے معمولی تغیر وکمی بیشی کے بغیر پہنچانے کا اہم ترین فریضہ جس حوصلہ اور صبر واستقامت کے ساتھ انجام دیا وہ نہ صرف ناقابل یقین ہے بلکہ مادہ پرستی کے اس دور میں مافوق الفطرت ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ سطور ذیل کی تنگ دامانی اس وسیع وعریض اور طویل ذب کو بیان کرنے سے عاجز ہے۔

محدثین کرامؒ کی تدوین حدیث میں اہم ترین خدمات کا نتیجہ یہ ہے کہ آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث قیامت تک کے لئے نہ صرف محفوظ ہے بلکہ واضعین، غالین اور من گھڑت حدیثیں گھڑنے والوں کی گستاخانہ دست برد سے بھی بحمداللہ محفوظ ہے۔

ذخیرہ احادیث میں صحیح ترین کتاب صحیح بخاری شریف ہے۔ لیکن اس کے بعد حدیث کی اہم ترین کتاب مسلم شریف کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ عربی زبان میں اس اہم کتاب حدیث کی شروح کی طرف ابتداء ہی سے اہل علم کی خاص توجہ رہی ہے۔ اور عربی میں اس کی بہت سی شروحات اہل علم کی تشفی کا شافی سامان کر رہی ہیں۔

یہ بات کسی صاحب نظر پر مخفی نہیں کہ اسلامی علوم کا اصل ذخیرہ عربی زبان میں ہے اور ظاہر ہے کہ اصل ماخذ سے استفادہ اہل علم ہی کا کام ہے جنہیں اردو تراجم کی چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن اُدھر کچھ عرصہ سے اہم عربی کتب جو ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں کے اردو ترجمہ کا سلسلہ کافی رواج پا گیا ہے۔ جس کے متعدد پہلو قابل غور بھی ہیں جن میں سرفہرست یہ ہے کہ ہمارے ہاں اردو تراجم پڑھ پڑھ کر بزعم خود علمیت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے کچھ لوگ قرآن و حدیث کے نام پر امت میں گمراہی اور مسلمہ اسلامی عقائد و احکامات کے متعلق شکوک و شبہات کو ہوا دے رہے ہیں۔ لیکن مقام شکر ہے کہ امت کے بیدار مغز علمائے حق ان کی علمی گرفت و تعاقب میں پوری جانفشانی سے جدوجہد فرما رہے ہیں۔

لیکن اردو تراجم کا ایک بڑا فائدہ جو حقر ناکارہ کی رائے میں کافی اہمیت کا حامل ہے یہ ہے کہ ہمارے وہ جدید تعلیم یافتہ حضرات جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہیں ان تراجم کے ذریعہ سے اسلاف کے عظیم علمی ورثہ سے گہرائی کے ساتھ نہیں مگر سرسری ہی سہی، براہ راست نہ سہی بواسطہ اردو ہی سہی کم از کم کسی نہ کسی درجہ میں واقف ضرور ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں یہ احساس بخوبی ہو جاتا ہے کہ سلف صالحین نے امت تک قرآن و سنت کے علوم پہنچانے کے لئے کس قدر جانفشانی سے کام کیا ہے۔

صحاح ستہ کے اردو تراجم میں مولانا وحید الزمان صاحب کا ترجمہ کافی مشہور و مروج ہے۔ لیکن اوّل تو طویل مدت گزر جانے کی بناء پر زبان کی سلاست اور محاورات کی روانی کی کمی کافی محسوس ہوتی ہے۔ نیز بعض فقہی مسائل میں اس میں برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں کے فقہی مسلک حنفی کے بعض اہم اور متفقہ مسائل میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل اور استدلال پر رد بھی پایا جاتا ہے۔ یہاں پر ضرورت اس بات کی محسوس ہو رہی تھی کہ صحیح مسلم شریف کا ایک ایسا بامحاورہ ترجمہ شائع ہو جو حدیث نبویؐ کے مفاہیم کو بلا کم و کاست واضح کرے اور ساتھ ہی حدیث نبویؐ کے مشکل مقامات کی سلف صالحین رحمہم اللہ سے منقول ایسی تشریح پر مشتمل ہو جس کے مطالعے سے حدیث کی اہمیت، افادیت، حجیت واضح تر ہو جائے۔

آج سے چھ برس قبل احقر نے اپنی علمی بے سروسامانی اور دینی کم مائیگی کے اعتراف کے ساتھ بنام خدا تعالیٰ اس عظیم کام کے

لئے بزرگوں کے مشورہ اور ایماء پر قلم اٹھایا۔ حدیث نبوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کی عظمت وجلالت شان کو دیکھتا اور اپنی ظاہری کمنظری، باطنی بے بصیرتی اور علمی افلاس کی طرف نظر کر کے تو قلم چلانا ناممکن محسوس ہوا کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اساتذہ واکابر کی دعاؤں کے سبب خدا تعالیٰ نے حوصلہ وہمت بخشی اور حدیث نبویؐ کے ادنیٰ خادموں کی صف میں جگہ پانے کا جذبہ محرک ودواعی رہا، اور بالآخر کٹھن منزلوں، پُر مشقت گھاٹیوں اور تھکا دینے والی مشکلات کے بعد اللہ رب العٰلمین کے فضل وکرم اور محض اس کی بے پایاں عنایت کے طفیل یہ عظیم کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ احقر کی تدریسی ذمہ داریاں، جامعہ دارالعلوم کراچی کی نئی قائم ہونے والی شاخ کی انتظامی امور کی عملی دشواریاں اور دیگر مشاغل اس راہ میں تاخیر کا ایک ظاہری سبب رہے لیکن یہ مالک ذوالجلال کا فضل وکرم اور احسان ہے اس نے یہ کام مکمل کرا دیا۔

اس کام میں احقر نے چند امور کا اہتمام کیا ہے جن کی کچھ تفصیل ذیل میں درج ہے:

۱۔ ترجمہ بامحاورہ اور سلیس کیا گیا ہے جس میں لفظی ترجمہ کے اہتمام کے ساتھ محاورہ کی رعایت رکھنے کی بھی مکمل سعی کی گئی ہے۔

۲۔ ہر حدیث کے آخر میں ''فائدہ'' کے عنوان سے تشریحی نوٹ اور اہم مباحث کا خلاصہ جو اکابر امت کی مستند ومتداول شروح و کتب سے لیا گیا ہے درج کیا گیا ہے۔ بالعموم حضرت علامہ عثمانیؒ کی فتح الملہم اور حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی تکملہ فتح الملہم کو معیار بنایا گیا ہے۔

۳۔ احادیث نبویہ کے فقہی مباحث کو بھی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ احناف کی مستدل روایات جہاں کسی دوسری کتاب میں مروی ہیں ان کا حوالہ دیا گیا ہے اور جہاں مسلک احناف بظاہر کسی حدیث کے خلاف نظر آتا ہو وہاں اس حدیث کی وہ توجیہ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے جو اکابر امت کے یہاں مقبول وراجح ہے۔

۴۔ حدیث کے راوی صحابیؓ کے مختصر حالات درج کرنے کی بھی حتی الامکان سعی کی گئی ہے تاکہ قارئین کو عموماً اور طلبۂ حدیث کی خصوصاً امت کے مقدس ترین طبقہ کے افراد سے واقفیت حاصل ہو اور سلف سے اعتماد ومحبت کا رشتہ مستحکم بنیادوں پر استوار ہو۔

۵۔ دورِ جدید کے بعض اہم مسائل پر بحمدہ تعالیٰ مختصر اشافی بحث کی گئی ہے جس میں غیر ضروری طوالت اور مطلب کو مشکل بنانے والے اختصار دونوں سے اجتناب کیا گیا ہے۔

۶۔ کتاب کی ابتداء میں عالم اسلام کے نامور اور ممتاز عالم دین، مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب زید مجدہم کی بے نظیر تقریر جو مقدمہ مسلم سے متعلق ہے اور کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے کو بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ جو حدیث کی اصطلاحی ابحاث میں بے نظیر و بے مثل ہے اور برسوں سے طلبۂ حدیث اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

انسان اور اس کے کام سب ناقص ہیں، کوتاہیوں اور خامیوں سے لبریز انسان کا کیا کام مکمل اور غلطی سے پاک ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کے اندر بھی احقر ناکارہ کی طرف سے بہت سی اغلاط وفروگزاشتیں پایا جانا ممکن ہے۔ بالخصوص اتنی ضخیم کتاب میں کچھ فروگزاشتوں کا وجود ایک قدرتی امر ہے۔ قارئین باسعادت سے گذارش ہے کہ اغلاط پر متوجہ ہوں تو بندۂ ناچیز کو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

ایک اہم اور ضروری گذارش یہ ہے کہ اس کتاب کی تیسری جلد کے کتاب العلم سے اختتام کتاب تک کا ترجمہ مولانا محمد عابد صاحب نے فرمایا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی سوئے اتفاق سے اس جلد کا مسودہ گم ہو گیا تھا اور احقر کو تشریحی حواشی وفوائد کا سارا کام پھر سے کرنا پڑا۔ اس لئے احقر نے اس جلد کا مذکورہ بالا حصہ کا ترجمہ نہیں کیا۔ لہٰذا اس حصہ کا ترجمہ اس تناظر میں پڑھا جائے اور کوئی کمی محسوس ہو تو ناشر کو مطلع فرمایا جائے۔

آخر میں بندۂ ناکارہ اس دعا کے ساتھ ان سطور کی تکمیل کرنا چاہتا ہے کہ پروردگار رب العزت محض اپنے لطف وعنایت سے اس ترجمہ کو قبولیت ومقبولیت عطا فرمائے، مترجم ناکارہ کی دانستہ ونادانستہ علمی وعملی ذلات ولغزشیں معاف فرمائے۔ مترجم کے والدین مشفقین کو عافیت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے، مترجم کے اساتذۂ کرام ومشائخ اس کے اہل وعیال کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے، محترم ناشر صاحب زید مجدہم اور ان کے ادارہ کو بیش از بیش ترقیات علمی وعملی نصیب فرمائے اور اس راقم الحروف سے اپنی مرضیات کے مطابق اخلاص کے ساتھ دین کا کام تادم واپسیں لیتا رہے۔ اور صاحب حدیث حضور نبی اکرم وانور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرمادے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر: محمد زکریا اقبال

استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

یکم جمادی الاوّل ۱۴۲۶ھ

فہرست عنوانات

تفہیم المسلم - حصہ اول

مقدمہ تفہیم المسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحدیث

الحدیث لغۃ

الحدیث ضد القدیم، وقد استعمل فی قلیل الخبر وکثیرہ، لانہ یحدث شیئاً فشیئاً.

اصطلاحاً

اصطلاح میں اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

فقال العلماء رحمھم اللہ: الحدیث: "اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وافعالہ"

اس تعریف میں تقریرات کی صراحت نہیں کی گئی اس لیے کہ افعال کے اندر تقریرات بھی داخل ہیں اور تقریر کہتے ہیں اس کو کہ کسی مسلمان کے قول یا فعل کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو ہو اور آپ اس پر نکیر نہ فرمائیں۔

جو تعریف "مقدمہ مشکوٰۃ" میں بیان کی گئی ہے یعنی:

"ھو قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفعلہ وتقریرہ"

تو اس کا اور جو تعریف ہم نے بیان کی ہے دونوں کا حاصل ایک ہی ہے، صرف اختصار اور تفصیل کا فرق ہے اس تعریف کی رو سے آنحضرت ﷺ کے احوال اختیاریہ حدیث کی تعریف میں داخل ہو گئے کیونکہ احوال اختیاریہ آپ کے اقوال ہوں گے یا افعال، البتہ احوال غیر اختیاریہ مثلاً آپ کا حلیہ مبارک اور ولادت باسعادت کا وقت ونحو ذلک حدیث کی تعریف میں داخل نہیں، لیکن احوال غیر اختیاریہ کا تعریف میں داخل نہ ہونا اس لئے مضر نہیں کہ ان سے کسی حکم شرعی کا تعلق نہیں، چنانچہ اس تعریف کو زیادہ تر علماء اصول فقہ نے اختیار کیا ہے، وھو الموافق لفنھم۔

اور بعض علماء نے حدیث کی تعریف میں احوال غیر اختیاریہ کو بھی داخل کیا ہے چنانچہ انہوں نے کہا:

"الحدیث اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وافعالہ واحوالہ"

اس تعریف کی رو سے وہ تمام روایات جو احوال غیر اختیاریہ مثلاً آپ کے حلیہ مبارکہ، وقت میلاد وغیرہ سے متعلق ہیں سب حدیث کی تعریف میں داخل ہو گئیں۔

"وھذا التعریف ھو المشھور عند علماء الحدیث وھو الموافق لفنھم"

وجہ تسمیۃ الحدیث حدیثاً

حدیث کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں مناسبت علماء کرام نے مختلف طریقوں سے بیان فرمائی ہے۔

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ بیان کی ہے کہ قرآن کریم قدیم ہے حدیث کو اس سے ممتاز کرنے کے لیے اس کا نام حدیث بمعنی حادث رکھا گیا ہے۔

لیکن شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مقدمہ فتح الملہم" میں ایک نہایت لطیف وجہ تسمیہ بیان فرمائی ہے جو سورۃ "الضحیٰ" کی مندرجہ ذیل آیات سے ماخوذ ہے:

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿٨﴾ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾ (الضحیٰ)

ان میں سے پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر تین انعامات کا ذکر فرمایا ہے یعنی:

۱: الایواء بعد الیتم

۲: والهداية بعد ما وجده ضالا، اى غافلا عن الشرائع التى لا تستبد بدركها العقول۔

۳: والاغناء بعد العيل اى الفقر۔

ان تین انعامات کے ذکر کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کے مقتضیات بھی تین ذکر فرمائے جو لف ونشر غیر مرتب کے قبیل سے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

ان میں سے "ترك قهر اليتيم" تو "الم يجدك يتيما فآوى" کے مقابلہ میں ہے اور "ترك نهر السائل" "ووجدك ضالا فهدى" کے مقابلہ میں ہے اور "تحديث بالنعمة" یعنی "واما بنعمة ربك فحدث" "ووجدك ضالا فهدى" کے مقابلہ میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو شرائع کا علم بذریعہ وحی عطا کیا ہے لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان شرائع کی تفسیر، تعلیم اور تبلیغ کا فریضہ آپ انجام دیں، یعنی جو ہدایت آپ کو دی گئی ہے اس کا چرچا کریں اور انہیں کو حدیث کہا جاتا ہے۔ اس توجیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کا نام حدیث رکھنا قرآن حکیم کی آیت " وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" کے اس لطیف اشارہ پر مبنی ہے۔

حد علم رواية الحديث

هى علم يعلم به اقوال النبى ﷺ وافعاله واحواله من حيث كيفية السند اتصالا وانقطاعا ونحو ذلك

موضوعه

بعض حضرات نے علم روایۃ الحدیث کا موضوع "ذات النبی ﷺ" کو قرار دیا ہے لیکن شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "مقدمہ اوجز المسالک" میں فرمایا کہ ذات النبی ﷺ علم حدیث کا موضوع تو ہے لیکن علم روایۃ الحدیث کا موضوع نہیں، اور علم روایۃ الحدیث کا موضوع درحقیقت: "الروايات من حيث الاتصال والانقطاع ونحو ذلك"

غايته

"هو الفوز بجميع السعادات الدنيوية والاخروية"

شرافة هذا العلم

علم حدیث کے فضائل اور منافع تو بے شمار و بے انداز ہیں احادیث اور اقوال سلف میں نہایت کثیر روایات اس کی فضیلت پر ناطق ہیں

یہاں صرف چند روایات ذکر کی جاتی ہیں:

۱: عن ابی مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ نضر الله امرء اسمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها فرب حامل فقه الی من هو افقه منه۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم)

۲: عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اللهم ارحم خلفائی، قلنا ومن خلفائك یا رسول الله قال الذین یروون احادیثی ویعلمونها الناس۔ (مرقاۃ جلد ا صفحہ ۱۰)

۳: عن الحسن البصری رحمه الله تعالٰی قال قال رسول الله ﷺ من جاءه الموت وهو یطلب العلم یحیی به الاسلام فبینه و بین النبیین درجة واحدة فی الجنة۔ (مشکوٰۃ)

۴: عن ابن عباس رضی الله عنه قال تدارس العلم ساعة من اللیل خیر من احیائها۔ (مشکوٰۃ)

۵: عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال سئل رسول الله ﷺ ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها قال من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه الله فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا وشهیدا۔ (مشکوٰۃ)

۶: قال الامام الاعظم ابو حنیفة رحمه الله: لولا السنة ما فهم احدنا القرآن۔ (مقدمة التعلیق الصبیح صفحہ ۳)

۷: قال الامام الشافعی رحمه الله تعالٰی جمیع ما تقوله الائمة شرح للسنة وجمیع السنة شرح للقرآن۔ (مقدمہ اوجز المسالک)

۸: قال سفیان الثوری رحمه الله لا اعلم علما افضل من علم الحدیث لمن اراد به وجه الله۔ (مقدمہ اوجز المسالک)

حجیت حدیث

جب سے مسلمانوں کا اقتدار دنیا میں روبزوال ہوا، اور یورپ کے اقتدار نے اس کی جگہ لی اس وقت سے مسلمانوں کو اس مرعوبیت نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا جو ان کے ذہنوں پر مغربی افکار و تہذیب نے مسلط کر دی ہے، رفتہ رفتہ یہ مرعوبیت اس درجہ میں آگئی کہ اسلام کی جو تعلیمات مسلمانوں کے نو تعلیم یافتہ طبقے کو مغربی افکار سے متصادم معلوم ہوئیں، ان کا انکار کرنے لگے، اور یہ بات ان کے ذہنوں میں راسخ ہو گئی کہ دنیا کی کوئی ترقی، تقلید مغرب کے بغیر ممکن نہیں، مرعوب ذہنیت کا یہ طبقہ مختلف ممالک اسلامیہ میں مغرب سے ہم کاب ہونے کے شوق میں اسلامی تعلیمات میں تحریف تک پر آمادہ ہو گیا، اس طبقے کو اہل تجدد کہا جاتا ہے۔

اس طبقے کے سرگردہ "ترکی" میں "ضیا گوک الپ" "مصر" میں "طٰہٰ حسین" اور "ہندوستان" میں "سرسید احمد خان" تھے، مولوی چراغ علی بھی سرسید احمد کے ساتھی تھے، ان کی قیادت میں یہ تحریک تجدد آگے بڑھی، انہوں نے کھل کر حجیت حدیث کا انکار تو نہیں کیا، لیکن جو حدیث مغربی افکار سے متصادم نظر آئی اس کی صحت سے انکار کر دیا خواہ اس کی سند کتنی ہی قوی ہو، کہیں کہیں دبے الفاظ میں یہ بھی کہا جانے لگا کہ اس زمانے میں حدیث حجت نہیں ہونی چاہیے، مگر ساتھ ہی جو حدیث مفید مطلب نظر آتی اس سے استدلال بھی کرتے تھے، ان کے بعد یہ تحریک "عبداللہ چکڑالوی" کی قیادت میں قدرے اور منظم ہوئی، یہ خود کو اہل قرآن کہتے تھے اور حجیت حدیث کے منکر تھے، اور "اسلم جے راجپوری" نے اس تحریک کو اور آگے بڑھایا، یہاں تک کہ ہمارے زمانے میں "غلام احمد پرویز" نے انکار حدیث کو ایک منظم نظریہ بنا کر نو تعلیم یافتہ طبقے میں پھیلا دیا، اس کے رد سے بحمد اللہ علماء نے چھوٹی بڑی کتابیں مختلف پہلوؤں سے تالیف کیں، اردو اور عربی میں منکرین حدیث کے رد میں بحمد اللہ ایک بڑا ذخیرہ کتب تیار ہو چکا ہے، یہاں اس فرقے کے باطل نظریات اور ان کے ابطال کے دلائل اصولی طور پر ذکر کیے جاتے ہیں۔

منکرین حدیث کے نظریات

منکرین حدیث میں تین نظریات پائے جاتے ہیں:

۱: قرآن سمجھنے کیلئے حدیث کی ضرورت نہیں، وحی صرف متلو میں منحصر ہے، غیر متلو کوئی وحی نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت من حیث الرسول واجب نہیں، نہ ہم پر نہ صحابہ پر، صحابہ پر آپ ﷺ کی اطاعت حاکم ہونے کی حیثیت سے واجب تھی، نہ کہ من حیث الرسول۔

۲: احادیث نبویہ صحابہ کے لیے حجت تھیں، ہمارے لیے حجت نہیں۔

۳: احادیث صحابہ کے لئے بھی حجت تھیں اور ہمارے لئے بھی، لیکن ہم تک احادیث براہ راست نہیں پہنچیں، بلکہ بہت سے راویوں کے واسطے سے پہنچی ہیں اور یہ واسطے قابل اعتماد نہیں، اس لیے اب ان احادیث کو حجت نہیں قرار دیا جاسکتا۔

یہ تینوں نظریات باہم متعارض ہیں، منکرین حدیث کی تقریر و تحریر میں ان میں سے کوئی ایک نظریہ ضرور پایا جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک شخص کے اقوال میں بھی یہ تینوں نظریات مختلف اوقات میں پائے جاتے ہیں، ہم یہاں ہر نظریے کے ابطال پر کچھ دلائل پیش کرتے ہیں۔

ابطال نظریہ اولیٰ

وحی غیر متلو کا اثبات

۱: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ﴾

(سورۃ الشوریٰ، آخری رکوع)

اس آیت میں بشر سے اللہ تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں، جن میں سے "او یرسل رسولا" کے ساتھ وحی متلو یعنی قرآن کریم خاص ہے، باقی دونوں صورتیں یعنی "وَحْيًا" اور "مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ" کا تعلق وحی غیر متلو سے ہے اور وہی حدیث ہے، "او یرسل رسولاً" کے ساتھ قرآن کے مخصوص ہونے کی دلیل خود سورۃ الشعراء کی یہ آیت ہے وانه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الامين ہے۔

۲: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۴۳)

یہ آیت تحویل قبلہ کے موقع پر نازل ہوئی، "القبلة التي عليها" سے مراد بیت المقدس ہے، "وما جعلنا" میں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو قبلہ قرار دینے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا، مگر پورے قرآن میں یہ حکم کہیں مذکور نہیں، ظاہر ہے کہ یہ حکم وحی غیر متلو کے ذریعہ آیا، اس سے وحی کا متلو میں منحصر نہ ہونا اور وحی غیر متلو کا بھی حجت ہونا ثابت ہوا۔

۳: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾﴾ (سورۃ النجم آیت ۴-۳)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ امور دین میں آپ کا ہر کلام وحی کے مطابق ہوتا تھا۔

۴۔ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوهُنَّ (البقرہ:۱۸۷)

ابتداء اسلام میں لیالی رمضان میں جماع ممنوع تھا، بعض صحابۂ کرامؓ سے خلاف ورزی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں ممانعت کی خلاف ورزی کو خیانت سے تعبیر کیا گیا، حالانکہ یہ ممانعت پورے قرآن میں کہیں بھی مذکور نہیں ...... معلوم ہوا کہ یہ وحی غیر متلو کے ذریعہ آئی تھی اور اس کی اطاعت واجب تھی۔

۵۔ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾ (سورۃ تحریم آیت ۳)

اس آیت کے خط کشیدہ الفاظ میں صراحت ہے کہ حضرت حفصہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بتادیا تھا، ظاہر ہے کہ یہ وحی غیر متلو کے ذریعہ بتلایا گیا کیونکہ یہ واقعہ پورے قرآن میں کہیں بھی مذکور نہیں۔

۶۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ (سورۃ آل عمران پارہ ۴ آیت ۱۲۵-۱۲۳)

یہ آیات غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوئی ہیں جن میں بتایا گیا کہ غزوہ بدر کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے آسمانی مدد کی جو خوشخبری بطور پیشن گوئی مسلمانوں کو دی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی لقولہ "وما جعله الله الا بشرى لكم" حالانکہ یہ خوشخبری پورے قرآن میں کہیں بھی مذکور نہیں، ظاہر ہے کہ یہ وحی غیر متلو سے آئی تھی۔

۷۔ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ (سورۂ انفال آیت ۷)

یہ آیت غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئی، جس میں بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے ایک وعدے کا ذکر ہے، مگر یہ وعدہ پورے قرآن میں کہیں مذکور نہیں، ظاہر ہے کہ یہ وحی غیر متلو سے ہوا۔

۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (سورۃ النساء رکوع ۸ آیت ۵۹)

اس میں صراحۃً اطاعت رسول کا حکم ہے، منکرین حدیث تو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت من حیث الرسول واجب نہیں تھی بلکہ بحیثیت حاکم مسلمین واجب تھی، اس کا بھی صراحۃً رد ہے، دو وجہ سے: ایک تو اس لیے کہ مشتق پر جب کوئی حکم لگتا ہے تو مادہ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتی ہے، یہاں رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور لفظ رسول مشتق ہے اور مادہ اشتقاق رسالت ہے تو معلوم ہوا کہ یہاں رسول کی اطاعت من حیث الرسالۃ واجب کی گئی ہے، اور دوسری یہ ہے کہ اس آیت میں حاکم مسلمین کی اطاعت لفظ "اولی الامر" سے مستقلاً بیان کی گئی ہے، اور اگر اطاعت رسول "من حیث کونہ حاکمًا" ہی واجب ہوتی تو لفظ "اطیعوا الرسول" کا فائدہ باقی نہ رہتا۔

۹: مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورہ نساء رکوع ۱۱ آیت ۸۰)

اس میں اطاعت رسول کو اطاعت اللہ کا درجہ دیا گیا ہے اور اطاعت اللہ بالاتفاق واجب ہے، تو اطاعت رسول اللہ بھی واجب ہے۔

۱۰: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (سورہ نساء رکوع ۹ آیت ۶۵)

اس آیت میں مختلف فیہ معاملات میں آنحضرت ﷺ کی اطاعت کو مدار ایمان قرار دیا گیا ہے۔

۱۱: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۷ آیت ۱۶۴)

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو معلم قرار دیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ استاذ کتاب کی تعلیم اپنے اقوال و افعال ہی سے کرتا ہے، اگر یہ اقوال و افعال معتبر نہ ہوں تو تعلیم بے کار ہے تو ایسی بے کار تعلیم پر حضور ﷺ کو مقرر کرنے کی نسبت الی اللہ لازم آتی ہے اور عبث کی نسبت الی اللہ محال ہے پس اس کے سوا چارہ نہیں کہ آپ کے اقوال و افعال کو جو کہ حدیث ہیں اور قرآن کی تفسیر ہیں حجت قرار دیا جائے۔

۱۲: وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۴﴾ (سورۃ النحل رکوع آیت ۴۴)

اس میں بھی آپ کا فریضہ تبیین و تفسیر کتاب قرار دیا گیا ہے جو ظاہر ہے کہ آپ کے اقوال و افعال ہی کے ذریعہ ہوگی۔

۱۳: إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿۱۷﴾ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿۱۹﴾ (سورۃ القیامہ رکوع، آیت ۱۷ تا ۱۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن حکیم کی جو تفسیر فرماتے تھے وہ آپ کی طبع زاد نہیں تھی بلکہ وہ بھی من جانب اللہ تھی، کیونکہ اس آیت میں "ثم ان علینا بیانہ" فرما کر صراحت کر دی گئی کہ تفسیر قرآن ہمارے ذمہ ہے، اور اوپر کی دو آیتوں سے معلوم ہوا کہ اس تفسیر کا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا ہے، پس تفسیر رسول ﷺ درحقیقت تفسیر خدا سے مختلف نہیں ہے۔

۱۴: ... قرآن حکیم میں متعدد انبیاء سابقین کی احادیث کا ذکر ہے جن کی اطاعت ان کی امتوں پر لازم کی گئی۔

لقولہ تعالیٰ:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور ان کے انکار پر عذاب نازل کیا گیا، سورۂ ہود، سورۂ اعراف اور سورۂ شعراء وغیرہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں جب ان کی احادیث حجت تھیں تو خاتم النبیین ﷺ کی احادیث حجت نہ ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، ودونہ خرط القتاد۔

۱۵: ... انبیاء سابقین میں سے اکثر پر کوئی کتاب یا صحیفہ نازل نہیں ہوا، انہوں نے صرف اپنے اقوال و افعال سے تبلیغ فرمائی، اگر احادیث انبیاء حجت نہ ہوتیں تو ایسے انبیاء کرام کی بعثت کا لغو اور عبث ہونا لازم آتا ہے۔

۱۶: قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳ آیت ۱۰۲)

اس واقعہ میں ابراہیم علیہ السلام کے خواب کو امر خداوندی قرار دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے خواب بھی وحی اور

حجت ہیں، پس حالت بیداری کے اقوال وافعال کیسے حجت نہ ہوں گے۔

بعض عقلی دلائل

۱ ..... قرآن حکیم ایک اصولی جامع کتاب ہے، اس میں قیامت تک کی ضرورت کے تمام احکام کے اصول اجمالی طور پر بیان کر دیے گئے ہیں، مگران کو سمجھنا محض لغت یا محض عقل سے ممکن نہیں، اس کا ذریعہ صرف احادیث نبویہ ہیں کیونکہ اگر تفسیر قرآن میں احادیث نبویہ سے قطع نظر کر کے محض لغت پر مدار رکھا جائے تو قرآن حکیم ناقابل عمل کتاب ہو کر رہ جائے گی اور ارکان اسلام تک کی تفصیلات بھی اس سے ثابت نہ ہو سکیں گی، مثلاً نماز میں تعداد رکعات اور ترتیب ارکان کہیں بھی مذکور نہیں، یہ باتیں صرف حدیث سے معلوم ہوئیں، اور صلوٰۃ کے جو معنی شریعت میں معروف ہیں یہ بھی حدیث ہی سے معلوم ہوئے، ورنہ لغت میں اس کا مادہ اشتقاق "الصلا" ہے جو کولھے کو کہتے ہیں اور مصلی اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو گھوڑ دوڑ میں سب سے اگلے گھوڑے سے ذرا پیچھے ہو۔

(الصحاح۔ ۲۴۰۲۔ "صلا" جلد ۲)

کیونکہ مصلی کا سر، سابق کے کولھے کے پاس ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: اذا جاز مصلیا وھو الذی یتلو السابق۔ (حوالہ بالا)

اس کے دوسرے معنی دعاء کے ہیں: وھو من اللہ رحمۃ۔ (الصحاح)

پس اگر حدیث سے قطع نظر کر کے محض لغت پر مدار رکھا جائے تو اس کے معنی گھوڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے کے معنی بھی ہو سکتے ہیں اور صرف دعاء کے بھی پس "اقیموا الصلوٰۃ" کے معنی یہ کرنا پڑیں گے کہ دعاء کی محفلیں قائم کرو یا گھوڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے کا اہتمام کرو، اسی طرح "الزکوٰۃ" کے لغوی معنی "النماء" ہیں یقال "زکی الزرع[●] ای نما" پس اگر حدیث سے قطع نظر کی جائے تو "اتو الزکوٰۃ" کے معنی کوئی یہ کر سکے گا کہ "ربو دو" کیونکہ وہ بھی نما ہے اسی طرح سینکڑوں مثالیں ہیں۔ حاصل یہ کہ حدیث کے بغیر قرآن کے احکام کو نہ سمجھنا ممکن ہے، نہ ان پر عمل کرنا اور درحقیقت منکرین حدیث کا مقصد بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پر اور دین اسلام پر عمل نہ کیا جائے، مگر برملا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتے، مجبوراً انکار حدیث کا بہانہ بنایا ہے۔

۲ ..... مشرکین عرب کا مطالبہ تھا کہ ہم پر براہ راست کتاب نازل کی جائے،

کما فی قولہ تعالیٰ:

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ (سورۃ الاسراء آیت ۹۳)

ان کا یہ مطالبہ مان لیا جاتا تو اس میں معجزے کا اظہار بھی زیادہ ہوتا اور ان مشرکین کے ایمان لانے کی امید بھی تھی، سوال یہ ہے کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کتاب رسول اللہ ﷺ ہی کے ذریعہ کیوں بھیجی؟ ...... وجہ وہی ہے کہ انسان کا معلم کتاب نہیں، انسان ہی ہو سکتا ہے جو کتاب کے معانی اپنے اقوال وافعال سے بیان کرے، پس کتاب رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اس لئے بھیجی گئی کہ آپ ﷺ اپنے اقوال وافعال اس کی تفسیر فرمائیں اور وہ حجت ہوں۔

۳ ..... چودہ سو سال سے اب تک پوری امت کے علماء و عقلاء اور عوام و خواص حدیث کو حجت مانتے آئے ہیں اب دو حال سے خالی

● زکا الزرع یزکو، زکاء ممدودا، ای نما ۔ (الصحاح) اسی طرح "الرکوع" کے معنی الانحناء ہیں، رکع الشیخ۔
انحنی من الاکبر و رکع الرجل اذا افتقر بعد غنی، (الصحاح) اسی طرح "سجد" کے معنی ہیں، خضع، و منہ سجود الصلوٰۃ وھو وضع الجبھۃ علی الارض (الصحاح) اور خضوع کے معنی ہیں "التطامن والتواضع" ۔ (الصحاح)

نہیں ،یا تو یہ سب کے سب دین کو نہیں سمجھ سکے ،اگر یہ بات ہے تو ایسا دین کیسے قابل اتباع ہو سکتا ہے جسے چودہ سو سال تک نہ سمجھا جا سکا ہو ،اور اس کی کیا دلیل ہے کہ منکرین حدیث نے صحیح سمجھا ہے اور پھر یہ سب لوگ دین کے نعوذ باللہ دشمن تھے کہ ایک غلط عقیدہ دین میں شامل کر دیا ،پھر اس کی کیا دلیل ہے کہ پرویز صاحب دین کے مخلص دوست ہیں ،نیز ہم تک قرآن بھی پچھلی مسلم نسلوں ہی کے ذریعہ پہنچا ہے اگر یہ دین کے دشمن تھے تو قرآن پہنچانے میں بھی قرآن دشمنی سے کام لیا ہوگا اس طرح تو قرآن کا اعتماد بھی ختم ہو جاتا ہے۔

منکرین حدیث کے چند دلائل اور ان کا جواب

۱- منکرین حدیث یہ دلیل بہت زور شور سے پیش کرتے ہیں کہ سورۂ قمر میں ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (سورۂ قمر آیت ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن خود واضح اور آسان ہے، اسے سمجھنے کے لیے تفسیر یا تعلیم رسول کی حاجت نہیں۔

اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر تفسیر کی حاجت نہیں تو پرویز صاحب نے تفسیر کیوں تصنیف کی، اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ قرآن حکیم میں مضامین دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جن کا تعلق فکر آخرت، اللہ کی یاد، خوف خدا، ترغیب و ترہیب اور عام نصیحتوں سے ہے اور دوسرے وہ جن کا تعلق احکام عملیہ سے ہے، اس آیت میں قسم اول کے آسان ہونے کا ذکر ہے قسم ثانی کا نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں یَسَّرْنَا کو لِلذِّكْرِ کے ساتھ مقید کیا گیا ہے، جس کے معنی نصیحت حاصل کرنے کے ہیں، نیز اس آیت میں "فھل من مدکر" فرمایا گیا "فھل من مستنبط" نہیں فرمایا گیا، چنانچہ دوسری آیات میں صراحت کر دی گئی کہ قرآن فہمی کے لیے معلم کی حاجت ہے وہ آیات پیچھے گزر چکی ہیں۔

۲- منکرین حدیث کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنیہ کو آیات بینات فرمایا ہے لہٰذا معلم کی حاجت نہیں۔

اس کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ پھر پرویز صاحب درس قرآن کیوں دیتے ہیں اور انہوں نے تفسیر کیوں لکھی؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ آیات بینات ان مواقع پر فرمایا گیا ہے جہاں اسلام کے بنیادی عقائد کا بیان ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان بنیادی عقائد کے سمجھنے اور ان پر ایمان لانے کے لئے یہ آیت اتنی واضح ہیں کہ عربی جاننے والا ہر شخص ان کو سمجھ سکتا ہے، کیونکہ قرآن میں عموماً ان عقائد کے لئے نہایت سادہ اور عام مشاہدے میں آنے والے دلائل پیش کئے گئے ہیں، اگر علی الاطلاق ہر قسم کے مضامین کی آیات خود بخود واضح ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یوں نہ فرمایا جاتا: "ویعلمھم الکتاب" اور "لتبین للناس ما نزل الیھم"۔

۳- منکرین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن حکیم نے عام انسانوں کی طرح قرار دیا ہے، پس آپ کے اقوال و افعال واجب الاتباع ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ کقولہ تعالیٰ

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (سورۂ کہف آیت ۱۱۰)

اس کا جواب یہ ہے کہ اس مضمون کی آیات مشرکین عرب کی طرف سے مخصوص معجزوں کے مطالبے کے جواب میں آئی ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ تم جو معجزہ بھی مانگو وہ میں خود لانے پر قادر نہیں، کیونکہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں، معجزہ کی قدرت اللہ کو ہے، پس یہ تشبیہ من کل الوجوہ نہیں بلکہ عدم القدرة علی المعجزة من غیر مشیة اللہ میں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی آیت میں یوحی الی فرمایا گیا کہ آپ ﷺ کے اور افراد امت کے درمیان مابہ الفرق واضح کر دیا گیا کہ مجھ پر وحی آتی ہے تم پر نہیں آتی، اور یہاں وحی مطلقاً مذکور ہے جو متلو اور غیر متلو دونوں کو شامل ہے، اور ظاہر ہے کہ وحی واجب الاتباع ہے، پس اس آیت سے منکرین کا استدلال محض تحکم ہے۔

۴- منکرین کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں پر عدم رضامندی کا اظہار فرمایا گیا ہے مثلاً:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى ٱلْأَرْضِ (انفال آیت ۶۷)

وکقولہ تعالیٰ:

عَفَا ٱللَّهُ عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ (توبہ آیت ۴۳)

پس آپ کے اقوال وافعال کیسے واجب الاتباع ہو سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان واقعات میں بلاشبہ آپ سے اجتہادی خطا ہوئی، لیکن انہی آیات میں غور کیا جائے تو ان سے بھی آپ کے اقوال وافعال کا واجب الاتباع اور حجت ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ انہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اجتہادی خطاء پر آپ کو برقرار نہیں رکھا گیا اور بذریعہ وحی اس کی تصحیح کردی گئی، یہ خود حجیت حدیث کی ایک دلیل ہے۔

۵- تابیر النخل کے واقعہ سے بھی منکرین استدلال کرتے ہیں کہ بعد میں آپ نے ممانعت تابیر سے رجوع فرما کر "انتم اعلم بامور دنیاکم" فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات دو طرح کے ہیں: ایک وہ جو آپ نے منصب رسالت کے مطابق تشریعاً فرمائے، اور دوسرے وہ جو آپ نے دنیاوی امور مباحہ میں سے کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں بطور مشورہ کے فرمائے، آپ کے زیادہ تر ارشادات قسم اول کے ہیں، اور احکام شرعیہ کے ثبوت کا تعلق انہیں سے ہے اور وہ سب وحی من جانب اللہ ہیں ولو تقریراً، اور حجیت حدیث کا تعلق اسی سے ہے، اور قسم دوم کے ارشادات شاذ و نادر ہیں ان کا تعلق تشریع سے نہیں۔

اس پر اشکال ہوتا ہے کہ پھر تو تمام احادیث میں یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ وہ آپ نے نجی مشورے کے طور پر فرمائی ہوں، تشریعانہ فرمائی ہوں، فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا اصل منصب رسالت ہے، پس جہاں کوئی دلیل کسی حدیث کے قسم ثانی سے متعلق ہونے کی نہ ہو، اسے قسم اول ہی میں شمار کیا جائے گا، کیونکہ جہاں کوئی حدیث نجی مشورے کے طور پر آئی ہے دلائل میں غور کرنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا تعلق قسم اول سے نہیں ہے قسم ثانی سے ہے، جیسے کہ تابیر النخل ہی کے واقعہ میں وضاحت سے معلوم ہو گیا،

لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام:

انتم اعلم بامور دنیاکم

ابطال نظریہ ثانیہ

اس نظریہ کا حاصل یہ ہے کہ حدیث، صحابۂ کرام کے لئے تو حجت تھی، ہمارے لئے حجت نہیں۔

اس سے لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کی رسالت صرف عہد رسالت کے ساتھ مخصوص تھی، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا قیامت تک پوری دنیا کے لیے ہونا آیات قرآنیہ سے واضح ہے مثلاً:

قولہ تعالیٰ:

۱- يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ﴿١٥٨﴾ (سورۂ اعراف آیت ۱۵۸)

۲۔ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ (سورۃ انبیاء، آیت ۱۰۷)

۳۔ وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا (سورۃ سبا آیت ۲۸)

۴۔ تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا (سورۃ الفرقان آیت ۱)

نیز یہ عقلاً اس لیے باطل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن حکیم کے براہ راست مخاطب تھے قرآن ان کی زبان اور محاورے میں نازل ہوا، ان کے ماحول میں نازل ہوا اور ان واقعات کا انہوں نے خود مشاہدہ کیا تھا جو آیات قرآنیہ کے لیے شان نزول بنے، رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے قرآن بلاواسطہ سنا، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے صحابہ تو حدیث رسول کے محتاج ہوں اور ہم محتاج نہ ہوں؟ حالانکہ ہمیں ان چیزوں میں سے ایک بھی حاصل نہیں، اور کسی کا کلام سمجھنے کے لیے یہ چیزیں سب سے زیادہ معاون ہوتی ہیں۔

ابطال نظریہ ثالثہ

اس نظریے کا حاصل یہ ہے کہ حدیث، حجت تو ہر زمانے کے لوگوں کے لیے ہے، لیکن ہم تک ان کے پہنچنے میں بہت واسطے آجانے کے باعث وہ قابل استدلال نہیں رہی۔

اس کے ابطال کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جن واسطوں سے ہم تک حدیث پہنچی ہے، انہیں سے ہم تک قرآن پہنچا ہے، پس لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ قرآن بھی حجت نہ ہو، اگر کہا جائے کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری تو خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُونَ (سورۃ حجر آیت ۹)

تو جواب یہ ہے کہ یہ آیت بھی تو ہم تک انہیں واسطوں سے پہنچی ہے لہذا نعوذ باللہ یہ بھی قابل استدلال نہ ہوگی، اور اگر کہا جائے کہ قرآن کا قرآن ہونا تو اس کے اعجاز سے معلوم ہوتا ہے، اور حدیث کلام معجز نہیں کہ اس کو پہچانا جاسکے تو قرآن حجت ہوگا حدیث حجت نہ ہوگی، تو جواب یہ ہے کہ قرآن کا معجز ہونا بھی تو ہمیں قرآن کی آیات تحدی سے معلوم ہوا۔

۲۔ منکرین کے اس نظریہ ثالثہ کا حاصل یہ ہے کہ احادیث واجب العمل تو ہیں ممکن العمل نہیں کیونکہ کثیر واسطوں کی وجہ سے ان کا علم نہیں، اور علم نہ ہونے کی وجہ سے عمل ممکن نہیں۔

اس نظریہ پر تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہے جو لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے قرآنی قانون کے منافی ہے۔

۳۔ یہ اوپر ثابت ہو چکا کہ قرآن فہمی حدیث کے بغیر ممکن نہیں، اور ظاہر ہے کہ جب تک قرآن سمجھ میں نہ آئے تو اس پر عمل کیسے ممکن ہوگا، پس اگر احادیث قابل اعتماد نہیں ہیں تو قرآن سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ممکن نہ رہا جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اس زمانے میں نعوذ باللہ ناقابل عمل ہو گیا۔

۴۔ قرآن کا وعدہ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُونَ (سورۃ حجر آیت ۹)

اور قرآن نام ہے نظم اور معنی جمیعاً کا، پس لفظ و معنی دونوں کی حفاظت کا وعدہ ہوا، اور معنی حدیث میں بیان کئے گئے ہیں پس بالواسطہ حدیث کی حفاظت کا وعدہ بھی اس آیت سے ثابت ہو گیا۔

۵- منکرین حدیث بہت زور شور سے کہا کرتے ہیں کہ محدثین بھی جانتے ہیں کہ حدیث ظنی ہے، حالانکہ قرآن نے اتباع ظن کی مذمت کی ہے اور اس کو علم کی ضد قرار دیا ہے:

كما في قوله تعالى:

مَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّ ﴿۱۵۷﴾ (سورۃ نساء، آیت ۱۵۷)

وكقوله تعالى:

إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِى مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ (سورۃ نجم، آیت ۲۸)

وفي قوله تعالى:

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۷۸﴾ (سورۃ بقرہ آیت ۷۸)

اس کا جواب یہ ہے کہ "ظن" قرآن حکیم اور لغت میں چار معنی میں استعمال ہوا ہے:

۱- **بمعنى اليقين كما في قوله تعالى:**

وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَٰشِعِينَ ﴿۴۵﴾ ٱلَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَٰقُوا۟ رَبِّهِمْ ﴿۴۶﴾ (سورۃ بقرہ آیت ۴۶)

۲- **بمعنى الرأي الغالب، كما في قوله تعالى:**

وَظَنَّ دَاوُۥدُ أَنَّمَا فَتَنَّٰهُ فَٱسْتَغْفَرَ رَبَّهُۥ ﴿۲۴﴾ (سورۃ ص آیت ۲۴)

۳- **بمعنى الشك كقوله تعالى:**

وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّ ﴿۱۵۷﴾ (سورۃ نساء آیت ۱۵۷)

۴- **بمعنى التخمين والوهم: (اٹکل) كما في قوله تعالى:**

إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ جاثیہ آیت ۲۴)

پس قرآن میں مذمت ظن بالمعنی الثالث والرابع کی ہے اور بالمعنی الاول والثانی کی تو مدح آئی ہے اور احادیث کا ظنی ہونا بالمعنی الاول والثانی ہے، چنانچہ احادیث متواترہ، یقین ضروری کا، اور احادیث مشہورہ یا وہ احادیث جو محفوف بالقرائن ہوں مثلاً مسلسل بالحفاظ ہوں، یقین استدلالی نظری کا فائدہ دیتی ہیں، (تصریح ابن حجر) اور عام اخبار آحاد جو محدثین کے نزدیک قابل استدلال ہیں، رائے غالب کا فائدہ دیتی ہیں اور رائے غالب یعنی ظن غالب عقلاً بھی حجت ہے عرفاً بھی اور شرعاً بھی، عقلاً اس لئے کہ اگر یہ حجت نہ ہو تو دنیا کا اکثر کاروبار معطل ہو جائے، کیونکہ ہر چیز میں علم یقینی کا حاصل ہونا ممکن نہیں، مثلاً اگر ظن غالب معتبر نہ ہو تو لازم آئے گا کہ ہم بازار سے کوئی چیز نہ خریدیں، کیونکہ یقینی نہیں کہ اس میں زہر یا نجاست ملی ہوئی نہیں، اور عرفاً اس لیے کہ روزمرہ کی زندگی میں ہم ظن غالب پر عمل کرتے

ہیں خود ثبوت نسب بھی ہر انسان کا ظن غالب ہی سے ہوتا ہے۔ کیا کوئی شخص یقین سے کہہ سکتا ہے کہ وہ کس کے نطفے سے پیدا ہوا، اگر پرویز صاحب ظن بمعنی الرای الغالب کی حجیت کے قائل نہیں تو ان کا ثبوت نسب نہ ہو سکے گا۔

اور شرعاً لیجئے کہ بے شمار مسائل میں شریعت نے ظن غالب ہی پر مدار رکھا ہے مثلاً انتقاض وضو، استقبال قبلہ، ثبوت نسب اور شہادات وغیرہ مثلاً دو مردوں کی شہادت کو حجت ملزمہ قرار دیا گیا ہے اور حد زنا میں اربعۃ رجال کی شہادت کو حجت بنایا گیا ہے، حالانکہ شہادت خواہ دو کی ہو یا چار کی، اس سے ظن غالب ہی حاصل ہوتا ہے، یقین حاصل نہیں ہوتا، احتمال کذب بہر حال رہتا ہے باوجود قرآن نے ان کو حجت قرار دیا ہے۔

۲- منکرین حدیث نے یہ مغالطہ بھی بہت پھیلایا ہے کہ احادیث صرف تیسری صدی سے لکھنے کا رواج ہوا ہے اسی زمانے میں صحاح ستہ وغیرہ لکھی گئی ہیں، اس سے پہلے عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عہد رسالت میں احادیث کے لکھنے کا رواج نہیں تھا، مؤلفین صحاح ستہ نے اپنی یادداشت سے رطب و یابس اور سچی جھوٹی باتیں جو عالم اسلام میں پھیلی ہوئی تھیں، اپنی کتابوں میں درج کر دیں، اور رسول اللہ ﷺ نے تو کتابت حدیث سے ممانعت بھی فرمادی تھی، چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مسلم، ترمذی میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تکتبوا عنی غیر القرآن ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ۔ (رواہ الترمذی فی کتاب العلم ورواہ مسلم ایضاً)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات سراسر غلط ہے کہ عہد رسالت و عہد صحابہ و تابعین میں احادیث کو لکھ کر محفوظ نہیں کیا گیا، واقعہ یہ ہے کہ کتابت حدیث کا سلسلہ عہد رسالت ہی سے مسلسل جاری ہے، جیسا کہ آگے تدوین حدیث کے عنوان میں بیان ہوگا، اور وہیں کتابت حدیث کی ممانعت کی حقیقت بھی وضاحت سے سامنے آجائے گی۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حفظ حدیث صرف کتابت میں منحصر نہیں، بلکہ حفظ حدیث کے تین طریقے شروع سے آج تک مسلسل جاری ہیں۔

۱- حفظ بالروایۃ، یعنی احادیث کو زبانی یاد کرنا اور دوسروں کو پہنچانا۔
۲- حفظ بالتعامل، یعنی احادیث پر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل۔
۳- حفظ بالکتابۃ، یعنی تحریر اور کتابت کے ذریعہ احادیث کو محفوظ کرلینا۔

۱- حفظ بالروایۃ

یہ طریقہ تحفظ حدیث کے لیے سب سے زیادہ مؤثر طور پر استعمال کیا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کی احادیث یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں لگی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو جو حیرتناک حافظہ عطا کیا تھا، وہ حفظ حدیث کی ناقابل انکار ضمانت ہے، ان کو گھوڑوں کے نسب نامے تک ازبر یاد ہوتے تھے، ایک ایک شخص کو سینکڑوں اشعار صرف ایک مرتبہ سن کر یاد ہو جاتے تھے، جب اتنی معمولی چیزوں کا یہ حال تھا تو حدیث نبوی جس کو یہ مدار دین سمجھ کر جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اسے یاد کرنا ان کے لیے کیا مشکل تھا، خصوصاً جبکہ روایت حدیث کا حکم رسول اللہ ﷺ نے مؤکد طور پر بار بار دیا تھا، مثلاً بلغوا عنی ولو آیۃ وغیرہ۔

ان حضرات کی حیرتناک قوت حافظہ کے عجیب و غریب واقعات کتب تاریخ و رجال میں دیکھے جاسکتے ہیں، مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا واقعہ ہے کہ مروان بن الحکم نے ان کے حافظے کا امتحان اس طرح لیا کہ ان کو بلا کر درخواست کی کہ مجھے حدیثیں سنائیے اور پردے کے پیچھے ایک کاتب کو بٹھا دیا کہ وہ خفیہ طور پر لکھتا رہے، احادیث کثیرہ جو انہوں نے اس وقت سنائیں وہ کاتب نے لکھیں، ایک سال بعد مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر بلایا اور درخواست کی کہ جو حدیثیں پچھلے سال آپ نے سنائی تھیں

دوبارہ سنادیجئے، کیونکہ مجھے پوری یاد نہ رہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی تمام حدیثیں بعینہ پچھلی ترتیب کے مطابق سنادیں اس مرتبہ بھی مروان نے کاتب کو بیٹھا دیا تھا جو لکھتا رہا تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے کے بعد جب دونوں نوشتوں کا مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کی کمی بیشی ان میں نہ تھی، نہ کسی حرف کو مقدم کیا تھا نہ موخر۔ تقریباً یہی حال دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین و تبع تابعین کا تھا جس کی مثالیں بیشمار ہیں، پھر راوی کتنا ہی قابل اعتماد کیوں نہ ہو، سننے والا اس کی روایت پر اس وقت تک اعتماد نہیں کرتا تھا جب تک وہ سند بیان نہ کرے اور سند کا ہر راوی حافظ اور ثقہ نہ ہو، اس کی تفصیلات بہت ہیں، یہاں صرف اشارہ مقصود ہے، واقعہ یہ ہے کہ حفظ حدیث کا اگر کوئی اور طریقہ نہ ہوتا، تب بھی اس طریقے کو حفاظت حدیث کا ضامن کہا جاسکتا تھا۔

۲- حفظ بالتعامل

حفظ حدیث کا دوسرا طریقہ تعامل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عام عادت تھی کہ وہ کوئی فعل مثلاً وضو وغیرہ اپنے شاگردوں کو دکھا کر کرتے اور فرماتے۔

هٰكذا رأيت رسول الله ﷺ يفعل –

اس کی مثالیں کثیر ہیں نیز خلفاء راشدین کے سامنے جب کوئی نیا مسئلہ آتا تو وہ صحابہ سے دریافت کرتے کہ کسی نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے اگر کسی نے سنا ہوتا تو بیان کر دیتا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسا اوقات اس راوی سے دو گواہ بھی طلب کر لیتے، اور اس روایت کے مطابق فیصلہ کر دیا جاتا، اور وہ حدیث حکومت کا قانون بن جاتی، ایسے بہت سے مسائل ہیں اور ان پر صدیوں تک مسلم حکومتیں عامل رہی ہیں، ظاہر ہے کہ جس حدیث پر بار بار عمل کیا جائے وہ ذہن میں کالنقش علی الحجر ہو جاتی ہے، اور یہ یاد کرنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے۔

۳- حفظ بالکتابۃ

حفظ حدیث کا تیسرا طریقہ کتابت ہے جو ابتدائے اسلام سے آج تک جاری ہے جس کی کچھ تفصیل تدوین حدیث میں آئے گی اس سے یہ بھی واضح ہوگا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس روایت میں کتابت حدیث سے منع فرمایا گیا ہے اس سے مراد مطلق ممانعت نہیں، بلکہ ابتدائے اسلام میں حدیث کو قرآن کے ساتھ ملا کر ایک چیز پر لکھنے سے منع کیا گیا تھا، تاکہ قرآن و حدیث باہم ملتبس نہ ہو جائیں، کیونکہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذہنوں میں اسلوب قرآنی ایسا راسخ نہ ہوا تھا کہ وہ ایک نظر میں دونوں کے مابین تمیز کر سکیں۔ لیکن حدیثیں قرآن سے الگ لکھنے کی ممانعت کسی زمانے میں نہیں ہوئی، محدثین کی بڑی جماعت نے اس حدیث کا یہی جواب دیا ہے احقر کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کیونکہ تدوین حدیث کی بحث سے واضح ہوگا کہ ہجرت مدینہ کے وقت سے آنحضرت ﷺ کی وفات تک احادیث لکھنے کا سلسلہ مسلسل جاری رہا ہے حدیثیں لکھنے کی علی الاطلاق ممانعت کسی زمانے میں نہیں ہوئی، اور بعد میں جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب میں اسلوب قرآنی خوب راسخ ہو گیا، تو قرآن و حدیث ایک ہی چیز پر لکھنے کی ممانعت بھی منسوخ ہو گئی جس کی دلیل ہرقل قیصر روم کے نام رسول اللہ ﷺ کا وہ نامہ مبارک ہے، جس میں اپنے ارشادات کے ساتھ آپ نے قرآن حکیم کی یہ آیت بھی لکھوائی ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ﴿۶۴﴾ (آل عمران آیت ۶۴)

یہ واقعہ ۶ ہجری کے اواخر یا ۷ ہجری کے اوائل میں ہوا ہے۔

تدوین حدیث

عہد رسالت میں رسول اللہ ﷺ نے احادیث لکھنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اس کا حکم فرمایا، اور صحابۂ کرام کی ایک جماعت احادیث کو قلمبند کرتی رہی، جن میں ایسے صحابہ بھی ہیں جنہوں نے دو چار احادیث لکھ کر محفوظ کیں اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ خود رسول اللہ ﷺ سے سن کر قلمبند کیا۔ نیز احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ وہ ہے جو خود رسول اللہ ﷺ نے املاء کرایا اور صحابہ کرام نے اسے لکھا، عہد رسالت میں کتابت حدیث کا جو کام ہوا اس کی تفصیل احقر کے رسالہ "کتابت عہد رسالت و عہد صحابہ میں" آگئی ہے جو "البلاغ" کی پہلی جلد میں بات آٹھ قسطوں میں شائع ہوا ہے یہاں اس کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

کتابت حدیث کی اجازت اور حکم

۱- امام ترمذی نے "کتاب العلم" میں روایت کیا ہے کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی احادیث سنتا ہوں وہ مجھے پسند آتی ہیں، مگر بھول جاتا ہوں، آپ نے فرمایا:

استعن بیمینک واوما بیدہ لخط

۲- مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ میں مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے مستند حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع نے بھی کتابت حدیث کی اجازت مانگی تھی جو آپ ﷺ نے مرحمت فرمائی، ابو رافع نے جو احادیث لکھیں، ان کی نقل در نقل کا سلسلہ بھی جاری رہا، طبقات ابن سعد میں حضرت سلمیٰ کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ:

رأیت ابن عباس معہ الواح یکتب علیھا عن ابی رافع شیئا من فعل رسول اللہ ﷺ

پھر ابن عباس کے بارے میں ترمذی کی "کتاب العلل" کی روایت سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو احادیث لکھوائیں نیز طبقات ابن سعد ہی میں ہے کہ ابن عباس کے انتقال کے وقت ان کی اتنی تالیفات موجود تھیں کہ اونٹ پر لادی جاتی تھیں۔

۳- فتح کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں انسانی حقوق وغیرہ کے احکام تھے، یمن کے سردار ابو شاہ نے عرض کیا کہ یہ مجھے لکھوا دیجئے آپ نے حکم فرمایا کہ:

اکتبوا لابی شاہ — (صحیح بخاری کتاب العلم)

۴- مستدرک حاکم میں مرفوعاً روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا "قیدوا العلم" حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا:

ما تقییدہ؟ قال الکتابۃ

چنانچہ ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ بیان منقول ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو احادیث سنتا وہ لکھ لیا کرتا تھا بعض لوگوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کبھی نشاط میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت غضب میں اس لئے آپ کی ہر بات لکھ لینا مناسب نہیں ابن عمرو فرماتے ہیں میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اس سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی" چنانچہ ابو داؤد، مسند احمد، مستدرک حاکم وغیرہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے احادیث کا ایک بڑا مجموعہ لکھ کر تیار کر لیا تھا اور اس کا نام انہوں نے "الصحیفۃ الصادقۃ" رکھا تھا، اس میں سب وہ احادیث تھیں جو انہوں

نے رسول اللہ ﷺ سے یاد یا لکھ لی تھیں اور اسے وہ بہت حفاظت سے رکھتے تھے۔ بخاری کتاب العلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ:

ما من اصحاب النبی ﷺ احد اکثر حدیثا عنه منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانه یکتب و لا اکتب

اس سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو کے پاس جو احادیث محفوظ تھیں وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث سے زیادہ تھیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو روایات ہم تک پہنچی ہیں ان کی کل تعداد (۵۳۶۴) پانچ ہزار تین سو چونسٹھ ہے (مرقات) تو حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس احادیث یقیناً اس سے زیادہ تھیں اور یہ بات اوپر ثابت ہو چکی ہے کہ انہوں نے جتنی احادیث سنی تھیں لکھ لی تھیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیفہ صادقہ میں احادیث کی تعداد (۵۳۶۴) سے زیادہ تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بخاری کی تعداد تقریباً (۴۰۰۰) بیان کی گئی ہے اس کی تائید "اسد الغابہ" میں ابن عمرو کے اس بیان سے ہوتی ہیں فرماتے ہیں کہ:

حفظت عن رسول اللہ ﷺ الف مثل

میں نے ایک ہزار امثال رسول اللہ ﷺ سے یاد کی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ لکھی ہوئی تھیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو جب صحیفہ صادقہ میں امثال کی تعداد ایک ہزار تھی تو سادہ و اسلوب کی احادیث اس سے یقیناً چند گنا زیادہ ہوں تو تعجب نہیں یہ صحیفہ صادقہ ان سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا چنانچہ ان کے پڑپوتے حضرت عمرو بن شعیب جو مشہور محدث ہیں صحیفہ صادقہ کو سامنے رکھ کر اس کا درس دیا کرتے تھے اس صحیفہ صادقہ کی احادیث کثیر تعداد میں امام احمد نے اپنی مسند میں نقل کر دیں اسی طرح اس صحیفہ صادقہ کی احادیث ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ کتب حدیث میں منتقل ہوئیں۔

حافظ ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" میں یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی کے حوالے سے اس صحیفے کی احادیث کی یہ علامت ذکر کی کہ جو حدیث بھی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ہو وہ اس صحیفے کی حدیث ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

اوپر کی تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس (۵۳۶۴) سے زیادہ احادیث محفوظ تھیں حالانکہ ان کی مرویات جو موجودہ کتب حدیث میں ملتی ہیں صرف سات سو (۷۰۰) ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ زیادہ احادیث محفوظ ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ سب کی سب بعد کے لوگوں کو بھی پہنچی ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس احادیث اگرچہ عبداللہ بن عمرو سے کم تھیں مگر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی تبلیغ و تدریس کے زیادہ مواقع ملے کیونکہ ان کا قیام مدینہ طیبہ میں تھا جو عہد صحابہ میں مرکز علوم نبوت تھا تشنگان علوم سب سے پہلے وہیں پہنچتے تھے پھر ان کا خاندان مدینہ میں نہیں تھا جس کے باعث ان پر گھریلو ذمہ داریاں بہت کم تھیں چنانچہ انہوں نے تبلیغ حدیث ہی کو اپنا مشغلہ بنا لیا تھا، بخلاف ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ان کا قیام اپنے والد عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام وغیرہ میں رہا، ان کے والد مصر کے حاکم تھے نظم حکومت اور جہاد وغیرہ کی مشغولیات ان سے وابستہ تھیں باپ بیٹے دونوں کو جنگ صفین میں بھی شریک ہونا پڑا تھا ان حالات میں انہیں اپنی محفوظ احادیث کی روایت کا زیادہ موقع نہ مل سکا بہذا ہم تک وہ صرف ۷۰۰ کی تعداد میں پہنچ سکیں۔

۵- ہجرت کے سفر میں جب سراقہ بن مالک آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کی نیت سے پہنچا مگر آپ کے معجزے نے اسے عاجز کر دیا تو واپس

جاتے وقت اس نے درخواست کی کہ آپ مجھے امان نامہ لکھ دیجئے تاکہ جب آپ کو غلبہ حاصل ہو تو میں مامون رہوں، آپ نے امان نامہ لکھوادیا، ظاہر ہے کہ یہ بھی حدیث تھی۔

۲- ہجرت کے صرف پانچ ماہ بعد آپ نے قرب وجوار کے غیر مسلموں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا اور اسے لکھا گیا یہ باون (۵۲) دفعات پر مشتمل تھا (سیرت المصطفیٰ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، والوثائق السیاسیہ ڈاکٹر حمید اللہ پی۔ایچ۔ڈی فرانس) اسے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور مملکت قرار دیا ہے۔

۷- صحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بھی احادیث کا ایک صحیفہ تحریری موجود تھا جو وہ اپنے خطبات اور مجلسوں میں سامنے رکھ کر اس کے مضامین سنایا کرتے تھے، یہ "صحیفہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے نام سے مشہور ہے، صحیح بخاری میں اس کا ذکر چند جگہ آیا ہے، مثلاً ایک جگہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ما كتبنا عن النبي ﷺ الا القرآن وما في هذه الصحيفة –

اس صحیفہ کا جن احادیث میں ذکر ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت سے مسائل پر مشتمل تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے "قراب السیف" میں رکھتے تھے۔

۸- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیفات

مقدمہ فتح الملہم میں اور مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب "تدوین حدیث" میں بحوالہ مستدرک حاکم روایت ہے کہ سعید بن ہلال فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت انس سے احادیث لکھنے کے لئے اصرار کرتے تو وہ ہمارے لئے مختلف بیاض (دفتر) نکالتے اور فرماتے:

هذه سمعتها من رسول الله ﷺ فكتبتها وعرضت

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ حضرت انس کے پاس احادیث کے کئی تحریری مجموعے تھے کیونکہ روایت میں "مجالاً" کا لفظ ہے جو "مجلہ" کی جمع ہے، دوسری بات جو زیادہ اہم ہے یہ کہ انہوں نے یہ احادیث لکھ کر برغرض تصحیح رسول اللہ ﷺ کو پیش بھی کر دی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعے رسول اللہ ﷺ کی توثیق فرمودہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹوں کو بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ:

قيدوا العلم بالكتاب – ([illegible])

نیز مسلم شریف (جلد ۱ صفحہ ۴۴، کتاب الایمان، باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة) میں روایت ہے کہ عتبان بن مالک نے ایک حدیث مرفوع محمود بن الربیع کو سنائی، اور محمود نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنائی تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

فاعجبني هذا الحديث فقلت لابني "اكتبه فكتبه"

۹- کتاب الصدقہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے ایک کتاب "کتاب الصدقہ" لکھوائی تھی جس میں مویشیوں کی زکوٰۃ اور عشروں کے مفصل احکام تھے، یہ آپ اپنے عاملوں کو بھیجنا چاہتے تھے، مگر آپ کا وصال ہو گیا، آپ کے بعد یہ کتاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس رہی، اس کے بعد حضرت عمر کے پاس، دونوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں اس پر عمل کیا اور کرایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد یہ ان کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی، یہاں تک کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فاروق اعظم کے پوتے حضرت سالم سے اس کا نسخہ حاصل کیا اور یہ نسخہ انہوں نے امام زہری کو دیا، جب کہ ابن شہاب زہری نے یہ پہلے سے حضرت سالم سے پڑھ کر حفظ کیا ہوا تھا اور امام زہری اسے سامنے رکھ کر اس کا درس دیا کرتے تھے، یہ سب تفصیل سنن ابی داؤد میں مذکور ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کتاب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھوائی تھی، جس کے حوالے سے صحیح بخاری میں مسائل زکوٰۃ کی احادیث، کتاب الزکوٰۃ میں کئی جگہ آئی ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ کتاب بھی مذکورہ بالا کتاب الصدقہ کی نقل ہو، کیونکہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر لگی ہوئی تھی۔

۱۰- صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب آپ ﷺ نے نجران کا عامل بنا کر بھیجا تو ایک ہدایت نامہ بھی ان کو دیا۔ جس میں زکوٰۃ[1] وعشر وغیرہ کے بہت سے احکام تھے، انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور اسے محفوظ رکھا، پھر وہ ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کے پوتے ابو بکر بن محمد سے اس کی نقل امام ابن شہاب زہری نے حاصل کی، جسے سامنے رکھ کر ابن شہاب زہری درس حدیث دیا کرتے تھے، پھر اس صحیفے کی احادیث بعد میں تالیف ہونے والی کتب مثلاً موطا امام مالک، مسند احمد، مسند دارمی، نسائی اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں شامل کرلی گئیں، حافظ ابن حجر نے اس صحیفے کو "تلخیص الحبیر" میں خبر مشہور قرار دیا ہے۔

۱۱- عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تالیف

انہوں نے نہ صرف مذکورہ صحیفہ کو محفوظ رکھا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے دیگر اکیس (۲۱) نوشتے جو مختلف قبائل کو لکھے گئے تھے، جمع کرکے ایک تالیف کی شکل دی، جسے عہد رسالت کی سیاسی وسرکاری تحریروں کا اولین مجموعہ قرار دیا جاسکتا ہے، یہ تالیف ابن طولون کی کتاب "اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین" کا ضمیمہ بنادی گئی ہے، جو چھپ چکی ہے، ابن طولون کی اس کتاب کا نسخہ بخط مؤلف کتب خانہ "المجمع العلمی" میں محفوظ ہے۔ (او ثائق السیاسیہ، مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ)

۱۲- کئی اور صحیفے

ایسے کئی اور صحیفوں کا ذکر کتب سیر وحدیث میں ملتا ہے، جو آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بحیثیت عامل بھیجتے وقت ان کو لکھوا کر دیئے، مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علاء بن الحضرمیؓ کو "بحرین ہجر" (قریہ کا نام) کی طرف بھیجتے وقت، اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مالک بن مدارہ کو اہل یمن کی طرف بھیجتے وقت ایک ایک صحیفہ دیا تھا۔

۱۳- نو مسلم وفود کیلئے صحائف

جو وفود مشرف باسلام ہو کر اپنے وطن گئے، ان میں سے متعدد وفود کو آپ نے اسلامی تعلیمات پر مشتمل تحریر لکھ کر دیں تاکہ وہ اپنی قوم میں ان کی تبلیغ کریں، طبقات ابن سعد (ذکر وفادات العرب) میں اس کی بہت سی مثالیں اور صحیفوں کے متون درج ہیں، مثلاً حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وطن جانے لگے، تو ان کی درخواست پر ان کو تین نوشتے عطا فرمائے، اسی طرح منقذ بن حیان

---

[1] ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق اس میں صدقات، دیات، فرائض اور سنن کے احکام تھے۔ (جامع بیان العلم صفحہ ۷۱ جلد ۱) اس صحیفہ کی باقی سب تفصیلات مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ سے اور "او ثائق السیاسیہ" سے ماخوذ ہیں۔)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغرض تجارت مدینہ آئے اور حضورﷺ کی زیارت کی برکت سے مشرف باسلام ہوگئے، واپسی کے وقت آپ نے ان کو ایک تحریر عطا فرمائی جو اسلامی تعلیمات پر مشتمل تھی، تاکہ یہ اپنی قوم میں تبلیغ کریں، شروع میں تو اس خط کو انہوں نے چھپائے رکھا، پھر اپنے خسر کو جو قوم کے سردار تھے یہ کتاب دکھائی، وہ مشرف باسلام ہوگئے، پھر قوم کو بھی یہ خط سنایا تو وہ بھی مشرف باسلام ہوگئی، پھر اس قوم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا، جو وفد عبدالقیس کے نام سے معروف ہے، اور جس کا ذکر صحیح مسلم کتاب الایمان وغیرہ کتب حدیث میں کافی تفصیل سے آیا ہے۔

۱۴- تبلیغی خطوط

۶ ہجری کے اواخر میں صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے مختلف ممالک اور قبائل کے سربراہوں کے نام تبلیغی خطوط روانہ کئے، روم، فارس، مصر اور حبشہ کے بادشاہوں کے نام بھی خطوط بھیجے، ان میں سے ہرقل قیصر روم کے نام خط کا پورا متن صحیح بخاری کے بالکل شروع میں "باب کیف کان بدء الوحی" میں مذکور ہے، ایسے خطوط کو طبقات ابن سعد کے ایک باب میں یکجا کردیا گیا ہے اور طبقات ابن سعد میں ایسے ایک سو پانچ خطوط کا پورا متن مذکور ہے، الوثائق السیاسیہ میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ایسی تقریباً دو سو پچاس تحریریں مع متن مستند حوالوں کے ساتھ نقل کی ہیں، ان میں سے بعض خطوط جو قیصر روم اور مقوقس حاکم مصر اور نجاشی شاہ حبشہ کے نام بھیجے گئے تھے ان کے اصل نسخے دریافت ہوچکے ہیں، جو محفوظ ہیں اور ان کے فوٹو کراچی سے چھپ چکے ہیں، ان میں آنحضرت ﷺ کی مہر بھی ثبت ہے، کسریٰ پرویز، شاہ فارس کے نام جو خط بھیجا گیا تھا اس کی اصل بھی چند سال پہلے مل گئی ہے، اس کا فوٹو اور مفصل روئیداد "البلاغ" میں چھپ چکی ہے، فوٹو میں تیسری سے دسویں سطر تک چاک ہونے کا نشان ہے۔

۱۵- سرکاری وثیقے

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں بارہ لاکھ مربع میل کا علاقہ آپ کے زیر حکومت آچکا تھا، اس کے انتظامات کیلئے آپ کو کس قدر تحریری کام کرانا پڑتا ہوگا ظاہر ہے، جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱- جنگی ہدایات

اس کی ایک مثال بخاری "کتاب العلم باب ما یذکر فی المناولہ" میں بھی ملتی ہے:

کتب لامیر السریة کتابا وقال لا تقرئه حتی تبلغ مکانا کذا وکذا، فلما بلغ ذلك المکان قرأه علی الناس، واخبرهم بامر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔

۲- امان نامے

بہت سے لوگوں کو آپ نے امان نامے لکھوا کر دیئے، جس کی ایک مثال سراقہ بن مالک کے واقعہ میں بیان ہوچکی ہے، بہت سی مثالیں طبقات ابن سعد وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

۳- جاگیروں کے ملکیت نامے

بہت سے صحابۂ کرام کو آپ نے جاگیریں عطا فرمائیں، اور ان کے ملکیت نامے لکھوا کر انہیں دیئے، مثلاً ایک جاگیر نامہ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک حضرت زبیر بن العوام کو عطا فرمایا، (طبقات ابن سعد) اس کی مثالیں بھی بہت ہیں۔

۴- تحریری معاہدے

ایسے معاہدوں کی تعداد بہت ہے جو دوسری قوموں سے کرتے وقت آپ نے قلمبند کرائے، مثلاً ہجرت کے پانچ ماہ بعد آس پاس کے قبائل سے آپ نے معاہدہ کیا تھا، جو باون (۵۲) دفعات پر مشتمل تھا، اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ لکھا گیا، سیرت اور حدیث کی سب کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

خلاصہ

کتاب الصدقہ سے یہاں تک جتنی مثالیں ذکر کی گئیں، ظاہر ہے کہ یہ سب احادیث تھیں اور ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ آپ نے خود املا کرائی تھیں، ان تمام تاریخی شواہد کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ عہد رسالت میں کتابت حدیث کی مطلق ممانعت تھی؟ اس سوال کا اس کے سوا کوئی جواب نہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے جو ممانعت معلوم ہوتی ہے اسے کسی خاص صورت پر محمول کیا جائے، اور وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قرآن و حدیث ایک چیز پر لکھنے کی ممانعت فرمائی تھی، تاکہ التباس نہ ہو، صحیفۂ قرآن الگ رہے، اس کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے ہوتی ہے جو خود حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ ہم جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتے تھے لکھتے جاتے تھے، آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو پوچھا، تم یہ کیا لکھ رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا

ما نسمع منك فقال أكتاب مع كتاب الله امحضوا كتاب الله خلصوه.

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا آگ میں جلا دیا، اس میں آپ ﷺ نے صراحتاً "**كتاب مع كتاب الله**" پر نکیر فرمائی جو معیت کے ساتھ مقید ہے، اور کتاب اللہ کو خالص رکھنے کی تاکید فرمائی، معلوم ہوا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو روایت امام ترمذی نے ذکر فرمائی مختصر ہے، اور مفصل روایت وہ ہے جو مسند احمد کے حوالے سے یہاں نقل کی گئی، پس ترمذی کی روایت کو مسند احمد کی روایت سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش ایسی ہی غلطی ہے جیسے "**لا تقربوا الصلوة**" کو "**وانتم سكارى**" سے الگ کر کے سمجھنے کی کوشش۔

عہدِ صحابہ میں کتابتِ حدیث

عہد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کتابت حدیث کا کام اور بھی زیادہ وسعت اور تیزی کے ساتھ ہوا، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے یہ خدمت انجام دی، اس دور میں حدیث کی انفرادی کتابت کے علاوہ یہ صورت بھی بکثرت جاری رہی، کہ بذریعہ خط و کتابت صحابہ نے ایک دوسرے کو یا بعض تابعین کو احادیث لکھ کر بھیجیں، صحیح مسلم میں ایسے کئی واقعات مذکور ہیں۔

مثلاً حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شرعیہ سے متعلق کئی احادیث حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر بھیجیں۔ (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۱۸)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھا کہ، ایسی حدیث جو آپ نے حضور ﷺ سے سنی ہو، مجھے لکھ کر بھیجیں، جواب میں حضرت عائشہ نے ایک حدیث لکھ کر بھیجی۔ (مشکوٰۃ شریف مع مرقاۃ طبع قدیم صفحہ ۲۹۳ جلد ۲، مسلم جلد ۲)

اسی طرح کی بیسیوں مثالیں اس دور میں ملتی ہیں، علاوہ ازیں اس دور میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث کی متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ احادیث، رسول اللہ ﷺ سے سننے کے فوراً بعد نہیں لکھتے تھے مگر بعد میں لکھ لیتے تھے اور ان کے پاس اپنی عام روایات لکھی ہوئی محفوظ تھیں چنانچہ ایک مرتبہ ان کے ایک شاگرد حسن بن عمرو نے ان کو ایک حدیث سنائی، اور کہا کہ یہ حدیث میں نے آپ سے سنی ہے، تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"ان کنت سمعته منی فهو مکتوب عندی"۔ (جامع بیان العلم لابن عبد البر صفحہ ۷۴ جلد ۱)

یہ شاگرد فرماتے ہیں:

"فاخذ بیدی الی بیته فارانا کتبا کثیرة من حدیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فوجد ذلك الحدیث، فقال قد اخبرتك انی ان کنت حدثتك به فهو مکتوب عندی۔"

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی ساری مرویات لکھ کر یا لکھوا کر محفوظ کرلی تھیں، نیز ان کے احادیث کے مجموعے، متعدد لوگوں نے ان سے سن کر لکھے، چونکہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے املاء کردہ ہیں، اس لئے درحقیقت یہ انہی کی تالیف قرار دی جائیں گی، اس طرح آپ کی کئی تالیفات اس دور میں تیار ہوئیں، جو یہ ہیں:

۱- پیچھے بیان ہوا ہے کہ مروان بن الحکم نے آپ سے سنی ہوئی احادیث، پردے کے پیچھے کاتب کو بٹھا کر لکھوائی تھیں، اور اگلے سال اس تحریر کا مقابلہ بھی کر کے اسے اور بھی موثق کرلیا تھا۔

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد بشیر بن نہیک کا بیان ہے کہ، میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کچھ سنتا تھا لکھ لیتا تھا، جب میں نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی لکھی ہوئی کتاب ان کے پاس لائی، اور ان سے کہا کہ، یہ وہ ہے جو میں نے آپ سے سنی ہے، تو انہوں نے فرمایا: نعم۔

(جامع بیان العلم صفحہ ۷۲ جلد ۱، باب الرخصة فی جواز کتابة العلم)

۳- الصحیفۃ الصحیحۃ

یہ صحیفہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد ہمام بن منبہ کو املاء کرایا تھا، اس کی سند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ تک اس طرح ہے:

"عن عبد الرزاق عن معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة"۔

اس صحیفے کی احادیث کو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں، اور امام بخاری و مسلم نے اپنی کتابوں میں نقل کر لیا ہے، لہٰذا اس صحیفے کا الگ درس و تدریس کا وہ رواج و اہتمام باقی نہ رہا تھا جو ان کتابوں کی تالیف سے پہلے تھا، یہ صحیفہ صدیوں سے نایاب تھا، بعض خاص خاص کتب خانوں سے اس کے قلمی نسخے دستیاب ہوئے، ایک نسخہ برلن جرمنی کے کتب خانے سے اور ایک دمشق کے کتب خانے سے دستیاب ہوا اسے بڑی تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے شائع کر لیا، یہ دونوں نسخے عبد الرزاق کے شاگرد ابو الحسن السلمی کی روایت سے نسلاً بعد نسلٍ صدیوں تک درس و تدریس کے ذریعہ منتقل ہوتے رہے، ان کو صحیحین اور مسند احمد کی روایتوں سے ملایا جاتا ہے تو ایک حرف کا فرق نہیں رہتا۔

۴- حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے والد عبد العزیز، جو مصر کے گورنر تھے، انہوں نے کثیر بن مرارہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کی جو احادیث ہوں، ہمیں لکھ بھیجو، "الا حديث ابی هريرة فانه عندنا" اس سے معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ کی تمام مرویات لکھی ہوئی عبد العزیز کے پاس محفوظ تھیں۔

۵- ہمام بن منبہ کے بھائی فرماتے ہیں کہ، حضرت ابو ہریرہ نے مجھے اپنی کتابیں دکھائیں۔ (مقدمہ صحیفہ ہمام)

صحیفہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحیفہ تالیف کیا تھا جس میں حج سے متعلق احادیث تھیں، حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ مجھے سورۂ بقرہ کے مقابلہ میں صحیفہ جابر زیادہ یاد ہے، انہوں نے وہب بن منبہ کو بھی احادیث املاء کرائی تھیں، اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کے صحیفے سے احادیث روایت کی ہیں، اور بھی متعدد ان کے شاگردوں نے اس صحیفے کی روایت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ)

"ونقل ابن عبد البر فی جامع بيان العلم (صفحه ۷۲ جلد ۱) عن الربيع بن سعد قال رايت جابرا يكتب عند ابن سابط فی الواح."

رسالۃ سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی احادیث کا ایک مجموعہ تالیف کیا تھا، جسے ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "تہذیب التہذیب" میں نسخۂ کبیرہ سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا کہ "فيه علم كثير" اس رسالے کی روایت ان کے صاحبزادے نے کی ہے۔

رسالۃ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہوں نے بھی ایک صحیفہ تالیف کیا تھا، جس کی روایت ان کے صاحبزادے نے کی ہے۔

حضرت براء بن عازب کا املاءِ احادیث

"عن عبد الله بن خنيس قال رأيتهم عند البراء يكتبون على ايديهم بالقصب"۔ (جامع بیان العلم صفحہ ۷۳ جلد ۱)

حضرت ابن عباس کی تالیفات

۱- ترمذی نے کتاب العلل میں روایت کی ہے کہ ابن عباس کے پاس طائف کے کچھ لوگ آئے اور ان سے احادیث سننے کی درخواست کی، آپ نے انہیں احادیث املاء کرائیں۔

۲- عن سعید بن جبیر انه كان مع ابن عباس فيستمع منه الحديث فيكتبه في واسطة الرحل فاذا انزل نسخه.
(جامع بیان العلم صفحہ ۷۲ جلد ۱)

۳- طبقات ابن سعد میں روایت ہے کہ انہوں نے اپنے انتقال کے وقت اتنی کتابیں چھوڑیں کہ وہ اونٹ پر لادی جاتی تھیں۔

۴- ایسی ہی کئی مثالیں کتب حدیث میں ملتی ہیں کہ ابن عباس نے دوسرے شہروں میں بعض کو احادیث بذریعہ خط بھیجیں۔

"عن يحيى بن ابي كثير قال ابن عباس "قيدوا العلم بالكتاب." (جامع بیان العلم صفحہ ۷۲ جلد ۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیف

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی احادیث لکھی ہوئی موجود تھیں، ان کے شاگرد نافع ہیں جن کی روایت امام مالک عن نافع عن ابن عمر بکثرت کرتے ہیں اور اس سند کو محدثین سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔

نافع کے ایک شاگرد فرماتے ہیں:

"انه رای نافعا مولی ابن عمر يملي علمه، ويكتب بين يديه"

معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لکھی ہوئی احادیث موجود تھیں، جن کی نقل نافع نے تیار کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ تو معلوم نہیں کہ انہوں نے خود بھی احادیث لکھی ہیں کہ نہیں[1] لیکن ان کی شاگردہ رشیدہ عمرہ بنت عبدالرحمن کے پاس جن کی پرورش انہوں نے بچپن سے کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی احادیث لکھی ہوئی تھیں، چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے جب سرکاری طور پر تدوین حدیث کا کام شروع فرمایا، تو مدینے کے حاکم ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ، عمرہ بنت عبدالرحمن اور قاسم بن محمد کے پاس حضرت عائشہ کی جو احادیث ہیں انہیں نقل کرکے بھیجو، نیز حضرت عائشہ کے بھانجے اور خاص شاگرد حضرت عروہ نے بھی احادیث کی کئی کتابیں لکھی تھیں، جو بظاہر انہی سے مروی ہوں گی، مگر یوم حرہ میں وہ ضائع ہوگئیں، جس پر وہ فرمایا کرتے تھے:

"وددت لو ان عندي كتبي باهلي ومالي"۔

حضرت مغیرۃ بن شعبہ

صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں کئی مثالیں ملتی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو لکھا کہ، مجھے حدیث نبوی لکھ کر بھیجو، اور مغیرہ بن شعبہ نے اپنے کاتب "وراد" سے احادیث لکھوا کر ان کو بھیجیں۔

---

[1] سوائے اس حدیث کے جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر بھیجی تھی، ملاحظہ ہو مرقاۃ۔ (صفحہ ۹۶ جلد ۱ مقدمہ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کتابت حدیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں پانچ سو احادیث جمع کی تھیں، لیکن رات کو لیٹے تو کروٹیں بدلتے رہے، سو نہ سکے، میں نے پریشان ہو کر وجہ پوچھی، تو فرمایا مجھے خوف ہے کہ میں اس حالت میں مر جاؤں کہ یہ مکتوب احادیث میرے پاس موجود ہوں اور ان میں ایسی حدیثیں بھی ہوں جو کسی ایسے شخص سے مروی ہوں جس پر میں نے اعتماد کیا ہو، حالانکہ وہ اس طرح نہ ہوں جس طرح اس شخص نے ہم کو سنائی ہیں، چنانچہ مجھے حکم دیا کہ وہ احادیث لاؤ، پس ان کو جلا دیا۔ اس روایت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

"خشیت ان اموت وھی عندی فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ائتمنته ووثقته ولم یکن کما حدثنی فاکون نقلت ذلک فھذا لا یصح، واللہ اعلم" (تذکرۃ الحفاظ)

منکرین حدیث اس واقعے سے دو نتیجے نکالتے ہیں۔

۱- احادیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حجت نہیں تھیں۔

۲- وہ احادیث لکھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

مگر یہ دونوں نتیجے غلط ہیں، پہلا اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد جب حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان سے شکایت پیش آئی اور دونوں نے میراث کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اس کے جواب میں حدیث ہی سے استدلال کیا تھا۔

"نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقة"

نیز پورے دور خلافت میں جب بھی کوئی نیا قضیہ پیش آیا اور قرآن میں اس کا صریح حکم نہ ملا تو آپ کا معمول تھا کہ صحابہ کرام سے پوچھتے کہ کیا کسی نے اس مسئلے میں کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ کی سنی ہے؟ اگر مل جاتی تو اسی کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ اور بسا اوقات راوی سے گواہ بھی طلب فرماتے، ایسے قضایا کئی ہیں، مثلاً میراث جدہ کے قضیہ میں حدیث ہی کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا، نیز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات، طرق کی تعداد حذف کر کے تقریباً ڈیڑھ سو (۱۵۰) ہیں (ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ) اگر حدیث ان کے نزدیک حجت نہ ہوتی، تو ان ڈیڑھ سو حدیثوں اور متعدد قضایا کا کیا جواب ہوگا؟

اور دوسرا نتیجہ اس لئے غلط ہے کہ خود ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کتاب الصدقہ لکھوائی جو پانچ سو (۵۰۰) احادیث ہی پر مشتمل تھی، اس کا کچھ ذکر پیچھے بھی گذرا ہے۔ (بخاری شریف اول کتاب الزکوٰۃ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکورہ پانچ سو احادیث لکھنا خود جواز کتابت کی دلیل ہے، کیونکہ انہوں نے یہ کہہ کر نہیں جلایا کہ لکھنا میرے نزدیک جائز نہیں، اور کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو احادیث لکھا کرتے تھے، کبھی منع کیا ہو، اس لئے یہ کہے بغیر چارہ کار نہیں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان احادیث کو صرف اس وجہ سے جلایا تھا کہ انہی کے عہد خلافت میں قرآن کریم کو کتابی شکل میں یکجا کیا گیا تھا، جس کا صرف ایک نسخہ سرکاری طور پر محفوظ تھا، اگر احادیث کا مجموعہ بھی ان کے پاس مکتوب صورت میں محفوظ ہوتا، تو اس کی حیثیت بھی سرکاری نسخے کی ہوتی اور اس کو بھی ایسا ہی قطعی سمجھا جاتا جیسا کہ قرآن کریم، حالانکہ یہ پانچ سو احادیث سب کی سب قطعی الثبوت نہیں تھیں، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے الفاظ

"فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ائتمنته ووثقته ولم یکن کما حدثنی فاکون قد نقلت ذلک فھذا لا یصح

واللہ اعلم۔"

سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایسی احادیث بھی تھیں جو آپ نے کسی اور شخص کے واسطے سے سنی تھیں، اور وہ شخص بھی رجل نکرہ تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رواۃ حدیث کے نام بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حدیثوں کے ساتھ نہیں لکھے تھے، پس اگر یہ لکھی ہوئی محفوظ رہ جاتیں تو ابوبکر صدیق کے پاس ہونے کی وجہ سے ان کی حیثیت قطعی الثبوت سمجھی جاتی کالقرآن الکریم، حالانکہ ان میں احادیث ظنی الثبوت بھی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کتابت حدیث

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مجموعہ احادیث لکھنے کا ارادہ کیا تھا، جامع بیان العلم میں ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ تفصیل سے سند کیساتھ نقل کیا ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے:

"انی کنت اریدان اکتب السنن وانی ذکرت قوما کانوا قبلکم کتبوا کتبا فاکبوا علیہا وترکوا کتاب اللہ وانی واللہ لا اشوب کتاب اللہ بشیء ابدا۔"

اسی واقعے میں تحریر ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ لیا، ان سب نے انہیں لکھنے کا مشورہ دیا، پھر یہ ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے، پھر مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔　(جامع بیان العلم، ابن عبدالبر، صفحہ ۶۴ جلد ۱)

منکرین حدیث اس واقعے سے بھی وہی دو نتیجے نکالتے ہیں، مگر وہ دونوں یہاں بھی غلط ہیں۔

پہلا اس لئے کہ ان کی پوری زندگی شاہد عدل ہے کہ حدیث کے اتباع کو یہ جزء ایمان سمجھتے تھے اور پورے دور خلافت میں جب کوئی نیا قضیہ پیش آیا اور قرآن کریم میں اس کا صریح حکم نہ ملا، تو صحابہ کرام سے اس کے بارے میں حدیث دریافت کرتے، مل جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے، اور بسا اوقات یہ بھی راوی کو گواہ پیش کرنے پر مامور کرتے، اگر حدیث ان کے نزدیک حجت نہ ہوتی، تو خود بھی روایت حدیث نہ کرتے، حالانکہ ان کی مرویات، طرق کی تعداد نکال کر دو سو سے زیادہ ہیں۔

اور دوسرا نتیجہ اس لئے غلط ہے کہ اگر کتابت حدیث ان کے نزدیک جائز نہ ہوتی تو صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد، جو احادیث لکھتی چلی آرہی تھی ان سب کو کتابت سے منع فرمادیتے مگر کسی قابل اعتماد روایت سے ثابت نہیں کہ انہوں نے منع فرمایا ہو، بلکہ اس کے برعکس "جامع بیان العلم (صفحہ ۷۲ جلد ۱)" میں ابن عبدالبر نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے:

"قیدوا العلم بالکتاب"

جب کہ بعض روایتیں ملتی ہیں کہ انہوں نے اکثار فی الحدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سختی سے منع فرمایا، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم نے جو احادیث لکھی ہیں وہ سب میرے پاس لاؤ، پھر منگوا کر انہیں جلا دیا، نیز اپنا فرمان دوسرے بلاد اسلامیہ میں بھیجا کہ جس کے پاس کچھ ہو وہ مٹادے۔ ان سب روایات کو محدثین نے مشتبہ قرار دیا ہے اور ان کے راویوں پر جرح کی ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر ان روایات کو مان لیا جائے تب بھی یہ ممانعت اکثار فی الحدیث کی تھی، تاکہ لوگ بے احتیاطی سے روایت نہ کریں اور طلبہ دوسرے نہ لکھیں، اور خود نہ لکھنے میں وہی خطرہ تھا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا تھا، کہ اس وقت تک قرآن شریف کا سرکاری نسخہ صرف ایک تھا، اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث کا مجموعہ بھی لکھوادیتے، تو رفتہ رفتہ لوگ

اسے بھی قطعی سمجھ کر قرآن کا درجہ دے دیتے، چنانچہ حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ:

"و انی واللہ لا اشوب کتاب اللہ بشیٔ ابدا"

اس بات میں صریح ہیں کہ خود کے لکھنے میں التباس القرآن بالحدیث لازم آتا تھا، یہ خوف دوسروں کے لکھنے میں نہ تھا، اس لئے ان کو منع نہیں فرمایا۔ ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا، "کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجیت حدیث اور اس کی روایت وکتابت کو جائز نہ سمجھتے تھے۔" اس لئے بھی غلط ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد "ازالۃ الخفاء" میں شاہ ولی اللہ نے نقل فرمایا ہے۔

"انہ سیکون قوم یکذبون بالرجم و بالدجال والشفاعۃ و عذاب القبر و بقوم یخرجون من النار بعد ما امتحشوا"۔

ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں حدیث ہی سے ثابت ہوئی ہیں، قرآن کریم میں ان کی کہیں صراحت نہیں ہے، معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب چیزوں کا عقیدہ بھی رکھتے تھے، اور اس خوف سے فکرمند تھے کہ لوگ کہیں ان کا انکار نہ کرنے لگیں، نیز ایک مرتبہ آپ نے لوگوں کو ایک حدیث سنائی اور فرمایا کہ:

"من حفظها و عقلها و وعاها فليحدث حيث تنتهي به راحلته و من لم يحفظ فلا احل له ان يكذب"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کتابتِ حدیث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روش بھی کتابت وروایت حدیث کے بارے میں ابتداء وہی رہی جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی، لیکن بعد میں فتنۂ سبائیت وخارجیت کی وجہ سے جب جھوٹی احادیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی جانے لگیں، اور ان باطل فرقوں نے وضع حدیث کا کام شروع کردیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مذمت کرنے لگے، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث صحیحہ کی روایت وکتابت اور تبلیغ نہایت اہتمام سے فرمائی، خصوصاً ان روایات کو زیادہ پھیلایا جو فضائل صحابہ سے متعلق تھیں، آپ برسرِ منبر اعلان فرماتے کہ:

"من یشتری منی علما بدرهم"

"یعنی کون ہے جو ایک درہم کا کاغذ خرید لائے تاکہ میں اس کو حدیثیں املاء کروادوں۔"

چنانچہ لوگ آپ سے سن کر احادیث لکھتے، حارث اعور نے بھی اسی طرح آپ کی مرویات کا ایک مجموعہ لکھ لیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا تھا (طبقات ابن سعد) نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کے تین اور مجموعوں کا پتہ چلتا ہے، ایک مجموعہ حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا (طبقات ابن سعد)، ایک مجموعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ کے پاس تھا (تدوین حدیث از مولانا مناظر احسن گیلانی)، ایک مجموعہ امام جعفر صادقؒ کے پاس تھا۔ (تہذیب التہذیب)

عہدِ صحابہ میں کتابتِ حدیث کی کچھ اور مثالیں

۱- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کی تین روایتیں صحیح بخاری کتاب الجہاد "باب لا تمنوا لقاء العدو" میں مذکور ہیں، جو انہوں نے بذریعہ خط لکھ کر بھیجی تھیں۔ (نیز صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں بھی یہ روایت مذکور ہے)۔

۲- صحیح مسلم جلد اول میں ہے کہ حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں: "کتبت من فیھا کتابا" فیھا کی ضمیر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف راجع ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فاطمہ بنت قیس سے انہوں نے احادیث سن کر اسی وقت لکھی تھیں۔

۳- حضرت ابو بکرہؓ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو خط میں ایک حدیث لکھ کر بجستان بھیجی۔

"بخاری کتاب الاحکام و ابو داؤد کتاب الاقضیہ، باب قضاء القاضی یقضی وھو غضبان، ومسلم کتاب الاقضیہ، باب کراھۃ قضاء القاضی وھو غضبان، جلد ثانی صفحہ ۷۷"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں سرکاری طور پر تدوینِ حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱/ ہجری نے سرکاری طور پر تدوینِ حدیث کا کام اہتمام سے شروع کیا، اور ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو اپنا یہ فرمان بھیجا:

"انظر ما کان من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاکتب فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء"۔

(بخاری و موطا)

ابو نعیم اصفہانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی مضمون کا فرمان تمام بلادِ اسلامیہ کے حکام کو بھی بھیجا تھا، ان بلاد سے احادیث کے مجموعے تیار ہو کر دار الخلافہ دمشق آئے اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہاں اس کی نقلیں تیار کرا کر اسلامی حکومت کے گوشہ گوشہ میں بھیجیں، اس کام میں ابن شہاب زہریؒ نے سب سے زیادہ حصہ لیا، چنانچہ پہلی صدی کے اواخر میں مندرجہ ذیل کتبِ حدیث وجود میں آچکی تھیں۔

۱- کتب ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزمؒ

انہوں نے کئی کتابیں جمع فرمائی تھیں لیکن دمشق بھیجنے نہ پائے تھے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا انتقال ہو گیا۔

(التمہید لابن عبدالبر بحوالہ امام مالکؒ)

۲- رسالہ سالم بن عبداللہ فی الصدقات

یہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی فرمائش پر لکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

۳- دفاتر الزہری

انہوں نے بھی اپنی تمام مسموع احادیث کئی دفاتر میں جمع کیں، اور ان کی نقلیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے تمام ایسے بلادِ اسلامیہ میں بھیجیں جہاں کوئی مسلمان حاکم ان کی طرف سے موجود تھا۔ (دیکھئے بیان العلم جلد ۱ صفحہ ۷۶)

۴- کتاب السنن لمکحولؒ

مکحول عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں قاضی تھے۔ (الفہرست لابن ندیم)

۵- ابواب الشعبی رحمہ اللہ تعالیٰ

عامر بن شراحیل شعبی کی تالیف ہے، یہ حدیث کی پہلی مبوّب کتاب ہے، (تدریب الراوی للسیوطی بحوالہ حافظ ابن حجر)، شعبی بھی عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں کوفہ کے قاضی تھے۔

۶-

قال ابن وهب واخبرنی السدی بن يحيى عن الحسن انه كان لا يرى بكتاب العلم باسا وقد كان املى التفسير فكتب۔ (جامع بیان العلم جلد اصفحہ ۷۳)

دوسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث

اس صدی کی مشہور تالیفات یہ ہیں:

۱- کتاب الآثار لامام ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ امام اعظم کی براہ راست تالیف ہے، اور یہ بات معروف ہے کہ امام مالکؒ نے ان کی کتاب سے استفادہ کیا ہے، اس لئے اسے مؤطا کی پیشرو کہہ سکتے ہیں، حدیث میں امام اعظم کی براہ راست تالیف صرف یہی ہے، مسانید امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نام سے جو کتابیں معروف ہیں، یہ ان کی اپنی تالیف نہیں، بلکہ ان کی مرویات کو بعد کے علماء نے مرتب کیا ہے، مسند ابی حنیفہ کے نام سے متعدد مجموعے لکھے گئے، علامہ خوارزمی نے ان کو جمع کر کے مسانید امام اعظم کے نام سے کتاب تالیف کی، جو چھپ چکی ہے۔

۲- مؤطا امام مالک

اس کا مفصل تعارف اس کے درس میں آئے گا، امام مالک نے جب یہ کتاب تالیف کر کے علماء کے سامنے پیش کی، تو سب نے اس کے مستند او صحیح ہونے پر اتفاق کیا، کہا جاتا ہے کہ اس کا نام مؤطا اسی وجہ سے رکھا گیا، امام شافعی کا قول ہے کہ "اصح الکتب بعد کتاب اللہ المؤطا"، اس کی ساری احادیث، مرفوعہ صحیحہ ہیں، ساتھ ہی اس میں آثار صحابہ کو بھی درج کیا گیا ہے اس کے پندرہ سے زائد نسخے امام مالکؒ کے شاگردوں کی روایت سے پھیلے، ہمارے دیار میں مؤطا امام مالکؒ کے نام سے جو نسخہ متداول ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کی روایت سے ہے دوسرا نسخہ مؤطا امام محمد کے نام سے معروف ہے، یہ بھی درحقیقت مؤطا امام مالک کا نسخہ ہے، جو امام محمدؒ نے امام مالک سے سن کر قلمبند کیا ہے، لیکن اس میں امام محمد نے ان آثار صحابہ و تابعین کا اضافہ کیا ہے، جو حنفیہ کے مستدل ہیں، اس کے علاوہ بھی مؤطا کے متعدد نسخے رائج ہوئے، جن کی تفصیل "بستان المحدثین" کے بالکل شروع میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۳- سنن ابن جریج

هو عبد العزيز بن جريج الرومي الاموي مولاهم المكي صاحب التصانيف الذي يقال انه اول من صنف الكتب في الاسلام المتوفى سنة خمسين اواحدى و خمسين من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والسلام. (الرسالة المستطرفة صفحه ۳۰، لمحمد بن جعفر الكتاني المتوفى ۱۳۴۵ھ)

۴۔ مصنف وکیع بن الجراح

الکوفی محدث العراق المتوفی سنۃ ست وتسعین ومائۃ۔ (۱۹۶ھ)او(۱۹۷ھ)

۵۔ جامع معمر بن راشد (المتوفی سنہ ۱۵۳ھ او ۱۵۴ھ)

معمر یمن کے رہنے والے ہیں۔اور ہمام بن منبہ کے شاگرد اور عبد الرزاق صاحب مصنف کے استاد ہیں، یہ کتاب موجود ہے ابھی تک طبع نہیں ہو سکی،اس کے دو قلمی نسخے ترکی میں محفوظ ہیں،ایک استنبول کے کتب خانہ "فیض اللہ آفندی" میں اور دوسرا نسخہ "انقرہ" کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

٦۔ مصنف حماد بن سلمه البصری: المتوفی (۱٦٧ھ)

٧۔ مصنف اللیث بن سعد رحمہ اللہ تعالی علیہ:

٨۔ جامع سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالی علیہ: المتوفی بالبصرۃ (۱٦٠ھ)او (۱٦۱ھ) (الرسالۃ المستطرفۃ صفحہ ۳٦)

۹۔ جامع سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالی

یہ مرتب علی الابواب الفقہیہ ہے، سفیان بن عیینہ کی ایک تفسیر بھی ہے،ان کی وفات مکہ مکرمہ میں (۱۹۸) ہجری میں ہوئی۔
(الرسالۃ المستطرفۃ صفحہ ۳٦)

۱۰۔ کتاب الزہد والرقاق

یہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، جن کی ولادت (۱۱۸) ہجری یا (۱۲۰) ہجری میں اور وفات (۱۸۱) یا (۱۸۲) ہجری میں ہوئی۔ (بستان المحدثین، رسالہ مستطرفہ صفحہ ۴۲)

اس لئے یہ تالیف بھی غالبا اسی صدی کی ہے، عبد اللہ بن مبارک حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد بھی ہیں اور حضرت امام مالکؒ کے بھی، مذہبا حنفی تھے، مگر مالکیہ بھی ان کو اپنے اصحاب میں شمار کرتے ہیں، تفصیل کیلئے دیکھئے "بستان المحدثین" ان کی ایک تالیف "الاستیذان" بھی ہے۔ (رسالہ مستطرفہ صفحہ ۴٠)

۱۱۔ کتاب الآثار لامام محمد رحمہ اللہ تعالی

وھو مرتب علی الابواب الفقھیۃ فی مجلدۃ لطیفۃ

۱۲۔ کتاب الذکر والدعاء

للامام ابی یوسف المتوفی (۱۸۲ھ)

۱۳۔ کتاب السیرۃ:

لابن شھاب الزھری المتوفی (۱۲۵ھ)او(۱۲۴ھ)او(۱۲۳ھ)

"وھو اول من الف فی السیرۃ، قال بعضھم اول سیرۃ الفت فی الاسلام سیرۃ الزھری"۔
(الرسالۃ المستطرفۃ صفحہ ۸۹)

۱۴- السیرۃ لابی بکر محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی (۱۵۱ھ) او (۱۵۲ھ) او (۱۵۳ھ)

"وھی التی ھذبھا ابن ھشام فصارت تنسب الیہ" (الرسالۃ المستطرفہ صفحہ ۹۰،۸۹)

تیسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث

اس صدی میں حدیث کی تدوین نہایت عظیم الشان پیمانے پر ہوئی. علم حدیث کو مختلف فنون پر تقسیم کر کے ہر فن میں عظیم الشان تصانیف معرض وجود میں آئیں، اور کتب حدیث کو متنوع ترتیب کے ساتھ تالیف کیا گیا، اسی صدی کے نصف آخر میں صحاح ستہ تالیف ہوئیں، ان میں سے ہر کتاب کا مفصل تعارف اس کتاب کے درس میں آئے گا، یہاں صحاح ستہ کے علاوہ باقی کتب حدیث ذکر کی جاتی ہیں۔

۱- مصنف عبدالرزاق

مصنف بمعنی السنن ہے، یہ ابواب فقہیہ پر مرتب ہے، اس کی اکثر احادیث ثلاثی ہیں صحاح ستہ میں بھی اس کی بہت سی روایتیں ہیں ان میں کسی نے کوئی عیب بیان نہیں کیا، عرصے سے یہ کتاب نایاب تھی، کیونکہ طبع نہیں ہوئی تھی اس کے قلمی نسخے پوری دنیا میں دو چار رہ گئے تھے، چند سال قبل مجلس علمی نے اسے بیروت سے طبع کر کے آب و تاب سے شائع کیا۔

عبدالرزاق، معمر بن راشد کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں، یہ ان کی صحبت میں سات سال رہے، بخاری ومسلم وغیرہ ان کے بالواسطہ شاگردوں میں سے ہیں۔

۲- مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ

یہ ابواب فقہیہ پر مرتب ہے چونکہ یہ خود عراقی ہیں، لہٰذا اہل عراق کے مذہب سے خوب واقف ہیں، اور ان کے دلائل بھی ان کی کتاب میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں، یہ بھی بخاری ومسلم جیسے جلیل القدر محدثین کے استاد ہیں، یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۳- مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اٹھارہ مسندات بیان کی ہیں، یہ کتاب امام احمدؒ نے صرف یادداشت کے طور پر جمع فرمائی تھی، جو تیس ہزار (۳۰۰۰۰) احادیث پر مشتمل تھی، مگر ترتیب و تہذیب سے پہلے ہی آپ کا انتقال ہو گیا، بعد میں ان کے صاحبزادے عبداللہ نے جو بڑے درجے کے محدث تھے، اس کو مرتب کیا، اور تقریباً دس ہزار احادیث کا اس میں اضافہ بھی کیا، چنانچہ اب اس کی احادیث تقریباً چالیس ہزار ہیں، یہ چھپ چکی ہے بعد کے علماء نے اسے ابواب فقہیہ پر مرتب کیا، الفتح الربانی کے نام سے یہ مبوت شکل میں چھپ چکا ہے۔

۴- مسند ابی داؤد الطیالسیؒ

یہ ابوداؤد سجستانی نہیں، جن کی سنن، صحاح ستہ میں سے ہے بلکہ یہ ان سے مقدم ہیں، ان سے ابوداؤد سجستانی غالباً ایک واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

۵- مسند الدارمیؒ

یہ عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی کی تالیف ہے، جو امام مسلم وغیرہ وائمہ حدیث کے استاد ہیں، یہ کتاب درحقیقت سنن ہے، اصطلاح

کے خلاف مسند کے نام سے مشہور ہوگئی، اس میں ثلاثیات، بخاری سے زیادہ ہیں، بعض علماء نے ابن ماجہ کے بجائے اس کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے، یہ طبع ہو چکی ہے۔

۶- مسند البزارؒ

یہ ابو بکر البزار کی تالیف ہے، اسے المسند الکبیر بھی کہتے ہیں۔ "بزار" بتقدیم الزاء المعجمہ علی الراء المہملہ ہے، تخم فروش کو کہتے ہیں ان کی مسند معلل ہے، یعنی اس میں اسباب قادحہ فی الحدیث بیان کئے گئے ہیں۔

۷- مسند ابی یعلی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب مسند بھی ہے اور سنن بھی، یعنی یہ ابواب فقہیہ پر مرتب ہے مگر ہر باب کی احادیث کو صحابہ کی ترتیب پر جمع کیا ہے، ابو یعلی کی ایک معجم بھی ہے، جو اس کتاب کے علاوہ ہے۔

۸- المعاجم الثلثۃ للطبرانیؒ

یہ تین کتابیں ہیں المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر، "الکبیر" میں احادیث صحابہ کی ترتیب پر ہیں "الاوسط" میں امام طبرانی نے احادیث کو اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا، اور ان کے شیوخ ایک ہزار ہیں، نیز "الاوسط" میں انہوں نے اپنے شیوخ کی غرائب خاص طور سے بیان کی ہیں، اور "الصغیر" میں ان شیوخ کی روایتیں ذکر کی ہیں جن سے انہوں نے صرف ایک حدیث حاصل کی۔

۹- المسند الکبیر للقرطبیؒ

۱۰- مسند عبد بن حمیدؒ

ان کا پورا نام عبد الحمید بن حمید ہے، تخفیفاً عبد بن حمید کہا جاتا ہے۔

اور بھی مختلف علوم وفنون پر کتابیں تالیف ہوئیں، یہاں صرف اشارہ مقصود ہے، تفصیل کیلئے "بستان المحدثین" اور "جامع بیان العلم و فضلہ" وغیرہ کتب حدیث کا مطالعہ کیا جائے۔

المحدث والحافظ والحجۃ والحاکم

المحدث

من اشتغل بعلم الحدیث روایۃ و درایۃ و اطلع علی کثیر من الرواۃ والروایات عرف فیہ حفظہ واشتہر فیہ ضبطہ ـ

الحافظ

من احاط علمہ بمائۃ الف حدیث متنا واسناداً وجرحاً وتعدیلاً۔

الحجۃ

ھو من احاط علمہ بثلاث مائۃ الف حدیث متناً واسناداً، جرحاً و تعدیلاً کالشیخین الامامین البخاری و مسلم رحمھما اللہ تعالیٰ ـ

الحاکم

من احاط علمه بجميع الاحاديث المروية متناً و اسناداً، جرحاً و تعديلاً، اتصالاً و انقطاعاً ونحو ذلك.

طبقات الرواۃ

(من حيث الضبط وملازمة الشيخ)

رواۃ کے طبقات مختلف حیثیتوں سے مختلف بیان کئے گئے ہیں، حفظ واتقان کے اعتبار سے ان کے پانچ طبقات ہیں ان کو سب سے پہلے علامہ ابو بکر حازمی نے اپنی کتاب "شروط الائمۃ الخمسۃ" میں بیان کیا ہے:

الاولی کامل الضبط کثیر الملازمة بالاستاذ ـ

الثانية کامل الضبط قليل الملازمة بالاستاذ ـ

الثالثة قليل الضبط کثير الملازمة بالاستاذ ـ

الرابعة قليل الضبط قليل الملازمة بالاستاذ ـ

الخامسة الضعفاء والمجاهيل ـ

طبقات الرواۃ

(من حيث العصر واللقاء)

تاریخی اعتبار سے راویوں کے بارہ (۱۲) طبقات ہیں، اور رجال کی کتابوں میں جب کسی راوی کا طبقہ بیان کیا جاتا ہے تو عموماً اس سے مراد یہی طبقات ہوتے ہیں، ان تاریخی طبقات کو سب سے پہلے حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں بیان فرمایا، وہ طبقات یہ ہیں:

۱- صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خواہ کسی رتبے سے تعلق رکھتے ہوں۔

۲- کبار التابعین جیسے سعید بن المسیب۔

۳- الطبقۃ الوسطی من التابعین جیسے حسن البصری و محمد بن سیرین۔

۴- وسطی کے بعد والا طبقہ، جن کی روایتیں صحابہ سے کم اور کبار تابعین سے زیادہ ہیں، جیسے زہری و قتادہ۔

۵- الطبقۃ الصغری من التابعین، جنہوں نے ایک یا دو صحابہ کو دیکھا لیکن صحابہ سے روایت نہیں کی، جیسے سلیمان الاعمش۔

۶- وہ حضرات جو پانچویں طبقہ کے معاصر ہیں لیکن انہوں نے کسی صحابی کی زیارت نہیں کی، مثلاً ابن جریجؒ۔

۷- کبار اتباع تابعین جیسے امام مالک و سفیان ثوری۔

۸- الطبقۃ الوسطی من اتباع التابعین جیسے سفیان بن عیینہ اور ابن علیہ۔

۹- الطبقۃ الصغری من اتباع التابعین جیسے امام شافعی، ابوداؤد طیالسی، عبدالرزاق۔

۱۰- کبار الآخذین عن تبع الاتباع، جیسے امام احمد بن حنبل۔

۱۱- الطبقۃ الوسطی منہم، جیسے امام بخاری والذہلی۔

۱۲- الطبقۃ الصغری منہم جیسے امام ترمذی۔

ان بارہ طبقات میں سے پہلے دو طبقات پہلی صدی ہجری کے ہیں، تیسرے سے آٹھویں طبقہ تک دوسری صدی ہجری کے، اور نویں طبقے سے آخری طبقہ تک تیسری صدی ہجری کے ہیں۔

مختصر کتب رجال میں راوی کے استادوں اور شاگردوں کی طویل فہرست لکھنے کی بجائے راوی کا صرف تاریخی طبقہ بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے، یہ طریقہ سب سے پہلے حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں شروع کیا، بعد میں دوسرے حضرات نے ان کی پیروی کی، اب راوی کے ساتھ صرف اتنا لکھا جاتا ہے کہ "من الخامسۃ" جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ تابعین کے طبقہ صغریٰ سے تعلق رکھتا ہے، اور اس نے ایک دو صحابہ کی زیارت تو کی ہے لیکن ان سے کوئی روایت نہیں کی۔

انواع المصنفات فی علم الحدیث

کتب حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں، مراجعت الی الکتب کیلئے ان کا جاننا نہایت ضروری ہے، اہم اقسام یہ ہیں:

۱- الجوامع

یہ جامع کی جمع ہے۔ "جامع" حدیث کی اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو احادیث کے تمام مضامین پر مشتمل ہو، احادیث کے مضامین بنیادی طور پر کل آٹھ ہیں جو اس شعر میں جمع ہیں۔

سیر، آداب، تفسیر و عقائد فتن، اشراط، احکام و مناقب

سیر سیرۃ کی جمع ہے، یعنی وہ مضامین جو آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے واقعات پر مشتمل ہیں۔

آداب ادب کی جمع ہے، مراد ہیں آداب المعاشرہ، مثلاً کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے کے آداب۔

تفسیر یعنی وہ احادیث جو تفسیر قرآن کریم سے متعلق ہیں۔

عقائد ...وہ احادیث یا مضامین جن کا تعلق عقائد سے ہے۔

فتن فتنہ کی جمع ہے، یعنی وہ بڑے بڑے واقعات جن کی پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔

اشراط... یعنی علامات قیامت۔

احکام... یعنی احکام عملیہ جن پر فقہ مشتمل ہے، ان کو "السنن" بھی کہا جاتا ہے۔ **مناقب**: منقبۃ کی جمع ہے، یعنی صحابہ کرام، صحابیات اور مختلف قبائل وامکنہ کے فضائل۔

غرض جو کتاب ان آٹھوں مضامین پر مشتمل ہو، اسے "جامع" کہا جاتا ہے کجامع البخاری و جامع الترمذی، اور صحیح مسلم کے بارے میں بعض علماء نے فرمایا کہ یہ "جامع" نہیں ہے کیونکہ اس میں تفسیر کا حصہ بہت کم بلکہ کالعدم ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ بھی "جامع" ہے اور اس میں تفسیر کی احادیث اگرچہ کتاب التفسیر میں بہت کم ہیں لیکن بہت سی احادیث تفسیر، صحیح مسلم ہی کے دیگر ابواب میں آگئی ہیں۔

۲- المسانید

مسند کی جمع ہے، مسند حدیث کی اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیث صحابہ کرام کی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں، وہ ترتیب خواہ حروف الہجاء کے مطابق ہو یا سابقیت فی الاسلام کے اعتبار سے، یا افضلیت قبائل کے اعتبار سے، کمسند الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

۳- المعاجم

المعجم کی جمع ہے، معجم حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں مؤلف احادیث کو شیوخ کی ترتیب سے جمع کرے۔

"کالمعجم الکبیر، والمعجم الصغیر، والمعجم الاوسط للطبرانی"

۴- الاجزاء

الجزء کی جمع ہے، جامع کے بیان میں جن مضامین ثمانیہ کا ذکر ہوا ہے ان میں سے کسی ایک کے متعلق جزئیہ کی احادیث جس کتاب میں جمع کر دی جائیں اس کو اصطلاح محدثین میں "الجزء" کہا جاتا ہے جزء القراءۃ للبخاری یا مثلاً ایک محدث نے رؤیت باری تعالیٰ کی احادیث ایک کتابچہ میں جمع کر دیں، اس کو "الجزء" کہا جائے گا۔

۵- الرسائل

الرسالۃ کی جمع ہے، رسالہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مضامین ثمانیہ میں سے کسی ایک مضمون کے چند مسائل جزئیہ کی احادیث جمع کر دی جائیں۔

۶- الاربعینات

جمع الاربعین بمعنی چہل حدیث، اربعین اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں چالیس حدیثیں کسی ایک باب یا ابواب متفرقہ کی ذکر کی گئی ہوں۔

۷- الافراد والغرائب

ان کتب حدیث کو کہتے ہیں جن میں کسی ایک شیخ کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔

۸- المشیخات

جمع المشیخہ، وہ کتاب جس میں متعدد شیوخ کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں اور شیوخ میں کوئی ترتیب قائم نہ کی گئی ہو۔

۹- المستدرک

وہ کتاب جس میں ایسی حدیثیں ذکر کی گئی ہوں، جو حدیث کی چند ایک مخصوص کتابوں میں مذکور نہیں، مگر ان کتابوں کے مؤلفین کی شروط پر پوری اترتی ہوں، کالمستدرک للحاکم ابی عبداللہ النیساپوری، کہ اس میں انہوں نے صحیحین پر استدراک کیا ہے یعنی وہ حدیثیں ذکر کی ہیں جو ان کے نزدیک بخاری یا مسلم یا دونوں کی شرائط پر پوری اترتی ہیں، مگر صحیحین میں یا کسی ایک میں موجود نہیں۔

۱۰- الاطراف

طرف کی جمع ہے وہ کتاب حدیث جس میں حدیث کے شروع کا صرف اتنا حصہ ذکر کیا گیا ہو جس سے پوری حدیث کو پہچانا جا سکے اور آخر میں اس حدیث کا حوالہ ذکر کر دیا گیا ہو، کہ فلاں فلاں کتب حدیث سے یہ حدیث لی گئی ہے۔

۱۱- الصحیح

وہ کتاب حدیث جس میں صرف احادیث صحیحہ ذکر کی گئی ہوں، الا یہ کہ تبعاً و ضمناً حسن بھی آ جاتی ہوں۔

تنبیہ

جن مضامین ثمانیہ کا ذکر "جامع" کے بیان میں ہوا ہے، اگر کوئی کتاب ان میں سے صرف ایک مضمون پر مشتمل ہو تو اسے عموماً اسی مضمون کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، مثلاً جو کتاب صرف احکام فقہیہ پر مشتمل ہو اسے "السنن" کہا جاتا ہے، کسنن ابی داؤد و سنن النسائی و سنن ابن ماجہ و سنن البیہقی، اور جو کتاب مثلاً صرف سیرت پر مشتمل ہو اسے "سیرت" کہا جاتا ہے اور جو مناقب پر مشتمل ہو

اسے "مناقب"۔

۱۲- المستخرج

یہ وہ قسم ہے جس میں کسی ایک یا زائد کتابوں کی احادیث کی وہ سندیں ذکر کی جائیں جن میں اصل کتاب کے مؤلف کا واسطہ نہ آئے، بلکہ وہ سندیں اس مؤلف کے شیخ یا اوپر کے شیخ سے مل جائیں۔

۱۳- العلل

اس قسم میں ان اسباب وعلل کا بیان ہوتا ہے جو سند حدیث میں موجب طعن ہیں۔

"کتاب العلل للبخاری و کتاب العلل لمسلم و کتاب العلل للترمذی"

۱۴- المسلسلات

ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جس میں ایسی احادیث ذکر کی جائیں جن کی روایت میں تمام راوی کسی ایک صفت یا خاص لفظ یا خاص فعل پر متفق ہو گئے ہوں۔

الصحاح المجردة

کتب حدیث کی ایک قسم "الصحیح" کا بیان اوپر ہو چکا ہے، مگر چونکہ ایسی کتابوں کو بھی تغلیباً "الصحیح" کہہ دیا جاتا ہے جن میں "صحیح" کے علاوہ "حسن" وغیرہ احادیث بھی اصالۃً آگئی ہوں لہذا الصحاح کو ایسی کتابوں سے ممتاز کرنے کے لئے "المجردۃ" کی قید بڑھا دی جاتی ہے ۔ الصحیح المجرد اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں اصالۃً صرف صحیح حدیثیں ہوں، اگرچہ متابعت واستشہاد کے طور پر قدرے کم درجہ کی حدیثیں بھی آجاتی ہوں جیسے الصحیحین للبخاری ومسلم۔

اول من صنف فی الصحیح المجرد

صحیح مجرد میں سب سے پہلی تصنیف جامع البخاری ہے اور اس کے متصل بعد صحیح مسلم کی تکمیل ہوئی، الموطا لمالکؒ اپنی جلالت شان کے باوجود صحیح مجرد میں شمار نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس میں مرسل، منقطع اور بلاغیات بھی بکثرت موجود ہیں۔

(کذا فی مقدمہ فتح الملہم صفحہ ۹۴)

اشکال ہوتا ہے کہ ایسی حدیثیں تو بخاری میں بھی بصورت تعلیقات بکثرت موجود ہیں اور مسلم میں بھی قلت کے ساتھ موجود ہیں، لہذا صحیحین کو صحیح مجرد شمار نہیں کرنا چاہئے۔

جواب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم میں جو حدیثیں صورۃً منقطع نظر آتی ہیں محدثین کی صراحت کے مطابق وہ بھی دراصل سب متصل ہیں، کیونکہ ان کی سندوں کو محض تخفیف یا کسی اور مصلحت سے وہاں حذف کردیا گیا ہے لیکن جب ان کی سندوں کی تحقیق کی گئی تو اتصال سند ثابت ہو گیا، اور جن احادیث معلقہ کو صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ سب معیار صحت پر پوری اتریں، چنانچہ بسا اوقات وہی حدیث صحیح سند کے ساتھ بخاری یا مسلم میں دوسری جگہ موجود ہوتی ہے یا کسی اور کتاب میں اس کی سند قوت اور صحت کے ساتھ مل جاتی ہے، شیخ عمرو بن الصلاح نے اس کی صراحت کی ہے۔ (کذا فی مقدمۃ النووی)

الصحاح الستہ کا لفظ جو مشہور و معروف ہے اس میں صحیحین کے علاوہ جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کو شمار کیا جاتا ہے، لیکن لفظ صحاح کا اطلاق ان چار کتابوں پر حقیقت کے اعتبار سے صحیح نہیں، کیونکہ ان کتابوں میں حسن وغیرہ احادیث بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں، حتیٰ کہ سنن ابن ماجہ میں تو متعدد حدیثیں نہایت ضعیف ہیں، اور بعض کو تو موضوع بھی کہا گیا ہے لہٰذا ان کو صحاح میں شمار کرنا صحیح نہیں محض تغلیباً صحاح میں شمار کیا جاتا ہے۔

طبقات کتب الحدیث من حیث الصحۃ والشہرۃ والقبول

صحت، شہرت اور قبولیت کے اعتبار سے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کتب حدیث کے چار طبقات بیان کئے:

الطبقۃ الاولیٰ

یہ تین کتابوں میں منحصر ہے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور الموطا لمالک، موطا مالک کی تمام احادیث مرفوعہ، محدثین کے نزدیک صحیح ہیں اور جب تک بخاری اور مسلم کی تالیف نہیں ہوئی تھی، اسی کو صحیح ترین سمجھا جاتا تھا حضرت امام شافعی کا قول ہے:

"اصح الکتب بعد کتاب اللہ موطا مالک" (مقدمہ فتح الملہم)

لیکن صحیحین میں موطا کی تمام احادیث مرفوعہ شامل ہیں، اس لئے متاخرین کی نظریں زیادہ تر بخاری و مسلم پر مرکوز ہو گئیں، اور موطا کی شہرت کی جگہ ان دونوں کتابوں نے لے لی، کیونکہ یہ دونوں کتابیں موطا کی احادیث مرفوعہ سے تقریباً دس گنی زیادہ احادیث پر مشتمل ہیں۔

الطبقۃ الثانیـــــۃ

اس طبقہ میں جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن النسائی الصغری شامل ہیں، حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

"کاد مسند احمد یکون من جملۃ ھذہ الطبقۃ" (مقدمہ فتح الملہم)

احقر کا خیال ہے کہ سنن ابن ماجہ اور "المختارۃ للضیاء الدین المقدسی" کا شمار بھی اسی طبقہ میں ہے۔

الطبقۃ الثالثـــہ

اس میں صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، السنن الصحاح لابن السکن، سنن الدارمی، سنن الدار قطنی و کتب البیہقی والطحاوی والطبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبد الرزاق، سنن ابی داؤد الطیالسی اور مستدرک حاکم وغیرہ شامل ہیں۔

اس طبقہ کی کتابوں میں صحیح، حسن، ضعیف، معروف، غریب، شاذ، منکر، خطا، صواب، ثابت، مقلوب احادیث ہیں، اگرچہ ان پر نکارت مطلقہ کا حکم بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ (مقدمہ فتح الملہم)

الطبقۃ الرابعـــہ

اس طبقہ میں مندرجہ ذیل کتب حدیث کو شمار کیا جاتا ہے، کتاب الضعفاء لابن حبان و کامل ابن عدی، تفسیر ابن جریر اور کتب الخطیب وابی نعیم والجوزقانی وابن عساکر، وابن نجار، والدیلمی، و کاد مسند الخوارزمی یکون من ھذہ الطبقۃ

اس طبقہ کی کتب میں اسرائیلیات، موقوفات، کلام حکماء و واعظین کو بھی جمع کر دیا گیا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم)

الصحاح المجردة الزائدة على الصحيحين

صحیحین کے علاوہ بھی کئی کتابیں صحاح مجردۃ میں شمار کی گئی ہیں، جو یہ ہیں۔

"المستدرك للحاكم ابي عبد الله النسا بوری صحيح ابن خزيمه، صحيح ابن حبان البيهقي، السنن الصحاح لسعيد ابن السكن، المختارة لضياء الدين المقدسي"

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اگرچہ ان کے مؤلفین نے جو حدیثیں اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں، وہ سب ان کے نزدیک معیار صحت پر پوری اترتی تھیں، مگر ناقدین حدیث نے صراحت کی ہے، کہ ان میں سے ہر کتاب میں غیر صحیح احادیث بھی بکثرت آگئی ہیں، حتی کہ مستدرک حاکم میں تو علامہ ذہبی نے تقریباً سو حدیثیں موضوع بھی شمار کیں اور ان کو ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم)

"قال الذهبي: وهذا الامر مما يتعجب منه فان الحاكم كان من الحفاظ البارعين في هذا الفن ويقال ان السبب في ذالك انه صنفه في اواخر عمره وقد اعترته غفلة وكان ميلاده (۳۲۱ھ)، وفاته في سنة (۴۰۵ھ) فيكون عمره اربعا وثمانين سنة.

وقال الحافظ ابن حجر: انما وقع للحاكم التساهل لانه سود الكتاب لينقحه فعاجلته المنية ولم تيسر له تحريره وتنقيحه، قال وقد وجدت في قريب نصف الجزء الثاني من تجزئة من المستدرك الى هنا انتهى املاء الحاكم قال وما عدا ذالك من الكتاب لا يوخذ عنه الا بطريق الا جازة والتساهل في القدر المملى قليل بالنسبة الى ما بعده ۱۲."

لہٰذا در حقیقت ان میں سے کسی کتاب کو بھی صحیح مجرد نہیں کہا جا سکتا، جس کا حاصل یہ ہوا کہ حقیقت میں صحیح مجرد صرف دو ہی کتابیں ہیں، صحیح البخاری اور صحیح مسلم۔

منازل الصحاح الستة

ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ صحاح ستہ اپنی صحت و شہرت اور قبولیت کے اعتبار سے متفاوت ہیں، چنانچہ ان میں مندرجہ ذیل ترتیب ہے:

۱- صحیح بخاری ۲- صحیح مسلم

۳- سنن ابی داؤد و نسائی ۴- جامع الترمذی

۵- سنن ابن ماجہ۔

اور اس ترتیب کی وجہ یہ ہے کہ رواۃ کے طبقات خمسہ ہم نے شروع میں بیان کئے ہیں، ان میں سے طبقہ اولیٰ کو امام بخاری بیشتر اختیار کرتے ہیں اور طبقہ ثانیہ کو احیاناً اور امام مسلم پہلے اور دوسرے دونوں طبقوں کو بکثرت لیتے ہیں اور کبھی ضمناً و استشہاداً تیسرے کو بھی لے لیتے ہیں، اور امام ابوداؤد اور امام نسائی تیسرے کو بھی بکثرت لیتے ہیں، اور ترمذی طبقہ رابعہ کو بھی بکثرت لیتے ہیں، اور ابن ماجہ چاروں طبقوں کے علاوہ پانچویں طبقہ کو بھی لے آتے ہیں۔ اسی سے مؤلفین صحاح ستہ کی شروط بھی معلوم ہو گئیں کہ بخاری کی شرط طبقہ اولیٰ ہے، مسلم کی شرط اولیٰ و ثانیہ ہے ابوداؤد و نسائی کی شرط اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ ہے، ترمذی کی شرط اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ اور رابعہ ہے اور ابن ماجہ کی شرط پانچوں طبقات ہیں اسی لئے منازل صحاح ستہ کی بحث کو مقدمہ فتح الملہم میں "شروط البخاری و مسلم" کے عنوان میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲)

مذاہب مؤلفی الصحاح الستۃ فی الفروع

ان چھ آئمہ حدیث کے مذاہب فقہیہ کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، کیونکہ ان میں سے کسی نے اپنے مذہب کی خود صراحت نہیں کی، چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ سب کے سب علی الاطلاق ائمہ و مجتہدین ہیں، کسی کے مقلد نہیں اور بعض کا خیال ہے کہ ان میں سے کوئی مجتہد نہیں اور ان کا مذہب عامۃ المحدثین کا ہے، نہ مقلد ہیں نہ مجتہد اور بعض نے تفصیل کی ہے، پھر اس تفصیل میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت مولانا الامام الحافظ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بعض دلائل کی بناء پر یہ ہے کہ امام بخاریؒ تو بلاشک و شبہ مجتہد مطلق ہیں اور ان کی کتاب اس پر شاہد عدل ہے۔ عام طور سے جو امام بخاری کا شافعی ہونا مشہور ہے، وہ اس وجہ سے کہ کئی مسائل مشہورہ مثلاً رفع الیدین والجہر بالتامین وغیرہم (کذافی حاشیۃ لامع الدراری علی جامع البخاری صفحہ ۱۵) میں ان کا مذہب امام شافعی کے موافق ہے، مگر یہ موافقت ان کے شافعی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی، اس لئے کہ جتنے مسائل میں امام بخاری نے امام شافعی کی موافقت کی ہے ان سے کم مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کی موافقت نہیں کی۔ نیز یہ کہنا بھی امام بخاری کے شافعی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا کہ امام بخاریؒ امام حمیدیؒ کے شاگرد ہیں اور حمیدی شافعی ہیں، اس لئے کہ امام بخاریؒ امام اسحاق بن راہویہؒ کے بھی شاگرد ہیں جو حنفی ہیں، نیز کثیر مسائل میں امام بخاریؒ نے امام شافعی کی مخالفت کی ہے۔

امام ابوداؤد اور نسائیؒ دونوں حنبلی ہیں، حافظ ابن تیمیہؒ نے اس کی صراحت کی ہے، اور دونوں کتابوں کے انداز سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ بعض دوسرے حضرات نے ان دونوں کو شافعی کہا ہے۔ (لامع الدراری) اور امام ترمذیؒ شافعی ہیں، انہوں نے اپنی پوری کتاب میں سوائے مسئلہ "ابردوا بالظہر" کے کسی مسئلہ میں امام شافعیؒ سے اختلاف نہیں کیا، اور امام مسلمؒ اور ابن ماجہ کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد یہ ہے کہ ان کا مذہب معلوم نہیں ہو سکا۔ اور ان کا شافعی ہونا مشہور ہے، اس کی بنیاد صحیح مسلم کے تراجم ہیں، جو بیشتر شافعی مذہب کے موافق ہیں، لیکن یہ بنیاد صحیح نہیں، کیونکہ تراجم، امام مسلم نے خود قائم نہیں کئے، بعد کے لوگوں نے قائم کئے ہیں جیسا کہ آگے بھی بیان ہوگا اور بعض حضرات نے امام مسلمؒ کو مالکی قرار دیا ہے اور بعض نے اہل حدیث (یہاں اہل حدیث سے غیر مقلد ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ عامۃ المحدثین کا مسلک مراد ہے)، اور بعض نے مجتہد مطلق۔

ترجمۃ الامام مسلم رحمہ اللہ علیہ

اسمہٗ و کنیتہٗ و مولدہٗ

ہو الامام الہمام الحافظ الحجہ ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاں القشیری قال شمس الدین الذہبی: "فلعلہ من موالی قشیر۔ النیشاپوری۔ قشیری عرب کے مشہور قبیلہ "قشیر" کی طرف نسبت ہے، ولاءً آپ اسی قبیلہ سے منسوب ہیں اور نیشاپور "خراسان" کا بڑا شہر ہے، یہاں آپ کی ولادت سن ٢٠٢ یا سن ٢٠٤ یا ٢٠٦ ہجری میں ہوئی، آخری قول کو ابن الاثیرؒ نے "جامع الاصول" میں اختیار کیا ہے۔ بستان المحدثین صفحہ ١٧٩، علامہ نووی نے "مقدمہ شرح" میں صفحہ ١٢ پر امام مسلمؒ کی وفات کی تاریخ ٢٦١ھ لکھی ہے، اور فرمایا ہے کہ "وھو ابن خمس و خمسین سنۃ" اس سے بھی سن ولادت ٢٠٦ھ ہی متعین ہوتا ہے۔

سماعہ

امام نے سماع حدیث کا آغاز سن ٢١٨ھ میں کیا، اور خراسان، رے، عراق، مصر اور حجاز وغیرہ ممالک کے کثیر شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کے مشہور ترین اساتذہ میں سے یحییٰ بن یحییٰ، اسحٰق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، محمد بن مہران اور ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہم ہیں۔

شانہٗ وعبقریتہٗ فی علم الحدیث

امام اسحٰق بن راہویہ جو آپ کے استاذ ہیں، انہوں نے آپ کا ذکر کیا اور فرمایا ای رجل یکون ھذا۔ ابو قریش (ھو ابو قریش محمد بن جمعہ بن خلف، معاصر الامام مسلم وھو من الحفاظ لیراجع مقدمہ شرح النووی صفحہ ١٥) جو مشہور حافظ حدیث ہیں اور امام مسلم کے معاصر ہیں۔

وہ فرماتے ہیں:

حفاظ الدنیا اربعۃ و ذکر منھم مسلما

امام ابو زرعہ اور ابو حاتم جیسے ائمہ حدیث، امام مسلم کو احادیث صحیحہ کی معرفت میں اپنے زمانہ کے تمام مشائخ پر مقدم سمجھتے تھے۔

بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ امام مسلم کے عجائب میں سے یہ ہے کہ:

انہ ما اغتاب احدا و لاضرب و لاشتم

تلامیذہ

حفاظ حدیث اور کبار ائمہ میں سے ایک کثیر تعداد آپ کی شاگرد ہے، امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک حدیث آپ سے روایت کی ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم صفحہ ١٠٠)

نیز ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ، احمد بن مسلمہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ابو بکر بن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ابو عوانہ الاسفرائنی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ جیسے ائمہ محدثین بھی آپ کے شاگرد ہیں۔

وفات

آپ کی وفات سن ۲۶۱ھ ہجری میں اتوار کی شام ۲۴ رجب کو خراسان ہی میں ہوئی اور وفات کا واقعہ بھی عجیب ہوا، جو آپ کے اشتغال بالحدیث کی عجیب مثال ہے۔ ایک مجلس میں آپ سے ایک حدیث پوچھی گئی، جو آپ کو اس وقت مستحضر نہ تھی، آپ گھر تشریف لائے اور اپنی یادداشتوں اور کتابوں میں اس حدیث کو تلاش کرنے لگے، آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ قریب ہی ایک ٹوکری کھجور کی بھری رکھی تھی۔ آپ ایک ایک کھجور اس میں سے لے کر کھاتے جاتے اور حدیث تلاش کرتے جاتے تھے۔ پوری رات اسی انہماک میں گزر گئی۔ صبح ہوئی تو کھجوریں ختم ہو چکی تھیں، وہ حدیث تو مل گئی لیکن کھجوروں کا واقعہ آپ کی موت کا سبب بنا۔ آپ کا مزار خراسان میں مرجع خلائق ہے۔

وفات کے بعد آپ کے شاگرد، مشہور امام حدیث ابو حاتم رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا، تو فرمایا:

ان اللہ اباح لی الجنة اتبوء منها حیث اشاء

مشہور محدث علامہ زاغوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی؟ زاغوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم کے چند اجزاء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اجزاء کی بدولت مجھ کو مغفرت اور اکرام سے نوازا ہے۔

تصانیف

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف بہت ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- المسند الکبیر علی اسماء الرجال	۲- کتاب العلل
۳- کتاب اوھام المحدثین	۴- کتاب التمیز
۵- کتاب من لیس لہ الا راو واحد	۶- کتاب طبقات التابعین
۷- کتاب المخضرمین	۸- کتاب رواۃ الاعتبار
۹- کتاب افراد الشامیین	۱۰- کتاب مشائخ مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ
۱۱- کتاب مشائخ شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ	۱۲- کتاب مشائخ الثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۳- آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ عظیم الشان، جلیل القدر، مشہور ترین کتاب "الجامع الصحیح" ہے۔ جس کی خصوصیات اور ضروری تعارف ہم آگے بیان کریں گے۔ (مقدمہ شرح مسلم، بستان المحدثین)

اختلاف الشیخین فی الحدیث المعنعن

حدیث معنعن اس حدیث کو کہتے ہیں جو بلفظ "عن" روایت کی جائے اور اس طرح روایت کرنے کو "عنعنہ" کہتے ہیں، لفظ "عن" سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ راوی نے یہ حدیث مروی عنہ سے بلاواسطہ حاصل کی ہے یا بالواسطہ، یعنی اس اسناد میں عقلاً اتصال کا احتمال بھی ہوتا ہے اور انقطاع کا بھی، لہٰذا آئمہ حدیث کے سامنے یہ سوال پیدا ہوا کہ ایسی سند کو متصل قرار دیا جائے یا منقطع؟ کیونکہ اگر منقطع قرار دیا جائے گا تو حدیث کو صحیح نہیں کہا جا سکتا، اس لئے کہ صحت حدیث کے لئے اتصال شرط ہے، اور اگر متصل قرار دیا جائے تو دیگر شرائط صحت پائی جانے کی صورت میں وہ حدیث صحیح ہوگی، حاصل یہ ہے کہ حدیث معنعن کو صحیح یا غیر صحیح قرار دینے کے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ طے کیا جائے کہ یہ حدیث متصل ہے یا منقطع؟

حدیث معنعن کو کن شرائط کے ساتھ متصل قرار دیا جائے گا؟ اس میں دو شرطیں تو متفق علیہ ہیں ایک یہ کہ عنعنہ کرنے والا راوی مدلس نہ ہو، دوسری یہ کہ اس راوی اور اس کے مروی عنہ کے درمیان معاصرت ثابت ہو۔ ایک تیسری شرط ہے جس میں شیخین کا اختلاف ہوا چنانچہ علی بن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث معنعن کو متصل قرار دینے کی تیسری شرط بھی ہے اور وہ یہ کہ ان دونوں کے درمیان عمر بھر میں کم از کم ایک بار ملاقات کا ثبوت بھی کسی دلیل سے ہو جائے۔

یہ تینوں شرطیں پائی جائیں تو ان کے نزدیک حدیث متصل ہوگی، اور اگر تیسری شرط مفقود ہو تو توقف کیا جائے گا، یعنی اس کے متصل یا منقطع ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حدیث معنعن کو متصل قرار دینے کے لئے صرف پہلی دو شرطیں کافی ہیں، یعنی راوی کا مدلس نہ ہونا، اور راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت کا ثبوت کافی ہے۔ "لقاءہ ولو مرۃ" کا ثبوت ضروری نہیں۔

فریقین کے دلائل سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل تین مقدمات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے:

المقدمة الاولیٰ

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ حدیث معنعن کو راوی نے اگر واسطہ ترک کر کے روایت کیا ہو، یعنی راوی اور مروی عنہ کے درمیان واسطہ تھا مگر راوی نے اسے ذکر نہیں کیا تو ظاہر ہے کہ یہ انقطاع ہے، اور انقطاع کی تین قسمیں ہیں:

۱- ارسال جلی ۲- ارسال خفی ۳- تدلیس

ارسالِ جلی

یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت ہی نہ ہو۔ مثلاً حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہیں:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه و سلم

یا معاصرت تو ہو لیکن دونوں کے درمیان عدم اللقاء ثابت ہو، مثلاً مخضرمین میں سے کوئی کہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه و سلم

ان دونوں صورتوں میں چونکہ انقطاع بالکل ظاہر ہے، اس لئے اس انقطاع کو "ارسال جلی" کہتے ہیں۔

ارسالِ خفی

یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان صرف معاصرت ثابت ہو، لقاء یا عدم اللقاء ثابت نہ ہو، اس صورت میں انقطاع چونکہ ظاہر نہیں بلکہ مخفی ہے اسلئے اس فعل کو ارسالِ خفی کہتے ہیں۔

تدلیس

اس کی مشہور تعریف یہ ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت بھی ثابت ہو اور لقاء بھی، کم از کم ایک دفعہ ثابت ہو، پھر راوی اس مروی عنہ سے بلفظ "عن" ایسی حدیث نقل کرے جو اس نے خود اس سے نہیں سنی، بلکہ بالواسطہ سنی ہے اسے اصطلاح میں تدلیس یعنی دھوکہ بازی کہتے ہیں۔

المقدمۃ الثانیہ

تدلیس کا حکم یہ ہے کہ یہ مذموم ہے، اور اس کی وجہ سے راوی مجروح ہو جاتا ہے، چنانچہ جو راوی تدلیس میں معروف ہو اس کا کوئی عنعنہ اگرچہ باقی شرائط صحت کو جامع ہو، تب بھی اسے متصل قرار نہیں دیا جاتا اور قبول نہیں کیا جاتا، اور ارسال جلی کا حکم یہ ہے کہ یہ مذموم نہیں، یعنی ارسال جلی اگرچہ شرط صحت کے منافی ہے، لیکن اس عمل کی وجہ سے راوی مجروح نہیں ہوتا، کیونکہ یہ دھوکہ بازی نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی ایسا راوی جس نے کبھی ارسال جلی کیا ہو یا بکثرت کرتا ہو، وہ کوئی ایسی حدیث معنعن روایت کرے جو شرائط صحت کو جامع ہو، تو اس کا یہ عنعنہ قبول کیا جاتا ہے یعنی اسے متصل قرار دیا جاتا ہے۔

المقدمۃ الثالثہ

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ ارسال خفی تدلیس کے حکم میں ہے یا نہیں؟ یعنی یہ بھی دھوکہ بازی ہے یا نہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اور قاضی عیاض کے نزدیک یہ ارسال خفی کے حکم میں ہے، اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تدلیس کے حکم میں ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمہ فتح الملہم" میں اسی پر جزم کیا ہے، نیز دلائل سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے، اس لئے کہ تدلیس کی حقیقت یہ ہے کہ راوی واسطہ چھوڑ کر مروی عنہ کی طرف روایت ایسے الفاظ سے منسوب کرے جو موہم سماع ہو، اور یہ تعریف ارسال خفی پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے (علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تدلیس کی یہی تعریف مقدمہ شرح مسلم میں کی ہے، اور ثبوت لقاء کی قید نہیں لگائی)۔

ان مقدمات کو ذہن نشین کرلینے کے بعد اب شیخین کا اختلاف دوبارہ تازہ کرلیں، وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور علی ابن المدینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسناد معنعن کو اتصال پر محمول کرنے کے لئے شرط لگائی ہے کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان صرف معاصرت کافی نہیں بلکہ کم از کم ایک دفعہ لقاء کا ثبوت ضروری ہے، اگر ایک بار بھی لقاء ثابت ہو تو اس کے عنعنہ کو اتصال پر محمول کیا جائے گا[1]، اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف معاصرت کافی ہے، ثبوت لقاء ضروری نہیں۔ ہاں اگر کسی دلیل سے ثابت ہو جائے کہ معاصرت کے باوجود دونوں میں کبھی لقاء نہیں ہوا، تو اس کو اتصال پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ ([illegible])

دلائل

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ پر رد شدید کیا ہے اور ان کے مذہب پر دو اعتراض کیے، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلا اعتراض یہ کیا کہ ثبوت لقاء مرۃ کی شرط آپ کی ایجاد ہے، آپ سے قبل کسی محدث نے یہ شرط نہیں لگائی، لہٰذا اجماع کے خلاف ہے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقدمہ میں حدیث معنعن کی ایسی متعدد مثالیں پیش کی ہیں جن کے راوی اور مروی عنہ کے درمیان صرف معاصرت ثابت ہے، لقاء ثابت نہیں، اس کے باوجود کسی بھی محدث نے ان کو غیر صحیح یا غیر متصل السند نہیں کہا۔

---

[1] اور ثبوت لقاء وہ مرتبہ قوی صورت میں اتصال پر محمول ہو جانے کا شرط ہے جبکہ راوی غیر مدلس ہو، نیز غیر مدلس سے ظاہر یہی ہے کہ اس نے یہ حدیث [illegible] ۱۲

۲- دوسرا اعتراض یہ کیا کہ ثبوتِ لقاء ولو مرۃ کی شرط بے کار اور بے فائدہ ہے، اس لئے کہ اگر اس کا یہ فائدہ بیان کیا جائے کہ معاصرتِ محضہ کی صورت میں یہ احتمال تھا کہ راوی نے مروی عنہ سے خود یہ حدیث نہ سنی ہو، اور لقاء مرۃ کی قید سے یہ احتمال ختم ہو گیا، تو ہم اسے تسلیم نہیں کرتے، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ ثبوتِ لقاء مرۃ کے باوجود راوی نے یہ حدیث مروی عنہ سے خود سنے بغیر بلفظ "عن" روایت کر دی ہو یعنی تدلیس کر دی ہو، مثلاً:

عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: كنت اطيب رسول الله ﷺ لحله ولحرمه باطيب ما اجد -

اس سند میں لقاء کی شرط موجود ہے، اس لئے کہ ہشام اپنے والد عروہ سے روایت کر رہے ہیں، ان دونوں کے درمیان معاصرت بھی ثابت ہے اور ملاقات بھی۔ بلکہ احادیث کثیرہ کا سماع بھی ثابت ہے، لیکن اس کے باوجود جب تحقیق کی گئی تو ثابت ہوا کہ اس روایت میں انقطاع ہے، کیونکہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یہ حدیث براہ راست نہیں سنی، بلکہ اپنے بھائی عثمان سے سنی تھی، اور اس نے عروہ سے سنی تھی، معلوم ہوا کہ امام بخاری کی شرط کے باوجود حدیث معنعن میں انقطاع کا احتمال ضرور باقی رہتا ہے، یہ احتمال تو اس وقت تک رفع نہیں ہو سکتا جب تک کہ راوی ہر ہر حدیث کے اندر سماع کی تصریح نہ کرے۔ اگر تصریح کر دے گا تو عنعنہ کی بجائے تحدیث یا اخبار ہو جائے گا، جو ہماری بحث سے خارج ہے، ہماری بحث تو حدیث معنعن میں ہو رہی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "شرح نخبۃ الفکر" میں دوسرے اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ "لقاء مرۃ" کے ثبوت کے بعد اگر کوئی راوی بیچ کا واسطہ ترک کر کے عنعنہ کرے گا تو لازم آئے گا کہ وہ مدلس ہے (اور لقاء مرۃ کے ثبوت کے بغیر کوئی راوی ایسا کرے تو اس کا مدلس ہونا لازم نہیں آتا) اور مدلس کا عنعنہ قبول نہیں کیا جاتا، صرف ان رواۃ کا عنعنہ قبول کیا جاتا ہے جن کے بارے میں تحقیق ہو چکی ہو کہ وہ تدلیس نہیں کرتے، لہٰذا لقاء مرۃ کی قید سے احتمال انقطاع ختم ہو گیا۔

لیکن ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ مدلس کا عنعنہ تو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی مقبول نہیں، اور جب معاصرتِ محضہ کی صورت میں راوی واسطہ ترک کر کے عنعنہ کرے تو اس صورت میں بھی راوی مدلس ہو جائے گا، کیونکہ یہ عمل ارسالِ خفی ہے، اور ارسالِ خفی بھی تدلیس کے حکم میں ہے، اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں، لہٰذا احتمال انقطاع، معاصرتِ محضہ کی صورت میں بھی ختم ہو جاتا ہے اور لقاء مرۃ کی قید کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ عمل ارسالِ خفی ہے، جو ارسالِ جلی کے حکم میں ہے، پس یہ شخص مرسل ہو گا مدلس نہ ہو گا۔ اور مرسل کا عنعنہ قبول کیا جاتا ہے۔ لہٰذا امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر لازم آئے گا کہ احتمال انقطاع کے باوجود عنعنہ کو قبول کر لیا جائے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس جواب کا مدار اس بات پر ہے کہ ارسالِ خفی تدلیس کے حکم میں نہیں، بلکہ دونوں کے احکام متباین ہیں۔ اگر واقعی دونوں میں تباین ثابت ہو جائے تو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب قوی ہے، ورنہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کا، لیکن اکثر محدثین مثلاً حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ، ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ خفی، تدلیس کے حکم میں ہے، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمہ فتح الملہم" میں ارسالِ خفی کو تدلیس میں داخل کیا ہے، بلکہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک لکھا ہے کہ ارسالِ خفی تدلیس کی بدترین صورت ہے۔

اور تدلیس کی حقیقت پر غور کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ خفی تدلیس میں داخل ہے، اس لئے کہ تدلیس کی حقیقت یہ ہے کہ راوی ایسے مروی عنہ کی طرف حدیث کو بلفظ "عن" "ونحوھا منسوب کردے جس سے اس نے یہ حدیث نہیں سنی۔ مگر اس بات کا ابہام پیدا کردے کہ خود سنی ہے اور ابہام جس طرح ثبوت لقاء مرۃ کے بعد انقطاع کرنے میں پیدا ہوتا ہے، اسی طرح معاصرت محضہ کی صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے بامکان السماع، لہٰذا ارسالِ خفی کو تدلیس سے نکالنے کی کوئی وجہ نہیں۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ارسالِ خفی تدلیس کے حکم میں داخل ہے تو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہی قوی قرار پاتا ہے، کیونکہ معاصرت محضہ کی صورت میں بھی اگر راوی واسطہ ترک کرے گا تو وہ مدلس ہو جائے گا اور مدلس کا عنعنہ قبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا احتمال انقطاع، معاصرت محضہ کی صورت میں بھی منتفی ہو جاتا ہے، اور لقاء مرۃ کی شرط، اتصالِ سند کے لئے ضروری نہیں رہتی۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کا حاصل بھی یہی ہے کہ اس مسئلہ میں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب قوی ہے۔

لیکن احقر کا خیال یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اگرچہ اس حیثیت سے مرجوح ہے کہ انہوں نے اتصالِ سند کے لئے لقاء مرۃ کو شرط قرار دیا ہے، لیکن اگر وہ حدیث کے صحیح ہونے اور متصل ہونے کے لئے فی نفسہ تو ثبوت لقاء کو شرط قرار نہ دیتے ہوں۔ البتہ محض اپنے اوپر یہ پابندی لگائی ہو کہ ثبوت لقاء کے بغیر کوئی حدیث معنعن اپنی کتاب میں ذکر نہیں کریں گے تو **من حیث الاحتیاط و توکید الاتصال** بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہی احوط ہے۔ اس لئے کہ معاصرت محضہ کی صورت میں اگرچہ غلبۂ ظن اتصال و سماع کا حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن لقاء مرۃ سے اس غلبۂ ظن کی تائید ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

تتمــــة هٰذا البحث

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "شرح نخبۃ الفکر" میں تدلیس اور ارسالِ خفی کے درمیان فرق ثابت کرنے کے لئے ایک دلیل یہ دی ہے کہ مخضرمین، مثلاً ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ تعالیٰ یا قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت۔

عن النبیّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم

کو کسی نے بھی تدلیس میں شمار نہیں کیا، حالانکہ ان دونوں کی صرف معاصرت آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور لقاء کا ثبوت نہیں، اگر تدلیس کے لئے معاصرت محضہ کافی ہوتی تو یہ حضرات مدلسین ہوتے۔ مگر کسی نے بھی ان کو مدلس نہیں کہا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ان کو مدلس نہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی روایت **عن النبی ﷺ** ارسالِ خفی نہیں بلکہ ارسالِ جلی ہے، اس لئے کہ مخضرمین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کی معاصرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور عدم لقاء بھی معلوم ہو اور بحث اس صورت میں ہو رہی ہے جبکہ لقاء معلوم نہ ہو، نہ کہ اس صورت میں جب کہ عدم اللقاء معلوم ہو، اور ثبوت عدم اللقاء اور عدم ثبوت اللقاء میں فرق واضح ہے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ جس معاصر کا عدم اللقاء ثابت ہو جائے اس کا عنعنہ اتصال پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

الموازنــــة بين الصحيح للبخـــاری و مسلم

اس سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ صحت کے اعتبار سے کتاب بخاری کا درجہ کتاب مسلم پر بلاشبہ بڑھا ہوا ہے، جمہور محدثین نے اس کی صراحت کی ہے، کسی کا قول صریح اس کے خلاف نہیں ملتا، لیکن حسن ترتیب، جودۃ سیاق، احتیاط فی الفاظ الاسناد اور سہولت علی القاری کے

اعتبار سے مسلم کا درجہ بلاشک وشبہ بڑھا ہوا ہے، جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔

حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ ابو علی نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جو یہ قول نقل کیا ہے کہ:

ما تحت اديم السماء كتاب اصح من كتاب مسلم

نیز بعض علماءِ مغرب کا بھی اس طرح کا قول منقول ہے، اس سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ ابو علی نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعض علماء مغرب کے نزدیک صحت کے اعتبار سے کتاب مسلم کا درجہ کتاب بخاری پر بڑھا ہوا ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اول تو ابو علی کے نزدیک مذکورہ مقولہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کتاب مسلم کتاب بخاری سے اصح ہے، کیونکہ اس جملہ کا حاصل زیادہ سے زیادہ یہ نکلتا ہے کہ کتاب مسلم سے اصح کوئی کتاب نہیں، نہ یہ کہ کتاب مسلم کے مساوی بھی کوئی کتاب نہیں۔

ثانیاً اس مقولہ کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ، ہو سکتا ہے کہ ابو علی نے یہ بات صحت کے اعتبار سے نہ کہی ہو بلکہ حسن ترتیب کے اعتبار سے اصح کہا ہو، نیز علماءِ مغرب کے کلام میں بھی اس کی صراحت نہیں ملتی کہ انہوں نے اصحیت سند کے اعتبار سے کتاب مسلم کو ترجیح دی ہو۔ ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے بھی حسن ترتیب اور جودۃِ سیاق ہی کے اعتبار سے ترجیح دی ہے، اس سلسلہ میں یہ شعر دونوں کتابوں کی حیثیت متعین کرنے کے لئے کافی ہے:[1]

تنازع قوم فی البخاری و مسلم
لدی فقالوا ای ذین یقدم
فقلت لقد فاق البخاریُّ صحۃً
کما فاق فی حسن الصناعۃ مسلم

اس اجمال کی تفصیل درج ذیل ہے:

وجوہِ رجحان البخاری علی مسلم

صحت حدیث کا مدار تین اشیاء پر ہے۔

۱- الثقۃ بالرواۃ

۲- اتصال السند

۳- السلامۃ من العلل القادحۃ

ان تینوں امور میں کتاب بخاری کا درجہ مسلم سے بڑھا ہوا ہے۔

الثقة بالرواة

کے اعتبار سے ترجیح بخاری کی وجوہ، مندرجہ ذیل ہیں:

۱- جن رواۃ کے ساتھ بخاری منفرد ہیں، یعنی مسلم نے جن کی روایات ذکر نہیں کیں ان کی تعداد چار سو چونتیس (۴۳۴) ہے، اور ان میں سے متکلم فیہ رواۃ صرف اسی (۸۰) ہیں، برخلاف مسلم کے، کہ جن رواۃ کے ساتھ مسلم منفرد ہیں ان کی تعداد چھ سو بیس (۶۲۰) ہے، اور ان میں متکلم فیہ رواۃ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں، اور ظاہر ہے کہ جن رواۃ میں کسی کو کلام نہیں، ان کا درجہ ان پر بڑھا ہوا

[1] قائله الحافظ عبد الرحمن بن علي الربيع اليمني الشافعي - كذا في بستان المحدثين - ۱۲

ہے جن میں کلام کیا گیا، اگرچہ وہ کلام نفس الامر میں قادح نہ ہو۔

۲- بخاری نے ان متکلم فیہ رواۃ کی حدیثیں بھی کم لی ہیں، برخلاف مسلم کے، کہ وہ متکلم فیہ رواۃ کی حدیثیں نسبۃً زیادہ لاتے ہیں۔

۳- بخاری کے متکلم فیہ رواۃ میں سے اکثر خود ان کے شیوخ ہیں، برخلاف مسلم کے کہ ان کے متکلم فیہ رواۃ خود امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ نہیں، اوپر کے شیوخ تابعین و من بعدہم ہیں، اور ظاہر ہے کہ آدمی اپنے شیوخ کے حال اور ان کی احادیث کے حال سے زیادہ واقف ہوتا ہے بہ نسبت استادوں کے استادوں کی احادیث کے۔ پس وہ اپنے استادوں کی احادیث میں سے ایسی احادیث زیادہ بصیرت سے منتخب کر سکتا ہے جو زیادہ صحیح ہوں۔

۴- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اصالۃً طبقہ اولیٰ کی حدیثیں لاتے ہیں اور طبقہ ثانیہ کی کم لاتے ہیں، اور بیشتر ان کو بطریق التعلیق ذکر کرتے ہیں، اور طبقہ ثالثہ کی شاذ و نادر لاتے ہیں اور وہ بھی سب کی سب بطریق التعلیق ہیں۔ ظاہر ہے کہ کتاب بخاری اصالۃً مسندات کے لئے موضوع ہے اور تعلیقات محض استشہاد وغیرہ کے لئے لائی جاتی ہیں، برخلاف مسلم کے کہ وہ طبقہ اولیٰ و ثانیہ کی روایات بالاصالۃ لیتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی بطور استشہاد۔

اتصال السند

کے اعتبار سے ترجیح بخاری کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیث معنعن کو متصل قرار دینے کے لئے راوی مروی عنہ کے درمیان ثبوت لقاء ولو مرۃً کی قید لگائی ہے۔ برخلاف مسلم کے کہ وہ مجرد معاصرت پر اکتفاء کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ لقاء ولو مرۃً تائید اتصال کو موجب ہے۔

السلامة من العلل القادحة

کے اعتبار سے ترجیح بخاری کی وجہ یہ ہے کہ، صحیح کی ایسی کل حدیثیں جن پر نقاد حدیث نے تنقید کی ہے، ان کی کل تعداد دو سو دس (۲۱۰) ہے، جن میں سے بخاری میں اسی (۸۰) سے بھی کم ہیں اور باقی سب مسلم میں ہیں۔

وجوہِ ترجیح کتاب مسلم علی کتاب البخاری

(کتاب مسلم کی خصوصیات)

مگر متعدد وجوہ ایسی بھی ہیں جن کے باعث کتاب مسلم کو کتاب بخاری پر برتری حاصل ہے:

۱- جب کوئی حدیث، دو راوی الفاظ مختلفہ سے ذکر کریں اور معنی دونوں کے متحد ہوں تو یہ جائز ہے کہ دونوں کی سندیں ذکر کر دی جائیں۔ اور جس کے الفاظ میں حدیث ذکر کی گئی ہے اس کی تعیین نہ کی جائے، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بیشتر مواقع میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اولیٰ یہ کہ صاحب اللفظ کی تعیین کر دی جائے، اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ اس اولیٰ طریق کا التزام کرتے ہیں۔

۲- امام مسلم بکثرت اس کا بھی اہتمام کرتے ہیں کہ دونوں راویوں میں سے ہر ایک کے الفاظ کی الگ الگ تعیین کر دی جائے، مثلاً کہتے ہیں:

حدثنا فلان و فلان قال فلان کذا و فلان کذا

اگرچہ الفاظ میں اختلاف بالکل معمولی ایک حرف کا ہو، اور خواہ اس سے معنی متغیر ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں۔

۳- کتاب مسلم میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ ایک مسئلہ سے متعلق تمام حدیثیں متعلقہ باب میں ایک ہی جگہ جمع کر دی گئیں، اور ہر حدیث میں طرق متفرقہ، اسانید متعددہ اور الفاظ مختلفہ ان سب کو اسی باب میں ذکر کر دیا ہے، جس کی وجہ سے کسی حدیث کو مسلم میں تلاش کرنا اور اس کے متفرق طرق، متعدد سندیں اور الفاظ مختلفہ کو معلوم کرنا انتہائی سہل ہو گیا ہے، قاری کو یہ سب چیزیں ایک ہی جگہ مل جاتی ہیں، برخلاف امام بخاری کے کہ وہ ایک مضمون کی احادیث کو متفرق ابواب میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ذکر کرتے ہیں، اور بسا اوقات ایسے باب میں ذکر کرتے ہیں کہ ذہن کا تبادر دشوار ہے، حتیٰ کہ بسا اوقات بعض محدثین، بخاری کی کسی حدیث کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ بخاری میں نہیں ہے، حالانکہ بخاری کے ایسے باب میں ہوتی ہے کہ وہاں تک ذہن کی رسائی نہیں ہوتی۔

۴- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ حدثنا اور اخبرنا میں فرق کو واضح کرتے ہیں، اور ان کا مذہب یہی تھا کہ حدثنا صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ حدیث استاذ پڑھے اور شاگرد سنے اور اخبرنا اس صورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ حدیث شاگرد پڑھے اور استاذ سنے۔ یہی مذہب امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، اور امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ وہ ان دونوں میں فرق نہیں کرتے اور ان کا مذہب یہ تھا کہ ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے، **وھو مذھب مالك و فیه مذاھب آخر۔**

۵- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف احادیث مرفوعہ کو بیان کیا ہے، موقوفات شاذ و نادر لاتے ہیں، اور وہ بھی محض متابعات اور استشہاد کے لئے۔ برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ ان کے ہاں موقوفات کی تعداد زیادہ ہے۔

۶- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی سندیں جو صورۃً منقطع ہیں یعنی تعلیق کے قبیل سے ہیں ان کی تعداد کتاب مسلم میں صرف ۱۴ ہے۔ برخلاف کتاب بخاری کے کہ اس میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

۷- صحیفہ ہمام بن منبہ کی روایات کو اس طرح ذکر کرنا کہ قاری کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو حدیث یہاں ذکر کی جا رہی ہے وہ استاذ نے مصنف کو مجموعہ احادیث کے ضمن میں سنائی تھی، صرف وہی حدیث نہیں سنائی تھی اور اس طرح ذکر کرنا کہ سند کے شروع کے الفاظ بھی تبدیل نہ ہوں اور متن بھی جوں کا توں رہے۔ اس مقصد کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جب اس صحیفہ کی کوئی حدیث ذکر کرنا چاہتے ہیں تو اس صحیفہ کی سند ذکر کر کے اولاً اس صحیفہ کی سب سے پہلی حدیث ذکر کرتے ہیں۔

بعد ازاں حدیثِ مطلوب ذکر کرتے ہیں۔ اس طریقے سے قاری کا ذہن مشوش ہوتا ہے۔ وہ پہلی حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب سے تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ ترجمۃ الباب سے اس سے پہلی حدیث کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ دراصل تعلق صرف دوسری حدیث کا ہوتا ہے۔ اور حدیثِ اول محض کیفیتِ روایت بیان کرنے کے لئے لائی جاتی ہے۔ برخلاف امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ وہ جب اس صحیفہ کی کوئی حدیث لانا چاہتے ہیں تو اسے اس طرح ذکر کرتے ہیں:

حدثنا ابو رافع حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن هَمَّام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابو هريره رضي الله تعالیٰ عنه عن محمد ﷺ – و ذکر احادیث – منها "و قال رسول الله ﷺ الیٰ آخره –

یہ طریقہ نہایت واضح اور آسان ہے، اور اس سے وہ مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۸- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو رواۃِ شامیین کے اسماء اور کنیتوں میں بعض اوقات یہ غلطی ہو جاتی ہے کہ ایک ہی آدمی کے اسم کو ایک جگہ ذکر کرتے ہیں اور دوسری جگہ اس کی کنیت ذکر کرتے ہیں، اور یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ الگ الگ آدمی ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ہوتا ہے (ذکر شیخ الاسلام العثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ معدیاً الی ابن عقدہ) یہ مغالطہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کو پیش نہیں آتا۔
(بستان المحدثین صفحہ ۱۷۹)

اس کی وجہ یہ ہے کہ بخاری کی اکثر روایات اہل شام سے بطریق مناولہ ہیں (یعنی ان کتابوں سے لی گئی ہیں، خود ان سے نہیں سنی) بستان المحدثین صفحہ ۱۷۸۔

۹- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ اسانید متعددہ، طرق متفرقہ اور تحویل الاسناد اور الفاظ مختلفہ کا بیان نہایت مختصر، جامع اور واضح کرنے میں ممتاز ہیں۔

۱۰- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث کی ترتیب اور انداز میں ایسے دقائق کا لحاظ رکھا ہے کہ جو ان کے کمال فی علم الحدیث پر دلالت کرتے ہیں، اس حسن ترتیب کا ادراک صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو انتہائی ذہین ہونے کے علاوہ اصولِ دین، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، اصولِ فقہ، علم الاسناد، اسماء الرجال اور علوم عربیت پر اچھی دسترس رکھتا ہو۔

ترتیب اور حسن بیان میں بخاری اور مسلم میں اس فرق کی وجہ ابن عقدہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے

۱- ایک تو یہ بیان کی ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اپنے وطن میں اپنے اساتذہ کرام کی حیات میں تالیف کی ہے، اور جن کتابوں سے مدد لی ہے وہ سب ان کے پاس موجود تھیں۔ برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ انہوں نے اپنی کتاب زیادہ تر حالتِ سفر میں تالیف کی، خود امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رُبَّ حدیثٍ سمعتُهُ بالبصرة فکتبتُهُ بالشام

اس لئے ان کو بعض مواقع میں شک واقع ہو جاتا ہے۔

۲- دوسری وجہ یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے احکام فقہیہ کے استنباط کو اپنا مقصود نہیں بنایا، بلکہ مقصود یہ رہا کہ ہر باب کی تمام حدیثیں ایک جگہ جمع کر دیں۔ برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ ان کا مقصود استنباط احکام تھا۔ چنانچہ وہ ایک ایک حدیث کے مختلف اجزاء سے متعدد احکام مستنبط کرتے ہیں، اور جس جزءِ حدیث کا تعلق ان کے نزدیک جس مسئلہ فقہیہ سے ہوتا ہے اس کو اس باب میں ذکر فرماتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک ہی حدیث کے مختلف ٹکڑے کر کے مختلف ابواب میں متفرق طور پر لانا پڑتا ہے۔

دونوں کی مشترک احتیاط

ایک احتیاط بخاری اور مسلم نے مشترک طور پر یہ اختیار کی ہے کہ ان کے شیوخ نے اپنے اوپر کے شیوخ کا نام اگر کسی صفت یا نسبت کے بغیر ذکر کیا ہے اور بخاری و مسلم اس نام کے ساتھ صفت یا نسبت ذکر کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو مثلاً اس طرح کہتے ہیں:

حدثنا عبد اللہ بن مسلمة ثنا سليمان يعني ابن بلال عن يحيى وهو ابن سعيد

یوں نہیں کہتے کہ:

حدثنا عبد اللہ بن مسلمة ثنا سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد

یہ احتیاط اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہمارے استاذ نے اوپر کے شیخ کی یہ نسبت اور صفت بیان نہیں کی تھی، ہم نے وضاحت کے لئے بڑھادی ہے۔ و نظائره كثيرة في الصحيحين

عدد مافی صحیح مسلم من الاحادیث

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدمہ اور علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقدمہ "فتح الملہم" میں امام مسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے اپنی کتاب تین لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے تالیف کی" چنانچہ وہ منتخب احادیث جو صحیح مسلم میں موجود ہیں ان کی تعداد باسقاط المکررات تقریباً چار ہزار ہے اور مکررات کو شامل کر کے کل تعداد ایک قول کے مطابق بارہ ہزار ہے اور ایک قول کے مطابق آٹھ ہزار ہے۔ آخری قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم صفحہ ۲۴۶)

اور قول مشہور کے مطابق صحیح بخاری کی احادیث بھی باسقاط المکررات چار ہزار ہیں، اور مکررات کو شامل کر کے سات ہزار پچھتر ہیں۔ اس طرح صحیح مسلم میں بخاری کی بہ نسبت نو سو پچیس یا چار ہزار نو سو پچیس مکرر حدیثیں زیادہ ہیں۔

تراجم صحیح مسلم

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ابواب کے اعتبار سے ترتیب دی ہے۔ لہٰذا در حقیقت یہ کتاب مبوّب ہے، لیکن ابواب کے تراجم امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر نہیں کیئے تاکہ حجم کتاب زیادہ نہ ہو جائے یا کوئی اور مصلحت ہوگی، بعد میں لوگوں نے اپنی صوابدید سے تراجم تحریر کیئے، لیکن وہ قصور عبارت یا رکاکت الفاظ کی وجہ سے اس کتاب کے شایانِ شان نہیں، میں کوشش کروں گا کہ تراجم اس کی شان کے مناسب تحریر کروں، اسی طرح علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ انصاف کی بات یہ ہے کہ تراجم کا حق اب بھی ادا نہ ہوا جیسا کہ اس عظیم کتاب کا حق تھا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی اور بندے کو اس کی توفیق بخشے۔

شروح صحیح مسلم

صحیح مسلم کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱- المنہاج ..... للشیخ محی الدین زکریا یحیٰی بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ وہی شرح ہے جو موجودہ نسخوں کے ساتھ چھپی ہوئی ہے۔

۲- شرح ابی الفرج الزواوی ..... فی خمس مجلدات

۳- شرح احمد الخطیب القسطلانی الشافعی

۴- اکمال اکمال المعلم ..... محمد بن خلفة الابی المالکی، یہ مسلم کی متعدد شروح کی جامع ہے۔

۵- پھر اس شرح پر مزید اضافہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن محمد السنوسی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی سن ۸۹۰ ہجری نے کیا، ان کی شرح کا نام "مکمل اکمال اکمال المعلم" ہے، مصر سے سن ۱۳۲۸ ہجری میں یہ دونوں شرحیں طبع ہوئیں، اس کا ایک نسخہ جامعہ اشرفیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے، اور اب سن ۱۴۰۰ ہجری میں بحمد اللہ مدینہ منورہ سے دار العلوم کے لئے بھی مل گیا ہے جو کتب خانہ دار العلوم میں

موجود ہے۔

۶- مشارق الانوار اس میں قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا مالک اور صحیحین کی شرح کی ہے۔

۷- شرح الشیخ ملا علی القاری الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ الھروی نزیل مکہ المکرمہ فی اربع مجلدات یہ شرح نایاب ہے، طبع نہیں ہوئی۔

۸- الحل المفہم یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریرات درس مسلم کا مجموعہ ہے، جو مختصر اور نہایت مفید ہے اور دار العلوم کی لائبریری میں موجود ہے۔

۹- فتح الملہم ... الشیخ الاسلام العلامہ شبیر احمد العثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ، یہ اب تک کی تمام شروح سے زیادہ جامع اور محقق ہے اور نہایت مفید شرح ہے، لیکن یہ شرح مکمل نہیں ہو سکی، تین جلدوں میں صرف "کتاب الطلاق" تک پہنچی تھی۔ آگے کتاب الرضاع سے برادر عزیز مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس کا تکملہ تصنیف فرما کر اس شرح کو نہایت محققانہ معیار پر مکمل فرمادیا ہے۔ یہ تکملہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اور مکتبہ دار العلوم کراچی سے طبع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

یہ تکملہ اس لحاظ سے موجودہ تمام شروح حدیث میں ایک خاص امتیاز یہ رکھتا ہے کہ اس میں پچھلی تمام شروح کے اہم مباحث کو نہایت انضباط اور اختصار و جامعیت کے ساتھ مرتب کرنے کے علاوہ موجودہ زمانے کے جدید مسائل پر محققانہ بحث کی گئی ہے جو دوسری شروح میں کہیں دستیاب نہیں ہوتی۔ خصوصاً اقتصادی اور سیاسی مسائل جو اسی زمانے کے پیدا کردہ ہیں۔ ان پر خوب تحقیقی مباحث اس میں آگئے ہیں۔

۱۰- شیخ مصطفیٰ الذہبی نے علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر صحیح مسلم پر ایک مفید اور مختصر حاشیہ تالیف کیا ہے، جو استنبول سے چھپا تھا اور بیروت میں اس کا فوٹو بھی چھپا ہے۔ اللہ کے فضل سے یہ نسخہ کتب خانہ دار العلوم میں بھی موجود ہے۔

مختصرات والمستخرجات علیہ

مختصرات سے مراد تلخیصات ہیں، صحیح مسلم کی مختصرات بھی متعدد ہیں، جن کی تفصیل "مقدمہ فتح الملہم" میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اور مستخرجات بھی بہت زیادہ ہیں، ان کی تفصیل بھی "مقدمہ فتح الملہم" میں مل جائے گی۔

معنی قولهم "علی شرط الشیخین" او "علی شرط احدهما"

محدثین بکثرت کسی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "هذا علی شرط الشیخین" یا "علی شرط البخاری" یا "علی شرط مسلم" خصوصاً "مستدرک" کہ وہ بالذات موضوع ہی استدراک علی شرط الشیخین کے لئے ہے، حاکم کی اس سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

۱- ایک یہ کہ اس حدیث کے تمام رواۃ "من حیث الضبط والعدالة" رجال الشیخین کے مثل ہیں، بعینہ رجال الشیخین نہیں۔ اس قول کی تائید حاکم کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے خطبہ میں تحریر کیا ہے کہ "و انا استعین الله تعالیٰ علی اخراج احادیث رواتها ثقات قد احتج بمثلها الشیخان"۔

۲- لیکن جمہور کے نزدیک حاکم کی مراد یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام رواۃ بعینہ رجال الشیخین ہیں، اور علی شرط البخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام رجال بعینہ رجال بخاری ہیں۔ اسی طرح "علی شرط مسلم" کا مطلب بھی یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام رواۃ رجال مسلم ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ، علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہم نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حاکم کی عادت ہے کہ جب ایسی حدیث لاتے ہیں جس کے تمام رجال بعینہ رجال الشیخین یا رجال احدھما ہوں تو کہتے ہیں:

هذا صحیح علی شرط الشیخین یا علی شرط البخاری یا علی شرط مسلم۔

اور جب ایسی حدیث لاتے ہیں جس کے تمام رجال بعینہ رجال الشیخین یا رجال احدھما نہ ہوں بلکہ حاکم کے نزدیک ان کے مثل ہوں تو فرماتے ہیں "هذا صحیح الاسناد"۔

رہا حاکم کا قول خطبہ کتاب میں "و انا استعین الله تعالیٰ الخ" سو اس کا جواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ مثلیت کبھی عینیت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے اور کبھی مشابہت کے معنی میں۔ مگر معنیٰ اول میں یہ مجاز ہے اور معنیٰ ثانی میں حقیقت۔ چنانچہ جہاں بعینہ رجال الشیخین یا رجال احدھما سے حدیث لاکر حاکم "علی شرط الشیخین یا علی شرط احدھما فرماتے ہیں تو وہاں مثلیت سے مراد اس کے معنیٰ مجازی ہیں اور جب غیر رجال الشیخین سے حدیث لاکر اسے صحیح الاسناد فرماتے ہیں وہاں مثلیت سے مراد معنیٰ حقیقی ہیں۔

مگر اس پر جمع بین الحقیقۃ والمجاز فی استعمال واحد کا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لہٰذا احقر کے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ عموم مجاز کے طور پر مثلها سے مراد "الرجال المتصفون بصفات اشترطها الشیخان" ہے خواہ وہ بعینہ رجال الشیخین ہوں یا ان کے مثل۔ ۱۲

لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی حدیث کو علی شرط الشیخین یا علی شرط احدھما قرار دینا ہر ایک کا کام نہیں اور قرار دینے کے لئے صرف یہ دیکھ لینا کافی نہیں ہے کہ اس حدیث کے رجال بعینہ رجال الشیخین یا رجال احدھما ہیں بلکہ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ان رجال سے شیخین نے احادیث لینے میں کن قیود اور احتیاطوں کا لحاظ رکھا ہے، بعض اوقات کسی حدیث کے رجال بعینہ رجال الشیخین یا رجال احدھما ہوتے ہیں لیکن وہ علی شرطهما یا علی شرط احدھما نہیں ہوتے کیونکہ ان رجال سے شیخین نے حدیث جن قیود اور احتیاطوں کے ساتھ لی ہیں وہ قیود اور احتیاطیں اس حدیث کی سند میں موجود نہیں ہوتی ہیں، اس کی متعدد مثالیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

قال الحافظ: و وراء ذلك كله ان يروى اسناد ملفق من رجالهما - كسماك عن عكرمة عن ابن عباس

فسماك على شرط مسلم فقط، و عكرمة انفرد به البخاري، والحق ان هذا ليس على شرط واحد منهما ـ
و ادق من هذا ان يرويا عن اناس ثقات ضعفوا في اناس مخصوصين من غير حديث الذين ضعفوهم فيهم، فيجئ عنهم حديث من طريق ضعفوا فيه برجال كلهم في الكتابين او أحدهما فنسبتهُ انه على شرط من خرج له: غلط، كأن يقال في هشيم عن الزهري: كل من هشيم والزهري خرجا له فهو على شرطيهما؛ فيقال: بل ليس على شرط واحد منهما لانهما إنما اخرجا عن هشيم من غير حديث الزهري فانه ضعف فيه لانه كان دخل عليه فاخذ عنه عشرين حديثا فلقيه صاحب لهٗ وهو راجع فسأله رويته، وكانت ثمَّ ريح شديدة، فذهبت بالاوراق فصار هشيم يحدث بما علق منها بذهنه، ولم يكن اتقن حفظها فوهم في اشياء منها فضعف في الزهري بسببها ـ
و كذا همام ضعيف في ابن جريج، مع ان كل منهما اخرجا لهٗ لم يخرجا له عن ابن جريج شيئاً فعلىٰ من يعزو الى شرطهما او شرط واحد منهما ان يسوق ذلك السند بنسق رواية من نسب الىٰ شرطه، ولو في موضع واحد من كتابه ـ (مقدمة فتح الملهم صفحة ۲۵۶)

صیغ الاداء والتحمل

تحمل حدیث کی مختلف صورتوں کے اعتبار سے کچھ صیغے مقرر ہیں، جن کو "صیغ الاداء والتحمل" کہا جاتا ہے، ان کی چند قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱- **سمعتُ و حدثنی**...... یہ دونوں صیغے اس صورت کے لئے ہیں جب حدیث، استاد سے تنہا سنی ہو، اور اگر اس کے ساتھ سننے والا کوئی اور بھی ہو تو کہا جائے گا **سمعنا و حدثنا**، "**قال لی**" اور "**قال لنا**" کا بھی یہی حکم ہے۔ (کذا فی مقدمہ فتح الملہم صفحہ ۵۔)

۲- **اخبرنی و قرأت علیہ** ... یہ الفاظ اس شخص کے لئے ہیں جس نے حدیث پڑھ کر استاذ کو سنائی ہو، اور جب پڑھنے والا کوئی اور ہو اور یہ صرف سنتا ہو تو سننے والا کہے گا:-

اخبرنا یا قرئ علیہ و انا اسمع

اس طریقہ تحمل کو عرض کہا جاتا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم صفحہ ۵۷)

۳- **انبانی**... یہ بمعنی اخبرنی ہے لیکن متاخرین کے عرف میں یہ اجازت مشافہہ کے ساتھ خاص ہے پھر اگر "مجازلہ"، یعنی شخص مجاز ایک ہے تو وہ... "انبانی" کہے گا اور زائد ہیں تو "انبانا" کہیں گے۔

بعض نے اخبار اور انباء میں یہ فرق کیا ہے، کہ جماعت میں جو شاگرد پڑھے وہ "اخبرنا" کہے گا اور دوسرے شاگرد جو سن رہے ہیں وہ "انبانا" کہیں گے۔ (مقدمہ درس ترمذی صفحہ ۷۹)

۴- **شافهنی و شافهنا**...... **هما یختصان بالاجازۃ المتلفظ بها**- (نخبة الفكر)

۵- **کتب الیَّ و کاتبنی** ... یہ اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب استاذ کسی کے پاس اپنی سند سے لکھی ہوئی حدیثیں بھیجے اور اسی سند سے روایت کی تحریری اجازت دے۔

۶- **ارسَلَ الیَّ** ... یہ مراسلت کے ساتھ خاص ہے، اسے "الرسالہ" بھی کہتے ہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ استاذ شاگرد کے پاس کسی قاصد کے ذریعہ زبانی پیغام بھیجے کہ:

حدثنی فلان عن فلان قال کذا فاذا بلغک منی هذا الحدیث فاروہ عنی بهذا الاسناد-

(مقدمہ فتح الملہم صفحہ ۷۶، ۷۷)

۷- **عنْ وَ قَال** ... (جبکہ اس کے ساتھ "لنا" "یالی" "نہ ہو) یہ الفاظ سماع اور اجازت کی صراحت نہیں کرتے البتہ سماع اور اتصال کا احتمال ان میں ہوتا ہے۔

۸- **المناولۃ**......اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ کسی کو کچھ لکھی ہوئی حدیثیں یا احادیث کی کتاب اپنی سند کے ساتھ کسی کو دے دے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱- **المناولۃ المقرونۃ بالاجازۃ** -

۲- **المناولۃ المجردۃ عن الاجازۃ** -

پہلے طریقے سے روایت حاصل کرنے والے کو اپنے شیخ سے اس کی سند کے ساتھ روایت کرنا بالاتفاق جائز ہے اور دوسری قسم میں اختلاف ہے، بعض نے جائز کہا اور بعض نے ناجائز کہا، لیکن علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مقدمہ فتح الملہم" میں یہ محاکمہ کیا ہے کہ

"المناولة المجردة" اگر طالب علم کے سوال میں شیخ نے کیا یعنی طالب علم نے کہا کہ "ناولنی ھذا الکتاب للرویه عنك" شیخ نے وہ کتاب دے دی اور اذن کی صراحت نہیں کی تو، لینے والے کو روایت کرنا جائز ہے، کیونکہ دلالۃً اذن پایا جاتا ہے، اور اگر بغیر سوال کے یہ صورت تحقق ہوئی تو اس کی روایت عن ذلك الشیخ جائز نہیں۔

الاجـــازة و فائدتها فی هذا الزمـــان

الاجـــازة...... اجازۃ، اصطلاح میں "اذن فی الروایۃ لفظاً او کتابۃً" کو کہتے ہیں جو اخبارِ اجمالی کا فائدہ دیتی ہے اس تعریف سے معلوم ہوا کہ "المشافہ" اور "المناولہ" جو دو قسمیں پیچھے گذری ہیں در حقیقت "الاجازہ" ہی کی قسمیں ہیں،

اجازت...... کی دو صورتیں ہیں:

۱- ایک یہ کہ جس مجموعۂ احادیث کی روایت کی اجازت دی جائے "مجازلہ" یعنی اجازت حاصل کرنے والے کو ان احادیث کا علم وفہم پہلے سے حاصل ہو یعنی پہلے سے عالم ہو۔

۲- دوسری یہ کہ پہلے عالم نہ ہو اس میں مجازلہ یعنی اجازت حاصل کرنے والے کے لئے، روایت عن المجیز کو متقدمین نے ناجائز کہا، لیکن متاخرین اس کے بھی جواز کے قائل ہیں، اسلئے کہ شیخ کو حاجت ہوتی ہے کہ وہ اپنی مسموعہ احادیث کی تبلیغ کرے، مگر بسا اوقات طالب کو اس شیخ سے وہ حدیثیں پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو اس ضرورت کے لئے دوسری صورت بھی جائز قرار دی گئی۔

لیکن احقر کا خیال یہ ہے کہ اس صورت کا جواز اس شرط کے ساتھ ہوگا کہ مجازلہ یعنی شخص مجاز، میں اس حدیث کے پڑھنے، سمجھنے اور روایت کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔

اس زمانے میں کتب مشہورہ کی سندِ متصل کو محفوظ رکھنے یا ان کی روایت کی اجازت کا مقصود ان کو مؤلفین سے ثابت کرنا نہیں ہے، کیونکہ ان کا ثبوت مؤلفین سے درجہ تواتر کو پہنچا ہوا ہے، اور ہر مشہور کتاب کے سیکڑوں اور ہزار ہا نسخے اس کی تالیف کے وقت سے اب تک ہر زمانے میں موجود ہیں، اور جو چیز تواتر سے ثابت ہو اس کے اثبات کے لئے سند کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ اس کا فائدہ صرف یہ ہے کہ اسنادِ متصل کا سلسلہ قیامت تک باقی رہے کیونکہ سندِ متصل کا اہتمام اسی امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا خاص شرف ہے۔

مؤلفین تک اپنی سند کو محفوظ رکھنے کا ایک فائدہ احقر کو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کبھی ان کتابوں کے نسخے اور راوی دنیا میں صرف ایک دو باقی رہ جائیں، اور ان کا تواتر الی المولف ختم ہو جائے۔ تو اس وقت اس سند کے ذریعہ ان کتابوں کی نسبت الی المولفین ثابت کی جا سکے گی۔

الاستخراج والاخراج والتخریج

الاستخـــــراج...... کے معنی تو پیچھے گذر چکے ہیں، کہ کوئی حافظِ حدیث، کسی کتاب کی احادیث کو اپنی ایسی سندوں سے بیان کرے جن میں اس کے مؤلف کا واسطہ نہیں آتا۔ یہاں تک کہ استخراج کرنے والے کی سند مؤلف کے شیخ یا اس سے اوپر کے شیخ کے ساتھ جا کر مل جائے۔

الاخـــراج...... کسی حدیث کو اپنی سند سے کتاب میں لکھنے یا املاء کرانے کو کہتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے:

ھذا الحدیث اخرجه البخاری او اخرجه الترمذی فی صحیحه و فی سننه و نحو ذلك

التخـــریج...... اس کے دو معنی آتے ہیں، ایک بمعنی الاخراج المذکور، اور یہ معنی زیادہ تر علماءِ مغرب کے یہاں مشہور ہیں اور

دوسرے معنی جو زیادہ معروف ہیں، یہ ہیں کہ کسی حدیث کا حوالہ دینا کہ یہ فلاں فلاں کتابوں میں آئی ہے مثلاً کہا جاتا ہے:

خرّج فلانٌ احادیث "إحیاءِ العلوم"

یا کہا جاتا ہے:

فلان لهٔ تخریج لأحادیث الهدایه کنصب الرایه للزیلعي و نحو ذلك

کتب حدیث کی عبارت پڑھنے اور لکھنے کے لئے کچھ ہدایات اور رموزِ اسناد

۱- ہر روز سبق کے آغاز میں عبارت پڑھنے والے کو چاہئے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد مندرجہ ذیل عبارت پڑھے:

بالسند المتصل منا الی الامام الهمام الحافظ الحجة ابی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کوشان القشیری النیسابوری رحمه الله و متعنا بفیوضه، آمین، قال: حدثنا الخ۔

اس کے بعد ہر حدیث کی سند کے شروع میں "وبہ قال" کا لفظ پڑھے جو کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہوتا، "بہ" کی ضمیر "السند المتصل" کی طرف راجع ہوگی اور "قال" کی ضمیر مؤلف کتاب کی طرف، اور "السند المتصل" سے مراد ہم سے امام مسلم تک کی سند ہے جو مستقل عنوان کے تحت آگے آئے گی۔

۲- محدثین کی عادت ہے کہ حدثنی، حدثنا، اخبرنی، اخبرنا، انبانی و انبانا، سمعته، قرات علیه وغیرہ الفاظ سے پہلے لفظ "قال" کو کتابت میں بکثرت حذف کردیتے ہیں، قاری کو اس کا تلفظ ضرور کرنا چاہئے۔

۳- سند میں جہاں قال دو مرتبہ آتا ہے تو بکثرت کتابت میں ایک قال کو حذف کردیا جاتا ہے لیکن پڑھنا اس کا بھی ضروری ہے۔

۴- کتابت میں اختصار کے لئے بکثرت "حدثنا" کو صرف "ثنا" یا صرف "نا" لکھا جاتا ہے۔ اور حدثنی کو "ثنی" یا صرف "نی" لکھا جاتا ہے اور "اخبرنا" کو "انا" اور اخبرنی کو "انی" پڑھنے والے کو چاہئے کہ وہ پورا لفظ ادا کرے۔

۵- جب کسی حدیث کی سند میں ایک طریق سے دوسرے طریق کی طرف انتقال ہوتا ہے تو وہاں لفظ "ح" لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد مصنف دوسری سند شروع کرتا ہے، پھر آگے جاکر یہ دونوں سندیں کسی ایک شیخ پر متحد ہو جاتی ہیں، جس شیخ پر دونوں سندیں متحد ہوں اسے "مدار الحدیث" اور "مدار السند" کہا جاتا ہے۔ اس حاء کو حاءِ تحویل کہتے ہیں اور یہ تحویل ہی کا مخفف ہے، اسے پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک ح، دوسرا حاء، تیسرا تحویل، پہلا طریقہ زیادہ آسان اور مشہور ہے۔ یہ تحویل اکثر اول سند میں ہوتی ہے اور بعض اوقات آخر سند میں بھی ہوتی ہے **و هذا نادر جدا۔**

۶- سند کے آخر میں جب صحابی کا نام آجائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کہنا چاہئے، عنہ کی ضمیر صحابی کی طرف اور عنہم کی ضمیر باقی تمام رواۃِ حدیث کی طرف راجع ہوگی اور اگر وہ صحابی ابن صحابی ہو تو رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عنہم کہنا چاہئے اور صحابیہ ہو تو عنہا و عنہم۔

۷- جب راوی اور اس کے آباء و اجداد کے ناموں کے بعد کوئی صفت مذکور ہو تو وہ راوی کی صفت ہوگی، آباء کی نہیں۔

الا ان یوجد هناك قرینة تدل علی خلافه۔

۸- جب تنوین کے بعد ہمزۃ الوصل آجائے تو عربیت کا عام قاعدہ تو یہ ہے کہ ہمزہ کو حذف کرکے نونِ تنوین کو کسرہ دے کر مابعد الھمزہ سے ملاکر پڑھتے ہیں، مثلاً "**زیدن العالم**" لیکن تخفیف کے لئے محدثین نے سند کو اس قاعدے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے چنانچہ وہ ہمزہ کے ساتھ تنوین کو بھی حذف کردیتے ہیں اور تنوین والے حرف کو مابعد الھمزہ سے ملاکر پڑھتے ہیں جیسے **علی القاری زید بن محمد وغیرهما۔**

۹- ہمزۂ "ابـن"

ابن کا ہمزہ بھی ہمزۃ الوصل ہے اور ہمزۃ الوصل کا عام قاعدہ تو یہ ہے کہ تلفظ میں ساقط ہوتا ہے، لکھنے میں نہیں، مگر "ابن" جو دو

علموں کے درمیان واقع ہو تو اس کا ہمزہ خط سے بھی ساقط ہو جاتا ہے سوائے پانچ مواقع کے:

۱- جب یہ ہمزہ اول سطر میں آئے۔

۲- جب یہ ہمزہ اول شعر میں آئے۔

۳- جب اول مصرعہ میں آئے۔

۴- جب "ابن" کی اضافت "ام" کی طرف ہو مثلاً عیسیٰ ابن مریمؑ اور اسماعیل ابن علیہ۔

۵- ابن ماقبل کی صفت نہ ہو بلکہ ماقبل کے ماقبل کی صفت ہو مثلاً "عبد اللہ بن ابی ابن سلول" کہ اس میں ابن سلول عبد اللہ کی صفت ہے، ابی کی نہیں، اسی طرح عبد اللہ بن سلول ابن ابی میں ابن ابی سلول کی صفت نہیں، عبد اللہ کی صفت ہے۔

و نظائره كثيرة، منها، المقداد بن عمرو ابن الاسود، ابوه الحقيقي عمرو والاسود رجل تبناه في الجاهلية فنسب اليه، و منها، عبد الله بن عمرو ابن ام مكتوم، و عبد الله بن مالك ابن بحينة، و محمد بن علي ابن الحنفيه، و منها، اسحاق بن ابراهيم ابن راهويه، فان راهويه هو ابراهيم والد اسحاق، و منها، محمد بن يزيد ابن ماجه، فان ماجه هو يزيد والد محمد، فراهويه و ماجه، لقبان-

اتصال السّند منّا الی الامام مسلم

۱- انی قد تعلمت صحیح مسلم من اوله الی آخره روایة و درایةً من شیخنا العلام مولانا اکبر علی السهارنفوری، رحمه الله تعالیٰ فی دار العلوم کراتشی سنة (۷۹-۱۳۷۸ء) وهو من مولانا منظور احمد المحدّث، فی مظاهر العلوم بسهار نفور عن الشیخ ❶ خلیل احمد السهار نفوری عن الشیخ الامام الحافظ مولانا محمد مظهر النانوتوی رحمه الله عن شمس العلمآء مولانا مملوك علی عن مولانا رشید الدین خان الدهلوی عن السید مولانا الشاه عبد العزیز الدهلوی قدس الله سرهٗ العزیز–

و لما کانت سلسلة اسانیدنا الهندیة کلها تدور علی الشیخ الاجل الشاه عبد العزیز رحمة الله علیه نذکر واحدا من اسانیده المتعددة الی صاحب الکتاب، و للشیخ المذکور اسانید أخر ذکرها فی رسالة العجالة النافعة لکن العمدة منها طریق والده المرحوم الشاه ولی الله الدهلوی نور الله مرقدهما، فذکر انه سمع من والده الشاه ولی الله الدهلوی صحیح مسلم وغیره من الصحاح الستة عن الشیخ ابی الطاهر المدنی عن ابیه الشیخ ابراهیم الکردی عن الشیخ السلطان المزاحی عن الشیخ شهاب الدین احمد بن خلیل السبکی عن الشیخ نجم الدین الغیطی عن الشیخ زین الدین زکریا عن الشیخ ابن حجر العسقلانی عن الشیخ صلاح بن ابی عمر المقدسی عن الشیخ فخر الدین ابی الحسن علی بن احمد المقدسی المعروف بابن البخاری عن الشیخ ابی الحسن مؤید بن محمد الطوسی عن فقیه الحرم ابی عبد الله محمد بن فضل ابن احمد الفراوی عن الامام ابی الحسن عبد الغافر بن محمد الفارسی عن ابی احمد محمد بن عیسی الجلودی النیسا بوری عن ابی اسحاق ابراهیم بن محمد بن سفیان الفقیه الجلودی، وهو عن مؤلف الکتاب ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشابوری رحمهم الله تعالیٰ و نفعنا بعلومهم، آمین.

۲- و قد أجازنی الشیخ البارع الورع المتقی محمد حسن بن محمد المشّاط المکی المالکی المحدث المدرس بالمسجد الحرام المنیف، متع الله المسلمین بطول حیاته، اجازةً عامة مطلقة تامة بجمیع مَا لهٗ من مرویات و مقروء آت و مسموعات و مجازات، احدّث بها عنه کیف شئت و لمن شئت عن شیوخ له بالدیار الحجازیه و غیرها و أعطانی ثبته المسمّٰی "بالارشاد بذکر بعض مالی من الاجازه والاسناد" وأجازنی به بالمسجد الحرام المنیف بمکة المکرمة، زادها الله شرفاً و کرامةً، حین حضرتها لحجّ بیت الله

❶ احقر کے استاذ مولانا اکبر علی صاحب کو اپنے استاذ مولانا منظور احمد صاحب کے بارے میں شک تھا کہ مسلم شریف انہوں نے مولانا خلیل احمد صاحب یا مولانا عبداللطیف صاحب یا مولانا ثابت علی صاحب سے پڑھی ہے، احقر نے اس کی تحقیق کی تو ثابت ہوا کہ مولانا خلیل احمد صاحب ہی سے پڑھی ہے۔
آج شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سہارنپوری مد ظلہم نے فرمایا کہ مولانا عبداللطیف صاحب سے نہیں پڑھی۔ (رفیع ۳-۲-۹۴ ۱۳ھ) اور تاریخ مظاہر جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ میں صراحت کی گئی ہے کہ مولانا منظور احمد صاحب نے صحاح ستہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب سے پڑھی ہیں، تاریخ مظاہر کا یہ نسخہ حضرت مولانا اکبر علی صاحب کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے بھائی اختر علی صاحب کے پاس ملا تھا۔ ۱۲ رفیع۔

الحرام اوّل مرة (۱۳۸۴ھ) و قد ذکر فی ثبته المذکور طرقه المتعددة عن الشیوخ الکبار و خص بالذکر منهم تسعة عشر شیخا –

۳– و قد اجازنی صاحب اثبت المذکور بثبت الشیخ الشاه ولی الله الدهلوی المسمی "بالارشاد الی مهمات علم الاسناد" رواه عن الشیخ محمد عبد الباقی الایوبی اللکنوی عن العارف بالله فضل الرحمٰن بن اهل الله عن الشاه عبد العزیز الدهلوی عن والده الشاه ولی الله الدهلوی، رحمهم الله تعالیٰ۔

و هذا من أقرب أسانیدی و أعلاها الی الشیخ عبد العزیز الدهلوی رحمه الله– والحمد لله علی ذلك –

وأوّل حدیث حدثنی به الشیخ المذکور "حدیث الرحمة المسلسل بالاولیة کما جرت به عادة اهل هذا الفن وهو اوّل حدیث سمعه من شیوخه المذکورین فی ثبته و ذکر فی ذلك الثبت اسناده المتصل الی سفیان بن عیینة قال کل واحد من رجال الاسناد عن شیخه وهو اول حدیث سمعته منه، و انتهی التسلسل بالاولیة الی سفیان بن عیینة وهو یرویه عن عمرو بن دینار عن ابی قابوس مولی عبد الله بن عمرو بن العاص عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ "الراحمون یرحمهم الرحمٰن تبارك و تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء" أخرجه البخاری فی الکنی والادب المفرد، و ابو داؤد فی سننه، والترمذی فی جامعه والحمیدی فی مسنده الا انهم جمیعًا لم یسلسلوه–

۴– و قد أجازنی سیّدی و سندی والدی الماجد فضیلة الشیخ مولانا المفتی محمد شفیع قدس الله سره بروایة الصحاح الستة، والموطأ لمالك والشمائل للترمذی والموطأ للامام محمد، و شرح معانی الاثار للطحاوی والحصن الحصین للامام الجزری بعد ان قرأتُ علیه بعض ... من الصحاح الستة وأوائل صحیح البخاری و ... مع زملائی و سمعتُ بعضها بحیث قرء علیه و انا اسمع، و قد تعلّمتُ منه الموطأ للامام مالك والشمائل للترمذی فی سنة (۷۹–۱۳۷۸ھ) ولله الحمد.

و قرأ والدی الماجد "الحصن الحصین" علی المفتی الاکبر مولانا عزیز الرحمٰن عن الشاه فضل الرحمٰن الکنج مراد آبادی عن الشاه عبد العزیز عن والده الشاه ولی الله الدهلوی رحمهم الله– (الازدیاد السنی صفحه ۳۷) (وهذا من أقرب أسانیدی و أعلاها إلی الشیخ عبد العزیز رحمه الله، و لله الحمد)

۵– و قد أجازنی فضیلة الشیخ محمد ادریس الکاندهلوی رحمه الله بجمیع مرویاته و مسموعاته و مجازاته عن مشائخه الکرام إجازةً تامةً مطلقةً عامةً بشروط ذکرها فی صورة الاجازة (صفحه ۳۱ من مقدمة صحیح الامام البخاری) و کتب فی إثناء هذه الصورة بیده الشریفة إسمی والدعاء لی و لله الحمد–

وهو یروی الصحاح الستة والموطئین عن الشیخ خلیل احمد السهار نفوری، و یروی صحیح البخاری و جامع الترمذی عن الشیخ الأجل السید محمد انور شاه الکشمیری رحمه الله تعالیٰ.

و یروی الصحاح الستة و غیرها من کتب الحدیث إجازةً عن حضرة والده المحترم مولانا الشیخ محمد اسماعیل بن محمد اسحاق الکاندهلوی، وهو یروی عن الشیخ السیّد علی بن طاهر الوتری المدنی، وإسناد الشیخ الوتری الی الامام البخاری اعلی سند یوجد فی الدنیا فی ذلك الوقت، کما فصّله فی مقدمته علی صحیح البخاری (صفحه ۳)

و قد حصلت الاجازة لوالده الشيخ محمد اسماعيل بن محمد اسحاق عن الشيخ المفتي عبد القيوم البدهانوى رحمه الله عن حضرة الشاه محمد اسحاق الدهلوى رحمه الله –

٦– و قد أجازني فضيلة الشيخ مولانا الشيخ ظفر احمد العثماني التهانوى رحمه الله صاحبُ إعلاء السنن بجميع مروياته إجازةً عامة –

٧– و قد أجازني فضيلة الشيخ، شيخ الحديث مولانا محمد زكريا رحمه الله صاحب لامع الدرارى و أوجز المسالك برواية الصحاح الستة بأسانيده و كتب لي تلك الإجازة –

و أجازني أيضاً برواية ستة و ثلاثين كتاباً بعد قراءتي، أطرافها عليه، بالمدينة المنورة على صاحبها الصلوٰة والسلام – و هي كما يأتي: –

١ –	المسند	للامام الدارمي
٢ –	الموطا	للامام مالك، براوية يحيٰ
٣ –	الموطا	للامام مالك، برواية محمد بن الحسن
٤ –	المسند	للامام ابي حنيفة
٥ –	المسند	للامام الشافعي
٦ –	السنن	للامام الشافعي
٧ –	المسند	للامام احمد بن حنبل
٨ –	كتاب الآثار	للامام محمد الحسن الشيباني
٩ –	السنن	للامام الدار قطني
١٠ –	المستخرج علىٰ صحيح مسلم	للامام أبي نعيم
١١ –	المصنف	للامام أبي سلم الكشي
١٢ –	السنن	للامام سعيد بن منصور
١٣ –	المصنف	للامام أبي بكر بن أبي شيبة
١٤ –	شرح السنة	للامام محيي السنة حسين بن مسعود البغوى
١٥ –	مصابيح السنة	للامام البغوى
١٦ –	المسند	للامام أبي داؤد الطيالسي
١٧ –	المسند	للامام عبد بن حميد الكشي
١٨ –	المسند	للامام أبي محمد بن أبي اسامة
١٩ –	المسند	للامام أبيٰ بكر البزار
٢٠ –	المسند	للامام أبي يعلي الموصلي
٢١ –	المعجم	للامام أبي يعلي الموصلي
٢٢ –	كتاب الزهد والرقائق	للامام أبي عبد الرحمٰن عبد الله بن المبارك

۲۳- نوادر الاصول — للامام أبي عبد الله الحكيم الترمذي
۲۴- كتاب الدعاء — للامام أبي القاسم الطبراني
۲۵- كتاب "الخطيب البغدادي" — للامام أبي بكر احمد بن علي الخطيب البغدادي
۲۶- يحيى بن معين المري — للامام الحافظ يحيى بن معين المري
۲۷- المصنف — للامام عبد الرزاق
۲۸- السنن الكبرى — للامام البيهقي
۲۹- دلائل النبوة — للامام البيهقي
۳۰- المستخرج — للامام أبي عوانه
۳۱- الصحيح — للامام أبي عبد الله محمد بن حبان التميمي
۳۲- المستدرك — للامام الحاكم ابي عبد الله النيسابوري
۳۳- الصحيح — للامام أبي عبد الله محمد بن أبي اسحاق بن خزيمة
۳۴- الصحيح — للامام الحافظ أبي بكر الاسماعيلي
۳۵- عمل اليوم والليلة — للامام أبي بكر بن السني
۳۶- جمع الفوائد — للامام محمد بن محمد بن سليمان

۸- و قد أجازني (في الجامعة الأشرفية بلاهور في الحادى عشر من شعبان سنة (۱۳۹۸ھ) فضيلة الشيخ القارى المقرى محمد طيب الديوبندى رحمه الله تعالى مدير دارالعلوم ديوبند برواية الصحاح الستة بثلاث طرقه، وهي كما ياتي:

۱- عن الشيخ الأجل السيد مولانا محمد انور شاه الكشميري عن شيخ الهند مولانا محمود الحسن عن الشيخ مولانا محمد قاسم النانوتوي عن الشاه عبد الغني الدهلوي عن الشاه محمد اسحاق الدهلوي عن الشاه عبد العزيز الدهلوي عن الشاه ولي الله المحدث الدهلوي رحمهم الله تعالى -

۲- عن مولانا محمد احمد عن الشيخ مولانا رشيد احمد الكنكوهي عن الشاه عبد الغني عن الشيخ مولانا الشاه محمد اسحاق عن الشيخ مولانا الشاه عبد العزيز الدهلوي رحمهم الله تعالى -

۳- عن الشيخ مولانا خليل احمد السهار نفوري عن الشيخ مولانا الشاه عبد القيوم البدهانوي عن الشيخ مولانا الشاه محمد اسحاق رحمهم الله -

ملخص● ما في مقدمة صحيح مسلم من المسائل المهمّة و شرح المواضع منها

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدمہ کا آغاز اپنے کسی شاگرد یا معتقد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ متعین طور سے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی "ابو اسحاق ابراهيم بن محمد بن سفيان الجلودي النيسابوري" ہوں جنہوں نے صحیح مسلم کے موجودہ نسخے کی روایت کی ہے اور خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کتاب سنی ہے۔

قولــــہ "ذكرت انك هممت بالفحص عن تعرف جملة الاخبار الماثورة (الى قوله) و سالتني ان الخصها لك"۔ (ص ۲ سطر ۲)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ تم نے ایک ایسے مجموعہ احادیث کی تالیف کی مجھ سے درخواست کی ہے جس میں مندرجہ ذیل خوبیاں ہوں:

۱- اس کی احادیث مرفوعہ ہوں۔
۲- وہ حدیث کے تمام مضامین (ثمانیہ) کو جامع ہو۔
۳- احادیث سندوں کے ساتھ ہوں۔
۴- وہ سندیں اہل علم کے یہاں متداول● (مقبول) ہوں۔
۵- وہ مجموعہ مرتب ہو۔
۶- مختصر ہو۔
۷- زیادہ (غیر ضروری) تکرار سے خالی ہو۔

قولــــہ "ثم ان انشاء الله مبتدء ون في تخريج ما سالت" (ص ۳ سطر ۵)

اس کا حاصل یہ ہے کہ میں تمہاری درخواست کے موافق تالیف شروع کرتا ہوں۔ یعنی اس کتاب میں انشاءاللہ وہ تمام خوبیاں ہوں گی جو تم نے ذکر کی ہیں۔ چنانچہ اختصار کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا اور تکرار سے بھی حتی الوسع احتراز کیا جائے گا، الا یہ کہ تکرار میں کوئی معتد بہ فائدہ ہو۔ مثلاً مکرر آنے والی روایت کی سند یا متن میں کوئی ایسی بات ہو جس کا اظہار ضروری یا مفید ہے تو ایسے مواقع میں صرف بقدر ضرورت ہی تکرار ہوگا۔ اس عبارت میں امام مسلم نے لفظ "تخریج" کو بمعنی "الاخراج" استعمال فرمایا ہے۔

قولــــہ "فنقسمها على ثلثة اقسام و ثلاث طبقات من الناس"۔ (ص ۳ سطر ۶)

ان طبقات اور اقسام کا خلاصہ یہ ہے:

الاوّل..... ما رواه الصادقون الحفاظ المتقنون –

الثاني..... ما رواه الصادقون المتوسطون في الحفظ والاتقان –

الثالث..... ما رواه الضعفاء المتروكون –

● یہاں استاذ محترم کی تقریر و تشریح کے صرف خاص خاص حصے اور ان کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔ (عبد الغفور)

● یہ صراحت تو نہیں فرمائی کہ صرف احادیث صحیحہ ہی ذکر کریں گے، لیکن ان کے مجموعہ کلام کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ احادیث صحیحہ کا التزام فرمائیں گے جیسا کہ آگے اسی بحث میں "فائدہ" کے عنوان کے تحت بھی آرہا ہے۔

قولہ "فاذا نحن تقصينا اخبار هذا الصنف من الناس اتبعناها اخباراً يقع في اسانيدها بعض من ليس بالموصوف بالحفظ والاتقان كالصنف المقدم قبلهم على انهم وان كانوا فيما وصفنا دونهم فان اسم الستر والصدق وتعاطي العلم يشملهم". (ص ۳ سطر آخر تا ص ۴ سطر ۲)

یہاں "الستر" سے مراد یہ ہے کہ ان راویوں کے بارے میں ہمیں کوئی بات عدالت کے منافی معلوم نہیں، پس یہ لفظ عدالت کے مترادف ہے۔

قولہ في مثل مجرى هؤلاء —

ایک نسخے میں "مثل ذالك" ہے۔ اس کا ترجمہ تو ظاہر ہے اور وفی مثل مجرى هؤلاء میں "هؤلاء" سے اشارہ مذکورہ بالا دونوں طبقات کے محدثین کی طرف ہے، اور "مجریٰ" اسم ظرف بھی ہو سکتا ہے (کمافی الصحاح) جس کا اصل لفظی ترجمہ ہے "گذرگاہ" اور "بہنے کی جگہ" اس صورت میں مراد مقام یا درجہ ہوگا، یعنی مذکورہ بزرگوں کے مقام اور درجے کی طرح، اور مجری مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے جس کا اصل لفظی ترجمہ "بہنا" ہے (کما في الصحاح للجوهري) اس صورت میں مراد روش اور چلنا ہوگا یعنی مذکورہ بزرگوں کی روش اور طریقے کی طرح۔

قولہ "فاما ما كان منها عن قوم هم عند اهل الحديث متهمون او عند الاكثر منهم فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم". (ص ۴ کے آخر سے ص ۵ کی پہلی سطر تک)

اس پورے کلام کو جو ص ۴ کے آخر سے ص ۵ کے شروع تک فرمایا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب ہم قسم اول سے فارغ ہوں گے تو قسم ثانی کی حدیثیں لائیں گے اور قسم ثالث کو ذکر نہیں کریں گے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اپنے اجمال کے باعث مشکل ہو گیا ہے، چنانچہ اس کی مراد کی تعیین میں تین قول ہیں (یہ تینوں اقوال علامہ نوویؒ نے اپنی شرح کے مقدمہ میں مستقل ایک فصل میں نقل کیے ہیں)۔

صحیح مسلم کے جو نسخے علامہ نوویؒ کی شرح کے ساتھ طبع ہوئے ہیں ان کے شروع میں مقدمہ بھی طبع ہوا ہے۔ ہمارے زیر درس نسخے ایسے ہی ہیں۔

۱- ایک قول امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان الجلودی کا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین الگ الگ کتابیں تالیف کی تھیں، ایک تو یہی صحیح مسلم ہے، اور دوسری کتاب میں متوسط درجہ کے رواۃ کی حدیثیں ذکر کی تھیں، اور تیسری کتاب میں ضعفاء اور متروکین کی حدیثیں تھیں۔

لیکن یہ قول اس لئے درست نہیں کہ یہ امام مسلمؒ کی صراحت کے خلاف ہے، امام نے تو صراحت کی ہے کہ تیسرے طبقے کی حدیثیں کتاب میں نہیں لائیں گے، کمامرآنفاً۔

۲- دوسرا قول حاکم صاحب مستدرک اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قسم اول اور قسم ثانی کی حدیثیں الگ الگ لکھنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن قسم اول ہی کی حدیثیں صحیح مسلم میں لکھ پائے تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا اور قسم ثانی کی تالیف کا موقع نہ مل سکا۔

۳- تیسرا قول قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جسے علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شرح کے مقدمہ● میں راجح قرار دیا ہے، وہ

● دیکھئے ان کے مقدمہ کا ص ۱۵ و ۱۶۔

یہ کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ قول اور کتاب ہذا کی ترتیب میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ صحیح مسلم میں انہوں نے تین قسم کے رواۃ کی حدیثیں ذکر کی ہیں، ایک حفاظ متقون، دوسرے متوسطون فی الحفظ والاتقان اور تیسرے وہ رواۃ جن کی بعض نے تضعیف کی ہے اور اکثر نے نہیں کی، اور خود امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بھی ان کی تضعیف راجح نہیں۔ اور ایک چوتھی قسم ہے جس کو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترک کیا ہے، یعنی وہ رواۃ جن کو تمام محدثین یا اکثر نے ضعیف اور متروک قرار دیا ہے۔

چنانچہ ابواب میں امام مسلمؒ سب سے پہلے قسم اول کی حدیثیں لاتے ہیں، پھر استشہاد اور متابعت کیلئے۔ یا اگر ان کو طبقہ اولیٰ کی حدیث اس باب میں نہ ملے تو استدلال کے لئے قسم ثانی کی حدیثیں لاتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہیں کہیں صرف استشہاد و متابعت کے لئے قسم ثالث کی حدیثیں لاتے ہیں۔ قسم رابع کی یعنی جن کی اکثر یا سب محدثین نے تضعیف کی ہے حدیثیں نہیں لاتے۔

قاضی عیاضؒ کی اس تشریح پر اشکال ہوتا ہے کہ اس کی رو سے تو چار قسمیں بن جاتی ہیں جن میں سے تین کتاب میں آئیں اور چوتھی متروک ہے۔ حالانکہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قول مذکور میں صرف تین قسموں کا ذکر کر کے تیسری کو متروک قرار دیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ چوتھی قسم امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول مذکور کے مفہوم مخالف سے نکلتی ہے، اسلئے کہ ان کا ارشاد ہے کہ:

"فاما ما كان منها عن قوم هم عند اهل الحديث متهمون او عند الاكثر منهم، فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم" — (ص ۴، ص ۵)

جس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ جو رواۃ اکثر محدثین کے یہاں متہم نہیں بلکہ بعض کے نزدیک متہم ہیں۔ ان کی حدیثیں اپنی کتاب میں ذکر فرمائیں گے۔ چنانچہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے کہ ایسے رواۃ کی حدیثیں متعدد مقامات پر امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کی ہیں جو بدعت کی طرف منسوب ہیں یا بعض محدثین نے جن کی تضعیف کی ہے لیکن امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ان کا ضعف راجح نہیں۔

فائدہ

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقدمہ فتح الملہم (ص ۹۷) میں علامہ جزائری کے حوالے سے فرمایا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقہ ثالثہ کی روایت کو صرف متابعات (استشہاد) کے طور پر لاتے ہیں تاکہ طبقہ ثانیہ کے راویوں میں ضبط کا جو قصور ہو اس کی تلافی طبقہ ثالثہ کی روایات سے ہو جائے۔

ناچیز (رفیع) عرض کرتا ہے کہ اس سے ایک بڑے اشکال کا جواب ہو جاتا ہے، اشکال یہ ہوتا تھا کہ جب امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقۂ ثانیہ کی روایات بھی اپنی کتاب میں لائے ہیں تو یہ کتاب "صحیح مجرد ...... نہ ہوئی، کیونکہ "حدیث صحیح" کے راوی کا "عدل تام الضبط" ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ طبقہ ثانیہ کے رواۃ "تام الضبط" نہیں۔ لہٰذا ان کی روایات حسن لذاتہ ہوئیں، کیونکہ حدیث صحیح اور حدیث حسن کے راویوں میں صرف "ضبط" کا فرق ہوتا ہے کہ اول الذکر کے راوی تام الضبط ہوتے ہیں، اور "حسن" کے راویوں میں "ضبط" تام نہیں ہوتا قاصر ہوتا ہے۔

علامہ جزائری کی مذکورہ بالا تحقیق سے یہ اشکال اس طرح رفع ہو گیا کہ "حسن لذاتہ" کے طرق اگر متعدد ہوں تو وہ "صحیح لغیرہ" بن جاتی ہے، پس جب امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقہ ثانیہ کی روایات، جو کہ حسان ہیں، لانے کے بعد متابعت اور استشہاد کے طور پر طبقہ ثالثہ کی روایات لے آتے ہیں تو تعدد طرق کی وجہ سے اس قصور کی تلافی ہو جاتی ہے جو طبقۂ ثانیہ کے روایوں میں تھا، اور طبقۂ ثانیہ کی

روایات تعدد طرق کی وجہ سے "صحیح لغیرہ" بن جاتی ہیں، لہٰذا کتاب مسلم کے "اصح المجرد" ہونے میں شبہ نہ رہا، البتہ یہ کہنا پھر بھی درست ہوگا کہ "کتاب مسلم" میں ساری احادیث "صحیح لذاتہ" نہیں بلکہ اس میں "صحیح لغیرہ" بھی ہیں، تاہم یہ کتاب کے "اصح المجرد" ہونے کے منافی نہیں۔

قولــــہ سلیمان بن عمرو ابی داؤد — (ص۵ سطر ۲)

یہ عمرو بفتح العین ہے جس کا واؤ لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

قولــــہ علامۃ المنکر — (ص۵ سطر ۳)

یعنی حدیث منکر کی تعریف یہ ہے کہ وہ روایت حفاظ و ثقات کے بالکل خلاف ہو یا عدم موافقت کے قریب ہو کہ بمشکل ان سے موافقت پیدا کی جاسکے۔ یہ تو حدیث منکر کی تعریف ہوئی۔

قولــــہ فاذا کان الاغلب من حدیث کذالک الخ — (ص۵ سطر ۳،۴)

یہ حکم ہے ایسے راوی کا جس کی حدیثوں میں منکر حدیثوں کا غلبہ اور اکثریت ہو کہ اس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جاتی۔ حتی کہ جس روایت میں اس نے حفاظ و ثقات کی مخالفت نہ کی ہو وہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔ ایسے راوی کو "منکر الحدیث" بھی کہا جاتا ہے، اور جس راوی کی روایات میں غلبہ منکر روایات کا نہ ہو تو اس کی اگرچہ منکر روایات غیر مقبول ہوں گی مگر باقی روایات قبول کی جائیں گی۔

قولــــہ محزر (ص ۵ س ٤) بضم المیم و فتح الحاء المھملۃ والزائین المھملتین الاولیٰ مشدودۃ (ھکذا ضبطہ النووی ھھنا و رجحہ و ذکر نحوہ فی شرح اواخر ھذہ المقدمۃ)

قولــــہ لان حکم اھل العلم الخ — (ص۵ س۵)

پیچھے دو اصول بیان ہوئے ہیں:-

۱- منکر کی تعریف

۲- جس راوی کی روایات میں غلبہ منکر روایات کا ہو اس کا غیر مقبول الحدیث ہونا۔ لان حکم الخ سے اس دوسرے اصول کی دلیل بیان فرمائی جارہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ("تفرد" اور "زیادت" اگرچہ بنسبت "مخالفت" کے اہون درجہ کی چیز ہے، چنانچہ) جو راوی حفاظ و ثقات کی روایت کردہ بہت سی حدیثوں کو روایت کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہو رہا ہو، اور ان کے موافق روایت کرتا رہا ہو وہ اگر کسی حدیث میں تفرد یا زیادت کرے تو اس کا تفرد اور زیادت قبول کی جاتی ہے، (جبکہ مخالفت قبول نہیں کی جاتی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "تفرد" اور "زیادت" اہون درجہ کی چیز ہے مگر اس کے باوجود) جو راوی حفاظ و ثقات کی روایات میں ان کے ساتھ شریک نہیں رہا، وہ اگر حدیثوں کی ایک تعداد میں تفرد کرے تو اس قسم کے راوی کی حدیثیں بھی قبول کرنا جائز نہیں۔ (تو جب تفردات اور زیادات کی کثرت کرنے والے کا یہ حکم ہے کہ اس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جاتی تو مخالفت کی کثرت کرنے والے کا تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا کہ اس کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے)۔

تنبیہ

"منکر" "تفرد" اور "زیادت" سے متعلق امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کی شرح جو ناچیز نے بیان کی ہے، وہ مجھے بعینہٖ تو شراح کے کلام میں نہیں ملی، لیکن ان کے کلام کے منافی بھی نہیں ہے، بلکہ شراح کے کلام میں کہیں کہیں اس کی تائید بھی ملتی ہے۔

ناچیز کی بیان کردہ شرح بڑی حد تک اس پر مبنی ہے کہ اس پوری بحث میں "مخالفت" سے مراد معارضہ ہے، یعنی حفاظ و ثقات کی روایت

کے معارض روایت کرنا، کہ اس راوی کی روایت کو درست تسلیم کریں تو ان حفاظ کی روایت کو غلط ماننا پڑے اور ان حفاظ کی روایت کو درست تسلیم کریں تو اس کی روایت کو غلط کہنا پڑے۔ اور "تفرد" و "زیادۃ" سے مراد ایسا تفرد اور ایسی زیادت ہے جس میں حفاظ و ثقات کی روایت کے معارض بات نہ ہو۔

حاصل بحث

حدیث منکر، اور تفرد وزیادت سے متعلق امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس پورے کلام سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوئے:-

۱- جو حدیث حفاظ ثقات کی روایت کے خلاف ہو وہ منکر ہے۔

۲- جس راوی کی روایات میں اکثریت منکر حدیثوں کی ہو وہ مہجور الحدیث ہوتا ہے، یعنی اس کی ایسی روایات بھی قبول نہیں کی جاتیں جن میں اس نے حفاظ وثقات کی مخالفت نہیں کی۔ (ایسے روای کو "منکر الحدیث" بھی کہا جاتا ہے، رفیع)

۳- کسی راوی کا تفرد یا زیادت کرنا، بہ نسبت مخالفتِ ثقات کے اہون ہے۔ چنانچہ ثقہ کی زیادت یا تفرد تو حفاظ و ثقات کے مقابلہ میں قابل قبول ہے، مگر "مخالفت" قابل قبول نہیں یعنی حفاظ و ثقات کی مخالفت اگر ثقہ راوی بھی کرے گا تو مخالفت والی روایت منکر ہوگی۔

۴- تفرد اور زیادت اسی راوی کا قابل قبول ہے جس نے بہت سی حدیثیں روایت کرنے میں اپنے ایسے اقران کے ساتھ مشارکت کی ہو جو حافظ اور ثقہ ہیں اور ان روایات میں ان کی پوری طرح موافقت بھی کی ہو جب یہ صفت راوی میں پائی جائے گی تو (یہ اس کے حافظ اور ثقہ ہونے کی علامت ہے) لہٰذا اس کا تفرد اور زیادت قبول کی جائے گی۔

۵- جس راوی میں یہ صفت پائی جائے اس کی زیادت اور تفرد قابل قبول نہیں۔

۶- جس راوی میں یہ صفت نہ ہو، اور وہ بہت سی حدیثوں کی روایت میں تفرد یا زیادت کرے تو ایسے راوی کی دوسری حدیثیں بھی قبول کرنا جائز نہیں۔

یعنی اس کی ایسی روایتیں بھی قبول نہ ہوں گی جن میں اس نے تفرد اور زیادت نہیں کی۔

۷- یہ قاعدہ جو مشہور ہے کہ "زیادة الثقة مقبولة" [1] یہ مطلق نہیں بلکہ ان قیود کے ساتھ ہے کہ

۱- وہ زیادت ثقات کی روایت کے معارض نہ ہو (کیونکہ معارض ہوگی تو منکر ہو جائے گی)۔

۲- حافظ کرے۔

۳- ثقہ کرے۔

پس جس تفرد یا زیادت میں ثقات کی مخالفت ہو، یا زیادت و تفرد کرنے والا غیر حافظ ہو، یا غیر ثقہ ہو تو ایسا تفرد یا زیادت غیر مقبول ہے۔

---

[1] اس مسئلہ میں علامہ نووی نے اپنے مقدمہ (ص ۱۸) میں یہ تفصیل بیان کی ہے کہ جب کسی روایت میں کوئی راوی متفرد ہو تو اگر وہ اپنے سے احفظ کے خلاف (معارض، رفیع) روایت کر رہا ہے تو یہ روایت شاذ و منکر ہے اور مردود ہے، اور اگر خلاف تو روایت نہیں کر رہا بلکہ صرف زیادت کر رہا ہے مگر اس کا حفظ و اتقان کافی نہیں ہے تب بھی وہ روایت شاذ و منکر ہے اور اگر وہ حافظ متقن ہے اور اپنے سے احفظ کے خلاف نہیں کہہ رہا تو یہ روایت صحیح اور مقبول ہوگی اور اس حدیث کو حسن کہیں گے۔ خلاصہ یہ کہ زیادت اگر حافظ ثقہ سے ہو اور احفظ کے مخالف نہ ہو تو مقبول ہے اور اگر غیر حافظ یا غیر ثقہ سے ہو یا احفظ کے مخالف ہو تو شاذ و منکر اور مردود ہوگی۔ بعینہٖ یہی تفصیل فتح الملہم کے مقدمہ (ناشر جلد اول ص ۱۳۳) میں ابن الصلاح سے نقل فرمائی گئی ہے۔

شاذ اور منکر میں فرق

مقدمہ فتح الملہم میں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دونوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ:

"والمعتمد فی حد الشاذ بحسب الاصطلاح انه ما يرويه الثقة مخالفاً لمن هو ارجح منه، و اما المنكر فقد اختلف ايضاً في حده، والمعتمد فيه بحسب الاصطلاح، انه ما يرويه غير الثقة مخالفاً لمن هو ارجح منه. فهما متباينان لا يصدق احدهما على شيء مما صدق عليه الآخر و هما يشتركان في اشتراط المخالفة، و يمتاز الشاذ عنه بكون راويه ثقة، و يمتاز المنكر عن الشاذ بكون راويه غير ثقة"۔

ناچیز محمد رفیع عرض کرتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منکر کی جو تعریف اپنے مقدمہ میں فرمائی ہے وہ اصطلاحی شاذ اور منکر دونوں کو شامل ہے، کیونکہ انہوں نے حدیثِ منکر کے راوی میں غیر ثقہ کی قید نہیں لگائی، صرف مخالفت کو ذکر فرمایا ہے جو منکر میں بھی پائی جاتی ہے، اور شاذ میں بھی، اور حاصل امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کا یہ ہوا کہ کسی راوی کی روایت حفاظ کی روایت کے مخالف ہو تو منکر ہے، خواہ مخالفت کرنے والا ثقہ ہو یا غیر ثقہ، اور جس راوی کی روایتوں میں منکر احادیث کی اکثریت ہو تو وہ ثقہ نہیں رہتا، بلکہ مجہور الحدیث (جس کو بعض محدثین، "منکر الحدیث" کہتے ہیں) ہو جاتا ہے۔

قولہ و سنزيد انشاء الله شرحا و ايضاحًا في مواضع من الكتاب عند ذكر الاخبار المعللة۔ (ص۵ سطر ۱۲)

امامِ مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے کتاب میں وہ اخبار کی علل بھی بیان کریں گے، لیکن اس میں بعض لوگوں کو اشکال ہے، کیونکہ بظاہر علل کا بیان کتاب میں کہیں نظر نہیں آتا۔ چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارادہ علل بیان کرنے کا تھا لیکن موقع نہ مل سکا۔ لیکن قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ وعدہ بھی صحیح مسلم ہی میں پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ جابجا الفاظ سند کا اختلاف ارسال و اسناد، اور زیادت و نقص اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ اس کی علل کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے۔ اور کہیں صراحت بھی کر دیتے ہیں۔ متعدد مقامات پر بعض رواۃ کی تضعیف کو بھی واضح فرمایا ہے۔

باب وجوب الرواية عن الثقات (ص۶)

قولہ فلو لا الذي رأينا من سوء صنيع كثير (الىٰ قوله) لما سهل...... الخ۔ (ص۵ سطر ۱۱ تا سطر ۱۴)

اس عبارت کی تشریح و ترکیب شارحین نے مختلف انداز سے کی ہے، ناچیز کے نزدیک زیادہ صحیح اور بے غبار یہ ہے کہ "لما سهل" مصنف کے قول "فلو لا" کا جواب ہے، اور ان دونوں کے درمیان کی عبارت میں "فيما يلزمهم" جار مجرور مل کر لفظ "سوء" یا "صنيع" سے متعلق ہے، اور مطلب یہ ہے کہ "ساء صنيعهم في الامر الذي هو لازم عليهم شرعا" اور "من طرح الاحاديث الضعيفة" میں لفظ "من" بیانیہ ہے اور یہ "سوء صنيع" کا بیان ہے، اور "طرح الاحاديث الضعيفة" سے مراد ان کی عوام میں اشاعت کرنا ہے، اور مصنف کا قول "و تركهم الاقتصار" کا عطف "طرح" پر ہے، اور پوری عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ:

بہت سے ایسے لوگ جو حقیقت میں تو محدث نہیں مگر خود کو محدث کہتے ہیں، ان کا غلط طرز عمل اپنے فرض منصبی میں یہ ہے کہ وہ عوام میں ضعیف احادیث کی اشاعت کرتے ہیں، اور احادیثِ صحیحہ کی روایت پر قناعت نہیں کرتے۔ اگر ان کا یہ غلط طرز عمل نہ ہوتا تو ہمارے لئے تمہاری درخواست کو قبول کرنا، یعنی صحیح مسلم کی تالیف کرنا آسان نہ ہوتا۔

"طرح" کے جو معنی ناچیز نے بیان کیے ہیں، "الحل المفهم" میں یہی معنی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہیں، (دیکھئے الحل المفهم ص ۱۰ اور ص ۱۱ جلد اول پر چنانچہ آگے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی معنی کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے کہ

بعد معرفتهم و اقرارهم بالسنتهم ان كثيرا مما يقذفون به الى الاغبياء من الناس هو مستنكر و منقول عن قوم غير مرضين ـ

اور آگے تین سطر بعد فرمایا ہے کہ:

و لكن من اجل ما اعلمناك من نشر القوم الاخبار المنكرة بالاسانيد الضعاف المجهولة و قذفهم بها الى العوام ـ

معلوم ہوا کہ "قذف" سے مراد نشر و اشاعت ہے۔ لہٰذا "طرح" سے بھی مراد نشر و اشاعت ہوگی، بعض شارحین نے "طرح" کے معنی "ترك" بیان کیے ہیں مگر مصنف کی عبارت اس کی تائید نہیں کرتی۔ اور ایسا کرنے سے ترکیب بھی بدل جائے گی اور وتو کم الاقتصار...... الخ میں تاویل کرنی پڑے گی۔ جو ظاہر کے خلاف ہے، جیسا کہ علامہ سندھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے۔

اس باب میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاکید فرمائی ہے کہ صحیح و سقیم روایات اور ثقہ و متہم رواۃ میں تمیز کرنا اس فن میں نہایت ضروری ہے، اور دلیل میں متعدد آیات قرآنیہ اور ایک حدیث مرفوع پیش کی ہے، پہلی آیت یہ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟ أَن تُصِيبُوا۟ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ ﴿٦﴾

(آیت: ۶، سورۃ حجرات ۴۹)

نیز بیان فرمایا کہ معاندین اہل بدعت کی روایات بیان کرنا جائز نہیں لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ صحیح میں بکثرت ایسے راویوں کی روایات بھی ہیں جو "منسوب الی البدعۃ" تھے حتیٰ کہ حاکم کا قول تو یہ ہے کہ "كتاب مسلم ملآن من الشيعة" اس لئے جواب یہ دیا گیا کہ "معاندین" سے امام مسلم کی مراد وہ اہل بدعت ہیں جو اپنی بدعت کے داعی اور مبلغ ہوں، اور جو داعی و مبلغ نہ ہوں اور باقی شرائط ان میں موجود ہوں تو ان کی روایت ذکر کرنا جمہور کے نزدیک جائز ہے، علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکثر کا یہی مذہب نقل فرما کر اسے "الاعدل الصحیح" کہا ہے۔

امام مسلم کے ارشاد "المعاندین من اهل البدع" (ص ۶ سطر ۳) میں "مِن" تبعیض کا ہے، یعنی اہل بدعت میں سے جو لوگ معاند ہیں، اور معاند سے مراد "داعیہ" (مبلغ) ہیں یا متعصب مراد ہیں کہ صرف اپنے مذہب کی مؤید روایات ذکر کرتے ہوں اور جو روایات ان کے مذہب کے خلاف ہوں انہیں چھپاتے ہوں، اگر یہ دوسرے معنی (متعصب) لئے جائیں تو اس کا حاصل یہ ہوگا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک داعیہ و غیر داعیہ کے بجائے معاند اور غیر معاند کی تفریق ہے۔

اہل بدعت کی روایات کے بارے میں علماء کے اور بھی مختلف اقوال ہیں، "شرح نخبۃ الفکر" میں اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہاں اپنی شرح میں متعدد اقوال نقل فرمائے ہیں۔

قولہ ـــ فدل بما ذكرنا من هذه الاى ـ (ص ۶ سطر ۵)

اس میں "دل" کا فاعل اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جس کا ذکر پچھلی سطر میں آیا ہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ (کمافی الحل المفہم)

قولہ وھو الاثر المشھور ۔ (ص ٦ سطر ۷)

یہاں امام مسلم نے لفظ "الاثر" کو حدیث مرفوع کے معنی میں استعمال فرمایا ہے، جمہور کی اصطلاح یہی ہے کہ لفظ "اثر" حدیثِ مرفوع اور حدیثِ موقوف دونوں کو شامل ہوتا ہے، اور بعض کے نزدیک یہ حدیثِ موقوف کے ساتھ خاص ہے۔

قولہ احد الکاذبین ۔ (ص ٦ سطر ۸)

اکثر کے نزدیک یہ جمع کا صیغہ ہے بکسر الباء وفتح النون اور ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے بصیغہ تثنیہ "بفتح الباء و کسر النون" روایت کیا ہے، اس روایت پر دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا وہ ہے جس نے جھوٹ گھڑا، اور دوسرا جھوٹا وہ ہے جس نے اسے آگے روایت کیا۔ (کذا فی فتح الملہم)

یہاں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متن کو سند پر مقدم کیا ہے جو رائج طریقے کے خلاف ہے مگر جائز ہے۔ (کذا فی فتح الملہم)

باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ ﷺ ص(۷)

قولہ "یعنی ابن علیہ" ۔ (ص ۷ سطر ۲)

"یعنی" اس لئے فرمایا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استاذ سے لفظ "ابن علیہ" نہیں سنا تھا استاذ نے صرف "اسماعیل" فرمایا تھا، مگر وضاحت کے لئے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نسبت کو ذکر فرمانے کی ضرورت محسوس کی، لفظ "یعنی" سے یہی بتانا مقصود ہے کہ اس نسبت کا اضافہ میں نے کیا ہے، امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب میں یہ احتیاط بکثرت فرماتے ہیں تاکہ استاذ کی طرف کوئی لفظ ایسا منسوب نہ ہو جائے جو استاذ نے نہیں بولا۔ البتہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقصد کے لئے عموماً لفظ "یعنی" لاتے ہیں، اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لفظ "وھو" لاتے ہیں۔ شیخین کی اس احتیاط کا ذکر ہم اپنے مقدمے میں بھی کر چکے ہیں۔ (الموازنۃ بین الصحیحین کی بحث کے آخر میں)

قولہ انہ لیمنعنی ان احدثکم حدیثا کثیراً الخ ۔ (ص ۷ سطر ۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ میں تم کو زیادہ حدیثیں اس لئے نہیں سناتا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"من تعمّد علیّ کذبا فلیتبوّأ مقعدہ من النار"

اس پر اشکال ہوتا ہے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو "مکثرین فی الحدیث" میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد ۲۲۸٦ (بائیس سو چھیاسی) ہے، (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۴۰٦) اس کا جواب یہ ہے کہ جو حدیثیں انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنی تھیں اگر وہ ساری بیان فرما دیتے تو ان کی مرویات کی تعداد کئی گنا ہوتی، لیکن جس حدیث کی یادداشت میں ان کو ذرا بھی تردد ہوا اسے روایت نہیں کیا، چنانچہ ایک مرتبہ اپنے ایک شاگرد "عتاب مولیٰ ہرمز" سے فرمایا بھی کہ

لولا انی اخشی ان اخطئ لحدثتك باشیاء قالھا رسول اللہ ﷺ ۔ (کذا فی فتح الملھم)

یہاں دوسرا اشکال یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں عذاب نار کی وعید "تعمد کذب" پر ہے "خطاء فی الروایۃ" پر نہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت انس ارادۃً تو جھوٹی روایت نہیں کر سکتے تھے، اندیشہ صرف خطاء یعنی بھول چوک کا تھا جس پر عذاب کی وعید نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندیشہ تھا کہ "اکثار فی الروایۃ" سے کہیں "خطاء فی الروایۃ" میں مبتلا نہ ہو جاؤں، اور چونکہ

یہ اکثار ارادۃً ہوگا تو تسبیاً خطرہ تھا کہ ارادۃً اکثار بھی موجب گناہ نہ ہو جائے اور جن دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے حافظے پر اتنا اعتماد تھا کہ "اکثار فی الروایۃ" سے بھی "خطاء فی الروایۃ" کا اندیشہ نہ تھا، مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو انہوں نے اکثار سے اجتناب نہیں کیا۔ چنانچہ ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ (فتح الملہم)

قولـــہ من کذب علیّ متعمّدا..... الخ۔ (ص ۷ سطر ۴)

اس حدیث کو "متواتر" کہا گیا ہے، اس قول کو فتح الملہم میں "هو الصحيح" فرمایا ہے، اور مقدمہ فتح الملہم میں ہے کہ:

رواه اثنان و ستون (٦٢) من الصحابة و قال غيرهٗ: رواهُ اكثر ماةٔ نفس - و قال النووی فی شرح مسلم: "رواهُ نحو مائتين" - قال العراقي: ليس في هذا المتن بعينه، و لكن في مطلق الكذب، والخاص بهذا المتن رواية بضعة و سبعين صحابياً" - (مقدمہ فتح الملہم ص ۱۴ ج ۱)

علامہ نوویؒ نے بعض حفاظ حدیث کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث ۶۲ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی ہے جن میں سب عشرۂ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

اس حدیث کو بخاری و مسلم دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (قالہ النووی) یاد رہے کہ اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک ہر وہ روایت اور خبر "کذب" ہے جو خلاف واقعہ ہو، خواہ قصداً ہو یا خطاءً اور بھول چوک سے ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ قصداً ایسا کرنے پر عذاب ہے، خطا اور بھول سے کرنے پر عذاب نہیں۔

باب النّهي عن الحديث بكل ما سمع (ص ۸)

اس باب میں ایک اہم اصول یہ بیان فرمایا ہے کہ آدمی جو بھی سن لے اسے روایت نہ کرنے لگے "للنهي عن الحديث بكل ما سمع" بلکہ تین چیزیں ملحوظ رہنی چاہئیں (یہ تین چیزیں ان اقوال و روایات کا لب لباب ہیں جو اس باب میں ذکر فرمائی ہیں)۔

۱- ایک یہ کہ وہ روایت مجہول کی نہ ہو۔

۲- دوسری یہ کہ ظن غالب اس کے صدق کا ہو۔

۳- تیسری یہ کہ کسی کے سامنے ایسی حدیث بیان نہ کرے۔ جس کو وہ سمجھ نہ سکے اور غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے۔

باب النّهي عن الرّواية عن الضعفاء۔

قولـــہ یوشك ان تخرج فتقرأ علی الناس قرآناً۔ (ص ۱۰ س ۵)

یہاں "القرآن" کے بجائے نکرہ "قرآناً" ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے قرآن مجید مراد نہیں بلکہ ایسا کلام مراد ہے جو قرآن کی طرح پڑھیں گے، اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ای نفسره علی غیر ما ارید به

یعنی وہ قرآن کی ایسی تفسیر کریں گے جو شرعاً مراد نہیں ہے۔ تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں۔ اس کی شرح میں اور بہت سے اقوال ہیں، کچھ "شرح نووی" میں اور کچھ "الحل المفهم" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

قولـــہ بشیر ـ (ص ۱۰ س ۶)

یہ "بشر" کا مصغر ہے اور بشیر مخضر مین میں سے ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، "نسائی" اور "ابن سعد" نے ان کی توثیق کی ہے۔ یہاں ان کا جو واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کے وقت ان کے حال سے واقف نہ تھے، اس لئے ان کی روایات پر کان نہیں لگا رہے تھے۔

قولہ الا ما نعرف (ص ۱۰ سطر ۱۲) ای مایوافق المعروف، او ما نعرف فیہ امارات الصحة و سمات الصدق۔ (کذا فی فتح الملہم)

قولہ "ابن ابی ملیکة"۔ (ص ۱۰ س ۱۲)

یہ عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہیں، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت میں ان کی طرف سے مکہ مکرمہ کے قاضی تھے، و کان اماما فقیها مفوّها، ان کی توثیق پر سب متفق ہیں، خود ہی فرماتے ہیں کہ بعثنی ابن ابی الزبیر علیٰ قضاء الطائف فکنت اسأل ابن عباس رضی اللہ عنہ ۱۱۷ھ میں وفات ہوئی۔

قولہ سمعت المغیرة (ص ۱۰ س ۱۶) بضم المیم و کسرها، هو المغیرة بن مقسم الضبیّ کذا فی شرح النووی۔

قولہ لم یکن بصدّق۔ (ص ۱۰ س ۱۶)

یہ دو طرح سے پڑھا گیا ہے، ایک بفتح الیاء واسکان الصاد وضم الدال یعنی باب نصر سے اور دوسرے بضم الیاء یعنی باب تفعیل سے۔ (نوویؒ)

قولہ الا من اصحاب۔ (ص ۱۰ س)

یہ "من" یا تو بیان جنس کے لئے ہے یا زائد ہے۔ (نوویؒ)

باب بیان الاسناد من الدین ...... الخ

قولہ من اهل مرو۔ (ص ۱۲)

مرو غیر منصرف ہے "للعلمیة والتانیث" اور یہ خراسان کا عظیم شہر تھا، (کذا فی فتح الملہم) خراسان کسی زمانے میں بہت بڑی ولایت تھی جو اب کئی ملکوں ایران، افغانستان اور ترکمانستان وغیرہ میں بٹ گئی ہے، مرو، ترکمانستان کا مشہور شہر ہے، اور اب ترکمانستان کا دارالحکومت "عشق آباد" ہے۔ (رفیع)

اس باب میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسناد کی اہمیت پر زور دیا ہے اور حضرت عبداللہ بن المبارک کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ "الاسناد من الدین" (ص ۱۲) اور یہ کہ روایت صرف ثقات سے ہونی چاہئے۔ اور ایک مسئلہ یہ ارشاد فرمایا کہ راویوں کا ایسا عیب بیان کرنا جو ان میں موجود ہو غیبت محرمہ میں داخل نہیں بلکہ تحفظ دین کے لئے ضروری ہے اور دلیل میں کثیر واقعات وروایات ذکر فرمائیں۔

نیز "کذب فی الحدیث" کی مختلف انواع اور نمونے مختلف واقعات کے ضمن میں بیان کئے ہیں مثلاً یہ کہ "کذب فی الحدیث" کبھی متن میں ہوتا ہے، کبھی اسناد میں "کذب فی الاسناد" کی مثال یہ کہ حدیث ایسے شخص کی طرف منسوب کردے جس سے وہ منقول نہیں اور "کذب فی المتن" کے سلسلے میں بعض لوگوں کا یہ حال نقل فرمایا کہ بعض اوقات کوئی مضمون فی نفسہ صحیح ہوتا ہے لیکن

آنحضرت ﷺ سے صراحۃً ثابت نہیں ہوتا بعض غیر محتاط لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کردیتے ہیں، یہ بھی "وضع الاحادیث" میں داخل ہے۔

قولہ فلا یؤخذ حدیثھم ۔ (ص ۱۱ س ۳)

اہل بدعت کی روایت کے بارے میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہی مذہب بیان فرمایا ہے، لیکن اس میں دوسرے اقوال بھی ہیں جن کی ضروری تفصیل پیچھے "باب وجوب الروایۃ عن الثقات" کے تحت آچکی ہے۔

قولہ و بین القوم ۔ (ص ۱۲ س ۳)

"قوم" سے مراد یا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں یا اہل بدعت (قال السندی)۔

قولہ لیس فی الصدقۃ اختلاف ۔ (ص ۱۲ س ۷)

یعنی یہ حدیث تو قابل استدلال نہیں، لیکن جو شخص اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہتا ہے وہ ان کی طرف سے صدقہ کرے کیونکہ اس کا فائدہ میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے۔ نماز اور روزہ میت کو پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جو اپنے مقام پر آئے گا۔

قولہ لانک ابن اما فی ھذی ابن ابی بکر و عمر ۔ (ص ۱۳ س ۲)

یہ (مقول لہ) القاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان کی والدہ بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ لہٰذا ددھیال سے یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے یعنی پڑپوتے ہیں اور ننھیال سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے کے نواسے ہیں۔ فھو ابنھما جمیعاً۔

قولہ صاحب بھیۃ ۔ (ص ۱۳ س ۴)

"بھیۃ" حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرنے والی ایک خاتون تھیں، ابو عقیل ان کے مولیٰ تھے، ابو عقیل کو بہت سے محدثین نے ضعیف کہا ہے بلکہ حافظ ابن عبد البر کا کہنا تو یہ ہے کہ "ھو عند جمیعھم ضعیف" (کذا فی فتح الملہم)۔

امام مسلم نے یہاں ان کی روایت یا تو اس لئے ذکر فرمادی کہ ان کے نزدیک ان کی جرح مفسر ثابت نہیں تھی یا اس لئے کہ مقصود اس روایت سے محض استشہاد ہے، استدلال پچھلی روایتوں سے ہوچکا ہے، یا اس لئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ قاسم کا قول ہے، لہٰذا اس کی سند میں وہ پابندی نہیں فرمائی جو حدیث مرفوع میں کی جاتی ہے یا اس لئے کہ یہ روایت اصل کتاب میں نہیں بلکہ مقدمہ میں لائی گئی ہے، اور مقدمہ کی روایات میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس درجے کے معیار کی پابندی نہیں فرمائی جیسی اصل کتاب کی روایت میں فرمائی ہے۔ (رفیع)

قولہ حدیث ھشام حدیث عمر بن عبد العزیز ۔ (ص ۱۴ س ۶)

دوسرا لفظ حدیث یا تو پہلے لفظ حدیث کا عطف بیان ہے یا مبتدا محذوف "ھو" کی خبر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے استاذ عفان کی کتاب میں ہشام کی حدیث دیکھی جو اوپر جاکر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تھی۔

قولہ قال ھشام ۔ (ص ۱۴ س ۶)

یہ اس حدیث کی سند کے ابتدائی حصے کا بیان ہے جو حسن بن علی الحلوانی نے اپنے استاذ عفان کی کتاب میں دیکھی۔

قولــــہ قـال "سليمان الحجاج"۔ (ص ۱۳ س)

یعنی عبداللہ بن المبارک نے فرمایا کہ وہ سلیمان بن الحجاج ہیں۔

قولــــہ انظر ما صنعت فــي يدك منه۔ (ص ۱۴ س)

تاء کا فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں اور اس جملہ کا مقصود سلیمان بن الحجاج کی تعریف کرنا ہے، یعنی اس روایت کی قدر کرو کیونکہ سلیمان بن الحجاج جیسے پسندیدہ راوی کی روایت ہے۔

قولــــہ صاحب الدم قــدر الدرهــم۔ (ص ۱۴ س ۷)

یہ روح بن غطیف کی صفت ہے، اس نے ایک حدیث مرفوعاً روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "تعاد الصلوة من قدر الدرهم" حالانکہ یہ حدیث محدثین کے نزدیک باطل اور بے اصل ہے، اس روایت کی وجہ سے روح بن غطیف کو "صاحب الدم قدر الدرهم" کہا جانے لگا۔

قولــــہ واخــذ سيفــــه۔ (ص ۱۵ س ۳)

بہ ظاہر یہ تلوار اٹھانا محض ڈرانے کے لئے تھا قتل کے لئے نہیں، کیونکہ قتل بغیر قضائے قاضی کے جائز نہیں۔ واللہ اعلم

قولــــہ يصـر علـى امـر عظيم۔ (ص ۱۶ س ۱)

یہ حارث بن حصیرہ "رجعة" کا عقیدہ رکھتا تھا اور غالی شیعہ تھا مگر ابن معین اور نسائی نے اس کو ثقہ کہا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المزارعة" میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اثر اسی کا روایت کردہ تعلیقاً نقل کیا ہے۔ (فتح الملہم)

قولــــہ يتكفف الناس زمــن طاعون الجارف۔ (ص ۱۶ س ۶)

اس کو طاعون الجارف اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں لوگوں کی اموات بہت کثرت سے ہوئی تھیں، موت کو جارف بھی کہتے ہیں، کیونکہ موت زمین سے لوگوں کا صفایا کر دیتی ہے، یہ "جرف" سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں جھاڑو دینا، اور صفایا کرنا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ متعین کرنے کے لئے کہ یہ طاعون کس زمانے میں آیا تھا، اس زمانے میں ہونے والے کئی طاعونوں کا ذکر کیا ہے، اور آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ یا تو ۶۷ھ والا طاعون ہے یا ۸۷ھ کا۔

اور یتکفف کے معنی ہیں ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگنا۔

قولــــہ لا يعرض شيئي من هذا ... الخ۔ (ص ۱۶ س ۷)

یعنی علم حدیث سے اس کا کوئی تعلق طاعون جارف تک نہیں تھا۔

قولــــہ فو الله ما حدثنا الحسن الخ۔ (ص ۱۶ س ۷)

مطلب یہ ہے کہ جب حسن بصری اور سعید بن المسیب جیسے جلیل القدر تابعین جو داؤد اعمیٰ سے عمر میں بڑے ہیں اور حدیثیں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل کرتے ہیں، ان کی محنتیں اور کوششیں اور علم حدیث میں اشتغال بھی ان کا کہیں زیادہ ہے، یہ بزرگ بھی کسی بدری صحابی سے حدیث براہ راست نہیں سن سکے۔ سوائے سعید بن المسیب کے کہ انہوں نے صرف ایک بدری صحابی سعد بن مالک (یعنی سعد بن ابی وقاص) سے سماع کیا ہے، تو جب ان بزرگوں کا یہ حال ہے تو داؤد اعمیٰ اٹھارہ بدری صحابہ سے حدیثیں کیسے سن سکتا ہے، خلاصہ یہ کہ یہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

قولــــہ قال ابو اسحاق ابراهيم ... الخ۔ (ص ۱۷ س ۱)

یہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمیذ ہیں جنہوں نے صحیح مسلم کی روایت کی ہے، اپنے اس ارشاد میں وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ روایت انہوں نے ایک اور طریق سے بھی سنی ہے، جس میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واسطہ نہیں آتا۔ لہٰذا ابو اسحاق کا یہ عمل اصطلاح میں "استخراج" کہلائے گا۔ نیز اس طریق میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ ابو اسحاق کے اور نعیم بن حماد کے درمیان صرف ایک واسطہ محمد بن یحییٰ کا ہے۔ جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریق میں ابو اسحاق اور نعیم کے درمیان دو واسطے ہیں۔ ایک امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا، دوسرا الحسن الحلوانی کا۔ (نووی بزیادۃ ایضاح)

قولہ عمرو بن عبید یکذب فی الحدیث۔ (ص ۱، س ۲)

یہ شخص معتزلی تھا۔ (نووی)

قولہ قال کذب واللہ عمرو۔ (ص ۱، س ۴)

یعنی یہ حدیث اگرچہ صحیح ہے۔ لیکن اس حدیث کو وہ حسن بصری کے حوالے سے نقل کرنے میں جھوٹا ہے۔ کیونکہ یہ حدیث اس نے حسن بصری سے نہیں سنی، اور عوف بن ابی جمیلہ نے یہ بات جزم سے اسلئے کہی کہ عوف، حسن بصری کے کبار اصحاب میں سے ہیں، ان کو معلوم تھا کہ حسن بصری نے یہ حدیث روایت نہیں کی۔ (نووی)

قولہ الی قولہ الخبیث۔ (ص ۱، س ۳)

یعنی معتزلہ کا جو عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، عمرو نے اس باطل عقیدے کی تائید کے لئے اس حدیث کو حسن بصری کے حوالے سے سنایا ہے، معتزلہ کے اس باطل عقیدے پر مفصل بحث کتاب الایمان کے شروع میں آئے گی۔

قولہ "ابی شیبۃ"۔ (ص ۱، س ۹)

یہ مشہور امام حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ کے دادا ہیں اور حدیث میں ضعیف قرار دیئے گئے ہیں۔ (نووی)

قولہ مزق کتابی۔ (ص ۱، س ۱۰)

یعنی میرا یہ خط پڑھ کر اسے ضائع کر دینا تاکہ مجھے ابو شیبہ کی طرف سے کوئی ضرر نہ پہنچ جائے۔ (نووی)

قولہ ثنا الحکم عن یحیی ۔۔ الخ۔ (ص ۱، س ۱)

یعنی حسن بن عمارہ نے یہاں سند میں جھوٹ بولا ہے کہ حقیقت میں تو یہ حسن بصری کا قول ہے، مگر اس نے اسے یحییٰ بن الجزار کی روایت عن علی قرار دے دیا ہے۔

قولہ حدیث العطارۃ۔ (ص ۱۹، س ۳)

یعنی وہ حدیث جس میں عطارۃ کا قصہ ہے، اور عطارہ ایک خاتون کا لقب ہے جن کا نام حولاء تھا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو **زوج کے فضائل سنائے۔ یہ ایک** طویل حدیث ہے اور غیر صحیح ہے یہاں وہی قصہ مراد ہے اور توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ نضر اور عباد دونوں معاصر ہیں، اور نضر حدیث عطارہ کو زیاد بن میمون سے عن انس روایت کرتے تھے۔ پس محمود نے اپنے شیخ ابو داؤد سے پوچھا کہ نضر نے ہمیں حدیث العطارہ عن زیاد ابن میمون عن انس سنائی ہے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ عباد نے بھی یہ حدیث عن زیاد عن انس روایت کی ہوگی، کیونکہ عباد اور نضر دونوں معاصر ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ یہ حدیث آپ (ابو داؤد) نے عباد سے روایت نہیں فرمائی حالانکہ عباد سے آپ نے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں؟

اور ابو داؤد کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ میرے شیخ عباد ایسے محدث نہیں ہیں کہ وہ زیاد جیسے جھوٹے راوی کی حدیث روایت

کریں، ابوداؤد نے زید کے جھوٹ کا واقعہ اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے بیان فرمایا۔ (حاشیہ انحل المفہم ص۱۹)

قولہ فانتما لا تعلمان؟ (ص۱۹ س۵)

ہمزۂ استفہام تقریری محذوف ہے کیا تم نہیں جانتے؟

قولہ سوید بن عقلہ۔ (ص۱۸ س۹)

یہ عبد القدوس کی غباوۃ کی ایک مثال ہے، کہ وہ غفلة (غین اور فاء کے ساتھ) کو "عقلة" (عین اور قاف کے ساتھ) کہتا تھا۔

قولہ ان یتخذ الروح عرضا۔ (ص۱۸ س۷)

یہ اس کی غباوۃ کی دوسری مثال ہے کہ وہ حدیث کو اس طرح غلط پڑھتا تھا کہ الرُّوحُ (بضم الراء) کو بفتح الراء پڑھتا تھا، اور غرضا (بالغین المعجمة المفتوحة والراء المفتوحة) کو "عرْضًا" بالعين المهملة والراء الساكنة پڑھتا تھا، جس کے کوئی معنی نہیں بنتے، جبکہ حدیث کے صحیح الفاظ یہ ہیں کہ "نهى رسول الله ﷺ ان يتخذ الروح غرضا" یعنی رسول اللہ ﷺ نے کسی (ذی) روح کو (نشانہ بازی کے لئے) ہدف بنانے سے منع فرمایا ہے (کیونکہ اس میں جاندار پر ظلم ہے)۔

قولہ تتخذ کوۃ فی حائط لیدخل علیہ الروح۔ (ص۱۸ س۷)

یہ عبد القدوس کی بناء الفاسد علی الفاسد کی مثال ہے کہ اس نے اپنی غلط روایت کردہ حدیث کا مطلب یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ دیوار میں کوئی روشن دان ہوا داخل ہونے کے لئے بنایا جائے۔ (العیاذ باللہ)

قولہ العین السالحۃ۔ (ص۱۸ س۸)

یہاں مہدی بن ہلال کو نمکین پانی کے چشمہ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح نمکین پانی کا چشمہ بے کار ہوتا ہے اسی طرح اس کی روایات بے کار ہیں۔

قولہ فقراۃ علی۔

یعنی ابان بن عیاش وہی حدیث مجھے سنا دیتا تھا، یعنی یہ دعوی کرتا تھا کہ یہ حدیث میں نے پہلے سے سنی ہوئی ہے۔ حالانکہ ابو عوانہ کو معلوم تھا کہ اس نے پہلے سے یہ حدیث نہیں سنی تھی، مجھ سے سن کر یاد کی اور جھوٹا دعوی کر دیا۔

قولہ فما عرف منہا الا شیئا یسیرا خمسۃ او ستۃ۔ (ص۱۹ س۱۰)

یہ خواب ابان بن عیاش کی دروغ گوئی کے ایک قرینہ کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ محض اس خواب سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔ اس کا جھوٹ تو دوسرے واقعات اور دلائل سے ثابت تھا، خواب سے صرف اس ثابت شدہ حقیقت کی تائید کرنا مقصود ہے۔

کیونکہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ غیر نبی کا خواب شریعت میں حجت نہیں۔ چنانچہ جو سنت ثابت شدہ ہو اس کا ابطال خواب سے نہیں ہو سکتا۔ اور جو سنت ثابت شدہ نہ ہو اس کا اثبات خواب سے نہیں ہو سکتا۔

علماء کرام نے اس اجماع پر اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ تو آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ:

"من رآنی فی المنام فقد رآنی"

(یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا ہے)

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مطلب تو یہی ہے کہ اس کا دیکھنا صحیح ہے اور شیطانی دھوکہ نہیں اور نہ ہی محض خیالی ہے۔ لیکن

خواب کی حالت میں انسان کسی بات کو صحیح طریقہ سے یاد رکھنے کے قابل نہیں ہوتا تو جو کچھ اس نے خواب میں سنا اور پھر اسے بیان کیا اس پر ایسا اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے شریعت کا کوئی حکم ثابت ہو سکے۔ کیونکہ کسی روایت یا شہادت کے قابل قبول ہونے کی شرط یہ ہے راوی یا شاہد، سننے یا دیکھنے کے وقت بیدار ہو غفلت میں نہ ہو، اس کا حافظہ خراب نہ ہو، زیادہ بھولنے والا نہ ہو اور بات کو خلط ملط کرنے والا نہ ہو۔ اور سوئے ہوئے آدمی میں یہ صفات مفقود ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس کی خواب کی روایت اس درجے میں قبول نہیں کی جاسکتی کہ اس سے حکم شرعی ثابت کیا جاسکے اور کسی راوی کو جھوٹا یا سچا قرار دینا بھی ایک حکم شرعی ہے۔ لہٰذا وہ خواب کی روایت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔

البتہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ آنحضرت ﷺ کسی ایسے فعل کا حکم فرما رہے ہیں۔ جس کا مستحب ہونا شرعی دلائل سے پہلے سے ثابت ہے یا کسی ایسی چیز سے منع فرما رہے ہیں جس کا ممنوع ہونا شرعی دلائل سے یا کسی ایسے کام کی ہدایت فرما رہے ہیں جس کا جواز پہلے سے ثابت ہے اور جس میں مصلحت ہے تو اسے خواب کی روایت کے مطابق عمل کرنا بالاتفاق مستحب ہے، کیونکہ یہ ایسا حکم نہیں جو صرف خواب سے ثابت ہوا ہو، بلکہ شرعی دلیل سے پہلے سے ثابت تھا۔

قولــــہ اکتب عــن بقیـــة ... الخ۔ (ص۸۱ سطر۱۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ بقیہ کے مقابلے میں اسماعیل بن عیاش زیادہ ضعیف ہیں مگر یہ صرف ابو اسحاق الفزاری کی رائے ہے جو جمہور ائمہ حدیث کی رائے کے خلاف ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "اسماعیل بن عیاش ثقہ ہیں اور اہل شام کے نزدیک یہ بقیہ سے زیادہ پسندیدہ ہیں"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "ان کی جو روایتیں شامیین سے ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں"۔

عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "ان کی جو روایتیں اپنے علاقے (شام) کے علماء سے ہیں وہ صحیح ہیں اور جو روایتیں انہوں نے اہل مدینہ سے کی ہیں وہ قابل اعتماد نہیں (لیس بشیء)۔

یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هـو ثقة عـدلٌ اعلـم النـاس بحديث الشـــام۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "اسماعیل کی جو روایتیں اہل شام سے ہیں ان میں وہ ثقہ ہیں اور ان کی جو روایتیں اہل حجاز سے ہیں تو ان کے حفظ میں ان سے خلط ہو گیا ہے کیونکہ ان کی کتاب (جس میں حجازیین کی روایتیں تھیں) ضائع ہو گئی تھی۔

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ:

هـو لينٌ يكتب حديثـه، و لا اعلم احـداً كف عنه الا ابـا اسحـاق الفـزاري۔

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

هـو اصلح مـن بقية فـان لبقية احـاديث منـاكير۔ (نووی)

قولـــہ قـال (ای مالك) لـو كان ثقة لـرأيته فـي كتبـي۔ (ص۱۹)

اس کا ظاہری مطلب یہ بنتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر ثقہ راوی کی روایات لی ہیں۔ کوئی ثقہ راوی نہیں چھوڑا۔ مگر یہ ظاہر البطلان ہے۔ اس لئے اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے بلاد کا کوئی ثقہ راوی نہیں چھوڑا۔ اپنے بلاد کے ہر ثقہ راوی کی روایت (حتی الامکان) لی ہیں۔ اپنے بلاد کے کسی راوی کو اگر میں نے چھوڑا ہے تو اس کے غیر ثقہ ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہے۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

۱- ایک یہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بلاد کے جس جس ثقہ راوی سے روایات لینے کا امکان تھا ان سب سے روایات لی ہیں اور جن سے روایات لی ہیں وہ سب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اگرچہ دوسرے محدثین کے نزدیک غیر ثقہ ہوں۔

۲- دوسری یہ کہ اپنے بلاد کے جس راوی کو چھوڑا ہے وہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ثقہ نہیں تھا، اگرچہ دوسرے محدثین کے نزدیک ثقہ ہو۔

قولــــہ لا تأخذوا عــن أخــي ۔ (ص۲۰س۴)

یعنی زید بن ابی انیسہ نے فرمایا کہ میرے بھائی سے حدیثیں نہ لینا، بھائی کا نام یحییٰ بن ابی انیسہ ہے۔ اگلی روایت میں ان کا ذکر نام کے ساتھ آرہا ہے۔

قولــــہ وضعف يحيى بن موسى بــن دينـــار ۔ (ص۲۰س۶)

یہاں یحییٰ اور موسیٰ کے درمیان لفظ "بن" یقیناً غلط ہے اور یحییٰ سے مراد یحییٰ بن سعید القطان ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یحییٰ نے ضعیف قرار دیا ہے، موسیٰ بن دینار کو پس یحییٰ فاعل ہے اور موسیٰ مفعول ہے۔

قولــــہ اذا قدمت علــى جــريــر فاكتب علمه كلــه الا احديث ثلاثــة ۔ (ص۲۰س۷)

حضرت عبد اللہ بن المبارک کا یہ ارشاد یہاں نقل کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بعض اوقات ایک راوی حافظ اور ثقہ ہوتا ہے لیکن بعض ضعفاء کی احادیث بھی روایت کر دیتا ہے مثلاً جریر کہ حافظ اور ثقہ ہیں مگر انہوں نے کچھ روایتیں عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمٰعیل اور محمد بن سالم سے بھی نقل کی ہیں حالانکہ یہ تینوں اہل علم کے نزدیک متروک ہیں[1]۔ لہٰذا کسی بھی حافظ اور ثقہ کی روایات جو متروکین یا ضعفاء سے اس نے لی ہوں وہ قبول نہ ہوں گی۔

قولــــہ لمن تفهم و عــقل مــذهب القــوم ۔ (ص۲۰)

اس شخص کے لئے جو قوم محدثین کا طریقہ سمجھنا اور جاننا چاہے۔

قولــــہ فيما قالــوا مـــن ذالك و بينــوا ۔ (ص۲۰)

"فیما" الخ "جار مجرور مل کر "مذھب" سے متعلق ہے اور "من ذالك" بیان ہے۔ "ما قالوا" کا اور "ذالك" اشارہ ہے "اخبارهم عن معائبهم" کی طرف اور "بینوا" معطوف ہے "قالوا" پر اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے اہل علم کا جو کلام متھمین کے بارے میں پیچھے ذکر کیا ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو محدثین کا مذہب سمجھنا اور جاننا چاہتے ہوں اور اس کلام اور بیان کے بارے میں جو انہوں نے جرح رواۃ کے سلسلے میں کی ہے (اور وہ مذہب یہ ہے کہ لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے راویوں کا عیب ظاہر کرنا غیبت محرمہ میں داخل نہیں بلکہ واجب ہے، اور جتنا عیب معلوم ہوا اتنا ہی بیان کیا جائے، اس میں کمی بیشی سے احتیاط کی جائے)۔

---

[1] صرح بہ النووی رحمۃ اللہ فی الشرح۔

باب صحة الاحتجاج بالحديث المعنعن اذا امكن لقاء المعنعنين و لم يكن فيهم مدلس (ص۲۱)

اس باب میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا مذہب ذکر کیا ہے کہ جب راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت یعنی امکانِ لقاء موجود ہو اور راوی غیر مدلس ہو تو اس کا عنعنہ قبول کیا جاتا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لئے بغیر ان پر شدید رد کیا ہے۔ جنہوں نے "لقاء ولو مرة" کے ثبوت کی شرط لگائی، اس مسئلہ کی پوری تفصیل ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں، کچھ متفرقات آگے بھی آرہی ہیں۔

قولہ بعض منتحلی الحدیث – (ص۲۱،سطر)

انتحال کے معنی ہیں دوسرے کے شعر یا قول کو اپنی طرف منسوب کرنا، "منتحلی" منتحل کی جمع سالم ہے، اضافت کے باعث نون جمع ساقط ہو گیا ہے۔

یہاں ایک بڑا اشکال یہ ہوتا ہے کہ جس قول کے قائل پر یہاں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد فرما رہے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ یہ "امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کا مذہب ہے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ نعوذ باللہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "منتحل الحدیث" کہا جارہا ہے، یعنی ایسا شخص جو علم حدیث تو نہیں رکھتا مگر اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے ایسے جلیل القدر استاذ کو "منتحل الحدیث" کہیں جس کے وہ آخر تک انتہائی معتقد رہے اور جس کو وہ "امیر المؤمنین فی الحدیث" کہتے تھے۔

اس اشکال کا جواب علماء کرام نے مختلف طریقوں سے دیا ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الحل المفهم میں یہ جواب دیا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ جس کا قول وہ رد کر رہے ہیں وہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے۔ بلکہ امام مسلم کو یہ قول کسی ایسے شخص کی نسبت سے پہنچا ہوگا جو امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حدیث کا اہل نہیں تھا۔ اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ مذہب امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے تو ان مذہب سے اختلاف کے باوجود قائل کے بارے میں ایسے سخت الفاظ ہرگز استعمال نہ فرماتے۔

بعض معاصر اساتذۂ حدیث نے یہ رائے قائم کی ہے کہ جس مذہب کا رد امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے ہیں یعنی "ثبوت لقاء ولو مرّة کا شرط ہونا" یہ مذہب امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے ہی نہیں۔ لہٰذا امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رد نہیں فرما رہے کسی اور شخص کا رد فرما رہے ہیں۔ یہ رائے قائم کرنے کی ایک وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث معنعن کی بحث کے آخر میں جو سولہ (۱۶) مثالیں ذکر فرمائی ہیں جن میں "لقاء ولو مرة" کی شرط مفقود ہے ان میں سے سات حدیثیں صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک "ثبوت لقاء ولو مرة" شرط ہوتا تو وہ انہیں اپنی صحیح میں درج نہ فرماتے۔ لہٰذا یہ مذہب امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علی بن المدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نہیں تھا۔ بلکہ ادنیٰ درجے کے کسی محدث کا تھا جن کا نام تاریخ میں محفوظ نہیں، اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف لوگوں کا ذہن اس وجہ سے گیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں اس قول کی فی الجملہ رعایت کی ہے تاکہ ان کی کتاب بالاتفاق صحیح تسلیم کی جائے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف جمہور کا مذہب پیش نظر رکھا ہے شاذ رائے کا اعتبار نہیں کیا۔

ناچیز محمد رفیع عثمانی عرض کرتا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کردہ سولہ (۱۶) مثالوں میں سے سات نہیں بلکہ آٹھ

حدیثیں صحیح بخاری میں آئی ہیں لیکن ان میں سے ایک حدیث میں عبداللہ بن یزید (صحابی صغیر) کا عنعنہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عنعنہ "لقاء ولو مرة" کے ثبوت کے بغیر اس لئے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ عنعنہ صحابی کا ہے اور اختلاف صحابی کے عنعنہ میں نہیں بلکہ غیر صحابی کے عنعنہ میں ہے کیونکہ صحابی کی مرسل (منقطع) روایت بھی بالاتفاق قبول کی جاتی ہے پس اس کی معنعن روایت مطلقاً قبول ہوگی بالاتفاق۔ نیز ان آٹھ حدیثوں میں سے تین حدیثیں (نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴) قیس بن ابی حازم کی ہیں۔ جو انہوں نے بصیغہ "عن" حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہیں۔ مگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان میں سے ایک حدیث "ان الشمس والقمر لا یخسفان لموت الخ" کی سند اس طرح بیان فرمائی ہے۔

"عن قیس قال سمعت ابا مسعود یقول قال النبی ﷺ"۔

اس سے معلوم ہوا کہ قیس بن ابی حازم کا سماع حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا ان تین حدیثوں کا صحیح بخاری میں آنا "ثبوت لقاء ولو مرة" کی شرط کے مطابق ہے۔ خلاف نہیں، اور ایک حدیث (نمبر ۵) "عن ربعی بن حراش عن ابی بکرة" جو بخاری میں "ثبوت لقاء ولو مرة" کے بغیر آئی ہے وہ تعلیقاً آئی ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ تعلیقاً لانا چونکہ استشہاد کے لئے ہوتا ہے استدلال کے لئے نہیں۔ لہٰذا اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شرط پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ نیز تین حدیثیں (۶، ۷، ۸) جو صحیح بخاری میں نعمان بن ابی عیاش کی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہیں ان میں سے ایک میں سماع کی صراحت ہے۔ جب اس روایت سے نعمان کا سماع ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو گیا تو یہ تینوں روایتیں بھی "لقاء ولو مرة" کی شرط کے خلاف نہیں۔ اس طرح صحیح بخاری کی ان آٹھ حدیثوں کا صحیح بخاری میں آنا امام بخاری کے مذہب مشہور کے خلاف نہ رہا۔ لہٰذا ان آٹھ احادیث سے ... اس پر استدلال درست نہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "لقاء ولو مرة" کے ثبوت کی پابندی نہیں فرمائی، اور نہ اس پر استدلال درست ہے کہ "ثبوت لقاء ولو مرة" کی شرط امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نہیں ہے۔ آگے ان آٹھ احادیث کے بارے میں مزید وضاحت اسی باب کے اواخر میں آئے گی۔ جہاں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان حدیثوں کا ذکر فرمایا ہے۔

قولہ یقول۔ (ص ۲۱)

ہمارے سامنے کتاب صحیح مسلم کے جو نسخے ہیں ان میں اسی طرح ہے۔ یائے تحتانی کے ساتھ (صیغۂ مضارع) لیکن دمشق کا نسخہ جو شرح نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ٹائپ پر چھپا ہے، اور پاکستان میں جو نسخہ شرح "فتح الملہم" کے ساتھ چھپا ہے ان دونوں میں یہ لفظ "بقول" ہے۔ باء جارہ کے ساتھ اور یہی زیادہ صحیح ہے اور "قولٍ" یہاں ترکیب میں موصوف ہے اور "لو ضربنا" سے "صحیحا" تک جملہ شرطیہ اس کی صفت ہے۔ صفت موصوف مل کر مجرور ہیں باء حرف جار کے اور جار مجرور مل کر متعلق ہیں "تکلم" کے۔

قولہ ضربنا۔ (ص ۲۱ سطر ۱)

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

هو صحيح و ان كانت لغة قليلة والمشهور الذى قاله الاكثرون "اضربتُ بالالف"۔

قال العبد الضعيف محمد رفيع العثماني، الذى قاله الامام مسلم هو موافق لقول الله تعالىٰ:

أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ ﴿٥﴾ (سورۃ الزخرف آیت ۵)

قولہ لم يكن فى نقله الخبر عمن روى عنه علم ذالك۔ (ص ۲۲ سطر ۱)

ہمارے یہاں متداول نسخے میں "علم ذلك" ہے دوسرے نسخوں میں لفظ "علم" نہیں ہے۔ اور یہی صحیح ہے اور "ذالك" اشارہ ہے

"الخبر" کی طرف اور جس نسخے میں "علم ذالک" ہے اس کی توجیہ علامہ سندھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کی ہے کہ علم کی اضافت "ذالک" کی طرف اضافت بیانیہ ہے، اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ "علم ہو کہ خبر ہے"۔

قولــــہ والامر کما وصفنـــا۔ (ص ۲۲ سطر ۱)

جملہ حالیہ معترضہ ہے اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ معاملہ اسی طرح ہو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں" (کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت ثابت ہو یعنی امکانِ لقاء و سماع موجود ہو مگر "فعلیۃ اللقاء" کا نہ ثبوت ہو نہ نفی ہو۔)

قولــــہ حجـــة۔

یہ لم یکن کا اسم مؤخر ہے اور "فی نقلہ الخبر" خبر مقدم

قولــــہ دلالۃ بینۃ ان ھذا الراوی الخ۔ (ص ۲۲ سطر ۳)

یعنی اس پر واضح دلیل موجود ہو کہ اس راوی نے اپنے مروی عنہ سے ملاقات نہیں کی الخ۔

مثلاً یہ ثابت ہو کہ راوی اور مروی عنہ الگ الگ شہروں میں رہتے تھے اور کبھی بھی اپنے شہر سے نہیں نکلے یا راوی کا یہ اعتراف صراحۃً ثابت ہو کہ اس کا سماع مروی عنہ سے نہیں ہوا ہے اور اس اعتراف کے وقت مروی عنہ کا انتقال ہو چکا ہو۔

قولــــہ علـــی الارســـال۔ (ص ۲۲ سطر ۹)

یعنی انقطاع کے ساتھ، حدیث معنعن کی بحث میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں بھی لفظ "ارسال" استعمال کیا ہے وہ مطلقاً انقطاع کے معنی میں ہے، یعنی سند کے اول یا آخر یا درمیان کے کسی راوی کو حذف کر دینا۔

قولــــہ والمـــرســـل۔ (ص ۲۲ سطر ۹)

اصطلاح محدثین میں "حدیث مرسل" کی مشہور تعریف تو یہ ہے کہ "مـــا رفعہ التابعـــی الـــی النبـــی ﷺ (ای ولـــم یذکـــر صحـــابیـــا)" اس تعریف کی رو سے حدیث مرسل وہ ہے جس کی اسناد کے آخر میں انقطاع ہو کہ تابعی نے صحابی کا نام ذکر نہ کیا ہو۔ لیکن یہاں صرف یہ معنی مراد نہیں بلکہ ہر وہ حدیث مراد ہے جس کی اسناد میں سے کسی ایک یا زیادہ راویوں کو حذف کر دیا گیا ہو۔ خواہ یہ حذف اسناد کے اول میں ہو یا آخر میں یا درمیان میں۔ پس یہاں "مرسل" سے مراد "منقطع" ہے علی الاطلاق اور فقہ و اصول فقہ میں "مرسل" کے یہی دوسرے معنی معروف ہیں۔ اگرچہ پہلے معنی میں اس کا استعمال (محدثین کے یہاں) زیادہ ہوتا ہے۔

(مقدمہ فتح الملہم ص ۸۹ مع "فتح الملہم ج اول)

قولــــہ فی اصل قولنا و قول اھل العلم بالاخبار لیس بحجۃ۔ (ص ۲۲ سطر ۹)

محدثین کا مذہب معروف یہی ہے، اور فقہاء کی ایک جماعت اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اکثر فقہاء کرام کے نزدیک حدیث مرسل سے استدلال اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ ارسال کرنے والے راوی کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ غیر ثقہ راوی کو حذف نہیں کرتا، اور حنفیہ نے اس کے لئے کچھ اور بھی کڑی شرطیں عائد کی ہیں جن کی تفصیل مقدمہ فتح الملہم میں علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "التحریر" سے نقل کی گئی ہے۔ (دیکھئے مقدمہ فتح الملہم ج اول، جو مکتبہ دار العلوم سے شائع ہوئی ہے۔ (ص ۹۰ تا ص ۹۳)

اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مذکورہ بالا عبارت "اصل قولنا الخ" میں لفظ "اصل" کی قید بظاہر اس لئے لگائی ہے کہ مرسل احادیث کی بعض قسمیں جمہور محدثین کے نزدیک بھی حجت ہیں، مثلاً مرسل صحابی کہ اس میں ارسال کرنے والا صحابی ہوتا ہے، اس لئے

وہ جمہور محدثین کے نزدیک بھی حجت ہے اور متصل کے حکم میں ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ فتح الملہم۔
(ص۹۱ تا ص۹۳ و ص۹۶ تا ص۹۸)

قولــہ لزمك ان لاتثبت اسناداً معنعنا حتی تری فیہ السّماع من اولہ الی آخرہ — (ص۲۲ سطر۱۱، ۱۲)

یہ جزاء ہے "فــان كـانـت العلــة الخ" کی اور مطلب اس جملہ شرطیہ کا یہ ہے کہ اگر تم نے ثبوت "سماع ولو مرۃً" کی شرط اس وجہ سے لگائی ہے کہ حدیث معنعن میں انقطاع کا امکان یعنی احتمال ہوتا ہے اور تم یہ احتمال ختم کرنا چاہتے ہو، تو تم پر لازم ہوگا کہ تم کسی بھی حدیث معنعن کو قابل استدلال اور حجت قرار نہ دو، کیونکہ جس راوی اور مروی عنہ کے درمیان کسی ایک یا زیادہ حدیثوں کا سماع ثابت بھی ہو جائے، تب بھی جب وہ راوی اس مروی عنہ سے کوئی اور حدیث بصیغہ عن روایت کرے گا تو اس میں انقطاع کا احتمال موجود ہوگا، یعنی یہ امکان ہوگا کہ یہ حدیث اس نے مروی عنہ سے براہ راست نہ سنی ہو بلکہ بالواسطہ سنی ہو، اور واسطے حذف کر دیا ہو، یہ احتمال تو اسی وقت ختم ہو سکتا ہے کہ اسناد کے ہر راوی کا سماع اس کے مروی عنہ سے صراحۃً ثابت ہو جائے، یعنی راوی عن کے بجائے حدثنی یا حدثنا یا اخبرنی یا اخبرنا جیسے صیغے جو سماع بلا واسطہ میں صریح ہیں استعمال کرے، اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں وہ "اسناد معنعن" نہیں ہوگا، حالانکہ بحث "حدیث معنعن" کے بارے میں ہو رہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث معنعن میں انقطاع کا احتمال تمہاری شرط کے باوجود باقی رہتا ہے، البتہ اتصال کا صرف ظن غالب حاصل ہو جاتا ہے، اور یہ ظن غالب اس شرط کے بغیر اس صورت میں بھی حاصل ہو جاتا ہے جبکہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت محضہ ثابت ہو جائے اور اخبار آحاد میں ظن غالب ہی مطلوب ہے۔ پس جب مقصود آپ کی شرط کے بغیر حاصل ہو جاتا ہے تو آپ کی یہ شرط بے فائدہ قرار پائی۔ رہا اتصال سند کا یقین، تو وہ نہ آپ کی شرط سے حاصل ہوتا ہے نہ جمہور کی شرط (معاصرت محضہ) سے۔ اور وہ یہاں مطلوب بھی نہیں۔

قولــہ و ذالك — (ص۲۲ سطر۱۲)

ای و تفصیل ذالك، او توضیح ذالك یعنی "ذلك" سے پہلے اس کا مضاف "تفصیل" یا "توضیح" محذوف ہے۔

قولــہ لمـــا احب — (ص۲۲ سطر۱۳)

یہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول "لم یقل" (جو پچھلی سطر میں ہے) کا ظرف ہے۔ (حاشیۃ الحل المفہم ص۲۳ ج اول)

قولــہ ان ینــــزل فــی بعض الــروایــة — (ص۲۲ سطر۱۴)

یعنی کسی روایت میں اس کی اسناد نازل ہو، کہ اپنے شیخ کی وہ روایت اس نے بالواسطہ سنی ہو، (جب شاگرد اور شیخ کے درمیان کسی اور شخص کا واسطہ آجائے تو اسناد نازل ہو جاتی ہے، اور جب واسطہ بیچ میں نہ ہو، یعنی استاذ سے حدیث براہ راست سنی ہو تو اسناد عالی کہلاتی ہے) اسناد میں راوی سے آنحضرت ﷺ تک واسطے جتنے زیادہ ہوں گے اسناد اتنی ہی نازل کہلاتی ہے، اور جتنے کم واسطے ہوں گے اتنی ہی عالی کہلاتی ہے۔ چنانچہ اسی "نزول فی الروایة" کی تشریح خود مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں آرہی ہے۔

قولــہ فیسمع من غیرہ عنہ بعض احادیثہ — (ص۲۲ سطر۱۶)

یہ "نــزول فــی الــروایــة" کی تفسیر ہے یعنی اپنے شیخ کی بعض احادیث کو وہ کسی اور شخص سے سنے جن کو وہ دوسرا شخص اس شیخ سے روایت کرتا ہو۔

قولــہ ثم یرسلہ عنہ احیانا ولا یسمی من سمع منہ — (ص۲۲ سطر۱۶)

یعنی پھر یہ راوی اپنے شیخ کی وہ حدیث جو اس نے بالواسطہ سنی تھی، انقطاع کے ساتھ روایت کرے یعنی اس واسطے کو حذف کر کے اپنے شیخ کی طرف (بصیغۂ عن) منسوب کرے۔

قولــہ مســـتفیض ـ (ص ۲۲ سطر ۱۷)

یعنی مشہور۔

قولــہ عن هشام قال "اخبرني عثمان بن عروه عن عـروة"ـ (ص ۲۲ سطر ۱۹)

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرط بخاری کے باوجود انقطاع پائے جانے کی کل چار مثالیں یہاں ذکر فرمائی ہیں۔ یہ ان میں سے پہلی مثال ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ پچھلی روایت میں ہشام نے اپنے اور عروہ کے درمیان "عثمان ابن عروہ" کا واسطہ ہونے کے باوجود اسے حذف کر دیا تھا، جسے اس دوسری روایت میں خود ہشام ہی نے ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ہشام نے دوسری بہت سی حدیثیں براہِ راست اپنے والد عروہ سے سن رکھی تھیں۔ معلوم ہوا کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان اگر فی الجملہ سماع ثابت بھی ہو تب بھی جب راوی بصیغۂ عن اسی مروی عنہ سے کوئی اور حدیث روایت کرتا ہے تو اس میں انقطاع کا احتمال موجود ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں تو انقطاع کا وقوع بھی ثابت ہو گیا۔ یہی حال باقی تین مثالوں کا ہے جو آگے آ رہی ہیں۔

قولــہ عن عروة عن عمرة عن عائــشة ـ (ص ۲۲ سطر ۲۱)

یہ دوسری مثال ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی پچھلی روایت میں عروہ نے اپنے اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان "عمرۃ" کا واسطہ ہونے کے باوجود اسے حذف کر دیا تھا۔ یہاں بھی شرط بخاری کے باوجود انقطاع پایا گیا۔

قولــہ "اخبرني ابو سلمة ان عمر بن عبد العزيز اخبره ان عروة اخبره ان عائشة اخبرتــہ"ـ (ص ۲۳ سطر ۱)

یہ تیسری مثال ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں ابو سلمہ نے اپنے اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان "عمر بن عبد العزیز" اور "عروۃ" کا واسطہ ہونے کے باوجود ان دونوں کو پچھلی روایت میں حذف کر دیا تھا۔ یہاں بھی شرط بخاری کے باوجود انقطاع پایا گیا، بلکہ یہاں تو دو واسطے حذف ہوئے ہیں۔

قولــہ "عــن عمرو عــن محمد بــن علــي عــن جابــر"ـ (ص ۲۳ سطر ۲)

یہ چوتھی مثال ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں عمرو بن دینار اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان "محمد بن علی" کا واسطہ ہے۔ جسے اسی حدیث کی پچھلی روایت میں عمرو بن دینار نے حذف کر دیا تھا۔ حالانکہ شرط بخاری یہاں بھی موجود ہے، یعنی عمرو بن دینار کا سماع حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایات میں ثابت ہے۔

سوال- یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے جس سے شارحین مسلم نے تعرض نہیں کیا۔ وہ یہ کہ پہلی مثال میں ہشام نے، دوسری مثال میں عروہ نے، تیسری مثال میں ابو سلمہ نے اور چوتھی مثال میں عمرو بن دینار نے اپنے اپنے استاذ کی حدیث کو بالواسطہ سنا تھا، اور جب روایت کیا تو یہ واسطہ حذف کر کے بصیغۂ عن روایت کر دیا۔ تو اس عمل سے تو وہ مدلس ہو گئے۔ اور ان کا یہ عمل تدلیس ہوا۔ کیونکہ تدلیس کی تعریف جو حدیث معنعن کی بحث میں ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں، اس عمل پر صادق آتی ہے۔ حالانکہ ان چاروں حضرات کو مدلسین میں شمار نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ان کا عنعنہ قبول کیا جاتا ہے۔

جواب- ناچیز نے یہ سوال فضیلۃ الشیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب کوئی راوی اس طرح واسطہ حذف کر کے حدیث روایت کرے۔ پھر اسی واسطے کو بیان بھی کر دے تو وہ مدلس نہیں رہتا۔ اور یہاں ان چاروں حضرات نے یہی کیا ہے۔

اور دوسرا جواب جو ارسال اور تدلیس کے مباحث کی تحقیق سے واضح ہوتا ہے یہ ہے کہ ایسا عمل کرنے والا اگر خود بھی ثقہ اور حافظ ہو اور جس واسطے کو حذف کرتا ہے وہ بھی ہمیشہ ثقہ ہی ہوتا ہے یعنی حذف کرنے والے کی یہی عادت ہے کہ وہ غیر ثقہ واسطے کو حذف نہیں کرتا تو اس صورت میں اگرچہ تدلیس کی تعریف اس عمل پر صادق آتی ہے مگر وہ حکم میں تدلیس کے نہیں اور یہ عمل مذموم بھی نہیں۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تعلیقات میں جب اپنے کسی استاذ کی ایسی حدیث "بصیغۂ عن" لاتے ہیں جو انہوں نے استاذ سے براہ راست نہیں سنی بلکہ کسی واسطے سے سنی ہے اور واسطے کو حذف کردیتے ہیں تو اس عمل پر بھی تدلیس کی تعریف صادق آتی ہے۔ مگر اس پر حکم تدلیس کا نہیں لگتا کیونکہ بخاری خود امام ثقہ ہیں، اور جس واسطے کا نام حذف کرتے ہیں وہ بھی ہمیشہ ثقہ ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کو مدلسین میں شمار نہیں کیا جاتا۔

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ "تدلیس" "کذب" نہیں۔ بلکہ ابہام اور اجمال ہے۔ پس اگر یہ ابہام اور اجمال غیر ثقہ یا ضعیف راوی کو چھپانے کے لئے ہو۔ تو یہ دھوکہ بازی ہے اور حرام ہے۔ کیونکہ وہ ضعیف اسناد کو قوی ظاہر کر رہا ہے۔ اور اگر یہ ابہام اور اجمال محض اختصار کے لئے یا کسی اور مصلحت سے ہو اور اس میں ضعیف راوی کو نہ چھپایا گیا ہو تو یہ دھوکہ بازی نہیں، کیونکہ وہ ضعیف اسناد کو قوی ظاہر نہیں کر رہا۔

چنانچہ یہاں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کردہ چاروں مثالوں میں جو واسطے حذف کیے گئے وہ سب کے سب ثقہ ہیں۔ اور حذف کرنے والے چاروں حضرات کے حافظ ثقہ ہونے میں بھی کسی کو کلام نہیں۔ لہٰذا ان کے اس عمل پر تدلیس کی اصطلاحی تعریف صادق آنے کے باوجود اس پر حکم تدلیس کا نہیں لگایا جاسکتا۔ اور نہ اسے مذموم کہا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ فتح الملہم ص ۸۷ تا ۸۸ بحث "المرسل والمنقطع والمعضل والمعلق" و ص ۱۰۱ بحث "المرسل الخفی والمدلس")

قولـــه لمكان الارســـال فيـه — (ص ۲۳ سطر ۳)

ہمارے (ہندی و پاکستانی) نسخوں میں اسی طرح ہے "لمکان" اس صورت میں یہ جار مجرور معتبرۃ محذوف کے متعلق ہو کر خبر ہوں گے "کانت" کی جو پچھلی سطر میں آیا ہے۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ قائلِ موصوف کے نزدیک اگر عنعنت (عدم قبول حدیث کی) معتبر ہے بہ سبب امکانِ انقطاع کے۔ لیکن مصر اور شام و بیروت کے نسخوں میں "امکان الارسال فیه" ہے۔ اس صورت میں لفظ "امکان" خبر ہوگا، "کانت" کی اور منصوب ہوگا۔

قولــه فيخبرون بالنزول فيه ان نزلوا، و بالصعود فيه ان صعدوا — (ص ۲۳ سطر ۶،۵)

یعنی اگر ان کی سند نازل ہو (کہ حدیث بالواسطہ سنی ہو) تو اسے بیان کردیتے ہیں۔ یعنی اس واسطے کو سند میں ذکر کردیتے ہیں۔ اور اگر ان کی سند عالی ہو (کہ حدیث واسطے کے بغیر براہ راست سنی ہو) تو اسے بیان کردیتے ہیں (یعنی ایسے صیغے سے روایت کرتے ہیں جو براہ راست سماع پر دلالت کرتا ہے، مثلاً "حدثنا" یا "حدثنی" یا "اخبرنا" وغیرہ)۔

خلاصہ یہ کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں "نزول" سے مراد بالواسطہ سماع ہے اور "صعود" سے مراد بلا واسطہ سماع ہے۔

قولــه كي تنـزاح — (ص ۲۳ سطر ۸) ای تزول۔

قولــه فما ابتغى (ص ۲۳ سطر ۹) بضم التاء و كسر الغين على مالم يسم فاعله، هكذا في اكثر الاصول، كما

قالہ النووی۔

قولہ　فمن ذالک۔　　(ص ۲۳ سطر ۹)

یہاں سے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی روایتیں پیش فرما رہے ہیں جن میں بقول ان کے راوی اور مروی عنہ کے درمیان "ثبوت لقاء و لو مرۃ" کی شرط مفقود ہے اس کے باوجود ائمہ حدیث نے ان کو صحیح اور قوی السند قرار دیا ہے۔

قولہ　ان عبد اللہ بن یزید الانصاری (الیٰ قولہ) "و عن کل واحد منھما حدیثا"۔　　(ص ۲۳ سطر ۹)

تمام نسخوں میں "و عن" یعنی "عن" سے پہلے واؤ ہے۔ لیکن اسے حذف ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس سے معنی بدل جائیں گے۔ (نووی)

حضرت عبد اللہ بن یزید الانصاری نے جو حدیث حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اسے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح[1] میں دو جگہ نقل فرمایا ہے، اس پر اشکال ہوتا ہے کہ جب اس میں شرط بخاری مفقود ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی صحیح میں کیسے جگہ دے دی؟

ناچیز کو اس کا جواب یہ سمجھ میں آتا ہے۔ جیسا کہ اس باب کے شروع میں بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن یزید الانصاری مذکور بھی صحابی ہیں جیسا کہ خود امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں صراحت کی ہے۔ ان کے اس عنعنہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس وجہ سے قبول کر لیا ہوگا کہ یہ صحابی کا عنعنہ ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "لقاء ولو مرۃ" کی شرط غیر صحابی کے لئے ہوگی۔ صحابہ کے لئے انہوں نے یہ شرط نہ رکھی ہوگی۔ کیونکہ صحابی نے عنعنہ میں اگر واسطہ واقعۃً بھی حذف کر دیا ہو تو وہ "مرسل صحابی" ہوگا جو جمہور محدثین کے نزدیک مقبول ہے اور بحکم متصل ہے۔[2]

قولہ　حتی نزلا الی مثل ابی ھریرۃ و ابن عمر۔　　(ص ۲۳ سطر ۱۵)

نزول کے معنی ہم پیچھے کر چکے ہیں کہ سند میں جتنے واسطے زیادہ ہوتے ہیں وہ سند اتنی ہی نازل کہلاتی ہے۔ لیکن یہاں نزول سے مراد یہ نہیں ہے، بلکہ بظاہر یہ مراد ہے کہ مروی عنہ کا درجہ دوسرے مروی عنہم سے نسبۃً کم ہو، جیسے یہاں ہے کہ ابو عثمان النہدی اور ابو رافع الصائغ کو سابقین اولین اکابر صحابہ کی صحبت ملی ہے اور صغار صحابہ کی صحبت بھی نصیب ہوئی تو صغار صحابہ سے اگر یہ روایت کریں گے تو یہ سند باعتبار مروی عنہ کے درجے کے کم درجے کی ہوگی۔

قولہ　وذویھما (ص ۲۳ سطر ۱۵) ای اصحابھما۔

یہ "ذو" بمعنی صاحب کی جمع ہے، کہا جاتا ہے "رجل ذو مال" ای صاحب مال۔ (کذا فی لسان العرب) بظاہر یہاں ذویھما (ای اصحابھما) سے مراد وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، جو ان کی عمر کے یا ان کے درجے کے تھے۔

قولہ　و اسند قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود ھو الانصاری عن النبی ﷺ ثلاثۃ اخبار۔　　(ص ۲۴ سطر ۲)

یہ تینوں حدیثیں صحیحین میں بھی آئی ہیں، صحیح بخاری میں ان کے الفاظ اس طرح ہیں۔

۱۔ عن قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود الانصاری قال: قال رجلٌ یا رسول اللہ! لا اکاد ادرک الصلوۃ مما یطول بنا فلان" الخ۔　(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الغضب فی الموعظۃ ص ۱۹ ج ۱)

---

[1] ایک "کتاب الایمان" باب ما جاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ (ص ۱۳ ج ۱) میں اور دوسرے کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل (ص ۸۰۵ ج ۲) میں۔

[2] مرسل صحابی کے بارے میں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ فتح الملہم ص ۹۱ ص ۹۳ و ص ۹۶ تا ۹۸۔ رف

۲ــ عن قیس قال: "سمعت ابا مسعود" یقول "قال النبی ﷺ "ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد الخ"
(صحیح بخاری ابواب الکسوف، باب الصلوۃ فی کسوف الشمس، ص ۱۴۱ و ص ۱۴۲ ج ۱ و باب لا ینکسف الشمس لموت احد ص ۱۴۴).

۳ــ عن اسماعیل ثنی قیس عن عقبۃ[1] بن عمرو ابی مسعود قال: "اشار رسول اللہ ﷺ بیدہ نحو الیمن فقال الایمان ھٰہنا" الخ ــ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم، ص ۴۶۶ ج ۱)

یہاں بھی اشکال ہوتا ہے کہ جب ان تین حدیثوں میں شرط بخاری مفقود ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنی صحیح میں کیسے جگہ دے دی؟

اس کا جواب ان تین میں سے دوسری حدیث کی سند دیکھنے سے خود بخود حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس سند میں قیس بن ابی حازم نے "سمعت ابا مسعود" کہہ کر صراحت کر دی ہے کہ ان کا سماع حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کم از کم اس ایک روایت میں ثابت ہے۔ پس امام بخاری کی شرط ان تین حدیثوں میں مفقود نہ ہوئی۔

قولــــہ واسند ربعی بن حراش عن عمران بن حصین عن النبی ﷺ حدیثین وعن ابی بکرۃ عن النبی ﷺ حدیثا ــ (ص ۲۴ سطر ۴)

ربعی بن حراش کی روایت جو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اسے امام بخاری نے بھی اپنی صحیح (کتاب الفتن، باب "اذا التقی المسلمان الخ" ص ۱۰۴۹ ج ۲) میں دوسرے متعدد طرق کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ربعی بن حراش کی ملاقات یا سماع حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔ لہٰذا یہاں بھی وہی اشکال ہوتا ہے کہ جب اس سند میں شرط بخاری مفقود ہے تو اسے صحیح بخاری میں جگہ کیسے مل گئی؟

اس کا جواب صحیح بخاری میں اس مقام کو تفصیل سے دیکھنے کے بعد ناچیز کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق کو اپنی صحیح میں تعلیقاً ذکر کیا ہے اور تعلیقات بخاری چونکہ استدلال کے لئے نہیں بلکہ محض استشہاد کے لئے ہوتی ہیں، اور یہاں بھی یہ سند تعلیقاً استشہاد ہی کے لئے لائی گئی ہے۔ لہٰذا اس میں امام بخاری نے اپنی سب شرائط کی پوری پابندی نہیں فرمائی۔ اسلئے ثبوت "لقاء ولو مرۃ" کی شرط کی بھی پابندی نہیں فرمائی۔ ہاں کسی مسند روایت میں اس شرط کے خلاف کرتے تو اعتراض ہو سکتا تھا، تعلیقات میں یہ اشکال نہیں ہو سکتا۔

قولــــہ واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری ثلاثۃ احادیث ــ (ص ۲۴ سطر ۵)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ان تین میں سے دو حدیثیں صحیحین میں اور تیسری حدیث صرف صحیح مسلم میں آئی ہے۔

مگر ناچیز عرض کرتا ہے کہ صحیح بخاری کی مراجعت سے یہ صورت حال سامنے آئی کہ نعمان بن ابی عیاش کی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۳ روایتیں صحیح بخاری میں اور چوتھی صرف صحیح مسلم میں آئی ہے، اس طرح نعمان کی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد چار ہو جاتی ہے۔

یہاں پھر وہی اشکال ہوتا ہے کہ جب نعمان بن ابی عیاش کا لقاء یا سماع حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں تو شرط بخاری مفقود ہے، پھر امام بخاری نے یہ تین حدیثیں اپنی صحیح میں کیسے درج فرما دیں؟

ناچیز اس کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ صحیح بخاری میں ان تین حدیثوں کی سند جن صیغوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ اس سے یہ

---

[1] عقبہ بن عمرو یہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا نام گرامی ہے۔ کمافی شرح النووی ص ۲۳۔

اشکال خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ یہ تین روایتیں صحیح بخاری میں اس طرح آئی ہیں۔

۱ – حدثنا اسحاق بن نصر ثنا عبد الرزاق، انا ابن جریج، اخبرنی یحیی بن سعید و سھیل بن ابی صالح انھما سمعا النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری، سمعت النبی ﷺ یقول "من صام یوماً فی سبیل اللہ بعد اللہ وجھہ عن النار سبعین خریفاً" – (صحیح البخاری، کتاب الجھاد باب فضل الصوم فی سبیل اللہ ۳۹۸ ج ۱)

۲ – عن ابی حازم عن سھل بن سعد عن رسول اللہ ﷺ قال "ان فی الجنۃ لشجرۃ یسیر الراکب فی ظلھا مأۃ عام لا یقطعھا". قال ابو حازم فحدثت بہ النعمان بن ابی عیاش فقال "حدثنی ابو سعید عن النبی ﷺ قال "ان فی الجنۃ شجرۃً یسیر الراکب الجواد المضمر السریع مأۃ عام ما یقطعھا"–

(صحیح البخاری کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ص ۳۷۰ ج ۲)

اس میں نعمان بن ابی عیاش نے صراحت کی ہے کہ انہوں نے یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست سنی تھی۔

۳ – حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ قال حدثنا عبد العزیز عن ابیہ عن سھل عن النبی ﷺ قال "ان اھل الجنۃ لیتراء ون الغرف فی الجنۃ کما تراؤن الکوکب فی السماء، قال ابی فحدثت النعمان بن ابی عیاش، فقال "اشھد لسمعت ابا سعید یحدث و یزید فیہ" کما تراء ون الکوکب الغارب فی الافق الشرقی والغربی"–

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ص ۹۷۰ ج ۲)

اس حدیث میں بھی نعمان بن ابی عیاش نے صراحت کر دی ہے کہ انہوں نے یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست سنی تھی۔

خلاصہ یہ کہ دوسری اور تیسری حدیث سے ثابت ہوا کہ نعمان بن ابی عیاش کا سماع حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے، لہٰذا نعمان کی جتنی بھی معنعن روایتیں حضرت ابو سعید سے ہیں وہ سب شرط بخاری پر پوری اترتی ہیں۔

حاصل بحث یہ کہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ امور مستفاد ہوئے۔

۱- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو مثالیں اس دعوے کے ساتھ پیش فرمائی ہیں کہ ان کے راویوں کا لقاء و سماع ان کے مروی عنہم سے ثابت نہیں، ان میں سے ۶ روایتیں ایسی نکل آئیں جو امام مسلم کے دعوے کے خلاف ہیں۔ ۳ روایتیں قیس بن ابی حازم کی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ۳ روایتیں نعمان بن ابی عیاش کی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

۲- ان مثالوں میں سے ایک، یعنی پہلی مثال محل نزاع سے خارج ہے، کیونکہ اس میں صحابی عبد اللہ بن یزید انصاری کا عنعنہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اور امام بخاری کا اختلاف صحابی کے عنعنہ میں نہیں۔

۳- ان مثالوں میں سے آٹھ روایتیں جو امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج فرمائیں، ان میں انہوں نے اپنی شرط کی خلاف ورزی نہیں کی جیسا کہ پچھلی تفصیل سے واضح ہو چکا ہے۔ یعنی سات روایتوں کی وجہ امر اول و دوم میں بیان ہوئی ہے۔

۴- ایک روایت جو ربعی بن حراش کی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اسے صحیح بخاری میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بخاری نے تعلیقاً لی ہے۔ اور تعلیقات میں امام بخاری نے اپنی سب شرائط کی پوری پابندی نہیں فرمائی۔

۵- لہٰذا یہ ۸ روایتیں امام بخاری کے مذہب کے خلاف نہیں۔

ان آٹھ روایتوں کے صحیح بخاری میں درج ہونے سے اس پر بھی استدلال درست نہیں کہ "ثبوت لقاء ولو مرۃ" کی شرط امام بخاری نے لگائی ہی نہیں۔ واللہ اعلم۔

قولہ "لم یحفظ عنهم سماع علمناه منهم"۔ (ص ۲۲ س ۷)

یہ بات امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم کی حد تک فرمارہے ہیں۔ ورنہ پیچھے عرض کیا جاچکا ہے کہ قیس بن ابی حازم کا سماع حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔

قولہ "کلاما خلفا (ص ۲۴ س ۱۰) بسکون اللام، یعنی ساقط اور فاسد

کتاب الایمان

صحیح مسلم میں کتاب الایمان، خصوصی اہمیت رکھتی ہے، امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی احادیث کا جامع انتخاب فرمایا ہے کہ ان کو اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو ایمانیات سے متعلق تمام امور، بہت واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں، اور ان تمام شکوک و شبہات کا جواب ہو جاتا ہے جن کے باعث امت کے مختلف فرقوں میں اختلاف ہوا اور متعدد فرقے گمراہ ہوئے۔

کتاب الایمان میں جو ابواب آرہے ہیں انہیں کما حقہ سمجھنے کے لئے پانچ مباحث کا جاننا ضروری ہے:

۱۔ ایمان اور اسلام کے لغوی و اصطلاحی معنی اور ہر معنی کے اعتبار سے دونوں میں نسبت۔

۲۔ اعمال جزء ایمان ہیں یا نہیں؟

۳۔ ایمان میں زیادتی اور نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟

۴۔ تکفیر ملحدین۔

۵۔ مسئلہ تقدیر۔

معنى الايمان والاسلام لغةً والنسبة بينهما

لفظ "ایمان" "امن یا امن سے مشتق ہے۔ ن کے لغوی معنی ہیں مامون ہونا۔ اور ایمان کے معنی ہیں مامون کر دینا۔

يقال: امنت زيداً اى جعلته ذا امن —

پھر لفظ "ایمان" تصدیق کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ اس لئے کہ جس کی تصدیق کی جاتی ہے اسے تکذیب سے مامون کر دیا جاتا ہے، البتہ جب یہ تصدیق کے معنی میں استعمال ہو تو اس کے صلہ میں کبھی با آتی ہے۔

كقوله تعالى:

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ﴿۳﴾ (سورۃ بقرہ، آیت ۳)

اس لئے کہ یہ معنی اقرار واعتراف کو متضمن ہے، اور اقرار واعتراف کے صلہ میں با آیا ہی کرتی ہے اور کبھی اس کے صلہ میں لام آتا ہے:-

كما فى التنزيل:

اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (سورۃ الشعراء، آیت ۱۱۱)

اس لئے کہ یہ اذعان اور انقیاد کے معنی کو بھی متضمن ہے۔ [1]

اور "اسلام" کے معنی ہیں گردن نہادن یعنی انقیاد اور فرمانبرداری، یہ انقیاد اور فرمانبرداری خواہ بالقلب ہو یا باللسان ہو یا بالجوارح۔

---

[1] قال الزمخشري في الكشاف تحت قوله تعالى "يؤمنون بالغيب" رقم الآية (۳) سورة البقرة، ج ا ص ۳۸۔

لغوی معنی کے اعتبار سے ایمان اور اسلام میں عموم و خصوص من وجہ مطلق کی نسبت ہے۔ ایمان اخص ہے اور اسلام اعم، اس لئے کہ تصدیق صرف انقیاد بالقلب ہے چنانچہ لغۃً ہر مؤمن، مسلم ہے اس لئے کہ انقیاد بالقلب ہر مؤمن میں پایا جاتا ہے مگر ہر مسلم لغۃً مؤمن نہیں۔ (قالہ الشیخ العثمانی فی فتح الملہم من التفتازانی)

الایمان اصطلاحاً

اور اصطلاح شریعت میں ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ:

هو التصديق بما علم مجئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم به ضرورةً تفصيلا فيما علم تفصيلا و اجمالا فيما علم اجمالا۔ [1]

تعریف میں "التصدیق" سے مراد تصدیق لغوی ہے یعنی ایمان میں شرعاً تصدیق لغوی ہی معتبر ہے، تصدیق منطقی مراد نہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ تصدیق منطقی تو صرف نسبت تامہ خبریہ کے یقین کو کہتے ہیں، اور تصدیق لغوی اس نسبت تامہ خبریہ کے یقین کے ساتھ ماننے کو کہتے ہیں۔ یعنی تصدیق منطقی صرف جاننا ہے بمعنی "دانستن" اور تصدیق لغوی جان کر ماننا ہے بمعنی "گرویدن" اور یہاں یہی مراد ہے۔

بما عُلم مجئ النبی ﷺ بہ

بہ کی ضمیر "ما" کی طرف راجع ہے اور "ما علم الخ" سے مراد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی وہ تمام تعلیمات ہیں جو مکلفین کے علم میں آ گئیں، اس قید سے وہ امور خارج ہو گئے جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے علاوہ ہیں یا جو مکلفین کے علم میں نہیں آئیں۔

ضرورۃ یہ "علم" کا مفعول مطلق ہے، اس لئے منصوب ہے۔ دراصل یہ "علم ضرورۃ تھا"، مضاف کو حذف کر کے اس کا اعراب مضاف الیہ کو دیدیا گیا اور "علم ضرورۃ" سے مراد علم ضروری ہے۔

علم ضروری یعنی یہ بات یقین سے ثابت ہو کہ اس میں شک کرنے پر آدمی قادر نہ ہو، خواہ وہ یقین بدیہی ہو یا نظر واستدلال سے حاصل ہوا ہو، آسان لفظوں میں اسے حد یقینی قطعی کہا جاتا ہے۔ اس قید سے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی وہ تعلیمات خارج ہو گئیں جن کا علم حد ضرورت کو پہنچا ہوا نہیں ہے یعنی صرف ظن غالب کے درجہ میں ہے۔ پس اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی ایسی تعلیمات کو نہ مانے جن کا صرف ظن غالب ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا، اگرچہ ان کو نہ ماننے اور ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، کیونکہ عمل کیلئے ظن غالب بھی حجت ہے جبکہ عقیدے کیلئے ظن غالب حجت نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کا علم ضروری حاصل ہونے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ پہلا براہ راست سماع یا مشاہدہ کہ آنحضرت ﷺ نے فلاں بات ارشاد فرمائی یا فلاں فعل کیا، یہ صرف صحابہ کرامؓ ہی کو حاصل تھا۔

۲۔ دوسرا طریقہ تواتر ہے یعنی تواتر سے آنحضرت کا کوئی فعل یا قول معلوم ہو جائے، ہمیں علم ضروری صرف اسی طریقہ سے حاصل ہو سکتا ہے، صحابہ کرامؓ کو دونوں طریقوں سے حاصل ہوتا تھا۔

تواتر کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ تواتر بالاسناد ۲۔ تواتر بالعمل

۳۔ تواتر فی القدر المشترک یعنی تواتر معنوی۔ ۴۔ تواتر طبقہ

---

[1] کذا حققہ شیخ الاسلام شبیر احمد العثمانی فی فتح الملہم "عن العلامۃ الالوسی" و نقل عنه ان هذا مذهب جمهور المحققین ۱۲ رشید۔

ان میں سے ہر قسم سے علم ضروری حاصل ہو جاتا ہے۔

ان چاروں قسموں کی تشریح مقدمہ فتح الملہم میں دیکھ لی جائے، اور مزید تفصیل مطلوب ہو تو میرے رسالہ "فقہ میں اجماع کا مقام" میں دیکھی جائے، بلکہ یہ تفصیل آگے بھی آجائے گی۔ (مسئلہ ثانیہ میں مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے تحت)۔

تفصیلا فیما علم تفصیلا...... اس میں پہلا لفظ تفصیلا منصوب ہے تمیز ہونے کی وجہ سے، اور یہ "التصدیق" کی تمیز ہے ای التصدیق تفصیلا اور بعد میں آنے والا لفظ "تفصیلا" "مفعول مطلق" ہے "علم" سے ای علم علم تفصیل، مضاف کو حذف کر کے اس کا اعراب مضاف الیہ کو دے دیا گیا ہے۔

واجمالا فیما علم اجمالا ...... اس کی ترکیب بھی بعینہ تفصیلا فیما علم تفصیلا کی طرح ہے۔ اس تعریف پر اشکال ہوتا ہے کہ یہ تعریف اس تعریف سے مختلف ہے جو آنحضرت ﷺ نے حدیث جبرئیل میں ارشاد فرمائی ہے کہ:

ان تؤمن باللّٰہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر و تؤمن بالقدر خیرہ و شرہ —

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ماہیت ایمان کی تعریف کی گئی ہے، اور حدیث جبرئیل میں ماہیت کی تعریف نہیں کی گئی ہے بلکہ متعلقات ایمان یعنی "مؤمن بہ" بیان کئے گئے ہیں۔

اگر کہا جائے کہ ٹھیک ہے، مگر حدیث جبرئیل میں "مؤمن بہ" سات بیان کئے گئے ہیں اور آپ کی تعریف میں مؤمن بہ صرف ایک بیان کیا گیا ہے۔

و ھو ما علم مجئی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بہ .... الخ

اس کا جواب یہ ہے کہ "ما علم مجئی النبی ﷺ بہ الخ" میں وہ ساتوں چیزیں داخل ہیں جو حدیث جبرائیل میں بیان کی گئی ہیں کیونکہ "ما علم" صیغۂ عموم ہے جو آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی تمام تعلیمات کو شامل ہے اور ان میں یہ سات چیزیں بھی ہیں۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ حدیث جبرائیل میں صرف امور سبعہ کو مؤمن بہ قرار دیا گیا اور آپ کی تعریف میں عموم کے باعث مؤمن بہ کے افراد بہت زیادہ ہو جاتے ہیں؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی ایسی تعلیمات جن کا علم ضروری حاصل ہو چکا ہے وہ تو سات سے بہت زیادہ ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ذرا سے تامل سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حدیث جبرائیل میں جن چیزوں کو مؤمن بہ قرار دیا گیا ہے، ہماری تعریف میں بھی صرف انہیں چیزوں کو مؤمن بہ قرار دیا گیا، کوئی فرد نہ اس سے زیادہ ہے نہ اس سے کم، کیونکہ حدیث جبرائیل میں ایمان بالرسل کا بھی ذکر ہے، جس میں ایمان بنبینا علیہ الصلاۃ والسلام بھی داخل ہے، جن کی لائی ہوئی تعلیمات میں سے قطعی طور پر ثابت شدہ کسی تعلیم کا اگر کوئی شخص انکار کرے گا تو وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والا نہ ہوگا، نیز ایمان بالرسل منتفی ہو جائے گا، پس معلوم ہوا کہ حدیث جبرائیل کا حاصل بھی یہ ہے کہ رسول اللہ کی لائی ہوئی تمام تعلیمات پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اس پر اشکال ہو سکتا ہے کہ پھر تو حدیث جبرائیل میں اتنا فرما دینا کافی ہوتا کہ "ان تؤمن برسلہ"۔ جواب یہ ہے کہ ٹھیک ہے اگر حدیث جبرئیل میں صرف اسی پر اکتفاء کر لیا جاتا تب بھی "مؤمن بہ" کا بیان مکمل ہو جاتا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے امت کی سہولت کیلئے باقی چھ چیزوں کو بھی ان کی اہمیت کی بناء پر بطور مثال ذکر فرما دیا، ورنہ ان چھ چیزوں پر ایمان لانا بھی درحقیقت ایمان بالرسل ہی میں داخل ہے، کیونکہ یہ چھ چیزیں بھی درحقیقت آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی ان تعلیمات میں داخل ہیں جن کا علم ضروری ہم کو ہو چکا ہے۔

الاسلام اصطلاحاً

اسلام کے اصطلاحی معنی دو ہیں:

۱- ایک یہ کہ یہ پورے دین کا علم ہے، کما فی قول اللہ تعالٰی "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" و کما فی قولہ تعالٰی "ان الدین عند اللہ الاسلام" اس معنی کے اعتبار سے ایمان اصطلاحی اور اسلام اصطلاحی کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے کیونکہ اس معنی کے اعتبار سے اسلام اعم ہے اور ایمان اخص ہے۔

۲- اور اسلام کے دوسرے اصطلاحی معنی ہیں انقیادِ ظاہری، یعنی اقرار باللسان والعمل بالجوارح، کیونکہ حدیثِ جبرئیل میں اسلام کی تعریف یہ فرمائی گئی ہے:

ان تشهد ان لا الٰه الا الله و ان محمدا رسول الله و تقيم الصلوٰة و تؤتي الزكوٰة و تصوم رمضان و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا -

اس تعریف میں شہادتین، عمل لسان ہے یعنی اقرار باللسان اور باقی اعمال کا تعلق جوارح سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسلام عبارت ہے اقرار باللسان اور عمل بالارکان سے، اور یہ دونوں چیزیں انقیادِ ظاہری ہیں۔ یعنی اعمالِ ظاہرہ۔

برخلاف ایمان کے کہ وہ تصدیق بالقلب ہے یعنی انقیادِ باطنی۔ نیز ایک حدیثِ مرفوع جسے امام احمدؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اس کی مزید تائید کرتی ہے۔ اس میں ارشاد ہے کہ:

"الاسلام علانية والايمان في القلب - ذكره ابن كثير في تفسيره"

النسبة بينهما باعتبار المعنى الاصطلاحي الثاني

اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے شرعی (اصطلاحی) معنی کے اعتبار سے ایمان اور اسلام کے درمیان نسبت تباین ہے کیونکہ ایمان تصدیق ہے جو قلب کے ساتھ خاص ہے اور اسلام اقرار اور عمل ظاہری ہے جو لسان اور جوارح کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ (سورۃ الحجرات:۱۴)

لیکن یاد رہے کہ اگرچہ ایمان اور اسلام اپنی اپنی ماہیت کے اعتبار سے متباین ہیں، لیکن شرعاً معتبر اور مفید ہونے کے لئے باہم فی الجملہ متلازم اور ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہیں۔ ہم نے "فی الجملہ" کی قید اس لئے لگائی ہے کہ ایمان اور اسلام میں تلازم من کل الوجوہ نہیں بلکہ من بعض الوجوہ ہے۔ یعنی ایمان کے مفید و معتبر ہونے کے لئے اسلام کے اعمال میں سے صرف ایک خاص عمل شرط ایمان یا لازمِ ایمان ہے۔ اور وہ ہے اقرار باللسان۔ چنانچہ ایمان اس وقت تک مفید و معتبر نہیں جب تک اقرار اس کے ساتھ نہ ہو۔ اسی طرح اسلام بغیر ایمان کے مفید و معتبر نہیں۔ (فی الآخرۃ) لیکن ایمان کا کوئی فرد اسلام نہیں اور اسلام کا کوئی فرد ایمان نہیں، اور ظاہر ہے کہ دو متباین چیزیں باہم متلازم ہو سکتی ہے، متباین اور تلازم میں کوئی منافات نہیں، کیونکہ تباین کا مطلب یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے کوئی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آتی ہو اگرچہ وجود دونوں کا ساتھ ہو جیسے آفتاب اور دن، پس ایمان و اسلام ایک دوسرے کے کسی فرد پر صادق نہیں آ سکتے مگر شخص واحد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جو شخص دل میں ایمان رکھتا ہو اور زبان سے اقرار (شہادتین) بھی کرتا ہو اس میں ایمان اور اسلام دونوں جمع ہو گئے۔

ایمان کے لئے اقرار باللسان کس حد تک شرط ہے؟

یہ بات اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ ایمان کے مفید و معتبر ہونے کے لئے اقرار باللسان شرط ہے جو اسلام کا ایک فرد ہے، اور اسلام کے مفید و معتبر ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، مگر اس میں اتنی تفصیل ہے کہ ایمان اسلام کا ایک حکم دنیوی ہے اور ایک اُخروی، دنیوی حکم یہ ہے کہ جو شخص ان سے متصف ہو اس پر دنیا میں احکام مسلمین (مثلاً وراثت، ولایت، قبول شہادت اور نماز میں اقتداء وغیرہ) جاری ہوں گے۔ اور اخروی حکم یہ ہے کہ وہ مخلد فی النار نہیں ہوگا۔

"لقوله عليه الصلاة والسلام: من قال لا اله الا الله دخل الجنة، و قوله عليه الصلاة والسلام: يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة من ايمان" ۔

پس اقرار باللسان کا حکم اخروی جاری ہونے کے لئے تو ایمان باتفاق اہل السنۃ والجماعۃ شرط ہے۔ چنانچہ منافقین کا اقرار باللسان حکم اخروی (نجات من الخلود في النار) کے لئے بالکل مفید و معتبر نہیں۔ البتہ دنیا میں کسی کے قلب کا حال چونکہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو شخص اقرار باللسان کرتا ہو دنیا میں اس پر مسلمان کے احکام جاری ہوں گے اگرچہ درحقیقت اس کے قلب میں ایمان نہ ہو۔ (یعنی وہ منافق ہو)۔

ایمان کا حکم دنیوی جاری ہونے کے لئے اقرار باللسان باتفاق اہل السنۃ والجماعۃ شرط ہے، چنانچہ جس کے دل میں ایمان ہو اور اس نے اقرار باللسان نہ کیا ہو تو اس پر احکام مسلمین دنیا میں جاری نہیں ہوں گے، اور آخرت میں جاری ہوں گے یا نہیں؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس نے اقرار باللسان کسی عذر شرعی کی وجہ سے ترک کیا تھا، مثلاً وہ گونگا تھا یا دل میں ایمان لانے کے بعد فوراً مر گیا۔ اور اقرار باللسان کی مہلت نہیں ملی یا مہلت تو ملی مگر اقرار کی صورت میں جان کا خوف تھا، اس لئے اقرار نہیں کیا، تو ان صورتوں میں بالاتفاق ایمان کا حکم اُخروی جاری ہوگا، یعنی وہ شخص مخلد فی النار نہ ہوگا۔ اور اقرار کا نہ پایا جانا اس کے لئے مضر نہ ہوگا، اور جس نے مہلت و قدرت کے باوجود اقرار باللسان نہ کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ اس سے اقرار کا مطالبہ کیا گیا تھا اس کے باوجود اقرار نہیں کیا، تو یہ کفر عناد ہے۔ اسی فیما بینہ و بین اللہ ایضاً کما ہو کفر فیما بین الناس۔ اور ایسا شخص بالاتفاق مخلد فی النار ہے اور اس کا ایمان مفید و معتبر نہیں۔ ❶ (ذکرہ العلامۃ ابن الہمام)

۲۔ دوسری یہ ہے کہ اس سے مطالبہ ہی نہیں کیا گیا، مگر اس کے دل میں یہ نیت تھی کہ مطالبہ کیا جائے گا تو اقرار کرلوں گا، ایسے شخص کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کے دو قول ہیں:

۱) جمہور محدثین کے نزدیک اس کا ایمان معتبر نہیں، اور یہ شخص مخلد فی النار ہے۔

۲) حنفیہ اور بعض متکلمین مثلاً امام اشعری وابو منصور ماتریدی کے نزدیک اس کا ایمان مفید و معتبر ہے، اور یہ شخص مخلد فی النار نہیں۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے موافقین کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ:

يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة من ايمان

نیز ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث جبرئیل میں ایمان کے لئے صرف تصدیق کو کافی قرار دیا گیا ہے۔

---

❶ والدليل عليه ما عن رجل من الانصار انه جاء بامة سوداء فقال يا رسول الله (ﷺ) ان علي رقبة مؤمنة فان كنت ترى هذه مؤمنة فاعتقها لها قال رسول الله ﷺ اتشهدين ان لا اله الا الله قالت نعم قال اتشهدين اني رسول الله قالت نعم قال اتؤمنين بالبعث بعد الموت قالت نعم قال اعتقها ـــ (رواه احمد و رجاله الصحيح)

ایمان اور اسلام میں تلازم کی تفصیل

خلاصہ یہ کہ اسلام اور ایمان میں معنی لغوی کے اعتبار سے عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے اور معنی شرعی کے اعتبار سے تباین کی نسبت ہے مع التلازم، اور بعض نصوص میں جو دونوں میں ترادف یا تساوی معلوم ہوتی ہے در حقیقت وہ تباین فی التلازم کے منافی نہیں۔ مثلاً حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ میں سورۃ الذاریات رکوع ۲ میں ارشاد ہے:

فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ (سورۃ الذاریات: ۳۵، ۳۶)

یہاں مؤمنین اور مسلمین دونوں کا مصداق حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھی ہیں جس سے شبہ ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان میں نسبت تساوی ہے، لیکن جواب ظاہر ہے کہ شخص واحد میں اسلام اور ایمان کا اجتماع تلازم کی وجہ سے ہے نہ کہ نسبت تساوی کی وجہ سے۔ اور دوسرے الفاظ میں جواب یوں بھی ہو سکتا ہے کہ تباین، ایمان اور اسلام میں ہے مؤمن اور مسلم میں نہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ قرأت اور کتابت میں تباین ہے مگر قاری (بالقوۃ) اور کاتب (بالقوۃ) میں تباین نہیں بلکہ تساوی ہے۔

اور بعض احادیث سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ اسلام اور ایمان میں نسبت عموم و خصوص مطلق کی ہے۔

و هو ما رواه احمد والطبرانی عن رجل من الانصار انه ﷺ سئل ای الاعمال افضل فقال ﷺ ایمان بالله (هذا فی الصحیح) و قیل: ای الاسلام افضل فقال ﷺ: الایمان — (رواہ احمد والطبرانی من حدیث عمرو بن عبسۃ)

کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اعم ہے اور ایمان اخص۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اسلام کے لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی فرمانبرداری (خواہ بالقلب ہو یا باللسان یا بالجوارح) جو ایمان سے اعم ہیں، کیونکہ ایمان صرف اس فرمانبرداری کا نام ہے جو تصدیق بالقلب کی صورت میں ہو۔ پس لغوی معنی کے اعتبار سے اسلام اعم ہے اور ایمان اخص۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے، اور تقدیر عبارت یہ ہے کہ "ایّ لوازم الاسلام افضل" یا "ایّ اعمال الاسلام افضل"؟ اس صورت میں یہاں "اسلام" سے مراد پورا دین اسلام ہے، کیونکہ "الاسلام" پورے دین کا علم بھی ہے۔ یا مراد اسلام لغوی ہے۔

المسئلة الثانية

العمل جزء من الایمان ام لا؟

اس مسئلہ میں مسلم فرقوں کا شدید اختلاف ہے جس کی وجہ سے یہ مسئلہ معرکۃ الآراء بن گیا ہے، اس میں مشہور مذاہب چھ ہیں:-

۱- جہمیہ[1] کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف علم ہے بمعنی دانستن، یعنی نسبت تامہ خبریہ کا یقین۔ مثلاً یہ یقین کرنا کہ اللہ ایک ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کے نزدیک نسبت تامہ خبریہ کا جاننا ہی ایمان ہے، ماننا یا زبان سے اقرار کرنا یا جوارح سے عمل کرنا جزء ایمان نہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ تصدیق منطقی کو ایمان کہتے ہیں اور ہمارے نزدیک تصدیق لغوی ایمان ہے، یعنی نسبت تامہ خبریہ کو یقین سے جان کر اس کو ماننا، اور یہی تصدیق شرعی ہے۔

۲- کرامیہ[2] کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف اقرار باللسان ہے۔ ان کے اس مذہب میں کچھ تفصیل ہے جو آگے بیان ہوگی۔

---

[1] نسبه الی جهم بن صفوان و هو اول من اخترع هذا المذهب الباطل — (مقدمہ فتح الملہم ص ...)

[2] اصحاب ابی عبد الله بن کرام و هم قائلون بالتجسیم لله سبحانه و تعالی و یثبتون له تعالی جهة الفوق دون غیره من الجهات، و یقولون انه تعالی فوق العرش — (کذا فی الملل والنحل بهامش الفصل جلد ۱ صفحه ۱۴۴)

۳- مرجیہ[❶] کا مذہب یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی ہے اور وہی مطلقاً منجی من دخول النار ہے، اعمال کا کوئی دخل نجات و عدم نجات یا ثواب و عقاب میں نہیں۔ پس جس طرح کفر کے ساتھ کوئی علامت مفید نہیں اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی معصیت مضر نہیں۔

۴- چوتھا مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے جو مرجیہ کے بالکل ضد ہے ان کے نزدیک ایمان تین امور سے مرکب ہے، تصدیق بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان۔ چنانچہ مرتکب کبیرہ ان کے نزدیک خارج من الایمان ہے، پھر وہ کفر میں داخل ہو گیا یا نہیں؟ خوارج کے نزدیک کفر میں داخل ہو گیا، معتزلہ کے نزدیک ایمان سے تو نکل گیا کفر میں داخل نہیں ہوا، پس یہ کفر و ایمان کے درمیان ایک درجہ کے قائل ہیں جس کا نام انہوں نے "فسق" رکھا ہے، ان کے نزدیک انسانوں کی تین قسمیں ہیں:

۱- مؤمن۔　　۲- فاسق۔　　۳- کافر۔

معتزلہ اور خوارج اس پر متفق ہیں کہ مرتکب کبیرہ خارج من الاسلام اور مخلد فی النار ہے۔

۵- جمہور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ:

الایمان هو التصدیق بالجنان و الاقرار باللسان و العمل بالارکان -

یہ مذہب بظاہر معتزلہ اور خوارج کے موافق معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، دونوں مذہب صرف لفظوں میں متفق ہیں معنی مراد میں نہیں، آگے تفصیل سے واضح ہو جائے گا۔

۶- جمہور متکلمین اور حنفیہ کے نزدیک ایمان کی حقیقت وہی ہے جو مسئلہ اولیٰ میں تفصیل سے معلوم ہو چکی ہے، یعنی:

"هو التصدیق بما علم مجیٔ النبی ﷺ به ضرورة تفصیلا فیما عُلِمَ تفصیلا و اجمالا فیما عُلِمَ اجمالاً"-

اس تعریف کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا مذہب نعوذ باللہ مرجیہ کے مطابق ہے، لیکن حقیقۃً ہمارا مذہب مرجیہ سے بہت مختلف ہے، اس لئے کہ ہم اقرار باللسان کو اگرچہ جزء ایمان نہیں کہتے لیکن فی الجملہ شرط ایمان کہتے ہیں، جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ مرجیہ عمل بالجوارح کو بالکل بیکار اور لغو قرار دیتے ہیں جبکہ ہمارے نزدیک عمل اگرچہ جزء ایمان نہیں لیکن عمل پر نجات کلی کا مدار ہے، چنانچہ مرتکب کبیرہ ہمارے نزدیک مستحق عذاب ہے اور نیکوکار مؤمن مستحق ثواب ہے۔

محدثین اور متکلمین کے درمیان جو اختلاف بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ محض تعبیر کا فرق (نزاع لفظی) ہے جو مصلحت پر مبنی ہے حقیقت میں دونوں کا مذہب ایک ہے، تفصیل آگے آئے گی۔

الــرد علــی الجهــمیــــه

جہمیہ کی دلیل یہ ہے کہ علم سے مراد تصدیق منطقی ہے جو عبارت ہے دو تصوروں کے درمیان نسبت تامہ خبریہ کی معرفت سے۔ مثلاً اللہ واحد، محمدٌ رسول اللہ ان دونوں جملوں میں مبتداء اور خبر کے درمیان جو نسبت تامہ خبریہ ہے اسکی معرفت تصدیق ہے، اور ایمان کی حقیقت تمام اہل لغت نے تصدیق ہی کو قرار دیا ہے۔ حتی کہ جمہور متکلمین بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ ایمان معرفت کا نام ہے۔

جواب یہ ہے کہ تصدیق لغوی اور تصدیق منطقی میں فرق ہے۔ تصدیق منطقی تو دو تصوروں کے درمیان نسبت تامہ خبریہ کا علم ہے

---

❶ دراصل یہ مذہب "مزدک" نے چلایا تھا جو اسلام سے کچھ پہلے ایران میں تھا موجودہ زمانہ کے کمیونسٹ کو بھی "مزدکی" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی اباحت مطلقہ کے قائل ہیں۔

بمعنی "دانستن و جاننا"۔ اس میں صرف علم ہوتا ہے انقیاد قلبی (ماننا) نہیں ہوتا، اور تصدیق لغوی اس سے اخص ہے جس کی حقیقت اس نسبت کو جان کر مان لینا ہے، یعنی تصدیق لغوی میں جان لینا کافی نہیں بلکہ ماننا بھی ضروری ہے جو انقیاد قلبی ہے (بمعنی گرویدن)، اور تصدیق لغوی بعینہٖ تصدیق شرعی ہے، مثلاً ابو طالب اور قیصر روم دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کا علم حاصل تھا، یعنی وہ آپ کی حقانیت کو جانتے تھے لیکن مانتے نہیں تھے، چنانچہ ان کو تصدیق منطقی تو حاصل تھی تصدیق لغوی اور شرعی حاصل نہ تھی، اس لئے ان کے کفر پر اجماع ہے۔

ہمارے دلائل

۱- انسان ایمان کا مکلف ہے اور تکلیف امور اختیاریہ کی ہوتی ہے، اگر ایمان کی حقیقت محض علم ہو مانا جائے تو لازم آئے گا کہ انسان امر اضطراری کا مکلف ہو، اس لئے کہ علم بسا اوقات اضطراری طور پر بھی حاصل ہو جاتا ہے، جیسے مشاہدہ وغیرہ سے معلوم ہوا کہ ایمان صرف جانے کا نام نہیں بلکہ ماننے کا نام ہے۔ اور ماننا فعل اختیاری ہے، اضطراری نہیں۔

۲- جہمیہ کے مذہب پر لازم آئے گا کہ ہرقل قیصر روم اور ابو طالب کو مؤمن قرار دیا جائے، کیونکہ ان دونوں کو آنحضرت ﷺ کی حقانیت کا یقین تھا، بخاری شریف کی حدیث سے ہرقل کا اظہار یقین اور ابو طالب کے اس قول سے کہ:

علمت ان دین محمد (ﷺ) خیرٌ من الادیان فی البریۃ -

اظہار یقین معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ احادیث صریحہ سے ان کا کافر ہونا ثابت ہے۔

۳- قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت کا علم تھا، سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا:

لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنزَلَ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ بَصَآئِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَٰفِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ❶ ﴿۱۰۲﴾

مگر اس کے باوجود وہ بنص قرآنی کافر ہے، اور جہمیہ کے مذہب پر اس کا مؤمن ہونا لازم آتا ہے۔

۴- عہد رسالت کے اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو مشرف باسلام نہیں ہوئے، ان کے بارے میں قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حقانیت اور رسالت سے واقف تھے، اس کے باوجود قرآن حکیم میں جابجا انہیں کافر قرار دیا گیا۔ مثلاً ارشاد ہے:

ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ ٱلْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴۶﴾
(سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۶)

نیز ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا۟ كَفَرُوا۟ بِهِۦ ۚ فَلَعْنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿۸۹﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۸۹)

نیز سورۃ انعام میں ارشاد ہے:

ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمُ ۘ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ (سورۃ الانعام آیت ۲۰)

اور جہمیہ کے مذہب پر ان اہل کتاب کو مؤمن ماننا پڑے گا، وھو باطل لقولہ تعالیٰ:

---

❶ من باب نصر، ثبر — ثبوراً، ای هلك و اهلك، كذا فی المنجد و یؤیده ما فی معارف القرآن جلد ۵۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا (سورۂ نمل آیت ۱۴)

۵- پیچھے اہل لغت کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہیں جو لغۃً جان کر مان لینے کا نام ہے، اگر اس کا مصداق تصدیقِ منطقی کو قرار دیا جائے تو اس کو معنیٰ لغوی سے تصدیقِ منطقی کی طرف منقول ماننا پڑے گا، جس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن منطقی اصطلاحات میں نازل نہیں ہوا بلغت اہل عرب میں نازل ہوا ہے۔ جب تک معنیٰ لغوی سے منقول ہونے کی دلیل نہ ہو اسے لغوی ہی معنیٰ پر محمول کیا جائے گا۔

الرد علی الکرامیــــة

پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان کا مذہب مطلقاً یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے، مگر علامہ شہرستانی نے "الملل والنحل" میں صراحت کی ہے کہ ان کا یہ مذہب علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ یہ تفصیل ہے کہ جس نے اقرار باللسان کیا اور تصدیقِ قلبی نہیں کی وہ دنیا میں تو حقیقۃً مؤمن ہے، چنانچہ اس پر مؤمن کے سب احکام جاری ہوں گے لیکن آخرت میں وہ مخلد فی النار ہے۔

اس پر اشکال ہوتا ہے کہ اس تفصیل کی بناء پر تو کرامیہ اور اہل سنت کا مذہب ایک ہو گیا، اس لئے کہ اہل سنت والجماعت بھی یہی کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ شخص مخلد فی النار ہے لیکن دنیا میں اس پر احکام مسلمین جاری ہوں گے۔

جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں بہت فرق ہے، وہ یہ کہ کرامیہ ایسے شخص کو دنیا میں حقیقۃً مؤمن قرار دیتے ہیں اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ دنیا میں بھی کافر ہے آخرت میں بھی، مگر چونکہ دنیا میں اس کے دل کا حال معلوم نہیں اس لئے مجبوراً اس پر احکام دنیویہ مسلم کے جاری کرتے ہیں۔ ثمرۂ اختلاف یہ نکلے گا کہ ایسا شخص اگر کسی مسلمان رشتہ دار کی میراث حاصل کرے یا مسلمان عورت سے نکاح کرے پھر اعتراف کرے کہ مورث کے انتقال یا میرے نکاح کے وقت میرے دل میں تصدیق نہیں تھی، بعد میں تصدیق پیدا ہوئی، تو کرامیہ کے مذہب پر اس کو میراث کا مال اپنے پاس رکھنا جائز ہوگا اور تجدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ شخص تصدیق قلبی سے پہلے بھی حقیقۃً مؤمن تھا۔ اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کو میراث لینا جائز نہ ہوگا اور تجدید نکاح ضروری ہوگی، کیونکہ مورث کی موت اور اپنے نکاح کے وقت یہ حقیقۃً مؤمن نہیں تھا۔ ان کا استدلال کن دلائل سے ہے، صراحۃً معلوم نہیں ہو سکا، لیکن یہ مذہب بالکل باطل ہے۔ اس مذہب کے ابطال پر چند دلائل یہ ہیں:

۱- اس مذہب پر لازم آئے گا کہ تمام منافقین کو دنیا میں حقیقۃً مؤمن کہا جائے، حالانکہ قرآن حکیم میں ان کے کفر کی صراحت سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ (سورۂ بقرہ آیت ۸)

سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ (سورۂ مائدہ آیت ۴۱)

سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:-

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (سورۂ توبہ آیت ۸۴)

چنانچہ حضرت حذیفہؓ کو چونکہ منافقین متعین طور پر معلوم تھے اس لئے وہاں پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ حضرت حذیفہؓ کسی (مشکوک) شخص کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہوں تو خود بھی شریک نہ ہوتے تھے۔

(ذکرہ شیخ الاسلام العثمانی عن الغزالی فی فتح الملہم جلد۱ صفحہ ۱۵۷)

۲- اس مذہب کے بطلان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن حکیم میں صراحت ہے کہ محل ایمان قلب ہے، ارشاد ہے:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ (سورۂ مجادلہ آیت ۲۲)

سورۂ حجرات میں ارشاد ہے:

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ (سورۂ حجرات، آیت ۱۴)

و نظائرہ کثیرۃ فی الآیات و الاحادیث۔ اور کرامیہ کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ محل ایمان لسان بھی ہو۔

۳- تیسری دلیل یہ ہے کہ ایمان لغۃ تصدیق بالقلب کو کہتے ہیں۔ اگر ایمان کی حقیقت اقرار باللسان کو قرار دیا جائے تو ایمان کا معنی لغوی سے اقرار باللسان کی طرف منقول ہونا لازم آئے گا جس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ واللہ اعلم

دلائل المرجیۃ والرد علیہم

مرجیہ کا استدلال مندرجہ ذیل اور ان کی ہم معنی آیات سے ہے۔

۱- فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا[1][2] (سورۂ جن آیت ۱۳)

۲- وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ (سورۃ الحدید آیت ۱۹)

۳- لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۶﴾ (سورۃ اللیل آیت ۱۶،۱۵)

۴- كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ﴿۸﴾ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا (سورۂ ملک آیت ۹،۸)

اس چوتھی آیت میں وجہ استدلال یہ ہے کہ "کلما القی فیھا فوج" عام ہے، معلوم ہوا کہ جہنم میں جو بھی داخل ہوگا وہ مکذب ہوگا، غیر مکذب جہنم میں داخل نہ ہوگا۔

جواب ان دلائل کا یہ ہے کہ پہلی دونوں آیتوں میں ایمان سے مراد ایمان مع العمل ہے، یعنی ایمان کامل، اور تیسری آیت میں "یصلی" سے مراد محض دخول نار نہیں بلکہ خلود فی النار ہے، اور "صلی" کے لغوی معنی اس تاویل کے مؤید ہیں۔ کیونکہ صلی اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی گڑھے اس میں آگ دہکائی جائے اور اس کے بیچوں بیچ کسی بکری وغیرہ کو بھوننے کے لئے رکھ دیا جائے تو اس اشدیت کے ساتھ آگ میں جلانا اسی وقت ہوتا ہے جبکہ اس سے جانور کو زندہ نکالنا مقصود نہ ہو۔ اور چوتھی آیت میں "فوج" سے مراد "فوج من الکفار" ہے جس کا واضح قرینہ اسی آیت میں ان کا اقرار "فکذبنا" ہے۔

---

[1] حق (اجر) میں کمی۔

[2] رھقا: زبردستی ذلت ورسوائی۔ (معارف القرآن جلد ۸، سورۃ الجن ۱۲)

مذکورہ بالا تاویلات کی دلیل وہ آیات واحادیث کثیرہ ہیں جو عصاۃ (نافرمانوں) کے عذاب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً

قولہ تعالیٰ:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (سورۃ النساء آیت ۹)

وقولہ تعالیٰ:۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (سورۃ التوبہ آیت ۳۴)

وقولہ تعالیٰ:۔

أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ (سورۃ الشوریٰ آیت ۴۵)

وقولہ تعالیٰ:۔

وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ (سورۃ النمل آیت ۹۰)

ونحو ذلك كثير من الآيات۔

اگر کہا جائے کہ جس طرح آپ نے ہماری پیش کردہ عمومات میں تاویل کی کہ ان کو تخصیص پر محمول کر دیا، اسی طرح ہم بھی آپ کی پیش کردہ عمومات کو تخصیص پر محمول کر کے یوں کہہ سکتے کہ ان الذین یأکلون اموال الیتمٰی سے مراد کفار ہیں اور ظالمین سے مراد بھی کفار ہیں اور سیئۃ سے مراد کفر ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ عمومات تمہاری پیش کردہ عمومات سے معارض ہیں، رفع تعارض کے لئے کسی ایک جانب لا محالہ تخصیص کرنی پڑے گی، اور تمہاری پیش کردہ عمومات میں تخصیص ناگزیر ہے، اس لئے کہ دوسری متعدد آیات اور احادیث جو عاصین کے عذاب کی وعید میں نازل ہوئی ہیں، ایسی صریح ہیں کہ ان میں تخصیص ممکن نہیں۔ تو اگر تمہاری پیش کردہ عمومات میں تخصیص نہ کی گئی تو ان صریح نصوص کا ابطال بالکلیہ لازم آئے گا، اور وہی نصوص اس مسئلہ میں ہماری حجت ہیں۔ جن میں سے کچھ یہاں درج کی جاتی ہیں:۔

۱۔ وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿۲﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ (سورۃ العصر)

معلوم ہوا کہ خسران سے بچنا عمل کے بغیر ممکن نہیں۔

۲۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ (سورۃ النساء آیت ۱۱۶)

تعلیق بالمشیۃ دلیل انقسام ہے کہ کفر سے کم درجے کے جو گناہ ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اور کچھ وہ ہیں جن کو معاف نہیں کرے گا۔

۳- وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ (سورۃ النساء آیت ۱۷)

"اَلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ" سے مراد عصاۃ مؤمنین ہیں، کیونکہ ان پر کفار کا عطف کیا گیا ہے، پس معلوم ہوا کہ بعض جو عصاۃ مؤمنین عین موت (نزع روح) کے وقت توبہ کریں گے ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی یعنی ان کو عذاب ہوگا۔[1]

۴- اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة من ايمان

ظاہر ہے کہ خروج موقوف ہے دخول پر، معلوم ہوا کہ بعض مؤمنین بھی جہنم میں جائیں گے جن کو بعد میں نکال لیا جائے گا۔

۵- مرجیہ کے رد پر ایک قطعی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث، اوامر و نواہی سے مملو ہیں، اگر طاعت مفید اور معصیت مضر نہ ہوتی تو یہ اوامر و نواہی عبث ہو کر رہ جاتے، اور ظاہر ہے کہ عبث کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف باطل ہے۔

ادلة المعتزلة والخوارج والرد عليهم

معتزلہ اور خوارج اعمال کے جزءِ ایمان ہونے اور مرتکب کبیرہ کے مخلد فی النار ہونے پر مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۱- قولہ تعالیٰ:-

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ (سورۃ النساء آیت ۸۲)

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں مغفرت کو اشیاءِ اربعہ پر موقوف کیا گیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت سے مراد یہاں مغفرت کاملہ ہے جو منجی من دخول النار ہے، اور نجات من دخول النار ہمارے نزدیک بھی امور اربعہ پر موقوف ہے یہاں مغفرت ناقصہ مراد نہیں ہے جو منجی من خلود النار ہے[2]۔

۲- قولہ تعالیٰ:-

وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴿٢﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾ (سورۃ العصر)

معلوم ہوا کہ عمل صالح کے بغیر انسان کیلئے خسران ہے۔

جواب یہ ہے کہ اس آیت سے آپ کا استدلال اس پر موقوف ہے کہ "خسران" سے مراد "خلود فی النار" لیا جائے جس کی کوئی دلیل آپ کے پاس نہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہاں خسران سے مراد دخول فی النار ہے نہ کہ خلود فی النار۔

---

[1] یہاں "الذين يموتون وهم كفار" کا عطف "الذين يعملون السيئات" پر ہونا ہے جو مغایرت کی دلیل ہے۔ ۱۲

[2] دوسرا جواب احقر کی رائے میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ جو شخص ان چاروں امور کے مجموعے سے متصف نہ ہوگا، میں اس کی مغفرت کرنے والا نہیں، یہ مضمون تو مفہوم مخالف سے نکلتا ہے جو قابل استدلال نہیں خصوصاً باب عقائد میں ۱۲۔ (رفیع)

۳- وہ تمام آیات قرآنیہ اور احادیث بھی معتزلہ اور خوارج اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں، جن میں مغفرت کیلئے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی قید لگائی گئی ہے۔

ان کا جواب یہ ہے کہ ان میں مغفرت کاملہ مراد ہے، نیز ان تینوں دلیلوں کا ایک الزامی جواب یہ ہے کہ ان میں عمل صالح کا عطف ایمان پر کیا گیا ہے جو مغایرت کی دلیل ہے، معلوم ہوا کہ ایمان اور عمل دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ لہٰذا یہ تو ہماری حجت ہے نہ کہ تمہاری۔

۴- قولـــہ تعالـــی:-

وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا (سورۃ نساء، آیت ۱۴)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں معصیت سے مراد کفر ہے۔

۵- قولـــہ تعالـــی:-

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا (سورۃ نساء، آیت ۹۳)

جواب یہ ہے کہ قتل مؤمن سے مراد ایسا قتل ہے جو بسبب اس کے ایمان کے کیا گیا ہو، یا قتل مؤمن کو حلال سمجھتے ہوئے کیا گیا ہو، اور ایسا قتل کافر ہی کر سکتا ہے لہٰذا یہ سزا کافر کی ہے نہ کہ فاسق کی۔

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ

۱- إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ (سورۃ النساء، آیت ۱۱۶)

معلوم ہوا کہ معصیت بدون الکفر سے بعض لوگوں کی مغفرت ہو جائے گی پس معلوم ہوا کہ تمام عصاۃ مؤمنین کو عذاب نہیں ہوگا۔

۲- **قولـــہ علیہ الصلاۃ والسلام: یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من ایمان۔**

یہ عصاۃ مؤمنین کے مخلد فی النار نہ ہونے کی صریح دلیل ہے۔

۳- وہ تمام آیات قرآنیہ اور احادیث بھی ہماری دلیل ہیں جن میں عمل صالح کا عطف ایمان پر کیا گیا ہے کیونکہ عطف دلیل مغایرت ہے پس معلوم ہوا کہ ایمان اور عمل، دونوں کی حقیقتیں جدا جدا ہیں۔

۴- حدیث جبرائیل میں جبرائیل امین کے سوال عن الایمان کے جواب میں ایمان کی تعریف آپ نے صرف تصدیق سے فرمائی، عمل بالارکان کا بالکل ذکر نہیں کیا اگر عمل جزء ایمان ہوتا تو اس تعریف کا ناقص ہونا لازم آتا ہے جو موجب التباس ہے حالانکہ جبرائیل امین تعلیم دین کیلئے آئے تھے نہ کہ تلبیس فی الدین کیلئے۔

۵- **روی عن رجل من الانصار انہ جاء بامۃ سوداء فقال یا رسول اللہ ان علی رقبۃ مومنۃ فان کنت تری ھذہ مؤمنۃ فاعتقھا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتشھدین ان لا الہ الا اللہ قالت: نعم قال اتشھدین انی رسول اللہ قالت: نعم قال: اتومنین بالبعث بعد الموت قالت: نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتقھا۔**

(رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح)

معلوم ہوا کہ ایمان بغیر عمل کے بھی متحقق ہو جاتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس باندی کے بارے میں یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ عمل صالح بھی کرتی ہے یا نہیں۔ اس تحقیق کے بغیر آپ نے اسے مؤمن قرار دے دیا۔

۶- اللہ تعالیٰ نے آیات کثیرہ میں مؤمنین کو مؤمنین کہہ کر خطاب فرمایا، اور اس کے بعد اوامر ونواہی کا مکلف بنایا، مثلاً

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ وَٱمْسَحُواْ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَٱطَّهَّرُواْ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ ٱلْغَآئِطِ أَوْ لَٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُواْ مَآءً فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُواْ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُۥ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦﴾ (سورۃ مائدہ آیت ۶)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ تُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِىَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَٰنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَٱغْفِرْ لَنَآ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ (سورۃ تحریم آیت ۸) ونظائرہ کثیرۃ

معلوم ہوا کہ عمل ایمان کے بعد کی چیز ہے ورنہ عمل سے پہلے ان کو "یا ایھا الذین امنوا" کہہ کر خطاب نہ کیا جاتا۔

۷- آیات اور احادیث کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محل ایمان قلب ہے۔

نحو قولہ تعالیٰ:-

أُوْلَٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ (سورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

و قولہ تعالیٰ:-

وَلَمَّا يَدْخُلِ ٱلْإِيمَٰنُ فِى قُلُوبِكُمْ (سورۃ حجرات آیت ۱۴)

و قولہ علیہ السلام : یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من ایمان، و نحو ذلک ـ

اور معتزلہ و خوارج کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ انسان کے جوارح بھی محل ایمان ہوں۔

۸- پیچھے ایمان کے لغوی معنی بیان کر چکے ہیں کہ تصدیق بالقلب کو کہتے ہیں، اگر اعمال کو جزء ایمان قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ لفظ اپنے معنی لغوی سے معنی آخر کی طرف منقول ہوا ہو جس کی کوئی دلیل نہیں۔

۹- کفر، تکذیب اور جحود کو کہتے ہیں جس کا محل، قلب ہے اور تکذیب کی ضد تصدیق ہے لہٰذا لازم آیا کہ تصدیق کا محل بھی قلب ہو، ورنہ تکذیب و تصدیق میں تضاد باقی نہیں رہے گا، کیونکہ تضاد کیلئے اتحاد محل شرط ہے۔

مذہب اہل السنۃ والجماعۃ

جمہور متکلمین اشاعرہ اور حنفیہ نے ایمان کی تعریف یہ کی ہے کہ:

ھو التصدیق بما علم مجئی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ ضرورۃً، تفصیلاً فیما علم تفصیلا و اجمالا فیما علم اجمالا ـ

یہ تعریف علامہ آلوسیؒ نے ذکر کی ہے خلاصہ کے طور پر یوں بھی تعریف کی جاتی ہے کہ "تصدیق ما ثبت من الدین ضرورۃ" ایمان ہے اور "تکذیب ما ثبت من الدین ضرورۃ" کفر ہے۔

علم ضروری دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے یا تو مشاہدہ اور براہ راست سماع سے یا تواتر سے اور تواتر کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امر حسی قال النووی: فی شرح مقدمۃ مسلم فالمتواتر ما نقلہ عدد لا یمکن مواطاتھم علی الکذب عن مثلھم ویستوی طرفاہ والوسط ویخبرون عن حسی لا مظنون و یحصل العلم بقولھم — (صفحہ ۲۲ ہند طبع)

کو ہر زمانہ میں اتنے لوگ اپنی زبان یا عمل سے روایت کرتے رہے ہوں کہ ان کا تواطو علی الکذب اور الخطاء محال قال الغزالی: فی کتابہ "التفرقہ بین الاسلام والزندقۃ" ما نصہ "التواتر ینکرہ الانسان ولا یمکنہ ان یجھلہ بقلبہ —

(ایمان وکفر قرآن کی روشنی میں صفحہ ۳۷)

ہو، ہمارے لیئے دین کی کسی بات کا علم ضروری حاصل ہونے کا طریقہ صرف تواتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست سماع یا آپ کے کسی فعل کا مشاہدہ ہمیں حاصل نہیں۔ پھر تواتر کی چار قسمیں ہیں:

۱- تواتر الاسناد ۲- تواتر العمل ۳- تواتر الطبقہ ۴- تواتر القدر المشترک۔

تواتر الاسناد

یہ ہے کہ وہ روایت سند کے ذریعہ ہو مثلاً یہ حدیث:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار

اس حدیث کو بقول حافظ عراقی رحمہ اللہ علیہ کے ستر سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے اور بعد کے زمانوں میں راویوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ (فتح الملہم جلد ا صفحہ ۴)

تواتر العمل

یہ ہے کہ ہر زمانہ میں عمل کرنے والوں کی تعداد اتنی رہی ہو اگرچہ اس کی سند محفوظ نہ ہو، مثلاً ارکان صلوٰۃ کی ترتیب اور تعداد رکعات۔

تواتر الطبقہ

یہ ہے کہ ہر زمانے کے تمام لوگ اس بات کو مانتے چلے آئے ہوں جیسے یہ کہ قرآن کریم کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرار دیا ہے۔ نیز تمام آیات قرآنیہ کا تواتر بھی اسی قبیل سے ہے۔

تواتر القدر المشترک

یہ ہے کہ کسی واقعہ کی تفصیل میں اگرچہ لوگوں کا اختلاف رہا ہو، لیکن اس واقعہ کے کسی خاص جزء پر اتنے لوگ ہر زمانہ میں متفق رہے ہوں کہ ان کا تواطو علی الکذب محال ہو، مثلاً حاتم طائی کے بارے میں کوئی کہے کہ اس نے سو (۱۰۰) اونٹ صدقہ کیئے، کوئی کہے کہ اتنے لاکھ دینار صدقہ کیئے، کوئی کہے کہ اتنی بکریاں صدقہ کیں، کوئی کہے کہ اتنے کپڑے دیئے، کوئی کہے کہ اتنی زمین دی، تو تعیین عطاء میں اگرچہ اختلاف ہے۔ لیکن اتنی قدر پر یہ سب خبریں متفق ہیں کہ حاتم طائی نے بہت مال دیا، جو اس کی سخاوت کی دلیل ہے۔ تواتر کی اسی چوتھی قسم کو "تواتر معنوی" بھی کہتے ہیں۔ تواتر کی ان چار قسموں میں سے ہر ایک سے علم ضروری حاصل ہو جاتا ہے، تو دین کی جو باتیں ان چار قسموں

جن سے کسی ایک سے ثابت ہو خواہ وہ فرض ہو یا سنت یا مستحب و مباح چنانچہ مسواک کی سنیت کا انکار کفر ہے، کیونکہ یہ تواتر سے ثابت ہے۔ (ارشاد القاری صفحہ ۵اور فتح الملہم جلد ا صفحہ ۱۴) اس کا منکر کافر ہے۔

اقل عدد فی التواتر

تواتر کیلئے قول راجح یہی ہے کہ کوئی خاص عدد مقرر نہیں بلکہ مدار اس پر ہے کہ ایسا عدد ہو کہ اس کا تواطو علی الکذب محال ہو، چنانچہ روایت کرنے والوں کے حالات کے اعتبار سے یہ عدد مختلف ہو سکتا ہے، مثلاً کوئی خبر عشرۂ مبشرہ روایت کریں اور ان سے تیس تابعین روایت کریں، تو اس سے علم ضروری حاصل ہو جائے گا، عشرۂ مبشرہ سے اگر دس تابعین روایت کریں تو علم ضروری حاصل نہ ہوگا۔ (قالہ الغزالی فی المستصفی) حاصل اس کا یہ ہے کہ کسی خاص عدد کی بناء پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ مستلزم علم ضروری ہے، بلکہ جب علم ضروری حاصل ہو جائے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عدد تواتر کا ہے۔

تعریف الایمان عند المحدثین

متکلمین کے نزدیک ایمان کی تعریف "مسئلہ اولی" میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے، جمہور محدثین و امام مالک و امام شافعی کے نزدیک ایمان کی تعریف یہ ہے:

ھو التصدیق بالجنان والاقرار باللسان والعمل بالارکان

تعریفوں کے اس اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ متکلمین اور محدثین کا یہ اختلاف حقیقی اختلاف ہے اور محدثین کے نزدیک نعوذ باللہ اعمال اسی طرح جزء ایمان ہیں جس طرح معتزلہ اور خوارج کے نزدیک، جس سے لازم آتا ہے کہ مرتکب کبیرہ ان کے نزدیک بھی دائرہ اسلام سے خارج اور مخلد فی النار ہو۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ ان کے نزدیک مخلد فی النار نہیں، اور اعمال کی جزئیت جو ان کی تعریف سے سمجھ میں آتی ہے وہ جزئیت حقیقیہ نہیں بلکہ "جزئیت تزئینیہ و تکمیلیہ" یعنی جزئیت عرفیہ یوں کہیے کہ متکلمین عمل کو جزء ایمان نہیں کہتے بلکہ ایمان کی فرع کہتے ہیں پس اعمال کی نسبت ایمان کی طرف نسبۃ الاجزاء الی الکل نہیں، بلکہ نسبۃ الفرع الی الاصل ہے یا ایسی نسبت ہے جیسی بدن کی نسبت روح کی طرف پس بدن بلا روح انسان نہیں اور روح بلا جسم بہت سے اعمال مطلوبہ سے قاصر ہے اسی طرح عمل بغیر ایمان کے غیر معتبر کالعدم ہے اور ایمان بغیر عمل کے کسی درجہ میں معتبر ہے۔ (اگرچہ نجات کلی کیلئے کافی نہیں)۔ (فتح الملہم جلد ا صفحہ ۲۲۳)

حقیقت میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ متکلمین اور محدثین کے درمیان یہ اختلاف محض تعبیر کا ہے اور حقیقت میں ان کے درمیان ماہیت ایمان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ محدثین کے نزدیک مرتکب کبیرہ مخلد فی النار نہیں، اور متکلمین کے نزدیک اعمال صالحہ بالکلیہ غیر موثر نہیں، دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اعمال سیئہ سبب عقاب ہیں اور اعمال صالحہ موجب ثواب، اور نفس تصدیق "منجی من الخلود فی النار" ہے، چنانچہ امام رازی، امام غزالی، ملا علی قاری اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ نے فریقین کے اس اختلاف کو نزاع لفظی قرار دیا ہے۔

اس پر اشکال ہوتا ہے کہ ایسے اکابر علماء محققین کے بارے میں یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ نزاع لفظی میں الجھے رہے، جب کہ نزاع لفظی کوئی معقول کام نہیں۔

جواب یہ ہے کہ در حقیقت تعبیر کا یہ اختلاف اپنے اپنے مخاطبین کے مختلف حالات سے پیدا ہوا کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور

حقد مین متکلمین کے پیش نظر معتزلہ اور خوارج کارد تھا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خوارج اور معتزلہ سے مناظروں کی بھی نوبت آئی، (کذافی فتح الملہم) جو اعمال کو ایمان کا جزء ماہیت قرار دیتے تھے، ان پر رو کرنے کے لئے سد ذرائع کے طور پر امام ابو حنیفہؒ وغیرہ کو ایسی تعبیر اختیار کرنی پڑی کہ جس میں معتزلہ اور خوارج کے مذہب کے ساتھ کسی قسم کا التباس پیدا نہ ہو۔ (چنانچہ جس طرح کی جزئیت کے مدعی معتزلہ اور خوارج تھے متکلمین نے اس کا انکار کیا)۔

اور محدثین مثلاً امام بخاریؒ وغیرہ کے پیش نظر مرجیہ کا فتنہ جو پھیلا ہوا تھا اس کا رد کرنا تھا۔ ان کو ایسی تعبیر اختیار کرنی پڑی جس میں مرجیہ کے ساتھ کسی قسم کا التباس پیدا نہ ہو (چنانچہ مرجیہ جس طرح کی بساطت ایمان کے مدعی تھے محدثین نے اس کا انکار کیا)۔

محدثین نے اعمال کی اہمیت کو مرجیہ کے مقابلے میں واضح کرنے کیلئے اعمال کو جزء ایمان کہا، مگر ان کی مراد یہ تھی کہ اعمال ایمان کیلئے ایسے جزء ہیں کہ ان کے بغیر پورا مقصود حاصل نہیں ہوتا، جیسے پتوں، پھول، پھل اور شاخ کے بغیر درخت کا مقصود پورا حاصل نہیں ہوتا، لیکن ان کے انتفاء سے درخت معدوم نہیں ہوتا، برخلاف اس کے کہ اگر جڑ ہی نہ رہے تو درخت معدوم ہو جاتا ہے پس محدثین کے نزدیک تصدیق بمنزلہ جڑ کے ہے اور اس کے انعدام سے ایمان بالکلیہ ختم ہو جاتا ہے اور اعمال صالحہ شاخوں کی طرح ہیں، کہ ان کے منعدم ہو جانے سے درخت بالکلیہ منعدم نہیں ہوتا۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ بلاشبہ سر اور ہاتھ پاؤں انسان کے اجزاء ہیں، لیکن ان کے کٹ جانے کے باوجود انسان موجود رہتا ہے، لیکن اگر سر کاٹ دیا جائے تو انسان بالکلیہ منعدم ہو جاتا ہے۔ (کذافی فتح الملہم جلد ا صفحہ ۱۵۶)

خلاصہ یہ ہے کہ محدثین و متکلمین کی تعریفوں میں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ اس طرح با آسانی رفع کیا جا سکتا ہے، کہ یوں کہا جائے کہ متکلمین نے ایمان کی مجرد ماہیت کی تعریف کی ہے، اور محدثین نے مجرد ماہیت کی نہیں، بلکہ ایمان اور اس کے مقتضیات و آثار و ثمرات کے مجموعے کی تعریف کی، دوسرے الفاظ میں متکلمین نے ایمان منجی من الخلود فی النار کی تعریف کی ہے، اور محدثین نے ایمان منجی من الدخول فی النار کی۔

المسئلة الثالثة

الایمان یزید و ینقص ام لا؟

قرآن وسنت سے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے۔ اقوال سلف میں بھی اسکی صراحت ہے اور علماء المحدثین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ امام مالکؒ کا ایک قول منقول ہے کہ "الایمان یزید ولا ینقص" اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن میں زیادتی ایمان کا تو جابجا ذکر ہے نقص ایمان کا کہیں ذکر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نقص کا ذکر نہ ہونا عدم النقص کو مستلزم نہیں۔ جو چیز زیادتی کو قبول کرے گی وہ لامحالہ نقص کو بھی قبول کرے گی، کیونکہ زیادت ونقص میں "تقابل عدم وملکہ" ہے۔ جیسے علم وجہل میں) قرآن حکیم میں زیادت ایمان کی صراحت آیات کثیرہ میں ہے۔ مثلاً

قولہ تعالیٰ:۔

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ (سورۃ الانفال آیت ۲)

و قولہ تعالیٰ:۔

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ (سورۃ الفتح آیت ۴)

و قولہ تعالیٰ:۔

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا
(سورۂ توبہ، آیت ۱۲۴)

چنانچہ جمہور محدثین کا استدلال انہی آیات سے ہے۔

امام ابوحنیفہؒ امام الحرمینؒ اور علماء متکلمین سے منقول ہے کہ "الایمان لا یزید ولا ینقص"۔

بظاہر یہ قول نصوص قرآنیہ اور اقوال سلف کے خلاف ہے، لیکن حقیقت یہ ہے یہ اختلاف بھی جزئیت اعمال کے اختلاف پر متفرع ہے۔ وہ اختلاف بھی تعبیر کا تھا جو مخاطبین کے حالات کے اختلاف پر مبنی تھا، یہ اختلاف بھی تعبیر ہی کا ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ نے اسے بھی نزاع لفظی قرار دیا ہے۔ کیونکہ اعمال کو اگر جزء ایمان قرار دیا جائے تو لامحالہ اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی ہوگی۔ اگر محض تصدیق قلبی کو ایمان قرار دیا جائے تو اعمال کی کمی بیشی سے حقیقت ایمان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی، اس لئے کہ تصدیق جو ایمان میں معتبر ہے اگر اس میں ذرا بھی کمی ہوگی تو یا وہ ظن کہا نے گا یا شک یا وہم اور یہ تینوں درجے کفر کے ہیں، ایمان کے نہیں۔ اس لئے ایمان بمعنی تصدیق میں کمی بیشی ممکن نہیں۔

چنانچہ ہر دو فریق کے اقوال کے درمیان اس طرح تطبیق کی جائے گی کہ جو حضرات زیادت ونقصان کے قائل ہیں وہ نفس تصدیق میں

کی بیشی کے قائل نہیں بلکہ تصدیق پر مرتب ہونے والے مقتضیات، آثار و ثمرات میں کمی بیشی کے قائل ہیں۔ اور جو حضرات زیادت و نقصان کی نفی کرتے ہیں وہ ایمان پر مرتب ہونے والے مقتضیات اور آثار و ثمرات کی زیادت و نقصان کے منکر نہیں، بلکہ مجرد ماہیت ایمان میں زیادت و نقصان کے منکر ہیں۔

حنفیہ و متکلمین کی طرف سے ان آیات کی توجیہ جن سے زیادت و نقصان ثابت ہوتا ہے مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے:۔

۱- پہلی توجیہ یہ ہے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں: ایک ایمان منجی، دوسرا ایمان منعلی۔ ایمان منجی وہ ہے جو خلود فی النار سے مانع ہے، دخول فی النار سے مانع نہیں، یہ درجہ مجرد تصدیق کا ہے جو ماہیت ایمان ہے۔ اور ایمان منعلی وہ ہے جو دخول فی النار سے بھی مانع ہے اور رفع درجات کا موجب ہے، یعنی "ایمان مع العمل الصالح"۔ پس قسم اول میں کمی بیشی ممکن نہیں، اور قسم ثانی میں اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں بھی کمی بیشی ہوگی تو آیات قرآنیہ میں جہاں زیادتی و نقصان ثابت ہوتی ہے اس سے مراد قسم ثانی ہے نہ کہ قسم اول۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ انسان کی ماہیت ہے حیوان ناطق جو ایک صحیح اور تندرست انسان پر بھی صادق آتی ہے اور ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے انسان پر بھی۔ اعضاء کی کمی بیشی سے اس حقیقت میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی، لیکن اگر اجزاء عرفیہ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بلاشبہ اعضاء کی کمی بیشی سے انسان میں کمی بیشی ہوتی ہے، جس کے دو ہاتھ ہیں وہ یقیناً اس شخص کے مقابلے میں زائد ہے جس کا صرف ایک ہاتھ ہے، لیکن یہ کمی بیشی حقیقت انسانیہ کی کمی بیشی نہیں بلکہ اس حقیقت پر متفرع ہونے والی اشیاء کی کمی بیشی ہے۔

۲- دوسری توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ ایمان کی کمی بیشی سے مراد اس کے انوار و برکات کی کمی بیشی ہے جو اعمال ہی کی کمی بیشی سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز اور تمام فرائض و واجبات کا پابند ہے اور دوسرا ان سے بالکل محروم ہے۔ حقیقت ایمانیہ تو ان دونوں میں مساوی طور پر موجود ہے لیکن اس حقیقت پر مرتب ہونے والے انوار و برکات دونوں میں بہت متفاوت ہیں۔ جو فرائض و واجبات کا پابند ہے اس کو طمانیت قلب اور انشراح صدر حاصل ہے اور دوسرے میں یہ چیزیں مفقود ہیں۔

۳- تیسری توجیہ جو حضرت شاہ ولی اللہ سے منقول ہے، یہ ہے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں: ایک ایمان مجمل اور ایک ایمان مفصل۔ ایمان مجمل تو مثلاً یہ ہے کہ اتنی بات پر اصولی طور پر ایمان لائیں کہ رسول ﷺ کی لائی ہوئی تمام تعلیمات برحق ہیں۔ اور ایمان مفصل یہ ہے کہ جو جو تعلیم رسول اللہ ﷺ کی ہمارے علم میں آتی جائے ہم اس پر الگ الگ ایمان لاتے جائیں۔ تو آیات قرآنیہ میں جہاں کہیں زیادتی ایمان مذکور ہے اس سے مراد ایمان تفصیلی کی زیادتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کے علم میں رسول اللہ کی لائی ہوئی صرف سو تعلیمات ہیں، وہ ان پر ایمان لاتا ہے۔ دوسرے شخص کے علم میں دو سو تعلیمات ہیں وہ ان پر ایمان لاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پہلے شخص کا ایمان کم ہے اور دوسرے کا ایمان زیادہ ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ماہیت ایمان کی کمی بیشی نہیں بلکہ مؤمن بہ کی کمی بیشی ہے۔

اور یہ توجیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ تو زیادت و نقصان کے منکر ہیں، حالانکہ قرآن حکیم میں ہے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۴﴾ (سورۃ توبہ، آیت ۱۲۴)

آپ نے جواب دیا:

"آمنوا بالاجمال ثم بالتفصیل"

یعنی صحابہ کرام پہلے قرآن کریم کی تمام آیات پر اجمالاً ایمان لائے پھر جو جو آیت نازل ہوتی گئی اور ان کے علم میں آتی گئی اس پر الگ بھی ایمان لے آئے۔ اس توجیہ کا حاصل یہ ہے کہ ایمان میں زیادت و نقصان مؤمن بہ کے اعتبار سے ہے، ماہیت ایمان کے اعتبار سے نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

المسئلــــة الرابعـــة

ملحدین کی تکفیر

کسی شخص کو مسلم یا کافر قرار دینے کا مدار ایمان کی اس ماہیت پر ہے جو ہم مسئلہ اولیٰ کی تفصیل میں بیان کر چکے، اور مسئلہ ثانیہ میں بھی جو بحثیں آئی ہیں ان سے حقیقتِ ایمان کی اور زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے۔ ایمان کی جو تعریف ہم نے مسئلہ اولیٰ میں بیان کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "الایمان ھو التصدیق بما علم من الدین ضرورۃ" یعنی دین کی جن باتوں کا علم ضروری حاصل ہو جائے (جن کو "ضروریاتِ دین" بھی کہا جاتا ہے۔) ان سب کو حق جاننا اور ماننا ایمان ہے۔ اور ان باتوں میں کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے [1]۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ مؤمن ہونے کے لئے ایجابِ کلی ضروری ہے اور کافر ہونے کے سلبِ جزئی کافی ہے، سلبِ کلی ضروری نہیں۔ یہ ایک اہم قاعدہ ہے جسے یاد رکھنا چاہئے۔

اہلِ قبلہ کی تکفیر

جب مذکورہ بالا قاعدہ کی بناء پر ملحدین میں سے کسی کی تکفیر کی جاتی ہے تو وہ اعتراض کرتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں اور ہم اہل قبلہ ہیں، یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، لہذا ہماری تکفیر جائز نہیں۔ اور دلیل میں "شرح مقاصد" کی اس عبارت کو پیش کرتے ہیں جو "المنتقی" سے منقول [2] ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ:

"لا نکفر احدًا من اھل القبلة"

اس کے دو جواب ہیں:

۱- ایک یہ کہ امام ابو حنیفہ کا یہ قول اس اطلاق کے ساتھ ہرگز ثابت نہیں، شرح مقاصد میں "منتقی" کی عبارت پوری نقل نہیں کی گئی۔ پوری عبارت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا:

"لا نکفر احدًا من اھل القبلة بذنب"

اور "ذنب" سے مراد غیر کفر ہے، "کما ھو العرف فی الشریعة" جس کا حاصل یہ ہے کہ ارتکاب کبیرہ کے باعث کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی خلافا للخوارج۔ "بذنب" کی قید کے ساتھ یہی جملہ حضرت امام شافعیؒ اور سفیان بن عیینہ سے بھی منقول ہے، نیز علامہ قونوی نے "شرح عقیدہ طحاویہ" میں، امام طحاوی نے "المختصر فی تفسیر الفرقان" میں، امام غزالی نے "الاقتصاد" میں اور ابن امیر الحاج نے "شرح التحریر" میں "بذنب" کی قید صراحۃً ذکر کی ہے اور "شرح التحریر" امام ابو حنیفہ کا مذکورہ قول بھی اسی قید کے ساتھ "المنتقی" سے نقل کیا ہے۔ غرض یہ کہنا کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کے منکر ہو جائیں کسی امام کے قول سے ثابت نہیں، سب اس پر متفق ہیں کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا منکر کافر ہے اگرچہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو اور کتنا ہی عبادت گذار ہو، ہاں اہلِ قبلہ کی تکفیر محض ارتکابِ کبیرہ کی بناء پر نہیں کی جائے اور یہ وہی بات ہے جو "سنن

---

[1] الا ان یکون رجلا حدیث عھد بالاسلام و لا یعرف حدودہ فانه اذا انکر منھا شیئا جھلا به لم یکفر و کان سبیله سبیل اولئک القوم (ای المانعین للزکوۃ) فی عھد ابی بکرؓ فی بقاء اسم الدین۔

[2] اور تمام اہل سنت والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے۔ ۱۲ (ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں صفحہ ۵۲)

ابوداؤد" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلثٌ من اصل الایمان الکفُّ عمن قال لا الٰہ الا اللہ، ولا نکفرہ بذنب، ولا نخرجہ عن الاسلام بعملٍ۔

مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو کافر و مرتد قرار دے کر ان سے جہاد کرنے پر صحابۂ کرام کا اجماع اس کی واضح شہادت ہے۔۱۲
(ایمان اور کفر قرآن کی روشنی میں)۔

۲- دوسرا جواب یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کا لفظ علم کلام کی اصطلاح ہے، اس کے محض لغوی معنی مراد نہیں، بلکہ یہ معنی ہیں کہ جو شخص کسی ایک امر دینی کا منکر ہو، اگرچہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہو اور بہت عبادت گذار بھی ہو، اس کو اہلِ قبلہ نہیں کہا جائے گا۔ "شرح المقاصد"، "ردالمحتار"، "البحر الرائق"، "الاحکام للآمدی"، "الکشف للبزدوی"، "نبراس (صفحہ ۵۷۳) شرح العقائد النسفیہ" اور "شرح فقہ اکبر" "لعلی القاری" (صفحہ ۱۸۹)..... غرض علم کلام، فقہ اور اصولِ فقہ کی مستند ترین کتب میں اہلِ قبلہ کے یہ اصطلاحی معنی صراحۃً بیان کئے گئے ہیں، اور یہ اصطلاح دراصل ایک حدیث مرفوع سے ماخوذ ہے جسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شہد ان لا الٰہ الا اللہ و صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا و آکل ذبیحتنا فھو المسلم لہ ما للمسلم و علیہ ما علی المسلم۔ ❶

اس حدیث میں چار ضروریاتِ دین کا ذکر کیا گیا ہے، مگر مقصود ان چار میں منحصر نہیں، بلکہ یہ ہے کہ جو تمام ضروریاتِ دین کو مانتا ہو وہ مسلمان ہے، اور ان چار کو مثال کے طور پر ذکر کیا گیا کہ یہ عامۃ المسلمین میں بھی غایت درجہ کی شہرت رکھتے ہیں۔ نیز علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث اور اس کی ہم معنی دوسری حدیثیں اطاعتِ امیر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، کہ امیر خواہ کتنا ہی بدکار ہو جب تک وہ ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرے اسے کافر قرار نہ دو اور اس کے خلاف بغاوت نہ کرو۔ چنانچہ ان احادیث کے آخر میں یہ استثناء بھی مذکور ہے کہ:-

"الا ان تروا کفرًا بواحاً فیہ عندکم من اللہ برھان"

معلوم ہوا کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہو، نماز پڑھتا ہو، استقبالِ قبلہ کرتا ہو، اور مسلم کے ذبیحہ کو حلال کہتا ہو مگر اس سے کوئی ایسا فعل یا قول سرزد ہو گیا جو کفر صریح پر دلالت کرتا ہو بنصِ حدیث اس کو مسلمان نہیں کہا جائے گا۔

کافر کی سات قسمیں ہیں

۱- کافر اگر ایمان ظاہر کرے تو وہ منافق ہے۔
۲- اسلام کے بعد کافر ہو جائے تو وہ مرتد ہے۔
۳- تعددِ آلہہ کا قائل ہو تو وہ مشرک ہے۔
۴- کسی منسوخ دین سماوی کا قائل ہو تو وہ کتابی ہے۔ **کالیھود والنصاریٰ۔**
۵- جو زمانے کو حوادث کا موجد مانتا ہو اور اس کے قدم کا قائل ہو وہ دہری ہے۔

---

❶ نیز علامہ نووی نے شرح مسلم میں (صفحہ ۳۹ جلد ۱) پر خطابی سے یہ حدیث بھی نقل فرمائی ہے: **و فی روایۃ انس: امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و ان یستقبلوا قبلتنا و ان یأکلوا ذبیحتنا و ان یصلوا صلوٰتنا فاذا فعلوا ذلک** الخ- اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت جو صحیح مسلم میں ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ **و یؤمنوا بی و بما جئت بہ۔** (صحیح مسلم ص ۳۷ جلد اول ج مسلم)

۶- جو وجودِ صانع کا منکر ہو وہ معطّل ہے، اسے مادی بھی کہتے ہیں۔

۷- جو کافر اپنے کفریہ عقائد کو بصورتِ اسلام پیش کرتا ہو وہ زندیق ہے۔ ❶

"زندیق" معرب ہے "زندیک" کا جو کہ فارسی لفظ ہے اور زندیک منسوب ہے "زند" کی طرف اور "زند" ایک کتاب کا نام ہے جو مزدک نے شاہ فارس "قباد" کے زمانے میں لکھی تھی اور دعویٰ کیا تھا کہ یہ کتاب زرتشت کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ زرتشت کو مجوسی نبی مانتے تھے، چونکہ مزدک نے اپنے باطل نظریات کو اپنی کتاب "زند" میں زرتشت کی طرف منسوب کیا تھا، اس مناسبت سے ہر ایسے شخص کو زندیق کہا جانے لگا جو اپنے کفریہ عقائد کو بصورتِ اسلام پیش کرے یعنی اسلام کی طرف منسوب کرے۔

مؤوِل کی تکفیر

اہلِ علم میں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ "المؤول لا یکفر" یعنی جو شخص کسی نص قطعی مثلاً آیتِ قرآنیہ کے حق ہونے کا تو انکار نہیں کرتا لیکن اس کے معنی میں غلط تاویل کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے مگر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ لیکن یہ قاعدہ جس عموم اور اطلاق کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے وہ اتنا عام اور مطلق نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ کسی بھی ملحد اور زندیق کی تکفیر نہ ہو، اگرچہ وہ پورے قرآن کریم کے مطالب کو بالکل بدل ڈالے، نماز سے مراد ناچ لے لے، روزہ سے مراد کھانا پینا، زکوٰۃ سے مراد سود، رسول سے مراد اپنی ذات اور اللہ سے مراد آسمان یا مادہ...... اور پھر بھی وہ مؤمن رہے۔ اسی طرح مثلاً قادیانی آیت قرآنیہ "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" کو تو حق جانے مگر یہ تاویل کرے کہ "خاتم النبیین" سے مراد "افضل النبیین" ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تاویل مانع عن التکفیر نہیں، کیونکہ اس طرح تو ہر ملحد اور زندیق کوئی نہ کوئی تاویل کرتا ہی ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے صراحت کی ہے اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب "اکفار الملحدین" میں متقدمین و متاخرین کے کثیر التعداد اقتباسات و دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس قاعدے میں تفصیل ہے۔

اور وہ تفصیل یہ ہے کہ تکفیر کے مسئلہ کا اصل مدار ایمان و کفر کی اس ماہیت پر ہے جو ہم اوپر بتا کر آئے ہیں یعنی تصدیق ما علم من الدین ضرورۃ ایمان ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی منکر کافر ہے اور "المؤول لا یکفر" مذکورہ بالا قاعدے کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی مؤول کی تاویل کو دیکھا جائے گا کہ وہ ما ثبت من الدین ضرورۃ کے خلاف ہے یا نہیں۔ اگر خلاف ہو گی تو بلاشبہ اس مؤول کی تکفیر کی جائے گی۔ ❷

توضیح اس کی یہ ہے کہ مثلاً قرآنِ حکیم اپنی نظم کے اعتبار سے تو پورا کا پورا قطعی الثبوت ہے یعنی یہ علم درجۂ ضرورت تک پہنچا ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسے کلام اللہ قرار دیا تھا، مگر اس کے معانی بعض الفاظ و آیات کے تواتر سے ثابت ہیں اور بعض کے تواتر سے ثابت نہیں۔ پس اگر کوئی کسی آیت کو حق مانتے ہوئے اس کے ایسے معنی بیان کرے جو تواتر کے خلاف ہوں تو کافر ہو جائے گا۔ مثلاً "خاتم النبیین" قرآن میں جس طرح لفظاً متواتر ہے، معنیً بھی متواتر ہے۔ اب اگر کوئی اس کے معنی "افضل النبیین" بیان کرے تو یہ تواتر کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس مؤول کی تکفیر کا موجب ہوگا، اور اگر مؤول کے بیان کردہ معنی تواتر کے خلاف نہ ہوں اگرچہ فی نفسہ غلط ہوں تو

---

❶ زندیق کو ملحد بھی کہتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر امن یأتی آمنا یوم القیامۃ﴾ عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "سیکون فی ہذہ الامۃ مسخ الا و ذلک فی مکذبین بالقدر و الزندیقیۃ" اخرجہ الامام احمد فی مسندہ صفحہ ۱۰۸ جلد ۲ قال فی الخصائص سندہ صحیح۔

(ایمان اور کفر قرآن کی روشنی میں صفحہ ۳۰)

❷ اور ایسی ہی تاویل کو "تحریف"، "الحاد" اور زندقہ کہا جاتا ہے جو در حقیقت تکذیب ہے اور ایک قسم کا نفاق ہے۔

(ایمان اور کفر قرآن کی روشنی میں صفحہ ۳۱ تا ۳۲)

اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ وہ "ماثبت من الدین ضرورۃ" کا منکر نہیں ہاں ...اسے من مانی تاویل کا گناہ ہوگا۔

تکفیر میں کڑی احتیاط اور اس کی حدود

تکفیر کا فتویٰ دینا بڑی نازک ذمہ داری کا کام ہے۔ اس میں کڑی احتیاط لازم ہے کیونکہ اگر کوئی فاسق فاجر یا بدعتی نفس الامر میں کافر نہ ہو اور اس پر بے احتیاطی سے کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے تو یہ سخت گناہ ہے اور خود تکفیر کرنے والے پر اس کا وبال آتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم ہی کی کتاب الایمان میں اس سلسلے کی احادیث آپ پڑھیں گے۔

چنانچہ فقہاء کے ہاں یہ قاعدہ معروف ہے کہ کسی شخص کے کلام میں اگر کثیر احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایسے معنی کا بھی ہو جو کفر نہیں تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں بھی اس کی صراحت ہے، مثلاً کسی شخص نے کوئی جملہ بولا اس کے سو (۱۰۰) معنی ہو سکتے ہیں، ننانوے (۹۹) معنی ایسے ہیں کہ ان میں سے جس پر بھی اس جملہ کو محمول کیا جائے گا تو وہ "ماثبت من الدین ضرورۃ" کے منافی اور کفر ہوگا، لیکن ایک ایسے معنی کا احتمال بھی اس جملہ میں ہے جو "ماثبت من الدین ضرورۃ" کے خلاف نہیں تو قائل کی تکفیر جائز نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے وہی معنی جو کہ کفر نہیں مراد لیے ہوں۔ لیکن اس قاعدے کو سمجھنے میں بعض لوگ غلطی کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قادیانیوں اور منکرینِ حدیث کی تکفیر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ان کے کلام میں بھی کوئی نہ کوئی ایسی تاویل کی جا سکتی ہے جس سے وہ کلام حدِ کفر سے نکل جائے۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ قاعدہ بھی علی الاطلاق نہیں بلکہ اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب کہ متکلم سے اس کے معنیٰ مراد معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہے۔ مثلاً وہ مر جائے یا کسی جگہ ہو جہاں اس سے رابطہ قائم کرنا ممکن نہ رہے، تو ایسی صورت میں بلاشبہ اس کے کلام میں یہ قاعدہ جاری ہوگا۔ یعنی حتی الامکان اس کی ایسی تاویل کی جائے (یعنی اس کے کلام کو ایسے معنی پر محمول کیا جائے گا) کہ وہ حدِ کفر سے نکل جائے بشرطیکہ اس کے کلام میں ایسے معنی کا احتمال موجود ہو، اگرچہ وہ احتمال بعید اور ضعیف ہو۔ اور اسے کافر نہیں کہا جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے وہی معنی مراد لئے ہوں۔ لیکن جب متکلم خود ہی اپنی مراد واضح کر چکا ہو اور وہ "ماثبت من الدین ضرورۃ" کے خلاف ہو تو بلاشبہ اس کی تکفیر کی جائے گی اور اپنی طرف سے اس کے کلام میں تاویلیں نہیں کی جائیں گے [1] اور اگر اس نے اپنے کلام کی خود تفسیر نہیں کی تو اس سے اس کی مراد پوچھی جائے گی اگر اس نے ایسے معنی بیان کر دیئے جو ضروریاتِ دین کے خلاف ہیں تو تکفیر کی جائے گی ورنہ نہیں۔

عالمگیریہ کی عبارت میں بھی یہ تفصیل موجود ہے جو درج ذیل ہے:

اذا کان فی المسئلة وجوه (ای احتمالات - رف) توجب الکفر و وجه واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلك الوجه الا اذا صرح بارادة ما یوجب الکفر فلا ینفعه التأویل حینئذ -

ہر کلمۂ کفر بولنے والا کافر نہیں

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کتب فقہ میں جو الفاظ "کلماتِ کفریہ" کے نام سے بیان کئے جاتے ہیں ان کا حاصل صرف یہ ہے کہ ان کلمات سے ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار نکلتا ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس شخص کی زبان سے یہ کلمات نکلیں اس کو بے سوچے سمجھے اور بدون تحقیقِ مراد کے کافر کہہ دیا جائے جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اسکی مراد وہی معنی و مفہوم ہیں جو کافرانہ عقیدہ

---

[1] کیونکہ یہ توجیہ القول بمالا یرضی بہ القائل ہوگی جو بالاتفاق باطل ہے۔

ہے اس کی تکفیر جائز نہیں فقہاء کرام نے اس کی جگہ جگہ صراحت فرمائی ہے۔ (دیکھئے "ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

جن ناواقف لوگوں نے ان کلمات ہی کو فیصلہ کا مدار بنالیا اور تکفیر بازی شروع کردی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں جو انتہائی خطرناک ہے۔[1]

(حوالہ بالا)

تکفیر میں بے احتیاطی پر سخت وعید

تکفیر میں یہ احتیاطیں اس لئے ضروری ہے کہ اس میں بے احتیاطی سے بسا اوقات خود تکفیر کرنے والے کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ صحیح مسلم (جلد ۱ صفحہ ۵۷، کتاب الایمان) میں ہے:

عن ابن عمر رضي الله عنه ان النبي ﷺ قال: "اذا اكفر الرجل اخاه فقد باء بها احدهما (و في رواية) ايما امرئ قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما، ان كان كما قال و الا رجعت عليه –

و في رواية لابي ذر رضي الله عنه " ومن دعا رجلا بالكفر او قال "عدو الله" و ليس كذلك الاحار عليه" –

قال النووي رحمه الله تعالى ... في حديث ابن عمر رضي الله عنه جاء في رواية لابي عوانة في كتابه "المخرج على صحيح مسلم" فان كان كما قال و الا فقد باء بالكفر – و في رواية: اذا قال لاخيه "يا كافر" وجب الكفر على احدهما – (شرح النووي صفحہ ۵۷)

ان روایات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے گا کفر یا تکفیر اس کی طرف لوٹ جائے گی، لہذا تکفیر میں بہت احتیاط لازم ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

مگر اس حدیث پر ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ جو شخص تمام ضروریات دین کی تصدیق کرتا ہو، وہ اگر کسی مسلمان کو کافر کہہ دے تو یہ کہنا گناہ عملی تو ضرور ہے مگر کفر نہیں، کیونکہ اس نے کسی ضرورت دینیہ کا انکار نہیں کیا پھر اس پر کفر لوٹنے کا کیا مطلب ہے؟

اسی اشکال کی وجہ سے علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ:

هذا الحديث مما عده بعض العلماء من المشكلات من حيث ان ظاهره غير مراد و ذلك ان مذهب اهل الحق انه لا يكفر المسلم بالمعاصي كالقتل والزنا و كذا قوله لاخيه كافر من غير اعتقاد بطلان دين الاسلام – (صفحہ ۵۷)

اسی اشکال کی بناء پر بعض علماء نے اس کو تہدید و تخویف پر محمول کیا ہے کہ مکفر پر کفر لوٹنے سے حقیقی کفر مراد نہیں (بلکہ کفر دون کفر مراد ہے) جیسے ترک صلوٰۃ پر "فقد کفر" کے الفاظ بطور تہدید کے آئے ہیں۔ (ایمان و کفر ص ۱۰۰)

اور ایک تاویل علامہ نووی نے یہ نقل فرمائی ہے کہ:

---

[1] قال الغزالي في كتابه "التفرقة بين الاسلام والزندقة" و لا ينبغي ان نظن ان التكفير و نفيه ان يدرك قطعا في كل مقام بل التكفير حكم شرعي (الى قوله) فماخذه كماخذه سائر الاحكام الشرعية تارة يدرك بيقين و تارة بظن غالب و تارة يتردد فيه فمهما حصل التردد فالتوقف في التكفير اولى، و المبادر الى التكفير انما يغلب على طباع من يغلب عليه الجهل۔
(ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں صفحہ ۳۵)

معناه فقد رجع عليه تكفيره -

پس مکفر پر حقیقۃً کفر نہیں لوٹتا، بلکہ تکفیر لوٹتی ہے، یعنی مسلمان کو کافر کہنے کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ کافر کہنے والا گویا خود اپنی تکفیر کر رہا ہے۔ کیونکہ اس نے ایسے شخص کی تکفیر کی ہے جو عقیدہ کے اعتبار سے اسی جیسا ہے، پس گویا کہ اس نے خود اپنی ہی تکفیر کر دی۔

اور ایک اور توجیہ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں" (ص ۷۱) میں "مختصر مشکل الاثار" سے (حسب نقل از اکفار الملحدین ص ۵۱) اور امام غزالی کی کتاب "ایثار الحق علی الخلق" (ص ۴۳۲) سے یہ نقل فرمائی ہے کہ کسی کو کافر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے عقائد کفریہ ہیں، تو اگر فی الواقع اس کے عقائد میں کوئی چیز کفر نہیں بلکہ سب عقائد ایمان کے ہیں تو گویا ایمان کو کفر کہنا لازم آیا اور ایمان کو کفر کہنا بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ (سورۃ مائدہ آیت ۵)

اس تاویل کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو اس کے صحیح دینی عقائد و اعمال کی بناء پر کافر کہے تو بلاشبہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے ایسے عقائد و اعمال کو کفر کہہ دیا جو ضروریات دین میں سے ہیں پس ضروریات دین کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ حاصل یہ کہ یہ حدیث اس صورت کے ساتھ خاص ہے کہ "مقول لہ" کے صحیح دینی عقائد اور اقوال و اعمال کی بناء پر اسے کوئی کافر کہے تو اس صورت میں کفر حقیقۃً اسی پر لوٹ جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تشریحات و توجیہات سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوئے:-

۱- جو شخص ظاہراً مسلمان ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو اس کی تکفیر میں بہت احتیاط لازم ہے۔

۲- جو شخص حقیقۃً کافر نہ ہو اسے کافر کہنے سے قائل بعض صورتوں میں خود کافر ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں خود کافر تو نہیں ہوتا مگر کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

۳- کافر اس صورت میں ہوتا ہے جب مقول لہ کے صحیح دینی عقائد و اعمال جو ضروریات دین میں سے ہیں ان کی بناء پر اسے کافر کہا ہو۔

۴- اگر ان عقائد و اعمال کی بناء پر کافر نہیں کہا بلکہ مقول لہ نے کوئی ایسا کلام کیا تھا جس کے ظاہری معنی کفر تھے قائل نے اس کلام کی بناء پر اس کی مراد معلوم کئے بغیر اسے کافر کہہ دیا حالانکہ مقول لہ کی مراد وہ کفریہ معنی نہیں تھے (کوئی ایسے معنی مراد تھے جو کفر نہیں) تو ایسی صورت میں "مقول لہ" کی تکفیر اگرچہ جائز نہ ہوگی لیکن تکفیر کرنے والا کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار نہیں کیا۔

۵- اگر کسی شخص کو کسی کے متعلق غلط فہمی سے کسی عقیدۂ کفریہ کا دھوکہ لگا، مثلاً اس کو خیال ہوا کہ فلاں آدمی نے معاذ اللہ کسی نبی کی توہین یا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے (حالانکہ نہیں کی تھی) تو اس صورت میں تکفیر کرنے والا بے احتیاطی جلد بازی اور تہمت لگانے کی وجہ سے گنہگار تو ہوگا کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار نہیں کیا۔

(ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں ص ۷۴)

احقر کو علامہ نووی کی اور بعد میں ذکر کی گئی توجیہات کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ "مقول لہ" اگر فی الواقع کفریہ عقیدہ نہیں رکھتا تو یہ تکفیر قائل پر لوٹے گی، یعنی اس کا وبال قائل پر آئے گا۔ پس

۱- اگر قائل نے "مقول لہ" کے ایسے عقیدہ کو سمجھ کی بناء پر اس کو کافر کہا ہے جو ضروریات دین میں سے ہے تب تو اس کا وبال قائل پر یہ ہوگا کہ وہ خود کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے "ما ثبت من الدين ضرورة" کو کفر کہہ دیا، اور

۲- اگر ایسے عقیدہ کی بناء پر کافر کہا جو ضروریاتِ دین میں سے نہیں تو قائل کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے کسی ضرورت دینیہ کا انکار نہیں کیا، لیکن بے احتیاطی کی وجہ تکفیر کا وبال یہ ہوگا کہ وہ سخت گنہگار ہوگا۔ اور

۳- اگر "مقول لہ" کے بارے میں اس کو عقیدۂ کفریہ کا دھوکہ لگا تھا مثلاً اس کو غلط فہمی ہوگئی تھی کہ اس نے معاذ اللہ کسی رسول کی توہین کی ہے، اس کی بناء پر کافر کہہ دیا تو قائل کافر نہ ہوگا، مگر جلد بازی اور بے احتیاطی کی بنا پر سخت گنہگار ہوگا۔

المسئلة الخامسة

مسئلہ تقدیر

قَدَر اور قَدْر، دونوں ہم معنی ہیں، دونوں کے لغوی معنی ہیں اندازہ کرنا، مقدار مقرر کرنا، مقدار معلوم کرنا، جس چیز کو مقرر کیا گیا ہو وہ مقدور ہے اور اسی کو قدر بھی کہتے ہیں۔

اور قضاء کے لغوی معنی ہیں پیدا کرنا، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"فقضاهن سبع سموات (ای خلقهن)

اور قضاء کے دوسرے معنی ہیں فیصلہ کرنا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

۞ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّآ إِيَّاهُ (سورۂ الاسراء آیت ۲۳)

اصطلاح شریعت میں قدر سے مراد اللہ جل شانہ کا علم ازلی ہے جو محیط ہے "جميع الكائنات مما كان و ما يكون و ما سيكون من صغير و كبير و من حسي و معنوي ومن حسن و قبيح و من ظاهر و باطن" کو۔ اور قضاء سے مراد اس علم کے مطابق فیصلہ کرنا پیدا کرنا ہے، پھر قضاء اور قدر ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتے ہیں۔

ایمان بالقدر..... کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایمان لائیں اس پر کہ کائنات میں ازل سے جو کچھ ہوا ہے اور اب جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا چھوٹا واقعہ ہو یا بڑا، حسی ہو یا معنوی، ظاہر ہو یا باطن، اچھا ہو یا برا ان سب کا علم قطعی و علم محیط اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے ہے۔

لقولہ تعالیٰ:۔

۞ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ (سورۂ انعام آیت ۵۹)

ایمان بالقضاء..... کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائیں کہ کائنات میں جو کچھ ازل سے ہوا ہے یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا وہ اچھا ہو یا برا، ان سب اشیاء اور واقعات کا خالق اللہ جل شانہ ہے جو اپنے علم ازلی کے مطابق ہر چیز کو اپنے ارادے اور قدرت کاملہ سے وقت مقررہ پر مقدار مقرر کے ساتھ پیدا فرماتا ہے۔[1] اس کے ارادے کے بغیر کوئی ذرہ حرکت نہیں کر سکتا، حتیٰ کہ انسان کے تمام اچھے برے اعمال اور ارادے

---

[1] لقولہ تعالیٰ..... انا كل شيء خلقناه بقدر۔ (سورۂ قمر)
وقولہ تعالیٰ..... قد جعل الله لكل شيء قدرا۔
وقولہ تعالیٰ..... ان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم۔
وقولہ تعالیٰ..... والله خلقكم وما تعملون۔
وقولہ تعالیٰ..... الله خالق كل شيء۔
وقولہ تعالیٰ..... هل من خالق غير الله۔

اور خیالات بھی اللہ ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

البتہ انسان کو اپنے افعال کے کرنے یا نہ کرنے کا ایک گونہ اختیار دیا گیا ہے، اسی ایک گونہ اختیار و قدرت کو سورۂ بقرہ کی آخری آیت میں "کسب" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (سورۂ بقرہ آیت ۲۸۶)

اور سورۂ احزاب میں "امانت" سے تعبیر کیا گیا ہے، ارشاد ہے:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿۷۲﴾ (سورۂ احزاب آیت ۷۲)

اسی کسب کی بنا پر انسان مکلف ہے، اور اسی کی بناء پر ثواب و عقاب کا ترتب ہوتا ہے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ انسانی افعال کا خالق اللہ تعالیٰ اور کاسب بندہ ہے اور ثواب و عقاب کا ترتب خلق پر نہیں ہوتا بلکہ کسب پر ہوتا ہے جو انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ کسب کی حقیقت اور اس کی مقدار کیا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اتنا تو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معلوم ہے کہ کسب خواہش فعل اور خلق فعل کے درمیان ایک گونہ قدرت غیر مستقلہ ہے جو ہم کو ودیعت کی گئی ہے جس کو ہم، فعل کے کرنے یا نہ کرنے میں آزادانہ طور پر استعمال کرتے ہیں، اس سے آگے اس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں کہ:

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۸۵﴾ (سورۂ بنی اسرائیل ۸۵)

چونکہ اس کی حقیقت عقل انسانی سے باہر ہے اس لئے احادیث میں مسئلہ تقدیر کی بحث میں الجھنے سے منع کیا گیا ہے۔

البتہ کسب کی کچھ تفصیل یوں کی جاسکتی ہے کہ کسی فعل کے کرنے کی خواہش، غیر اختیاری طور پر اللہ کی طرف سے ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے:

لقولہ تعالیٰ:۔

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ (سورۃ الدہر آیت ۳۰)

و لقولہ علیہ السلام "ان قلب ابن آدم بین اصبعی الرحمٰن یقلبہ کیف یشاء"۔

پھر اس خواہش پر عمل کرنے یا نہ کرنے پر انسان غور کرتا ہے، اور دونوں پہلوؤں کے درمیان موازنہ کرنے کے بعد عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہے، پھر ارادہ کر کے اپنے اعضاء کو اس کے لیے حرکت دیتا ہے اس خواہش سے لے کر صدور فعل تک جتنی چیزیں ہیں ان میں سے کسی چیز کا بھی خالق، انسان نہیں، بلکہ اسے تو ابھی تک یہ بھی پوری طرح معلوم نہیں کہ خواہش سے لے کر صدور فعل تک بدن کے کون کون سے حصوں اور کتنی باطنی قوتوں نے کام کیا ہے اور اس کام میں ان کا کتنا حصہ ہے مگر یہ بات ہر انسان وجدانی اور بدیہی طور پر جانتا ہے کہ خواہش اور صدور فعل کے درمیان کوئی ایسا مقام ضرور آتا ہے جہاں وہ فعل کے کرنے یا نہ کرنے میں سے کسی ایک پہلو کو آزادانہ

طور پر اختیار کرتا ہے بس اسی نامعلوم اختیار کا نام کسب ہے جس پر جزا و سزا کا ترتب ہوتا ہے۔ اس کی نظیر یوں سمجھئے کہ گولی بھرا ہوا پستول مجھے ملا میں نے اس کا گھوڑا دبا دیا اور گولی چل گئی، جس سے سامنے کا آدمی مر گیا اس گولی کے چلنے میں جتنی ظاہری اور باطنی قوتوں نے کام کیا ہے ان کا طویل ترتیب وار سلسلہ ہے گھوڑا دبانے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، مگر مجھے قتل کا مجرم اس لئے قرار دیا جاتا ہے کہ اس طویل سلسلہ میں ایک خفیف حرکت کا ارتکاب میں نے کیا ہے جس کے بغیر وہ آدمی اس پستول سے اس وقت قتل نہ ہوتا۔

پس اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ "قدرت کاملہ" اور "جبر محض" کے درمیان ہے، کہ انسان اپنے افعال کا نہ خالق ہے اور نہ قادر مطلق:

لقولہ تعالیٰ:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (سورۃ اعراف، آیت ۱۸۸)

اور نہ مجبور محض جس کی دلیل آگے آ رہی ہے یہ مذہب "جبریہ اور قدریہ" کی افراط و تفریط کے درمیان مذہب اعتدال ہے۔

جبریہ مرجیہ ہیں اور قدریہ معتزلہ، جبریہ انسان کو اپنے افعال میں مجبور محض کہتے ہیں اور حرکت ید مرتعش اور حرکت ید کاتب میں فرق نہیں کرتے، ان کا استدلال ان نصوص (آیات واحادیث) سے ہے جن سے ہم قضاء وقدر پر استدلال کرتے ہیں۔

یہ مذہب بدیہی البطلان ہے اسلئے کہ مرتعش اور تندرست کی حرکت میں فرق نہ کرنا بداہت کے خلاف ہے اور قرآن وسنت کی نصوص کثیرہ اس کے بطلان پر ناطق ہیں۔ مثلاً وہ تمام آیات واحادیث ان کے رد کے لئے کافی ہیں جن میں انسان کو اوامر ونواہی کا مکلف کیا گیا ہے:

کقولہ تعالیٰ:۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (سورۃ مزمل آیت ۲۰)

و قولہ تعالیٰ:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى (سورۃ اسراء، آیت ۳۲)

اور ان کی مخالفت پر عقاب کی وعید کی گئی ہے اگر انسان مجبور محض ہوتا تو تمام تکلیفات شرعیہ "تکلیف مالا یطاق" میں داخل ہو جاتیں حالانکہ قرآن حکیم نے قانون الٰہی یہ بتایا ہے کہ:

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶)

چونکہ مرجیہ، جبر محض کے قائل ہیں اسی لئے انہوں نے اعمال صالحہ وسیئہ کو ثواب وعقاب میں غیر مؤثر قرار دیا ہے تاکہ "تکلیف مالا یطاق" یا عدل کے خلاف لازم نہ آئے۔

ہم کہتے ہیں کہ ایمان پر ثواب اور کفر پر عذاب کے قائل تو تم بھی ہو[1] حالانکہ کفر وایمان بھی عمل ہیں، ان میں بھی انسان کو مجبور

---

[1] اگر قائل نہیں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد "سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اٰباؤنا ولا حرمنا من شیء" تم پر صادق آتا ہے وکذا قولہ تعالیٰ "وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء" (سورۃ النحل) نیز یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ" متقدمین چونکہ قدر اور قضاء دونوں کی نفی کرتے تھے اور ان کی وجہ یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ خالق الشر نہیں ہو سکتا اسلئے یہ حدیث پوری طرح متقدمین ہی پر صادق آتی ہے یہ نفی قدر یہ تو حقیقۃً متقدمین ہی ہیں۔ متاخرین چونکہ قدر کے منکر نہیں صرف قضاء کے منکر ہیں اسلئے قدریہ کہلانے پر یہ حدیث صادق نہیں آتا اگرچہ متقدمین کی طرح قضاء کی نفی کی وجہ سے یہ فرقہ بھی قدریہ کہلاتے ہیں۔ (مؤلف)

محض ہونا چاہئے تھا لہٰذا ان پر بھی ثواب و عذاب کا ترتب خلاف عدل ہوا، پس جو جواب تم ایمان و کفر کے بارے میں دو گے وہی جواب ہم اعمال صالحہ و سیئہ کے بارے میں دیں گے۔

قدریہ (معتزلہ) کے دو گروہ تھے، متقدمین اور متاخرین۔ متقدمین نے سرے سے یہ کہہ دیا کہ افعال عباد کا علم ازلی اللہ کے لئے ثابت نہیں بلکہ جب افعال واقع ہو جاتے ہیں تو اللہ کو ان کا علم ہوتا ہے، نیز بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے، اللہ تعالیٰ ان افعال کا خالق نہیں۔

خلاصہ ..... یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے افعال عباد کے علم ازلی کی بھی نفی کی اور خلق کی بھی، (یعنی قضاء و قدر دونوں کی نفی کر دی) متقدمین کا مذہب چونکہ بداہۃً باطل اور صریح کفر تھا اس لئے ان کی تکفیر کی گئی اور یہ مذہب زیادہ نہ چل سکا، جلد فنا ہو گیا۔ "معبد جہنی" جس کا ذکر صحیح مسلم کی پہلی حدیث سے ذرا پہلے آیا ہے وہ متقدمین ہی کا سرگروہ تھا، اسی لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کلام سے اس کی تکفیر ظاہر ہوتی ہے۔ (اگرچہ تکفیر کی صراحت نہیں فرمائی)

متاخرین، اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی، متعلق بافعال العباد کے تو قائل ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے خلق الشر کی نفی کرتے ہیں (جس میں انسان کے اعمال سیئہ بھی داخل ہیں)۔

دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ اگر افعال عباد کا خالق اللہ تعالیٰ کو مانا جائے تو اس سے دو خرابیاں لازم آئیں گی، ایک یہ کہ ان افعال پر ثواب و عقاب کا ترتب عدل کے منافی ہوگا اور دوسری خرابی یہ کہ چونکہ افعال بعض خیر ہیں، بعض شر، تو اگر ان کا خالق اللہ کو مانا جائے تو خلق الشر کی نسبت الی اللہ لازم آئے گی اور خلق الشر بھی شر ہے تو اللہ کا متصف بالشر ہونا لازم آئے گا۔

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ پہلی خرابی ہمارے مذہب پر نہیں بلکہ جبریہ کے مذہب پر لازم آتی ہے اس لئے کہ ہم انسان کو اپنے افعال کا کاسب قرار دیتے ہیں اور جزاء اور سزاء کا ترتب کسب پر ہوتا ہے نہ کہ خلق پر، اور کسب انسان کی اختیاری چیز ہے لہٰذا "تکلیف مالا یطاق" یا ظلم لازم نہ آیا۔

دوسری خرابی کے تین جواب ہیں:۔

۱- پہلا جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ خلق الشر سے اتصاف بالشر لازم آتا ہے، اس لئے کہ ہر شر کی دو حیثیتیں ہیں، ایک حیثیت سے وہ شر ہے دوسری حیثیت سے وہ خیر۔ اس حیثیت سے کہ شر اللہ کی مخلوق ہے اور اس کے پیدا کرنے میں بہت سی حکمتیں ہیں یہ شر خیر ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ اس شر کا کسب معصیت ہونے کے باوجود انسان کرتا ہے یہ شر ہے۔ مثلاً کفر شر ہے لیکن اس کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں۔ مثلاً اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کہ وہ ایمان و کفر دونوں متضاد چیزوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے اور بندوں کا امتحان وغیرہ اس حیثیت سے یہ خیر ہے۔ یا مثلاً بیت الخلاء ایک بہت گندی جگہ ہے لیکن کوئی عالیشان مکان اس سے خالی ہو تو اسے مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ (مسئلہ تقدیر، علامہ خٹکی ص ۳۹،۴۰)

اسی طرح اللہ جل شانہ نے اس دنیا کو خیر و شر پر مشتمل کیا ہے تاکہ متضاد اشیاء کے خلق کا اظہار ہو، تو جس طرح بیت الخلاء بنانے والا گندی چیز بنانے کے باوجود گندا یا برا نہیں کہلاتا اسی طرح خلقِ شر سے اللہ جل شانہ کا اتصاف بالشر لازم نہیں آتا۔

خلاصہ ..... یہ کہ شر بندوں کی طرف نسبت کے اعتبار سے شر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کے اعتبار سے خیر، لہٰذا کسب شر مذموم ہے اور خلق شر محمود۔

۲- دوسرا جواب یہ کہ ابلیس اور جہنم بھی شر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور یہ دونوں باتیں تم بھی مانتے ہو، پس اگر خلق الشر شر ہے تو نعوذ باللہ اتصاف بالشر تمہارے مذہب پر بھی لازم آ گیا۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

۳- تیسرا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ جو اعتراض آپ نے ہمارے مذہب پر کیا ہے وہ تو آپ کے مذہب پر بھی لازم آتا ہے، اس لئے کہ انسان جو اعمال سیہ کرتا ہے ان کے متعلق جب اللہ تعالیٰ کو ازل سے ان کا علم ہے، تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ انہیں روکنے پر قادر ہے یا نہیں؟ اگر قادر نہیں تو عجز لازم آئے گا اور اگر قادر ہے تو ان معاصی کو روکتا کیوں نہیں؟ بلکہ ان جرائم کے لئے پورے آلات، قوت اور وسائل مہیا کرتا ہے، تو یہ اعانت علی الشر ہوئی، اور اعانت علی الشر بھی شر ہے، تو اللہ کا (نعوذ باللہ) متصف بالشر ہونا خود تمہارے مذہب پر لازم آگیا، تم نے کروڑوں خالق بھی تجویز کئے اس کے باوجود سوال وہیں کا وہیں ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

دوستی بے خبر چوں دشمنی ست — حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست

(الاکسیر فی اثبات التقدیر صفحہ ۲۲)

اسی لئے حضرت امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ:

ان سلم القدری العلم لخصم (مسئلہ تقدیر، علامہ عثمانی ص ۱۸)

پس معلوم ہوا کہ اتصاف بالشر سے بچنے کا صحیح راستہ وہی ہے جو اہل السنۃ والجماعۃ نے اختیار کیا کہ خلق الشر سے اتصاف بالشر لازم نہیں آتا، کیونکہ وہ خلق الشر بھی متعدد حکمتوں پر مبنی ہے، کوئی نہایت ماہر مصور کسی بدصورت انسان کی تصویر بنائے تو اس سے مصور کا غیر ماہر یا بدصورت یا بدذوق ہونا لازم نہیں آتا۔

جبریہ کی طرف سے سوال ہو سکتا ہے کہ بندہ اللہ جل شانہ کے علم ازلی کے خلاف کسب کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو علم ازلی کا غلط ہونا لازم آئے گا اور اگر نہیں کر سکتا تو بندہ، مجبور محض ہو گیا اور عقیدۂ جبریہ ثابت ہو گیا۔

جواب یہ ہے کہ اللہ کا علم ازلی، بندوں کے سلب اختیار کو مستلزم نہیں، اس لئے کہ اس علم ازلی میں جہاں یہ موجود ہے کہ زید فلاں وقت چوری کرے گا۔ وہیں یہ بھی موجود ہے کہ وہ چوری اپنے اختیار اور کسب سے کرے گا۔ معلوم ہوا کہ علم ازلی کسب اختیاری کے منافی نہیں۔

ورنہ اگر علم ازلی کو اختیار کے منافی قرار دیا جائے تو خود اللہ جل شانہ کا مجبور محض ہونا لازم آتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ کو ازل سے یہ علم ہے کہ آئندہ، اللہ تعالیٰ کس کس وقت میں کیا کیا فعل فرمائے گا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فعل اس کے علم ازلی کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر خلاف ہو سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے تو آپ کے زعم کے مطابق جہل لازم آتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کا غلط ہونا لازم آتا ہے) اگر قادر نہیں تو عجز لازم آتا ہے، اور یہ دونوں باطل ہیں۔ معلوم ہوا کہ علم ازلی، سلب اختیار کو مستلزم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں یہ ہے کہ آئندہ وہ فلاں فلاں چیزیں اپنے کامل اختیار سے پیدا فرمائے گا۔

خلاصہ یہ کہ ... ازل سے افعال عباد کے بارے میں جو علم، اللہ تعالیٰ کو ہے اس میں یہ بھی ہے کہ یہ افعال انسان اپنے اختیار سے کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، انسان کے کسب واختیار کے منافی نہ ہوا، اور یہ وہی بات ہے جس کی تفصیل، بعض حضرات علماء مثلاً شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقدیر معلق اور تقدیر مبرم کے عنوان سے کی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اگر قدریہ کہیں کہ جبریہ کے جواب میں جو تقریر آپ نے کی ہے ہم بھی خلق افعال للعباد کے لئے یہی تقریر کر سکتے ہیں کہ علم ازلی میں جہاں یہ ہے کہ فلاں شخص فلاں وقت فلاں کام کرے گا وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ یہ کام اپنے کامل اختیار اور خلق سے کرے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس پوری بحث سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی سے بندوں کے نہ کسب افعال کی نفی لازم آتی ہے، نہ خلق افعال کی۔ لہٰذا اب دوسرے دلائل کی طرف رجوع کیا جائے گا کہ ان سے امکان، کسب کا ثابت ہوتا ہے یا خلق کا؟ اور پچھلے دلائل سے خلق کا ناممکن ہونا اور کسب یقینی ہونا ثابت ہو چکا ہے، اور یہی ہمارا مذہب ہے۔

اگر سوال کیا جائے کہ بندوں کے افعال کے ساتھ اللہ جل شانہ کا صرف علم ازلی ہی متعلق نہیں ہوتا، بلکہ ارادہ بھی متعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ بندے کا کوئی فعل، اللہ تعالیٰ کے ارادے کے خلاف نہیں ہو سکتا تو پھر بندے کا مجبور محض ہونا لازم آیا، اور مذہب جبریہ ثابت ہو گیا؟

اس کے دو جواب ہیں، ایک الزامی، ایک تحقیقی۔

الزامی یہ ہے کہ اگر اس سے بندے کے کسب واختیار کی نفی لازم آتی ہے تو ظاہر ہے کہ ارادۂ الٰہیہ، خود اللہ تعالیٰ کے افعال سے بھی متعلق ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل اللہ کے ارادے کے خلاف نہیں ہوتا، تو لازم آتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا بھی اختیار اپنے افعال پر باقی نہ رہے، یعنی اپنے جس فعل کا ارادہ، اللہ تعالیٰ نے کرلیا اب وہ اس کے خلاف نہ کر سکے۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا، معلوم ہوا کہ افعال کے ساتھ ارادۂ الٰہیہ کے تعلق سے بھی اختیار کی نفی لازم نہیں آتی۔

تحقیقی جواب کہ وہی درحقیقت اس مسئلہ کا راز ہے، یہ ہے کہ ارادۂ الٰہیہ کا تعلق افعال عباد کے محض وقوع ہی کے ساتھ نہیں، بلکہ ایک قید کے ساتھ ہے۔ یعنی "وقوع باختیار" پس جب ارادۂ الٰہیہ کا تعلق، اس ارادہ کی ہوئی چیز کے وجوب کو مستلزم ہے، تو اس سے بندوں کا اختیار اور مؤکد ہو گیا نہ کہ وہ منتفی ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بندے کے کسی فعل کو پیدا کرنے کا جو ارادہ فرمایا ہے وہ ارادہ، صرف اس فعل کو وجود میں لانے کا ہی نہیں، بلکہ اس کا بھی ہے کہ بندے کے اس فعل کو اس بندے کے کسب واختیار کے ساتھ وجود میں لائیں گے۔

(الانتباہات المفیدہ صفحہ ۶۵۔۶۶)

خلاصۂ بحث...... یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو کسب واختیار کی قدرت دے کر پیدا فرمایا، ساتھ ہی انبیاء کرام کے ذریعہ اپنے اوامر ونواہی بھی بندے کو بتانے کہ اس کسب کو فلاں فلاں کام میں استعمال کرنا جس کے نتیجہ میں ثواب دوں گا۔ فلاں فلاں میں استعمال نہ کرنا ورنہ سزا دوں گا۔ مگر اللہ جل شانہ کو ازل سے معلوم تھا کہ زید اپنے کسب کو فلاں فلاں نیک کاموں میں استعمال کرے گا۔ اور میں اس کے کسب کے مطابق ان افعال کو اپنے ارادے اور قدرت کاملہ سے پیدا کر دوں گا۔ اور کسب کا ثواب دوں گا۔ اور عمرو اپنے کسب کو فلاں فلاں گناہوں میں استعمال کرے گا اور میں اس کے کسب کے مطابق، وہ معاصی اپنے ارادے سے پیدا کر دوں گا اور اسے کسب کی سزا دوں گا۔ یہ نوشتۂ تقدیر ہوا، اور تقدیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا سب امور کا ارادہ بھی فرمالیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم ازلی کے مطابق زید کے کسب کی بناء پر اس کے اعمال صالحہ اپنے ارادے اور قدرت کاملہ سے پیدا فرما دیئے۔ اور زید کو ان کا ثواب دیا، اور عمرو کے کسب کی بناء پر اس کے اعمال بد اپنے ارادے اور قدرت کاملہ سے پیدا فرما دیئے اور عمرو کو اس کسب کی سزا دی۔

اس تفصیل سے خوب واضح ہو گیا کہ اہل السنت والجماعت کے مذہب میں نہ اللہ جل شانہ کے علم ازلی میں کوئی کمی آئی، نہ قدرت کاملہ میں، نہ ارادۂ الٰہیہ کے خلاف کوئی فعل وجود میں آیا، نہ انسان مجبور محض ہوا، نہ قادر مطلق، نہ تکلیف مالا یطاق لازم آئی، نہ عدل کے منافی کوئی کام ہوا، نہ انسان خالق بنا، بلکہ وہ خود بھی مخلوق رہا اور اس کے افعال بھی، یعنی ہر چیز اپنے اپنے مقام پر اپنے درجہ میں رہی۔

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ انسان کے تمام اچھے برے افعال، اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے مطابق ہونے کے باوجود بندہ کے کسب و اختیار کے ساتھ ہوتے ہیں اور بندہ کا کسب ایک قسم کی خفیف سی قدرت غیر مستقلہ ہے جو فعل کو پیدا نہیں کرتی اور اس کو وجود میں لانے میں مؤثر بھی نہیں۔ مؤثر تو صرف اللہ کا ارادہ اور اس کا فعل ہے، البتہ اللہ جل شانہ کے ارادہ اور خلق کے ساتھ انسان کا کسب متصل ہوتا ہے، اور اسی اقتران کی بناء پر جزاء و سزا کا ترتب ہوتا ہے، اس کی ایک نظیر یوں سمجھئے:۔

کہ مجھے ایک کار چلانے کے لئے دی گئی مگر اس گاڑی کے تمام آلات، جو ڈرائیور استعمال کرتا ہے یعنی "سلف" ایکسیلیٹر، کلچ، گیئر، اسٹیرنگ، بریک، لائٹوں کے سوئچ وغیرہ سب ناکارہ ہیں یعنی گاڑی، ان کی کسی حرکت سے ذرہ برابر جنبش نہیں کرتی اور ان کا کوئی اثر قبول

ہیں کرتی، مجھے یہ گاڑی چلانے کے لئے ڈرائیور کی سیٹ پر بٹھادیا گیا۔ برابر کی سیٹ پر اس کا مالک بیٹھا ہے جو اس پوری گاڑی کا موجد اور صانع ہے، اس نے اس کار کی ہر حرکت کو اپنے ارادہ کے مطابق عمل کرنے کے لئے اس کار میں یہ عجیب و غریب صنعت رکھی ہے کہ جتنے آلات، ڈرائیور استعمال کرتا ہے جو در حقیقت معطل ہیں۔ ان تمام آلات کی حرکات کو اس نے اپنے ارادے کا تابع کیا ہوا ہے جب ڈرائیور اپنے سامنے کے آلات میں سے کوئی آلہ گھماتا ہے تو مالک اسی آلہ سے متعلق اس عمل کو اپنے ارادے سے پیدا کر دیتا ہے۔ جو ڈرائیور کو مطلوب تھا۔ غرض اسی طرح گاڑی چلتی رہتی ہے، کبھی دائیں مڑتی ہے، کبھی بائیں، کبھی آہستہ چلتی ہے، کبھی تیز، غرض اس گاڑی کی ہر حرکت کے لئے ڈرائیور اپنے وہ بیکار آلات گھماتا تو ضرور ہے، مگر گاڑی کی کسی حرکت میں اس کے ان آلات کا کوئی عمل اور اثر نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ ان حرکات کے ساتھ گاڑی کا مالک گاڑی کو وہی حرکت دیتا ہے جو ڈرائیور کو مطلوب ہے۔ پس ایک اتصال اور معیت ہے جو ڈرائیور کی غیر مؤثر حرکات اور مالک کی مؤثر تدبیر میں پائی جا رہی ہے، مالک نے ڈرائیور کو بتا رکھا ہے کہ گاڑی میں جن حرکات کا تم کسب کرو گے وہ تم تو پیدا نہ کر سکو گے مگر میں چاہوں گا تو پیدا کرتا رہوں گا۔ خواہ وہ حرکات ٹریفک کے قوانین کے موافق ہوں یا خلاف، موافق ہوئیں تو تم سلامتی میں رہو گے، مخالف ہوئیں تو نقصان اٹھاؤ گے۔ یعنی موافقت پر تمہیں انعام دوں گا اور مخالفت پر سزا دوں گا۔ نیز ٹریفک کے قوانین بھی اسے اچھی طرح مالک نے بتلا دیئے ہیں، تو اس پوری کاروائی کا مقصد یہ ہے کہ ڈرائیور اپنی قدرت کو ہیچ سمجھے اور مالک کی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرے۔ اس کے بتائے ہوئے قوانین کی پابندی کرے، اور اس کی اطاعت کا امتحان لیا جائے۔ پس اطاعت پر سے انعام ملے اور مخالفت پر سزا ملے۔ اگرچہ ڈرائیور کی حرکات اس موافقت و مخالفت میں مؤثر نہ تھیں بلکہ مؤثر مالک کی تدبیر ہی تھی لیکن ڈرائیور نے جن غیر مؤثر حرکات کو اختیار کیا تو اس اختیار پر مالک نے اسے مجبور نہیں کیا تھا۔ لہٰذا گاڑی کی یہ حرکات جو ڈرائیور کے اختیار کے ساتھ وجود میں آئیں، ان پر جزا و سزا کا ترتب، منافی عدل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسان کا کسب، اللہ جل شانہ کے ارادے اور خلق کے ساتھ ملا ہوا ہے اور کسب کے فی نفسہٖ غیر مؤثر ہونے کے باوجود اس پر جزاء و سزاء کا ترتب ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

وللہ الحمد اولاً و آخراً — هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾ (سورۃ الحشر، آیت ۲۲، ۲۳، ۲۴)

المسئلــــة الســــادســــة

مسئلہ علم غیب

﴿ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَآ إِلَّا هُوَۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِۚ وَمَا تَسۡقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٖ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡأَرۡضِ وَلَا رَطۡبٖ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٖ ۝٥٩ (سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

لفظ "غیب" سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ابھی وجود میں نہیں آئیں یا وجود میں تو آچکی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان پر کسی کو مطلع نہیں ہونے دیا۔ (تفسیر معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ بحوالہ تفسیر مظہری)

پہلی قسم کی مثال وہ تمام حالات و واقعات ہیں جو قیامت سے متعلق ہیں یا کائنات میں آئندہ پیش آنے والے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً کون کب اور کہاں پیدا ہوگا، کیا کیا کام کرے گا، کتنی عمر ہوگی، عمر میں کتنے سانس لے گا، کتنے قدم اٹھائے گا، کہاں مرے گا، کہاں دفن ہوگا، رزق کس کو کتنا اور کس وقت ملے گا، بارش کہاں، کس وقت اور کتنی ہوگی؟

اور دوسری قسم کی مثال، وہ حمل ہے جو عورت کے رحم میں وجود تو اختیار کر چکا ہے، مگر یہ کسی کو معلوم نہیں کہ خوبصورت ہے یا بد صورت، نیک طبیعت ہے یا بد خصلت، اسی طرح اور ایسی چیزیں جو وجود میں آجانے کے باوجود مخلوق کے علم و نظر سے غائب ہیں۔ اس قسم میں داخل ہیں۔

تمت بالخیر

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین وصلی اللہ علی محمّد خاتم النبیین
وعلی جمیع الأنبیه والمرسلین أما بعد !

فَإِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ بِتَوْفِيقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ أَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُنَنِ الدِّينِ وَأَحْكَامِهِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوفِ الْأَشْيَاءِ بِالْأَسَانِيدِ الَّتِي بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَأَرَدْتَ أَرْشَدَكَ اللّٰهُ أَنْ تُوَقَّفَ عَلَى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً وَسَأَلْتَنِي أَنْ أُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّأْلِيفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَإِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ قَصَدْتَ مِنَ التَّفَهُّمِ فِيهَا وَالِاسْتِنْبَاطِ مِنْهَا وَلِلَّذِي سَأَلْتَ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِينَ رَجَعْتُ إِلَى تَدَبُّرِهِ وَمَا تَؤُولُ إِلَيْهِ الْحَالُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَاقِبَةٌ مَحْمُودَةٌ وَمَنْفَعَةٌ مَوْجُودَةٌ وَظَنَنْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي تَجَشُّمَ ذٰلِكَ أَنْ لَوْ عُزِمَ لِي عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِي تَمَامُهُ كَانَ أَوَّلُ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذٰلِكَ إِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ لِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا أَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ أَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيلِ مِنْ هٰذَا الشَّأْنِ وَإِتْقَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَا تَمْيِيزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ إِلَّا بِأَنْ يُوَقِّفَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ غَيْرُهُ فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هٰذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ أَوْلَى بِهِمْ مِنَ ازْدِيَادِ السَّقِيمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الِاسْتِكْثَارِ

مِنْ هٰذَا الشَّأْنِ وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم نے بتوفیقِ الٰہی یہ ذکر کیا تھا کہ تم نے حضور نبی اکرم فخر دو عالم ﷺ سے منقول شدہ تمام آثار و روایات کے جاننے اور ان کی جستجو و تلاش کا ارادہ کیا ہے۔ (ان میں) وہ احادیث (بھی شامل ہیں) جو دین متین کے طریقوں اور اسکے احکامات و مسائل سے متعلق ہیں (فقہی احادیث) اور وہ احادیث بھی جو جزا و سزا ترغیب و ترہیب سے متعلق ہیں (فضائل اعمال صالحہ اور اعمالِ سیئہ پر وعید والی احادیث) اور ان کے علاوہ تمام احادیث کو ان کی اسناد کے ساتھ جن سے وہ نقل کی گئی ہیں اور اہلِ علم و علماء حدیث کے درمیان معروف و متداول رہی ہیں (جاننا چاہتے ہو)۔

غرض اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے۔ تم نے احادیث کے مجموعہ سے واقف ہونے کا ارادہ کیا۔ اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ میں تمہارے واسطے ایسی تمام احادیث کو اختصار کے ساتھ یکجا کردوں بغیر کسی حدیث کے تکرار کے۔ (اور تکرار حدیث سے منع کرنے کا) مقصد تمہارا یہ تھا کہ (اگر تکرار احادیث ہوگا) تو تم ان احادیث میں مشغول و مصروف ہو جاؤ گے جو تمہارا مدّعا نہیں۔ کیونکہ احادیث کے مجموعہ سے تمہارا مقصد ان احادیث میں غور و فکر کرکے ان سے مسائل کا استنباط کرنا ہے۔

(اللہ تعالیٰ تمہیں عزت و سرفرازی عطا فرمائے) تم نے جس چیز کا مجھ سے مطالبہ کیا ہے جب میں نے اس میں غور و فکر کیا اور اس کے مآل و انجام پر نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ انشاء اللہ اس کا بہترین نتیجہ نکلے گا (اور مسائل کے استنباط کا) بالفعل فائدہ الگ حاصل ہوگا۔

اور جب تم نے مجھے اس بات کا مکلف بنایا تو میں نے یہ خیال کیا کہ اگر اس کام کا مجھ سے عزم و ارادہ ہو گیا اور مجھ سے اسکی تکمیل ہو جائے تو دوسرے لوگوں کے علاوہ سب سے پہلا فائدہ خاص مجھے ہی حاصل ہوگا مختلف وجوہات و

النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِيْهِ بَعْضَ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ بِأَسْبَابِهِ وَعِلَلِهِ فَذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَهْجُمُ بِمَا أُوْتِيَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ جَمْعِهِ

اسباب کی بناء پر جن کا ذکر باعثِ طول ہوگا لیکن اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس طریقہ سے تھوڑی احادیث کو جمع کرنا اور یاد کرنا (صحت واتقان کے ساتھ) انسان کیلئے زیادہ آسان ہوگا بہ نسبت زیادہ احادیث کے یاد کرنے سے جن میں ضعیف احادیث بھی شامل ہوں اور خصوصاً عوام الناس کیلئے جنہیں احادیث کی معرفت (اور صحیح وسقیم) کی کوئی تمیز نہیں ہوتی سوائے اسکے کہ کوئی دوسرا انہیں اس سے واقف ومطلع کردے (کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف) لہٰذا جب احادیث کے بارے میں یہ معاملہ ہے جیسا ہم نے ذکر کیا تو اس صورتحال میں تھوڑی لیکن صحیح احادیث کے ضبط کا ارادہ زیادہ بہتر ہے کثیر لیکن ضعیف وسقیم احادیث کے جمع وضبط سے۔

اور بیشک سقیم احادیث کی کثرت اور مکررات کے ساتھ احادیث کو جمع کرنے میں بھی بعض منافع وفوائد کی امید کی جاتی ہے خصوصاً ان حضرات کیلئے جنہیں قدرت کی طرف سے خاص تیقظ 'بیدار مغزی اور معرفت عطا کی گئی ہے ان احادیث کے اسباب وعلل کے بارے میں (یعنی ائمہ حدیث اور ماہرین علم حدیث)۔

فَأَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِيْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْحَدِيْثِ الْكَثِيْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيْلِ ثُمَّ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِئُوْنَ فِي تَخْرِيْجِ مَا سَأَلْتَ وَتَأْلِيْفِهِ عَلٰى شَرِيْطَةٍ سَوْفَ أَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ إِنَّا نَعْمِدُ إِلٰى جُمْلَةِ مَا أُسْنِدَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَقْسِمُهَا عَلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِنَ النَّاسِ عَلٰى غَيْرِ تَكْرَارٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ مَوْضِعٌ لَا يُسْتَغْنٰى فِيْهِ عَنْ تَرْدَادِ

رہے عوام الناس، وہ لوگ کہ جو ان بیدار مغز حضرات اور اصحابِ معرفت کے بالکل برعکس ہیں ان کے لئے کثرت احادیث میں فائدہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ کیونکہ وہ تو قلیل احادیث کی معرفت سے بھی عاجز ہیں (چہ جائیکہ کثرتِ احادیث کے متحمل ہوں)۔ پھر میں انشاء اللہ تمہاری فرمائش پر ان احادیث کی تخریج شروع کرتا ہوں ایک شرط کی پابندی کرتے ہوئے جس کا ذکر میں ابھی کرتا ہوں۔

وہ یہ کہ تمام[1] وہ احادیث جو حضور اکرم ﷺ سے مسند امروی ہیں انہیں ہم باعتبار طبقاتِ رواۃ حدیث[2] تین اقسام پر تقسیم کرتے ہیں بغیر کسی تکرار

[1] تمام سے مراد اکثر ہیں نہ کہ کل۔ کیونکہ اس کتاب میں کل احادیث کا احصاء نہیں کیا گیا ہے۔

[2] امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے (۱) پہلا طبقہ ان رواۃ کا ہے جو حفظ اور ضبط حدیث میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے ہوں۔ (۲) دوسرا طبقہ ان رواۃ کا ہے جو ضبط حدیث اور حفظ وثقاہت میں متوسط درجہ کے ہوں۔ (۳) تیسرا طبقہ ایسے ضعیف رواۃ کا ہے جن سے علماء نے روایت حدیث ترک کردی ہے۔

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں کون کون سے طبقات کی روایات لی ہیں۔ اس بارے میں علماء حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ اصح قول یہ ہے کہ ابتدائی دو طبقات کی روایات اپنی صحیح میں امام مسلمؒ نے لی ہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں ضعفاء سے بھی روایات لی ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ صحیح مسلم میں امام مسلم نے احادیث کے قبول کی جو شرائط رکھی ہیں وہ بہت سخت ہیں۔ شارحین مسلم نے ابن صلاحؒ کا (جاری ہے)

حَدِيْثٍ فِيْهِ زِيَادَةُ مَعْنًى أَوْ إِسْنَادٌ يَقَعُ إِلَى جَنْبِ إِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُوْنُ هُنَاكَ لِأَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي الْحَدِيْثِ الْمُحْتَاجَ إِلَيْهِ يَقُوْمُ مَقَامَ حَدِيْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعَادَةِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ فِيْهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ أَوْ أَنْ يُفَصَّلَ ذٰلِكَ الْمَعْنَى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيْثِ عَلَى اخْتِصَارِهِ إِذَا أَمْكَنَ وَ لٰكِنْ تَفْصِيْلُهُ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهِ فَإِعَادَتُهُ بِهَيْئَتِهِ إِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ أَسْلَمُ فَأَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ إِعَادَتِهِ بِجُمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنَّا إِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلّٰى فِعْلَهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

کے 'سوائے اسکے کہ کوئی ایسی جگہ آجائے جس میں حدیث کو مکرر لائے سے بے نیاز نہ رہا جاسکے بایں طور کہ اس حدیث میں کوئی معنی زائد ہوں (سابقہ حدیث کے مقابلہ میں) یا اسکی سند کیوجہ سے حدیث کو مکرر لایا جائے کہ وہ کسی دوسری سند کے ساتھ ہی واقع ہو کسی علت کی وجہ سے جو وہاں پائی جارہی ہو۔

کیونکہ وہ زائد معنی جو حدیث میں پائے جارہے ہیں اسے جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایک مکمل حدیث کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا اعادہ ضروری ہے جس میں مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق کوئی زائد معنی پائے جائیں سو ہم یا تو وہاں حدیث کو مکرر لائیں گے یا اگر ممکن ہوا تو پوری حدیث میں سے صرف اس زائد معنی کی تفصیل بیان کریں گے اختصار کے پیش نظر' لیکن بعض اوقات پوری حدیث کے اعادہ کی بہ نسبت اس معنی زائد کی تفصیل خاصی مشکل ہو جاتی ہے لہٰذا ایسے تنگی کے موقعہ پر پوری حدیث کا اعادہ زیادہ صحیح ہوتا ہے۔ البتہ جہاں ہم یہ محسوس کریں گے کہ پوری حدیث کے اعادہ کی ضرورت نہیں تو اسے ہم دوبارہ بیان نہیں کریں گے۔

فَأَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ فَإِنَّا نَتَوَخّٰى أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِيْ هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوْبِ مِنْ غَيْرِهَا وَأَنْقٰى مِنْ أَنْ يَكُوْنَ نَاقِلُوْهَا أَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيْثِ وَإِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوْا لَمْ يُوْجَدْ فِيْ رِوَايَتِهِمُ اخْتِلَافٌ شَدِيْدٌ وَلَا تَخْلِيْطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيْهِ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَبَانَ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ فَإِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا أَخْبَارَ هٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ أَتْبَعْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ فِيْ

پس پہلے ہم قسم اوّل (طبقہ اولیٰ) کی احادیث کے بیان کا ارادہ کریں گے کہ ہم وہ احادیث انشاء اللہ پیش کریں جو عیوب (شذوذ و علل وغیرہ) سے پاک ہوں۔ اس بنیاد پر کہ ان کے رواۃ' روایت حدیث میں زیادہ صاحب استقامت اور حفظ و اتقان والے ہیں' کیونکہ انہوں نے ایسی روایت نقل کی ہیں جن میں نہ زیادہ اختلاف تھا (الفاظ وغیرہ کا) اور نہ ہی ان کی احادیث میں واضح خلط ملط ہے● جیسے کہ بہت سے محدثین کرامؒ اس باب میں لغزش کھاگئے ہیں اور یہ عیوب انکی مرویات میں واضح ہوگئے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ قول نقل کیا ہے کہ "مسلم نے اپنی صحیح میں یہ شرط رکھی ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو' ثقہ راوی دوسرے ثقہ سے نقل کر رہا ہو' (اول سے آخر تک تمام رواۃ ثقہ ہوں) اور وہ حدیث شذوذ اور علت سے بھی پاک ہو۔"

بعض علماء مثلاً: حاکم نیسابوریؒ، امام بیہقیؒ اور قاضی عیاض مالکیؒ وغیرہ نے یہ فرمایا ہے کہ امام مسلمؒ نے صرف طبقہ اولیٰ کی روایات اس کتاب میں لی ہیں۔ لیکن علامہ عثمانیؒ صاحب فتح الملہم نے فرمایا ہے کہ یہ قول صحیح نہیں کیونکہ دقت نظر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلمؒ نے طبقہ ثانیہ کی روایات بھی ذکر کی ہیں البتہ طبقہ ثالثہ کی روایات بالکل نہیں لیں۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ۔

حاشیہ صفحہ ہذا

● خلط سے مراد یہ ہے کہ پوری زندگی تو راوی کا حافظہ ٹھیک رہا لیکن اخیر عمر میں ان کے حافظہ میں کمی آگئی جس کی وجہ سے ایک حدیث کے الفاظ دوسری حدیث میں خلط کر کے روایت کر دیے۔ اصطلاح محدثین میں اسے "اختلاط" کہتے ہیں۔ زکریا

أَسَانِيدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ وَأَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَعْرُوفِينَ فَغَيْرُهُمْ مِنْ أَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِتْقَانِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضُلُونَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ لِأَنَّ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَفِيعَةٌ وَخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ

پھر جب طبقۂ اولیٰ کی تمام (مراد اکثر) احادیث کو جمع کرلیں گے تو اسکے بعد (طبقۂ ثانیہ کی) ایسی احادیث ذکر کریں گے جنکی اسانید میں ایسے رواۃ بھی موجود ہیں جو حفظِ حدیث اور ضبط واتقان میں قسمِ اول کے رواۃ جیسے نہیں ہیں۔ (اگرچہ یہ رواۃ ضبط واتقان میں طبقۂ اولیٰ کے رواۃ سے کم درجہ کے ہیں) لیکن بیانِ حدیث میں وہ صدق وعدالت اور علم سے متصف ہیں اور انکے اندر ایسی کوئی منافیٔ صدق وعدالت بات نہیں ہے جو انکی عدالت وثقاہت کو مجروح کرے جیسے کہ حضرت عطاءؒ بن السائب[1]، یزیدؒ بن ابوزیاد[2] اور لیث بن ابی سلیم[3] اور ان جیسے دوسرے حاملینِ احادیث وناقلینِ روایات وغیرہ اگرچہ اہلِ علم وعلماء حدیث کے نزدیک علم اور صدق وضبط وغیرہ میں معروف ہیں لیکن انکے علاوہ وہ دوسرے رواۃ جو انکے ہمعصر ہیں اور ہمارے بیان کردہ وصف ضبط واتقان کے بھی حامل ہیں فی الحال ایک درجہ زیادہ رکھتے ہیں ان رواۃ سے کیونکہ یہ صفت (ضبط واتقان) اہلِ علم کے نزدیک ایک بلند رتبہ اور ایک اعلیٰ خصلت ہے (جس سے طبقۂ ثانیہ کے رواۃ محروم ہیں)۔

أَلَا تَرَى أَنَّكَ إِذَا وَازَنْتَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءً وَيَزِيدَ وَلَيْثًا بِمَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ وَإِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي إِتْقَانِ الْحَدِيثِ وَالِاسْتِقَامَةِ فِيهِ وَجَدْتَهُمْ مُبَايِنِينَ لَهُمْ لَا يُدَانُونَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ فِي ذَلِكَ لِلَّذِي اسْتَفَاضَ عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَإِسْمَعِيلَ وَإِتْقَانِهِمْ لِحَدِيثِهِمْ

تمہارا کیا خیال ہے کہ جب تم ہمارے بیان کردہ ان تینوں رواۃ عطاءؒ بن السائب، یزیدؒ بن ابی زیاد، اور لیث بن ابی سلیم کا موازنہ اور تقابل منصور بن المعتمر، سلیمان الاعمش اور اسماعیل بن ابی خالد سے کروگے اتقانِ حدیث کے بارے میں تو انکے اور انکے درمیان بہت دور دراز کی مسافت کا فرق پاؤگے۔ یہ انکے بالکل قریب نہیں اور اس بارے میں اہلِ علم وعلماء حدیث کے درمیان کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ منصور[4]، سلیمان[5] اور اسماعیل[6] کا حفظ اور ضبط واتقان علماء حدیث کے نزدیک مسلّم ہے اور وہ علماء

---

[1] مشہور تابعی عالم اور محدث ہیں طبقۂ ثانیہ میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ اور حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت بیان کی ہیں جب کہ ان سے بھی بڑے بڑے علماء نے احادیث روایت کی ہیں جن میں سفیان ثوریؒ، شعبہ، حماد بن زید وغیرہ شامل ہیں۔ آخر عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا نہایت دیندار اور گریہ وزاری کرنے والے بزرگ تھے۔

[2] یزید بن ابوزیاد قرشی دمشقی، انہیں یزید بن زیاد بھی کہا جاتا ہے۔ علماء اسماء الرجال نے ان کی تضعیف کی ہے ابو حاتمؒ نے ضعیف اور نسائیؒ نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ ترمذیؒ نے ضعیف فی الحدیث کہا ہے علامہ عثمانیؒ شارح مسلم فرماتے ہیں کہ یہاں پر امام مسلمؒ کی مراد یزید بن ابوزیاد سے وہ قرشی دمشقی نہیں بلکہ یزید بن ابوزیاد الکوفی ہیں لیکن ان کے بارے میں بھی علماء رجال نے اعتماد کا اظہار نہیں کیا ہے۔

[3] لیث بن ابی سلیم الکوفیؒ ان کے بارے میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مضطرب الحدیث ہیں لیکن ان سے کافی لوگوں نے روایت حدیث کی ہیں۔ یہ تینوں طبقۂ ثانیہ کے رواۃ ہیں لیکن ضبط واتقان میں اعلیٰ نہیں ہیں اگرچہ ان میں صدق وعدالت کے منافی کوئی بات نہیں ہے۔ زکریا عفی عنہ۔

[4] منصور بن المعتمر تبع تابعی ہیں لیکن ضبط واتقان میں بقیہ دو حضرات سے فائق ہیں شاید اسی لئے امام مسلمؒ نے ترتیب میں انہیں ہی مقدم رکھا۔ عبدالرحمان بن مہدیؒ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ: "منصور أثبت أهل الكوفة" اہلِ کوفہ کے تمام رواۃ میں سب سے زیادہ...... جاری ہے

وَأَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَيَزِيْدَ وَلَيْثٍ وَفِيْ مِثْلِ مَجْرَى هٰؤُلَاءِ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَأَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ ابْنِ أَبِيْ جَمِيْلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ كَمَا أَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَأَيُّوْبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ بَعِيْدٌ فِيْ كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوْعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنَّ الْحَالَ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُوْنَ تَمْثِيْلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيْقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَرْتِيْبِ أَهْلِهِ فِيْهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِيْ حَقٍّ فِيْهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالى عليه و سلم أَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ)

رجال اس درجہ کا ضبط واتقان عطاء بن السائبؒ یزید بن ابی زیاد اور لیث بن سلیم میں نہیں معلوم کر پائے۔ جب تم ہم عصر علماء کے درمیان تقابل و موازنہ کرو گے تو ایسا ہی معاملہ ہو گا جیسے کہ ابن عونؒ اور ایوب السختیانی کا موازنہ عوفؒ بن ابی جمیلہ اور اشعث الحمرانی سے کیا جائے کہ یہ (عوف اور اشعث) دونوں حضرت حسن بصریؒ اور محمد بن سیرین کے مصاحبین میں سے ہیں جبکہ ابن عوف اور ایوب السختیانی بھی ان دو حضراتؒ کے مصاحبین میں سے ہیں لیکن ان دو اور ان دو کے درمیان زبردست بُعد ہے (ضبط واتقان کے اعتبار سے) کمال فضل اور صحت نقل و روایت میں۔ اگرچہ عوف اور اشعث کا صدق و امانت اہل علم کے نزدیک غیر معتبر نہیں لیکن حقیقت حال علماء کے نزدیک وہی ہے جو ابھی ہم نے ذکر کی (کہ فرق مرتبہ ضبط واتقان کا ہے 'عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث الحمرانی دونوں کثیر الروایہ بزرگ ہیں اور ابن سعد وغیرہ علماء نے انکی تعدیل کی ہے لیکن یہ دونوں مرتبہ میں ابن عوف اور ایوب السختیانی سے کم ہیں)۔

اور یہ جو ہم نے نام لیکر ان حضرات کی مثالیں بیان کی ہیں یہ اسلئے تاکہ یہ چیز ایک علامت اور نشانی بن جائے ان لوگوں کیلئے جنکے سامنے اہل علم و علماء حدیث کا طریقہ تعدیل مخفی ہے (کہ وہ کس طرح رواۃ کو حسب ضبط و حفظ مختلف مراتب و درجات میں متفاوت و مرتب کرتے ہیں) اور (اسکے جاننے کے بعد) کسی بلند مرتبہ والے کا رتبہ کم نہ کیا جائے اور علم کے اعتبار سے کم رتبہ والے کو اسکے مرتبہ سے بلند نہ کیا جائے اور ہر صاحب حق کو اسکا حق دیدیا جائے اور ہر ایک کو اسکے مرتبہ پر رکھا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم

گذشتہ صفحہ سے پیوستہ

ضبط واتقان والے منصور بن المعتمر ہیں۔

⑨ سلیمان الاعمش۔ ان کا پورا نام سلیمان بن مہران فاسری الکاہلی ہے تابعی ہیں حضرت انسؓ کی زیارت کی ہے کوفہ میں پیدا ہوئے۔ سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: سلیمان الاعمش اپنے اقران و ہم عصر علماء میں سب سے آگے تھے۔ چار خصائل کے اعتبار سے ۱۔ قرآن حکیم کے سب سے بڑے عالم تھے ۲۔ حدیث کے سب سے زیادہ حافظ تھے ۳۔ علم فرائض و میراث کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور ایک خصلت اور ذکر کی۔

⑩ اسمٰعیل بن ابی خالد مشہور تابعی ہیں۔ کئی صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ہے مثلاً: حضرت انس بن مالکؓ، حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ وغیرہ۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ سے تو حدیث بھی روایت کی ہے۔

ابو نعیم الاصفہانی نے اپنی "حلیۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ بارہ صحابہؓ کرام کی زیارت فرمائی۔ سفیان ثوریؒ سمیت متعدد علماء جرح و تعدیل نے ان کی تثبیت کی ہے۔

فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو انکے مراتب اور مقام پر رکھیں (کسی کا مقام بڑھائیں یا گھٹائیں نہیں)۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسکی تائید کر رہا ہے **وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ** ہر صاحب علم سے بڑھ کر بھی کوئی علم والا ہے۔

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوْهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مُتَّهَمُوْنَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيْجِ حَدِيْثِهِمْ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِسْوَرٍ أَبِيْ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوْسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَصْلُوْبِ وَغِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو أَبِيْ دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ بِوَضْعِ الْأَحَادِيْثِ وَتَوْلِيْدِ الْأَخْبَارِ وَكَذٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلَى حَدِيْثِهِ الْمُنْكَرُ أَوِ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيْثِهِمْ وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِيْ حَدِيْثِ الْمُحَدِّثِ إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيْثِ عَلَى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيْثِهِ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُوْرَ الْحَدِيْثِ غَيْرَ مَقْبُوْلِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِيْ

سو ہم ان مذکرہ بالا طریقوں کے مطابق تمہاری مطلوبہ احادیث رسول اللہ ﷺ کو جمع کرتے ہیں۔ ان احادیث میں سے وہ احادیث جو ایسے رواۃ سے مروی ہیں جو تمام اہل علم یا اکثر اہل علم کے نزدیک متہم بالکذب ہیں تو ان کی روایت کی ہم تخریج نہیں کریں گے۔ جیسے: عبداللہ بن مسور ابو جعفر المدائنی، عمرو بن خالد، عبدالقدوس الشامی، محمد بن سعید المصلوب، غیاث بن ابراہیم، سلیمان بن عمرو، ابوداؤد النخعی اور ان جیسے دوسرے رواۃ جو وضع حدیث اور من گھڑت روایات واحادیث پیدا کرنے کے الزام سے متہم ہیں۔

اسی طرح وہ رواۃ جنکی مرویات میں منکر اور غلط احادیث کی کثرت ہو انکی مرویات سے بھی ہم اجتناب کریں گے۔ اصطلاح محدثین میں حدیث منکر کی علامت یہ ہے کہ جب کسی محدث کی روایت کو دوسرے اصحاب ضبط واتقان رواۃ کی احادیث پر پیش کیا جائے اور ان کا تقابل وموازنہ کیا جائے تو اسکی روایت ان حفظ واتقان والے رواۃ کی روایت کے بالکل مخالف پائی جائے یا اس کا کچھ حصہ موافق اور غالب حصہ مخالف پایا جائے۔ (ایسی حدیث کو "منکر" کہا جاتا ہے) اور جب کسی راوی کی اکثر (غالب) روایات منکر ہوں تو وہ "مہجور الحدیث" ہو جائیگا نہ تو اسکی بیان کردہ روایات کو قبول کیا جائیگا اور نہ ہی اسکی مرویات مستعمل (عند المحدثین) ہوں گی۔[1]

---

[1] حدیث منکر "اصطلاح محدثین" میں راوی کی ایسی حدیث کو کہتے ہیں جو دوسرے ثقہ راویوں سے بھی مروی ہو لیکن اپنے الفاظ ومعانی میں اس راوی کی روایت دوسرے ثقات کی روایات سے بالکلیہ مخالف ہو یا غلباً مخالف ہو۔

حدیث منکر کا حکم یہ ہے کہ اس حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے مقابلہ میں دوسرے ثقات کی روایت کو قبول کیا جائے گا یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حدیث کا منکر ہونا اور بات ہے اور اس راوی کا منکر الحدیث ہونا الگ بات ہے۔

امام مسلمؒ کی عبارت سے بھی یہی واضح ہے کیونکہ انہوں نے حدیث کے منکر ہونے کی علامت بیان کی کہ محدث کی کسی حدیث کو جب دوسری محدثین کی اسی روایت سے موازنے کے لئے پیش کیا جائے اور وہ محدثین خوف ضبط واتقان والے ہوں تو اس کی بیان کردہ روایت ان اصحاب ضبط واتقان کی روایت سے مخالف پڑ جائے اس طرح کہ دونوں کی روایت میں موافق ممکن نہ ہو لیکن ہو تو لیکن بڑی مشکل سے تو اس محدث کی اس حدیث کو "منکر" کہا جائے گا۔ لیکن لازمہ نہیں کہ وہ راوی بھی منکر الحدیث ہو کیونکہ دیکھا جائے گا کہ اس راوی کی اکثر مرویات منکر ہیں یا نہیں؟ اگر اس کی غالب مرویات منکر ہوں تو اسے "مجہور الحدیث" قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ (جاری ہے)

أُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوْفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِيْ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيْثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلٰى حَدِيْثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِيْ نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِيْ قَبُوْلِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيْثِ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ فِيْ بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمْعَنَ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وُجِدَ كَذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِيْ جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ لِحَدِيْثِهِ وَحَدِيْثِ غَيْرِهِ أَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ.

سو اس قسم کے رواۃ میں سے مثلاً: عبداللہ بن المحرر[1]، یحییٰ بن ابی انیسہ[2]، جراح[3] بن منہال ابوالعطوف، عباد بن کثیر[4]، حسین بن عبداللہ[5] بن ضمیرہ، عمر بن صہبان[6] وغیرہ اور وہ رواۃ ہیں جو منکر احادیث کے روایت کرنے میں انکے نقش قدم پر چلیں۔ پس ہم ان رواۃ کی احادیث نہیں لائیں گے اور نہ ہی انکی مرویات کی طرف مشغول ہوں گے کیونکہ ہر وہ حدیث جسکو ایک راوی روایت کرے اس کی روایت کو قبول کرنے کے بارے میں اہل علم نے ایک شرط لگائی ہے اور اس بارے میں انکا یہی مذہب معلوم ہے کہ اس راوی کی اس حدیث کے اکثر حصہ یا پوری حدیث میں دوسرے ثقات اس کے شریک اور متابع ہوں۔ پھر جب یہ شرط پائی جائے اور اس کے بعد وہ راوی اپنی روایت میں کسی ایسی چیز کا اضافہ کردے جو دوسری رواۃ ثقات کی روایات میں نہ ہو تو اسکی زیادتی قبول کی جائے گی۔

البتہ اگر تم یہ دیکھو کہ کوئی زھری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلالت شان والے راوی سے جو کثیر التلامذہ ہیں اور ان کے تمام تلامذہ بڑے اعلیٰ پائے کے حفاظ اور اصحاب ضبط واتقان ہیں روایت کرتا ہے اور اسکے ساتھ دوسرے رواۃ کی حدیث بھی بیان کردے یا ھشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہر وہ حدیث جو منکر ہوں تو اس کا راوی بھی منکر الحدیث اور متروک الحدیث قرار پائے۔ کیونکہ ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ کسی محدث سند ایک راوی کی ایک حدیث پر "منکر" ہونے کا حکم لگایا لیکن اسی راوی کی دوسری احادیث قبول کیں۔ جیسے امام ابوداؤدؒ نے حدیث نزع خاتم پر منکر ہونے کا حکم لگایا ہے لیکن اس کے راوی ھمام بن یحییٰ کو ثقہ قرار دیا ہے اور اہل صحاح نے ان سے روایات لی ہیں۔ زکریا

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] ابن حبانؒ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے انتہائی نیک بندے تھے لیکن تنگدستی میں جھوٹ بول جاتے تھے اور نا سمجھی میں اسانید کے اندر الٹ پھیر کر دیا کرتے تھے۔ حلال بن العلاء نے فرمایا کہ وہ منکر الحدیث ہیں۔

[2] عمرو بن علی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ: صدوق ہیں لیکن حدیث میں وہم ہو جاتا ہے۔ ان کی روایات کے ترک پر اصحاب حدیث کا اجماع ہے۔ یعقوب بن سفیان نے فرمایا کہ: ضعیف ہیں۔

[3] جراح بن منہالؒ کے بارے میں احمدؒ نے فرمایا کہ: اہل غفلت میں سے ہیں۔ بخاریؒ و مسلمؒ نے فرمایا کہ منکر الحدیث ہیں دار قطنیؒ نے فرمایا کہ متروک الحدیث ہیں۔

[4] عباد بن کثیر۔ ابوزرعہؒ نے فرمایا کہ ان کی احادیث کو ضبط نہ کیا جائے۔ احمدؒ نے فرمایا کہ یہ حسن بن عمارہ اور ابوشیبہ سے زیادہ خراب ہیں بروایت حدیث کے اعتبار سے۔

[5] امام مالکؒ نے ان کی تکذیب کی ہے۔ ابوحاتمؒ نے فرمایا کہ متروک الحدیث ہیں۔ بخاریؒ نے منکر الحدیث اور ضعیف قرار دیا ہے۔

[6] بخاریؒ نے انہیں منکر الحدیث فرمایا۔ نوویؒ نے فرمایا کہ تمام اہل حدیث ان کی روایت ترک کرنے پر متفق ہیں۔ زکریا

القدر راوی کی روایت بیان کرے۔

وَحَدِيْثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوْطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيْثَهُمَا عَلَى الْاِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ فَيَرْوِي عَنْهُمَا أَوْعَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيْثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا وَ لَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيْحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُوْلُ حَدِيْثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

اور ان دونوں بزرگوں کی روایت اہل علم میں معروف و متداول اور مشترک ہیں اور انکے شاگرد ان دونوں کی اکثر روایات بالکل اتفاق کے ساتھ بغیر کسی فرق (کثیر) کے بیان کرتے ہیں تو اگر کوئی ان دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے متعدد ایسی احادیث روایت کرے جو ان کے دوسرے تلامذہ کو معلوم نہ ہوں اور وہ راوی ان تلامذہ کی دوسری صحیح روایات میں بھی ان کا شریک نہ ہو تو رواۃ کی اس قبیل کی روایات کو قبول کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيْثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيْلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا سَنَزِيْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَرْحًا وَإِيْضَاحًا فِيْ مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِيْ يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيْضَاحُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

یہ تو ہم نے حدیث کے بارے میں اہل الحدیث کا مذہب بقدر مقصود بیان کر دیا ہے اس شخص کے لئے جو ان حضرات کی راہ پر چلنا چاہے اور اس کو اس کی توفیق بھی عطا ہو اور عنقریب ہم کتاب کے ان مقامات میں جہاں احادیث معللہ کا بیان ہوگا اس کی مزید شرح و وضاحت بھی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلَوْلَا الَّذِيْ رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيْعِ كَثِيْرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا فِيْمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيْرًا مِمَّا يَقْذِفُوْنَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ وَمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّيْنَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْيِيْزِ وَالتَّحْصِيْلِ وَلٰكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْأَسَانِيْدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُوْلَةِ وَقَذْفِهِمْ بِهَا

اور اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اگر ہم کسی شخص کے اس غلط طرز عمل کو نہ دیکھتے جو اپنے آپ کو محدث بھی گردانتا ہے اور احادیث ضعیفہ و روایات منکرہ بیان کرتا ہے اور ان صحیح روایات کے نقل کرنے پر اکتفا نہیں کرتا جو ایسے معروف ثقہ راویوں سے جو اپنی سچائی اور امانت داری میں مشہور ہیں منقول ہیں علاوہ ازیں کہ وہ جانتا بھی ہے کہ ان احادیث کی اکثریت جو وہ عوام الناس کو سناتا پھرتا ہے منتکر ہے اور ایسے لوگوں سے مروی ہے جن سے روایت کی مذمت ائمہ اہل حدیث نے کی ہے مثلاً: امام مالکؒ بن انس نے، شعبہ بن الحجاج، سفیان بن عیینہ، یحیی بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ ائمہ کرام نے تو ہمارے واسطے اس مشکل کام کے لئے جس کی تم نے خواہش کی تھی کہ صحیح احادیث کو سقیم سے جدا اور ممتاز کر دیا جائے اپنے آپ کو کھڑا کرنا آسان نہ ہوتا۔ لیکن اسی وجہ سے جو ہم نے تمہیں بتلائی کہ لوگ منکر احادیث کو ضعیف اور مجہول اسانید کے ساتھ ان جاہل عوام الناس میں بیان کرتے پھرتے ہیں جنہیں ان احادیث (اور ان کی اسانید) کے عیوب کی خبر بھی نہیں ہمارے واسطے تمہارے

إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِيْنَ لَا يَعْرِفُوْنَ عُيُوْبَهَا خَفَّ عَلَى قُلُوْبِنَا إِجَابَتُكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ.

مطالبہ کو پورا کرنا آسان ہو گیا۔[1]

باب وجوب الرواية عن الثقات و ترك الكذابين

باب روایت حدیث میں ثقہ رواۃ سے روایت کرنا اور معروف بالکذب کی روایات سے اجتناب واجب ہے

وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللّٰهُ تَعَالَى أَنَّ الْوَاجِبَ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ التَّمْيِيْزَ بَيْنَ صَحِيْحِ الرِّوَايَاتِ وَسَقِيْمِهَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِيْنَ لَهَا مِنَ الْمُتَّهَمِيْنَ أَنْ لَا يَرْوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالسِّتَارَةَ فِي نَاقِلِيْهِ وَأَنْ يَتَّقِيَ مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ أَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالدَّلِيْلُ عَلَى أَنَّ الَّذِيْ قُلْنَا مِنْ هٰذَا هُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرُهُ:

جان لو (اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق عطا فرمائے) ہر وہ شخص جو صحیح و سقیم روایات میں تمیز کرنے کی معرفت رکھتا ہو اور ثقہ رواۃ کو متہم (وہ رواۃ جن پر کسی قسم کی تہمت لگائی گئی ہو کذب یا فسق وغیرہ کی) سے جدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے رواۃ سے روایت نہ کرے سوائے ان احادیث کے جو اپنی اصل اور مخرج کے اعتبار سے صحیح ہوں اور انکے ناقلین کے عیوب پر پردہ پڑا ہوا ہو۔ اور ان لوگوں کی روایت سے احتراز کرے جن پر تہمت لگائی گئی ہو (علماء حدیث کی طرف سے کذب، بدعت یا فسق وغیرہ کی) اور ضدی و متعصب بدعتیوں کی روایت سے بھی احتراز کرے۔[2] ہمارے اس قول کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ

---

[1] کیونکہ ایسے رواۃ کی غلط روایات سے امت میں گمراہی پھیلنے کی اور امت کو گمراہی سے بچانا اور دین متین کی حفاظت کرنا ہمارا اہم فریضہ اور منصب ہے۔ اس وجہ سے اس مشکل کام کو کرنے کی ہمت ہم نے اپنے اندر پیدا کی اور شدید محنت طلب کام پر کمربستہ ہوگئے اور خدا نے اسے ہمارے لیے آسان کردیا۔

[2] بدعتی کی روایت کے قبول اور عدم قبول کے بارے میں علماء حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ شارح مسلم علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ اگر کسی بدعتی کی بدعت نے اسے کفر تک پہنچادیا ہو تو اسکی روایت کے عدم قبول پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ جہاں تک اس بدعتی کا تعلق ہے جو کفر کی حد تک نہیں پہنچا ہے اس کے بارے میں علماء حدیث مختلف آراء رکھتے ہیں۔
یہاں کتاب میں جو مذہب بیان کیا گیا وہ امام مسلم کا ہے۔ وہ بدعتی جو غیر کفریہ بدعات میں مبتلا ہو نہ ہی اپنے مذہب کی ترویج کے لئے جھوٹ کو مباح سمجھتا ہو اور نہ ہی متعصب ہو تو اس کے بارے میں بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اس کی روایت قبول کی جائے گی جب کہ اس کے برعکس دوسرے علماء عدم قبول کے قائل ہیں۔ لیکن حق اور انصاف کا راستہ ان دونوں کے درمیان ہے اور وہ یہ کہ اگر وہ بدعتی اپنی بدعات کا داعی ہو تو اس کی روایت قبول نہ کی جائے گی اور داعی نہ ہو تو قبول کی جائے گی۔
اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ بدعتی کی روایت اس وقت تک قبول کی جائے گی جب تک وہ اپنے مذہب کی تقویت والی روایات بیان نہ کرے اور اگر وہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جس سے اس کے مذہب کو تقویت پہنچے مثلاً: کوئی بدعتی نذر لغیر اللہ یا منت و چڑھاوے وغیرہ کی روایت بیان کرے یا کوئی ناصبی بھی اپنے مذہب سے متعلق روایت بیان کرتا ہے یا کوئی مرجئی ارجاء سے متعلق کوئی روایت کرتا ہے تو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ علامہ سیوطی کا مذہب ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ نے بھی شرح نخبۃ الفکر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔
یہاں یہ واضح رہے کہ بدعتی کے مفہوم میں یہاں پر روافض بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی غالی رافضی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو تو اس کی روایت کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ البتہ جو اہل بدعت غیر متعصب اور غیر ضدی ہیں اور اپنی بدعات کی تائید میں روایات بھی نہیں بیان کرتے تو ان کی روایات کو مکمل چھان پھٹک کے بعد قبول کیا جائے گا۔ (جاری ہے)

فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ

وَقَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ:

بِنَبَاءٍ (الحجرات ۴۹/۶)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں تم کسی قوم پر جا پڑو (حملہ کر کے اسے نقصان پہنچاؤ) پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے پھرو۔

(معلوم ہوا کہ کسی فاسق کی خبر کو بغیر تحقیق کے قبول کرنا جائز نہیں)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ﴾

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ (البقرۃ ۲/۲۸۲)

جن گواہوں پر تم راضی ہو جاؤ

وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ:

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾

وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ ـ

اور اپنے درمیان سے دو اصحاب عدل مردوں کو گواہ بنالو۔

(الطلاق ۶۵/۲)

فَدَلَّ بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاٰيِ اَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ وَاَنَّ شَهَادَةَ غَيْرِ الْعَدْلِ مَرْدُوْدَةٌ

پس یہ آیاتِ مبارکہ جو ہم نے ذکر کی ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ فاسق آدمی کی خبر ساقط اور غیر مقبول ہے اور اسی طرح غیر عادل کی گواہی بھی مردود ہے۔

وَالْخَبَرُ اِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِيْ بَعْضِ الْوُجُوْهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِيْ اَعْظَمِ مَعَانِيْهِمَا اِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا اَنَّ شَهَادَتَهٗ مَرْدُوْدَةٌ عِنْدَ جَمِيْعِهِمْ وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلٰى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْاٰنِ عَلٰى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ

اور اگرچہ روایتِ حدیث اپنے معنی کے اعتبار سے شہادت (گواہی) کے معنی سے مختلف ہے لیکن دونوں اپنے اکثر مفاہیم و معانی میں مشترک ہیں (مثلاً: اسلام، عقل، بلوغ، عدالت، مروت ضبط و اتقان وغیرہ) کیونکہ فاسق کی حدیث اہل علم کے نزدیک غیر معتبر و غیر مقبول ہے جیسے کہ باجماع اہل علم اس کی گواہی بھی مردود ہے' اور حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ احادیثِ منکرہ کو قبول نہ کیا جائے بالکل اسی طرح جیسے قرآن کریم نے فاسق کی خبر کے قبول

(گذشتہ سے پیوستہ)

چنانچہ خود صحیحین میں ایسے بہت سے حضرات کی روایات موجود ہیں جن پر تہمت بدعت لگائی گئی لیکن چونکہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کی کڑی شرائط پر وہ پورے اترتے تھے اور مذکورہ بالا عیوب سے پاک تھے تو ان کی مرویات کو قبول کیا گیا۔

علامہ سیوطیؒ نے "تدریب الراوی" میں ایسے تمام رواۃ کی فہرست بھی بیان فرمائی ہے جن پر بدعت کی تہمت کے باوجود صحیحین میں انکی مرویات موجود ہیں مثلاً ابراہیم بن طہمان' ایوب بن عائذ الطائی' عمرو بن ذرۃ' محمد بن حازم' یونس بن بکیر وغیرہ۔ ان پر ارجاء کی تہمت ہے۔ اسی طرح حصین بن نمیر الواسطی' اسحاق بن سوید العدوی' قیس بن ابی حازم وغیرہ پر ناصبی ہونے کا الزام ہے' اسی طرح اسماعیل بن ابان' ابو الکثر کی عبدالرزاق بن ہمام' علی بن الجعد وغیرہ وہ رواۃ ہیں جن پر تشیع کا الزام لگا ہے لیکن چونکہ علماء حدیث کا فیصلہ ہے کہ اگر ایسے رواۃ کی روایات انکے مذاہب کی تائید میں نہیں تو وہ مقبول عند المحدثین ہوں گی لہٰذا صحیحین میں ان کی روایات سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ واللہ اعلم

کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيْثٍ يُرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ

اور وہ مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے میری طرف منسوب کر کے کوئی حدیث بیان کی اور اس (راوی) کو معلوم ہو کہ یہ جھوٹی ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔"

حَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ أَيْضًا قَالَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ أَبِيْ شَبِيْبٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور حضرت سمرہؓ بن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی: رسول اللہ ﷺ سے جھوٹی حدیث منسوب کرنا بدترین گناہ ہے۔

بـاب تغليظ الكـذب عـلى رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ سے جھوٹی حدیث منسوب کرنا بدترین گناہ ہے

١ ..... وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُم يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ

١ ..... حضرت ربعیؓ بن حراش سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر جھوٹ مت باندھو اس لئے کہ جس نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ آگ میں داخل ہوگا۔"

٢ ..... وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِيْ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

٢ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک مجھے صرف اس بات نے کثرت روایت احادیث سے روک رکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جس نے عمداً مجھ سے جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

٣ ..... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

٣ ..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا (جھوٹی بات میری طرف منسوب کی) اسے چاہئے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔"

٤ ..... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِيْ

٤ ..... حضرت علی بن ابی ربیعہ الوالبی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ

قَالَ ثنا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ ثنا عَلِيُّ بْنُ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيُّ قَالَ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِيْرَةُ أَمِيْرُ الْكُوْفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

مسجد میں آیا اس زمانہ میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے (اور اس وقت مسجد میں خطبہ دے رہے تھے) مغیرہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "مجھ سے جھوٹ منسوب کرنا کسی عام آدمی سے جھوٹ منسوب کرنے کی طرح نہیں ہے۔ (کہ جس کے بارے میں چاہا غلط اور جھوٹ اس کی طرف منسوب کردیا اور اس سے اس کے ایمان پر کوئی اثر نہ پڑا بلکہ) جس نے میری طرف عمداً جھوٹ منسوب کیا اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (کیونکہ اس کے دخول جہنم میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے)"

٥ ..... وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْأَسَدِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ

۵ ... حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے یہی روایت دوسری سند کے ساتھ مروی ہے اسمیں یہ ذکر نہیں ہے کہ: "مجھ سے جھوٹ منسوب کرنا کسی عام آدمی کی طرح نہیں ہے۔"

باب النهي عن الحديث بكل ما سمع

باب... ہر سنی سنائی کو بیان کردینا ممنوع ہے

٦ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نا أَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۶ حضرت حفصؓ بن عاصم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان کے جھوٹا ہونے کو یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی کو بیان کردے" (اس سند سے یہ حدیث مرسلاً مروی ہے کیونکہ حفص بن عاصم تابعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں)۔

٧ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ نا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ

۷ دوسرے طرق میں حفصؒ بن عاصم یہ حدیث سیدنا ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں۔

٨ وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۸ ... حضرت ابوعثمان النہدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ "انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی کو بیان کرتا پھرے۔"

۹..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِي مَالِكٌ اِعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۹..... ابن وھبؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام مالکؒ نے فرمایا کہ: جان لو! وہ آدمی جو ہر سنی سنائی کو بیان کردے کبھی (جھوٹ سے) محفوظ نہیں رہ سکتا' اور وہ آدمی جو ہر سنی سنائی کو بیان کردے کبھی امام نہیں بن سکتا۔"

۱۰..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

۱۰..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "انسان کے جھوٹا ہونے کو یہی بات کافی ہے کہ وہ تمام سنی سنائی باتوں کو بیان کرتا پھرے۔"

۱۱..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ حَتّٰى يُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ

۱۱..... حضرت عبدالرحمٰنؒ بن مہدی فرماتے ہیں کہ "آدمی جب تک ہر سنی سنائی بات کو بیان نہ کرنے کا پابند نہ ہو جائے اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہو سکتا کہ اسکی اقتدا کی جائے"۔ (امام نہیں ہو سکتا)۔

۱۲..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً وَفَسِّرْ حَتّٰى أَنْظُرَ فِيمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِيَ احْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ إِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَّ مَا حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكُذِّبَ فِي حَدِيثِهِ

۱۲..... سفیان بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایاس بن معاویہ نے کہا کہ میں تمہیں قرآن کریم کے علم کے حصول میں بڑی کلفت اٹھاتے دیکھتا ہوں۔ ذرا میرے سامنے ایک سورت پڑھ کر اس کی تفسیر تو بیان کرو تاکہ مجھے تمہاری علمیت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے جو بات اب کہوں گا اسے اچھی طرح یاد رکھنا وہ یہ کہ بیانِ حدیث میں شناعت[1] سے بچنا۔ کیونکہ جو بھی شناعت فی الحدیث اختیار کرتا ہے وہ اپنی نظر میں ہی ذلیل ہو جاتا ہے اور روایتِ حدیث میں اسکی تکذیب کی جاتی ہے۔

۱۳..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ

۱۳..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: کسی قسم سے ایسی احادیث بیان کرنا جو ان کی عقل و فہم سے ماورا ہوں ان میں سے بہت سوں کیلئے فتنہ کا باعث ہو سکتا ہے[2]۔"

---

[1] یعنی غیر مصدقہ احادیث کی روایت سے بچنا۔ مراد اس سے "احادیث منکرہ" ہیں۔ اور منکر احادیث روایت کرنے سے راوی کی بھی تکذیب کی جاتی ہے لہٰذا اسی بات کو واضح کیا ہے۔

[2] معلوم ہوا کہ ایسی احادیث جن کا مفہوم و مطلب ہر آدمی نہیں سمجھ سکتا ان کا بیان کرنا عام آدمی کے سامنے مناسب نہیں ہوتا۔ کیونکہ جن احادیث کا مطلب ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا وہ ان کا غلط مفہوم از خود نکال لیں گے جس سے گمراہی پھیلے گی۔ جیسے کہ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کا یہ قول منقول ہے کہ "میں نے حضور علیہ السلام سے دو برتن (وعاء) بھرے ہیں (علم کے) ان میں سے ایک برتن میں نے بیان کر کے خالی کر دیا (یعنی احادیث لوگوں سے بیان کر دیں) البتہ جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے اگر اسے بھی بیان کر دوں تو میرا نرخرہ کاٹ دیا جائے یعنی ان میں سے اکثر باتیں عوام کے ذہن میں سما نہیں سکتی لہٰذا وہ ان کا غلط مطلب اخذ کریں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی احادیث کو عوام الناس میں نہیں بیان کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ۔

بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً

باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها

باب ضعیف رواۃ سے روایتِ حدیث ممنوع ہونے اور ایسے رواۃ کی احادیث کے تحمل میں احتیاط کا بیان

١٤...... وحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْهَانِئٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِيْ أُنَاسٌ يُحَدِّثُوْنَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ

۱۴...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے اخیر میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی (من گھڑت) احادیث بیان کریں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے آباؤ اجداد نے سنا ہوگا' پس تم ان سے بچتے رہنا۔"

١٥...... وحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيْلَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ

۱۵...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "آخر زمانہ میں کچھ دجال صفت لوگ ہوں گے' جھوٹے ہوں گے' تمہارے سامنے ایسی احادیث لائیں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے آباؤ اجداد نے سنا ہوگا' ان سے بچتے رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں' تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔"

١٦...... وحَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ قَالَ نَا وَكِيْعٌ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبَدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِيْ مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ

۱۶...... عامرؒ بن عبدہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا: "شیطان کسی آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آتا ہے اور ان سے جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے۔ جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو جس کی شکل و صورت میں پہچانتا ہوں اور اس کے نام سے واقف نہیں ہوں یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے۔" (اسطرح غلط سلط باتیں احادیث کے طور پر عوام میں پھیل جاتی ہیں)۔

١٧...... وحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِيْنَ

۱۷...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: "بیشک سمندر میں بہت سے شیاطین قید ہیں جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے زنجیروں میں جکڑ کر رکھا ہے۔ قریب ہے کہ وہ نکلیں اور

مَسْجُوْنَةٌ اَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ يُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَاَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا

لوگوں کو قرآن سنائیں۔❶"

۱۸...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَسَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَعِيْدٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هٰذَا اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِيْ بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيْثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيْثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا اَدْرِيْ اَعَرَفْتَ حَدِيْثِيْ كُلَّهُ وَاَنْكَرْتَ هٰذَا اَمْ اَنْكَرْتَ حَدِيْثِيْ كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هٰذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ لَمْ يُكْذَبْ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ تَرَكْنَا الْحَدِيْثَ عَنْهُ

۱۸...... حضرت طاؤس (مشہور تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ یہ شخص (بشیرؒ بن کعب) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آئے اور ان سے احادیث بیان کرنے لگے۔ ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا کہ فلاں فلاں حدیث دوبارہ بیان کرو۔ انہوں نے دوبارہ بیان کر دیں اور فرمایا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے میری تمام احادیث کو معروف (صحیح) تصور کیا اور ان احادیث کو (جو میں نے دوبارہ بیان کیں) منکر جانا ہے یا سابقہ تمام احادیث کو منکر گردانا اور ان احادیث کو معروف (صحیح) جانا ہے؟ تو ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا کہ: ہم لوگ حضور اقدس ﷺ سے اس وقت حدیث بیان کیا کرتے تھے جب کہ جھوٹ نہیں بولا جاتا تھا پھر جب لوگ ہر اچھی اور بری راہ پر سوار ہو گئے (یعنی ہر طرح کی صحیح و غلط اور رطب و یابس احادیث بیان کرنے لگے) تو ہم نے احادیث کی روایت ترک کر دی۔"

۱۹...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَالْحَدِيْثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَّا اِذَا رَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَذَلُوْلٍ فَهَيْهَاتَ

۱۹ ... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ احادیث کو حفظ کیا کرتے تھے اور حضور علیہ السلام کی احادیث طیبہ اسی لائق ہیں کہ انہیں حفظ کیا جائے۔ البتہ جب تم ہر سخت اور نرم راہ پر سوار ہو گئے تو بس اب تمہاری احادیث کا اعتبار ختم ہو گیا (اب ہم تمہاری مرویات کی توثیق نہیں کریں گے)۔

۲۰ ..... وحَدَّثَنِي اَبُوْ اَيُّوْبَ سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغَيْلَانِيُّ قَالَ نَا اَبُوْ عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ قَالَ نَا رَبَاحٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذَنُ لِحَدِيْثِهِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَالِيْ لَا اَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيْثِيْ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا

۲۰...... حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بشیرؒ بن کعب العدوی حضرت ابن عباسؓ کے پاس حاضر ہوئے اور احادیث بیان کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا... لیکن حضرت ابن عباسؓ نے نہ ان کی طرف گوش بر آواز ہوئے نہ ہی نظر التفات فرمائی تو انہوں نے فرمایا کہ اے ابن عباس! مجھے کیا ہوا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ میری بات نہیں سنتے ہیں' میں آپ سے حضور ﷺ کی احادیث بیان کر رہا ہوں اور آپ نہیں سن رہے؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: ایک وقت وہ تھا کہ جب ہم کسی آدمی کو یہ کہتے سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو ہم فوراً اس کی طرف

---

❶ وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے غلط قرآن سنائیں گے حقیقت میں وہ قرآن نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنی طرف سے مختلف ادھر ادھر کی باتیں جمع کر کے سنائیں گے جس سے لوگ گمراہ ہوں گے۔

كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ابْتَدَرَتْهُ أَبْصَارُنَا وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِآذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُولَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ

متوجہ ہوتے اور ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے۔ پس جب تم لوگ ہر سخت و نرم راہ پر سوار ہوگئے تو ہم اب لوگوں کی کوئی بات قبول نہیں کرتے سوائے ان احادیث کے جو ہمیں (براہ راست) معلوم ہیں۔

۲۱...... حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ قَالَ نَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا وَيُخْفِي عَنِّي فَقَالَ وَلَدٌ نَاصِحٌ أَنَا أَخْتَارُ لَهُ الْأُمُورَ اخْتِيَارًا وَأُخْفِي عَنْهُ قَالَ فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ فَيَقُولُ وَاللهِ مَا قَضَى بِهَذَا عَلِيٌّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ضَلَّ

۲۱...... حضرت ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو خط لکھا اور ان سے مطالبہ کیا میرے واسطے ایک کتاب لکھ دیں (احادیث جمع کر دیں) اور (اسمیں ان احادیث کو) چھپالیں (جن میں کلام ہے اور عام آدمی انکے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے انہیں نہ جمع کریں)۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ لڑکا (ابن ابی ملیکہ) اچھی نصیحت کرنے والا ہے (خیر خواہ ہے) میں اسکے واسطے احادیث منتخب کروں گا (جو اس کیلئے نافع ہوں گی) اور بہت سی احادیث چھپالوں گا۔ پھر ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے فیصلوں (کی کتاب) کو منگوایا اور اسمیں سے کچھ باتیں لکھنے لگے اور بہت سی باتوں پر سے سرسری سے گزرتے چلے گئے (یعنی انہیں لکھا نہیں) اور انکے بارے میں ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم! علیؓ نے یہ فیصلے نہیں کیے اگر کیے تو وہ بھٹک گئے۔ ❶

۲۲...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ أُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ ؓ فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرَ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ

۲۲...... حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ کے پاس ایک کتاب لائی گئی جس میں حضرت علیؓ کے قضایا جمع کیے گئے تھے تو ابن عباسؓ نے ان میں سے اکثر مٹاڈالے ماسوا ایک ہاتھ کے برابر۔ سفیان بن عیینہ نے اشارہ کیا کہ ایک ہاتھ کے برابر (جو صحیح تھے)۔

۲۳...... حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ لَمَّا أَحْدَثُوا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ ؓ قَالَ

۲۳...... حضرت ابواسحاقؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ کے بعد لوگوں نے اپنی جانب سے غلط سلط باتیں پیدا کیں (حضرت علیؓ سے غلط روایات منسوب کر کے شائع کیں) تو حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے

❶ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے جو یہ لکھا کہ بہت سی باتیں چھپالیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی وہ احادیث مبارکہ جن میں علماء نے کلام کیا ہے اور ان کے بارے میں قیل و قال ہے تو وہ احادیث میرے واسطے نہ لکھیں کیونکہ ممکن ہے بہت سے لوگ ان سے غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔
ابن عباسؓ کے قول کہ حضرت علیؓ نے یہ فیصلے نہیں کئے اگر وہ کرتے تو غلط راہ پر جا پڑتے" اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرت علیؓ کے فیصلے نہیں ہیں کیونکہ یہ غلط ہیں اور چونکہ حضرت علیؓ ہرگز گمراہ نہیں تھے لہٰذا یہ فیصلے بھی غلط ہیں۔
اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب اتنیا حضرت علیؓ کی خود مرتب کردہ نہیں تھی اور بعض لوگوں نے ان کے بعد ان کے قضایا کو جمع کر دیا تھا اور ان سے منسوب کر کے غلط سلط روایات جمع کر دی تھیں۔ آئندہ آنے والی روایات سے بھی احقر کی اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اسی لئے ابن عباسؓ نے انہیں لغو اور باطل قرار دیا تھا۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَيَّ عِلْمٍ أَفْسَدُوا

ایک نے فرمایا کہ اللہ ان لوگوں کو تباہ و برباد کرے کس علم (علم حدیث) کو انہوں نے بگاڑ کر رکھ دیا۔

۲۴..... حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلَى عَلِيٍّ ﷺ فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ

۲۴ حضرت ابو بکرؒ بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے مغیرہؒ بن شعبہ سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے کہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد) جو لوگ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات بیان کرتے تھے ان کی روایات کی تصدیق نہ کی جاتی تھی الا یہ کہ وہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں سے مروی ہو (کیونکہ اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ تمام کے تمام ثقات تھے جب کہ دوسرے رواۃ نے حضرت علیؓ کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے بیان کرنی شروع کر دی تھیں)۔

باب بيان ان الاسناد من الدين وان الرواية لا تكون الا عن الثقات وان جرح الرواة بما هو فيهم جائز بل واجب وانه ليس من الغيبة المحرمة بل من الذب عن الشريعة المكرمة

باب...... سند کا بیان بھی دین کا ہی حصہ اور دین میں شامل ہے[1]

۲۵..... حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ هِشَامٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ

۲۵ حضرت محمد بن سیرینؒ[2] فرماتے ہیں کہ یہ علم (حدیث) دین ہے پس تم یہ (بنظر غائر) دیکھا کرو کہ کن لوگوں سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔[3]

۲۶..... حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ

۲۶ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پچھلے دور میں (قرن اول میں) لوگ اسناد کے بارے میں نہیں پوچھا کرتے تھے (کیونکہ لوگوں میں ورع و تقویٰ اور علم و عمل غالب تھا) لیکن جب فتنے وقوع پذیر ہونے لگے (خوارج، نواصب، روافض، مرجئہ وغیرہ کے) تو علماء حدیث

---

[1] حدیث کی سند بیان کرنا دین کا حصہ ہے کوئی غیر ضروری چیز نہیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ روایت صرف ثقہ راویوں سے کی جائے ضعفاء سے روایت جائز نہیں۔ اور راویوں کے بارے میں جرح و تعدیل ضروری ہے اور جرح جائز بلکہ واجب ہے اور اگر اس جرح میں کسی کی کوئی بری بات بیان ہو جائے تو یہ غیبت محرمہ کے زمرہ میں نہیں آتی بلکہ یہ تو عین ثواب اور دین متین کا دفاع ہے۔

[2] محمد بن سیرین مشہور تابعی ہیں۔ علم حدیث کے بڑے امام تھے اور فن تعبیر الرؤیا میں تو آپ کا ثانی کوئی نہیں تھا۔

[3] کیونکہ دین صرف ان لوگوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے جو نہایت قابل اعتماد ہوں دین اور ایمان کے اعتبار سے۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "اسعاف المبطا برجال الموطا" میں فرمایا ہے۔ معن بن عیسیٰ نے فرمایا امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے کہ چار قسم کے آدمیوں سے علم حاصل نہیں کرنا چاہئے ان کے علاوہ سب سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے ۱۔ بیوقوف سے ۲۔ خواہش پرست انسان سے جو اپنی خواہشات کی طرف بلاتا پھرتا ہو ۳۔ جھوٹے شخص سے جو عام گفتگو میں جھوٹ بولتا ہو اگرچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں جھوٹا مشہور نہ ہو تب بھی اس سے علم حاصل کرنا جائز نہیں ۴۔ ایسے شیخ سے جو نہایت نیک و متقی ہو لیکن جو احادیث وہ بیان کرتا ہو ان کے بارے میں اسے صحیح علم نہ ہو۔

السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ

نے فرمایا کہ ہم سے اپنے رجال (اسناد) بیان کرو (جن سے تم نے حدیث حاصل کی) تاکہ دیکھا جائے کہ وہ اہل سنت میں سے ہیں تو ان کی احادیث کو قبول کیا جائے گا اور اہل بدعت میں سے ہیں تو ان کی حدیث کو رد کر دیا جائے گا۔

۲۷ ...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ نَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِي فُلَانٌ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ إِنْ كَانَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ

۲۷ ...... سلیمان بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں (ایک بار) حضرت طاؤسؒ سے ملا اور ان سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے ایسی ایسی حدیث بیان کی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تمہارا ساتھی جو تم سے بیان کر رہا ہے) صاحب اعتبار ہے (ثقہ ہے ضبط واتقان میں اعلیٰ پائے کا ہے اور اسکے اوپر اعتماد کیا جا سکتا ہے) تو اسکی حدیث کو قبول کیا جائیگا۔

۲۸ .. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيَّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا قَالَ إِنْ كَانَ صَاحِبُكَ مَلِيًّا فَخُذْ عَنْهُ

۲۸ .. سلیمان بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے طاؤسؒ سے کہا کہ فلاں نے مجھ سے ایسی ایسی احادیث بیان کیں ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تمہارا ساتھی قابل اعتماد اور ثقہ ہو تو اس کی حدیث قبول کر لو۔

۲۹ .. حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ نَا الْأَصْمَعِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِائَةً كُلُّهُمْ مَأْمُونٌ مَا يُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِيثُ يُقَالُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهِ

۲۹۔ حضرت ابوالزنادؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں سو ایسے اشخاص پائے جو سب کے سب ہر عیب سے مامون تھے لیکن ان سے حدیث نہیں لی جاتی تھی اور ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ اس قابل نہیں ہیں (کہ ان سے روایت حدیث کی جائے)۔

۳۰ .. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا الثِّقَاتُ

۳۰۔ حضرت مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوائے ثقات رواۃ کے اور کوئی حدیث بیان نہیں کر سکتا۔

۳۱ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ مِنْ أَهْلِ مَرْوَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا

۳۱ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اسناد (کا بیان کرنا) دین کا حصہ ہے اور اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کا جو دل چاہتا کہتا پھرتا۔[1]

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان

[1] جب اسناد کی پابندی لازم ہوئی تو اب ہر کس و ناکس کا قول معتبر نہیں بلکہ جو علم اسماء الرجال کی کڑی شرائط پر پورا اترے گا اور ثقاہت و متانت دیانت و امانت، ورع و تقویٰ، زہد و ریاضت، حفظ و اتقان میں اعلیٰ درجہ کا ہوگا اسی کی روایت معتبر ہوگی۔

الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ قَالَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَقُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْإِسْنَادَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ عِيسَى الطَّالَقَانِيَّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَ إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ يَا أَبَا إِسْحٰقَ عَمَّنْ هٰذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ شِهَابِ بْنِ خِرَاشٍ فَقَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ إِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيهَا أَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلٰكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ

قوائم ہیں یعنی اسناد۔[1] حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ الطالقانی" فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہؒ بن مبارک سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمان! یہ حدیث کیسی ہے جو حضور علیہ السلام سے منقول ہے (اس کا درجہ کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اوپر تلے کی نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ اپنے (مرحوم) والدین کے لئے بھی نماز پڑھو اور اپنے روزہ کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزہ رکھو۔"؟ تو عبداللہؒ بن مبارک نے ان سے فرمایا اے ابو اسحاق! یہ حدیث کس سے مروی ہے؟ میں نے کہا یہ تو شہاب بن خراش کی حدیث ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ثقہ ہے۔ انہوں نے کس سے روایت کی؟ میں نے کہا حجاج بن دینار سے۔ فرمایا کہ ثقہ ہے انہوں نے کس سے روایت کی؟ میں نے عرض کیا کہ انہوں نے براہ راست حضور علیہ السلام سے نقل کی۔ تو ابن مبارکؒ نے فرمایا اے ابو اسحاق! حجاج بن دینار اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان بڑے طویل صحرا اور بیابان ہیں جن کے اندر اونٹوں کی گردنیں تھک کر ختم ہو جاتی ہیں۔ البتہ (میت کے ایصال ثواب کیلئے) صدقہ دینے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔[2]

باب الكشف عن معايب رواة الحديث و ناقلي الاخبار و قول الأئمة في ذالك

باب رواۃِ حدیث اور ناقلین آثار کے عیوب کا بیان اور اس بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال

وَقَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ شَقِيقٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلٰى رُءُوسِ

حضرت عبداللہؒ بن مبارک بر سر عام یہ کہا کرتے تھے کہ عمروؒ[3] بن ثابت کی احادیث کو چھوڑ دو کیونکہ یہ شخص سلف صالحین کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ حدیث کو حیوان سے مشابہت دی جس طرح جانور بغیر قوائم یعنی پائے کے بغیر کھڑا نہیں ہو سکتا اسی طرح حدیث بھی بغیر اسناد کے معتبر نہیں ہو سکتی۔

[2] عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ یہ حدیث قابل حجت و دلیل نہیں ہے کیونکہ اس میں حجاج بن دینار اور حضور علیہ السلام کے درمیان کئی ثقہ رواۃ ہیں جنہیں حجاج نے چھوڑ دیا ہے 'بڑے بڑے صحرا و بیابان سے یہی مراد ہے' لہٰذا یہ حدیث کہ مرحوم والدین کی طرف سے نماز روزہ پڑھنا چاہئے 'صحیح نہیں۔ البتہ ابن مبارکؒ نے آگے یہ فرمایا کہ ہاں مرحومین کی طرف سے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ البتہ جہاں تک بدنی عبادات (نماز' روزہ) کا تعلق ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک بدنی عبادات نفلی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔ جب کہ جمہور علماء کے نزدیک نفلی عبادات بدنیہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ شافعی مسلک کے محققین نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے کہ عبادات بدنیہ نفلیہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

[3] عمرو بن ثابت کے بارے میں علماء اسماء الرجال نے بڑے سخت الفاظ کہے ہیں ابن معینؒ نے فرمایا: ليس بشيء۔ امام نسائی" نے فرمایا کہ: متروک الحدیث ہے۔ ابن حبانؒ نے فرمایا کہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ: رافضی ہے خبیث ہے۔ عجلی نے فرمایا: غالی شیعہ ہے۔

النَّاسِ دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ

۳۲ ... و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا أَبُو عَقِيلٍ صَاحِبُ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا أَجَابَهُ

۳۲... ابو عقیل صاحب بہیہ[1] کہتے ہیں کہ میں قاسم بن عبید اللہ اور یحییٰ بن سعید کے پاس بیٹھا تھا کہ یحییٰ نے قاسم سے کہا کہ: تمہارے جیسے آدمی کیلئے یہ بڑی خراب بات ہے کہ تم سے دین کے معاملہ میں کوئی سوال کیا جائے اور تمہارے پاس اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو اور نہ ہی اس کے بارے میں تمہیں کوئی علم ہو۔ قاسم کہنے لگے وہ کیوں؟ یحییٰ نے کہا کہ تم ہدایت کے دو بڑے ائمہ کے بیٹے ہو۔ ابو بکر صدیق اور عمر فاروقؓ کے (قاسم صدیق اکبرؓ کے پڑنواسے اور عمر فاروقؓ کے پڑپوتے تھے۔ اسی بناء پر بیٹے کہا) تو قاسمؒ نے ان سے فرمایا کہ: اس سے زیادہ بری بات اس شخص کے نزدیک جسے خدا نے عقل سے نوازا ہو یہ ہے کہ میں بغیر علم[2] کے کوئی بات کہہ دوں یا کسی غیر ثقہ راوی سے حدیث حاصل (کر کے اسے بیان) کروں ابو عقیل کہتے ہیں یہ سن کر یحییٰ بن سعید بالکل خاموش ہو گئے اور کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

۳۳... و حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ أَخْبَرُونِي عَنْ أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ أَنَّ أَبْنَاءً لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ سَأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فِيهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَاللهِ إِنِّي لَأُعْظِمُ أَنْ يَكُونَ مِثْلُكَ وَأَنْتَ ابْنُ إِمَامَيِ الْهُدَى يَعْنِي عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ تُسْأَلُ عَنْ أَمْرٍ لَيْسَ عِنْدَكَ فِيهِ عِلْمٌ فَقَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَاللهِ عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا أَبُو عَقِيلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِينَ قَالَا ذَلِكَ

۳۳... ابو عقیل صاحب بہیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے کسی بیٹے (مراد پوتا ہے) سے لوگوں نے کوئی ایسی بات پوچھی جس کے بارے میں ان کو کوئی علم نہیں تھا۔ تو یحییٰ بن سعید نے ان سے فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے یہ بہت شاق گزرا کہ تم جیسے کے پاس اس بارے میں کوئی علم نہیں حالانکہ تم دو ائمہ ہدایت کے بیٹے (مراد پوتے اور پڑپوتے) ہو یعنی حضرت عمرؓ کے پڑپوتے اور ابن عمرؓ کے پوتے ہو۔ تم سے کوئی بات پوچھی جائے اور اس بارے میں تمہیں کوئی علم نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ: اللہ عزوجل کے نزدیک اور اس شخص کے نزدیک جسے اللہ نے عقل سے نوازا ہو یہ بات بہت زیادہ بڑی ہے کہ میں بغیر علم کے کوئی بات کہوں یا کسی غیر ثقہ راوی کی حدیث بیان کر دوں اور اس گفتگو کے وقت ابو عقیل یحییٰ ابن

---

[1] ابو عقیل کا نام یحییٰ بن متوکل الضریر ہے۔ یہ بہیہ نامی عورت جو حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایات بیان کرتی تھیں کہ آزاد کردہ غلام تھے اور علماء رجال نے ان کی تضعیف کی ہے۔

[2] حاصل اس کا یہ ہے کہ دین کے بارے میں بغیر علم کے یا بغیر محقق و معتمد سند کے کوئی بات کہنا بہت ہی سخت گناہ اور شدید برا عمل ہے بہ نسبت یہ کہنے کے کہ: لا ادری میں نہیں جانتا۔ کیونکہ اپنے عدم علم کا اعتراف بھی علم ہے اور صاحب عظمت کا کام ہے اور بغیر علم کے علمیت کا دعویٰ سب سے بڑا جہل ہے جس سے بڑے بڑے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

التوکل موجود تھے۔

۳۴...... وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَبُو حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ

۳۴...... یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ مالک رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو حدیث کے معاملہ میں ثبت اور ثقہ نہ ہو کہ کوئی آدمی مجھ سے آکر اس غیر ثقہ کے بارے میں سوال کرتا ہے (تو میں کیا کہوں؟) انہوں نے فرمایا کہ اسے وضاحت سے بتلادوں کہ فلاں شخص ثبت اور ثقہ نہیں ہے (یعنی اس کے عیب کو چھپاؤ نہیں)۔

۳۵...... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ يَقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا نَزَكُوهُ إِنَّ شَهْرًا نَزَكُوهُ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ يَقُولُ أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوا فِيهِ

۳۵...... نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ ابن عون سے شہر بن حوشب کے بارے میں پوچھا گیا (کہ انکی روایت کا کیا حکم ہے؟) اور نضر بن شمیل اس وقت دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ شہر بن حوشب کے بارے میں علماء رجال نے طعن کیا ہے اور ان کی احادیث کے بارے میں کلام کیا ہے شہر بن حوشب کے بارے میں لوگوں نے طعن و کلام کیا ہے۔

(مسلم کے بہت سے رواۃ نے ترکوہ روایت کیا ہے لیکن صحیح "نذکوہ" ہے جسکے معنیٰ ہیں چھوٹے نیزہ سے مارنا۔ مراد جرح وطعن ہے)۔

۳۶...... حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا شَبَابَةُ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ وَقَدْ لَقِيتُ شَهْرًا فَلَمْ أَعْتَدَّ بِهِ.

۳۶...... شعبہؒ بیان کرتے ہیں، میں شہر سے ملا لیکن ان کی روایت کو قابل اعتبار نہیں سمجھا۔

۳۷...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ مِنْ أَهْلِ مَرْوَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ فَتَرَى أَنْ أَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ

۳۷...... حضرت عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ سے کہا کہ یہ عباد بن کثیر جسکے حال سے آپ واقف ہیں کہ (ضعیف ہے) جب وہ حدیث بیان کرتا ہے تو ایک مصیبت ساتھ لاتا ہے (احادیث منکرہ اور واہی تباہی کہتا ہے) تو آپ کا کیا خیال ہے؟ میں لوگوں سے کہہ دوں کہ عباد سے روایات نہ لیں (اس کی روایت قبول نہ کریں) سفیانؒ نے فرمایا کہ ہاں! کیوں نہیں (یعنی ضرور ایسا کرو) عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ پھر جب میں کسی مجلس میں ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں اسکی دینداری کی تعریف کرتا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا کہ اس کی روایات مت قبول کرو۔ (کیونکہ دینداری ایک الگ چیز ہے جبکہ روایت حدیث ایک بالکل مختلف امر ہے جس میں حفظ وضبط واتقان کا زیادہ اعتبار ہے)۔

۳۸...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ

۳۸...... عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار

قَالَ أَبِي قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ انْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ فَقَالَ هٰذَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ فَاحْذَرُوهُ

شعبہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ عباد بن کثیر ہے اس (کی روایات) سے احتراز کرو۔

۳۹ و حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ سَأَلْتُ مُعَلَّى الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الَّذِي رَوَى عَنْهُ عَبَّادٌ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عَلَى بَابِهِ وَ سُفْيَانُ عِنْدَهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَذَّابٌ

۳۹ ... فضل بن حرمل فرماتے ہیں کہ میں معلی الرازی سے محمد بن سعید جن سے عبادہ بن کثیر روایت حدیث کیا کرتے تھے کہ بارے میں سوال کیا تو انہوں نے عیسیٰ بن یونس کے حوالہ سے کہا کہ انہوں نے فرمایا: میں عبد کے دروازہ پر کھڑا تھا اور سفیان بھی اسکے پاس تھے۔ جب سفیان باہر نکلے تو میں نے ان سے عباد کے بارے میں سوال کیا' تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ جھوٹا ہے۔

٤٠...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَفَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ نَرَ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَّابٍ فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ لَمْ تَرَ أَهْلَ الْخَيْرِ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مُسْلِمٌ يَقُولُ يَجْرِي الْكَذِبُ عَلَى لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكَذِبَ

۴۰ محمد بن یحییٰ بن سعید القطان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے (یحیٰ بن سعید نے) فرمایا کہ: ہم نے صلحاء (درویش و صوفی منش لوگوں) کو کسی چیز میں اتنا جھوٹا نہیں دیکھا جتنا کہ روایت حدیث میں۔ ابن ابی عتاب کہتے ہیں کہ پھر میں محمد بن یحییٰ بن سعید القطان سے ملا اور ان سے اسی بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اپنے والد (یحییٰ بن سعید) کے حوالہ سے کہا: تم صلحاء و صوفی لوگوں کو روایت حدیث میں سب سے زیادہ جھوٹا دیکھو گے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قول کا مطلب و مراد یہ ہے کہ جھوٹ ان کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے اور وہ قصداً وعمداً کذب فی الحدیث نہیں کرتے (کیونکہ کوئی مسلمان جانتے بوجھتے کذب فی الحدیث یا کذب علی النبی علیہ السلام کا ارتکاب نہیں کر سکتا)۔[1]

٤١ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنِي خَلِيفَةُ بْنُ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَأَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ فَإِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ

۴۱... خلیفہ بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں غالب بن عبیداللہ کے پاس داخل ہوا تو اس نے مجھے املاء حدیث کروانا شروع کیا کہ حدثنی مکحول .. اس اثناء میں اسے پیشاب کی حاجت ہوئی (جب وہ پیشاب کو چلا گیا تو) میں اٹھا اور اس کی کراسہ (کاپی) میں دیکھا تو وہاں لکھا تھا حدثنی ابان عن انس وابان عن فلان (پس میں نے اس سے روایت حدیث ترک کر دی)۔[2]

[1] مقصد امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ یہ حضرات صلحاء عمداً کذب فی الحدیث نہیں کرتے بلکہ لاعلمی اور صحیح و سقیم احادیث میں امتیاز کی عدم معرفت کی وجہ سے نادانستہ کذب فی الحدیث کا ارتکاب کر گزرتے ہیں، کیونکہ وہ عبادت واشغال میں مصروف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فضائل اعمال کی اکثر احادیث ضعیف یا منکر ہیں' قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ یہ صلحاء اپنے تئیں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ احادیث بیان کر کے وہ کوئی نیک عمل کر رہے ہیں۔

[2] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ

(امام مسلمؒ خود فرماتے ہیں کہ) میں نے حسن بن علی الحلوانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عفان کی کتاب میں ھشام ابوالمقدام عن عمر بن عبدالعزیز کی حدیث دیکھی۔ ھشام نے کہا کہ مجھ سے ایک آدمی نے جسے یحییٰ بن فلاں کہا جاتا تھا بیان کیا محمد بن کعب کے حوالہ سے۔
میں نے عفان سے کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ ھشام نے اس حدیث کو محمد بن کعب سے براہ راست سنا۔ عفان کہنے لگے کہ ھشام کو اسی حدیث نے مبتلائے جرح کر دیا۔
کبھی تو وہ کہتے کہ یحییٰ بن محمد نے مجھ سے بیان کیا اور اسکے بعد دعویٰ کیا کہ انہوں نے محمد بن کعب سے یہ حدیث سنی۔ [1]

٤٧...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُولُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ انْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِي يَدِكَ مِنْهُ - قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا

۴۷..... عبداللہ بن عثمان بن جبلہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہؒ بن مبارک سے کہا کہ یہ کون شخص ہیں جو آپ سے حضرت عبداللہؓ بن عمرو کی حدیث روایت کرتے ہیں عیدالفطر یوم الجوائز کے بارے میں؟ [2]
انہوں نے فرمایا کہ وہ سلیمان [3] بن الحجاج ہیں۔ تم یہ دیکھو تم نے ان سے کیا حاصل کیا ہے (یعنی سلیمان سے کچھ نہ کچھ حدیث ضرور حاصل کرنی چاہئے کیونکہ وہ ثقہ اور عمدہ راوی ہیں۔ یہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان کی تعریف بیان کی ہے)۔ عبداللہ بن قہزاذ کہتے ہیں کہ میں نے وھب بن زمعہ کو سفیان بن عبدالملک کا تذکرہ کرتے سنا۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

● کیونکہ اس کے قول و فعل میں تضاد سامنے آگیا کہ مجھ سے تو مکحول کی روایت املاء کرا رہا تھا جب کہ حقیقتاً وہ ابان کی روایات تھیں۔ لہٰذا اس غلط بیانی کی وجہ سے میں نے اس سے حدیث کی روایت ترک کر دی۔
اور غالب بن عبیداللہ کے بارے میں علماء رجال نے جرح کی ہے چنانچہ ابن معینؒ اور دار قطنی وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔ زکریا عفی عنہ

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] یعنی تضاد اور اختلاف بیان کی بناء پر علمائے رجال نے ان پر جرح کی ہے کیونکہ انہیں اس کا قطعی علم ہی نہیں کہ کس سے انہوں نے حدیث روایت کی ہے۔

[2] اس سے مراد وہ حدیث ہے جو حضور علیہ السلام سے مروی ہے۔ اسے نوویؒ نے حافظ ابن عساکرؒ کی کتاب میں روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے کناروں پر آجاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اپنے رحیم رب کی طرف چلو جو خیر کا حکم دیتا ہے اور زبردست اجر عطا فرماتا ہے۔ اس نے تمہیں حکم دیا تم نے روزے رکھے اور تم نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی پس اب اپنے انعامات قبول کرو۔ اور جب نمازی نماز عید سے فارغ ہو جاتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز لگاتا ہے "اپنے گھروں کو بامراد لوٹو" بے شک میں نے تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا"۔ اور اس دن کا نام "یوم الجوائز" رکھا جاتا ہے۔

[3] سلیمان بن الحجاج مشہور محدث ہیں ابن حبانؒ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ان پر کوئی جرح نہیں فرمائی۔

فَجَعَلْتُ اَسْتَحْيِي مِنْ اَصْحَابِي اَنْ يَرَوْنِي جَالِسًا مَعَهُ كُرْهَ حَدِيثِهِ

روح[1] بن غطیف کو دیکھا ہے جنہوں نے دم قدر درہم[2] والی حدیث روایت کی ہے۔ اسکے بعد میں نے ان کی مجلس میں بیٹھنا شروع کر دیا۔ پھر مجھے اپنے ساتھیوں سے شرم آنے لگی کہ وہ مجھے اسکے ساتھ بیٹھا ہوا نہ دیکھ لیں کیونکہ روح کی احادیث کو مکروہ سمجھا جاتا تھا۔[3]

۴۳...... حَدَّثَنِي ابْنُ قُهْزَاذَ قَالَ سَمِعْتُ وَهْبًا يَقُولُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ بَقِيَّةُ صَدُوقُ اللِّسَانِ وَلٰكِنَّهُ يَأْخُذُ عَمَّنْ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ

۴۳...... ابن قہزاذ فرماتے ہیں کہ میں نے وھب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سفیان نے عبداللہ بن المبارک سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا بقیہ (بن ولید کلاعی) صدوق اللسان (سچے) ہیں لیکن وہ ہر قسم کے (ثقات و ضعاف) رواۃ سے روایت کرتے ہیں۔[4]

۴۴...... وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْاَعْوَرُ وَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ اَحَدُ الْكَذَّابِيْنَ الْهَمْدَانِيُّ وَكَانَ كَذَّابًا

۴۴...... مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عامر بن شرحبیل شعبیؒ نے فرمایا کہ مجھ سے حارث اعور نے حدیث بیان کی۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ حالانکہ شعبیؒ گواہی دیتے تھے اس بات کی کہ وہ (حارث اعور) جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔[5]

---

[1] روح بن غطیف: علماء اسماء الرجال نے ان کی تضعیف کی ہے۔ چنانچہ یحیٰ بن معین نے انہیں کہا کہ واہی ہے۔ امام نسائی نے فرمایا کہ "متروک" ہیں دار قطنی نے فرمایا: بہت زیادہ منکر الحدیث ہیں۔ ابو حاتم نے فرمایا: ثقہ نہیں ہیں۔

[2] اس سے مراد حدیث ابی ھریرۃ ہے جو انہوں نے مرفوعاً روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "نماز قدر درھم کی صورت میں لوٹائی جائے گی" یعنی اگر کپڑے پر خون لگ جائے تو قدر درھم سے کم معاف ہے اور قدر درھم کی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ لیکن یہ حدیث صحیح نہیں۔ علماء حدیث کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔ کذا فی شرح النووی۔

[3] روح بن غطیف کی علماء رجال نے چونکہ تضعیف کی ہے اس لئے ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ ایسے شخص کی مجلس میں بیٹھنا میرے لئے باعث شرم تھا کیونکہ میرے ساتھیوں میں سے اگر کوئی دیکھ لیتا تو وہ سمجھ جاتا کہ میں اس سے احادیث روایت کرتا ہوں حالانکہ علماء حدیث اس سے روایت کو ناپسند کرتے تھے۔ تو وہ کہیں مجھ سے بھی روایت کو ناپسند نہ کریں اسلئے مجھے شرم آتی تھی اور میں نے پھر اس کی مجالست چھوڑ دی۔

[4] بقیہ بن ولید کلاعی: محدثین اور اسماء الرجال کے علماء نے ان کی تضعیف کی ہے اور کچھ علماء نے کہا ہے کہ ان کی حدیث لی جا سکتی ہے بہر حال ان کے بارے میں علماء کو تردد ہے۔

[5] حارث اعور کے بارے میں بعض علماء حدیث نے تعریفی کلمات کہے اور اس کی تعدیل کی چنانچہ احمد بن صالح مصری نے فرمایا: حارث اعور ثقہ ہے ابن ابی داؤد نے فرمایا کہ: حارث افقہ الناس ہیں۔ لیکن رجال کے ائمہ حققین مثلاً ابن معین، ابن عدی اور ابن حبان وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔ ابن حبان نے فرمایا کہ غالی شیعہ تھا۔ اور حدیث میں واہی جا ہی کہنے والا تھا اور اکثر علماء نے اسکی تضعیف کی ہے۔ اب یہاں پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر حارث اعور کذاب تھا تو شعبیؒ نے اس سے حدیث کیوں بیان کی؟ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علماء حدیث اس جیسے کاذب لوگوں کی احادیث بھی قبول کرتے ہیں لیکن احتجاج اور دلیل پکڑنے کے لئے نہیں بلکہ صحیح و غلط، سقیم و حسن میں تمیز کرنے کے لئے اور اس واسطے تاکہ متعلقہ حدیث کے تمام طرق اور اسناد کا علم ہو جائے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ کاذب راوی کسی مدلس حدیث کو صحیح اور ضعیف کو قوی نہ بنادے، اور چونکہ علماء تو احادیث صحیحہ سے باخبر ہیں اور ان کے سامنے ہر حدیث اور اس کے اندر غلط راویوں کی وجہ سے آئے ہوئے عیوب بالکل ظاہر ہوتے ہیں لہٰذا انہیں ایسے کاذب رواۃ سے روایت حدیث میں کوئی نقصان نہیں۔ جب کہ وہ دلیل لینے کے لئے نہ ہو۔ واللہ اعلم

٤٥...... حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مُفَضَّلٍ عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْاَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ

۴۵...... شعبی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حارث اعور نے حدیث بیان کی اور شعبی گواہی دیا کرتے تھے کہ حارث اعور جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

٤٦...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْاٰنُ هَيِّنٌ اَلْوَحْيُ اَشَدُّ

۴۶...... ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ علقمہؒ (مشہور تابعی ہیں) نے فرمایا: میں نے قرآن کریم دو سال میں پڑھا' تو حارث نے کہا کہ قرآن کریم آسان ہے جبکہ وحی مشکل ہے۔

٤٧...... وَ حَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا اَحْمَدُ يَعْنِي ابْنَ يُوْنُسَ قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ وَالْوَحْيَ فِيْ سَنَتَيْنِ اَوْ قَالَ الْوَحْيَ فِيْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ وَ الْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ

۴۷...... ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حارث نے کہا: میں نے قرآن کو تین سال میں سیکھا اور وحی کو دو سال میں۔ یا کہا وحی کو تین سال میں سیکھا اور قرآن کو دو سال میں۔

٤٨...... وَ حَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْمُغِيْرَةِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اتُّهِمَ

۴۸...... ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حارث متّھم (بالکذب والتشیّع) ہے۔

٤٩...... وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مُرَّةُ الْهَمْدَانِيُّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ اقْعُدْ بِالْبَابِ قَالَ فَدَخَلَ مُرَّةُ وَاَخَذَ سَيْفَهُ قَالَ وَاَحَسَّ الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَذَهَبَ

۴۹...... حضرت حمزہؒ زیات فرماتے ہیں کہ مرۃ الہمدانی نے حارث اعور سے کوئی بات سنی (غلط اور موضوع حدیث سنی ہوگی غالباً) تو مرہ نے اس سے کہا کہ ذرا تم دروازہ پر بیٹھو (میں ابھی آیا) مرہ گھر میں گئے اور تلوار اٹھائی۔ حارث نے محسوس کر لیا کہ کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے تو بھاگ کھڑا ہوا۔

٥٠...... وَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِيَّاكُمْ وَالْمُغِيْرَةَ بْنَ

۵۰...... ابن عونؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم نے ہم سے فرمایا کہ تم لوگ مغیرہ [1] بن سعید اور ابو عبدالرحیم [2] (کی روایات) سے بچو کیونکہ وہ

---

[1] مغیرہ بن سعید: یہ رافضی تھا کذاب تھا۔ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ: دجال احرق بالنار زمن النخعی وادعی النبوۃ۔ یعنی یہ دجال ہے ابراہیم نخعیؒ کے زمانہ میں یہ زندہ جلایا گیا تھا کیونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابن عدیؒ نے فرمایا کہ کوفہ میں اس سے زیادہ ملعون کوئی نہیں تھا حضرت علیؓ پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھنے والا یہی شخص تھا۔ ہمیشہ اہل بیت پر جھوٹ باندھا کرتا تھا یعنی ان سے جھوٹی روایات منسوب کرتا تھا۔ میزان الاعتدال فی مراتب الرجال میں ہے کہ اس سے کہا گیا کیا حضرت علیؓ مردوں کو زندہ کر سکتے تھے؟ کہنے لگا کہ خدا کی قسم! وہ اگر چاہتے تو عاد و ثمود کو بھی زندہ کر دیتے۔

[2] ابو عبدالرحیم۔ اس کی کنیت ہے نام شقیق الضبی الکوفی القاص تھا۔ ابو عبدالرحمن السلمیؒ اس کی مذمت کیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ابو عبدالرحیم جس سے احتراز کا ابراہیم نے حکم دیا وہ شقیق الضبی نہیں بلکہ اس کا نام سلمہ بن عبدالرحمن نخعی ہے۔

سَعِيدٍ وَأَبَا عَبْدِ الرَّحِيمِ فَإِنَّهُمَا كَذَّابَانِ

دونوں کذاب ہیں۔

۵۱...... وَ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ قَالَ نَا عَاصِمٌ قَالَ كُنَّا نَأْتِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ أَيْفَاعٌ فَكَانَ يَقُولُ لَنَا لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ أَبِي الْأَحْوَصِ وَإِيَّاكُمْ وَشَقِيقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيقٌ هٰذَا يَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِأَبِي وَائِلٍ

۵۱..... حضرت عاصمؒ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی نوجوانی ولڑکپن کے زمانہ میں حضرت ابو عبدالرحمٰن السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ تو وہ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ قصاص (قصہ گو) لوگوں کے پاس مت بیٹھا کرو سوائے ابوالاحوص کے اور شقیق سے بچا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ شقیق خوارج کی طرف میلان رکھتا تھا۔ اور یہ ابووائل نہیں ہیں۔[1]

۵۲...... حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ لَقِيتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيدَ الْجُعْفِيَّ فَلَمْ أَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ

۵۲...... جریرؒ فرماتے ہیں کہ میں جابر بن یزید الجعفی سے ملا ہوں لیکن اس سے حدیث نہیں لکھی کیونکہ وہ رجعت[2] کا اعتقاد رکھتا تھا۔

۵۳...... حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا مِسْعَرٌ قَالَ نَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ قَبْلَ أَنْ يُحْدِثَ مَا أَحْدَثَ

۵۳..... مسعرؒ کہتے ہیں کہ جابر بن یزید نے ہم سے حدیث بیان کی ہے اس بدمذہبی سے قبل جو اس نے ایجاد کی (اس سے مراد وہی "ایمان بالرجعۃ" ہے)۔

۵۴...... وَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ فَلَمَّا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ فَقِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ الْإِيمَانَ بِالرَّجْعَةِ

۵۴..... سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ لوگ جابر کی احادیث کا تحمل (روایت) کیا کرتے تھے اس کی بدمذہبیت ظاہر کرنے سے قبل۔ پھر جب اس نے اپنی اعتقادی ظاہر کردی تو لوگوں نے اس کو حدیث کے بارے میں متہم قرار دے دیا۔ اور بعض نے تو اس کی روایت کو بالکل ترک کردیا۔ سفیانؒ سے پوچھا گیا کہ اس نے کیا (بداعتقادی) ظاہر کی تھی؟ فرمایا کہ "ایمان بالرجعۃ"۔ (جس کا ذکر گزر چکا ہے)۔

۵۵ ... وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو يَحْيَى

۵۵ جابر بن یزید جعفی کہتا ہے کہ میرے پاس ستر ہزار احادیث ہیں

---

[1] شقیق سے مراد وہی ابو عبدالرحیم شقیق الضبی ہے۔
امام مسلمؒ نے جو یہ فرمایا کہ "یہ ابووائل نہیں ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ شقیق سے مراد وہ مشہور تابعی شقیق بن سلمہ ابووائل الاسدی نہیں ہیں بلکہ شقیق ضبی ہے۔

[2] "رجعت" روافض اور اہل تشیع کا ایک خود ساختہ باطل عقیدہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بادلوں میں زندہ چھپے بیٹھے ہیں اور جب ان کی اولاد میں جو "مزعومہ" امام برحق پیدا ہوگا (مہدی موعود) تو وہ ان شیعوں کو آسمان سے پکار کر اس امام برحق کی معاونت کا حکم دیں گے۔
جابر جعفی جس کا یہ عقیدہ تھا کے بارے میں علماء رجال نے تضعیف میں تشدد اختیار کیا ہے چنانچہ ابن معینؒ نے فرمایا کہ کذاب ہے اور ایک جگہ فرمایا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فرمایا: میں اب تک جن (کاذب) رواۃ سے بھی ملا ہوں ان میں سب سے زیادہ کاذب اور جھوٹا جابر جعفی ہے۔ ابن حبان نے فرمایا کہ یہ سبائی تھا عبداللہ بن السباء کا ساتھی تھا۔ ذکرہ عفی عنہ

الْجِمَّانِيُّ قَالَ نَا قَبِيصَةُ وَأَخُوهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا الْجَرَّاحَ بْنَ مَلِيحٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ عِنْدِي سَبْعُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهَا

اور سب کی سب ابو جعفر[1] عن النبی علیہ السلام کے طریق سے ہیں۔

۵۶..... وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ زُهَيْرًا يَقُولُ قَالَ جَابِرٌ أَوْ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ إِنَّ عِنْدِي لَخَمْسِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَيْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيثٍ فَقَالَ هَذَا مِنَ الْخَمْسِينَ أَلْفًا

۵۶　　زہیرؒ کہتے ہیں کہ جابر نے کہا یا فرمایا کہ میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میرے پاس پچاس ہزار ایسی احادیث موجود ہیں جنہیں میں نے ابھی تک بیان نہیں کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اس نے ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہا کہ یہ ان پچاس ہزار میں سے ہے۔

۵۷　　وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْوَلِيدِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَلَّامَ بْنَ أَبِي مُطِيعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرًا الْجُعْفِيَّ يَقُولُ عِنْدِي خَمْسُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۵۷　　سلام بن ابی مطیع فرماتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میرے پاس حضور ﷺ کی پچاس ہزار احادیث ہیں

۵۸..... وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:

۵۸　　سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا اس نے جابر جعفی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول:

فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ قَالَ سُفْيَانُ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا أَرَادَ بِهَذَا فَقَالَ إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وُلْدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ يَقُولُ جَابِرٌ فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ وَكَذَبَ كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ

کا کیا مطلب و تفسیر ہے؟ جابر کہنے لگا کہ اس آیت کی تفسیر و تاویل ابھی تک آئی نہیں ہے۔ سفیانؒ نے کہا کہ جابر نے جھوٹ بولا۔ (حمیدیؒ جو راوی ہیں کہتے ہیں کہ) ہم نے سفیان سے کہا کہ پھر جابر کے اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا روافض اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علیؓ بادل میں چھپے ہوئے ہیں اور ہم (شیعہ) انکی اولاد میں سے کسی کیساتھ (معاونت کیلئے) نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ علیؓ آسمان سے آواز لگائیں گے کہ فلاں کیساتھ نکلو تو جابر کے بقول اس آیت مذکورہ کی یہ تفسیر ہے اور یہ

---

[1] ابو جعفر سے مراد محمد بن علی بن حسینؓ بن علی بن ابی طالب ہیں جو محمد الباقر کے نام سے مشہور تھے۔ جابر کا یہ کہنا کہ ستر ہزار احادیث موجود ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ اوّلاً تو محمد باقر نے حضور علیہ السلام سے براہِ راست نہیں سنی کیونکہ حضورؐ کے اور محمد باقر کے درمیان کئی واسطے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جابر خود انتہائی بد عقیدہ اور کذاب ہے۔ اس بناء پر اغلب یہی ہے کہ یہ ستر ہزار من گھڑت اور رطب و یابس قسم کی روایات ہوں گی۔ واللہ اعلم زکریا

صریح جھوٹ ہے کیونکہ یہ آیت مبارکہ (فی الحقیقت) یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ❶

۵۹ وحدثنا سلمة قال نا الحُمَيْدِيُّ قال نا سفيانُ قال سمعتُ جابرا يحدثُ بنحوٍ من ثلاثين ألف حديثٍ ما أستحلُّ أن أذكرَ منها شيئا وأنّ لي كذا وكذا

۵۹ سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر جعفی کو تیس ہزار کے لگ بھگ احادیث بیان کرتے سنا لیکن ان تیس ہزار میں سے کسی ایک کو بیان کرنا بھی جائز نہیں سمجھتا۔ اگرچہ مجھے ایسی ویسی چیز بھی مل جائے (کتنا ہی مال و دولت ملے لیکن ان احادیث کو بیان کرنا میں ہرگز حلال نہیں سمجھتا)۔

قال مسلم وسمعتُ أبا غسّانَ محمّدَ بنَ عمرٍو الرّازيَّ قال سألتُ جريرَ بنَ عبدِ الحميدِ فقلتُ الحارثُ بنُ حصيرةَ لقيتَهُ قال نعم شيخٌ طويلُ السّكوتِ يُصِرُّ على أمرٍ عظيمٍ

ابو غسان محمد بن عمرو الرازی کہتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا کہ کیا آپ حارث ❷ بن حصیرہ سے ملے ہیں۔ کہا کہ ہاں! اکثر خاموش اور کم سخن رہنے والا شیخ تھا اور ایک بہت عظیم بات پر اڑا رہتا تھا۔ ❸

۶۰ حدّثني أحمدُ بنُ إبراهيمَ الدَّورَقيُّ قال حدّثني عبدُ الرّحمنِ بنُ مهديٍّ عن حمّادِ بنِ زيدٍ قال ذكر أيّوبُ رجلا يوما فقال لم يكن بمستقيمِ اللّسانِ وذكر آخرَ فقال هو يزيدُ في الرَّقْمِ

۶۰ حماد بن زید کہتے ہیں کہ ایوب سختیانی نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ مستقیم اللسان نہیں تھا (مراد یہ کہ اپنی بات سے مکرنے والا اور جھوٹ بولنے والا تھا) اور دوسرے شخص کے بارے میں فرمایا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا تھا۔ ❹

۶۱ حدّثني حجّاجُ بنُ الشّاعرِ قال نا سليمانُ بنُ حربٍ قال نا حمّادُ بنُ زيدٍ قال قال أيّوبُ إنّ لي جارا ثمّ ذكر من فضله ولو شهد عندي على تمرتين ما رأيتُ شهادتَهُ جائزةً

۶۱ حماد بن زید کہتے ہیں کہ ایوب سختیانی نے فرمایا کہ: ہمارا ایک پڑوسی تھا۔ پھر ایوب نے اس کے کچھ خصائل بیان کیے (تعریفاً) اور فرمایا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں کے معاملہ پر بھی گواہی دے تو میں اس کی گواہی کو جائز نہیں سمجھوں۔ (کیونکہ وہ جھوٹا ہے)

۶۲ وحدّثني محمّدُ بنُ رافعٍ وحجّاجُ بنُ الشّاعرِ

۶۲..... معمر فرماتے ہیں کہ میں نے ایوب سختیانی کو کبھی بھی کسی کی

---

❶ علامہ سندی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ روافض "آخر جوامع فلان" سے مہدی موعود (جو ان کے بقول آخری امام ہیں) مراد لیتے ہیں۔ [illegible] "فلن ابرح الارض" کو قول مہدی قرار دیتے ہیں جب وہ مخفی بادل [illegible] سے ندا حق از آسمان [illegible] نعوذ باللہ [illegible] قوم روافض کی تحریف فی کتاب اللہ کو دیکھئے اور ان کی عقل پر ماتم کیجئے۔ ع جتنی عقل و دانش بباید گریست

❷ حارث بن حصیرہ ازدی کوفی غالی شیعہ تھا۔ نسائی اور ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے جب کہ دارقطنی نے فرمایا: شیعوں کا شیخ تھا۔ شیعیت میں انتہائی غلو کرتا تھا۔

❸ اس سے مراد ایمان بالرجعت ہے جس کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔

❹ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تاجر لوگ اپنے سامان پر زیادہ نفع حاصل کرنے کی غرض سے اس پر لکھی قیمت کو مٹا کر دوسری زائد قیمت لگاتے ہیں اور اصل قیمت میں اضافہ کر دیتے ہیں اسی طرح فلاں شخص حدیث میں زیادتی کر جاتا تھا۔ اور اس سے جھوٹا ہونا بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔

قَالَا قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ قَالَ مَعْمَرٌ مَارَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّاعَبْدَ الْكَرِيمِ يَعْنِي اَبَاأُمَيَّةَ فَإِنَّهُ ذَكَرَهُ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ

غیبت کرتے نہیں دیکھا سوائے عبدالکریم کے جسکی کنیت ابوامیہ تھی۔ کہ ایوب نے اسکا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ وہ ثقہ نہیں ہے' مجھ سے اس نے ایک بار عکرمہؒ کی ایک حدیث پوچھی اور پھر کہنے لگا کہ میں نے یہ حدیث خود عکرمہؒ سے سنی ہے۔ [1]

٦٣...... حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ قَالَ نَا الْبَرَاءُ قَالَ وَ قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ طَاعُونِ الْجَارِفِ

۶۳ ... ہمام فرماتے ہیں ایک بار ہمارے پاس ابوداؤد الاعمیٰ آئے کہنے لگے کہ ہم سے براءؓ بن عازب اور زیدؓ بن ارقم (وغیرہ صحابہ) نے حدیث بیان کی ہے۔ ہم نے اس کا تذکرہ قتادہؒ (مشہور تابعی) سے کیا (کہ ابوداؤد الاعمیٰ نے یوں کہا) انہوں نے فرمایا کہ اس نے جھوٹ بولا۔ اس نے ان صحابہؓ سے ساعت حدیث نہیں کی۔ وہ تو ایک بھکاری تھا اور طاعون [2] جارف کے زمانہ میں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا کرتا تھا۔

٦٤ ... وَ حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ دَخَلَ أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى عَلَى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا إِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ أَنَّهُ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ فَوَاللهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُشَافَهَةً إِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ

۶۴ ہمام فرماتے ہیں کہ ایک بار ابوداؤد الاعمیٰ حضرت قتادہؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب وہ (واپسی کے لئے) کھڑے ہوئے تو لوگوں نے قتادہ سے کہا کہ: یہ بزعم خود کہتا ہے کہ اس نے اٹھارہ بدری صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ قتادہ نے فرمایا کہ یہ طاعونِ جارف سے قبل ایک بھکاری تھا۔ اسے روایتِ حدیث کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہی اس نے کبھی حدیث کے بارے میں کوئی گفتگو کی۔ خدا کی قسم! ہم سے تو حسن بصریؒ (جیسے معروف تابعی جو اہل بیت رسولؐ کے گھر میں پروان چڑھے ہوں) نے کسی بدری صحابی سے بالمشافہ سن کر حدیث بیان نہیں کی۔ نہ ہی سعید ابن المسیب (جیسے کبار تابعین کے) نے کسی بدری صحابہ سے مشافہۃً سن کر کوئی حدیث بیان کی سوائے حضرت سعدؓ بن مالک (سعدؓ بن ابی وقاص)

[1] یہاں پر ایک اشکال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ عبدالکریم ابوامیہ کا صرف یہ قول تو اس عدالت کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے براہِ راست خود عکرمہ سے سماعت کی ہو لیکن بھول گیا ہو اور جب اس کو یاد دلایا گیا تو اسے یاد آگیا ہو کہ یہ حدیث تو میں نے خود ان سے سنی ہے۔ اور یہ کوئی ایسی غلط بات نہیں کہ جس سے کسی کی عدالت مجروح ہو جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایوب السختیانی نے اس کی مذمت اور جرح صرف اس بناء پر نہیں کی بلکہ بہت سے دوسرے اسباب و قرائن کی بناء پر کی ہے اور علماء اسماء الرجال میں سے جن علماء نے اس کی تضعیف کی ہے ان میں سفیان بن عیینہ' عبدالرحمٰن بن مہدی' یحییٰ بن سعید القطان احمد بن حنبل اور ابن عدی وغیرہ شامل ہیں۔ ابن حبان نے فرمایا کہ کثیر الوھم اور فاحش الخطاء ہے۔

[2] طاعون جارف کس دور میں ہوا؟ علماء کی مختلف آراء ہیں۔ قاضی عیاضؒ مالکی کے بقول یہ طاعون بصرہ میں پھیلا اور ۱۱۹ھ میں ہوا۔ جب کہ بعض کے خیال میں ۱۳۳ھ میں اور بعض کے خیال میں ۶۷ھ میں ہوا۔ عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں۔
اس کو "جارف" اس لئے کہتے ہیں کہ جرف کے معنی صاف کر دینا ختم کر دینا۔ اس طاعون نے بھی ہزاروں جانیں لیں اس لئے اس کو جارف کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

کے (کہ ان سے سعید بن المسیبؒ نے حدیث بیان کی ہے۔

۶۵ حدثنا عثمان بن أبي شيبة قال نا جرير عن رقبة أن أبا جعفر الهاشمي المدني كان يضع أحاديث كلام حق وليست من أحاديث النبي ﷺ وكان يرويها عن النبي ﷺ

۶۵ رقبہ بن مسقلہ فرماتے ہیں کہ ابو جعفر الہاشمی المدائنی سچی❶ باتوں کو بطور حدیث گھڑ لیا کرتا تھا حالانکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث نہ ہوتی تھیں۔ اور وہ انہیں حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا کرتا تھا۔

۶۶ حدثنا الحسن الحلواني قال نا نعيم بن حماد قال أبو إسحق إبراهيم بن محمد بن سفيان وحدثنا محمد بن يحيى قال حدثنا نعيم بن حماد قال نا أبو داود الطيالسي عن شعبة عن يونس بن عبيد قال كان عمرو بن عبيد يكذب في الحديث

۶۶ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولا کرتا تھا۔

۶۷ حدثني عمرو بن علي أبو حفص قال سمعت معاذ بن معاذ يقول قلت لعوف بن أبي جميلة إن عمرو بن عبيد حدثنا عن الحسن أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من حمل علينا السلاح فليس منا قال كذب والله عمرو ولكنه أراد أن يحوزها إلى قوله الخبيث

۶۷ معاذ بن معاذ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا کہ عمرو بن عبید ہم سے حضرت حسنؒ بصری کے حوالہ سے حدیث بیان کرتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" عوف بن ابی جمیلہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! عمرو نے جھوٹ بولا اور اس کا ارادہ تو اس حدیث کو اپنے خبیث اعتقاد سے ملانے کی کوشش کرتا ہے۔❷

۶۸ وحدثنا عبيد الله بن عمر القواريري قال نا حماد بن زيد قال كان رجل قد لزم أيوب وسمع منه ففقده أيوب فقالوا له يا أبا بكر إنه قد لزم عمرو بن عبيد قال حماد فبينا أنا يوما مع أيوب وقد

۶۸ حماد بن زید فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ایوب السختیانی کی صحبت کو اپنے واسطے لازم کر لیا تھا (ہمیشہ ان کی مجلس میں رہتا) ایک روز ایوبؒ نے اسے غائب پایا لوگوں نے ان سے کہا اے ابو بکر! اس نے اب عمرو بن عبید کی صحبت کی پابندی کر لی ہے۔ حماد کہتے ہیں کہ ایک روز

---

❶ سچی باتوں سے مراد حکمت و موعظت کے اقوال ہیں، انہیں بطور حدیث بیان کرتا تھا۔

❷ حضور علیہ السلام کی مذکورہ بالا حدیث کہ "جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے" بالکل صحیح حدیث ہے۔ متعدد طرق سے مروی ہے اور خود امام مسلمؒ نے کتاب الایمان میں اسے ذکر فرمایا ہے۔ اور "ہم میں سے نہیں" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ہم پر (مسلمانوں پر) اسلحہ اٹھانا جائز سمجھے بغیر کسی تاویل کے تو وہ کافر ہے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص ہمارے طریقہ پر چلنے والا نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص خارج از اسلام ہو جائے گا کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی بھی گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر نہیں ہو سکتا۔ عمرو بن عبید چونکہ معتزلی تھا اور معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ خارج از اسلام ہو جاتا ہے لہٰذا اس نے اس حدیث سے اپنا مذہب باطل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جو بالکل غلط ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل ان شاء اللہ کتاب الایمان میں آنے گی۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جب حدیث صحیح ہے تو پھر عوف بن ابی جمیلہ نے عمرو کی تکذیب کیوں کی؟ علماء نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں جن میں سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ عمرو نے اسے حسن بصری کے حوالہ سے بیان کیا جب کہ حقیقتاً اس حدیث کو حسن بصری نے روایت ہی نہیں کیا۔ یا اس وجہ سے تکذیب کی کہ عمرو نے حسن سے سماعِ حدیث نہیں کیا۔

بكرنا إلى السوق فاستقبله الرجل فسلم عليه أيوب وسأله ثم قال له أيوب بلغني أنك لزمت ذاك الرجل قال حماد سماه يعني عمرا قال نعم يا أبا بكر إنه يجيئنا بأشياء غرائب قال يقول له أيوب إنما نفر أو نفرق من تلك الغرائب

میں ایوب السختیانی کے ساتھ تھا اور ہم دونوں صبح سویرے بازار جا رہے تھے کہ وہی آدمی ان کے سامنے آیا انہیں سلام کیا اور ان کی خیریت دریافت کی۔ پھر ایوب نے اس سے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے اس شخص کی صحبت اختیار کر لی ہے۔ حماد کہتے ہیں کہ عمرو بن عبید کا نام لیا۔ اس نے کہا جی ہاں اے ابوبکر وہ (عمرو) ہمارے پاس عجیب و غریب باتیں لے کر آتا ہے تو ایوب نے اس سے کہا کہ ہم تو ایسی عجیب باتوں سے دور بھاگتے ہیں۔

۶۹ ... و حدثني حجاج بن الشاعر قال نا سليمان بن حرب قال نا ابن زيد يعني حمادا قال قيل لأيوب إن عمرو بن عبيد روى عن الحسن قال لا يجلد السكران من النبيذ فقال كذب أنا سمعت الحسن يقول يجلد السكران من النبيذ

۶۹ حماد کہتے ہیں کہ ایوب السختیانی سے کہا گیا کہ عمرو بن عبید حسنؒ بصری سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا "نبیذ پینے سے نشہ ہو جانے کے باوجود اسے کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔" ایوبؒ نے فرمایا کہ عمرو بن عبید نے جھوٹ کہا۔ میں نے خود حسنؒ بصری سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا "نبیذ سے نشہ ہو جانے کی صورت میں کوڑے لگائے جائیں گے۔"

۷۰ ... و حدثني حجاج قال نا سليمان بن حرب قال سمعت سلام بن أبي مطيع يقول بلغ أيوب أني آتي عمرا فأقبل علي يوما فقال أرأيت رجلا لا تأمنه على دينه كيف تأمنه على الحديث

۷۰ سلام بن ابی مطیع کہتے ہیں کہ ایوب السختیانی کو یہ اطلاع پہنچی کہ میں (سلام) عمرو ابن عبید کے پاس آتا جاتا ہوں۔ ایک روز وہ مجھے ملے اور فرمایا کہ "اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ جس کے دین پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تو کیسے اس کی (بیان کردہ) حدیث پر اعتماد کیا جائے گا؟"

۷۱ و حدثني سلمة بن شبيب قال نا الحميدي قال نا سفيان قال سمعت أبا موسى يقول قال نا عمرو بن عبيد قبل أن يحدث

۷۱ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی ہے اپنی بدعات اور معتزلی عقائد کے احداث سے قبل۔

۷۲ حدثني عبيد الله بن معاذ العنبري قال نا أبي قال كتبت إلى شعبة أسأله عن أبي شيبة قاضي واسط فكتب إلي لا تكتب عنه شيئا ومزق كتابي

۷۲ معاذ عنبری کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ میں نے شعبہ کو خط لکھا اور ان سے واسط کے قاضی ابو شیبہ کے بارے میں سوال کیا (کہ ان کا حال حدیث کے معاملہ میں کیسا ہے) انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ ان سے احادیث مت لکھا کرو۔ اور میرا خط پھاڑ دینا (تاکہ کوئی مفسد فساد نہ پھیلائے)۔

۷۳ و حدثنا الحلواني قال سمعت عفان قال حدثت حماد بن سلمة عن صالح المري بحديث عن ثابت فقال كذب وحدثت هماما عن صالح المري بحديث فقال كذب

۷۳ عفان کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن سلمہ سے صالح المری کی عن ثابت کی سند سے حدیث بیان کی تو حماد نے فرمایا کہ صالح نے جھوٹ

کہا۔ اور میں نے ہمام سے صالح مری کی حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ صالح مری نے جھوٹ کہا۔❶

۷۴ ... وحَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ قَالَ لِي شُعْبَةُ ائْتِ جَرِيرَ بْنَ حَازِمٍ فَقُلْ لَهُ لَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَرْوِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَإِنَّهُ يَكْذِبُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُلْتُ لِشُعْبَةَ وَكَيْفَ ذَاكَ فَقَالَ نَا عَنِ الْحَكَمِ بِأَشْيَاءَ لَمْ أَجِدْ لَهَا أَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ فَقَالَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِي أَوْلَادِ الزِّنَا قَالَ يُصَلَّى عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيثِ مَنْ يُرْوَى قَالَ يُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ نَا الْحَكَمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ تعالی عنہ

۷۴ ... ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ شعبۃ بن الحجاجؒ نے ان سے فرمایا کہ تم جریر بن حازم کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارے لئے حسن بن عمارہ سے کوئی حدیث بیان کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے کہا: وہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا اس (حسن) نے حکم کے حوالے سے ہم سے ایسی احادیث بیان کیں کہ جن کی کوئی اصل مجھے نہیں ملی۔ ابوداؤدؒ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وہ کونسی ہیں؟ فرمایا کہ میں نے حکم سے کہا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے اُحد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ شہدائے اُحد پر نماز نہیں پڑھی تھی۔ اور حسن بن عمارہ نے حکم بن مقسم عن ابن عباسؓ کے طریق سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان (شہدائے احد) پر نماز جنازہ پڑھی اور انہیں دفن فرمایا (تو ایک جھوٹ ہوا حسن بن عمارہ کا) اور میں نے حکم سے پوچھا کہ آپ اولاد الزنا کے بارے میں کیا کہتے ہیں (کہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟) فرمایا کہ ہاں! ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ میں نے کہا کہ کس راوی کی روایت سے (یہ مسئلہ اخذ کیا)؟ فرمایا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہی بات روایت کی جاتی ہے۔ جب کہ حسن بن عمارہ نے کہا ہم سے حکم نے بیان کیا اور ان سے یحیٰ بن جزار نے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں (تو حسن بن عمارہ کی دونوں باتیں خلاف واقعہ ثابت ہوئیں)۔❷

---

❶ صالح مری بڑے درجہ کے زاہد اور صلحاء میں سے تھے ان کا پورا نام صالح بن بشیر ابو بشیر البصری القاص تھا۔ قرآن کریم بہت خوبصورت پڑھا کرتے تھے اللہ سے نہایت ڈرنے والے تھے۔ ان کے بارے میں مذکورہ حضرات نے جو فرمایا کہ جھوٹ کہا اس سے مراد اسی قبیل کا جھوٹ ہے کہ صلحاء جو روایت میں جھوٹ بول جاتے ہیں وہ نادانستگی میں جھوٹ بول جاتے ہیں کیونکہ انہیں حدیث کے علوم اور اس کی صحت و سقامت میں ملکہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ جیسی حدیث سنتے ہیں بعینہٖ وہ سنا دیتے ہیں حالانکہ بہت سی جھوٹی احادیث کاذب رواۃ سنا دیتے ہیں اور وہ دیانت کی وجہ سے بعینہٖ وہی الفاظ سنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان صلحاء پر کذب کا طعن کیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ حقیقتاً کاذب نہیں ہوتے۔

❷ حسن بن عمارہ و نے کہا کہ حضورؐ نے شہدائے احد پر نماز جنازہ پڑھی اور اس حدیث کو حکم عن مقسم کے طریق سے بیان کیا جب کہ شعبہ نے خود حکم سے جا کر پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں حضورؐ نے نہیں پڑھی۔ تو یہ ایک جھوٹ ثابت ہوا۔
جب کہ دوسری روایت میں حسن بن عمارہ نے ولد الزنا کے نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں حکم عن یحیٰ جزار عن علیؓ سے روایت کی۔ جب کہ خود حکم نے قول حسن بصریؒ نقل کر دیا۔ معلوم ہوا کہ حسن بن عمارہ نے غلط بیانی کی۔ اگرچہ اس میں تاویل ممکن ہے لیکن علماء رجال ذرا سی بھی غلط بیانی پر اس راوی کی روایات ترک کر دیتے ہیں۔ احتیاط کے طور پر۔

۷۵ ..... وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ حَلَفْتُ أَلَّا أَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوجٍ وَقَالَ لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَنَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ

۷۵ حسن حلوانی کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ھارون کو زیاد بن میمون کا تذکرہ کرتے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے حلف اٹھالیا ہے اس بات پر کہ زیاد بن میمون سے کچھ روایت نہیں کروں گا اور نہ ہی خالد بن محدوج سے اور فرمایا کہ میں زیاد بن میمون سے ملا اور ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مجھ سے وہ حدیث بکر مزنی کے حوالے سے بیان کی۔ (میں (کسی وقت) دوبارہ اسکے پاس گیا تو اس نے وہی حدیث موزق کے حوالہ سے مجھے بیان کی۔ میں دوبارہ (کسی وقت) پھر اسکے پاس گیا تو اس نے وہ حدیث مجھ سے حسن کے حوالہ سے بیان کی۔ اور یزید بن ہارون ان دونوں (زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج) کو جھوٹا منسوب کرتے تھے۔ حلوانی کہتے ہیں کہ میں نے عبد الصمد سے سنا اس کے سامنے زیاد بن میمون کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے اسے جھوٹا منسوب کیا۔

۷۶ ..... وحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِي رَوَى لَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَقَالَ لِي اسْكُتْ فَأَنَا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقَ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ

۷۶ محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ میں نے ابوداؤد الطیالسی سے کہا کہ آپ نے عباد بن منصور سے بہت کثرت سے روایات کی ہیں آپ کو کیا ہوا آپ نے اس سے حدیث عطارہ[1] نہیں سنی جسے ہم سے نضر بن شمیل نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ میں اور عبدالرحمن بن مہدی زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا کہ یہ احادیث جو تم انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہو (ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو)۔ اس نے کہا کہ اس شخص کے بارے میں آپ دونوں کا کیا خیال ہے جو گناہ کرکے توبہ کرلے تو کیا اللہ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا؟ ہم نے کہا بالکل (اللہ ضرور توبہ قبول کرے گا)۔ زیاد نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے کچھ بھی حدیث نہیں سنی ہے نہ تھوڑی نہ زیادہ۔ اگرچہ لوگوں کو تو معلوم نہیں لیکن تم دونوں تو جانتے ہو کہ میں حضرت انسؓ سے کبھی نہیں ملا ہوں۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ پھر ہمیں یہ اطلاع پہنچی کہ وہ (انسؓ سے) پھر روایت کرنے لگا ہے تو میں اور عبدالرحمن بن مہدی دوبارہ اس کے پاس آئے (کہ معلوم کریں کہ جب اس نے توبہ کرلی ہے تو پھر دوبارہ کیوں روایت کرتا ہے) اس نے کہا کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔

---

[1] حدیث عطارہ سے مراد وہ حدیث ہے جسے زیاد بن میمون نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت حولاء عطارہ تھی وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئی اور اپنے شوہر کے متعلق باتیں بیان کرنے لگی۔ چونکہ یہ حدیث غلط ہے اس لئے محمود بن غیلان نے اس کے بارے میں سوال کیا۔

لیکن اس کے بعد پھر دوبارہ وہ روایت حدیث کرنے لگا (اور توبہ توڑ دی) تو ہم نے اسے چھوڑ دیا۔ ❶

۷۷ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا فَيَقُولُ سُوَيْدُ بْنُ عَقَلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا قَالَ يَعْنِي تُتَّخَذُ كُوَّةٌ فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرَّوْحُ وَ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ ابْنُ هِلَالٍ بِأَيَّامٍ مَا هَذِهِ الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا إِسْمٰعِيلَ

۷۷ شبابہ فرماتے ہیں کہ عبدالقدوس ہم سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ ❷ شبابہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالقدوس سے سنا وہ کہتا تھا کہ رسول اللہ نے روح کو عرض میں لینے سے منع فرمایا ہے۔ تو اس سے کہا گیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ یعنی اس کا کیا مطلب ہے؟ تو اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیوار میں ایک روزن اور کھڑکی بنا دی جائے تاکہ اس میں سے ہوا داخل ہو۔ ❸ امام مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے عبیداللہ بن عمر القواریری کو سنا اس نے حماد بن زید سے سنا کہ انہوں نے ایک شخص سے فرمایا اس وقت جب مہدی بن ہلال چند روز تک بیٹھا رہا کہ یہ کیا نمکین اور کھاری چشمہ ہے جو تمہاری طرف ابل پڑا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اے ابواسمٰعیل! (کنیت ہے حماد بن زید کی)۔ ❹

۷۸ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَوَانَةَ قَالَ مَا بَلَغَنِي عَنِ الْحَسَنِ حَدِيثٌ إِلَّا أَتَيْتُ بِهِ أَبَانَ ابْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَرَأَهُ عَلَيَّ

۷۸ ابوعوانہ فرماتے ہیں کہ مجھے حسن سے ایسی کوئی حدیث نہیں پہنچی کہ میں نے اسے ابان ❺ ابن ابی عیاش سے نہ پوچھا ہو پھر اس نے میرے سامنے وہ حدیث پڑھی۔

۷۹ وَحَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ مِنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ نَحْوًا مِنْ أَلْفِ حَدِيثٍ قَالَ عَلِيٌّ فَلَقِيتُ

۷۹ علی بن مسہر فرماتے ہیں کہ میں نے اور حمزۃ الزیات نے ابان بن ابی عیاش سے تقریباً ایک ہزار احادیث سنی ہیں۔ علی کہتے ہیں کہ پھر میں ایک بار حمزہ سے ملا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے خواب میں

---

❶ معلوم ہوا کہ زیاد بن میمون دانستہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔ ساتھ ہی وہ اپنے جرم کا اعتراف بھی کرتا تھا لیکن باوجود توبہ کے کذب روایت ترک نہیں کیا۔ لہٰذا محدثین نے اسے ترک کر دیا۔

❷ اس جملے سے مقصد یہ بتانا ہے کہ عبدالقدوس کس قدر بدحواس تھا اور روایت حدیث میں انتہائی درجہ کا ناسمجھ شخص تھا کیونکہ اصل نام سوید بن غفلہ ہے اور عبدالقدوس نے غلطی سے بجائے "غفلہ" کے "عقلہ" روایت کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص انتہائی غبی اور سخت احمق ہے۔ اس کا پورا نام عبدالقدوس بن حبیب الکلاعی الشامی الدمشقی ہے۔ یہ بدترین جھوٹا اور وضاع حدیث تھا۔ محدثین حضرات نے موضوع احادیث بیان کرنے میں اس کا نام ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔

❸ اس جملہ کا مقصد بھی عبدالقدوس کی غباوت اور احادیث میں اس کی تصحیف و تحریف کو بتانا ہے۔ وہ سند حدیث اور متن حدیث دونوں میں تحریف کرتا تھا۔ سند کی مثال تو گذر چکی۔ اور متن میں تحریف کی مثال یہ ہے کہ اس نے حضور کی حدیث کو بالکل بدل کر رکھ دیا۔ اصل حدیث تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا کہ ان یتخذ الروح غرضا۔ کسی جاندار کو (تیراندازی کی مشق کے لئے) ہدف (نشانہ) بنایا جائے۔ لیکن عبدالقدوس نے اس میں تحریف کر کے کہہ دیا کہ الروح عرضا کہ ہوا کو عرض میں لینے سے منع فرمایا اور جب اس سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو اپنی طرف سے غلط سلط مطلب بیان کر دیا۔

❹ اس سے مراد مہدی بن ہلال کی تضعیف ہے۔ کھاری چشمے سے تشبیہ دی۔ یہ مہدی بن ہلال باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

❺ ابان بن ابی عیاش متروک اور ضعیف ہے۔ ابوعوانہ نے فرمایا کہ ابان نیک آدمی تھے لیکن نہایت غبی تھے۔

حَمْزَةَ فَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَا سَمِعَ مِنْ اَبَانَ فَمَا عَرَفَ مِنْهَا اِلَّا شَيْئًا يَسِيْرًا خَمْسَةً اَوْ سِتَّةً

حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اور جو احادیث ابان سے سنی تھیں انہیں حضور علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان تمام احادیث میں سے بہت تھوڑی صرف پانچ یا چھ احادیث کو پہچانا (کہ ہاں! یہ احادیث میری بیان کردہ ہیں)۔ف

فائدہ...... امام نوویؒ نے فرمایا کہ اس روایت کے لانے سے امام مسلمؒ کا مقصد اس بات کی تائید ہے جو اس سے پہلے والی روایت میں ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ اس روایت کی بنیاد پر ابان بن ابی عیاش کی تضعیف مقصود ہے۔ کیونکہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ خواب شریعت میں کوئی قطعی حجت نہیں ہیں اگر چہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ "جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے مجھے ہی دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں متمثل ہو سکتا"۔ لیکن چونکہ خواب کی حالت اختلال ضبط اور غفلت عقل و ہوش کی حالت ہوتی ہے لہٰذا اس کی کوئی بات حجت نہیں ہے یہ اور بات ہے کہ اس کے مؤثر ہونے سے کسی کو انکار نہیں لیکن صرف خواب کی بنیاد پر کسی ناجائز کو جائز یا جائز کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ قاضی عیاض مالکیؒ کے کلام کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

۸۰...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ اُكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوٰى عَنِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوٰى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوٰى عَنِ الْمَعْرُوْفِيْنَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ

۸۰...... زکریا بن عدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو اسحاق الفزاریؒ نے فرمایا کہ: تم بقیہ (بن ولید) کی احادیث جو وہ معروف رواۃ سے روایت کرتے ہیں لکھ لو۔ البتہ ان کی وہ روایتیں جو انہوں نے غیر معروف رواۃ سے کی ہیں انہیں مت لکھو۔ اور اسماعیل بن عیاش سے کوئی حدیث نہ لکھو خواہ وہ معروف رواۃ کی ہوں یا غیر معروف کی۔ [1]

۸۱...... وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ

۸۱...... عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بقیۃ بن مخلد

[1] امام نوویؒ نے فرمایا کہ: اسماعیل بن ابی عیاش کے حق میں ابو اسحاق الفزاریؒ کا یہ قول ان کی تضعیف کرتا ہے اور یہ جمہور علماء رجال کے خلاف ہے کیونکہ جمہور علماء نے ان کی توثیق کی ہے۔ چنانچہ ابن معینؒ نے فرمایا: "اسماعیل بن ابی عیاش ثقہ ہیں۔" "اور اہل شام میں سے بقیہ بن مخلد کی بہ نسبت میرے نزدیک زیادہ قابل اعتبار اسماعیل ہیں۔"
امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: اسماعیل کی وہ مرویات جو شامیین سے ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں۔ عمرو بن علی نے فرمایا کہ اگر وہ شامیین سے روایت کریں تو صحیح ہیں اور اہل مدینہ سے جو روایت کریں وہ کوئی قابل احتجاج نہیں ہیں۔ بحیثیت مجموعی اسماعیل بن ابی عیاش ثقہ راوی ہیں ان کی احادیث قابل احتجاج ہیں۔
ابن حبانؒ نے فرمایا کہ "اسماعیل صحیح الحفظ اور ضبط و اتقان والے تھے۔ لیکن جب کبر سنی کو پہنچے تو حافظہ میں تغیر پیدا ہو گیا۔ تو جو احادیث انہوں نے بچپن اور جوانی میں روایت کی تھیں وہ تو صحیح بیان کرتے۔ اور جو بڑھاپے کی حد کو پہنچنے کے بعد روایت کیں تو وہ غریب احادیث ہیں ان کا کوئی متابع نہیں ہے اور ایسی احادیث میں انہوں نے خلط ملط کر دیا ہے۔ کبھی ایک سند کو دوسری سند میں ملا دیا کبھی ایک کا متن دوسری حدیث کے متن میں ملا دیا۔ لہٰذا جب کوئی اس کیفیت میں اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کی اکثر مرویات میں خطاء و غلطی ہونے لگے تو اس کی مرویات قابل اعتبار اور حجت نہیں رہتیں۔ بخاری اور ترمذی نے ان سے تعلیقاً روایات لی ہیں۔

سَمِعْتُ بَعْضَ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَكْنِي الْأَسَامِيَ وَيُسَمِّي الْكُنَى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْوُحَاظِيِّ فَنَظَرْنَا فَإِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ

بہترین شخص ہے اگر وہ ناموں کو کنیت سے اور کنیتوں کو ناموں سے تبدیل نہ کیا کرتا۔ وہ ایک عرصہ تک ہم سے ابوسعید الوحاظی سے روایت کرتا رہا۔ جب ہم نے غور و تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وحاظی تو درحقیقت عبدالقدوس ہے۔ ❶

۸۲..... وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهِ كَذَّابٌ إِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوسِ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَهُ كَذَّابٌ

۸۲..... عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہؒ بن مبارک کو واضح طور پر کسی کو جھوٹا کہتے ہوئے نہیں سنا سوائے عبدالقدوس کے، میں نے ابن مبارکؒ سے سنا کہ وہ اسے جھوٹا کہا کرتے تھے۔

۸۳..... وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ بِصِفِّينَ فَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ أَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ

۸۳..... ابونعیم نے معلی بن عرفان کا تذکرہ کیا اور کہا کہ معلی نے ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے ابووائل نے حدیث بیان کی۔ عبداللہؓ بن مسعود جنگ صفین کے دوران ہماری طرف نکلے تو ابونعیم نے معلی سے کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے وہ (ابن مسعود) موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے گئے تھے۔ ❷

۸۴..... حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهُ قَالَ إِسْمٰعِيلُ مَا اغْتَابَهُ وَلٰكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ

۸۴..... عفان بن مسلم فرماتے ہیں کہ ہم اسماعیل بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے حدیث بیان کی۔ تو میں نے کہا کہ یہ (سند) معتبر نہیں ہے۔ تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ تم نے اس راوی کی غیبت کی ہے۔ اسماعیل بن علیہؒ نے فرمایا کہ: اس نے غیبت نہیں کی بلکہ اس نے تو یہ حکم لگایا ہے کہ یہ سند ثابت اور معتبر نہیں ہے۔ (معلوم ہوا کہ

---

❶ یعنی بقیہ بن مخلد کا عیب یہ تھا کہ وہ ناموں کو کنیت سے بدل کر یا کنیت کو نام سے بدل کر حدیث روایت کیا کرتے تھے جسے مصطلح الحدیث میں تدلیس یا تلبیس کہا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی راوی کے معروف نام کو چھوڑ کر غیر معروف نام سے اس کی روایت بیان کرنا درحقیقت اس کے عیب کو چھپانے کے مترادف ہے۔ مثلاً: کوئی راوی اپنے نام سے معروف ہے اور لوگ عموماً اس کی کنیت سے اسے نہیں جانتے۔ اب کوئی راوی اسکا نام چھوڑ کر اس کی کنیت سے روایت کرے تو لوگوں کو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ یہ کونسا راوی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ راوی ضعیف ہو یا اسکے برعکس صورت ہو تو ایسا کرنا نہایت قبیح فعل ہے روایت حدیث میں ایسا کرنا "تدلیس" ہے اور اسکا تفصیلی حکم مقدمہ میں گزر گیا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ کہ تدلیس خواہ کسی بھی قسم کی ہو یعنی تدلیس اسناد ہو یا تدلیس متن دونوں کا تعمد یعنی جان بوجھ کر تدلیس کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم

ابوسعید الوحاظی کنیت ہے عبدالقدوس الشامی کی جو باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

❷ اس سے ابونعیم کی مراد معلی کا کذب بیان کرنا ہے۔ کیونکہ جنگ صفین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے پانچ برس بعد ہوئی تو کیا وہ دوبارہ قبر سے اٹھائے گئے تھے۔ اور ابووائل معروف تابعی ہیں ان کی صداقت و عدالت میں کوئی شبہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ کذب معلی کا ہے۔

اس کا پورا نام معلی بن عرفان اسدی کوفی ہے۔ منکر الحدیث اور غالی شیعہ تھا۔ نسائیؒ نے فرمایا متروک الحدیث تھا۔

حدیث کی سند میں کسی کو ناقابل اعتبار قرار دینا یا کسی کے عیب کو بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے)۔

۸۵ و حدّثنا أبو جعفر الدارميّ قال نا بشر بن عمر قال سألت مالك بن أنس عن محمد بن عبد الرحمن الذي يروي عن سعيد بن المسيّب فقال ليس بثقة وسألته مالك بن انس عن أبي الحويرث فقال ليس بثقة وسألته عن شعبة الذي روى عنه ابن أبي ذئب فقال ليس بثقة وسألته عن صالح مولى التوأمة فقال ليس بثقة و سألته عن حرام بن عثمان فقال ليس بثقة وسألت مالكا عن هؤلاء الخمسة فقال ليسوا بثقة في حديثهم وسألته عن رجل آخر نسيت اسمه فقال هل رأيته في كتبي قلت لا قال لو كان ثقة لرأيته في كتبي

۸۵ بشر بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام مالک بن انس سے محمد بن عبدالرحمن کے بارے میں پوچھا جو سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ "ثقہ نہیں ہے۔" اور میں نے مالک بن انس سے ابو الحویرث کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا "ثقہ نہیں ہے"۔ علاوہ ازیں میں نے ان سے شعبہ کے بارے میں جو ابن ابی ذئب سے روایت کرتے ہیں کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا ثقہ نہیں ہے۔" ان سے صالح مولیٰ التوامہ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا ثقہ نہیں ہے۔" حرام بن عثمان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ثقہ نہیں ہیں۔" میں ان مذکورہ پانچوں افراد کے بارے میں مالک بن انس سے سوال کیا تو فرمایا کہ: یہ سب ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث کے معاملہ میں۔ پھر میں نے ان میں سے ایک اور شخص کے بارے میں جس کا نام میں بھول گیا پوچھا تو فرمایا کہ کیا تو نے اسے (اسکی حدیث کو) میری کتب (مرویات) میں دیکھا ہے؟ تو میں نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ اگر وہ ثقہ ہوتا تو اسکی مرویات تم میری کتب میں دیکھتے۔

۸۶ــــ و حدّثني الفضل بن سهل قال حدّثني يحيى بن معين قال نا حجاج قال نا ابن أبي ذئب عن شرحبيل بن سعد وكان متهما

۸۶ ــــ ابن ابی ذئب نے شرحبیل بن سعد سے روایت کیا ہے حالانکہ وہ متہم (بالکذب) تھا۔ ❶

۸۷ــــ و حدّثني محمد بن عبد الله بن قهزاذ قال سمعت أبا إسحق الطالقاني يقول سمعت ابن المبارك يقول لو خيّرت بين أن أدخل الجنة وبين أن ألقى عبد الله بن محرّر لاخترت أن ألقاه ثم أدخل الجنة فلما رأيته كانت بعرة أحب إلي منه

۸۷ــــ عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ: اگر مجھے جنت میں داخل ہونے یا عبد اللہ بن محرر سے ملنے کے درمیان اختیار دیا جاتا تو میں عبد اللہ بن محرر سے ملنے کو ترجیح دیتا پھر جنت میں داخل ہوتا (کیونکہ میں نے اس کی اتنی تعریف سنی تھی کہ اس سے ملنے کا شدید اشتیاق تھا) پھر جب میں اس سے ملا تو ایک مینگنی مجھے اس سے بہتر لگی۔ ❷

۸۸ــــ و حدّثني الفضل بن سهل قال نا وليد بن

❶ شرحبیل بن سعد یہ مغازی (غزوات نبی ﷺ) کے امام تھے۔ شرحبیل عجمی نام ہے جو غیر منصرف ہے۔ سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ: مغازی کو شرحبیل سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ زید بن ثابت اور دوسرے صحابہ کرام سے اکثر روایت کرتے تھے۔
آخر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ان کی اکثر روایات منکر ہیں۔

❷ یعنی روایت حدیث کے اعتبار سے بالکل بودے اور غیر معتبر تھے اور میرے نزدیک اس کی مرویات کی ایک مینگنی سے زیادہ حیثیت نہیں تھی۔

صالح قال قال عبيد الله بن عمرو قال زيد يعني ابن أبي أنيسة لا تأخذوا عن أخي

۸۸ زید بن ابی انیسہ فرماتے ہیں کہ: میرے بھائی (یحیی بن ابی انیسہ) سے روایت مت کیا کرو۔" (کیونکہ وہ ضعیف ہے اور اسماء الرجال کے علماء نے اسے ضعیف قرار دیا ہے)۔

۸۹ — حدثني أحمد بن إبراهيم الدورقي قال حدثني عبد السلام الوابصي قال حدثني عبد الله بن جعفر الرقي عن عبيد الله بن عمرو قال كان يحيى بن أبي أنيسة كذابا

۸۹ عبیداللہ بن عمرو نے کہا کہ یحیی بن ابی انیسہ جھوٹا تھا (روایت حدیث میں)۔

۹۰ حدثني أحمد بن إبراهيم قال حدثني سليمان بن حرب عن حماد بن زيد قال ذكر فرقد عند أيوب فقال إن فرقدا ليس صاحب حديث -

۹۰ حماد بن زید فرماتے ہیں کہ ایوب السختیانی کے سامنے فرقد (بن یعقوب السبخی) کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: فرقد حدیث (بیان کرنے) کا اہل نہیں ہے۔

۹۱ وحدثني عبد الرحمن بن بشر العبدي قال سمعت يحيى بن سعيد القطان وذكر عنده محمد بن عبد الله بن عبيد ابن عمير الليثي فضعفه جدا فقيل ليحيى أضعف من يعقوب بن عطاء قال نعم ثم قال ما كنت أرى أن أحدا يروي عن محمد بن عبد الله بن عبيد بن عمير

۹۱ عبدالرحمن بن بشیر العبدی فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطان کے سامنے محمد بن عبداللہ بن عبید ابن عمیر اللیثی کا تذکرہ ہوا۔ میں نے سنا کہ یحیی نے اس کی بہت تضعیف کی۔ تو یحیی سے کہا گیا کہ کیا یہ یعقوب بن عطاء سے زیادہ ضعیف ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! اور فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ محمد بن عبداللہ ابن عمیر اللیثی سے بھی کوئی روایت کرے گا۔

۹۲ حدثني بشر بن الحكم قال سمعت يحيى بن سعيد القطان ضعف حكيم بن جبير وعبد الأعلى وضعف يحيى ابن موسى بن دينار قال حديثه ريح وضعف موسى بن دهقان وعيسى بن أبي عيسى المدني - وسمعت الحسن بن عيسى يقول قال لي ابن المبارك إذا قدمت على جرير فاكتب علمه كله إلا حديث ثلاثة لا تكتب عنه حديث عبيدة بن معتب والسري بن إسمعيل ومحمد بن سالم

۹۲ بشر بن الحکم فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن سعید القطان کو حکیم[1] بن جبیر کی تضعیف کرتے سنا اور انہوں نے عبدالاعلی اور یحیی بن موسی بن دینار کی بھی تضعیف کی اور فرمایا کہ اس کی (یحیی بن موسی کی) حدیث ہوا کی طرح ہے" (کوئی قابل حجت نہیں ہے)۔ اور انہوں نے موسی بن الدھقان اور عیسی بن ابی عیسی المدنی کی بھی تضعیف کی۔ امام مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن عیسی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے ابن مبارک نے کہا کہ جب تم جریر کے پاس جاؤ تو ان کا تمام علم (حدیث) ان سے لکھ لو سوائے تین آدمیوں کی احادیث کے۔ تم ان سے عبیدہ بن معتب، سری بن اسماعیل اور محمد بن سالم کی احادیث نہیں لکھنا۔[2]

---

[1] پورا نام حکیم بن جبیر اسدی کوفی۔ غالی شیعہ تھا۔ علماء رجال نے اس کو متروک قرار دیا ہے۔

[2] کیونکہ یہ تینوں رواۃ ضعیف اور متروک ہیں۔ چنانچہ جریرؒ نے ان تینوں سے جو روایات کی ہیں ان سے اجتناب کی تائید کی ہے عبداللہ ابن مبارک نے۔

عبیدۃ بن معتب۔ ابن علی نے فرمایا کہ اپنے ضعف کے باوصف اس کی احادیث لکھی جاتی ہیں۔ ساجی نے فرمایا صدوق سیئ الحفظ ہیں۔

قَالَ مُسْلِمٌ وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَّهَمِي رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَإِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيرٌ يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى اسْتِقْصَائِهِ وَفِيمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيمَا قَالُوا مِنْ ذَلِكَ وَبَيَّنُوا وَإِنَّمَا أَلْزَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَفْتَوْا بِذَلِكَ حِينَ سُئِلُوا لِمَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْخَطَرِ إِذِ الْأَخْبَارُ فِي أَمْرِ الدِّينِ إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ أَوْ تَحْرِيمٍ أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ تَرْغِيبٍ أَوْ تَرْهِيبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّاوِي لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيهِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهُ كَانَ آثِمًا بِفِعْلِهِ ذَلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ إِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلَى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْأَخْبَارَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا أَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا أَوْ أَكْثَرَهَا أَكَاذِيبُ لَا أَصْلَ لَهَا مَعَ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ وَأَهْلِ الْقَنَاعَةِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا مَقْنَعٍ وَلَا أَحْسِبُ كَثِيرًا مِمَّنْ يُعَرِّجُ مِنَ النَّاسِ عَلَى مَا وَصَفْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الضِّعَافِ وَالْأَسَانِيدِ الْمَجْهُولَةِ وَيَعْتَدُّ بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِمَا فِيهَا مِنَ التَّوَهُّنِ وَالضَّعْفِ إِلَّا أَنَّ الَّذِي يَحْمِلُهُ عَلَى رِوَايَتِهَا وَالِاعْتِدَادِ بِهَا إِرَادَةُ التَّكْثِيرِ بِذَلِكَ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِأَنْ يُقَالَ مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِنَ الْحَدِيثِ وَأَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هَذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هَذَا الطَّرِيقَ فَلَا نَصِيبَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ بِأَنْ يُسَمَّى جَاهِلًا أَوْلَى مِنْ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى الْعِلْمِ

امام مسلم فرماتے ہیں کہ یہ اور اسکے مثل جو ہم نے اہل علم کا کلام ذکر کیا (جرح و تعدیل رواۃ کے متعلق) ان رواۃ حدیث کے بارے میں جو متہم ہیں (کسی عیب کے ساتھ) اور ان کے عیوب کے بارے میں اطلاعات جو ذکر کیں ان کا سلسلہ بہت زیادہ ہے اور اگر ان سب کا استقصاء کیا جائے تو کتاب طویل تر ہو جائے گی۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے (ان علماء کا کلام) یہ ہر اس شخص کیلئے کافی ہے جو اہل الحدیث کا مذہب سمجھ جائے کہ اس بارے میں انہوں نے کیا کہا اور اسے کھول کر بیان کر دیا۔ اور علماء حدیث نے رواۃ حدیث اور ناقلین اخبار کے عیوب کو کھول کر واضح کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا اور ان کے عیوب پر فتوی دینے کا اہتمام کیا اس وقت جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا کیونکہ اس میں ایک بہت عظیم خطرہ تھا۔ اور وہ یہ کہ احادیث و روایات دین کے معاملہ میں جب آئیں گی تو وہ یا تو کسی امر حلال کے بیان کیلئے ہوگی یا حرام کے۔ یا کسی کام کے حکم پر مشتمل ہوگی یا نہی پر۔ یا اس میں کسی کام پر ترغیب دلائی گئی ہوگی یا کسی کام سے ڈرایا گیا ہوگا۔ تو اگر وہ راوی صدق و امانت سے متصف نہ ہو اور پھر اس سے کوئی ایسا شخص روایت کرے جو اسکے حال سے واقف ہونے کے باوجود ان لوگوں سے جو اسکے عیب سے ناواقف ہیں اسکے عیب کو بیان نہ کرے تو وہ روایت کرنے والا اپنے اس فعل سے گناہگار ہوگا اور عوام مسلمین کو دھوکہ دینے والا ہوگا۔ کیونکہ ان روایات و احادیث کو جو بھی سنے گا وہ ان پر ایمان لا کر عمل کریگا یا ان میں سے بعض پر عمل کریگا۔ اور بہت ممکن ہے وہ تمام مرویات یا ان میں سے اکثر مرویات صرف کذب و جھوٹ پر مبنی ہوں۔ انکی کوئی اصل نہ ہو۔ حالانکہ صحیح احادیث ثقہ راویوں سے اور ایسے رواۃ سے جنکی روایت پر قناعت و اعتماد کیا جا سکتا ہے اتنی کثرت سے مروی ہیں کہ کسی غیر ثقہ اور غیر معتمد راوی کی روایات کی طرف کوئی احتیاج بھی نہیں ہے (اس عظیم نقصان سے بچنے اور عام مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کیلئے علماء رجال نے ان کاذب رواۃ کے عیوب کو کھول کر بیان کرنے کا التزام کیا ہے)۔

اور جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف اور مجہول الاسناد احادیث روایت کرنے کی ٹھانی ہے اور ان ضعیف احادیث کے ضعف اور خرابی کو جاننے کے باوجود اسے روایت کرنے کی عادت میں مبتلا ہیں میں سمجھتا ہوں کہ

ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جنہیں ایسی روایات واحادیث کی روایت کرنے اور اس کی عادت بنانے پر اس بات نے آمادہ کیا کہ وہ اس طریقہ سے عوام الناس کے سامنے اپنا کثیر العلم والحدیث ہونا ثابت کریں اور اسلئے تاکہ کہا جائے کہ فلاں نے کتنی ہزار احادیث جمع کی ہیں۔ اور علم حدیث میں جو شخص اس راہ پر چلا اور اس طریقہ کو اختیار کیا تو علم حدیث میں اسکا کوئی حصہ نہیں ہے اور اس کو جاہل کہنا اسے عالم کہنے کی بہ نسبت زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔ ❶

---

❶ یہاں پر یہ مسئلہ سمجھنا ضروری ہے کہ رواۃ حدیث کے عیوب بیان کرنا "غیبت محرمہ" میں شامل نہیں ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ اس میں اللہ و رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی کتاب و عوام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی ہے کہ انہیں ایسے غلط رواۃ کی گمراہی سے بچایا جائے۔ احادیث کو صحیح ترپیش کرنا اور انہیں غلط رنگ میں پیش کرنے سے بچانا اور کمزور وضعیف واسطوں سے ان کی حفاظت کرنا علماء اسلام کا خاص شعار ہے اور ان کی ذمہ داری ہے، اور اگر اس میں کسی راوی کے کذب وافترا یا عیوب کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت میں شامل نہیں ہے۔ جیسے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے ابو تراب النخشبی سے اس وقت فرمایا جب اس نے کہا کہ: آپ لوگوں کی غیبت نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: تیرا ناس جائے! یہ غیبت نہیں ہے بلکہ نصیحت وخیر خواہی ہے۔

اسی طرح ابو بکر بن خلاد نے جب یحییٰ بن سعیدؒ سے یہ کہا کہ: کیا اس بات سے نہیں ڈرتے کہ یہ تمام رواۃ جن کی روایت کردہ احادیث آپ نے ترک کردی ہیں یہ اللہ کے سامنے آپ سے مخاصمہ اور جھگڑا کریں گے؟ تو یحییٰؒ بن سعید نے فرمایا: یہ سب رواۃ (جو متہم ہیں) مجھ سے جھگڑا کریں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ رسول اللہ ﷺ میرے خصم ہوں (آپ مجھ سے جھگڑیں احادیث کو ایسے رواۃ سے محفوظ نہ کرنے کی بناء پر) اور آپ فرمائیں کہ تو نے میری احادیث میں سے جھوٹ کو دور کیوں نہیں کیا؟

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کو ہر طرح کے عیوب سے پاک وصاف رکھنا علمائے اسلام کی ذمہ داری ہے۔

اور یہ جرح وتعدیل رواۃ خود قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فاسق کی خبر کو واضح کرنے کو واجب فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَیَّنُوْا "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اسے واضح کردیا کرو۔" (یعنی اسکی تحقیق کرلیا کرو کہ آیا سچ ہے یا جھوٹ)

حضور علیہ السلام نے کسی آدمی کے بارے میں جرح فرماتے ہوئے کہا: بئس اخو العشیرۃ "یعنی قوم کا بہت برا بھائی ہے۔ اور تعدیل کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ عبداللہ رجلٌ صالحٌ ۔ بلاشبہ عبداللہ ایک صالح مرد ہے۔

اسی وجہ سے رواۃ کا ذبین کے عیوب کو بیان کرنا غیبت محرمہ میں داخل نہیں ہے اور تمام علماء اسلام کا اس کے جواز پر نہ صرف اجماع ہے بلکہ اسے تو واجبات میں شمار کیا گیا ہے۔ اور علامہ نوویؒ شارح مسلم اور علامہ عزبن عبدالسلامؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

چنانچہ علماء رجال نے خوب چھان پھٹک کرایک ایک راوی کی تحقیق کی۔ کاذب کو صادق اور ضعیف کو قوی سے جدا کیا۔ اور انہوں نے کسی کی تعدیل وجرح میں کسی قرابت داری کی بھی پرواہ نہیں کی۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت علیؒ بن المدینی (جو جرح وتعدیل کے بانی مبانی ہیں) سے پوچھا گیا کہ آپ کے والد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ ضعیف ہیں یا قوی؟ تو ابن المدینی نے سائلین سے کہا کہ ان کے بارے میں میرے علاوہ کسی سے پوچھو۔ لوگوں نے اصرار کیا تو آپ نے کچھ دیر سر جھکایا۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ دین کا معاملہ ہے بے شک میرے والد ضعیف ہیں اس طریقہ سے علماء نے احادیث کی حفاظت کی ہے۔ زکریا عفی عنہ۔

باب صحة الاحتجاج بالحديث المعنعن اذا امكن لقاء المعنعنين و لم يكن فيهم مدلس

باب... حدیث معنعن سے استدلال صحیح ہونے کا بیان[1] جبکہ عنعنہ کرنے والوں کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں کوئی تدلیس کرنے والا نہ ہو

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيْثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَتِيْنًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُوْنَ ذَلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُوْرِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ خَطَإِ الْمُخْطِئِيْنَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَلَى

(امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ) ہمارے زمانہ میں بعض ایسے لوگوں نے جو اپنے آپ کو محدث کہلاتے ہیں اسانید کی تصحیح وتقسیم میں گفتگو کی ہے اور ایک ایسا قول بیان کیا ہے کہ اگر ہم اس سے اعراض کرتے ہوئے اسکے فساد کو ذکر نہ کریں تو یہی سنجیدہ رائے اور صحیح تر راستہ ہے کیونکہ ایک مطروح وبیکار قول کے ختم کرنے کیلئے اور اسکے قائل کو گرانے کیلئے مناسب تر بات یہی ہے کہ اس سے اعراض کیا جائے اور جہلاء کیلئے یہی مناسب و بہتر ہے تاکہ انہیں اس غلط بات کی ہوا بھی نہ لگے لیکن ہم اسکے انجام بد سے ڈرتے ہوئے اور اس بات سے کہ جہلاء نئی نئی چیزوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور بڑی تیزی سے غلط سلط باتوں کو عقیدہ و نظریہ بنا ڈالتے ہیں اور ایسے اقوال کو تسلیم کر بیٹھتے ہیں جو علماء کے نزدیک ساقط الاعتبار

---

[1] یہاں سے امام مسلمؒ وہ معرکۃ الآراء بحث شروع کر رہے ہیں جو علماء حدیث کے درمیان مختلف فیہ رہی ہے یعنی حدیث معنعن سے استدلال اور اس کے قابل حجت ہونے کا بیان شروع کر رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حدیث معنعن کس حدیث کو کہتے ہیں۔ اصطلاح حدیث میں "معنعن" اس حدیث کو کہتے ہیں جو راوی سے بلفظ عن مروی ہو، مثلاً: عن فلان عن فلان۔ اور اس کی سند میں راوی کوئی صریح لفظ مثلاً اخبرنی، حدثنی یا سمعت وغیرہ نہ کہے بلکہ لفظ عن سے اسے روایت کرے چونکہ لفظ عن سے روایت کرنے میں ایک اندیشہ یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ آیا راوی نے یہ حدیث اس سے خود سنی ہے یا کسی واسطہ سے سنی ہے، اور دونوں راویوں میں اتصال ہے یا نہیں؟ بہت ممکن ہے کہ درمیان میں کوئی راوی رہ گیا ہو۔

اس لئے علماء حدیث کے درمیان اس بات پر بحث رہی ہے کہ آیا حدیث معنعن حجت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

علماء حدیث نے بعض شرائط کے ساتھ اس سے احتجاج کو درست قرار دیا ہے۔ لیکن شرائط کے بارے میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔

چنانچہ بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ اگر دونوں رواۃ کا زمانہ ایک ہو اور دونوں کی ملاقات ممکن ہو (عقلاً) اور کوئی مدلس ہو تو وہ حدیث معنعن قابل حجت ہے۔ اور یہی امام مسلمؒ کا مذہب ہے جسے انہوں نے یہاں بیان کیا ہے۔

جبکہ بعض علماء نے فرمایا کہ صرف امکان لقاء کافی نہیں بلکہ یہ بات بھی ثابت ہونا ضروری ہے کہ دونوں رواۃ کے درمیان عمر بھر میں کم از کم ایک بار ملاقات ہوئی ہے اور اسے ائمہ حدیث کی ایک جماعت مثلاً: ابن المدینیؒ، امام بخاریؒ وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے۔ امام مسلمؒ نے س قول اور مذہب کی تردید فرمائی ہے اور اس کی انتہائی شناعت بیان فرمائی ہے۔

س کے علاوہ نوویؒ نے ایک مذہب اور بیان کیا ہے وہ یہ کہ مطلقاً حدیث معنعن ہر طرح سے ناقابل احتجاج ہے اس کے قابل حجت ہونے ا کوئی صورت نہیں۔ لیکن ساتھ ہی نوویؒ نے اس قول کو باطل اور مردود بھی قرار دیا ہے۔

لیس اور مدلس کے بارے میں تفصیل مقدمہ مترجم میں گزر چکی ہے۔

الأنام والحمد للعاقبة إن شاء الله وزعم القائل الذي افتتحنا الكلام على الحكاية عن قوله والإخبار عن سوء رويته أن كل إسناد لحديث فيه فلان عن فلان وقد أحاط العلم بأنهما قد كانا في عصر واحد وجائز أن يكون الحديث الذي روى الراوي عمن روى عنه قد سمعه منه وشافهه به غير أنه لا نعلم له منه سماعا ولم نجد في شيء من الروايات أنهما التقيا قط أو تشافها بحديث أن الحجة لا تقوم عنده بكل خبر جاء هذا المجيء حتى يكون عنده العلم بأنهما قد اجتمعا من دهرهما مرة فصاعدا أو تشافها بالحديث بينهما أو يرد خبر فيه بيان اجتماعهما وتلاقيهما مرة من دهرهما فما فوقها فإن لم يكن عنده علم ذلك ولم تأت رواية صحيحة تخبر أن هذا الراوي عن صاحبه قد لقيه مرة وسمع منه شيئا لم يكن في نقله الخبر عمن روى عنه علم ذلك والأمر كما وصفنا حجة وكان الخبر عنده موقوفا حتى يرد عليه سماعه منه لشيء من الحديث قل أو كثر في رواية مثل ما ورد - وهذا القول يرحمك الله في الطعن في الأسانيد قول مخترع مستحدث غير مسبوق صاحبه إليه ولا مساعد له من أهل العلم عليه وذلك أن القول الشائع المتفق عليه بين أهل العلم بالأخبار والروايات قديما وحديثا أن كل رجل ثقة روى عن مثله حديثا وجائز ممكن له لقاؤه والسماع منه لكونهما جميعا كانا في عصر واحد وإن لم يأت في خبر قط أنهما اجتمعا ولا تشافها بكلام فالرواية ثابتة والحجة بها لازمة إلا أن تكون هناك دلالة بينة أن هذا الراوي لم يلق من روى عنه أو لم يسمع منه شيئا فأما والأمر مبهم على الإمكان

ہوتے ہیں لہذا ہم نے سوچا کہ اس قول کے فساد کو کھول کر بیان کرنا چاہیئے اور اس کی تردید کرنی چاہیے کہ جو مخلوق خدا کیلئے زیادہ فائدہ مند ہو اور عاقبت کے اعتبار سے محمود ہو (انشاء اللہ) اور جس شخص کے قول کو بیان کرتے ہوئے ہم نے آغاز کلام کیا تھا اور اس کے غلط خیال کو بتایا تھا اسکا خیال یہ ہے کہ ہر وہ سند حدیث جو فلان عن فلان کے طرز پر ہو (معنعن ہو) اور اس کے بارے میں یہ علم ثابت ہو چکا ہو کہ دونوں (راوی اور مروی عنہ) (ایک معاصر زمانہ میں) تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ حدیث جو راوی نے مروی عنہ سے روایت کی وہ اس سے بھی سنی ہوگی (یعنی راوی کا مروی عنہ سے سماع بھی ممکن ہو) اور اس سے لقاء بھی ممکن ہو لیکن ہمیں انکے سماع کے بارے میں علم یقینی حاصل نہ ہوگا اور نہ روایات میں ہم ایسی کوئی تصریح پائیں کہ وہ دونوں کبھی عمر بھر میں ملے تھے اور انکے درمیان مشافہۃً گفتگو ہوئی تھی تو ایسی سند سے مروی حدیث اس شخص کے نزدیک قابل حجت نہیں ہوگی۔ جب تک کہ یہ علم یقینی حاصل نہ ہو جائے کہ وہ دونوں عمر بھر میں کم از کم ایک بار یا اس سے زائد بار ایک جگہ جمع ہوئے یا ملاقات کا بیان ہو یا پھر اس بات کا علم (یقینی) حاصل نہ ہو اور نہ ہی اس بارے میں کوئی خبر یا روایت ملے جو یہ بتلائے کہ یہ راوی اپنے ساتھی (مروی عنہ) سے کم از کم ایک بار ملا ہے اور اس سے سماع کیا ہے تو اس حدیث کو نقل کرنا ایسی حالت میں کہ مروی عنہ کے بارے میں صرف یہ علم ہو کہ دونوں معاصر تھے اور باقی حالت وہی ہو جو ہم نے بیان کی (کہ لقاء سماع کا علم یقینی حاصل نہ ہو) حجت نہیں ہے۔ اور ایسی حدیث موقوف ہوگی۔ یہاں تک کہ راوی کا مروی عنہ سے سماع حدیث ثابت ہو جائے تھوڑا یا بہت (تو پھر وہ قابل استدلال ہوگی)۔ اور یہ قول۔ اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ طعن فی الاسناد کے باب میں ایک نیا ایجاد کردہ اور خود ساختہ ہے۔ اور نہ تو پہلے کوئی اس کا قائل گذرا ہے اور نہ ہی اہل علم نے اس پر کیا ہے۔ اور تمام اگلے پچھلے اہل علم کے درمیان تو متفق علیہ قول یہی اور معروف ہے کہ اگر ایک ثقہ آدمی دوسرے ثقہ سے روایت کرے دونوں کے درمیان لقاء و سماع ممکن ہو اس بنا پر کہ دونوں ایک زمانہ موجود تھے (معاصر تھے) اگرچہ کبھی ایسی کوئی خبر نہ ملی ہو جس سے مع

الذي فسّرنا فالرواية على السماع أبدا حتى تكون
الدلالة التي بيّنّا فيقال لمخترع هذا القول الذي
وصفنا مقالته أو للذاب عنه قد أعطيت في جملة
قولك أن خبر الواحد الثقة عن الواحد الثقة حجة
يلزم به العمل ثم أدخلت فيه الشرط بعد فقلت
حتى يعلم أنهما قد كانا التقيا مرة فصاعدا و سمع
منه شيئا فهل تجد هذا الشرط الذي اشترطته عن
أحد يلزم قوله وإلا فهلم دليلا على ما زعمت فإن
ادعى قول أحد من علماء السلف بما زعم من
إدخال الشريطة في تثبيت الخبر طولب به ولن
يجد هو ولا غيره إلى إيجاده سبيلا وإن هو ادعى فيما
زعم دليلا يحتج به قيل له وما ذلك الدليل فإن
قال قلته لأني وجدت رواة الأخبار قديما وحديثا
يروي أحدهم عن الآخر الحديث ولما يعاينه ولا
سمع منه شيئا قط فلما رأيتهم استجازوا رواية
الحديث بينهم هكذا على الإرسال من غير سماع
والمرسل من الروايات في أصل قولنا وقول أهل
العلم بالأخبار ليس بحجة احتجت لما وصفت
من العلة إلى البحث عن سماع راوي كل خبر عن
راويه فإذا أنا هجمت على سماعه منه لأدنى شيء
ثبت عنه عندي بذلك جميع ما يروي عنه بعد فإن
عزب عني معرفة ذلك أوقفت الخبر ولم يكن
عندي موضع حجة لإمكان الإرسال فيه فيقال له
فإن كانت العلة في تضعيفك الخبر وتركك
الاحتجاج به إمكان الإرسال فيه لزمك أن لا تثبت
إسنادا معنعنا حتى ترى فيه السماع من أوله إلى
آخره وذلك أن الحديث الوارد علينا بإسناد هشام
بن عروة عن أبيه عن عائشة فبيقين نعلم أن هشاما

کہ وہ دونوں کبھی ایک جگہ جمع ہوئے یا مشافہتاً گفتگو کی۔ تب بھی روایت
ثابت ہوتی ہے اور اس سے استدلال لازم ہو جاتا ہے سوالا یہ کہ وہاں پر کوئی
ایسی واضح دلیل اور قرینہ موجود ہو جو دلالت کرے کہ یہ راوی مروی عنہ
سے کبھی نہیں ملا یا مروی عنہ سے اس کے عدم سماع پر کوئی قرینہ دلالت
کرے (تو پھر دوسری بات ہے اس صورت میں قابل استدلال نہیں رہے
گی) ورنہ اگر معاملہ مبہم رہے (لقاء و سماع کا ثبوت نہ ہو) اس امکان لقاء پر
جس کی ابھی ہم نے وضاحت کی تو اس صورت میں روایت ہمیشہ محمول علی
السماع ہوگی۔ یہاں تک کہ کوئی واضح دلیل مل جائے جو ہم نے بیان کی
ہے۔ جب کہ اس مخترع سے جس نے یہ مذکورہ بالا خود ساختہ قول نکالا ہے
اس سے یا اس شخص سے جو اس قول کا دفاع کرتا ہے کہا جائے گا کہ تمہارے
اپنے ہی کلام میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خبر واحد اگر ایک ثقہ راوی
دوسرے ثقہ سے روایت کر رہا ہے تو وہ حجت ہے جس پر عمل کرنا لازم
ہے۔ پھر تم نے بعد کو اس ایک شرط کا اضافہ کر دیا اور کہہ دیا کہ (ایسی روایت
اس وقت حجت ہے جب کہ) یہ معلوم ہو جائے کہ دونوں عمر بھر میں ایک یا
اس سے زائد بار ملے ہیں یا کچھ سماع ثابت ہے' تو (اے مخترع) کیا تو اس
شرط کا ثبوت جو تو نے لگائی ہے کسی ایک ایسے شخص کی طرف سے پاتا ہے
جس کا قول تسلیم کرنا لازمی ہو۔ (اگر نہیں) تو پھر اپنے مزعومہ قول کی
دلیل لاؤ۔ پھر اگر وہ علماء سلف میں سے کسی کے قول کے بارے میں دعوی
کرے اپنے مذہب کی دلیل کے بارے میں تو اس سے اس قول کے ثابت
کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اور وہ یا اس کے علاوہ کوئی بھی ہرگز ایسے کسی
قول کو پیدا کرنے کی راہ نہ پا سکے گا۔ اور اگر وہ اپنے قول مزعومہ کے بارے
میں کوئی اور دلیل قائم کرنا چاہے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ وہ کیا دلیل ہے؟
پھر اگر وہ یہ کہے کہ میں نے یہ قول اس لئے اختیار کیا کیونکہ میں نے قدیم
و جدید رواۃ کو دیکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہیں
حالانکہ انہوں نے مروی عنہ کو کبھی دیکھا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے کبھی
سماع کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب میں نے ان رواۃ کو دیکھا کہ انہوں نے آپس
میں روایت حدیث میں "ارسال عن غیر سماع" کو جائز کر رکھا ہے حالانکہ
احادیث میں مرسل روایت ہمارے اور محدثین اہل علم کے قول سے

قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ يَجُوزُ إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّيَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطَ أَحْيَانًا فَيُسَمِّيَ الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ وَيَتْرُكَ الْإِرْسَالَ وَمَا قُلْنَا مِنْ هَذَا مَوْجُودٌ فِي الْحَدِيثِ مُسْتَفِيضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِينَ وَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرَ مِنْهَا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ فَرَوَى هَذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

مطابق حجت نہیں ہے لہٰذا لامحالہ مجھے ضرورت پڑی اس بات کی کہ راوی کے سماع کی تحقیق کروں کہ مروی عنہ سے اس کا سماع ثابت ہے یا نہیں۔ پس جہاں بھی مجھے اس کا علم ہوا کہ راوی کا مروی عنہ سے ذرا بھی سماع ثابت ہے تو میرے نزدیک اس کی تمام روایات مروی عنہ سے درست ہو گئیں۔ اور جہاں بھی اس بات کا علم اور معرفت حاصل نہ ہو سکی اس روایت کو میں نے موقوف قرار دیا اور وہ روایت میرے نزدیک حجت نہیں کیونکہ اس میں ارسال کا امکان ہے (امام مسلمؒ نے یہ قول مخالف کی دلیل بیان کی ہے اور آگے اس ساری دلیل کا جواب دے رہے ہیں) تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے اور اس سے استدلال کو ترک کرنے کیلئے تمہارے نزدیک صرف امکان ارسال ہی ایک سبب ہے تو پھر لازم آتا ہے کہ آپ کسی اسناد معنعن کو اس وقت تک نہ ثابت مانیں جب تک کہ آپ کے سامنے اول سے آخر تک ہر راوی کا سماع (مروی عنہ سے) ثابت نہ ہو جائے اور یہ ایسے کہ جو حدیث ہمیں ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہؓ کے طریق سے پہنچی ہے اس کے بارے میں ہمیں علم یقینی حاصل ہے کہ ہشام کو اپنے والد سے سماع حاصل ہے اور ان کے والد (عروہ) کو حضرت عائشہؓ سے سماع حاصل ہے جبکہ یہ بھی ہم بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو نبی اکرم ﷺ سے سماع حاصل ہے۔ اور اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ کبھی ہشام اپنی کسی روایت میں جسے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوں "سمعت" یا "اخبرنی" کی صراحت نہ کریں۔ (بلکہ بواسطہ عن روایت کریں) حالانکہ ممکن ہے کہ انکے اور انکے والد کے درمیان اس روایت میں کوئی واسطہ ہو جس نے انکے والد سے سن کر ہشام کو بیان کی ہو اور انہوں نے وہ روایت (براہ راست) اپنے والد سے نہ سنی ہو لیکن انہوں نے اسکو مرسلاً (بغیر اس واسطہ کے ذکر کے) روایت کرنا بہتر سمجھا ہو اور اس روایت کو اس واسطہ کی طرف منسوب نہ کیا ہو جس سے انہوں نے براہ راست سنا ہے۔ اور جس طرح یہ امکان (ارسال کا) ہشام اور انکے والد کے درمیان ہے اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ انکے والد (عروہ) اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ہو۔ اور اسی طرح ہر اس حدیث کی اسناد میں ارسال کا امکان ہو سکتا ہے جس میں سماع کی تصریح نہ ہو یعنی رواۃ کے بعض مروی

عنہم سے۔ حالانکہ یہ بات پہلے محقق ہو چکی ہے کہ راوی نے مروی عنہ سے کثیر سماع کیا ہے۔ لیکن یہ امکان بہر حال باقی ہے کہ اس نے بعض مرویات اس مروی عنہ سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور سے سن کر انہیں کبھی مرسلا روایت کر دیتے ہوں۔ اور مروی عنہ کا نام نہ لیا ہو۔ اور کبھی (اجمال وابہام کو دور کرنیکی خاطر) مروی عنہ کا نام ذکر بھی کر دیا ہو اور ارسال کو ترک کر دیا ہو۔ (امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ) یہ جو ہم نے احتمال بیان کیا ہے یہ حدیث میں موجود ہے (کوئی فرضی اور عقلی احتمال نہیں) اور ثقہ محدثین اور ائمہ اہل علم کی روایات میں جاری وساری ہے اور ہم ابھی ان روایات میں سے بعض روایت ذکر کرتے ہیں جن میں سے اکثر اپنے مستدل پر واضح اور کامل دلالت کریں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایوب السختیانی عبداللہ بن المبارک، وکیع، ابن نمیر اور انکے علاوہ ایک پوری جماعت نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے اور ہشام نے اپنے والد عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو حلال ہونیکی حالت میں اور احرام کی حالت میں اپنے پاس موجود خوشبوؤں میں سے سب سے عمدہ خوشبو لگایا کرتی۔" اب اس روایت کو بعینہ انکی الفاظ کے ساتھ لیثؒ بن سعد، داؤد العطار، حمید بن الاسود، وھیب ابن خالد اور ابو اسامہ نے ھشام سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے عثمان بن عروہ نے بیان کیا عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

وروى هشامٌ عن أبيه عن عائشة قالت كان النبيُّ صلَّى الله عليه وسلَّم إذا اعتكف يُدني إليَّ رأسَه فأُرَجِّلُه وأنا حائضٌ فرواها بعينها مالكُ بنُ أنسٍ عن الزُّهريِّ عن عُروةَ عن عَمرةَ عن عائشةَ عن النَّبيِّ صلَّى الله عليه وسلَّم وروى الزُّهريُّ وصالحُ بنُ أبي حسَّان عن أبي سلمةَ عن عائشةَ كان النَّبيُّ صلَّى الله عليه وسلَّم يُقبِّلُ وهو صائمٌ فقال يحيى بنُ أبي كثيرٍ في هذا الخبر في القُبلة أخبرني أبو سلمةَ بنُ عبدِ الرَّحمنِ أنَّ عُمرَ بنَ عبدِ العزيزِ أخبره أنَّ عُروةَ أخبره أنَّ عائشةَ أخبرته أنَّ النَّبيَّ

اسی طرح ہشام نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ "رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تھے تو اپنا سر مبارک میرے قریب لاتے تو میں آپؐ کے سر میں کنگھا کر دیتی حالانکہ میں حالت حیض میں ہوا کرتی تھی۔" اب اس روایت کو بعینہ انکی الفاظ سے مالک بن انس نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے عمرہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح زہری اور صالح بن ابی حسان نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوس وکنار فرمایا کرتے تھے۔" اب یحییٰ بن ابی کثیر نے اس قبلہ والی روایت کو یوں روایت کیا کہ: مجھے خبر دی ابو سلمہ

صلی اللہ علیه وسلم كان يقبلها وهو صائم

ابن عبدالرحمن سے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں خبر دی اور انہیں عروہؒ نے بتایا اور عروہؓ کو حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیا کرتے تھے۔"

وروى ابن عيينة وغيره عن عمرو بن دينار عن جابر قال أطعمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم الخيل ونهانا عن لحوم الحمر الأهلية فرواه حماد بن زيد عن عمرو عن محمد بن علي عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم وهذا النحو في الروايات كثير يكثر تعداده وفيما ذكرنا منها كفاية لذوي الفهم

اور ابن عیینہؒ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا" اس روایت کو حماد بن زید نے عمرو بن دینار عن محمد بن علی عن جابرؓ عن النبی ﷺ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور احادیث میں اس قسم کی روایات بہت کثرت سے ہیں اور ہم نے ان میں جو بیان کی ہیں اہل دانش کے لئے وہی کافی ہیں۔

فإذا كانت العلة عند من وصفنا قوله من قبل في فساد الحديث وتوهينه إذا لم يعلم أن الراوي قد سمع ممن روى عنه شيئا لمكان الإرسال فيه لزمه ترك الاحتجاج في قياد قوله برواية من يعلم أنه قد سمع ممن روى عنه إلا في نفس الخبر الذي فيه ذكر السماع لما بينا من قبل عن الأئمة الذين نقلوا الأخبار أنهم كانت لهم تارات يرسلون فيها الحديث إرسالا ولا يذكرون من سمعوه منه وتارات ينشطون فيها فيسندون الخبر على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول فيه إن نزلوا وبالصعود إن صعدوا كما شرحنا ذلك عنهم وما علمنا أحدا من أئمة السلف ممن يستعمل الأخبار ويتفقد صحة الأسانيد وسقمها مثل أيوب السختياني وابن عون ومالك بن أنس وشعبة بن الحجاج ويحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي ومن بعدهم من أهل الحديث فتشوا عن موضع السماع في الأسانيد كما ادعاه الذي وصفنا قوله من قبل وإنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث

پس حاصل کلام یہ کہ جب اس شخص کے نزدیک جس کا قول ابھی ہم نے ذکر کیا حدیث کے فساد اور کمزوری کی علت یہ ہوئی کہ جب ایک راوی کا دوسرے راوی سے کچھ بھی سماع نہ ہو تو اس میں امکان ہے ارسال کا۔ تو اس شخص کے قول کے مطابق تو لازم ہو جائے گا کہ ایسی روایت سے استدلال واحتجاج ترک کر دیا جائے جس راوی کے بارے میں مروی عنہم سے سماع کا علم ہو (لیکن اس خاص روایت کے بارے میں سماع کی تصریح نہ ہو) الا یہ کہ وہ خاص روایت جس میں سماع کی صراحت کی گئی ہو کیونکہ یہ بات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ائمہ محدثین جو روایات کے ناقل ہیں (ان کے احوال مختلف ہیں) کبھی وہ حدیث میں ارسال کر دیتے ہیں اور جس سے انہوں نے اس روایت کا سماع کیا ہوتا ہے اسے ذکر نہیں کرتے اور کبھی ان کی طبیعت میں نشاط ہوتا ہے تو اس روایت کو ٹھیک اسی ہیئت سے بیان کرتے ہیں جیسے سنا ہوتا ہے (ارسال نہیں کرتے) اور اگر سند میں نزول ہو تو اسے بیان کرتے ہیں (یعنی انہوں نے ارسال کیا ہوتا ہے تو اسے بیان کرتے ہیں) اور اگر علو ہو تو اسے بیان کرتے ہیں۔ جیسے کہ اسکی تشریح ہم کر چکے ہیں۔ اور ہم نے ائمہ سلف میں سے جو احادیث کی صحت و سقم کی تحقیق کیا کرتے تھے اور انہیں جانچتے پرکھتے تھے مثلاً ایوب السختیانیؒ، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ بن الحجاج، یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ اور جو ائمہ حدیث بعد میں آئے کسی سے نہیں سنا کہ وہ

مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ الرَّاوِي مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيسِ فِي الْحَدِيثِ وَشُهِرَ بِهِ فَحِينَئِذٍ يَبْحَثُونَ عَنْ سَمَاعِهِ فِي رِوَايَتِهِ وَيَتَفَقَّدُونَ ذَلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنْزَاحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيسِ فَمَنِ ابْتَغَى ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ سَمَّيْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنَ الْأَئِمَّةِ

اسانید میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں جیسے کہ موصوف نے دعویٰ کیا ہے اس قول کا۔ البتہ ان ائمہ محدثین میں سے جو حضرات مروی عنہم سے رواۃ حدیث کے سماع کی تحقیق و تفتیش کرتے ہیں وہ صرف اس وقت راوی کے سماع کی تحقیق کرتے ہیں جبکہ راوی "تدلیس فی الحدیث" میں مشہور و معروف ہو۔ تو اس وقت یہ حضرات اسکی مرویات میں سماع کی تحقیق وجستجو کرتے ہیں تاکہ ان سے یہ علت تدلیس دور ہو جائے۔ لیکن غیر مدلّس راوی کی اس طریقہ پر سماع کی تحقیق کرنا ان صاحب کے قول مزعومہ کے مطابق یہ ہم نے نہ تو مذکورہ بالا ائمہ حدیث میں سے کسی سے سنا ہے اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور محدث سے۔

فَمِنْ ذَلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوَى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثًا يُسْنِدُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَأَبَا مَسْعُودٍ بِحَدِيثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهِ إِيَّاهُمَا فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَضَى وَلَا مِمَّنْ أَدْرَكْنَا أَنَّهُ طَعَنَ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي مَسْعُودٍ بِضَعْفٍ فِيهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا أَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالِاحْتِجَاجَ بِمَا أَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَآثَارٍ وَهِيَ فِي زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُهْمَلَةٌ حَتَّى يُصِيبَ سَمَاعَ الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى وَلَوْ ذَهَبْنَا نُعَدِّدُ

اور اس قسم کے مرویات (کہ غیر مدلّس راوی بلفظ عن حدیث روایت کرے) کی مثالوں میں سے ایک حضرت عبداللہ بن یزید الانصاریؓ کی مرویات ہیں کہ (یہ خود صحابی ہیں) انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت فرمائی ہے۔ یہ حضرت حذیفہؓ بن یمان اور حضرت ابو مسعود الانصاریؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے روایت کردہ ہر حدیث کو نبی اکرم ﷺ تک مسنداً بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان کی ایسی مرویات میں مذکورہ بالا دو حضرات میں سے کسی سے سماع کی تصریح نہیں ہوتی (کہ عبداللہ بن یزید نے حذیفہؓ یا ابو مسعودؓ سے سنا) اور نہ ہی ہم نے ان کی مرویات میں ایسی کوئی بات دیکھی کہ جس سے معلوم ہو کہ عبداللہ بن یزید نے حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ سے کوئی حدیث مشافہتاً حاصل کی ہو یا ان دونوں کی رؤیت کا اس خاص روایت میں تذکرہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود متقدمین اہل علم کو اور جن علماء کو ہم نے پایا ہے ان میں سے کسی سے نہیں سنا گیا کہ وہ انہوں نے ان دونوں روایتوں میں سے کسی میں بھی طعن کیا ہو۔ جنہیں عبداللہ بن یزیدؓ نے حضرت حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ الانصاری سے روایت کیا ہے۔[1] کہ یہ احادیث ضعیف ہیں بلکہ یہ اور ان جیسی دوسری احادیث ان ائمہ حدیث کے نزدیک جن سے اب تک ہم ملے ہیں صحیح الاسناد اور قوی الإسناد ہیں

---

[1] حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ ہے اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما هو كائن۔ اسے امام مسلم نے تخریج کیا ہے۔ جبکہ حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفقة الرجل علی اهله صدقة والی حدیث روایت کی ہے جسے بخاری و مسلم دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے۔

الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهِنُ بِزَعْمِ
هَذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا
وَإِحْصَائِهَا كُلِّهَا وَلَكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا
يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا وَهَذَا أَبُو عُثْمَانَ
النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ أَدْرَكَ
الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمُ الْأَخْبَارَ
حَتَّى نَزَلَا إِلَى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيهِمَا قَدْ
أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ
بِعَيْنِهَا أَنَّهُمَا عَايَنَا أُبَيًّا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا وَأَسْنَدَ أَبُو
عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي
زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو
مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي
مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَدِيثًا

وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وُلِدَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَسْنَدَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَقَدْ أَدْرَكَ زَمَنَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ
الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ
أَخْبَارٍ وَأَسْنَدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَقَدْ حَفِظَ

اور ائمہ حدیث ان احادیث کا استعمال جو اس سند سے منقول ہوں جائز
سمجھتے ہیں اور اس سند سے جو بھی سنن و مرویات منقول ہیں ان سے حجت
بھی لیتے ہیں' حالانکہ یہ احادیث اس شخص کے نزدیک جس کا قول کچھ
پہلے ہم نے بیان کیا ہے اس وقت تک بیکار اور مہمل ہیں جب تک کہ
راوی (عبداللہ بن یزید) کا سماع مروی عنہما (حذیفہؓ اور ابو مسعود
الانصاریؓ) سے ثابت نہ ہو جائے۔ اور اگر ہم ایسی احادیث کو جو اہل علم
کے نزدیک صحیح ہیں لیکن مذکورہ قول کا قائل انہیں ضعیف قرار دیتا ہے
جمع کرنا اور شمار کرنا شروع کریں تو ایسی تمام روایات کے احصاء سے ہم عاجز
ہو جائیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے چند ایک بیان کریں تاکہ وہ
دوسروں کے واسطے نمونہ بن جائیں۔ چنانچہ یہ ابو عثمان النہدی اور
ابو رافع الصائغ ہیں اور یہ دونوں ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے دور
جاہلیت پایا[1] اور رسول اللہ ﷺ ان کے اصحابؓ کی صحبت سے بہرہ ور ہوئے
جو بدری ہیں (غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے) اور اسی طرح ان کے
بعد والے صحابہؓ سے ملے اور روایات نقل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ
حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور ان جیسے صحابہؓ سے روایات نقل کی
ہیں۔ ان دونوں میں سے ہر ایک نے ایک حدیث حضرت ابیؓ بن کعب
عن النبی ﷺ کے طریق سے بیان کی ہے (سنداً) حالانکہ کسی بھی مخصوص
روایت کے بارے میں نہیں سنا گیا کہ ان دونوں نے ابیؓ کو دیکھا ہے یا ان
سے کچھ سماعت حدیث کی ہے۔[2] اسی طرح ابو عمرو الشیبانی جنہوں نے
زمانۂ جاہلیت پایا اور جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں کڑیل مرد تھے
اور ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ ان دونوں نے حضرت ابو مسعود الانصاریؓ
عن النبی علیہ السلام کے طریق سے دو دو حدیثیں نقل کی ہیں۔
اور عبید بن عمیر نے عن ام سلمہؓ زوجۃ النبی علیہ السلام عن النبی علیہ

---

[1] ایسے حضرات کو جنہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا لیکن حضور علیہ السلام کی حیات کے باوجود آپؐ کی صحبت سے مشرف نہ ہوئے اور آپؐ کے وصال کے بعد صحابہؓ کرام سے علم حاصل کیا اصطلاح حدیث میں "مخضرم" کہا جاتا ہے۔

[2] ابو عثمان النہدی نے تو حضرت ابیؓ سے وہ حدیث روایت کی ہے: کان رجل لا اعلم احداً ابعد بیتاً من المسجد منه اور اس میں نبی علیہ السلام کا قول ہے: اعطاك الله ما احتسبت. امام مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔
جبکہ ابو رافع نے حضرت ابیؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے جسے ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں تخریج کیا ہے: "انه النبی علیه السلام کان یعتکف فی العشر الاواخر فسافر عام، فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین یوما"

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلِيًّا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَقَدْ سَمِعَ رِبْعِيٌّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَرَوَى عَنْهُ وَأَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ثَلَاثَةَ أَحَادِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَأَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ فَكُلُّ هَؤُلَاءِ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَقُوهُمْ فِي نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهِ وَهِيَ أَسَانِيدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَنُوا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوا فِيهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَيْنَاهُ فِي تَوْهِينِ الْحَدِيثِ

السلام ایک حدیث سنداً بیان کی ہے اور عبید نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے اور اسی طرح قیسؒ بن ابی حازم ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا زمانۂ مبارک حاصل کیا وہ حضرت ابو مسعود الانصاری عن النبی ﷺ کے طریق سے تین احادیث روایت کرتے ہیں۔[1] اور حضرت عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ جنہوں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے احادیث یاد کیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صحبت اٹھائی ہے عن انسؓ بن مالک عن النبی علیہ السلام کے طریق سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت ربعیؒ بن حراش عن عمرانؓ بن حصین عن النبی علیہ السلام کے طریق سے دو احادیث اور عن ابی بکرۃؓ عن النبی علیہ السلام کے طریق سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ربعیؒ نے حضرت علیؓ سے سماعت حدیث کے بعد ان سے روایت بھی فرمائی ہے۔ اور نافع بن جبیرؒ بن مطعم نے ابو شریح الخزاعی عن النبی علیہ السلام کے طریق سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔ اور نعمانؒ بن ابی عیاش نے عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی علیہ السلام کے طریق سے تین احادیث روایت کی ہیں۔ اور عطاءؒ بن یزید اللیثی نے عن تمیم الداریؓ عن النبی علیہ السلام کے طریق سے ایک حدیث اور سلیمانؒ بن یسار نے عن رافعؓ بن خدیج عن النبی علیہ السلام کے طریق سے ایک حدیث روایت کی ہے جب کہ حمیدؒ بن عبدالرحمان الحمیری نے عن ابی ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے کئی احادیث مسنداً روایت کی ہیں۔ پس یہ سب حضرات تابعین جن کی صحابہؓ سے مرویات کا ہم نے انکے اسماء کے ساتھ تذکرہ کیا ان میں سے کسی کا بھی صحابہؓ سے کسی معین روایت میں سماع ہمیں معلوم نہیں ہوا اور نہ ہی کسی معین روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ رواۃ تابعین رحمہم اللہ کی حضرات صحابہؓ سے ملاقات ہوئی تھی اور یہ سب اسانید اہل معرفت اور علماء حدیث و روایات کے نزدیک صحیح الاسانید میں سے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی حدیث کی بھی علماء حدیث نے تضعیف کی ہو اور

---

[1] ان میں سے پہلی حدیث انّ الإیمان ھٰھنا وانّ القسوۃ وغلظ القلوب فی الفدادین ہے۔ اور دوسری حدیث: انّ الشمس والقمر لاینکسفان لموت احد ہے اور تیسری حدیث لااکاد ادرک الصلاۃ مما یطول بنا فلان ہے۔ ان تینوں کو بخاری و مسلم دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

بِالْعِلَّةِ الَّتِي وَصَفَ أَقَلُّ مِنْ أَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِي وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَسَلَّمَ

نہ ہی وہ ان روایات میں بعض کے بعض سے سماع کی تلاش و جستجو میں لگے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا دوسرے سے سماع ممکن ہے (امکان سماع موجود ہے اگرچہ تصریح سماع نہیں' لیکن امکان سماع کافی ہونے کی بناء پر علماء حدیث نے ان روایات کو صحیح الاسناد قرار دیا مترجم عفی عنہ) کوئی انہونی بات نہیں ہے اسلئے کہ یہ سب حضرات ایک زمانہ میں متفقہ طور پر موجود تھے۔ اور یہ قول جو اس شخص نے ایجاد کیا ہے جسکا ہم نے اوپر ذکر کیا حدیث کی تضعیف کے لیئے اس علت کی وجہ سے جو ابھی بیان ہوئی اس قابل نہیں کہ اسکی طرف نظر التفات کی جائے اور اسکے ذکر کو عام کیا جائے کیونکہ یہ ایک نیا اور غلط محدث قول ہے۔ اور علمائے سلف میں سے اسکو کسی نے اختیار نہیں کیا۔ اور علمائے متقدمین نے بھی اس کا انکار کیا ہے۔ لہٰذا جو کچھ ہم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے اس سے زیادہ اس قول کی تردید کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب اس قول اور اسکے قائل کی یہ قدر ہے جیسے ہم نے ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ ہی اسکے دفع ورد کیلئے کافی ہے جو کہ علماء کے مذہب کے خلاف ہے۔ اور اسی پر بھروسہ ہے اور اسی اکیلے کیلئے تمام تعریف ہے۔

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمدؐ وآلہٖ وصحبہ وسلم

خلاصہ:ــــ امام مسلمؒ کی اس ساری بحث کا مختصر خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے' جس کا حاصل یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے حدیث معنعن کے حجت ہونے کے بارے میں علماء متقدمین و متاخرین کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اس بات پر کہ حدیث معنعن میں اگر اتصال اور سماع کا احتمال و امکان ہو تو یہ حجت ہونے کے لئے کافی ہے اور اس میں مزید کسی شرط کی کوئی ضرورت نہیں (البتہ ان رواۃ کا بری عن اللہ لیس ہونا ضروری ہے)۔

پھر امام مسلمؒ نے بعض اہل زمانہ کا قول ذکر کیا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک صرف امکان لقاء و احتمال سماع کافی نہیں بلکہ حجیت حدیث معنعن کے لئے دونوں رواۃ میں عمر بھر میں کم از کم ایک بار ملاقات کا ثبوت ضروری ہے۔

اس قول کو ذکر کر کے امام مسلمؒ نے اپنے مذہب پر علماء و متقدمین و متاخرین کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن محقق علماء متاخرین نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اس باب میں امام بخاریؒ اور علی بن المدینیؒ جو اس فن کے ائمہ میں سے ہیں کا قول صحیح ہے کہ صرف امکان لقاء کافی نہیں بلکہ ثبوت لقاء ضروری ہے۔

یہ ایک طویل اور مختلف فیہ بحث ہے جس کا مکمل تذکرہ نہ یہاں ممکن ہے اور نہ ہی عوام الناس کو اس کی ضرورت ہے۔

كتاب الايمان

کتاب الایمان

ایمان کے ابواب

ف…… یہاں سے امام مسلمؒ اپنی کتاب صحیح مسلم شریف کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے کتاب الایمان سے کتاب شروع کر رہے ہیں، باقاعدہ آغاز سے قبل یہاں چند اہم اور ضروری مباحث ہیں۔ جن کا مختصر تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلی بحث تو یہ ہے کہ ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے؟

ایمان اور اسلام کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ یہاں پر کئی ابحاث ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایمان اور اسلام میں الفاظ کا اختلاف کیا معنی رکھتا ہے؟ امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایمان عبارت ہے تصدیق سے۔ یعنی دل سے حضور علیہ السلام کی بتلائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنے سے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وما انت بمؤمن لنا" اور اسلام عبارت ہے پورے یقین واعتقاد کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے آگے جھکا دینے اور ضد ہٹ دھرمی اور انکار کی راہ چھوڑنے سے۔ تصدیق کا ایک خاص محل ہے جو قلب انسانی ہے جبکہ زبان اس کی ترجمان ہے۔ اور اسلام قلب ولسان اور جوارح سب میں موجود ہے۔ کیونکہ اعمال صالحہ اسلام ہیں۔

امام سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ایمان واسلام کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شرعاً ایمان واسلام کا اطلاق کس طرح ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں کبھی تو ان دونوں کو مترادف بیان کیا گیا ہے۔ کبھی بالکل مختلف قرار دیا گیا اور کبھی متداخل قرار دیا گیا جیسے کہ قرآن کریم کی مختلف آیات سے ظاہر ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

علامہ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ ایمان قلب سے تصدیق اور زبان سے اس کے اقرار و معرفت کا نام ہے۔ جب کہ اسلام اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو جھکانے اور سپرد کر دینے کا نام ہے جو عمل سے ہوتا ہے اور ان دونوں باتوں کا نام ہی "دین" ہے۔ گویا کہ ایمان روح کی مانند ہے اور اسلام بدن کی مانند۔ یا ایمان ایک حقیقت ہے اور اسلام اس کی ظاہری صورت۔ یا ایمان ایک اصل ہے اور اسلام اس کی فرع ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ ایمان اور اسلام کا شرعی حکم کیا ہے؟ تو جاننا چاہئے کہ اسلام وایمان کے دو حکم ہیں ایک اخروی اور دوسرا دنیوی، حکم اخروی تو یہ ہے کہ وہ ایمان واسلام انسان کیلئے جہنم سے نجات کا ذریعہ بن جائے اور ہمیشہ کی جہنم سے مانع بن جائے۔

ایک بحث یہ ہے کہ آیا ایمان میں کمی یا زیادتی ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں علماء رحمہم اللہ کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے۔ اور اشاعرہ اور معتزلہ کا مذہب بھی یہی ہے جب کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور بہت سے دوسرے علماء رحمہ اللہ کے نزدیک ایمان میں زیادتی ونقصان کا کوئی تصور نہیں۔ امام رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اصل میں یہ اختلاف بھی ایمان کی تفسیر میں اختلاف کی بناء پر ہے، جو حضرات عمل کو ایمان کا جز بتلاتے ہیں ان کے نزدیک ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے اور جو حضرات صرف تصدیق بالقلب کو ایمان قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک ایمان میں نقصان وزیادتی نہیں ہوتی۔

آغاز کتاب

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ بِعَوْنِ اللهِ نَبْتَدِئُ وَإِيَّاهُ نَسْتَكْفِي وَمَا تَوْفِيقُنَا إِلَّا بِاللهِ جَلَّ جَلَالُهُ

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری فرماتے ہیں کہ ہم اس کتاب کو اللہ عزوجل کی مدد سے شروع کر رہے ہیں' اسی سے کفایت طلب کرتے ہیں اور وہی اللہ جل جلالہ' ہمیں توفیق دینے والا ہے۔

۱ ــــ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ قَالَ فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ

۱ ــــ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ سے روایت ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے تقدیر ❶ (کی نفی) کے معاملہ میں گفتگو کی وہ بصرہ کا ایک شخص معبد الجہنی ❷ تھا۔ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری حج یا عمرہ کے ارادہ سے چلے۔ ہم نے (آپس میں) کہا کہ کاش ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ میں سے کوئی ایک مل جائے تو ہم ان سے مسئلہ تقدیر کے بارے میں جو یہ لوگ کہتے پھرتے ہیں پوچھیں۔

پس حسن اتفاق سے ہمیں حضرت عبداللہ ﷺ بن عمر ﷺ بن الخطاب مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے تو میں اور میرے ساتھی انکے ایک طرف ہو گئے۔ ہم میں سے ایک انکے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف ہو گیا، مجھے خیال ہوا کہ میرے ساتھی مجھے گفتگو (میں پہل) کرنے دینگے (اسی خیال کے تحت) میں نے کہا کہ: اے ابو عبدالرحمٰن! ہماری طرف کچھ ایسے لوگ سامنے آئے ہیں جو قرآن کریم پڑھتے ہیں اور علم کے حصول کی جستجو میں رہتے ہیں اور اس گروہ کے کچھ حالات بیان کئے اور کہا کہ وہ لوگ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے اور تمام معاملات بس اچانک ہو جاتے ہیں (یعنی پہلے سے کوئی کام مقدر نہیں ہوا کہ ایسے ایسے امور ہوں گے)۔

ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا

عبداللہ بن عمر ﷺ نے فرمایا کہ: جب تو ان لوگوں سے ملے تو انہیں بتلا دینا

---

❶ تقدیر سے مراد اسلام کا وہ عقیدہ ہے جس کے بارے میں تمام ائمہ وعلمائے سلف اور اکابر رحمہم اللہ کا اتفاقی فیصلہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمام اشیاء اور عالم میں پیش آنے والے تمام امور اور ان کے واقعات وازمان کا علم ان کے وجود سے پہلے ہے اور پھر وہ اپنے علم کے مطابق ان اشیاء وامور کو وجود عطا فرماتے ہیں' چنانچہ ہر وہ کام جو دنیا میں وقوع پذیر ہو رہا ہے وہ باری تعالیٰ کے علم کے مطابق اس کی قدرت کاملہ سے اس کی مشیت وارادہ کے ساتھ ظہور پذیر ہو رہا ہے' یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔

❷ بنو قضاعہ کے ایک قبیلہ جہینہ کی طرف نسبت ہے' معبد الجہنی حضرت حسن بصریؒ کی مجالس میں بیٹھا کرتا تھا اس نے سب سے پہلے اسلام کے اس عقیدہ کی تردید کی۔ حجاج بن یوسف نے اسے قتل کیا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ: سب سے پہلے اس عقیدہ کی نفی کرنے والا شخص بصرہ کا ایک رہنے والا تھا جو اصلاً مجوسی تھا اس کا نام سیسویہ تھا۔ اور اس سے معبد الجہنی نے یہ عقیدہ لیا اور اس کی تشہیر کی۔ عہد خلفاء راشدین میں یہ فتنہ موجود نہیں تھا۔ عہد خلفاء کے بعد اس فتنہ نے سر اٹھایا۔ اس وقت جو صحابہ کرامؓ موجود تھے مثلاً: ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، واثلہؓ بن الاسقع وغیرہ انہوں نے اس کی تکذیب وتردید کی۔ واللہ اعلم

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا))

قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ

قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))

قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَتِهَا قَالَ:

کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں (میرا ان کا کوئی تعلق نہیں ہے) اور قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم عبداللہ بن عمر کھاتا ہے: اگر ان میں سے کسی شخص کے پاس اُحد کے برابر سونا ہو اور وہ اسے (راہ خدا میں) خرچ کردیں تو بھی اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول نہیں فرمائیں گے یہاں تک کہ وہ تقدیر کا قائل ہو جائے اس کے بعد فرمایا کہ مجھ سے میرے والد حضرت عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ "ایک روز ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی دوران اچانک ایک شخص نہایت سفید براق کپڑے پہنے ہمارے سامنے نمودار ہوا۔ بال اس کے نہایت سیاہ تھے اس کے اوپر نہ تو سفر کے کوئی آثار نمایاں تھے اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے دونوں گھٹنے حضور علیہ السلام کے گھٹنوں سے ملائے اور اپنی ہتھیلیاں حضور علیہ السلام ❶ کی رانوں پر رکھ دیں اور کہا کہ: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتلایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کیا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر زاد راہ میسر ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا (حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ) ہم بڑے حیران ہوئے کہ یہ شخص سوال کرکے پھر اس کی تصدیق

---

❶ اصطلاح میں یہ حدیث "حدیثِ جبرئیل" کے نام سے معروف ہے۔ اور اسلام و ایمان کے بارے میں نہایت اہم اور بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت عمرؓ نے جس باریکی سے اس حدیث کو بیان کیا اور روایتِ حدیث کے بارے میں غایت احتیاط کی علامت ہے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غماز ہے۔ اس میں فرمایا کہ نہ اس کے اوپر سفر کے اثرات تھے کپڑے بھی صاف ستھرے، بال بھی سیاہ۔ گرد و غبار سے پاک لیکن ہم میں سے اسے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اس لئے حضرات صحابہ کو حیرت ہوئی کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اور اس نے آکر اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے یعنی آپ ﷺ سے بے انتہا قربت ہو گئی اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے۔ امام نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے ابن عباسؓ کی حدیث بیان کی جس میں صراحتاً مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام کے گھٹنوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔ حافظؒ نے فرمایا کہ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اپنے آپ کو بدوی ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ جو تہذیب و تکلفات سے ناواقف ہو۔ علامہ عثمانیؒ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نے لوگوں کو حیرت میں ڈالنے کے لئے ایسا کیا۔ ممکن ہے کہ پہلے انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوں جیسے کہ طلباء اساتذہ کے سامنے بیٹھتے ہیں، تاکہ صحابہؓ کو علم سیکھنے کا ادب بتلا دیں۔ اور پھر اپنے آپ کو چھپانے اور بدوی ظاہر کرنے کے لئے حضور علیہ السلام کی رانوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ آنحضرت ﷺ سے بتدریج قریب ہونے کے بعد۔ جیسے کہ حضرات ابو فروہؓ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے اپنے اطوار و افعال سے صحابہ کرام کو شدید حیرت و التباس میں مبتلا کردیا تاکہ وہ مکمل انہماک و توجہ حضرت جبرئیل اور حضور علیہ السلام کی گفتگو پر مبذول کردیں۔

((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ))

قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي: ((يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟)) قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ))

بھی کرتا ہے۔ ❶

پھر اس نے کہا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتلایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے ملائک پر اس کی (آسمانی) کتابوں پر اس کے انبیاء و رسل پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر ❷ پر (ہر خیر اور ہر شر سب اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ سے وجود میں آتا ہے) اس آدمی نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا کہ مجھے احسان ❸ کے بارے میں بتلایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس کو نہیں بھی دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔

اس نے کہا کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتلایئے (کہ کب آئیگی؟) آپ

---

❶ کیونکہ سوال کا مطلب ہے کہ سائل اس بارے میں لاعلم ہے اور پھر سائل جب اپنے سوال کے جواب کی تصدیق کرے تو سامعین کا متعجب ہونا ایک فطری امر ہے۔

❷ معلوم ہوا کہ تقدیر پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے صرف ضروریات دین کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔

❸ احسان جس کو ہمارے ہاں تصوف و سلوک کہا جاتا ہے اسلام کے احکامات کا ایک اہم حصہ ہے جس کا تعلق باطن سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دو جملوں میں پورے تصوف و سلوک کا خلاصہ اور نچوڑ بیان فرمادیا۔ کیونکہ تصوف اور سلوک کے تمام مسائل اور مجاہدات و ریاضات کا مقصد تزکیہ نفس ہے کہ نفس کے جتنے باطنی رذائل ہیں وہ دور ہو جائیں اور دل میں یہ تصور اور استحضار پیدا ہو جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں اور میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور یہی احسان ہے۔ اور احسان صرف عبادات میں ہی ضروری نہیں بلکہ تمام احکامات اور دینی و دنیوی تمام امور میں ضروری ہے۔ یعنی دین و دنیا کا ہر کام (خواہ وہ عبادات سے تعلق رکھتا ہو یا معاملات اور لین دین سے یا معاشرت اور اخلاق سے یا سیاست سے یا عقائد سے) کرتے وقت دل میں یہ تصور رہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

جب بندہ کے دل میں یہ تصور جاگزیں ہو جائے گا تو اس کی عبادات میں بھی خشوع و خضوع پیدا ہو جائے گا اور دین و دنیا کے ہر کام میں آخرت کی فکر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا احساس ہر وقت غالب رہے گا اور بندہ گناہ اور نافرمانی سے حتی الامکان بچا رہے گا۔ اسی لئے حضرات صوفیاء کرام رحمہم اللہ اپنے متعلقین و متوسلین کو ایسی ریاضتیں اور مجاہدات کرواتے ہیں جن سے دل میں تصور ذات باری تعالیٰ جاگزیں ہو جائے۔

احسان کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا مذکورہ بالا ارشاد گرامی درحقیقت آپ ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے کیونکہ یہ "مقام مشاہدہ" اور "مقام مراقبہ" کو بھی شامل ہے۔

انسان جو عبادت کرتا ہے اس کے تین درجات ہیں:

پہلا درجہ تو یہ ہے کہ انسان اس عبادت کو اس طرح ادا کرے کہ بس وہ ذمہ سے ساقط ہو جائے صرف شرائط و ارکان کو پورا کرے لیکن اس کے آداب خشوع و خضوع کی طرف اس کا دھیان نہ ہو۔ یہ پہلا درجہ ہے اس کو بھی احسان کہا جاتا ہے اور عبادت میں اس درجہ کا احسان ہونا شرط عبادت ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان دوران عبادت مکاشفات میں مستغرق ہو جائے۔ جب وہ عبادت میں مشغول ہو تو اس کے اوپر ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اس کو عبادت میں اور طاعات میں مزہ آنے لگے حلاوت محسوس ہو۔ اور یہ نبی اکرم ﷺ کا مقام ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ. الحديث۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔ یہ مقام مکاشفہ ہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ انسان کے اوپر ایسی کیفیت غالب ہو جائے کہ وہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں۔ یہ "مقام مراقبہ" ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو کم از کم یہ تو تصور کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ سب سے اعلیٰ مقام مکاشفہ ہے جو نبی اکرم علیہ السلام اور دوسرے خواص کو حاصل تھا۔ (خلاصہ کلام قسطلانی فی شرح البخاری)

علیہ السلام نے فرمایا: مسئول اس بارے میں سائل سے زیادہ عالم نہیں (جس طرح سائل کو قیامت کے آنے کا علم نہیں اسی طرح مسئول کو بھی اس کے وقت کا صحیح علم نہیں) اس نے کہا کہ مجھے پھر قیامت کی علامت کے بارے میں ہی بتلایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کی علامتوں میں سے چند یہ ہیں کہ) لونڈی اپنی سیدہ کو جنم ❶ دے' اور تو دیکھے کہ وہ لوگ جو ننگے پاؤں پھرنے والے تھے' جن کے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہیں تھے اور بکریوں کے چرانے والے وہ لوگ لمبی لمبی بلند و بالا عمارات بنارہے ہیں۔ ❷

---

❶ ان تلد الامة ربتھا لخ علامات قیامت کے بارے میں حدیث بالا میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قرب قیامت میں ایک وقت ایسا آئے گا کہ لونڈی اپنے آقا / مالکہ کو جنم دے گی۔

شراح حدیث اس جملہ کی تشریح کے بارے میں پریشان رہے ہیں کہ اس قول نبوی ﷺ کا کیا مطلب ہے؟ علمائے حدیث سے اس بارے میں کئی اقوال منقول ہیں۔

ایک مطلب تو یہ ہے کہ قرب قیامت میں لونڈیوں کی اولادیں بہت ہوں گی' لونڈیاں پکڑی جائیں گی اور ان کی خوب اولاد پھیلے گی' اور چونکہ لونڈی بھی ایک طرح سے مال اور مملوک ہے اور باپ کے بعد اس کے مال کا مالک بیٹا ہوتا ہے۔ تو گویا بیٹا اپنی ماں کا جس نے اسے جنم دیا مالک بن جائے گا۔ اور اسی معنی میں وہ اس کا شوہر بھی بن جائے گا کیونکہ مملوکہ باندی سے بغیر نکاح جماع جائز ہے۔

بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بتلایا ہے کہ باندیاں بادشاہوں کو جنم دیں گی۔ بہت سے بادشاہ اپنے حرم میں باندیوں کو رکھیں گے اور ان سے جو اولاد ہوگی وہ بعد میں بادشاہ بنے گی اور وہ باندیاں اپنے بیٹوں کی رعیت میں شامل ہو جائیں گی۔

ایک مطلب اس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاد ماں باپ کی نافرمان ہوگی اور وہ اپنی ماں سے ایسا ہی سلوک کرے گی جیسا کہ آقا اپنی باندی سے روا رکھتا ہے مارپیٹ اور سب و شتم والا۔

❷ قیامت کی ایک علامت یہ بتلائی کہ وہ لوگ جو کبھی بھوکے ننگے اور بکریوں کے چرواہے تھے' مہذب اور متمدن دنیا میں انکی کوئی حیثیت نہ تھی وہ بلند و بالا عمارات کے مالک بن جائیں گے۔ گاؤں کے غریب اور فاقہ کش لوگ بیش قیمت عمارتیں بنائیں گے۔ ان کے حسن و زینت پر تفاخر کریں گے۔

اور اس میں در حقیقت اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ قیامت کے قرب میں جو رذیل لوگ ہوں گے وہ شرفاء پر غالب آجائیں گے۔ حکومت اور حاکمیت اس کے سپرد کر دی جائیں گی اور اسکا مستحق نہ ہوگا۔

علامہ قرطبیؒ نے فرمایا کہ: اس جملہ سے مقصود حالات میں ایک تغیر و انقلاب کے بارے میں بتلانا ہے کہ جو گاؤدی اور تہذیب و تمدن سے عاری لوگ ہوں گے وہ متمدن شہروں کو جبر و قہر سے اپنے زیر نگیں کرلیں گے اور ان کے اموال زیادہ ہو جائیں گے اور وہ اس پر فخر کریں گے۔ جیسے کہ ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:

قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ رذیل ابن رذیل (جدی پشتی رذیل) قوم میں سب سے زیادہ معزز کہلایا جائے گا"۔

اور آج ہمارے ہاں یہی حدیث حرف بہ حرف صادق آرہی ہے کہ وہ لوگ جو جاہل' اچکے' بدمعاش اور غنڈہ گردی کرنے والے ہیں وہی آج ہمارے حکمران بنے بیٹھے ہیں۔

فائدہ..... مسئلہ قضاء و قدر سے متعلق چند ضروری باتیں

قضاء و قدر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔ اور جو کچھ اس کے ساتھ اچھے یا برے حالات پیش آئیں ان کو تقدیر پر ایمان لاتے ہوئے قبول کرے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یوں ہی مقدر کیا تھا کیونکہ اس کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسکی مشیت و ارادہ سے ہوتا ہے خواہ وہ خیر ہو یا شر۔ اس بات کا اعتقاد کہ اللہ تعالیٰ نے خیر اور شر کو تمام مخلوقات کی تخلیق سے..... (جاری ہے)

پھر وہ شخص چلا گیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! کیا تم سائل کے بارے میں جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور تمہارے پاس تمہارا دین تمہیں سکھلانے کے لئے آئے تھے۔

۲..... و حدثنی محمد بن عبید الغبری و ابو کامل الفضل بن الحسین الجحدری و احمد بن عبدة الضبی قالوا ثنا حماد بن زید عن مطر الوراق عن عبد الله بن بریدة عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَهْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانُ أَحْرُفٍ

۲..... حضرت یحییٰ بن یعمرؒ فرماتے ہیں کہ جب معبد الجہنی نے مسئلہ تقدیر کے بارے میں غلط اور گمراہ کن باتیں کرنا شروع کیں تو ہم نے اس کا انکار کیا میں اور حمید بن عبدالرحمن الحمیدی ایک مرتبہ حج کو گئے۔ آگے سابقہ حدیث کو ہی اپنی سند سے بیان کیا کچھ کمی بیشی کے ساتھ۔

۳..... و حدثنی محمد بن حاتم قال نا یحیی بن

۳..... حضرت یحییٰ بن یعمر رحمۃ اللہ علیہ اور حمید بن عبدالرحمن

(گذشتہ سے پیوستہ) ..... قبل ہی مقدر کر دیا تھا اور یہ کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اس کی تقدیر سے مربوط و متعلق ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قل کلٌ من عند اللہ۔

مسئلہ ..... تقدیر جہاں ایمان کا ایک اہم اور بنیادی عقیدہ ہے وہیں انتہائی نازک اور پیچیدہ مسئلہ بھی ہے۔ بس انسان اتنا مکلف ہے کہ ہر خیر و شر کے متعلق مذکورہ بالا عقیدہ رکھے۔ باقی یہ کیوں اور وہ کیوں؟ اس بحث میں پڑنا گمراہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے سختی سے اس سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ مسئلہ تقدیر پر بحث میں الجھے ہوئے تھے کہ سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے اور ہمیں تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے دیکھا تو چہرۂ انور غصہ سے سرخ ہو گیا گویا چہرۂ مبارک پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ وہ اس بارے میں بحث مباحثہ میں پڑے رہتے تھے۔

انسان کے تمام افعال و اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے خواہ وہ اعمال خیر ہوں یا اعمال شر۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ وہ کیا کرے گا کیا نہیں کرے گا۔ اس کے علم میں سب کچھ پہلے سے موجود ہے۔ انسان کو اختیار دیا ہے خیر و شر کے کرنے کا۔ اور خیر پر جزا اور شر پر سزا کا مدار بھی اسی اختیار کے صحیح و غلط استعمال پر ہے کیونکہ انسان کے تمام افعال اس معنی میں اختیاری ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خیر و شر کی تمیز عطا کی ہے۔ وہ اپنے اختیار سے خیر یا شر کو اختیار کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قدرت اور مقدور دونوں کو پیدا کیا اور اختیار اور مختار کار کو بھی پیدا کیا۔ قدرت بندہ کی توصفت ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مخلوق ہے لیکن کسبی نہیں اور اختیار و حرکت اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور بندہ کی صفت بھی ہے لیکن کسبی ہے وہ اپنے کسب سے اسے حاصل کر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بندہ نہ مجبور محض ہے کہ اس کے اعمال و حرکات پر کوئی جزا و سزا کا فیصلہ ہی نہ ہو اور نہ ہی قادر مطلق ہے۔ بلکہ حق اور اعتدال کی راہ یہ ہے کہ اعمال و افعال پر قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے اور بندہ مقدور ہے۔ جب کہ ایک دوسری نوعیت سے بندہ قادر ہے کہ وہ اپنے کسب سے اعمال حاصل کرتا ہے۔ یہی اقتصاد اور میانہ روی کی راہ ہے اور یہی عقیدہ قضا و قدر کے بارے میں ایک مسلمان کو رکھنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ احقر مترجم عفی عنہ

سَعِيد القَطَّانُ قال نا عثمان بن غياث قال نا عبد الله بن بُرَيدة عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: لَقِينَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدَرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ فَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِهِمْ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيهِ شَيْءٌ مِنْ زِيَادَةٍ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا

الحمیریؒ دونوں فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملے اور مسئلہ تقدیر کا تذکرہ کیا اور لوگوں میں جو غلط بات اس بارے میں کہی جارہی تھی اس کے بارے میں ذکر کیا آگے سابقہ حدیث کچھ کمی بیشی کے ساتھ بیان فرمائی۔

٤...... وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

۴...... حجاج بن الشاعر یونس بن محمد معتمر بواسطہ والد یحیٰ بن یعمر ابن عمرؓ حضرت عمرؓ ان ہی حدیثوں کی طرح رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

٥...... حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة و زُهير بن حرب جميعا عن ابن علية قال زُهير ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن ابى حيّان عن ابى زُرعة بن عمرو بن جَرير و عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ

۵...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز لوگوں کے سامنے حاضر تھے کہ اس اثناء میں ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ' اسکے ملائکہ پر' اسکی (آسمانی) کتب پر' اس سے ملاقات پر (آخرت میں) اور اس کے انبیاء و رسل پر اور ایمان رکھو آخرت میں اٹھائے جانے پر"۔

اس نے کہا کہ یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' تم فرض نماز کو قائم کرو' فرض زکوٰۃ کو ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو"۔

اس نے کہا یارسول اللہ! احسان کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ "تم اللہ کی بندگی اور عبادت اس طرح کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو (اور کم از کم یہ تو ہو کہ) اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ اس نے کہا یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس معاملہ میں مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تم سے قیامت کی علامات بیان کروں گا۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے تو وہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ جب ننگے بدن اور ننگے پاؤں پھرنے والے لوگ قوم کے سردار بن جائیں

مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ)) ثُمَّ تَلَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ)) قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ)) فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ))

تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے اور جب مویشی چرانے والے بڑی بلند و بالا عمارتیں بنانے لگیں تو یہ بھی علامات و قیامت میں سے ہے۔ (قیامت کے وقوع کا حتمی علم) ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ عزوجل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ.... الآية

"بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کی خبر' اور اتارتا ہے مینہ' اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں' اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا' اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ سب جاننے والا خبر دار ہے۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص واپس ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے دوبارہ میرے پاس لاؤ۔ لوگ اسے لینے کیلئے دوڑے تو انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل تھے اور لوگوں کو انکے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَتِهِ إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ بَعْلَهَا يَعْنِي السَّرَارِيَّ

۶۔۔۔ محمد بن عبد اللہ بن نمیر محمد بن بشر ابو حیان تیمی سے دوسری روایت بھی اسی طرح منقول ہے صرف بجائے رب کے بعل کا لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ جب باندی اپنے شوہر کی والدہ ہوگی۔ (شوہر سے مراد بھی مالک ہے)۔

۷۔۔۔ حدثني زهير بن حرب حدثنا جرير عن عمارة وهو ابن القعقاع عن ابي زرعة عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قال قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُونِي فَهَابُوهُ أَنْ يَسْأَلُوهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَخْشَى اللهَ كَأَنَّكَ

۷۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا کہ مجھ سے پوچھو (دین اور ایمان کی باتیں) لوگوں کو سوال کرنے سے خوف محسوس ہوا (آپ ﷺ کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے) چنانچہ ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ گیا اور کہا یا رسول اللہ! اسلام کیا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ نماز قائم کرو' زکوۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے صحیح فرمایا۔

پھر کہا یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ فرمایا کہ: تم اللہ پر' اسکے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔

اس نے کہا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟ فرمایا کہ تم اللہ سے اس طرح

تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَتَى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا رَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْأَرْضِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا رَأَيْتَ رِعَاءَ الْبَهْمِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ) قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْهُ عَلَيَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا جِبْرِيْلُ أَرَادَ أَنْ تَعَلَّمُوْا إِذْ لَمْ تَسْأَلُوْا

ڈرتے رہو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں رہے تو (کم از کم یہ تصور کرو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔

پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس معاملہ میں مسئول عنہ سائل سے زیادہ واقف نہیں اور میں تمہیں اس کی علامات کے بارے میں بتلاتا ہوں۔

"جب تم دیکھو کہ عورت اپنے آقا کو جنم دے تو یہ اس کی علامت ہے۔ اور جب تم دیکھو کہ ننگے پیر اور ننگے بدن رہنے والے گونگے بہرے لوگ (مراد بے وقعت و بے حیثیت جاہل لوگ) زمین کے بادشاہ بن جائیں تو یہ علامات قیامت میں سے ہے اور جب تم دیکھو کہ جانوروں کے چرانے والے بلند و بالا عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ قیامت کی علامات میں سے ہے"۔ قیامت ان پانچ غیبی چیزوں میں شامل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

پھر آپ ﷺ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ .... الآية

"بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے قیامت کا (حتمی اور یقینی) علم اور وہ بارش نازل کرتا ہے۔ اور رحم مادر میں جو کچھ ہے (لڑکا یا لڑکی یا کچھ نہیں) اسے جانتا ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کو کیا کمائیگا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مریگا"۔

آپ ﷺ نے اخیر سورت تک تلاوت فرمائی۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ آدمی کھڑا ہو گیا (اور واپس روانہ ہو گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ اسے تلاش کیا گیا لیکن تلاش کرنیوالوں نے اسے نہیں پایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے چاہا کہ تم (اپنے دین کے بارے میں ضروری باتیں) جان لو جبکہ تم سوال نہ کرو۔ (کیونکہ علم حاصل ہوتا ہے سوال سے۔ اور جب تم نے حضور ﷺ کے رعب کی وجہ سے سوال نہیں کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر سوالات کئے اور ان کے جوابات سے تمہیں دین کے ضروری عقائد کے بارے میں علم

حاصل ہو گیا)۔

باب-۱ باب بيان الصلوة التي هي احد اركان الاسلام

نماز کیلئے طہارت واجب ہونے کا بیان

۸..... حدثنا قتيبة بن سعيد بن جميل بن طريف بن عبد الله الثقفي عن مالك بن انس فيما قرئ عليه عن ابى سهيل عن ابيه انه سمع عَنْ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ

۸..... حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل نجد میں سے ایک شخص پراگندہ بال لئے حاضر ہوا۔ اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنی جاتی تھی لیکن وہ جو کہتا تھا سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ پس وہ اسلام کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: (اسلام کے احکامات میں سے) دن رات میں پانچ نمازیں [1] فرض ہیں' اس نے کہا کیا میرے اوپر ان کے علاوہ بھی (کوئی نماز) فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! سوائے اس کے جو تم بطور نفل ادا کرو اور رمضان کے مہینہ کے روزے فرض ہیں۔ اس نے کہا کیا میرے اوپر ان کے علاوہ بھی (روزے فرض) ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

---

[1] اس حدیث مبارکہ سے کئی اصولی باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ پانچ نمازوں کے علاوہ اور کوئی نماز فرض نہیں ہے۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ احنافؒ کے نزدیک وتر کی نماز واجب ہے۔ جبکہ حدیث مذکورہ وتر کی عدم وجوبیت پر دال ہے؟ اس کا جواب شوکانی رحمۃ اللہ نے نیل الاوطار میں دیا ہے کہ یہ حدیث ابتداء اسلام کی ہے جب شریعت مطہرہ کے تمام احکامات ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ حدیث بالا میں بہت سے اہم شعائر اسلام اور احکامات اسلام کا ذکر نہیں ہے اور احناف میں سے اکثر نے اس حدیث کو اسی پر محمول کیا ہے۔
علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں حضرت کشمیریؒ کے حوالہ سے فرمایا کہ محققین احنافؒ کے نزدیک صورتحال یہ ہے کہ وتر الگ سے کوئی مستقل فرض کے درجہ میں نماز نہیں ہے۔ کیونکہ نہ تو اس کیلئے کوئی الگ مستقل وقت متعین کیا گیا ہے نہ ہی اس کیلئے اذان واقامت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنیت کے درجہ کی نماز ہے۔ لیکن بعض احادیث سے اسکی اہمیت اور فرضیت پر بھی دلالت ہوتی ہے جیسے الوتر حقؓ الخ والی حدیث وغیرہ۔ تو دونوں باتوں کو پیش نظر رکھ کر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے وتر کو فرض اور سنت کے درمیان کے درجہ میں رکھا جو واجب ہے۔ گویا وتر پانچوں نمازوں کی صورت کی تکمیل کیلئے مشروع ہوئے ہیں۔ جیسے سنن مؤکدہ نمازوں کی حقیقت کی تکمیل کیلئے مشروع کی گئی ہیں۔
اس مسئلہ کی مزید تفصیل انشاء اللہ وتر کے ابواب میں آئے گی۔
آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ اگر یہ اپنے قول میں سچا نکلا تو اس نے فلاح حاصل کر لی۔ کیونکہ اصل تو فرائض ہیں اور جس نے فرائض کو بغیر کسی کمی بیشی کے پورا کر لیا تو انشاء اللہ اس کی نجات کے لئے کافی ہوگا۔ واللہ اعلم
ایک بات اس حدیث مبارکہ کے ذیل میں یہ واضح رہنی چاہئے کہ اس حدیث میں دوسرے ارکان اسلام مثلاً حج کا ذکر نہیں۔ اسی طرح اسی حدیث کے بعض طرق میں زکوٰۃ کا بھی ذکر نہیں۔ اور اس کے برعکس بعض طرق میں صلہ رحمی اور اداء خمس کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ صرف انہی ارکان کو جن کا اس حدیث میں ذکر ہے ادا کرنے سے نجات اخروی کا مستحق ہو جائے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے' کیونکہ یہ حدیث ابتداء اسلام کی ہے' جب کہ صرف مذکورہ ارکان ہی فرض کئے گئے تھے۔ لہٰذا وہ تمام ارکان جو دوسری احادیث سے ثابت ہیں ان سب کی ادائیگی نجات اخروی کے لئے ضروری ہے' اس کے بغیر نجات اخروی کا حصول سنت اللہ نہیں ہے۔

غَيْرُهٗ فَقَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ

کہ نہیں! سوائے اس کے جو تم بطور نفل رکھو' اور نبی اکرم ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا کیا میرے اوپر اس کے علاوہ بھی (کوئی مالی فریضہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! سوائے اس کے جو بطور تقرب (راہ خدا میں) خرچ کرو۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوا کہ خدا کی قسم! میں نہ اس سے زیادہ کچھ کروں گا اور نہ ہی اس میں کوئی کمی کروں گا"۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کامیاب ہو گیا اگر اس نے سچ کہا"۔

۹...... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ

۹...... حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ ان کی حدیث میں ہے کہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے باپ کی قسم![1] اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہو گیا۔ یا فرمایا کہ اس کے باپ کی قسم! اگر سچا ہے تو جنت میں داخل ہو گیا۔

باب-۲ باب السؤال عن ارکان الاسلام

اسلام کے ارکان کے بارے میں سوال کا بیان

۱۰...... حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ أَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۰...... حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ "ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے منع کر دیا گیا تھا[2] تو ہمیں یہ بات بہت اچھی لگتی کہ

---

[1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے اس شخص کے باپ کی قسم کھائی۔ حالانکہ غیر اللہ کی قسم اور باپ کی قسم یہ سب ناجائز اور منہی عنہ میں شامل ہیں؟ بعض علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں مراد حلف بغیر اللہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک عادۃً زبان پر جاری کلمات کی طرح ہے تکیہ کلام کی طرح اور ایک جواب یہ ہے کہ اسمیں اسم الرب مضمر ہے۔ یعنی ورب ابیہ علامہ زرقانی نے شرح الموطا میں فرمایا: حلف بالآباء (یا حلف بغیر اللہ) کی ممانعت غیر اللہ کی تعظیم کے خوف کی وجہ سے ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم دل میں ہوگی تو اسکی قسم کھائے گا۔ لیکن یہ اندیشہ نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں متوھم نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

[2] مراد وہ سوال ہے جسکی ضرورت نہ ہو۔ غیر ضروری سوالات سے صحابہ کرامؓ کو منع کر دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ ضروری سوالات کرنے میں بھی محتاط ہو گئے تھے کہ کہیں حضور اقدس ﷺ کو ناگوار نہ گذرے۔ اسی لئے صحابہ کرامؓ اس انتظار میں رہتے تھے کہ کوئی بدو آکر آپ ﷺ سے سوالات کرے اور آپ ﷺ اس کے جوابات دیں تو ہمیں بھی معلوم ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث جبرئیل سے واضح ہوتا ہے۔ غیر ضروری سوالات سے مراد وہ سوالات جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے ان کی وضاحت طلب کرنا۔ مثلاً: ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس نے اس وقت جب فرضیت حج کی آیت نازل ہوئی سوال کیا کہ العامنا هذا ام للابد؟ کہ یہ حج ہم پر صرف ایک سال فرض ہے یا ہمیشہ فرض ہے؟ حضور علیہ السلام کو یہ سوال سخت ناگوار ہوا اور فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو بہت ممکن ہے تمہارے سوال کے جواب میں ہمیشہ کے لئے فرض قرار دے دیا جاتا اور پھر تم عمل نہ کر سکتے یا مثلاً: کسی نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ تو اس طرح کے بے مقصد سوالات سے منع فرمایا گیا۔ زکریا عفی عنہ

سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِينَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ قَالَ اللهُ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللهُ قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ هَذِهِ الْجِبَالَ آللهُ أَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

گاؤں کے لوگوں میں سے کوئی عقلمند شخص آئے اور آپ ﷺ سے (دین کے بارے میں اہم اور ضروری) سوالات کرے اور ہم سنتے رہیں۔

پس (ایک روز) ایک شخص دیہات کا رہنے والا آیا اور کہا کہ: اے محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا ہے اور اس نے ہمیں یقین دلایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس (قاصد) نے سچ کہا۔ اس نے کہا کہ پس یہ بتلایئے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے کہا کہ زمین کو کس نے پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے کہا کہ یہ پہاڑ جو ہیں ان کو کس نے ایستادہ کیا؟ اور ان میں رکھیں وہ چیزیں جو ان میں ہیں؟ (معدنیات وغیرہ) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے کہا تو اس ذات کی قسم! جس نے آسمان زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو ایستادہ کیا۔ کیا آپ کو واقعتاً اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

اس نے کہا آپ کے قاصد نے بتلایا کہ ہم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان نمازوں کا حکم فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں!

اس نے کہا کہ آپ کے قاصد نے بتلایا کہ ہمارے اوپر ہمارے اموال میں زکوٰۃ فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ وہ بولا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اس نے آپ کو زکوٰۃ کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کے قاصد نے یہ بھی بتلایا کہ ہمارے اوپر سال میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچ کہا۔ وہ کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!

اس نے کہا کہ آپ کے قاصد نے ہمیں بتلایا کہ ہم پر زاد راہ کی استطاعت کی صورت میں بیت اللہ کا حج فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سچ کہا۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر وہ پیٹھ موڑ کر جانے لگا اور کہا: اس ذات کی قسم!

جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہ ان میں کوئی زیادتی کروں گا اور نہ ہی ان میں کوئی کمی کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اگر اس نے سچ کہا (اور اس پر عمل کر دکھایا) تو یہ ضرور بالضرور جنت میں داخل ہوگا❶"

۱۱ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

۱۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ سے (غیر ضروری) سوالات سے منع کر دیا گیا تھا۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل پوری حدیث بیان کی۔

باب-۳ باب بيان الايمان الذي يدخل به الجنة و ان من تمسك بما امر به دخل الجنة

ایمان اور مامورات پر عمل کی وجہ سے استحقاق جنت کا بیان

۱۲ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ أَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ

۱۲ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ سفر میں تھے کہ ایک اعرابی سامنے آیا اور آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔ یا لگام پکڑی پھر کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! یا محمد (ﷺ)! مجھے اس چیز کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے؟

راوی کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر حضور علیہ السلام ذرا دیر کو رکے اور پھر اپنے صحابہ کرام کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ: بے شک اس شخص کو توفیق دی گئی ہے یا فرمایا کہ ہدایت دی گئی ہے (عمدہ گفتگو کی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کیا کہا؟ اس نے دوبارہ وہی بات لوٹائی تو آپ نے فرمایا:

"اللہ کی عبادت اور بندگی کر اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کر نماز قائم

---

❶ یہ شخص بنو سعد بن بکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا نام ضمام ابن ثعلبہ تھا۔ اور اصح قول کے مطابق ۹ھ میں مدینہ آئے تھے۔ ان کی یہ طویل حدیث ان کی دانشمندی اور عقل کا ثبوت ہے۔ ان کے سوالات اور ان کے جوابات پر حلف کا انداز بڑا مدبرانہ ہے۔ علماء حدیث کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ جب مدینہ آئے تو مسلمان تھے یا اس سوال وجواب کے بعد مسلمان ہوئے۔ اکثر محدثین جن میں امام بخاری بھی شامل ہیں ان کے قبل قدوم المدینہ مسلمان ہونے کے قائل ہیں۔ جب کہ بہت سے محدثین فرماتے ہیں کہ وہ اس مکالمہ کے بعد مسلمان ہوئے۔
اس حدیث کے بعض طرق میں کچھ اور الفاظ بھی مذکور ہیں جن میں حضور علیہ السلام نے ان کو فقاہت اور سمجھداری کی سند عطا کی۔
یہ واپس اپنی قوم میں گئے اور اسلام کی دعوت دی تو پوری قوم نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور ایمان لے آئی۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرِ النَّاقَةَ

کر اور زکوٰۃ ادا کیا کر اور صلہ رحمی کیا کر ❶ او نٹنی کو چھوڑ دے (کیونکہ تیرا مقصد پورا ہو گیا)"۔

۱۳۔... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هَذَا الْحَدِيثِ

۱۳۔... ابو ایوب رضی اللہ عنہ مذکورہ سند سے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندگی کر اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کر نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کیا کر)۔

۱٤۔... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِينِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ إِنْ تَمَسَّكَ بِهِ

۱٤ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی بندگی کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کیا کر، اور اہل قرابت سے صلہ رحمی کا معاملہ کیا کر"۔ جب وہ واپس کے لئے مڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جس بات کا اسے حکم دیا گیا ہے اگر ان پر مضبوطی سے قائم رہا تو جنت میں داخل ہوگا۔"

۱۵ وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي

۱۵۔... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت قرار دو اور نماز قائم کرو، فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کرو، رمضان کے روزے رکھو۔
اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں کبھی بھی اس سے کچھ زیادہ نہیں کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا۔

---

❶ صلہ رحمی اگرچہ ارکان اسلام میں سے نہیں ہے لیکن اہم ترین حکم ہے۔ کیونکہ ایک بندہ کی طرف سے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کا تعلق یا تو حقوق اللہ سے ہے یا حقوق العباد سے۔ اور یا بدن سے ہے یا مال سے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے بلیغ جواب میں اقامت صلوٰۃ کہہ کر عبادات بدنیہ کو بیان کر دیا۔ اور تؤتی الزکوۃ سے عبادات مالیہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور تصل الرحم سے حقوق العبد کو بیان کر دیا۔ واللہ سبحانہ اعلم

بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا شَيْئًا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا

جب وہ واپسی کے لئے مڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس شخص کو دیکھے"۔

باب-۴ باب من قام علی الایمان والشرائع دخل الجنة

باب ایمان اور شریعت کا پابند جنت میں جائے گا

۱۶.....حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ

۱۶.... حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس نعمان بن قوقل تشریف لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں فرض نماز کی ادائیگی کرتا رہوں اور حرام کو حرام سمجھتا رہوں اور حلال کو حلال جانوں کیا میں جنت میں داخل ہوں گا؟ فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے کہ ہاں!

۱۷.....وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللهِ لَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا

۱۷.... حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے اگر میں فرض نمازیں پڑھوں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال قرار دوں اور حرام کو حرام اور اس کے علاوہ کچھ مزید عمل نہ کروں کیا میں جنت میں داخل ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں اس میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔

باب-۵ باب بیان ارکان الاسلام و دعائمه[1] العظام

ارکان اسلام اور اسکی بڑی بڑی بنیادوں کا بیان

۱۸.....حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ الْأَحْمَرَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ

۱۸.... حضرت ابن عمر ﷺ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ[2] چیزوں پر رکھی گئی ہے ۱۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر

---

[1] دعائم دعامة کی جمع ہے، ستون کو کہتے ہیں۔ وہ لکڑی جو عریش یا خیمہ کو کھڑا کرنے کیلئے لگائی جاتی ہے۔

[2] اسلام کو اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خیمہ سے تشبیہ دی ہے۔ خیمہ پانچ عمودوں پر قائم ہوتا ہے۔ جس میں سب سے اہم درمیان کا ستون ہوتا ہے۔ اور اسلام کی عمارت میں شہادت توحید باری تعالیٰ ہے جو دل کی گہرائی سے نکلتی ہے اور بقیہ چاروں..... (جاری ہے)

ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ هٰكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۔ اقامت صلوٰۃ پر ۳۔ ادائیگی زکوٰۃ پر ۴۔ رمضان کے روزوں پر اور ۵۔ حج پر

ایک شخص کہنے لگا حج اور رمضان کے روزے؟ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں! رمضان کے روزے اور حج۔ (یعنی روزہ پہلے اور حج بعد میں) میں نے اس کو اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

۱۹ ...... وَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ السُّلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ اللهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

۱۹ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسلام کی بنیاد پانچ (بنیادوں) پر ہے ۱۔ اللہ کی بندگی کی جائے اور اس کے سوا تمام باطل معبودوں کی تکفیر کی جائے ۲۔ نماز قائم کی جائے ۳۔ زکوٰۃ ادا کی جائے ۴۔ بیت اللہ کا حج کیا جائے ۵۔ رمضان کے روزے رکھے جائیں۔

۲۰ ...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ

۲۰ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ۱۔ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت اور محمداً عبدہ ورسولہ کا اقرار ۲۔ اقامت صلوٰۃ ۳۔ ایتاءِ زکوٰۃ ۴۔ حج بیت اللہ ۵۔ صوم رمضان۔ ❶

(گذشتہ سے پیوستہ) ارکان چار مختلف ستون ہیں اسلام کی عمارت کے۔ حضرت حسنؓ نے ایک جنازہ کے مجمع میں مشہور شاعر فرزدق سے پوچھا کہ تو نے اس مقام کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: اس بات کی شہادت کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو درمیان کا ستون ہے۔ باقی چاروں ستون اور خیمہ کی طنابیں کہاں ہیں؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ احکامات کو ان پانچ میں کیوں منحصر کیا؟ علامہ عینیؒ شارح بخاری نے فرمایا کہ: عبادات یا تو قولی ہیں یا غیر قولی۔ قولی عبادات میں سے سب سے اہم کلمۃ التوحید ہے۔ غیر قولی میں یا ترکی ہیں یعنی کسی عمل کو ترک کر کے وہ عبادت انجام دی جائے۔ اور وہ روزہ ہے اور یا فعلی ہیں یعنی کسی کام کو کر کے وہ عبادت کی جائے گی اور فعلی میں دو طرح کی عبادتیں ہیں۔ یا تو بدنی ہیں اور ان میں اہم نماز ہے یا مالی ہیں۔ اور ان میں اہم زکوٰۃ ہے اور یا مشترک ہوں گی مالی اور بدنی اور ان میں سب سے اہم ترین حج ہے۔ تو گویا یہ پانچ عبادات 'قولی' ترکی' فعلی بدنی اور مالی ہر طرح کی عبادات کو نہ صرف شامل ہیں بلکہ ان میں اہم ترین درجہ رکھتی ہیں اس لئے حضور علیہ السلام نے ان پانچ میں منحصر فرمایا اور انہی پانچ کو دعائم اسلام اور ارکان اسلام قرار دیا۔ واللہ سبحانہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ ان احادیث کے ظاہر سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ان ارکان خمسہ میں سے کسی ایک کا تارک مسلمان نہیں ہوگا۔ لیکن علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ ارکان خمسہ میں سے کسی ایک کا تارک کافر نہیں ہوگا اگرچہ فاسق ہوگا۔ البتہ اگر کسی ایک کا منکر ہو تو بالاجماع کافر ہوگا۔
اور امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جو تارک الصلوٰۃ عمداً مستحق قتل ہے بطور حد کے ہے۔ بطور کفر کے نہیں۔

رَمَضَانَ۔

۲۱ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ يُحَدِّثُ طَاوُسًا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَلَا تَغْزُو فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْإِسْلَامَ بُنِيَ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ۔

۲۱۔۔۔ حضرت طاؤسؒ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ ؓ ابن عمر سے کہا کہ آپ جہاد کیوں نہیں کرتے؟ آپ ؓ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے ۱۔ اقرار و شہادت کلمہ توحید ۲۔ اقامت صلوٰۃ ۳۔ ادائیگی زکوٰۃ ۴۔ رمضان کے روزے ۵۔ بیت اللہ کا حج۔ ❶

باب-۶　باب الامر بالایمان باللہ تعالی و رسولہ و شرائع الدین والدعاء الیہ والسوال عنہ وحفظہ و تبلیغہ من لم یبلغہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور شرائع اسلام پر ایمان لانے کا حکم اور اسلام کی طرف بلانے، دین کے بارے میں سوال کرنے، انہیں یاد رکھنے اور جن تک دین کی بات نہ پہنچے ان تک پہنچانے کا بیان

۲۲ ۔۔۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۲۔　حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ کے ایک محلّہ کے افراد ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار حائل ہیں اور ہم آپ ﷺ کے پاس سوائے اشہر حرام کے نہیں آسکتے۔ ❷ ہمیں ان باتوں کا حکم دیجئے جن پر ہم عمل کریں اور جو لوگ

---

❶ ایک روایت میں جو بخاری شریف میں ہے یہ ہے کہ اس آدمی نے جس کا نام حکیم تھا ابن عمرؓ سے یہ سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ایک سال حج کرتے ہیں ایک سال عمرہ کرتے ہیں لیکن جہاد نہیں کرتے؟ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابن عمرؓ جہاد کی مشروعیت کے قائل نہ تھے بلکہ بتلانا یہ مقصود ہے کہ جہاد ہر حال میں فرض نہیں جیسے کہ اقرار توحید، نماز روزہ وغیرہ ہر حال میں فرض ہے۔
علامہ سندیؒ فرماتے ہیں کہ: غالباً ابن عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ سائل جہاد کو بھی ارکان اسلام میں سے سمجھتا ہے لہٰذا اس کی تصحیح کے لئے فرمایا۔ اور غالباً اس وقت جہاد فرض عین نہیں ہوگا۔ داؤدیؒ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد جہاد ان لوگوں پر سے ساقط ہو گیا تھا جو کفار سے دور رہتے تھے اور جو قریب تھے ان پر فرض تھا۔ واللہ اعلم

❷ ربیعہ اور مضر عرب کے دو مشہور قبائل تھے اور ان دونوں میں باہم جنگ رہتی تھی۔ اشہر حرام (ذی قعدہ ذی الحجہ محرم اور رجب) کا احترام کفار بھی کرتے تھے اور ان مہینوں میں جنگ نہیں کرتے تھے۔ اس لئے وہ صرف ان مہینوں میں بلا روک ٹوک آسکتے تھے اور دوسرے مہینوں میں انہیں کفار مضر کی رکاوٹوں کا سامنا ہوتا تھا۔
عبدالقیس کا وفد ۸ھ میں فتح مکہ سے قبل مدینہ آیا تھا۔ اس کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ بنو غنم بن ودیعہ ایک تاجر منقذ بن حیان زمانہ جاہلیت میں مختلف مال تجارت وغیرہ لے کر مدینہ آیا کرتے تھے۔ ایک بار منقذ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے حضور علیہ السلام کا گذر ہوا۔ منقذ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا منقذ بن حیان ہے؟ تمہاری قوم اور برادری کا کیا حال ہے؟　(جاری ہے)

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيُّ مِنْ رَبِيعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانِ بِاللهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ زَادَ خَلَفٌ فِي رِوَايَتِهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً

ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں (بقیہ اہل قبیلہ) ان کو بھی اسکی طرف بلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار کے کرنے سے روکتا ہوں۔

(ان چار میں سے پہلی بات) ۱۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ پھر آپ ﷺ نے ایمان کی تفسیر وضاحت ان سے بیان کی اور فرمایا:

(ایمان یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کے نہ ہونے کی گواہی دینا اور محمد (ﷺ) کو اللہ کا رسول ہونے کی گواہی دینا ۲۔ نماز قائم کرنا ۳۔ اور یہ کہ تم جو مال غنیمت (دشمن سے جنگ میں) حاصل کرو اس کا خمس دیا کرو۔ اور میں تمہیں منع کرتا ہوں (چار چیزوں سے) دباء [1] سے حنتم سے نقیر

(گذشتہ سے پیوستہ) پھر آپ ﷺ نے ان کی قوم کے معزز لوگوں کو نام بنام پوچھا تو یہ معجزہ دیکھ کر منقذ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور سورۃ فاتحہ و علق سیکھ کر چلے گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کے ہاتھ عبدالقیس کے نام ایک خط روانہ کیا۔ منقذ رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ دن چھپا کر رکھا لیکن پھر اس کی خبر ان کی بیوی کو ہو گئی جو منذر بن عائذ کی بیٹی تھی۔ یہ منذر بن عائذ وفد عبدالقیس جو حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اس کے رئیس تھے اور حضور علیہ السلام نے ان کے ایک زخم کے نشان کی وجہ سے انہیں "اشج" کا لقب دیا تھا جو ان کے چہرہ پر تھا۔ منقذ بن حیان نمازیں پڑھا کرتے تھے اور قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ ان کی اہلیہ کو یہ باتیں بہت اچھی محسوس ہوتی تھیں تو ان کی بیوی نے اپنے والد کو شوہر کے بارے میں بتلایا کہ میرے شوہر جب سے مدینہ سے آئے ہیں عجیب و غریب حرکات کر رہے ہیں۔ اپنے ہاتھ اور چہرہ کو دھوتے ہیں اور ایک خاص سمت کی طرف رخ کر کے کبھی کھڑے ہو جاتے ہیں، کبھی کمر جھکاتے ہیں، کبھی پیشانی زمین پر رکھ دیتے ہیں"۔ چنانچہ منذر نے اپنے داماد منقذؓ سے ملاقات کی اور اس بارے میں گفتگو کی تو منذر کے دل میں بھی اسلام گھر کر گیا۔ اس کے بعد منذر اشج اپنی قوم کے دو قبیلوں عصر اور محارب کے پاس گئے، وہاں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط رکھا۔ انہوں نے جب اسے پڑھا تو ان کے قلوب میں بھی اسلام جاگزین ہو گیا۔ چنانچہ ان سب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جب یہ وفد مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تمہارے پاس عبدالقیس کا وفد آ رہا ہے جو مشرق والوں میں بہترین لوگ ہیں، ان میں اشج عصری ہیں، یہ عہد کو توڑنے والے نہیں ہیں، نہ ہی دین تبدیل کرنے والے ہیں اور نہ دین میں شک کرنے والے ہیں۔"

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] دباء: کدو کو اندر سے سکھا کر صاف کر کے اس کا برتن بنایا جاتا تھا اور اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔

حنتم: سبز مٹکے کو کہتے ہیں۔ علماء سے اس کی تفسیر میں کئی اقوال منقول ہیں۔

نقیر: کھجور کے درخت کی جڑوالی لکڑی کھوکھلا کر کے اس سے برتن بنایا جاتا ہے۔ پھر اس میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔ جس سے نبیذ بہت تیز ہو جایا کرتی تھی۔

مقیر: وہ برتن جس پر قار (ایک خاص قسم کا تیل) ملا گیا ہو یہ تیل کشتیوں وغیرہ پر ملا جاتا ہے تاکہ پانی اس پر اثر نہ کرے۔ یہ چاروں برتن شراب اور نبیذ بنانے میں استعمال ہوتے تھے اس لئے حضور علیہ السلام نے ان کے استعمال سے منع فرمایا تاکہ شراب کی یاد بھی نہ رہے۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

چنانچہ کئی احادیث میں حضور اقدس ﷺ سے ان اسقیہ کے بارے میں حرمت منقول ہے۔ لیکن یہ حرمت بعد میں منسوخ کر دی گئی۔ اور حضور علیہ السلام نے ان برتنوں کے استعمال کو مباح قرار دے دیا۔

...(جاری ہے)

سے اور مقیر ہے۔

خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ حضور ﷺ نے شہادتین کے اقرار کو بتاتے وقت ایک انگلی سے اشارہ کیا۔

۲۴۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامَى قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ

۲۴۔۔۔ حضرت ابوجمرہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے درمیان مترجم ❶ کے فرائض انجام دیا کرتا تھا۔ ایک بار ایک عورت ان کے پاس آئی اور مٹکے کی نبیذ کے بارے میں سوال کیا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عبدالقیس کے وفد کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: کون وفد ہے یا فرمایا کونسی قوم ہے؟ انہوں نے کہا کہ (قبیلہ) ربیعہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مرحبا اور خوش آمدید ہو اس قوم یا وفد کو جو رسوائی اور ندامت ❷ سے محفوظ رہے۔

راوی کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ کے پاس دور دراز کی مسافت طے کر کے آئے ہیں' ہمارے اور آپ کے درمیان یہ کفار مضر کا قبیلہ حائل ہے اور ہم سوائے اشہر حرام کے آپ کے پاس آنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ہمیں آپ ایسے واضح احکامات کا حکم دیجئے جن کے بارے میں ہم اپنے پیچھے والے (قبیلہ کے افراد کو) بھی

(گذشتہ سے پیوستہ)

امام مالکؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت باقی ہے منسوخ نہیں ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کر دی۔ اگر ممانعت منسوخ ہو چکی ہوتی تو آپ ﷺ اس حدیث کو ذکر نہ فرماتے۔

لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ممکن ہے ابن عباسؓ کو اس کی نسخ والی حدیث نہ پہنچی ہو۔

بہر کیف! ان اسقیہ کی حرمت اس وجہ سے تھی کہ شراب کی یاد دل میں نہ آئے اور اس سے مجبور ہو کر پھر شراب نہ شروع کر دیں۔ واللہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ بخاری کی روایت میں ہے کہ: ابوجمرہ فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباسؓ کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا اور وہ مجھے اپنے ساتھ اپنی چارپائی پر بٹھایا کرتے تھے۔ آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس کچھ دن ٹھہر جاؤ میں تمہیں مال میں سے ایک حصہ دوں گا۔ چنانچہ میں ان کے پاس دو ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ وہ کثرت ازدحام کی وجہ سے ابن عباسؓ کی بات عام لوگوں کو بتلایا اور سمجھایا کرتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ابوجمرہ فارسی جانتے تھے اور وہ ابن عباسؓ کے لئے مترجم کا کام کرتے تھے۔

❷ رسوائی سے مراد شکست و ہزیمت کی رسوائی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ بغیر لڑائی کے اور بغیر مفتوح ہوئے خود حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اس لئے فرمایا کہ: بغیر رسوائی اور ندامت کے آئے ہیں نہ ان کے افراد قیدی اور غلام بنے ہیں نہ ان کی عورتیں کنیزیں بنی ہیں نہ ان کے اموال مال غنیمت کے طور پر لوٹے گئے ہیں۔ جو سب کی سب ذلت و رسوائی کی باتیں ہیں یہ ان سب سے محفوظ رہے۔

نَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مِنْ وَرَائِكُمْ وَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ وَرَاءَكُمْ وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرِ

بتلادیں اور ان احکامات پر عمل کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ باتوں سے منع فرمایا۔

"انہیں ا۔ ایمان باللہ وحدہ کا حکم دیا (اللہ کو ایک ماننا) اور ان سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو اللہ کو ایک ماننے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ ۲۔ اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا ۳۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا ۴۔ رمضان کے روزوں کا حکم فرمایا ۵۔ مال غنیمت کے خمس کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔

(جن چار باتوں سے) منع فرمایا ان میں ا۔ دباء سے ۲۔ حنتم سے ۳۔ مزفت سے اور ۴۔ نقیر یا مقیر سے اور ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد کر لو اور اس سے اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی ان کے بارے میں بتلادو۔

ابو بکر بن ابی شیبہؒ کی روایت میں من وّرائکم بے من وّرائکم کے بجائے اور ان کی روایت میں مقیر کا ذکر نہیں ہے۔

٢٤ وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ أَنْهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَشَجِّ أَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيكَ

۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، نبی اکرم ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں حدیث شعبہ کے مثل اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں تمہیں منع کرتا ہوں ان برتنوں سے جن میں نبیذ بنائی جاتی ہے دُباء، نقیر، حنتم اور مُزفت سے۔

ابن معاذ ؓ نے اپنے والد سے روایت کردہ حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا "بیشک تمہارے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ ا۔ بردباری و تحمل [1] ۲۔ عقلمندی۔

---

[1] یہ دونوں خصلتیں اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں جیسے کہ ایک حدیث میں ہے۔ "الأناة من الله و العجلة من الشيطان۔ جب عبدالقیس کا وفد مدینہ طیبہ پہنچا تو وفد کے سارے ارکان تو فوراً تیزی سے اتر کر حضور علیہ السلام کی طرف دوڑ پڑے۔ لیکن رئیس الوفد اشج عصری اپنی سواری سے اتر کر اپنے ساتھیوں کے سامان کی طرف متوجہ ہوئے ان کا سامان حفاظت سے رکھا۔ پھر غسل کیا کپڑے تبدیل کئے اور خوشبو وغیرہ لگا کر حاضر خدمت ہوئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں اپنے قریب کیا اور اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ خود بھی بیعت کرتے ہو اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتے ہو تو سارے وفد نے جواب دیا جی ہاں! ہم سب کی طرف سے بیعت کرتے ہیں۔ لیکن قائد وفد اشج نے جواب دیا یا رسول اللہ! آپ کسی شخص کو اپنے مذہب سے منحرف نہیں کر سکتے کہ اس کے نزدیک مذہب سے زیادہ سخت معاملہ اور کوئی نہیں ہوتا۔ ہم خود تو آپ سے بیعت کرتے ہیں اور ان کے پاس آدمی بھیج دیں گے جو انہیں دین کی طرف بلائے گا۔ اگر وہ ہماری راہ پر چلیں ... (جاری ہے)

خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ

۲۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي حَدِيثِهِ هَذَا أَنَّ أُنَاسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْمُرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيرِ قَالَ بَلَى جِذْعٌ تَنْقُرُونَهُ فَتَقْذِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّونَ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوهُ حَتَّى إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ

۲۵۔ حضرت قتادہؒ (مشہور تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے عبدالقیس کے اس وفد سے ملاقات کی تھی جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا (سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ قتادہؒ نے ابونضرہ منذر بن مالک بن قطعہ کا نام لیا کہ انہوں نے حضرت ابو سعید خدری ؓ سے یہ حدیث سنی (گویا حضرت قتادہؒ نے ابونضرہ سے اسے روایت کیا ہے) وہ فرماتے ہیں کہ: عبدالقیس کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ کے ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار (راستہ میں) حائل ہیں اور ہم آپ کے پاس اشہر حرام (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) کے علاوہ بقیہ مہینوں میں آنے پر قادر نہیں ہیں (کفار مضر سے دشمنی کی وجہ سے) لہٰذا ہمیں (ایسے واضح احکامات کا حکم کیجئے جس سے ہم اپنے پیچھے والوں کو بھی حکم دیں اور (خود ہم ان پر عمل کر کے) جنت میں داخل ہو جائیں جب ہم میں سے کوئی ان پر عمل کرے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چار باتوں کے کرنے اور چار باتوں سے رکنے کا حکم کرتا ہوں ۱۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ۲۔ نماز قائم کرو، ۳۔ زکوٰۃ ادا کیا کرو، ۴۔ رمضان المبارک کے روزے رکھو، ۵۔ اور جو مال غنیمت حاصل کرو اس کا خمس (بیت المال کو) ادا کرو۔ ❶

اور چار باتوں سے روکتا ہوں ۱۔ دُباء سے ۲۔ حنتم سے ۳۔ مزفت

(گذشتہ سے پیوستہ)

کے تو وہ ہمارے (بھائی) ہیں۔ اور اگر انکار کریں گے تو ہم ان سے جہاد کریں گے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ وہ ہیں عقلمندی اور تحمل و بردباری۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ یہاں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے پہلے فرمایا کہ چار باتوں کا حکم کرتا ہوں۔ لیکن بیان میں پانچ باتیں ذکر فرمائی؟ پانچویں خمس کی ادائیگی۔ اس کے علماء حدیث و شراح نے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ بعض نے کہا کہ خمس کی ادائیگی یہ زکوٰۃ کے عموم میں داخل ہے۔ اہمیت کی وجہ سے الگ سے بیان کر دیا۔ لیکن سب سے بہتر جواب ابن بطال نے دیا کہ اصل میں وان تؤدوا الخمس ماغنمتم کا عطف شہادۃ ان لا الٰہ پر نہیں بلکہ یہ ایک مستقل جملہ ہے اور چار باتیں جن کا حکم دیا وہ پوری ہونے کے بعد الگ سے ایک بات بیان فرمائی۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ لوگ کفار مضر کے ساتھ رہا کرتے تھے اور ان سے جنگ وغیرہ بھی رہا کرتی تھی تو اہل جہاد و غنائم کی وجہ سے یہ الگ بات حضور علیہ السلام نے بیان فرمائی۔ واللہ اعلم

قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذَلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَخْبَؤُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَفِيمَ نَشْرَبُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فِي أَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَرْضَنَا كَثِيرَةُ الْجِرْذَانِ وَلَا تَبْقَى بِهَا أَسْقِيَةُ الْأَدَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ قَالَ وَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ

ہے ۳۔ نقیر سے۔ انہوں نے کہا یا نبی اللہ! نقیر کے متعلق کیا آپ جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کیوں نہیں۔ نقیر ایک ٹہنی (لکڑی) ہے جسے تم اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہو پھر اس میں قطیعاء (جو ایک چھوٹی قسم کی کھجور ہوتی ہے) ڈال کر اس میں اوپر سے پانی ڈالتے ہو (سعید کہتے ہیں یا کھجور بھگوتے ہو قطیعاء کی جگہ تمر کہا) یہاں تک کہ جب اس کا اُبال اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے تو اسے نوش جاں کرتے ہو۔ حتیٰ کہ تم میں سے کوئی تلوار سے اپنے چچازاد بھائی کی گردن مار ڈالتا ہے (نشہ کی حالت میں)۔

راوی کہتے ہیں کہ ان لوگوں میں ایک شخص (جس کا نام شراح حدیث نے جہم بتلایا ہے) تھا اس کو اسی نشہ کی بدولت ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا کہ میں اس زخم کو رسول اللہ ﷺ سے چھپاتا پھر رہا تھا آپ سے حیا کے مارے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کس برتن میں (پانی یا مشروبات وغیرہ) پئیں؟ فرمایا کہ چمڑے کے ان مشکیزوں میں جن کے منہ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ عبد القیس کے لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے علاقہ میں چوہوں کی بھرمار ہے چمڑے کے مشکیزے تو وہاں باقی نہیں رہیں گے (چوہے ان کو کاٹ ڈالیں گے) اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اگرچہ ان کو چوہے کاٹ ڈالیں اگرچہ چوہے ان کو کھالیں اگرچہ چوہے ان کو کھا جائیں (لیکن پھر بھی انہی چمڑے کے مشکیزوں کو استعمال کرو شراب میں استعمال ہونے والے برتن کو استعمال کرنا جائز نہیں)

راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اشج عبد القیس سے فرمایا: بے شک تمہارے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ ا۔ عقلمندی اور ۲۔ تحمل و بردباری۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ لَقِيَ ذَاكَ الْوَفْدَ وَذَكَرَ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ وَتَذِيفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ أَوِ التَّمْرِ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے بہت سے ان حضرات نے بیان کیا جو کہ وفد عبد القیس سے ملے اور قتادہ نے حضرت ابو نضرہ کے واسطہ سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث ہے اور سعید رضی اللہ عنہ کا قول من التمر بھی مذکور نہیں۔

وَالْمَهُ وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ

۲۶۔۔۔۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو قَزَعَةَ أَنَّ أَبَا نَضْرَةَ أَخْبَرَهُ وَحَسَنًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ أَوَ تَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى

۲۶۔۔۔۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ الخدری سے روایت ہے کہ وفد عبد القیس کے لوگ جب نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو کہنے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ ہمیں آپ پر قربان کردے۔ ہمارے واسطے کون سے برتن پینے کیلئے صحیح ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نقیر میں نہ پیو۔ انہوں نے کہا: اللہ کے نبی! اللہ ہمیں آپ ﷺ پر فدا کردے کیا آپ جانتے ہیں کہ نقیر کیا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ لکڑی ہے جسے درمیان سے کھود ڈالا جائے۔ اور نہ دباء (کدو کے برتن) میں پیو۔ نہ حنتمہ (سبز لاکھی مٹکے) میں پیو۔ اور تم کو چاہیے کہ موکاء (چمڑے کی وہ مشک جس کا منہ ڈوری سے بندھا ہوا ہو) استعمال کرو۔ ❶

باب—۷ باب الدعاء الی الشهادتين و شرائع الاسلام

بندگانِ خدا کو شہادتین (کلمۂ توحید) اور ارکان اسلام کی طرف بلانے کا بیان

۲۷۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ

۲۷۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (گورنر بناکر) بھیجا تو فرمایا: تم ایک اہل کتاب قوم سے جاملو گے، پس تم ان کو بلانا اس بات کی طرف کہ وہ گواہی دیں اللہ کے علاوہ کسی معبود کے نہ ہونے اور میرے (محمد ﷺ کے) اللہ کا رسول

❶ یہاں پر امام نوویؒ شارح مسلم نے وفد عبد القیس کی تمام روایت سے چند اہم باتیں اخذ کرکے یہ بتلایا کہ حدیث عبد القیس سے مسائل ذیل معلوم ہوئے۔ دین کے اہم کاموں اور تبلیغ و دعوت کیلئے سفارتی وفود بھیجنا اور ان کا استقبال جائز ہے۔ اسی طرح کسی عالم سے سوال کرنے سے قبل اپنی ذات کو لاحق اعذار ظاہر کرنا بھی جائز ہے۔ اسی طرح ایک بات حدیث بالا سے یہ معلوم ہوئی کہ دینی ضروریات کی تکمیل کیلئے عالم کسی غیر عالم سے مدد طلب کرسکتا ہے۔ جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو نضرہ کو بطور مترجم مقرر کررکھا تھا۔ اسی طرح بعض علماء نے ابو نضرہ کے اس واقعہ سے دین کے کاموں پر اجرت لینے اور دینے کا جواز بھی ثابت کیا ہے کیونکہ اس روایت کے ایک طریق میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول مروی ہے کہ میں تمہارے لئے مال کا ایک حصہ متعین کرتا ہوں۔ ایک بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ افتاء اور مسائل میں خبر واحد کافی ہے اسی طرح کسی کے منہ پر اسکی تعریف کرنے کا جواز بھی اس حدیث سے نکلا جبکہ ممدوح کے تکبر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ جیسے حضور علیہ السلام نے اشج عبد القیس کی تعریف فرمائی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی ایک موقع پر ان کے سامنے تعریف فرمائی تھی۔ سوال کا تکرار فہم مسائل کیلئے جائز ہونا بھی حدیث بالا سے معلوم ہوا۔ کیونکہ انہوں نے دوبار تاکیداً حضور علیہ السلام سے نقیر کے بارے میں سوال کیا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی۔ عالم خواہ کتنا بلند مقام رکھتا ہو سائلین و طالبین علم پر طلب علم کے بارے میں عتاب نہیں کرسکتا۔ واللہ اعلم۔ زکریا عفی عنہ۔

عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رُبَّمَا قَالَ وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ

ہونے کی۔
پس اگر وہ اس بات میں اطاعت گذاری کریں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہے (ان کے اموال میں) جو ان کے اغنیاء و مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء و مساکین کو دی جائے گی۔ اگر وہ اسے بھی مان لیں تو (زکوٰۃ کی وصولی کے وقت) ان کے عمدہ اموال کو (بطور زکوٰۃ) وصول کرنے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کی بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ (فوراً قبول ہوتی ہے)[1]

۲۸۔۔۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَقَ ح و قَالَ حَدَّثَنَا

۲۸۔۔۔ مذکورہ سند سے ابن عباس ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل ﷺ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ بقیہ حدیث وکیع کی سابقہ

---

[1] حضرت معاذ بن جبل ﷺ حضور اقدس ﷺ کے جلیل القدر اور محبوب صحابہ میں سے تھے اواخر عمر میں آپ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ حضرت معاذ ﷺ کو ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے قبل یمن کی طرف بھیجا گیا۔ امام بخاریؒ نے بھی مغازی میں یہی فرمایا ہے۔ جبکہ واقدی نے اور ابن سعد نے طبقات میں کہا کہ ۹ھ میں تبوک سے واپسی کے بعد حضور ﷺ نے حضرت معاذ ﷺ کو یمن بھیجا۔ حضرت معاذ ﷺ۔ صدیق اکبر ﷺ کے عہد خلافت تک یمن میں رہے۔ اس کے بعد شام چلے گئے (جہاد وغیرہ میں شرکت کیلئے) اور وہیں انتقال فرمایا۔

اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے حج اور صوم کا ذکر نہیں فرمایا۔ حالانکہ بعثت معاذ ﷺ کے وقت تمام فرائض کا حکم آچکا تھا۔ ابن الصلاح کی رائے یہ ہے کہ حج اور صوم کا ذکر بعض رواۃ کی غلطی ہے جنہوں نے بیان نہیں کیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں شراح حدیث نے اس کے اور جوابات بھی دیئے ہیں۔
شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ جب ارکان اسلام کا بیان ہو تو شارع ارکان اسلام میں سے کسی رکن کو نہیں چھوڑتے حدیث ابن عمر ﷺ بنی الاسلام علی خمس اس میں ہے۔ لیکن جب دعوت اسلام کا بیان ہو تو ارکان ثلاثہ، شہادتین، صلوٰۃ، زکوٰۃ پر اکتفا فرماتے ہیں اگرچہ وہ صوم و حج کی فرضیت کے بعد ہی ہو۔ جیسے کہ آیت کریمہ: فان تابوا و اقاموا الصلوۃ و آتوا الزکاۃ سورہ برأت میں دو جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ حالانکہ سورہ برأت صوم و حج کی فرضیت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ علامہ عثمانی صاحب فتح الملہم فرماتے ہیں کہ: حدیث بالا میں حضور علیہ السلام کا مقصد احکامات اسلام کا استقصاء اور شمار نہیں ہے۔ کیونکہ احکامات اسلام کی جزئیات تک سے حضرت معاذ ﷺ واقف تھے چہ جائیکہ روزہ اور حج بلکہ مقصد یہ ہے کہ حضرت معاذ ﷺ کو دعوت اسلام کا حکمت والا طریقہ بتلائیں کہ یکبارگی تمام احکامات اسلام کی دعوت دینے کے بجائے تدریجی دعوت اسلام دیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً انہیں شہادتین کے اقرار کی دعوت دیں اور دلائل سے ان کے ذہنوں میں توحید باری تعالیٰ کو راسخ کریں کہ توحید ہی اسلام کی اساس ہے۔ جب وہ اسے مان لیں تو پھر انہیں بتائیں کہ رب العباد نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور پھر انہیں نماز کے دنیوی و اخروی منافع و فوائد بتلائیں" غرض اسی طرح اسلام کے احکامات کی دعوت دیں اور اہمیت کے اعتبار سے احکامات کو بیان کریں کہ جو حکم سب سے اہم ہے اسے پہلے بیان کریں۔ اس کے بعد جو سب سے اہم حکم ہے اسے بیان کریں۔ جس طرح تدریجاً احکامات کے نزول کی اللہ تعالیٰ نے رعایت فرمائی ہے اسی طرح دعوت اسلام میں تدریجی اور ارتقائی طریقہ اختیار کیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام احکامات اسلام یکبارگی بیان کرنے سے ان کے دل پھر جائیں وہ اور آنتا جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ

حدیث کی طرح ہے۔

۲۹ ـــ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا عَرَفُوا اللهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ

۲۹ ـ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ ؓ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا: تم ایک اہل کتاب قوم کی طرف جا رہے ہو۔ لہٰذا سب سے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلانا۔ جب وہ اللہ کی معرفت حاصل کر لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں ان کے دن اور رات میں فرض کی ہیں۔ جب وہ اس کو کر گذریں تو انہیں بتلانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکوۃ فرض فرمائی ہے جو ان کے اموال سے لی جائے گی اور ان کے فقراء[1] پر لوٹائی جائے گی۔ جب وہ اسے مان لیں تو ان سے زکوۃ وصول کرو اور ان کے اعلیٰ اور قیمتی مال (کے لینے سے) بچو۔

[1] اس سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ جس شہر سے زکوۃ وصول کی جائے گی اس شہر سے اسے دوسری جگہ نہیں لے جایا جا سکتا بلکہ اسی شہر کے فقراء پر تقسیم کیا جانا ضروری ہے۔ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری نے فرمایا: یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ **فقرائھم** کی ضمیر سے **فقراء المسلمین** مراد ہیں۔ اور **فقراء مسلمین** خواہ اس شہر میں ہوں یا دوسرے شہر میں ہر جگہ ان کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔
حافظ ابن حجر ؒ نے فرمایا کہ: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیث، امام ابوحنیفہؒ وغیرہ نقل کے جواز کے قائل ہیں کہ زکوۃ ایک شہر سے دوسرے شہر یا ملک لے جائی جا سکتی ہے۔ جب کہ قول اصح کے مطابق شوافع اور مالکیہ کے ہاں انتقال زکوۃ جائز نہیں لیکن اگر کسی نے انتقال زکوۃ کر لیا تو مالکیہؒ کے نزدیک جائز ہو جائے گا۔ لیکن شوافع کے نزدیک صرف اس صورت میں جائز ہو گا کہ اس شہر کے فقراء ختم ہو گئے ہوں۔
علامہ طیبیؒ شارح مشکوۃ فرماتے ہیں کہ: اگر زکوۃ کسی اور شہر منتقل کی جا چکی ہو اور ادا بھی کر دی گئی ہو تو دینے والوں پر سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے سوائے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کا یہ عمل اجماع کے خلاف نہیں بلکہ بربنائے احتیاط ہے۔
زکوۃ کی وصولی میں عمدہ اور قیمتی مال لینے سے اجتناب کی تاکید فرمائی حضور علیہ السلام نے۔ لہٰذا درمیانہ درجہ کے اموال زکوۃ میں وصول کرنے چاہئیں۔
حدیث سابقہ میں مظلوم کی بددعا سے بچنے کے بارے میں فرمایا ہے۔ کیونکہ مظلوم کی بددعا رد نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ مروی ہیں: "اگرچہ کافر ہو تو بھی اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حائل نہیں۔"
حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث میں ہے کہ: "مظلوم کی بددعا قبول ہے۔ اگرچہ مظلوم فاسق و فاجر ہو۔ اس کا فسق و فجور اسکی ذات کے ساتھ ہے۔" اس لئے مظلوم کی بددعا سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ مترجم عفی عنہ

باب-۸ باب الامر بالقتال حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم یہاں تک کہ وہ کلمۂ توحید کا اقرار کرلیں

۳۰..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ وفات پاچکے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد خلیفہ بنائے گئے اور اہل عرب میں سے جن لوگوں نے کفر کو اختیار کیا سو کیا تو اس وقت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ کیسے لوگوں سے قتال کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماچکے ہیں کہ:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللہ کہہ دیں۔ پس جس نے لاالہ الا اللہ کہہ دیا اس نے مجھ سے اپنے مال، جان کو محفوظ کرالیا۔ مگر کسی حق کی وجہ سے (جان مال کی غرامت واجب ہو سکتی ہے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ضرور قتال کروں گا اس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے، کیونکہ زکوٰۃ مال میں حق ہے (اللہ کا) خدا کی قسم! اگر یہ لوگ مجھے ایک رسی جسے وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے دینے سے منع کریں گے تو میں ان سے اس رسی کے نہ دینے پر بھی قتال کروں گا۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ معاملہ کچھ نہ تھا الا یہ کہ میں نے دیکھ لیا اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قتال کے بارے میں شرح صدر عطا فرمادیا تھا۔ چنانچہ میں جان گیا کہ حق بات یہی ہے (کہ قتال کیا جائے)[1]

---

[1] نبی اکرم سرور عالم ﷺ کے وصال کے بعد قبائل عرب میں سے بہت سے قبائل مرتد ہوگئے تھے۔ جن میں بنو غطفان، بنو فزارہ اور بنو سلیم وغیرہ شامل ہیں۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ وصال النبی ﷺ کے بعد مرتدین کی تین قسمیں تھیں۔ ا۔ ایک تو وہ لوگ تھے جو دوبارہ بت پرستی کی طرف لوٹ گئے تھے۔ ۲۔ دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب کی اتباع کرلی تھی۔ ان دونوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اہل یمامہ نے مسیلمہ کی اور اہل صنعاء نے اسود کی تصدیق کی تھی۔ اسود عنسی تو حضور ﷺ کے وصال سے پانچ دن قبل مارا گیا تھا۔ اور اس کے بچے کھچے متبعین سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمال نے قتال کیا۔ جبکہ مسیلمہ کی سرکوبی کیلئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر تیار کیا جس میں خالد بن ولید سردار تھے۔ جنہوں نے مسیلمہ کو قتل کردیا۔ ۳۔ تیسری قسم وہ لوگ تھے جو اسلام پر تو قائم رہے لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کردیا اور یہ دلیل دی کہ زکوٰۃ نبی ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی اور انہی سے صدیق رضی اللہ عنہ اکبر نے قتال کیا۔ جس پر شروع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شرح صدر نہ تھا۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامت دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ نے شرح صدر عطا فرمادیا۔ اسی لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! زکوٰۃ اور نماز میں فرق کرنے والوں سے قتال کروں گا (جاری ہے)

۳۶ــــ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ

۳۱ــــ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللہ کہہ دیں۔ پس جس نے لاالہ الا اللہ کہہ دیا (زبان سے) تو اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان محفوظ کرالیا۔ سوائے کسی حق کے بدلہ میں (ناحق قتل، چوری

(گذشتہ سے پیوستہ)...... اور جو شخص حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک رسی بھی زکوۃ میں دیا کرتا تھا، اگر نہیں دے گا، اس سے بھی قتال کروں گا۔ کیونکہ زکوۃ ارکان اسلام اور ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا منکر بھی کافر ہے اور اسلام سے کفر کی طرف لوٹنا قتل کا مستوجب ہے۔

لہٰذا صدیق اکبرؓ نے ان سے قتال کیا۔

حضرت عمرؓ کو حضور علیہ السلام کی محولہ بالا حدیث سے شبہ ہوا کہ صرف لاالہ الا اللہ کے اقرار پر جان و مال محفوظ ہو جاتا ہے اور یہ لوگ بھی تمام باتوں پر ایمان رکھتے تھے صرف زکوۃ کے منکر ہوئے تھے۔ اسی لئے عمرؓ نے پوچھا کہ آپ ان سے اس کلمہ توحید کے اقرار کے بعد کیسے قتال کریں گے کیونکہ وہ زکوۃ کے علاوہ تمام ارکان پر ایمان رکھتے ہیں؟

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جو شخص نماز اور زکوۃ کے درمیان تفریق کرے گا (اعتقادا) میں اس سے ضرور قتال کروں گا کیونکہ اعتقاد کے اعتبار سے تمام فرائض اور ارکان برابر ہیں۔

ابو محمد بن حزم نے اپنی معروف کتاب "الملل والنحل" میں لکھا ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عرب چار گروہوں میں بٹ گئے تھے۔

۱۔ پہلا طائفہ ان لوگوں کا تھا جو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے طریقہ پر قائم رہے جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں اس پر قائم تھے۔ یہ جمہور مسلمانوں کا طائفہ تھا۔

۲۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو اسلام پر تو باقی رہا اور یہ بھی کہتا رہا کہ ہم تمام احکامات کو پورا کرتے رہیں گے لیکن ہم حضرت ابوبکرؓ کو زکوۃ ادا نہیں کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی ایک کی اطاعت نہیں کریں گے۔ ایسے لوگ بکثرت تھے لیکن عام مسلمانوں کی بہ نسبت بہت تھوڑے تھے۔

۳۔ تیسرا گروہ وہ تھا جس نے کفر اور ارتداد کا اعلان کر دیا یہ طلیحہ اور سجاح (نامی عورت) کے پیروکار تھے اور تقریباً عرب کے ہر قبیلہ میں ایسے افراد کی نمائندگی تھی۔

۴۔ چوتھا گروہ وہ تھا جس نے "تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو" کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے توقف کیا اور اس انتظار میں رہے کہ مذکورہ بالا تینوں گروہوں میں سے جس فریق کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایسے لوگوں کی طرف لشکر بھیجے۔ اسود عنسی (کذاب مدعی نبوت) کے علاقہ میں فیروزؓ نے غلبہ حاصل کر کے اسود کو قتل کر دیا مسیلمہ کذاب کو یمامہ میں قتل کر دیا گیا۔ طلیحہ اور سجاح دونوں واپس مسلمان ہو گئے۔ اور اکثر مرتدین واپس دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ یہ سب لوگ اسلام کے سایہ عاطفت میں لوٹ آئے۔

حدیث باب میں "کفر من کفر من العرب" کے الفاظ کو مطلق بیان کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کو مطلق رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ تاکہ دونوں گروہوں کو شامل ہو جائے۔ تو لفظ کو حقیقتاً منکرین کے حق میں تو بطور حقیقت استعمال ہوا اور دوسروں کے حق میں بطور مجاز استعمال ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان سے قتال کیا اور ان کے جہالت کے عذر کو قبول نہ کیا۔ ان کی طرف لشکر بھیجے جنہوں نے انہیں دعوت اسلام دی لیکن جب انہوں نے اپنے کفر پر اصرار کیا تو ان سے قتال کیا۔

خطابی نے فرمایا کہ روافض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے پہلی بار مسلمانوں کو قید کیا حالانکہ مانعین زکوۃ زکوۃ کی ادائیگی اور فرضیت کے منکر نہیں تھے بلکہ تاویل کرتے تھے۔ اور متاول کافر نہیں ہوتا ان کا خیال تھا کہ قرآن کریم کی آیت: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ میں خاص نبی اکرم ﷺ کو خطاب ہے اور اس آیت میں تطہیر، تزکیہ ...... (جاری ہے)

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ

ڈکیتی، غصب وغیرہ کی وجہ سے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) اور دعا کی جو شرائط ہیں یہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی جاتیں لہٰذا آپ ﷺ کے وصال کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی ختم ہو گیا لہٰذا روافض کہتے ہیں کہ انہوں نے جب یہ تاویل کی تو شبہ کی وجہ سے اب ان سے قتال نہیں کیا جا سکتا تھا۔

خطابیؒ نے یہ ساری تفصیل لکھنے کے بعد فرمایا کہ روافض کا یہ خیال بالکل باطل، فاسدہ ہے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کا دین ایمان میں کوئی حصہ نہیں۔ ان کا تو راس المال ہی جھوٹ، کذب وافتراء، دروغ گوئی ہے، سلف کے اندر کیڑے نکالنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اہل ارتداد کی تین قسمیں تھیں ا۔ مسیلمہ کذاب کے پیروکار ۲۔ نماز اور زکوٰۃ کے مانعین اور تمام احکامات شریعت کے منکرین۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کفار قرار دیا اور اسی لئے صدیق رضی اللہ عنہ اکبر نے ان کی قیدی عورتوں کو لونڈی بنایا۔ اور اکثر صحابہ نے اس کام میں ان کی معاونت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک باندی سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے۔ کیونکہ وہ باندی بنو حنیفہ کی تھی۔ پھر دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہو گیا تھا کہ مرتد کو مقید نہیں کیا جائے گا (بلکہ ان کی سزا قتل ہے)۔ ۳۔ جہاں تک مانعین زکوٰۃ کا تعلق ہے تو وہ اہل بغاوت (باغی) تھے۔ انکو کافر تو نہیں کہا گیا۔ لیکن جزوی طور پر ان کو بھی مرتد کہا گیا کیونکہ یہ مرتدین کے شریک تھے۔ اور مرتدین سے اشتراک کی وجہ سے یہ اسم قبیح ان کا بھی لقب بن گیا۔

جہاں تک سورۂ توبہ کی آیت بالا کا تعلق ہے اس میں روافض نے خطاب کو بنیاد بنایا ہے تو جاننا چاہئے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تین طرح سے خطاب فرمایا ہے:۔

ا۔ خطاب عام... جس میں حضور علیہ السلام اور تمام مسلمان شریک ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول یاایھا الذین امنوا اذا قمتم إلى الصّلوٰة الآیۃ

۲۔ خاص نبی ﷺ کو خطاب... جس میں عام مسلمان شریک نہیں ہیں۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ومن الّيل فتهجد به نافلةً لك: یا قول اللہ تعالیٰ: خالصةً لك من دون المؤمنين۔

۳۔ اور ایک خطاب وہ جس میں لفظاً تو حضور علیہ السلام کو خطاب کیا گیا ہو لیکن اس میں عام مسلمان بھی شریک ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: اقم الصّلوٰة لدلوك الشمس یا فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله۔ تو آیت مذکورہ خذ من اموالهم صدقة میں بھی خطاب اسی تیسری نوعیت کا ہے۔ جہاں تک تطہیر اور تزکیہ اور دعا کا تعلق ہے تو امام اور مستفیین کو چاہئے کہ زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں دعا کرے۔ لہٰذا مانعین زکوٰۃ کے ساتھ باغیوں کا سلوک کیا گیا۔ لیکن اگر آج کے زمانہ میں کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر ہو تو اس کے ساتھ باغیوں کا سلوک نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ کیونکہ اسلام پھیل چکا ہے اس کے احکامات عام ہو چکے ہیں اور علماء تو کیا عوام اور جہلاء بھی زکوٰۃ کے ارکان اسلام میں سے ہونے کا علم رکھتے ہیں لہٰذا اگر کوئی زکوٰۃ یا دین کے کسی اور معروف حکم کے بارے میں تاویل یا ان کی فرضیت کا انکار کرے گا تو وہ کافر ہے جیسے: پانچ نمازوں میں سے کسی ایک کا انکار، رمضان کے روزوں کا انکار، جنابت سے غسل واجب ہونے کا انکار یا زنا کی حرمت کا انکار، شراب کی حرمت ذوات المحارم سے نکاح کی حرمت وغیرہ کا انکار کفر کے زمرہ میں داخل ہے۔

الا یہ کہ کوئی شخص نو مسلم ہو اور اسلام کے احکامات سے پوری طرف واقف نہ ہو نہ حدود اسلام کی واقفیت رکھتا ہو اگر وہ جہالت کی وجہ سے ان مذکورہ باتوں میں سے کسی ایک کا انکار کرے تو اس پر کفر کا اطلاق نہیں ہو گا۔

حدیث بالا میں ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ قیاس کرنا شریعت میں حق ہے۔ اور کسی حکم پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اکبر نے زکوٰۃ کو نماز پر قیاس فرمایا۔

اسی طرح ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی ان احادیث کے بارے میں علم نہیں تھا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہیں۔ کیونکہ یہ روایات حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اکبر کے موقف کو ثابت کرتی ہیں لہٰذا اگر انہیں ان احادیث کا علم ہوتا تو وہ قیاس کرنے کے بجائے ان احادیث سے استدلال کرتے۔ اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان... (جاری ہے)

عَلَى اللهِ۔

۳۲ ...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ ح وحَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ

۳۲ ...... حضرت ابوہریرہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:
"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے دیں اور مجھ پر اور جو کچھ (احکامات و شریعت) میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لائیں۔ ❶ جو وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اموال کو بچالیا۔ مگر کسی حق کے بدلہ میں (جان یا مال محفوظ نہ رہیں گے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

۳۳ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ

۳۳ ...... حضرت جابر ؓ اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ) ... احادیث کا علم ہوتا تو وہ اعتراض ہی نہ کرتے۔
لہٰذا حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک حدیث بعض اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخفی ہوتی ہے اور کسی ایک صحابی ؓ کو اس کا علم ہوتا ہے۔
حدیث بالا میں فرمایا کہ: فقد عصم منی ماله الخ جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور نماز و زکوٰۃ وغیرہ کا اقرار کیا تو اس نے اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا۔ یعنی اب اس سے قتال نہیں ہو سکتا۔ اب اس کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری امیر المسلمین پر ہے۔ الا یہ کہ کسی حق کے بدلہ میں اس کی جان و مال کا مطالبہ ہو۔ اور حق سے مراد یہ ہے کہ اگر اس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا یا چوری کی، ڈاکہ ڈالا، مال غصب کر لیا وغیرہ تو ان کے بدلے میں قصاص اور دوسری غرامات جان و مال کا اس سے مطالبہ ہوگا۔
وحسابه على الله: مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تو ہم اس سے قتال نہیں کریں گے اور اس کے قلب اور باطن کی تفتیش نہیں کریں گے کہ آیا دل سے مسلمان ہے یا صرف ظاہری طور پر کلمہ پڑھ رہا ہے؟ باطن کی تحقیق ہمارے ذمہ نہیں ہم تو ظاہر پر حکم لگائیں گے اور باطن کو اللہ کے حوالے کر دیں گے۔
فان الزكوة حق المال: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ تفریق کرنا کہ نفس کا حق نماز ہے اور مال کا حق زکوٰۃ ہے۔ جس نے نماز پڑھی اس نے اپنی جان محفوظ کرلی اور جس نے زکوٰۃ ادا کی اس نے اپنا مال محفوظ کرالیا۔ یہ صحیح نہیں۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اس روایت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صرف اقرار لا الہ کافی نہیں بلکہ نبی ﷺ پر اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جب ہی ایمان متحقق ہوگا۔
اسی حدیث سے یہ بات بھی بداہتاً ثابت ہوئی کہ انسان اسلام پر اور اس کے احکامات پر اگر اعتقاد جازم رکھے اور کسی قسم کے تردد میں نہ پڑے تو وہ مومن و موحد کہلائے گا۔ اور اس کے لئے وجود و توحید باری تعالیٰ وغیرہ عقائد کے بارے میں دلائل کا محض ضروری نہیں بلکہ تقلیدی ایمان ہی معتبر ہے۔ محققین اور جمہور علمائے سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔
بعض لوگوں مثلاً اکثر معتزلہ اور بعض متکلمین نے دلائل کو جاننے کو ضروری قرار دیا ہے اور بغیر دلائل کے معرفت باری تعالیٰ اور اس کا اعتقاد ان کے نزدیک مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں۔ علامہ نوویؒ نے اس کی تردید کی ہے اور فرمایا کہ: هذا خطاء ظاهر۔

جابر وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ ثُمَّ قَرَأَ (إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ)

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالٰہ الا اللہ کہہ دیں (جان و مال کی حفاظت کیلئے صرف زبانی اقرار کافی ہے) جب انہوں نے لاالٰہ الا اللہ کہہ دیا تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کرا لئے مگر کسی حق کے بدلہ میں اور انکا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۔❶ (بیشک آپ ﷺ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ ان پر آپ کا کچھ زور نہیں)۔❷

۳۴ ... حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ

۳۴ ... حضرت عبداللہ ؓ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالٰہ الا اللہ کی گواہی دیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں' زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ سب کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون (جانیں) اور اموال بچا لئے مگر کسی حق کے بدلہ میں اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔❸

---

❶ الغاشیۃ / ۲۰ س

❷ آیت کریمہ کے یہاں لانے کا مقصد واللہ اعلم یہ ہے کہ اے نبی! آپ کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ ان لوگوں کو اسلام کی تذکیر اور تبلیغ کریں۔ اور تبلیغ کو کمال تک پہنچائیں۔ اور اس تبلیغ میں اگر آپ کو قتال و جنگ پر مجبور کردیا جائے تو آپ بھی ان سے قتال کریں یہاں تک کہ وہ آپ کے آگے جھک جائے اور اطاعت گزاری پر مجبور ہو جائیں۔ اور جہاں تک ان کے باطن اور قلب کا تعلق ہے تو اس کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ آپ کو ان کے قلوب اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کا نگران نہیں بنایا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❸ حدیث مبارکہ کے ذیل میں علامہ محی الدین نوویؒ نے فرمایا کہ جس نے عمداً نماز ترک کی اس کو قتل کیا جائے گا۔" پھر اس مسئلہ میں اختلاف مذاہب ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کرمانی سے مانع زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تارک زکوٰۃ کا حکم تارک صلوٰۃ ہی کا ہے۔ گویا انہوں نے مقاتلہ اور جنگ کے بارے میں حکم دونوں کا ایک رکھا ہے کہ دونوں سے قتال کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں۔ اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ تارک زکوٰۃ سے تو قہراً و جبراً زکوٰۃ وصول کی جاسکتی ہے لیکن تارک صلوٰۃ سے جبراً نماز نہیں پڑھوائی جاسکتی۔ لیکن اگر تارک زکوٰۃ مقابلہ پر آ جائے تو اس سے قتال کیا جائے گا۔ یہی صورت تھی جس میں صدیق اکبر ؓ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا تھا اور کہیں یہ بات منقول نہیں کہ کسی کو جبراً صدیق اکبر ؓ نے قتل کیا ہو۔
تارک صلوٰۃ عمداً کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں حضرات علماء و ائمہ کرام رحمہم اللہ کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت شوافعؒ کے نزدیک عمداً تارک صلوٰۃ کو قتل کیا جائے گا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک تارک صلوٰۃ عمداً کو قید کرلیا جائے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا مر جائے۔ (جاری ہے)

حَتّٰی یَشْهَدُوا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوا عَصَمُوا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ

۳۵.....وحَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ یَعْنِیَانِ الْفَزَارِیَّ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۵..... حضرت ابو مالکؒ اپنے والد (طارق بن اشیم الاشجعی) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودانِ باطلہ کی

(گذشتہ سے پیوستہ)

حافظ شمس الدین ابن القیمؒ اپنی کتاب "الصلوة واحکام تارکھا" میں فرماتے ہیں کہ: تارکِ صلوٰۃ کے قتل کو واجب کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم الآیۃ یعنی پس تم مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، اور انہیں پکڑو انہیں گھیرے میں لے لو اور ہر گھات لگانے کی جگہ میں ان کے لئے گھات لگا کر بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔"

تو اس آیت میں ان کے قتل کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ توبہ کرلیں اپنے شرک سے اور اقامتِ صلوٰۃ وایتاءِ زکوٰۃ کا فریضہ ادا کریں۔ تو جو کہتا ہے کہ تارکِ صلوٰۃ کو قتل نہیں کیا جائے گا تو در حقیقت وہ یہ کہتا ہے کہ جب اس نے توبہ کرلی تو اس سے قتل ساقط ہو گیا اگرچہ وہ نماز نہ پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے۔ اور یہ کہنا ظاہرِ قرآن کے خلاف ہے۔"

علامہ عثمانیؒ شارح مسلم فتح الملہم میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورۂ توبہ کی آیت مذکورہ میں حق تعالیٰ نے مشرکین کے لئے ترکِ سبیل کی تین شرائط بیان کی ہیں نہ کہ قتل کی۔ اور وہ ہیں ا۔ توبہ ۲۔ اقامت صلوٰۃ ۳۔ ایتاءِ زکوٰۃ۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب بھی یہی فرماتے ہیں کہ تارک الصلوٰۃ کو چھوڑا نہیں جائے گا بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ توبہ کرلے یا مر جائے۔

جہاں تک تارکِ صلوٰۃ متکاسلاً (سستی کی بناء پر نماز چھوڑنے والے) کا حکم اس میں بھی مختلف مذاہب ہیں۔

جمہور علمائے سلف جن میں امام مالکؒ و شافعیؒ بھی ہیں کا مذہب یہ ہے کہ ایسے شخص کی تکفیر تو نہیں کی جائے گی البتہ ایسا شخص فاسق ہے اور اس کی دلیل علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب المنتقیٰ میں ذکر کی ہے اور وہ حدیث ہے جسے ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر وہ ترکِ صلوٰۃ سے توبہ کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا حد جاری کرتے ہوئے جیسے زانی محصن کو حداً قتل کیا جاتا ہے لیکن اسے تلوار ہی سے قتل کیا جائے گا۔

جب کہ ایک جماعت علمائے سلف کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص سستی کی وجہ سے نماز چھوڑدے اس کی تکفیر کی جائے گی۔

حضرت علی بن ابی طالب سے یہی مروی ہے۔ احمد بن حنبل کی ایک رائے یہی ہے۔ جب کہ اسحاق بن راھویہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ایک جماعت علماء کوفہ اور شوافع میں سے مزنی کی رائے یہ ہے کہ نہ تو اس کی تکفیر کی جائے گی اور نہ ہی قتل کیا جائے گا بلکہ اس پر تعزیر جاری کی جائے گی اور حبس وضرب کی سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اس کے جسم سے خون بہنے لگے یا نماز پڑھنے لگے۔

جب کہ رد المحتار میں علامہ ابن عابدین شامیؒ نے فرمایا: ہمارے اصحاب کی ایک جماعت جن میں زھریؒ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ: "نہ تو قتل کیا جائے گا نہ تکفیر۔ بلکہ تعزیر وحبس کی سزا ہوگی یہاں تک کہ توبہ کرلے یا مر جائے۔"

تارکِ صلوٰۃ متکاسلاً کے لئے قتل کے قائلین کو علامہ عینیؒ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ان لوگوں کے لئے لازم ہے کہ انہوں نے حدیثِ باب سے تارکِ صلوٰۃ عمداً کے قتل پر استدلال کیا ہے لیکن مانعِ زکوٰۃ کے قتل کے وہ قائل نہیں ہیں حالانکہ حدیثِ باب میں قتل کا حکم ان لوگوں کو بھی شامل ہے۔ حالانکہ مانعِ زکوٰۃ کے بارے میں ان کا مذہب یہ ہے کہ اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے گی اور ترکِ زکوٰۃ پر تعزیر کی سزا ہوگی۔"

يَقُولُ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ۔

تکفیر کی اس کا مال اور خون (جان) حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

۳۶۔۔۔۔و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ وَحَّدَ اللَّهَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

۳۶۔۔۔۔مذکورہ سند سے یزید بن ہارون ابی مالک بواسطۂ والد رسول اللہ ﷺ کا بعینہ یہی فرمان (جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ معبودان باطلہ کی تکفیر کی اس کا مال اور خون حرام ہو گیا اور س کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے) نقل فرماتے ہیں۔

باب-۹ باب ـ الدليل على صحة اسلام من حضره الموت مالم يشرع في النزع وهو الغرغرة و نسخ جواز الاستغفار للمشركين والدليل على انّ من مات على الشرك فهو من اصحاب الجحيم و لا ينقذه من ذالك شئ من الوسائل

مرض الموت میں مبتلا شخص کے اسلام کے صحیح ہونے کا بیان جب تک کہ نزع کا عالم نہ شروع ہو یعنی جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کیلئے دعا کرنا منع ہے اور جو شرک پر مرے گا وہ جہنمی ہے کوئی وسیلہ اس کے کام نہ آئے گا

۳۷۔۔۔۔وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ

۳۷۔۔۔ حضرت سعیدؒ بن المسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب (نبی اکرم ﷺ کے چچا) کا مرض الموت شروع ہوا تو ان کے پاس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو ابو طالب کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ کو بیٹھا ہو پایا۔ نبی ﷺ نے ابو طالب سے فرمایا: اے چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے گواہی دوں گا (اور انشاء اللہ میری سفارش و گواہی سے آپ کی مغفرت ہو جائے گی) یہ سن کر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ دونوں کہنے لگے کہ اے ابو طالب! کیا آپ عبد المطلب (اپنے والد) کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل کلمہ لا الہ ابو طالب کے سامنے پیش کرتے رہے اور وہی بات کہتے رہے (کہ میں اللہ کے یہاں آپ کی

وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ) وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ)

گواہی دوں گا) یہاں تک کہ ابوطالب نے جو آخری بات ان سے کہی یہ تھی کہ عبدالمطلب کی ملت پر ہوں اور لاالٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! میں ضرور بالضرور آپ کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے آپ کے لئے مغفرت کی دعا کرنے سے روک نہ دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ما کان للنبی والذین امنوا..... الآیۃ پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی (کیوں نہ) ہوں۔ اس (امر) کے ان پر ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔[1]

اور ابوطالب کے بارے میں یہ آیت اللہ عزوجل سے نازل فرمائی:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ[2] ......الآیۃ

آپ (ﷺ) جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے"۔[3]

۳۸ـــ وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ

۳۸ـــ مذکورہ سند سے زہری ؒ کی یہی سابقہ روایت منقول ہے مگر اس روایت میں دونوں آیتوں کا تذکرہ نہیں ہے۔

---

[1] التوبۃ / جزء ۱۱

[2] القصص / جزء ۲۰۔

[3] یہ حدیث حضرت سعید بن المسیب ؒ سے مروی ہے۔ جو مشہور تابعی ہیں۔ ان کے والد کا نام مسیب بن الحزن المخزومی تھا۔ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو یہ بھی حالت کفر پر تھے۔ بعد میں اسلام لے آئے۔ ابوطالب کی وفات کا وقت جب قریب آیا۔ وفات کے وقت سے مراد یہ ہے کہ ابھی غرغرہ اور عالم نزع شروع نہیں ہوا تھا کیونکہ عالم نزع کی توبہ و ایمان معتبر نہیں ہے۔ قرآن کریم کی آیت کریمہ اور اسی طرف اشارہ کر رہی ہے و لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات الآیۃ۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ابوطالب نے آنحضرت ﷺ اور کفار قریش سے باقاعدہ گفتگو کی۔ بہر کیف حالت نزع و غرغرہ کا ایمان عنداللہ معتبر نہیں کیونکہ وہ ایمان بالغیب والاختیار نہیں بلکہ ایمان بالمشاہدۃ والالجاء ہے جیسے کہ فرعون کا ایمان بھی معتبر نہیں ہوا۔ حالانکہ غرق ہونے کے وقت وہ بھی ایمان لے آیا تھا۔ واللہ اعلم

ابوطالب کا نام عبد مناف تھا۔ کنیت سے مشہور ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا اور سرپرست و کفیل تھے۔ حضور علیہ السلام کے سب سے بڑے محافظ اور ڈھال تھے۔ اور کفار قریش کی ایذاء اور ساتھوں سے ہمیشہ یتیم بھتیجے کو بچانے کے لئے پیش پیش رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور علیہ السلام کو ابوطالب کے ایمان نہ لانے کا بے حد غم تھا۔ ابوطالب کی وفات ہجرت سے کچھ عرصہ قبل ہوئی۔ جس وقت نبی ﷺ کی عمر مبارک ۴۹ برس ۸ ماہ اور ۱۱ دن تھی۔ ابوطالب کی وفات کے صرف تین روز بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی۔

حَدِيثَ صَالِحٍ انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْآيَتَيْنِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ وَيَعُودَانِ فِي تِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هَذِهِ الْكَلِمَةِ فَلَمْ يَزَالا بِهِ

۳۹۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَبَى فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿ إِنَّكَ لا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ ﴾ الْآيَةَ

۳۹۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) سے ان کی موت کے وقت فرمایا: لا إلہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ قیامت کے روز میں آپ کے لئے گواہی دوں گا (ایمان کی) لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّكَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الآیہ۔

۴۰۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْلا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّكَ لا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

۴۰۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا: لا إلہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ قیامت کے روز اس لا إلہ کے کہنے کی گواہی دوں گا آپ کے لئے۔ انہوں نے کہا اگر مجھے قریش عیب نہ دیتے (ملامت نہ کرتے) کہ ابوطالب (موت کی) گھبراہٹ اور ڈر سے یہ کلمہ کہہ گیا تو میں تمہارے آنکھیں یہ کہہ کر ٹھنڈی کر دیتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ اِنَّكَ لَاتَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الآیہ۔

باب ۔۔ ۱۰ الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا

توحید پر مرنے والا شخص قطعی جنتی ہے

۴۱۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلاهُمَا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لا إِلَهَ إِلا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

۴۱۔۔۔۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود (کسی طرح بھی) نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا (یعنی ضرور بالضرور جنت میں جائے گا گویا کہ جنت میں داخل ہو گیا)۔[1]

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

۴۲ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ سَوَاءً

۴۲ ... اس سند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت (کہ جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا) نقل کرتے ہیں۔

۴۳ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ

۴۳ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ لوگوں کا زادِ سفر ختم ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض لوگوں نے اپنی سواریاں (اونٹ) ذبح کرنے کا ارادہ کیا (تاکہ اونٹ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا کہ: شہادتین کا اقرار کرنے والا شخص اگر معصیت اور نافرمانی کا ارتکاب کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں مختلف آراء و اقوال ہیں۔

مرجئہ (جو ایک باطل فرقہ تھا ابتدائی زمانہ میں' بعد میں ختم ہو گیا) کا مذہب یہ ہے کہ صاحب ایمان کو اس کے گناہ و معاصی سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ چاہے جتنے بھی گناہ کرے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

خوارج (یہ بھی ایک باطل فرقہ تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ظہور پذیر ہوا تھا) کہتے ہیں مرتکب معاصی مؤمن نہیں کافر ہے۔ وہ مرتکب معاصی کو مومن نہیں تسلیم کرتے اور اس کی تکفیر کے قائل ہیں۔

جب کہ معتزلہ (ابتدائی زمانہ کے فرقوں میں سب سے باطل اور خراب فرقہ) کا مذہب یہ ہے کہ معصیت کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اسے نہ مومن کہا جائے گا نہ کافر۔ بلکہ اسے فاسق کہیں گے۔

جبکہ اشعریہ (جو اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب پر ہیں اور صحیح ہیں) کہتے ہیں کہ معاصی کا مرتکب مومن ہے اگرچہ اس کی مغفرت نہ ہوگی اور عذاب میں مبتلا کیا جائے گا لیکن مآل جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ اور جہنم سے نکال دیا جائے گا۔

مذکورہ بالا حدیث خوارج اور معتزلہ کے مذہب کی تردید کرتی ہے اور ان کے خلاف حجت ہے۔ جب کہ مرجیہ بھی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن وہ اس حدیث کے مفہوم کو ظاہر حدیث پر محمول کرتے ہیں حالانکہ اس میں تاویل ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ شخص کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے یا شفاعت کی وجہ سے اسے جہنم سے نکال دیں گے۔ اور وہ اپنے گناہوں کے عذاب سے دوچار ہوگا۔ اور جب گناہوں کی سزا بھگت لے گا تو اسے پاک صاف کر کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

اور یہ تاویل کرنا اس حدیث میں اس لئے ضروری ہے کہ بہت سے احادیث میں گناہوں پر عذاب کی وعید بیان کی گئی ہے لہٰذا یہ تاویل کر کے نصوص شرعیہ کے درمیان تنافی و تناقض سے بچا جاسکتا ہے۔

حدیث بالا میں "وھو یعلم" کے الفاظ سے جہمیہ (یہ بھی ایک باطل فرقہ تھا جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے) یہ استدلال کرتے ہیں کہ ایمان کے معتبر ہونے کے لئے لا الٰہ الا اللہ کی صرف قلبی معرفت کافی ہے زبان سے اقرار ضروری نہیں۔

لیکن یہ غلط ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب یہ ہے کہ معرفت کا ترتب دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ قلبی یقین اور زبان سے اس کا اظہار و اقرار۔ ایک کے بغیر دوسرا نہ نافع ہے نہ آخرت کے عذاب سے نجات دلانے والا ہے۔ لہٰذا معرفتِ قلبی کے ساتھ زبان سے ایمان کا اقرار لازمی ہے ایمان کے معتبر ہونے کے لئے۔ اس کے بغیر ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ الا یہ کہ کوئی شخص مجبور ہو زبان سے اقرار نہ کر سکتا ہو۔ مثلاً: گونگا شخص تو اس کے بارے میں صرف معرفتِ قلبی کافی ہے۔ اور ہمارے اس مذہب کی تائید میں بے شمار احادیث و نصوص شرعیہ موجود ہیں۔ مثلاً: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت کی حدیث اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ "من کان آخر کلامہ الخ جس کا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" وغیرہ۔ واللہ اعلم

مصرف عن أبي صالح عن أبي هريرة قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في مسير قال فنفدت أزواد القوم قال حتى هم بنحر بعض حمائلهم قال فقال عمر يا رسول الله لو جمعت ما بقي من أزواد القوم فدعوت الله عليها قال ففعل قال فجاء ذو البر ببره وذو التمر بتمره قال وقال مجاهد وذو النواة بنواه قلت وما كانوا يصنعون بالنوى قال كانوا يمصونه ويشربون عليه الماء قال فدعا عليها حتى ملأ القوم أزودتهم قال فقال عند ذلك أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيهما إلا دخل الجنة

کے گوشت سے جان بچائیں) حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کاش کہ آپ لوگوں کے (بچے کھچے) سامان کو منگوا کر جمع کر لیں اور اس پر اللہ تعالیٰ سے (برکت کی) دعا فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیہوں تھے وہ اپنے گیہوں لے کر آ گیا جس کے پاس کھجور تھی وہ اپنی کھجور لے کر آ گیا اور جس کے پاس (صرف) گٹھلی تھی وہ گٹھلی ہی لے کر آ گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کہ گٹھلیوں سے وہ کیا کرتے تھے؟ فرمایا اسے چوستے تھے اور اس پر پانی پی لیا کرتے تھے۔[1] حضور ﷺ نے (ان سب چیزوں کو جمع کر کے) ان پر دعا فرمائی (اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اس میں اتنی برکت ہوئی کہ) پوری قوم نے اپنے توشہ دانوں کو بھر لیا تو اس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ نہیں ملے گا اللہ تعالیٰ سے کوئی بندہ اس حال میں کہ وہ اس شہادتین کے بارے میں شک نہ کرتا ہو مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہو گیا (یعنی جو بندہ اپنے رب سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کلمہ کے بارے میں مشکوک نہ ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا خواہ دخول اوّل کہ اللہ اس کی مغفرت فرمادیں اور خواہ عذاب کو بھگت کر پھر جہنم سے نکالا جائے)۔

٤٤..... حدثنا سهل بن عثمان وأبو كريب محمد بن العلاء جميعا عن أبي معاوية قال أبو كريب حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة أو عن أبي سعيد شك الأعمش قال لما كان يوم غزوة تبوك أصاب الناس مجاعة قالوا يا رسول

۴۴..... حضرت ابوہریرہؓ یا حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے (اعمشؒ جو راوی ہیں انہیں شک ہے کہ ابوہریرہؓ ہیں یا ابوسعیدؓ) وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ تبوک کا زمانہ تھا تو لوگوں کو بھوک نے آگھیرا (یعنی زادِ راہ ختم ہو گیا) تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! کاش آپ ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم اپنے اونٹوں کو نحر (ذبح) کریں

● یہ غزوۂ تبوک کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ اس سفر میں مسلمان نہایت تنگدستی کی حالت میں تھے۔ ہزار میل کا سفر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے دستِ مبارک پر یہ معجزہ ظاہر فرمایا کہ ذرا سے کھانے میں اتنی زبردست برکت ہوئی کہ پورے لشکر والوں نے نہ صرف کھایا بلکہ اپنے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا۔ حالانکہ تنگدستی کا عالم یہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کھجور کی گٹھلیوں کو چوسا کرتے تھے۔ پیٹ کی آگ بجھانے اور بھوک کے خاتمہ کے لئے نہیں بلکہ احساس بھوک کو ختم کرنے کے لئے کہ ہاں منہ میں کچھ ہے۔

حدیث کے آخر میں ہے کہ جس نے پورے یقین کے ساتھ کلمہ شہادت پر جان دی تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اب خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر کے فوراً جنت میں داخل کر دیں اور خواہ وہ کچھ عرصہ جہنم میں گناہوں سے پاک و صاف ہو کر جنت میں داخل کیا جائے۔

اللهِ لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوا قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ لَا يَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

اوران کا گوشت کھائیں اور (ان کی چربی سے) تیل حاصل کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ایسا کرلو۔ راوی کہتے ہیں کہ پس حضرت عمر ؓ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ نے ایسا کرلیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی (جس سے اور زیادہ پریشانی ہوگی) آپ ان کے بچے ہوئے زادِ راہ کو منگوائیں پھر ان پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں شاید اللہ تعالیٰ اس میں کوئی سبیل پیدا کردیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے دستر خوان منگایا اسے بچھایا اور پھر بچے ہوئے زادِ راہ کو منگوایا۔

راوی کہتے ہیں کہ کوئی شخص مٹھی بھر جو لایا تو کوئی مٹھی بھر کھجور لایا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔ یہاں تک کہ دستر خوان پر ان چیزوں کا تھوڑا سا ذخیرہ بن گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس میں سے اپنے اپنے برتنوں میں ڈال لو۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے برتنوں میں لینا شروع کردیا یہاں تک کہ پورے لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جسے بھر نہ لیا ہو۔

راوی کہتے ہیں کہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی بچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس (کلمہ کے) بارے میں کوئی شک و شبہ نہ رکھتا ہو وہ جنت سے محروم نہیں کیا جائیگا۔"

۴۵ــــ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ ابْنُ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللهِ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ

۴۵ــــ حضرت عبادہ بن صامت ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے لاالٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' وان محمداً عبدہ' ورسولہ' کہا (یقین کے ساتھ) اور اس بات کا قائل رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اسکی بندی کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کو القاء کردیا تھا (جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے) اور وہ روح اللہ ہیں۔ [1] اور جنت و دوزخ کے حق ہونے کا قائل رہا۔ اللہ تعالیٰ اسے

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

حَقٌّ وَاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ

جنت میں داخل فرمائے گا جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے۔

٤٦ــــ وحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ

۴۶ــــ اس سند سے ابن ہانی سے یہی روایت ہے اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اس کے جو عمل بھی ہوں خدا اسے جنت میں داخل فرمائے گا لیکن اس روایت میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا اندر چلا جائے گا۔

٤٧ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَهْلًا لِمَ تَبْكِي فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ اِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ اِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷ــــ حضرت عبدالرحمٰن بن عسیلہ الصنابحی رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس مرض الموت کے وقت داخل ہوا (انہیں اس حال میں دیکھ کر) میں رونے لگا۔

انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ٹھہرو! تم کیوں رو رہے ہو؟ خدا کی قسم! اگر مجھ سے گواہی مانگی جائے گی تو میں تمہارے لئے گواہ بن جاؤں گا اور اگر میری شفاعت و سفارش قبول کی جائے گی تو میں ضرور تمہاری سفارش کروں گا اور میں استطاعت رکھوں گا تو تمہیں ضرور نفع پہنچاؤں گا۔ پھر فرمایا: میں نے حضور ﷺ سے جو حدیث بھی سنی ہے اور اس میں تمہارے واسطے خیر بھلائی ہے تو وہ میں نے تم سے بیان کر دی ہے[1] سوائے ایک حدیث کے۔ اور وہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[1] یہ حدیث عقائد کے اعتبار سے بہت عمدہ حدیث ہے۔ اس میں نصاریٰ پر زبردست طریقہ سے رد کیا گیا ہے کہ نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث (باپ، بیٹا، روح القدس) محض شرک کا پلندہ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔۔ الخ کے ذکر سے یہود پر رد ہے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کی رسالت کے منکر ہیں۔ اور ان کی والدہ حضرت مریم پر تہمت لگاتے ہیں۔

کلمۃ اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت ہیں کہ انہیں بغیر باپ کے اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر دکھایا۔ اور گہوارہ میں نطق و بیان کا معجزہ عطا فرمایا، مردوں کو ان کے ہاتھوں زندہ فرمایا۔

روح اللہ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے صرف ارادہ سے ہی عالم وجود میں آ گئے جب کہ تمام ارواح انسانی اپنے آباء کی ارواح سے پیدا ہوئی ہیں۔

بعض نے یہ کہا کہ روح اللہ حضرت عیسیٰ کا لقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو مردہ جسموں میں روح واپس لوٹانے کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔ زکریا عفی عنہ

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حدیث ایسی ہو جو عوام الناس کی عقل سے بلند ہو یا جس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہو جائے یا عوام سے اس کا غلط مطلب اخذ کرنے کا اندیشہ ہو تو ایسی احادیث وغیرہ ان سے چھپانا جائز ہے اور "کتمان علم" کے زمرہ میں نہیں آتا۔ جیسا کہ ..... (جاری ہے)

يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ

حدیث میں آج عنقریب تم سے بیان کروں گا جب کہ میں قریب الموت ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔
"جس نے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی اور محمد رسول اللہ کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ حرام کر دی"۔ ❶

۴۸.... حَدَّثَنَا هُدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ

۴۸.... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سواری پر نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا اور آپ ﷺ کے درمیان سوائے پالان کی پچھلی لکڑی کے اور کچھ حائل نہ تھا (مقصد بیان قربت ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک (یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں اور آپ کا تابع فرمان ہوں) آپ ﷺ کچھ دیر اور چلے اور پھر فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک۔ آپ ﷺ پھر کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک! فرمایا کیا تم جانتے ہو بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟
میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: بے

(گذشتہ سے پیوستہ)...... حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے فائدہ کی جو حدیث بھی حضور علیہ السلام سے سنی ہے وہ تم سے بیان کر دی ہے۔ گویا جو احادیث تمہارے مطلب کی نہیں اور تمہاری عقل سے بلند ہیں انہیں نہیں بیان کیا اور یہ صرف ان احادیث میں ہوگا جو احکام و مسائل اور حدود وغیرہ سے متعلق نہیں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کثرت سے ایسا ثابت ہے کہ غیر معمولی احادیث کو وہ بیان نہیں کرتے تھے۔ مثلاً منافقین سے متعلق احادیث امارت وغیرہ سے متعلق احادیث بیان نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم کسی سے ایسی حدیث نہ بیان کرو جو اس کی عقل سے بلند ہو اور وہ کئی لوگوں کے لئے فتنہ کا باعث ہو جائے۔" (مخلصاً از فتح الملہم للشیخ عثمانی)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اس حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: اہل السنۃ والجماعۃ کا بعض قطعی دلائل کی بناء پر یہ عقیدہ ہے کہ نافرمان مسلمانوں میں سے ایک جماعت (مراد ایک مخصوص تعداد ہے نہ کہ کوئی خاص گروہ) کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا اس کے بعد شفاعت کی وجہ سے وہ جہنم سے نکالے جائیں گے۔ لیکن یہ حدیث بتلاتی ہے کہ شہادتین کا اقرار کرنے والے پر آگ حرام ہے چونکہ دوسرے قطعی دلائل نافرمان مسلمانوں کے عذاب النار میں مبتلا ہونے کے موجود ہیں لہٰذا یہ حدیث بالا میں ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث مقید ہے اعمال صالحہ کی قید سے۔ یعنی شہادتین کا اقرار مع اعمال صالحہ کے ہو تب آگ حرام ہوگی۔
بعض علماء نے حدیث بالا کے اور مختلف جواب بھی دیئے ہیں۔ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔
ایک یہ کہ یہ حدیث مقید ہے تائبانہ قید کے ساتھ۔ کہ توبہ کر کے اپنے گناہوں سے پھر شہادتین کا اقرار ہو اور اسی حالت پر موت آ جائے۔
ایک جواب یہ ہے کہ حدیث بالا میں تحریم النار سے مراد ہمیشہ کے لئے آگ کا حرام ہونا ہے۔ یعنی مومن ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں نہیں رہے گا ہمیشگی کی آگ اس پر حرام ہے۔
ایک جواب اس کا یہ دیا گیا کہ حرمت آگ سے مراد یہ ہے کہ وہ آگ مومن کے پورے جسم کو نہیں جلائے گی بلکہ بعض اعضاء اس آگ کے اثر سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ سجدہ کی جگہیں (پیشانی) کو آگ نہیں کھائے گی۔ اسی طرح توحید کا اقرار کرنے والی زبان پر آگ حرام ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ

شک بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی بندگی اور عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں (اس کے بعد) پھر آپ ﷺ کچھ دیر چلے پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک! فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے جب وہ اس کی بندگی اور عبادت کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ ❶

۴۹۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوا اللهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ

۴۹۔۔۔۔حضرت معاذ ﷺ بن جبل فرماتے ہیں کہ میں (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر جس کا نام "عفیر" تھا بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) ہی زیادہ جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟ فرمایا کہ انہیں

❶ حضرت معاذ ﷺ بن جبل نبی اکرم ﷺ کے محبوب اور نہایت جلیل القدر صحابی تھے حضور ﷺ کے عاشق تھے اور حضور ﷺ بھی آپ سے بے انتہا محبت فرمایا کرتے۔ حدیث بالا کے مختلف الفاظ سے بھی حضور علیہ السلام سے غایت قربت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک تو حضور علیہ السلام کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہیں اور انتہائی قربت کا اظہار کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان سوائے پالان کی لکڑی کے اور کچھ حائل نہ تھا۔
نبی اکرم ﷺ کا بار بار حضرت معاذ ﷺ کو پکارنا در حقیقت غایت اہتمام کی وجہ سے تھا اس بات کے لئے جواب بھی جاتی تھی تاکہ حضرت معاذ ﷺ مکمل طور پر ہمہ تن گوش ہو جائیں کیونکہ مختلف احادیث میں یہ بات کئی جگہ ثابت ہو چکی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کو کسی بات کا اہتمام مقصود ہوتا تو آپ اسی طرح بتکرار بیان فرماتے۔
حدیث بالا میں بندوں کے عدم شرک اور اقرار توحید پر اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق بیان کیا گیا کہ وہ بندوں کی مغفرت فرمائے اور ان کو عذاب نہ دے۔
یہاں یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی کام واجب نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ معاصی سے اجتناب اور اعمال صالحہ کی پابندی کرے تو بھی اللہ تعالیٰ پر یہ واجب اور لازم نہیں کہ وہ اسے ضرور ہی جنت میں داخل کرے۔ کیونکہ یہ اسلامی عقائد کا اہم عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی کام واجب نہیں ہے۔ لہٰذا حدیث بالا میں حق سے مراد وہ وعدے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان اور اعمال صالحہ پر فرمائے ہیں انعامات کے یا حق سے مراد یہاں ثابت شدہ چیز ہے۔
بہر کیف حق بندوں کیلئے اگر استعمال ہو تو مراد یہ ہے کہ بندوں پر اسکا کرنا لازم اور ضروری ہے جیسے: اللہ کی بندگی توحید کا اقرار وغیرہ لیکن اگر حق تعالیٰ کیلئے استعمال ہو تو اس سے مراد وہ وعدے ہیں جو اللہ نے قرآن میں ایمان واعمال صالحہ پر فرماتے ہیں نہ کہ لازم اور ضروری کے معنی مراد ہیں۔

افلا أبشر الناس قال لا تبشرهم فيتكلوا

یہ خوشخبری مت سناؤ وہ اسی پر اکتفاء کر بیٹھیں۔ ❶

۵۰..... حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قال ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن أبي حصين والأشعث بن سليم أنهما سمعا الأسود بن هلال يحدث عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاذ أتدري ما حق الله على العباد قال الله ورسوله أعلم قال أن يعبد الله ولا يشرك به شيئ قال أتدري ما حقهم عليه إذا فعلوا ذلك فقال الله ورسوله أعلم قال أن لا يعذبهم

۵۰..... حضرت معاذ ؓ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے۔ فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب وہ ایسا کریں؟ (شرک سے برات اور بندگی رب) میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ کہ ان کو عذاب نہ دے۔

۵۱..... حدثنا القاسم بن زكريا قال حدثنا حسين عن زائدة عن أبي حصين عن الأسود بن هلال قال سمعت معاذا يقول دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فأجبته فقال هل تدري ما حق الله على الناس نحو حديثهم

۵۱ اس سند سے معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا میں نے جواب دیا فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ خدائے تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ باقی حدیث وہی ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔

۵۲..... حدثني زهير بن حرب قال حدثنا عمر بن يونس الحنفي قال حدثنا عكرمة بن عمار قال حدثني أبو كثير قال حدثني أبو هريرة قال كنا قعودا حول رسول الله صلى الله عليه وسلم معنا أبو بكر وعمر في نفر فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم من بين أظهرنا فأبطأ علينا وخشينا أن يقتطع دوننا وفزعنا فقمنا فكنت أول من فزع فخرجت أبتغي رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى أتيت حائطا للأنصار لبني النجار فدرت به هل أجد له بابا فلم أجد فإذا ربيع يدخل في جوف حائط من بئر خارجة والربيع الجدول فاحتفزت كما يحتفز

۵۲..... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر ؓ و عمر ؓ بھی لوگوں میں بیٹھے تھے۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھے (اور تشریف لے گئے) اور ہمارے پاس واپس آنے میں بہت دیر کر دی تو ہمیں یہ خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں دشمن آپ ﷺ کو تنہا پا کر نقصان نہ پہنچادیں چنانچہ لوگ گھبراہٹ میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں سب سے پہلے گھبرایا تھا لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ میں بنو نجار کے انصار کے ایک باغ تک جا پہنچا اور اس کے چاروں اطراف گھوما کہ کہیں دروازہ مل جائے لیکن دروازہ نہ ملا۔ اچانک دیکھا کہ ایک پانی کی نالی باغ کے باہر کے ایک کنویں سے باغ کے اندر تک جا رہی ہے (ربیع پانی کی نالی کو کہتے

---

❶ حضور اقدس ﷺ نے بتلانے سے اس لئے منع فرمایا تاکہ لوگ اسی پر اکتفاء کر کے نہ بیٹھ جائیں اور اعمال صالحہ و معاصی سے اجتناب کی فکر نہ کریں کہ بس مغفرت تو ہو ہی گئی لہٰذا اب اعمال صالحہ میں لگ جاؤ اور اجتناب معاصی کی فکر میں کیا پڑیں۔ مترجم عفی عنہ

الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهَؤُلاَءِ النَّاسُ وَرَائِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ قَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلاَنِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلاَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لاِسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً وَرَكِبَنِي عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لاِسْتِي قَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلاَ تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ

ہیں) پس میں سمٹ کر اس نالی کے راستہ باغ میں داخل ہو گیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ۔ فرمایا: کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس ہمارے پاس آنے میں بہت دیر کر دی تو ہمیں یہ خدشہ لاحق ہوا کہ آپ (ﷺ) کو ہمارے بغیر (تنہا پاکر) دشمن نقصان نہ پہنچا دے لہٰذا ہم گھبرا گئے سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی تو میں (آپ کو تلاش کرتا) اس باغ تک پہنچا اور پھر نالی کی راہ سے لومڑی کی طرح سمٹ کر اندر گھس گیا اور میرے پیچھے یہ سب لوگ (آرہے) ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! اور اپنے دونوں جوتے مبارک عطا فرمائے اور کہا کہ میرے ان دونوں جوتوں کو لے جاؤ اور اس باغ سے باہر جس ایسے شخص سے ملو جو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی کامل یقین کے ساتھ دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دے دو۔ (پس میں نعلین مبارک لے کر نکلا) تو سب سے پہلے میں حضرت عمر ؓ بن الخطاب سے ملا، انہوں نے کہا۔ اے ابو ہریرہ! یہ جوتے کیسے؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارکین ہیں مجھے یہ جوتے دے کر آپ ﷺ نے بھیجا ہے کہ میں جس ایسے شخص سے ملوں جو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی اطمینان قلب کے ساتھ دیتا ہو میں اسے جنت کی بشارت دے دوں۔

یہ سن کر حضرت عمر نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر اتنی زور سے مارا کہ میں کولہوں کے بل گر پڑا اور مجھ سے کہا: ابو ہریرہ! واپس لوٹو۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور فریاد کر کے رونے ہی والا تھا کہ حضرت عمر ؓ بھی میرے پیچھے آپہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میں حضرت عمر سے ملا تو انہیں وہ بات بتلائی جسے بتانے کے لئے آپ (ﷺ) نے مجھے بھیجا تھا۔ انہوں نے میرے سینے پر اتنی زور سے مارا کہ میں کولہوں کے بل گر پڑا اور کہا کہ واپس لوٹ جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تمہارے اس فعل کی کیا وجہ ہے؟ انہوں

نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کیا آپ (ﷺ) نے ابوہریرہ کو اپنے نعلین مبارک دے کر بھیجا تھا کہ جس ایسے شخص سے ملو جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دل کے یقین کے ساتھ دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دے دو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (اگر آپ ﷺ نے فرمایا تھا) تو آپ ایسا مت کیجئے، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کرلیں گے (اور عمل وغیرہ چھوڑ دیں گے) لہٰذا آپ انہیں اعمال میں لگے رہنے دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا انہیں عمل پر لگے رہنے دو۔ ❶

۵۳ ... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ

۵۳۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی اکرم ﷺ کے ردیف تھے سواری پر، آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! انہوں نے فرمایا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ وسعدیک! آپ ﷺ نے پھر

---

❶ یہ ایک طویل حدیث ہے اور اس میں بہت سے فوائد موجود ہیں۔ حدیث بالا میں سب سے اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی یقین قلب کے ساتھ گواہی دخول جنت کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ حدیث بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے ابوہریرہؓ کی زبانی جب یہ بشارت سنی تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ چونکہ تساہل پسند ہیں وہ یہ سن کر بس اسی پر اکتفا نہ کر بیٹھیں اور اعمال صالحہ کی فکر چھوڑ دیں اور چونکہ حضرت عمرؓ دین کے معاملہ میں "اشد" تھے لہٰذا حضرت ابوہریرہؓ کے سینہ پر ہاتھ مارا۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام کی ذات رحمۃ للعالمین تھی اور اپنی امت پر آپ ﷺ کی شفقت و محبت کا عالم نہایت عجیب تھا لہٰذا جب آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی گھبراہٹ و بے چینی کا سنا تو فطری طور پر آپ ﷺ کے دل میں ان کی گھبراہٹ کو دور کرنے اور انہیں راحت پہنچانے کا احساس ہوا لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے خوف و نزع کا علاج بشارت عظمیٰ کے ذریعہ کیا اور فرمایا کہ یقین کامل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہنا دخول جنت کو مستلزم ہے۔ لیکن چونکہ حضرت عمرؓ پر شان جلال غالب تھی اور وہ جانتے تھے کہ امت کی اکثریت پر تکاسل و تساہل کا غلبہ ہے تو ان کی رائے یہ ہوئی کہ ان کے لئے رجاء و خوف بلکہ زیادہ تر خوف کی کیفیت زیادہ مناسب ہے اور انہوں نے اپنی اس رائے کو دربار نبوت میں پیش کیا تو دربار نبوت سے اس کی موافقت کی گئی اور یہ حضرت عمرؓ کے عظیم مراتب اور نمایاں خصوصیات میں سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کی رائے سے اتفاق فرماتے ہوئے اس پر عمل فرمایا۔"

فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں علامہ عثمانیؒ نے اس پر نہایت نفیس بحث کرتے ہوئے اسکی بہترین توجیہ و تطبیق بیان فرمائی ہے۔ فمن شاء فلیراجع۔

قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا کہ: حضرت عمرؓ کا حضرت ابوہریرہؓ کو مارنا اور حضور علیہ السلام کے پاس واپس لوٹنے کا حکم کرنا آنحضرت ﷺ کی بات پر اعتراض اور تردید کے طور پر نہیں تھا کہ انہیں یہ یقین نہ ہو کہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے بلکہ اس لئے تھا کہ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس بات کو لوگوں میں عام اور شائع کیا جائے۔ اس عظیم بشارت کو محدود رکھنا مناسب سمجھتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عالم کسی شرعی مسئلہ کو عوام کی مصلحت کے خلاف سمجھے تو اسے چھپا سکتا ہے اور یہ کتمان علم کے زمرہ میں نہیں داخل ہوگا۔

حدیث بالا سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہے کہ کسی کے باغ میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ باغ کا مالک ناراض نہیں ہوگا کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ بلا اجازت باغ میں داخل ہوگئے اور حضور علیہ السلام نے اس پر نکیر بھی نہیں فرمائی۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوا فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا

فرمایا اے معاذ! کہنے لگے لبیک یا رسول اللہ وسعدیک! فرمایا کہ نہیں ہے کوئی بندہ کہ گواہی دے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیں گے (یعنی جہنم کی آگ اسے نہیں جلائے گی)۔
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ نہ بتلاؤں کہ انہیں خوشی حاصل ہو؟ فرمایا (اگر تم بتلادو گے تو) تب تو وہ اسی پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ رہیں گے؟ چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے (ساری زندگی اسے نہیں بتلایا لیکن) اپنی موت کے وقت (کتمان علم کے) گناہ سے بچنے کے لئے اس حدیث کو بیان کیا۔ [1]

٥٤..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ ابْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ أَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ

۵۴..... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمود بن الربیع نے عتبان بن مالک کے حوالہ سے بیان کیا۔ محمود نے کہا کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو عتبان سے ملاقات کی اور میں نے کہا کہ مجھے آپ کے واسطہ سے ایک حدیث پہنچی ہے [2]۔ انہوں نے کہا میری بصارت میں کچھ کمی آگئی تھی لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قاصد بھیجا (اور یہ کہلوایا کہ) میں

---

[1] یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو منع فرمادیا تھا اس حدیث کے بیان کرنے سے تو معاذ رضی اللہ عنہ نے آخر وقت میں اسے کیوں بیان کر دیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک تو اس لئے کہ کتمان علم کا گناہ نہ ہو اس واسطے حدیث کو بیان فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پہلے تو سمجھے کہ حضور ﷺ نے کسی کو بتانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا انہوں نے ساری زندگی کسی کو یہ حدیث نہ بتلائی لیکن موت کے وقت انہیں احساس ہوا کہ درحقیقت منع سے عموم منع مراد ہے البتہ خاص خاص لوگ جو دین کی صحیح فہم رکھتے ہوں انہیں بتلانے میں نہ کوئی حرج ہے اور نہ وہ حضور ﷺ کے حکم کے خلاف ہے کیونکہ اگر ایسی بات ہوتی تو حضور علیہ السلام خود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو کیوں بتلاتے۔ لہٰذا انہوں نے موت کے وقت یہ حدیث بیان کر دی۔ تو معلوم ہوا کہ منع سے مراد نہی تحریم نہیں ہے بلکہ یہ مصلحت کی وجہ سے تھی۔
شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانی نے فتح الملہم میں اس پر ایک عمدہ گفتگو کرنے کے بعد ایک نہایت لطیف بیان فرمایا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم (مثلاً حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت وغیرہ) نے آخر حیات میں مرض الموت کے وقت اس حدیث کو اہتمام سے اس لئے فرمایا تاکہ یہی حدیث ان کی زندگی کا بھی آخری کلام ہو جائے اور ساتھ میں تبلیغ و بیان حدیث جیسے عظیم عمل میں اشتغال عندالموت کی سعادت بھی حاصل ہو جائے کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہی سے آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ مروی ہے کہ: "جس شخص کا آخری کلام لاالٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ (ابوداؤد والحاکم)
چنانچہ ابن ابی حاتم نے مشہور محدث ابوزرعہؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو لوگوں نے انہیں تلقین شہادت کرنے کا ارادہ کیا اور انہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث یاد دلائی تو انہوں نے اسے اپنی ہی سند سے بیان کرنا شروع کر دیا اور جب انہوں نے حدیث کے الفاظ لاالٰہ الا اللہ کہے اسی وقت ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ابھی دخل الجنۃ کے الفاظ بھی نہیں کہے تھے گویا ملائکہ نے جواب دیا کہ: دخل الجنۃ (ان شاء اللہ)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[2] میں اس حدیث کی تصدیق چاہتا ہوں۔

الشَّيْءُ فَبَعَثْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي مَنْزِلِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَأَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ أَسْنَدُوا عُظْمَ ذَلِكَ وَكُبْرَهُ إِلَى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوا وَدُّوا أَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوا أَنَّهُ أَصَابَهُ شَرٌّ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَقَالَ أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ قَالُوا إِنَّهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ أَحَدٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ أَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ أَنَسٌ فَأَعْجَبَنِي هَذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِابْنِي اكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ

چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں اور نماز پڑھیں تاکہ میں (اپنے گھر کی) اس جگہ کو مستقل جائے نماز بنالوں۔ ❶

چنانچہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دوران باہم گفتگو کر رہے تھے ❷ (ان کی گفتگو منافقین اور ان کی مکاریوں اور بداعمالیوں کے بارے میں ہورہی تھی) صحابہ رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے مالک بن دخشم / دخیشم / دخشن کی طرف نفاق کی نسبت کی (کہ وہ بڑا منافق تھا) اور انہوں نے یہ چاہا کہ حضور علیہ السلام اس پر بددعا فرمادیں تاکہ وہ ہلاک ہو جائے اور وہ چاہتے تھے کہ اسے کسی مصیبت کا سامنا ہو۔ ❸

اسی اثناء میں حضور اقدس ﷺ نے نماز باجماعت کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ: کیا وہ (مالک بن دخشم) لا الٰہ الا اللہ اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت نہیں دیتا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: بیشک وہ یہ کہتا تو ہے لیکن اس کا یقین اس کے دل میں نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی لا الٰہ الا اللہ کی اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دے گا وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا یا فرمایا کہ اسے آگ نہیں

---

❶ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ بن مالک نے آکر عرض کیا یارسول اللہ! میری بصارت میں کمی آگئی ہے اور کبھی اندھیرا ہوتا ہے کبھی بارش اور سیلاب وغیرہ جس کی وجہ سے مجھے مسجد میں آنا دشوار ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے گھر میں آکر ایک جگہ نماز پڑھ لیں تو میں اسی جگہ کو ہمیشہ کے لئے نماز کے واسطے مختص کرلوں گا۔ مسلم کی روایت میں قاصد بھیجنے کا ذکر ہے جب کہ بخاری کی روایت میں خود آنے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے ایک بار قاصد بھیجا ہو اور دوسری بار تقاضے اور تاکید کے لئے خود حاضر ہوئے ہوں۔
علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے واسطے گھر میں کوئی جگہ مخصوص و متعین کرلینا جائز ہے۔

❷ اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے پاس بات چیت کی جاسکتی ہے جب کہ وہ گفتگو نمازی کی نماز میں خلل اور التباس کا ذریعہ نہ بنے۔

❸ مالک بن دخشم (یا دخشیم یا دخیشن یا دخشن) یہ انصار میں سے تھے۔ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ میں ان کی شمولیت کے بارے میں علماء کا اختلاف بیان کیا ہے۔ لیکن بالاتفاق علماء یہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور بعد کے مغازی میں بھی شریک رہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے بارے میں نفاق کا شبہ ہوا اور یہاں تک ہوا کہ انہوں نے ان کو سب سے بڑا منافق قرار دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تغلیط اور اصلاح فرماتے ہوئے پوچھا کہ کیا وہ شہادتین کا اقرار کرتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا زبان سے تو کرتا ہے لیکن دل میں تصدیق و ایمان نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص شہادتین کا اقرار کرے اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ تصدیق قلبی کے ساتھ شہادتین کا اقرار ہو۔ کیونکہ اسی حدیث میں بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مالک بن دخشم کے ایمان باطن کی بھی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ: کیا تم اسے نہیں دیکھتے کہ اس نے لاالٰہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے اور صرف اللہ کی رضا کے لئے یہ اقرار کیا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ مالک رضی اللہ عنہ کے نفاق کے بارے میں عقیدہ رکھنا غلط ہے۔ یہ مومنین مخلصین میں سے تھے۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اور معن رضی اللہ عنہ بن عدی کو مسجد ضرار کو جلانے اور منہدم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

جائے گی۔ ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث بہت اچھی لگی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اسے لکھ لو۔ اس نے اس حدیث کو لکھ لیا۔ ❷

۵۵ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِي مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَنُعِتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ

۵۵ - حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عتبان بن مالک نے فرمایا کہ وہ نابینا ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بھیجا اور کہا کہ آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائیے اور میرے لئے ایک جگہ کو بطور مسجد مقرر کر دیجئے۔ ❸ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کی قوم کے کچھ لوگ بھی آئے ان میں سے ایک شخص جسے مالک بن الدخشم کہا جاتا تھا غائب تھا آگے سابقہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

باب-۱۱ الدليل على ان من رضي بالله رباً و بالاسلام ديناً و بمحمد رسولاً فهو مؤمن و ان ارتكب المعاصي الكبائر

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اسلام کی حقانیت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر رضامندی کا اظہار کرنے والا کبائر کے ارتکاب کے باوجود مؤمن ہے

۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَبِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ

۵۶ - حضرت عباس رضی اللہ عنہ ❹ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

❶ اس سے مراد یہی ہے کہ تصدیق قلبی کے ساتھ شہادتین کا اقرار کرے اور پھر بھی لازم نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر کہ وہ اسے ضرور ہی جنت میں دخول اولیٰ سے نوازے۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اقرار شہادتین مستلزم ہے تمام احکامات شریعت پر عمل کو۔ کیونکہ اگر اس حدیث کے ظاہر کو لیا جائے تو اس سے تمام احکامات شریعت اور عبادات کا وجود ہی بالکلیہ بیکار اور عبث محض ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث بالا میں کلمۃ التوحید کا اقرار کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین یا کلمہ توحید ایک مجمل عنوان ہے جس کے تحت تمام احکامات واجبہ آجاتے ہیں۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی سے بھی یہی منقول ہے۔

بعض نے کہا کہ حدیث بالا میں حرمت نار اس صورت میں ہے کہ جب کہ اس نے دیگر اعمال قبول کرے جائیں گے۔

❷ اس سے معلوم ہوا کہ کتابت حدیث نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

❸ تاکہ وہ جگہ متبرک ہو جائے اور اس جگہ نماز پڑھنے سے مزید برکت حاصل ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلحاء وانبیاء کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ علماء کی زیارت اور صلحاء کا دیدار بھی باعث برکت ہے۔

اسی طرح حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم اور امام اناس کے واسطے لوگوں کی دینی ضرورت کے لئے ان کے گھروں پر جانا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ زکریا غفی عنہ

❹ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے مروی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی اسلام قبول کر چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا ہوا تھا۔ غزوۂ بدر میں بادل نخواستہ کفار کے ساتھ شریک (جاری ہے)

مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا

"اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر راضی ہو اور اسلام کے دین (حق) ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی رہا۔" ❶

باب-۱۲ بیان عدد شعب الایمان وافضلها وادناها و فضیلة الحیاء وکونه من الایمان

ایمان کے مختلف شعبے اور افضل وادنیٰ شعبوں کا بیان، حیا کی فضیلت اور اسکے جزو ایمان ہونے کا بیان ❷

۵۷..... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا

۵۷..... حضرت ابو ہریرہؓ ❸ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

(گذشتہ سے پیوستہ) ہوئے اسی لئے حضور علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا کہ اگر عباسؓ مل جائیں تو انہیں قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ نہ چاہتے ہوئے جنگ میں شریک ہیں۔ چنانچہ قیدی ہوئے اور فدیہ دے کر آزاد ہو گئے۔ رؤسائے مکہ میں ان کا شمار تھا۔ ان کی والدہ وہ پہلی فرد ہیں جنہوں نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا۔ اس سے قبل کعبۃ اللہ پر غلاف نہیں چڑھا ہوا تھا۔ ایک بار حضرت عباسؓ جب کہ بچے تھے گم ہو گئے تو ان کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر یہ مل گئے تو بیت اللہ پر غلاف چڑھاؤں گی۔ چنانچہ جب یہ مل گئے تو ریشم اور دیباج کا غلاف کعبۃ اللہ پر چڑھایا۔ جاہلیت میں کعبۃ اللہ کی تعمیر وامور اور سقایۃ الحجاج کے شعبے ان کے پاس تھے جو اس وقت بہت اعزاز کی علامت تھی۔ غزوۂ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ اپنی موت کے وقت ۷۰ غلاموں کو آزاد فرمایا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ رضاء کے معنی ہیں کہ کسی چیز کو پسند کر لینا، اسی پر قناعت کرنا، اس کے علاوہ کچھ طلب نہ کرنا۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو عبادت کے لئے پسند کرے اسی کی عبادت پر قناعت کرے کسی غیر کی عبادت کی طرف متوجہ نہ ہو اور اس کے علاوہ کسی سے کچھ طلب نہ کرے اور نہ اس کے غیر کی طلب میں لگے اور اسلام کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں پر نہ چلے۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ "رضاء سے مقصود ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے اپنے آپ کو سپرد کر دینا ہے اس کے مصائب پر صبر اس کی نعمتوں پر شکر اس کی قدر و قضاء پر راضی اس کے دیئے ہوئے پر خوش رہے اور تمام شرعی احکامات امر و نواہی پر عمل کرے۔ اور حبیب ﷺ کی پیروی کا حق ادا کرے اس کی سنتوں میں اس کے اخلاق میں اس کی معاشرت میں زہد فی الدنیا میں اور آخرت کی طرف فکر و توجہ میں کامل اس کی اتباع کرے۔

ایمان کا مزہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ اسے ایمان پر اطمینان قلب، طمانیت نفس حاصل ہو جائے، بشاشت قلب کے ساتھ ایمان کے اعمال میں لگے گا، حلاوت ایمانی اسے حاصل ہو گی اور اسی کی وجہ سے اعمال صالحہ میں مشقت آسان ہو جائے گی واللہ اعلم

❷ اس باب میں ایمان کے مختلف شعبوں اور ان کے درمیان تفاوت مراتب کا بیان ہے کہ کونسا شعبہ افضل ہے اور کونسا ادنیٰ درجہ کا ہے۔ کون کون سے اعمال ایمان کی علامت اور اس کے شعبے ہیں۔

❸ حضرت ابو ہریرہؓ مشہور ترین صحابہ میں سے ہیں اکثر الروایات صحابی ہیں یعنی صحابہ میں سب سے زیادہ مرویات انہی کی ہیں۔ ۵۳۷۴ احادیث کے راوی ہیں۔ یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، مسکینی کی حالت میں ہجرت کی۔ خود فرماتے ہیں کہ "میں بسرہ بنت غزوان کا خادم تھا، اللہ نے ایمان عطا کر کے دین کی برکت سے عزت عطا فرمائی اور اس سے میرا نکاح ہو گیا۔ پس تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے دین کو قوام بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا۔"

حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ۔

آپ ﷺ نے فرمایا:
"ایمان کے ستر سے کچھ [1] زائد شعبے ہیں اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔" [2]

۵۸ ـــ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ۔

۵۸...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ایمان کے ستر (۷۰) یا ساٹھ (۶۰) سے کچھ زائد شعبے ہیں۔ ان میں سب سے افضل (شعبہ) لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔"

۵۹ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ

۵۹...... حضرت سالمؒ اپنے والد (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] یہاں حدیث میں بضع کا لفظ ہے۔ قاموس میں ہے کہ بضع ۳ سے ۹ تک کے عدد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یا ایک سے چار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یا ۳ سے ۹ کے لئے یا ۵ کے عدد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیادہ اقرب یہ ہے کہ ۳ سے ۹ مستعمل ہے کیونکہ بعض روایات میں سبع وسبعون (ستتر) کے الفاظ ہیں۔ اور اس کا استعمال ۹۰ تک کے اعداد میں ہوتا ہے سو ۱۰۰ سے اوپر کے لئے بضع کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔
علماء نے لکھا ہے کہ حدیث باب میں ستتر یا ستر سے زائد شعبے بطور تعیین کے نہیں فرمائے بلکہ بطور بیان کثرت کے ذکر فرمائے۔ ستر سے کچھ زائد کی تخصیص اور تحدید نہیں ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ہے کہ: اِنْ تستغفرلهم سبعين مرةً . الآية (اے نبی) اگر آپ ان منافقین کے لئے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ ہرگز ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ تو یہاں پر ۷۰ کا عدد مراد نہیں بلکہ بیان کثرت مراد ہے۔ اسی طرح حدیث بالا میں شعب ایمان کی ستتر میں تحدید مراد نہیں بلکہ تکثیر ہے۔ واللہ اعلم

[2] حیاء کے لغوی معنیٰ انکسار وتغیر کے ہیں جس کی وجہ سے انسان ایسی باتوں سے اجتناب کرے جن کی وجہ سے اس پر عیب جوئی کی جائے۔ اصطلاح شریعت میں ایسے اخلاق کو کہتے ہیں جو فعل قبیح سے اجتناب کا باعث بنتے ہیں اور صاحب حق کے حق میں کمی کرنے سے مانع ہوتے ہیں۔"
حیاء ایک ایسا ایمانی وصف ہے جو اگر کسی کے اندر نہ ہو تو اسے ہر کام کے لئے آزاد کر دیتا ہے اور جس کے اندر یہ وصف پایا جاتا ہے اسے ہر برے کام سے روک لیتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: إذا فاتك الحياء فاصنع ما شئت او كما قال جب حیا تمہارے اندر سے فوت ہو جائے تو اب تو جو چاہے کر گذر"۔ اس واسطے حیا کا وجود انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔
امام راغب اصفہانیؒ نے لکھا ہے کہ: حیا نام ہے نفس میں بری باتوں اور کاموں سے انقباض پیدا ہونے کا۔ اور یہ انسان کے ان خصائص میں سے ہے جو اسے ہر خواہش نفسانی کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ تاکہ یہ انسان بہائم اور جانوروں کی طرح نہ ہو جائے۔ حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: الحياء لا ياتي إلا بخير حیا سے تو صرف خیر ہی کی آمد ہوتی ہے۔"
پھر حیا وہی ہے جو شریعت کے موافق ہو۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حیا کی وجہ سے بعض اوقات انسان اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے یا حیا کی وجہ سے حق بات اور نیک اعمال کے کرنے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے رہ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے طبعی شرم وحیا کی بناء پر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر حدیث مذکورہ کہ حیا سے تو صرف خیر ہی آتی ہے کا کیا مطلب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حق سے محرومی یا علم اور امر بالمعروف و نهى عن المنكر سے محرومی کا باعث حیا نہیں بلکہ اپنی بزدلی و کمزوری ہے نہ کہ حیا۔ واللہ اعلم

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار ایک آدمی کو سنا کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ حیا نہ کیا کرو) آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیا تو ایمان میں سے ہے (یعنی ایمان کا ہی ایک حصہ ہے)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ

ایک دوسری روایت میں "مرّ برجل من الانصار" کے الفاظ ہیں کہ "ایک انصاری ؓ کے پاس سے آپ ﷺ گزرے۔"[1]

۶۰..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا السَّوَّارِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ

۶۰ ... حضرت عمران ؓ بن حصین، نبی اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"حیا سے صرف خیر ہی آتی ہے۔" یہ سن کر بشیر بن کعب کہنے لگے کہ حکمت کی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ حضرت عمران ؓ بن حصین نے یہ سنا تو فرمایا کہ: میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ بیان کرتا ہوں اور تو اپنے صحیفوں اور کتابوں کی باتیں مجھ سے بیان کرتا ہے۔[2]

۶۱..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحَقَ وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ حَدَّثَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ

۶۱ ... حضرت ابو قتادہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت عمران بن حصین کے پاس اپنے لوگوں کی ایک جماعت کی شکل میں بیٹھے تھے۔ ہمارے درمیان بشیر بن کعب بھی تھے۔ حضرت عمران ؓ نے ہم سے اس دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا سب کی سب خیر ہی ہے یا فرمایا: حیا بالکل خیر ہے۔ بشیر بن کعب کہنے لگے: ہم نے بعض کتابوں

---

[1] بخاری کی روایت میں ہے کہ وہ حیا کے بارے میں اپنے بھائی کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا کہ اتنی حیا نہ کیا کرو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حیا تو ایمان کا حصہ ہے اس سے منع کرنا صحیح نہیں۔ ایمان کا حصہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ ابن قتیبہ نے فرمایا کہ جس طرح ایمان انسان کو برائی اور گناہ سے روکتا ہے اسی طرح حیا بھی انسان کے لئے گناہوں اور برائی سے مانع ہوتی ہے۔

[2] بشیر ؓ بن کعب جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان کے قول کا مطلب شراح حدیث نے لکھا ہے کہ حیا سے وقار اور انسان کے اعمال میں سکون و ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے۔ اور صاحب حیا شخص غیر کا احترام کرتا ہے اور اسی طرح اپنے آپ کو بھی بے وقاری کے کاموں میں نہیں لگاتا۔
حضرت عمران ؓ نے بشیر ؓ کو اس بناء پر ڈانٹا کہ ظاہری شکل حدیث نبوی ﷺ سے تعارض کی بن رہی تھی حالانکہ حقیقتاً بشیر ؓ کا قول حدیث نبوی ﷺ کے معارض نہیں بلکہ حدیث کی تائید میں تھا۔ لیکن چونکہ ظاہری صورت میں دیکھنے والے کو ایک طرح کا تعارض سا محسوس ہوتا اس واسطے حضرت عمران ؓ نے اس پر نکیر فرمائی کہ کہاں سرکار دو عالم ﷺ کا قول مبارک اور کہاں دوسروں کی بات۔
بعض لوگوں نے فرمایا کہ نکیر کی وجہ یہ تھی کہ کہیں حدیث اور غیر حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے کہ سننے والے سمجھیں یہ بھی حدیث نبوی ﷺ کا جزء ہے۔ کیونکہ بشیر ؓ نے عمران ؓ کی بات ختم ہوتے ہی اپنی بات کہی جس سے احتمال تھا کہ سننے والے اسے بھی حدیث نہ سمجھیں۔ واللہ اعلم

كُلُّهُ قَالَ أَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوِ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِيهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ قَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ

میں یا حکمت کی باتوں میں دیکھا ہے کہ سکون اور وقار اللہ تعالیٰ کے لئے یہ اوصاف بھی حیا ہی سے پیدا ہوتے ہیں جب کہ حیا کی ایک قسم بزدلی اور بوداپن ہے۔

بشیر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر حضرت عمران رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور فرمایا کہ:

کیا تو نہیں دیکھتا کہ میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس میں تعارض کر رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حدیث بیان کی تو بشیر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ وہی بات کہی پھر تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آ گیا۔

ہم نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ اے ابو نجید! بشیر ہم میں ہی سے ہے (مسلمان ہے) اس کے اندر کوئی عیب نہیں ہے[1] (نفاق یا بدعت وغیرہ کا)۔

٦٢ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حُجَيْرَ بْنَ الرَّبِيعِ الْعَدَوِيَّ يَقُولُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

۶۲ .... عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی حماد بن زید والی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔

---

[1] چونکہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے حدیث میں فرمایا کہ: حیا تو خیر ہی لاتی ہے" اور بشیر رضی اللہ عنہ نے حیا کی دو قسمیں کلام حکماء سے بیان کیں۔ ایک تو وقار و سکون۔ اور دوسری ضعف و بزدلی۔ تو چونکہ دوسری قسم تو خیر نہیں ہے لہٰذا ظاہراً حدیث رسول ﷺ سے ایک طرح کا تعارض پیدا ہو گیا کہ حضور علیہ السلام تو فرما رہے ہیں کہ حیا سے صرف خیر کا وجود ہوتا ہے جب کہ بشیر کا کہنا ہے کہ حیا سے کبھی ضعف و بزدلی جیسے عیب بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے بشیر رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا اور اس پر نکیر فرمائی۔

اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے بشیر رضی اللہ عنہ نے تعارض نہیں کیا تھا بلکہ حدیث نبوی ﷺ کی تائید میں کلام حکماء کا ذکر کیا تھا۔ اور حدیث نبوی ﷺ کا قول غیر سے تائید بذات خود کوئی برائی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس سے حدیث نبوی ﷺ سے ایک ظاہری تعارض کی صورت پیدا ہوتی ہے اور حدیث نبوی ﷺ کی بے ادبی بھی ہے اس واسطے نکیر ہوئی۔

جہاں تک حیا سے ضعف و بزدلی پیدا ہونے کا تعلق ہے تو جاننا چاہئے کہ یہ بزدلی حیا کی وجہ سے نہیں ہے اور اسے حیا نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے تو کمزوری، بے اعتمادی اور بوداپن کہا جائے گا۔

یہاں یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ یہ انسانی اوصاف درحقیقت اپنی ذات کے اعتبار سے اچھے یا برے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنے استعمال کے اعتبار سے ان میں خیر و شر پیدا ہوتی ہے۔ اگر ان کا استعمال مواقع خیر میں ہو تو انہی سے خیر وجود میں آتی ہے اور اگر مواطن شر میں ہو تو انہی سے شر کا ظہور ہوتا ہے۔ جب کہ نبی علیہ السلام کے قول "حیا سے صرف خیر ہی کا ظہور ہوتا ہے۔" یہ باعتبار اکثر احیان ہے اور موارد استعمال کے ہے۔ کہ حیا سے اکثر خیر کا ہی ظہور وجود ہوتا ہے۔

طبرانی" میں قرۃ بن ایاس کی حدیث مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ کیا حیا دین کا حصہ ہے؟ فرمایا وہی تمام دین ہے۔

باب-۱۳ بیان جامع اوصاف الاسلام

اسلام کے تمام اوصاف کس عمل میں جمع ہیں؟

٦٣...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ فَاسْتَقِمْ

۶۳ ... حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ الثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

یا رسول اللہ! مجھے اسلام[1] کے بارے میں کوئی ایسی (جامع) بات بتلا دیجئے کہ پھر آپ (ﷺ) کے بعد کسی سے اس کے بارے میں نہ سوال کروں (ابو اسامہ کی روایت میں ہے کہ آپ کے علاوہ کسی سے سوال نہ کروں) آپ ﷺ نے فرمایا: کہو: آمنتُ باللہ، میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ثم استقم، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔[2]

باب-۱۴ بیان تفاضیل الاسلام و ای اموره افضل

اعمال اسلام میں باہمی تفاضل و تفاوت اور افضل ترین عمل کا بیان

٦٤...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و

۶۴...... حضرت[3] عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک

---

[1] مقصد یہ ہے کہ اسلام اور اسکے احکامات پر مشتمل کوئی جامع حکم بتلا دیجئے۔ جس سے میرا اسلام مکمل ہو جائے اور اس کے حقوق و ذمہ داریاں بھی پوری ہو جائیں اور اس سے اسلام کے بقیہ احکامات کا استدلال بھی ہو سکے۔

[2] استقامت بہت عظیم امر اور اعلیٰ درجہ کا وصف ہے۔ قرآن کریم میں اہل استقامت کی تعریف فرمائی گئی ہے اور استقامت کے اختیار کرنے کا نبی ﷺ کو حکم فرمایا گیا۔ فاستقم کما أمرت اور فرمایا إنّ الذين قالوا ربّنا الله ثم استقاموا تتنزّل عليهم الملائكة ألّا تخافوا و لا تحزنوا الآیۃ۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو اللہ میرا رب ہے۔ پھر اس پر جم جاؤ۔ میں نے کہا۔ ربّي الله وما توفيقي إلّا بالله عليه توكلت و إليه انيب۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو الحسن! تمہیں تمہارا علم مبارک ہو۔
یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور اسلام کے اصول و کلیات پر مشتمل ہے جس کی اصل اور مدار توحید اور اطاعت ہے۔ آمنت باللہ میں توحید کا بیان ہو گیا اور ثم استقم میں اطاعت کا اپنی تمام انواع و اقسام کے ساتھ بیان ہو گیا۔ کیونکہ استقامت کے معنی ہیں ہر مامور بہ پر عمل اور ہر محذور و منہی عنہ سے اجتناب۔ لہٰذا اس میں قلب کے اعمال بھی داخل ہو گئے اور بدن کے اعمال بھی۔
اسی واسطے صوفیاء نے فرمایا ہے: "الاستقامة فوق الكرامة" (اعمال صالحہ پر) استقامت ہزار کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔
استقامت کی عظمت اور اہم ہونے کو یہی کافی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: شيّبتني هود و اخواتها مجھے سورۂ ہود اور اس کے مثل دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔" اس لئے کہ اسی میں یہ آیت ہے فاستقم كما امرت۔ اور یہ آیت استقامت تمام احکامات مکلفہ کی انواع کو جامع ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر پورے قرآن کریم میں اس آیت سے زیادہ سخت اور گراں کوئی اور آیت نہیں نازل ہوئی۔
استقامت کے تین درجے ہیں۔ استقامت قلب، استقامت عمل اور استقامت روح۔ تفصیل کے لئے کتب تصوف کا مطالعہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

[3] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ

شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ (یعنی اسلام کا کونسا عمل سب سے بہتر ہے) فرمایا یہ کہ تم (مہمان کو) کھانا کھلاؤ اور یہ کہ جان پہچان والے اور اجنبی ہر ایک کو سلام کرو"۔ ❶

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص مشہور صحابی ابن صحابی ہیں، جلیل القدر صحابی ہیں ان کی فقاہت، ورع و تقوی، زہد و عبادات صحابہ میں بہت معروف ہے "مکثرین صحابہ" میں سے ہیں۔ یعنی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام سے نہایت کثرت سے روایات بیان کی ہیں ان میں سے ہیں۔ ان کے والد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص بھی مشہور صحابی ہیں۔ اپنے والد سے عمر میں صرف ۱۲ برس چھوٹے تھے۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ تقریباً ۷۰۰ روایات ان سے مروی ہیں۔ کاتبین صحابہ میں سے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ حدیث مذکورہ میں نبی علیہ السلام نے دو اعمال افضل ترین بتلائے۔ مہمان کو کھانا کھلانا اور اجنبی و غیر اجنبی ہر ایک کو سلام کرنا۔

حضور اقدس ﷺ سے اس نوع کی بہت سی روایات ہیں کہ جن میں آپ سے افضل اعمال "احب الاعمال" "افضل الاسلام" وغیرہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے جواب میں کبھی کوئی عمل بتلایا کبھی کوئی عمل۔ جیسے کہ اگلی روایت میں عن خیر المسلمین کے جواب میں مختلف جواب دیا۔ صحاح کی احادیث میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ سوال تو ایک ہے لیکن جواب متغائر اور متباین ہیں۔ مثلاً: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں؟ فرمایا اللہ پر ایمان لانا، پوچھا گیا اس کے بعد؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔ پوچھا گیا پھر کیا؟ فرمایا مقبول اور نیکیوں والا حج۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ کون سے اعمال افضل ہیں یا کون سے اعمال اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ فرمایا کہ نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔ تو ایک نوعیت کے سوال میں جواب متغائر ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اختلاف کیوں واقع ہوا؟

جواب اس کا یہ ہے کہ اختلاف حاضرین اور سائل کے حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہوا نبی اکرم ﷺ چونکہ محض مبلغ نہیں تھے بلکہ ایک مربی اور مصلح تھے اور حکیم بھی تھے اس واسطے آپ ﷺ کا طریقہ تعلیم و تربیت یہ تھا کہ ہر ایک سے اس کے حالات کے موافق معاملہ فرماتے تھے۔ چنانچہ اگر کسی نے افضل اعمال کے بارے میں سوال کیا اور آپ ﷺ نے اس کے اندر کسی چیز کی کمی پائی یا کسی عمل کی طرف اس کی عدم توجہ محسوس فرمائی تو اسی عمل کے بارے میں بتلا دیا کہ یہ عمل افضل ہے۔ جیسے جس کے جواب میں مہمان کو کھانا کھلانے اور سلام کے بارے میں فرمایا تو اس کے اندر ان کی کمی محسوس کی تو یہ بتلا دیا۔ کسی کے جواب میں جہاد کو افضل قرار دیا۔ کیونکہ حاضرین اور سائل میں جہاد سے عدم توجہی محسوس فرمائی ہوگی۔ کسی کے جواب میں حج مبرور کو افضل عمل بتلایا تو اس کے اندر حج کے عمل سے غفلت کا علم ہوا ہوگا۔ غرضیکہ یہ اختلاف در حقیقت اعمال کے اعتبار سے نہیں بلکہ سائل اور حاضرین کے مختلف حالات کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ حقیقت حال کے اعتبار سے تو اعمال اسلام میں سب کے مراتب متعین ہیں باہمی تفاوت و تفاضل اعمال میں بھی ہے مثلاً: نماز افضل ترین عمل ہے۔ باقی اعمال اس کے بعد ہیں۔ لیکن کسی کو نماز کے بجائے دوسرے کسی عمل کی افضیلت کا بتلایا۔ تو یہ اس حکیم امت ﷺ کی تربیت تھی جس کی وجہ سے یہ اختلاف واقع ہوا۔ واللہ اعلم

حدیث مذکورہ میں مہمان کو کھانا کھلانے اور ہر ایک اجنبی و غیر اجنبی کو سلام کرنے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں عمل تالیف قلب پیدا کرتے ہیں۔ آپس میں محبت اور انس پیدا ہوتا ہے کیونکہ اسلام تو محبت اور الفت و مودت کا سلامتی کا دین ہے اس لئے اس کو اہتمام سے افضل عمل قرار دیا۔ سلام کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اس کا جواب فرض ہے کافر کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر وہ سلام کرے تو جواب میں صرف وعلیکم کہنا چاہئے۔ حدیث میں ہے: "**لاتبدؤا اليهود و النصارى بالسلام فاذا لقيتم احد هم في الطريق فاضطروه إلى اضيقه**" رواہ البخاری۔

وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

٦٥ وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

۶۵ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سے مسلمان بہتر ہیں (دوسرے مسلمانوں سے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی زبان اور ہاتھ (کی ایذاء) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

٦٦ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ عَبْدٌ أَنْبَأَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

۶۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر اور ایذاء) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

٦٧ وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

۶۷ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کونسا اسلام (باعتبار عمل) سب سے افضل ہے؟ فرمایا:
"جس کی زبان اور ہاتھ (کی ایذاء) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔ ❶

٦٨ و حَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

۶۸ اس سند سے بھی یہ روایت مذکور بھی اسی طرح مذکور ہے باقی اس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کونسا مسلمان افضل ہے۔

---

❶ کیونکہ ایذاء عموماً زبان یا ہاتھ سے ہی ہوتی ہے۔ زبان کی ایذاء مثلاً سب و شتم، لعن طعن، غیبت، بہتان، الزام تراشی، چغل خوری، طنز و تمسخر وغیرہ ہیں۔ اور ہاتھ کی ایذاء مثلاً مارنا، قتل کرنا، دھکا دینا وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں حضور علیہ السلام نے زبان کو مقدم فرمایا ہاتھ پر۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ زبان سے ایذاء پہنچانا ہر ایک کے اختیار میں ہر وقت ہے۔ جب کہ ہاتھ سے ایذاء پہنچانا ہر ایک کے اختیار میں نہیں۔ لہٰذا اس سے اجتناب زیادہ ضروری ہے۔
پھر یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ یہاں اسلام سے مراد اسلام کامل ہے۔ یہ سمجھنا کہ ایذاء دینے والا مسلمان نہیں یہ غلط ہے بلکہ وہ کامل مسلمان نہیں۔ خطابی نے فرمایا کہ ایذاء سے محفوظ رکھنے پر انسان افضل مسلمان بن سکتا ہے جب کہ وہ حقوق اللہ کی بھی رعایت رکھے۔ واللہ اعلم

باب ۔۱۵ بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان

جن خصائل سے حلاوتِ ایمانی حاصل ہوتی ہے ان کا بیان

۶۹ ...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

۶۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جس کے اندر بھی ہوں وہ ان کی وجہ سے حلاوت [1] ایمانی حاصل کرلے گا۔ ۱۔ جس شخص کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ہر شخص اور ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو ۲۔ اور جو کسی انسان سے محبت کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ۳۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے بچالیا ہو (ایمان کی نعمت دے کر) وہ کفر کی طرف واپس لوٹنے کو ایسا ناپسند کرے جیسا آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔"

۷۰ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ

۷۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین خصلتیں ہیں جس کے اندر موجود ہوں وہ ایمان کا مزہ پائے ۱۔ جو شخص کسی سے صرف اللہ کیلئے محبت کرے ۲۔ جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ہر ماسوا سے زیادہ محبوب ہو [2] ۳۔ جسے اللہ نے (ایمان کی نعمت سے مالامال

---

[1] حلاوت سے کیا مراد ہے؟ علماء نے لکھا ہے کہ حلاوت ایمانی سے مراد ایمان کی لذت اور طاعات میں حظ و سرور کا حصول ہے۔ اور جب یہ حلاوت حاصل ہوتی ہے تو پھر اللہ کی رضا میں مشقت کا برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ عارف ابن ابی جمرہ نے فرمایا کہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ حلاوت حسی ہے یا معنوی؟ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ حلاوت معنوی ہے اور مقصد یہ ہے کہ جس کے اندر یہ مذکورہ بالا صفات ہیں وہ ایمان پر مزید جازم ہو جاتے ہیں اور اس کے احکامات کے اور زیادہ پابند ہو جاتے ہیں۔

جبکہ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ حلاوت سے حسی حلاوت مراد ہے مومن واقعتاً اور حقیقتاً حلاوت ایمانی کو محسوس کرتا ہے۔ سادات صوفیہ کرام کا طبقہ عموماً اس حلاوت ایمانی سے بہرہ ور ہوتا ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ حلاوت سے حسی حلاوت مراد ہے۔ اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے احوال' سلف صالحین کے بیشمار واقعات بھی شاہد ہیں کہ انہوں نے حلاوت ایمانی کو محسوس کیا۔ جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک طرف سخت ترین عذاب سے دوچار کیا جاتا' شدید گرمی اور جھلستی دھوپ میں گرم ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھا جاتا لیکن بلال رضی اللہ عنہ کی زبان سے احد احد کا نعرہ مستانہ نکلتا۔ یہ حلاوت ایمانی ہی تھی جو ان سے اس حالت میں بھی احد احد کی صدا لگوا رہی تھی۔ اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حلاوت ایمانی حسی ہے۔

[2] یہاں محبت سے کونسی محبت مراد ہے؟ ۱۔ اختیاری یا ۲۔ طبعی: قاضی بیضاوی نے فرمایا کہ یہاں محبت سے اختیاری اور عقلی محبت مراد ہے نہ کہ طبعی۔ اور عقلی محبت وہ ہے جو عقل سلیم اس کا تقاضا کرتی ہو اگرچہ طبعاً اس کے خلاف کو پسند کرتا ہو۔ جیسے مریض دوا کو پسند کرتا ہے حالانکہ وہ دوا طبعاً اسے محبوب نہیں ہوتی لیکن چونکہ اس میں اس کی شفا مضمر ہے لہٰذا عقلاً دوا کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح جب انسان عقل سے سوچے کہ شارع علیہ السلام کے احکامات اور اوامر و نواہی دائمی عافیت اور اخروی خلاصی کے ضامن ہیں تو وہ ان کو پسند کرے گا اگرچہ طبیعت میں اس کے خلاف کا تقاضا ہوگا۔

پھر یہ محبت دنیا کی ہر محبت پر مقدم ہونی چاہیے۔ ماں باپ' رشتہ دار' بیوی بچے' مال دولت' گھر بار' زمین جائیداد (جاری ہے)

كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ

کر کے) آگ سے بچایا❶ ہو لور وہ کفر کی طرف واپس پھرنے کو سخت ناپسند کرے اور (کفر کی طرف لوٹنے سے) اس کو آگ میں ڈالا جانا زیادہ پسند ہو"۔

۷۱...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا

۷۱۔ اس سند سے حضرت انس بن مالک سے یہ روایت بھی سابقہ روایت کی طرح منقول ہے مگر اس میں اتنا لفظ زائد ہے کہ دوبارہ یہودی یا نصرانی ہونے سے آگ میں لوٹ جانے کو زیادہ بہتر سمجھے۔

باب -۱۶ بیان وجوب محبة رسول الله ﷺ اکثر من الاهل والولد والوالد والناس اجمعين و إطلاق عدم الايمان على من لم يحبه هذه المحبة

رسول اللہ ﷺ سے اہل و عیال والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے اور جس کو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں

۷۲...... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ

۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی بندہ (ایک روایت میں ہے کوئی آدمی) اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کو اس کے گھر والوں، اس کے مال و دولت اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔❷

(گذشتہ سے پیوستہ) کاروبار و ملازمت ہر ایک سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ضروری ہے۔ اور اس محبت کا پیمانہ یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم آجائے تو کسی کی محبت اسے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل کرنے سے مانع نہ ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم الآیة اس آیت میں مادی اشیاء و مخلوق کی محبت اگر اللہ و رسول کی محبت سے بڑھ جائے تو اس پر وعید بیان فرمائی گئی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ آگ سے بچنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اسے نعمت ایمان سے مشرف کر دیا ہو۔ خواہ اس طرح کہ مسلمان پیدا کیا ہو۔ اور خواہ اس طرح کہ پہلے حالت کفر پر تھا پھر کفر کی ظلمت سے نکال کر نور اسلام میں داخل کر دیا۔

اس میں صراحۃً یہ بتلایا کہ کسی بھی حالت میں کفر کا اقرار، کفر پر رضا سخت ترین گناہ کبیرہ ہے۔ اور اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ کفر کا اقرار کرنا ایسا مشکل ہو جانے کہ اس کے مقابلہ میں آگ میں کود پڑنا اس کے لئے آسان ہو جائے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

❷ خطابی نے فرمایا کہ اس سے مراد عقلی محبت ہے نہ کہ طبعی۔ اور یہ محبت ہر مسلمان کے لئے واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ قاضی عیاض، نووی نے فرمایا کہ یہ محبت ایمان کی صحت کی شرط ہے حتیٰ کہ اگر اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو تب (جاری ہے)

وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

٧٣ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

۷۳ حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

باب -١٧ الدليل على ان من خصال الايمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه من الخير

مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرنا جو اپنے لئے کرے ایمان کی خصلتوں میں سے ہے

٧٤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اخبرنا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ

۷۴..... حضرت انس بن مالک ؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے (مسلمان) بھائی یا پڑوسی کے لئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لئے

(گزشتہ سے پیوستہ)

بھی ایمان کامل نہیں ہوگا۔

حضرت عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا یا رسول اللہ! آپ کی ذات مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے سوائے میری ذات کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں خدا کی قسم نہیں! یہاں تک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ اس وقت حضرت عمر ؓ نے فرمایا اب یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں، اے عمر اب بات بنی۔"

اور محبت کا معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ اگر انسان کے سامنے ایک طرف نفسانی اشیاء اور اس کی ضروریات رکھ دی جائیں اور دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور دیدار (اگر ممکن ہو) رکھ دیا جائے تو وہ کس کو ترجیح دے اگر وہ ضروریات کی تکمیل کو دیدار نبی ﷺ پر ترجیح دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ اس وصف محبت سے خالی ہے۔ جب کہ اگر برعکس معاملہ ہو تو یہ مطلوب وصف محبت اس کے اندر پایا جا رہا ہے۔

علامہ قرطبی نے رحمہ ہر مومن کو محبت رسول ﷺ کا کچھ حصہ ضرور ملتا ہے کوئی بھی صاحب ایمان حب نبی سے خالی نہیں ہوتا۔ البتہ یہ وصف محبت باہم متفاوت ہوتا ہے۔ کسی میں زیادہ کسی میں کم۔ حتی کہ بعض ایسے مسلمان ہیں جو دن رات شہوات اور نفس پرستی میں مبتلا ہیں لیکن اگر محبت رسول ﷺ کا عملی تقاضہ درپیش ہو تو وہ اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے۔

امام محمد بن اسحاق نے اپنی مغازی میں اور قاضی نے شفاء میں روایت کیا ہے کہ ایک انصاری عورت غزوہ احد میں نکلیں تو کسی نے ان سے کہا کہ تمہارے باپ اور بھائی اور شوہر شہید ہو گئے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتلاؤ۔ وہ کیسے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ خیریت سے ہیں بحمد اللہ جیسا آپ چاہتی ہیں۔ کہا کہ انہیں ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں مجھے دکھاؤ۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو عجیب جملہ فرمایا: "آپ ﷺ کے بعد ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔"

حضور علیہ السلام سے صحابہ کرام ؓ کی محبت و عقیدت کے بے شمار ایمان افروز واقعات ہیں۔ بہر کیف! حضور علیہ السلام کی محبت کائنات کی تمام اشیاء سے زیادہ ہونا ایمان کے لئے لازمی ہے۔ واللہ اعلم۔ انتہی

لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

پسند کرتا ہے۔●

۷۵۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِجَارِهِ أَوْ قَالَ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

۷۵۔۔۔۔ حضرت انس ؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے پڑوسی یا اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

باب ۱۸- بیان تحریم ایذاء الجار

ہمسایہ کو ایذاء دینا حرام ہے

۷۶۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

۷۶۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہ ہو۔"●

● یہاں نفی ایمان سے مراد نفی کمال ایمان ہے نہ کہ نفی ذات ایمان۔ اور کلام میں کمال شئی کی نفی کے لئے نفی شئی کا استعمال بہت عام اور مشہور ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ فلاں شخص انسان نہیں ہے۔ تو مقصد انسانیت کی ذات کی نفی نہیں بلکہ کمال انسانیت کی نفی مقصود ہے۔ ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ابن حبان نے ابن ابی عدی کی روایت میں نقل کیا ہے: لایبلغ العبد حقیقة الایمان۔ بندہ حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

مایحب لنفسہ سے مراد تمام اشیاء ہیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی بشرطیکہ خیر ہوں اور مباح ہوں۔

حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ انسان جو کچھ اپنے لئے خریدے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی خریدے۔ یہ نہیں بلکہ مقصد حدیث کا یہ ہے کہ انسان دوسرے کا برا نہ چاہے۔ خود تو اپنے لئے اعلیٰ چیزیں پسند کرے اور دوسرے کو خراب چیز کا مشورہ دے۔ یا دوسرے کے لئے دل میں حسد کے جذبات رکھے۔ یہ جائز نہیں۔ دل میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ جو نعمت اللہ نے مجھے عطا کی ہے وہ میرے بھائی کو بھی مل جائے۔

علامہ قسطلانیؒ شارح بخاریؒ نے لکھا ہے کہ حدیث میں لفظ "اخیہ" کے عموم میں ذمی کافر بھی شامل ہو سکتا ہے کہ مسلمان اس کے لئے اسلام کو پسند کرے۔ جیسے اس نے اپنے لئے اسلام کو پسند کیا ہے۔ بحیثیت دین اسی طرح اس کافر ذمی کے لئے بھی بطور دین اسلام کو پسند کرے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کی وہ روایت جسے ترمذیؒ بیہقیؒ اور بزار نے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: احب للناس۔ لوگوں کے لئے پسند کرے۔ اس سے بھی قول قسطلانیؒ کی تائید ہوتی ہے نیز حضرت معاذ بن جبل ؓ کی بھی روایت ہے جس میں تحب للناس کے الفاظ ہیں اس کی تائید ہوتی ہے۔ اور اس روایت کو امام احمدؒ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

● بخاری میں ابو شریح الخزاعی ؓ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! مومن نہیں ہے خدا کی قسم! مومن نہیں ہے خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا کہ وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہ ہو۔"

حدیث مذکورہ میں فرمایا کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے بہت سے اعمال کے بارے میں فرمایا ہے کہ ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ تو اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کے دو مطلب ہیں جو شراح و علماء حدیث نے نقل کئے ہیں۔

ایک یہ کہ یہ محمول ہے اس بات پر کہ کوئی ایذاء جار کو جاننے کے باوجود حلال سمجھے تو ایسا شخص کافر ہے اور وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

دوسرا یہ کہ جنت میں داخل نہ ہونے سے دخول اولی ہے۔ یعنی جب اہل جنت کے لئے دروازے جنت کے کھولے جائیں گے اور انہیں دخول جنت کا انعام ملے گا تو یہ شخص اس وقت دخول سے روک دیا جائے گا اور جب اس کی سزا پوری ہوگی تو اسے معاف کر کے پھر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

باب -۱۹ الحث على اكرام الجار والضيف ولزوم الصمت الا عن الخير و كون ذلك كله من الايمان.

پڑوسی اور مہمان کا اکرام کرنا، خیر کے علاوہ بات میں خاموشی کا التزام ایمان کا حصہ ہے

۷۷ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ

۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ ہمیشہ خیر کی بات کہے ورنہ خاموش ہو جائے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔"[1]

۷۸ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلا يُؤْذِي جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ

۷۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے، جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے[2] جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ خیر کی بات کہے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔"

۷۹ وَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا

۷۹۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے یہ روایت بھی بحدیث

---

[1] یہ حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے۔ اس میں پہلی بات فرمائی کہ ہمیشہ خیر کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ کیونکہ انسان جو بھی الفاظ زبان سے نکالتا ہے وہ یا تو خیر کے الفاظ ہوتے ہیں یا شر کے۔ خیر تو اپنی تمام اقسام وانواع کے ساتھ مطلوب ہے جب کہ شر مذموم ہے۔ لہذا خیر کے علاوہ کوئی کلمہ زبان سے نکالنے سے خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ زبان تمام آفات وخرابیوں کی جڑ ہے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں زبان کی خرابیوں کی مکمل تفصیل اور خاموشی وسکوت کی فضیلت بیان کی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احیاء العلوم۔

[2] بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ: مہمان کا اعزاز واکرام ایک دن رات ہے اس کی مہمانی تین دن تین رات ہے اس کے بعد مہمان کی مہمان نوازی کرنا میزبان کے لئے صدقہ ہے اور مہمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ میزبان کے گھر ٹھکانہ پکڑے یہاں تک کہ اس کے کاموں میں حرج پیدا ہو جائے"۔ علامہ عینی شارح بخاری نے فرمایا کہ مہمان کا اکرام مختلف حالات میں مختلف حکم رکھتا ہے۔ بعض اوقات فرض عین ہوتا ہے بعض اوقات فرض کفایہ، بہر کیف یہ بات طے ہے کہ میزبانی اور مہمان نوازی علی مکارم اخلاق میں سے ہے اور انبیاء علیہم السلام کی سنت مستمرہ رہی ہے۔

يَحْيَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي حَصِينٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ

سابق نقل کرتے ہیں مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرے۔

۸۰ ... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ

۸۰ ... حضرت ابوشریح الخزاعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے' جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے' جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے (ہمیشہ) خیر کی بات کہنا چاہیے ورنہ اسے چاہیے کہ خاموش رہے۔"

باب ـ۲۰ بيان كون النهي عن المنكر من الايمان و ان الايمان يزيد و ينقص

برائی سے منع کرنا ایمان کا حصہ ہے، ایمان میں زیادتی و نقصان ہوتا ہے

۸۱ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا

۸۱ ... طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ نماز عید سے قبل خطبہ [1] کا رواج سب سے پہلے مروان (بن حکم خلیفہ بنو امیہ) نے شروع کیا۔ ایک آدمی [2] کھڑا

---

[1] رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ تھی کہ خطبہ نماز عید کے بعد دیا جائے۔ نماز عید سے قبل خطبہ کی ابتدا کس نے کی؟ اس میں کئی روایات ہیں۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکی ابتدا کی۔ ایک روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابتدا کی۔ جب کہ حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان بن الحکم نے اس کی ابتدا کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک علت کی وجہ سے یہ کام کیا اور وہ یہ تھا کہ لوگوں نے نماز سے فارغ ہو کر خطبہ کو سننا کم کر دیا تھا اور اس کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے' لہٰذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بناء پر نماز سے قبل خطبہ دینا شروع کر دیا تھا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسا کبھی کبھی ہوتا تھا' جب کہ مروان نے اس پر پابندی سے عمل کیا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اجتہاد کیا تھا کیونکہ یہ حضرات صحابہ اہل اجتہاد و اہل علم تھے۔ عہد نبوت سے قریب تر تھے۔ لہٰذا ان کے اعمال و افعال پر رائے زنی یا طعنہ زنی کرنا ہمارے واسطے جائز نہیں۔ ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ مجتہد کے اجتہاد پر اسے اجر ملتا ہے۔ خواہ وہ اجتہاد صحیح ہو یا خطا (انتہی خلاصہ کلام شیخ محی الدین ابن عربی) ائمہ اربعہ' حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم' خلفائے راشدین اور مجتہدین امت کے نزدیک خطبہ نماز کے بعد ہی ہے۔ لیکن اگر نماز سے قبل خطبہ دے دیا تو کیا حکم ہے؟ حضرات حنفیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک جائز مع الکراہت ہے۔ واللہ اعلم

[2] یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ خدری صحابی تھے تو انہوں نے نہی عن المنکر میں ابتدا کیوں نہیں کی؟ شراح حدیث نے اس پر کئی احتمالات ذکر کیے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ممکن ہے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ شروع سے موجود نہ ہوں اور جب مروان اور اس آدمی کی گفتگو ہو رہی ہو اس وقت تشریف لائے ہوں۔

یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو فتنہ کا اندیشہ ہوا ہے منع کرنے کی صورت میں۔ لہٰذا فتنہ کے اندیشہ کی صورت (جاری ہے)

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

ہوا اس نے کہا کہ نماز خطبہ سے قبل ہے۔ مروان نے کہا کہ یہ سلسلہ یہاں پر ترک کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضرت ابو سعید ﷛ نے فرمایا کہ اس شخص نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی (کہ سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہہ دیا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا"۔ تم میں سے جو شخص کسی منکر (برائی) کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اسے ختم کرے اور اگر زبان سے بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ ❶

۸۲ ..... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ

۸۲ ..... اس سند سے حضرت ابو سعید ﷛ سے یہ روایت شعبہ وسفیان والی سابقہ روایت کی طرح بھی بعینہ مذکور ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) میں ان سے نہی عن المنکر کا فریضہ ساقط ہو گیا۔
ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت ابو سعید ﷛ نے نہی عن المنکر کا قصد کیا لیکن وہ شخص سبقت لے گیا لہٰذا ابو سعید ﷛ نے اسے ہی موقع دے دیا۔ واللہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ حدیث الباب میں رسول اللہ ﷺ نے نہی عن المنکر کی اہمیت و وجوب اور اس کے درجات کو بتلایا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دین متین کے عظیم ترین احکامات سے ایک اہم حکم ہے۔ اسی قطب اعظم کے لئے اللہ نے بعثت انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اگر اسے ہی موقوف کر دیا جائے تو کار نبوت بے کار ہو کر رہ جائے گا۔ گمراہی اور جہالت پھیلتی چلی جائے گی۔ امت میں فساد عام ہو جائے گا۔ اور بدقسمتی سے دور حاضر میں یہ مرض عام ہو چکا ہے۔ کلمۂ حق کہنے میں ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہ کرنے والے لوگ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ لوگ شہوت پرستی نفس کی اتباع میں برائیوں کے اندر بہے چلے جا رہے ہیں لیکن انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہے۔
نہی عن المنکر واجب ہے ہر مسلمان پر۔ امت کے ہر طبقہ پر۔ لیکن اس کے تین درجات ہیں۔ ا۔ تغییر بالید۔ یعنی برائی کو طاقت کے ذریعہ روک دینا یا ختم کر دینا۔ یہ حقیقتاً حاکم اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ طاقت و قدرت اسی کے پاس ہوتی ہے لہٰذا برائی کو بذریعہ طاقت اور بزور ختم کرنا حاکم اور حکومت کا منصب ہے۔ ۲۔ دوسرا درجہ ہے تغییر باللسان: زبان سے برائی روکنا۔ یہ منصب ہے علماء کرام کا۔ کیونکہ ان کے پاس طاقت نہیں ہوتی۔ حضرت ابو سعید خدری ﷛ کا مذکورہ بالا واقعہ بھی شہادت دیتا ہے کہ علماء کا کام برائی کو زبان سے روکنا ہے اور کلمۂ حق کہنے میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ البتہ اگر جان کا خوف یا اندیشہ ہو فتنہ کا تو وہاں یہ بھی واجب نہیں۔ امت مرحومہ کی تاریخ میں ایسے سینکڑوں نہیں ہزاروں علماء سلف کے ایمان افروز واقعات ملتے ہیں کہ جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق اور نہی عن المنکر میں انہوں نے جان کی پرواہ نہ کی اور جان بھی راہ حق میں قربان کر دی۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل حديث شعبة وسفيان۔

۸۳ ...حدثني عمرو الناقد وأبو بكر بن النضر وعبد بن حميد واللفظ لعبد قالوا حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال حدثني أبي عن صالح بن كيسان عن الحارث عن جعفر بن عبد الله بن الحكم عن عبد الرحمن بن المسور عن أبي رافع عن عبد الله بن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من نبي بعثه الله في أمة قبلي إلا كان له من أمته حواريون وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره ثم إنها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الإيمان حبة خردل قال أبو رافع فحدثت عبد الله بن عمر فأنكره علي فقدم ابن مسعود فنزل بقناة فاستتبعني إليه عبد الله بن عمر يعوده فانطلقت معه فلما جلسنا سألت ابن مسعود عن هذا الحديث فحدثنيه كما حدثته ابن عمر قال صالح وقد تحدث بنحو ذلك عن أبي رافع

۸۳۔ ...حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے مبعوث نہیں فرمایا کسی قوم میں مگر یہ کہ اس قوم میں سے اس نبی کے کچھ حواری [1] اور ساتھی ہوتے تھے جو اس نبی کی سنتوں کو لازم پکڑتے تھے اس کے احکامات کی اتباع و اقتداء کرتے تھے پھر ان کے (دنیا سے جانے کے) بعد ان کے پیچھے ناخلف لوگ آیا کرتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے اور وہ کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم نہ دیا گیا ہو سو جو شخص ان سے ہاتھ سے (بذریعہ طاقت) جہاد کرے گا وہ مومن ہے جو ان سے زبان کے ذریعہ جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو دل [2] کے ذریعہ (اس کو برا سمجھتے ہوئے) جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ اس کے بعد ایمان (کا کوئی درجہ) نہیں ہے۔ رائی کے دانہ کے برابر بھی۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ (جو اس حدیث کے راوی ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے) کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے بیان کی تو انہوں نے اسے عجیب اور غیر معروف قرار دیا۔

اتفاقاً حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود (کچھ روز بعد) وادی قناۃ [3] میں تشریف لائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ مجھے لیکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے۔ میں بھی انکے ساتھ چلا جب ہم بیٹھ گئے تو میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کی جیسے میں

---

[1] حواری اس دوست اور ساتھی کو کہتے ہیں جو مخلص ترین اور ہر عیب سے پاک ہو۔ رازدار ہو۔ نبی کے ان اتباعین کے لئے مخصوص ہے جو سیرت و کردار، اخلاق و اعمال، عقائد و عبادات، معاشرت و معیشت ہر اعتبار سے نبی کی زندگی کی جھلک اور نمونہ پیش کریں۔

[2] جہاد بالقلب کا مطلب یہ ہے کہ ان کے فعل کو برا سمجھے ان پر ناراض ہو غصہ کا اظہار کرے اور دل میں یہ عزم رکھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قدرت دی تو ان سے ہاتھ اور زبان (بذریعہ طاقت) سے جنگ کرے گا۔"

اور جو جہاد بالقلب بھی نہ کرے تو جان لے کہ اس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ کیونکہ ایمان کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ معاصی اور گناہ کو مستحسن نہ تصور کرے اور دل سے ان کو برا خیال کرے۔ اگر ایسا بھی نہیں کرتا تو وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہو گیا۔ اور مستحل محارم اللہ (اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھنے والا) ہو گیا۔ العیاذ باللہ

[3] قناۃ: قاضی عیاض مالکیؒ نے سمرقندی کی روایت کے حوالہ سے کہا ہے کہ یہ لفظ قناۃ ہی ہے۔ بعض نسخوں میں فناء جو ہے وہ صحیح نہیں۔ یہ مدینہ منورہ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ واللہ اعلم انتہی۔

نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تھی۔

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابو رافع رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کی گئی ہے۔[1]

۸۴ــ وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ الْفُضَيْلِ الْخَطْمِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ إِلا وَقَدْ كَانَ لَهُ حَوَارِيُّونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِهِ مِثْلَ حَدِيثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قُدُومَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ

۸۴...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اسکے کچھ حواری ہوتے ہیں جو اسکے طریقوں پر چلتے ہیں اور اسکی سنتوں پر عمل کرتے ہیں"۔

آگے سابقہ حدیث کی طرح سے پوری بیان کی لیکن اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اجتماع کا ذکر نہیں ہے۔

باب ۲۱ - تفاضل اهل الايمان فيه و رجحان اهل اليمن فيه

اہل ایمان کے درجات میں باہمی تفاوت و تفاضل اور اہل یمن کی اس معاملہ میں کثرت کا بیان

۸۵ــ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمْ عَنْ

۸۵...... حضرت ابو مسعود الانصاری سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے یمن کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا: آگاہ رہو ایمان[2] وہاں ہے، اور بے شک قساوت اور دل کی سختی جانوروں کے

---

[1] اس حدیث کی صحت کے بارے میں علماء حدیث نے کلام کیا ہے جس کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔

[2] بعض روایات میں واضح الفاظ میں فرمایا ایمان یمن کا ہے' اس سے کیا مراد ہے؟ شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے ایسی تمام روایات کو جمع کر کے ان کی تنقیح کرتے ہوئے فرمایا: یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں بلکہ مراد حدیث یہ ہے کہ ایمان کا مبداء مکہ مکرمہ ہے پھر مدینہ منورہ۔ اور حضور ﷺ کی مراد مکہ سے یہ ہے کہ مکہ تہامہ کا حصہ ہے اور تہامہ ارض یمن سے ہے۔

بعض نے فرمایا کہ: حضور علیہ السلام نے تبوک کے مقام پر یہ ارشاد فرمایا اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ اس وقت تبوک اور یمن کے درمیان واقع تھے تو آپ ﷺ نے یمن کی ایک جانب اشارہ فرمایا اور اس سے مراد آپ ﷺ کی مکہ مکرمہ مدینہ منورہ تھے کہ ان دونوں شہروں کی یمن کی طرف نسبت فرمائی کیونکہ یہ دونوں اس زمانہ میں یمن ہی کے ایک طرف واقع تھے۔ جیسے کہ بیت اللہ کے ایک جانب کو رکن یمانی کہا جاتا ہے حالانکہ بیت اللہ مکہ مکرمہ ہے لیکن چونکہ رکن یمانی کے رخ پر ہے لہٰذا اسے اسی نسبت سے یمانی کہا جاتا ہے۔

تیسرا قول جو ان تمام اقوال میں سب سے بہتر اور اکثر علماء کے نزدیک راجح ہے وہ یہ کہ اس سے مراد انصار صحابہ ہیں کیونکہ انصار اصلاً یمانی النسل تھے۔ تو ایمان کی نسبت ان کی طرف کی اس واسطے کہ وہ ایمان اور اہل ایمان کے انصار تھے۔ شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے فرمایا: اس حدیث کو ظاہر سے ہٹانے کی ضرورت نہیں۔ حدیث میں اپنے ظاہری معنی ہی مراد ہیں کیونکہ بعض روایات میں صراحتاً اہل یمن کا تذکرہ ہے کہ تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور یہ بات آنحضرت ﷺ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمائی تھی۔ لہٰذا اس سے۔ (جاری ہے)

إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يَرْوِي عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هٰهُنَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ

(اونٹوں کے) چرانے والوں میں ہوتی ہے اونٹوں کی دموں کی جڑ کے پاس۔ جہاں سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں۔ ربیعہ اور مضر میں (یمن کے دو قبائل ہیں)۔ ❶

۸۶۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَهْلُ

۸۶۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل یمن آئے تھے وہ نرم دل لوگ ہیں۔ ایمان بھی یمانی' فقہ بھی یمانی اور حکمت بھی یمانی ہے۔ ❷

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔۔۔ سے مراد انصار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انصار تو اس وقت آئے نہیں تھے علاوہ ازیں حضور ﷺ نے اہل یمن کی صفات حمیدہ کی تعریف فرمائی اور واقعتًا ان کا ایمان تعریف کے قابل تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ایمان کی نسبت ان کی طرف فرمادی اور بعض اہل یمن کا حال یہی تھا۔ مثلاً: حضرت ابو مسلم خولانیؓ، حضرت اویسؒ قرنی وغیرہ جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ تشریف لائے۔ جب کہ آپ ﷺ کی حیات میں بھی ایسے ہی کامل الایمان حضرات یمن سے مدینہ آئے تھے۔ لیکن حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اہل یمان کے علاوہ دوسرے لوگ صاحب ایمان نہیں (یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم اردو میں کہتے ہیں کہ بھئی مثلاً: علم تو فلاں عالم کا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے عالم نہیں بلکہ درحقیقت مشارالیہ کے علم کے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے)۔

اسی طرح حدیث میں بیان کردہ اہل یمن سے ہر زمانہ کے اہل یمن مراد نہیں بلکہ اسی زمانہ کے اہل ایمان ہیں۔ واللہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

❶ حدیث میں فرمایا کہ: اونٹوں کے چرانے والوں میں دل کی سختی ہے۔ فدادین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھیتی باڑی مویشی کا شکار وغیرہ کرتے ہیں اور زور زور سے چیختے ہیں طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہیں۔ فرمایا: ایسے لوگوں میں قساوت ہوتی ہے۔ اونٹوں کی دموں کی جڑ کے پاس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ انہیں پیچھے سے دم کے پاس سے ہنکاتے ہیں تو طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہیں چیختے ہیں۔

شیطان کے سینگوں سے مراد یہ ہے کہ اس کی وہ باتیں جن سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ شیطان کے سینگوں سے کافروں کے مختلف فرقے مراد ہیں جو گمراہی پھیلاتے ہیں۔ ربیعہ اور مضر عرب کے دو قبائل ہیں۔ جو مشرق کی طرف واقع ہیں۔ اور مراد یہ ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے فدادین (کاشتکار اور چرواہوں) میں یہ قساوت و سختی ہے۔ واللہ اعلم

❷ فقہ یمانی سے مراد یہاں پر فہم دین ہے' فقہ کی اصطلاح تو بعد میں علماء محققین اور فقہاء کلام نے متعین کی۔ حدیث میں فقہ سے مراد دین کی سمجھ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت ہے۔

حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ مختصر اً یہ کہ حکمت کہتے ہیں اس علم کو جو احکام سے متصف ہو اور اللہ تعالیٰ کی معرفت' بصیرت ایمانی' تہذیب نفس، احقاق حق اور اس پر عمل نفسانی خواہشات کی اتباع سے اجتناب پر مشتمل ہو۔ جس کے اندر یہ صفات ہوں اسے حکیم کہا جائے گا۔

ابو بکر بن درید کہتے ہیں کہ: ہر وہ کلمہ جو تمہارے اندر آخرت کی فکر اور ڈر پیدا کردے' تمہیں اس سے نصیحت حاصل ہو یا تمہیں وہ معزز کام کے کرنے کی رغبت دلائے یا کسی برے فعل سے بچالے وہ حکمت ہے"۔ اسی واسطے حضور اقدس صادق و مصدوق ﷺ نے فرمایا إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔

الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

۸۷۔۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۸۷۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت بھی سابقہ روایت (اہل یمن نرم دل لوگ ہیں، ایمان، فقہ، حکمت یمانی ہے) کی طرح نقل کرتے ہیں۔

۸۸۔۔۔وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

۸۸۔۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے، وہ نرم دل و رقیق القلب ہیں، فقہ یمانی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے۔

۸۹۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ

۸۹۔۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کفر کا مرکز مشرق کی طرف ہے، فخر اور تکبر گھوڑوں اور اونٹوں والوں میں ہے جو چیخ چیخ چلاتے ہیں، وبر والے ہیں (وبر اونٹوں کے بالوں کو کہتے ہیں) جب کہ سکون و نرمی بکریوں والوں میں ہے"۔

۹۰۔۔۔۔وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ

۹۰ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان یمانی ہے، کفر مشرق کی طرف ہے، سکون و اطمینان اہل غنم میں ہے، فخر و ریاء کاری کاشتکاروں (زمینداروں، چیخنے چلانے والوں) میں ہے جو گھوڑوں والے اور اونٹوں والے ہیں۔

۹۱۔۔۔۔وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

۹۱۔۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسالت مآب ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: فخر و تکبر چیخنے والوں میں ہے جو اونٹوں والے ہیں جب کہ سکون و اطمینان اہل غنم (بکریوں والے) میں ہے۔

الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ

٩٢ - وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

۹۲۔۔۔ عبداللہ بن عبدالرحمن دراہمی، ابوالیمان شعیب زہری سے اسی طرح روایت منقول ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ایمان بھی یمنی اور حکمت بھی یمنی ہے۔

٩٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ السَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ

۹۳۔۔۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا: یمن والے آئے ہیں یہ بہت نرم دل اور ضعیف القلب ہیں۔ ایمان بھی یمنی اور حکمت بھی یمنی ہے۔ نرمی بکری والوں میں ہے اور فخر و غرور مشرق کی طرف سخت دل اونٹ والوں میں ہے۔

٩٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

۹۴۔۔۔ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں جو بہت نرم دل اور رقیق القلب ہوتے ہیں ایمان بھی یمن والوں کا (اچھا) ہے اور حکمت بھی اور کفر کی چوٹی (بدعتوں کا زور) مشرق کی طرف ہے۔

٩٥ - و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

۹۵۔۔۔ اعمش سے یہ روایت سابقہ روایت کی طرح اسی سند کے ساتھ مذکور ہے مگر اس میں اخیر کا جملہ (کفر کی چوٹی مشرق کی طرف ہے) نہیں۔

٩٦ - و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح و حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ جَرِيرٍ وَزَادَ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ

۹۶۔۔۔ اعمش سے یہ روایت حدیث سابق کی طرح منقول ہے مگر اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ فخر و غرور اونٹ والوں میں ہے اور مسکینی و عاجزی بکری والوں میں۔

٩٧ - و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ

۹۷۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ

"دلوں کی سختی اور جفا مشرق میں ہے، اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔"[1]

باب - ۲۲ بيان انه لا يدخل الجنة الا المؤمنون وان محبة المؤمن من الايمان و ان افشاء السلام سبب لحصولها

جنت میں سوائے اہل ایمان کے کوئی داخل نہ ہوگا محبت مومنین ایمان کا حصہ اور سلام کی کثرت اس کے حصول کا سبب ہے

۹۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

۹۸..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ صاحب ایمان ہو جاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو" کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ اپنے درمیان سلام کی کثرت کیا کرو (سلام پھیلاؤ)۔[2]

۹۹..... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

۹۹..... اس سند سے اعمشؒ کے طریق سے سابقہ حدیث ہی منقول ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ صاحب ایمان ہو

---

[1] مذکورہ بالا احادیث معنیً ایک جیسی ہیں۔ ان میں ایک بات تو یہ فرمائی کہ کفر کا مرکز مشرق ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس زمانہ میں مشرق (جس میں ہندوستان و پاکستان اور اس طرف کے تمام ممالک شامل ہیں) کفر کا مرکز تھا۔ تمام تر خرافات و کفر و شرک کا مرکز تھا۔ ایک مطلب یہ ہے کہ خروج دجال بھی مشرق سے ہوگا جو بجائے خود تمام فتنوں اور کفریات کا مرکز ہے۔
دوسری بات یہ فرمائی کہ سکون و اطمینان و نرمی بکریاں چرانے والوں میں ہے۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ سمیت اکثر پیغمبروں اور انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔ تاکہ دلوں میں نرم خوئی پیدا ہو۔ جب کہ فخر و مباہات، غرور و تکبر گھوڑوں والوں میں اور اونٹوں والوں میں ہے۔ اصل میں یہ صفات ان جانوروں کی ہیں گھوڑوں اور اونٹ میں بڑائی اور فخر ہوتا ہے جس کا اثر انسانوں پر بھی پڑتا ہے ور ان کے اندر بھی بڑائی اور تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ (تجربہ شاہد ہے)
فرمایا: ایمان اہل حجاز میں ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ دوسروں میں ایمان نہیں ہے یا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس زمانہ میں مرکز ایمان حجاز کی سرزمین تھی اس لئے فرمایا: واللہ اعلم زکریا عفی عنہ۔

[2] حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ جنت میں بغیر ایمان کے داخلہ ممکن نہیں ہے۔ اور باہمی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ اور باہمی محبت کا ایک عظیم طریقہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سلام کی کثرت کیا کرو۔ چنانچہ ایک اور روایت میں ہے کہ "سلام کرو ہر شخص کو خواہ اسے جانتے ہو یا نہیں۔ کیونکہ سلام الفت و انس پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ مسلمانوں کو سلام کی کثرت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ سلام کے الفاظ السلام علیکم کے ذریعہ ہی سلام کرنا چاہیے۔

حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٍ

جاؤ۔ (سابقہ حدیث کی طرح)۔

باب - ۴۳ بیان ان الدین النصیحة

دین خیر خواہی کا نام ہے

۱۰۰..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِسُهَيْلٍ إِنَّ عَمْرًا حَدَّثَنَا عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيكَ قَالَ وَرَجَوْتُ أَنْ يُسْقِطَ عَنِّي رَجُلًا قَالَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ أَبِي كَانَ صَدِيقًا لَهُ

۱۰۰..... حضرت تمیم[1] داریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "دین خیر خواہی کا نام ہے" ہم نے عرض کیا کس کے لئے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کیلئے، اللہ کے رسول ﷺ کیلئے، مسلمانوں کے ائمہ (حکمرانوں) کیلئے اور عامۃ المسلمین کیلئے۔"[2]

---

[1] حضرت تمیم داریؓ مشہور صحابی ہیں۔ بخاری میں ان سے کوئی حدیث مروی نہیں جب کہ مسلم میں صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔ بعض افراد نے ان کی نسبت "داری" بتلائی ہے جب کہ بعض نے "دَیری" بتلائی ہے جمہور علماء نے فرمایا کہ ان کے اجداد میں دار بن ھانی نام کے ایک صاحب تھے ان کی طرف نسبت ہے۔
ابوالحسین الرازی نے اپنی کتاب مناقب الشافعی" میں لکھا ہے کہ ان کی نسبت دیری ہے دَیر ایک مقام کا نام ہے۔ اسلام لانے سے قبل حضرت تمیم عیسائی ہونے کی حالت میں وہاں قیام پذیر تھے۔ اس نسبت سے ان کو دَیری کہا جاتا ہے۔
کنیت ابورقیہ تھی ۹ھ میں اسلام لائے۔ اولاً مدینہ منورہ میں قیام رہا بعد ازاں شام منتقل ہو گئے۔ بیت المقدس میں قیام فرمایا۔ ان کا ایک اعزاز یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان سے جساسہ عورت کا قصہ روایت کیا ہے۔ جو حضرت تمیم داریؓ کے لئے ایک عظیم منقبت ہے جب کہ روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل ہے۔ ذکریا عفی عنہ۔

[2] یہ ایک انتہائی جامع حدیث ہے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ صرف یہی ایک حدیث مدار و مرکز اسلام ہے۔ ابوسلیمان الخطابیؒ نے فرمایا کہ نصیحت ایک نہایت جامع کلمہ ہے کلام عرب میں ایسا کوئی نہیں جو اتنا مختصر ہونے کے باوجود اتنے عظیم معانی کو شامل و محیط ہو۔
اللہ تعالیٰ کے لئے خیر خواہی کا معنی یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایمان لایا جائے۔ شرک سے نفی و برأت، صفات باری تعالیٰ میں الحاد سے اجتناب اس کی تمام صفات کمالیہ و جلالیہ کا اقرار، ہر قسم کے نقائص و عیوب سے اس کی تنزیہ و پاکی کا اقرار اور اس کے اوامر کی اطاعت و نواہی سے اجتناب کیا جائے حب فی اللہ و بغض فی اللہ پر عمل کیا جائے۔ اس کے محبین سے محبت اعداء سے جہاد اس کی نعمتوں پر شکر، مصائب پر صبر، تمام امور میں اخلاص کا لحاظ رکھا جائے۔
اللہ کے رسول ﷺ سے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی رسالت کا اقرار ان کی لائے ہوئے پر ایمان ان کی حیات و بعد الوفات نصرت ان کے طریقہ کا احیاء ان کی سنت و دعوت کی اشاعت کی جائے۔ ان کے علوم کے حصول میں لگا جائے ان کی عظمت و محبت قائم کی جائے۔ ان کے اہل بیت کرامؓ سے محبت کی جائے ان کے صحابہؓ سے محبت و عقیدت رکھی جائے۔ ان کی سنت سے اعراض کرنے والوں اور بدعت پر عمل کرنے والوں سے مجانبت و دوری اختیار کی جائے۔ ان کے صحابہؓ کے دشمنوں سے اعراض کیا جائے۔ ان کے اخلاق اپنے اندر پیدا کئے جائیں۔
اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کلام اللہ ہونے پر ایمان لایا جائے، منزل من اللہ ہونے پر یقین رکھا جائے۔ اور اس بات پر یقین کامل ہو کہ اس کے مثل مخلوق میں سے کوئی بھی ایسا کلام لانے پر قادر نہیں۔ پھر اس کی تعظیم کی جائے۔ اور اس کی تلاوت جیسا کہ اس کا حق تلاوت ہے کی جائے، اس میں تحریف کرنے والوں، اس پر اعتراض کرنے والوں پر لعنت کی جائے۔ اس کے بیان کردہ احکامات کی تصدیق کی جائے۔ اس کے متشابہات پر توقف کیا جائے۔ اس کے عجائبات میں غور و فکر کیا جائے۔ اس کے محکم احکامات پر عمل اور متشابہات کو تسلیم کیا جائے۔ اس کے علوم کو حاصل کیا جائے۔ مثلاً ناسخ منسوخ، عموم و خصوص وغیرہ کو۔
مسلمانوں کے حاکموں سے خیر خواہی کا مقصد یہ ہے کہ حق پر ان کی معاونت اور اطاعت کی جائے ان کو حق بات نرمی و سہولت سے بتلائی جائے۔ جن احکامات شرعیہ سے وہ غافل ہیں انہیں ان سے باخبر کیا جائے۔ ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے۔

......(جاری ہے)

بالشّام ثُمَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

۱۰۱...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۱۰۱...... تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت (دین خیر خواہی کا نام ہے اللہ ورسول اللہ ﷺ کیلئے اور مسلمانوں کے حکمران و عامۃ المسلمین کیلئے) نقل کرتے ہیں۔

۱۰۲...... و حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۱۰۲...... حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے یہ حدیث بھی مثل سابق نقل کرتے ہیں۔

۱۰۳...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ

۱۰۳...... حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر"۔ [1]

(گذشتہ سے پیوستہ) ابو سلیمان الخطابی نے فرمایا کہ: اسی طرح ان کے پیچھے نماز پڑھنا' ان کے ساتھ دشمن کے خلاف جہاد کرنا' ان کو زکوٰۃ و صدقات دینا' اور اگر ان کے اندر کوئی عیب و برائی ظاہر ہو تو بھی تلوار (ہتھیار و اسلحہ اٹھا کر) ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا' ان کی جھوٹی تعریف نہ کرنا بھی ان کے ساتھ خیر خواہی میں شامل ہے۔

لیکن یہ تمام باتیں صرف ان مسلمان حکمرانوں کے لئے ہیں جو مسلمان کے امور اور ان کے معاملات میں لگے رہیں۔ اسی طرح اس میں علماء و مسلمین بھی شامل ہیں کہ ان کی خیر خواہی اور اطاعت کی جائے۔ کما قالہ' الخطابی۔

جب کہ عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے' ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے' ان سے نقصان کو دور کیا جائے حتی الوسع' ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا جائے نرمی' اخلاص' محبت اور ان پر شفقت کے ساتھ۔ ان کے بزرگوں کی عزت' چھوٹوں پر شفقت کی جائے' انہیں دھوکہ نہ دیا جائے' ان سے حسد نہ کیا جائے' جو اپنے لئے پسند کرے وہ ان کے لئے پسند کیا جائے خیر کی چیز' ان کے اموال و اعراض (عزت و آبرو) کی حفاظت کی جائے' وغیرہ

ابن بطالؒ نے فرمایا کہ: نصیحت دین بھی ہے' اسلام بھی ہے' اور نصیحت و خیر خواہی حتی المقدور و حتی الوسع لازم و فرض ہے۔ جب کہ اپنا نقصان نہ ہو رہا ہو۔ واللہ اعلم۔ انتہی

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] حضرت جریرؓ مشہور صحابی ہیں۔ اس حدیث کے ذیل میں مشہور محدث حافظ ابو القاسم الطبرانی نے اپنی سند سے حضرت جریرؓ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جریرؓ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کے لئے گھوڑا خرید لے' چنانچہ غلام...... (جاری ہے)

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۱۰۴...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ جَرِيرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۱۰۴...... حضرت جریرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: "میں نے نبی اکرم ﷺ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔"

۱۰۵...... حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ يَعْقُوبُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ

۱۰۵...... حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور اقدس ﷺ سے سمع و طاعت (کہ سنوں گا اور اطاعت کروں گا) پر بیعت کی، آپ ﷺ نے مجھے یہ تلقین فرمائی کہ بیعت کے الفاظ میں فیما استطعت (جتنی میری بساط ہو) کے الفاظ بڑھالو[1] اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

باب -۴۴ بيان نقصان الايمان بالمعاصي ونفيه عن المتلبس بالمعصية على ارادة نفي كماله

گناہوں کے ارتکاب سے ایمان میں کمی اور گناہ کے ارتکاب کے وقت کمال ایمان کی گناہگار سے نفی کا بیان

۱۰۶...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ

۱۰۶...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا چور جب چوری کرتا ہے تو اس وقت مومن نہیں ہوتا شرابی جب شراب پیتا ہے تو شراب

(گذشتہ سے پیوستہ)...... نے تین سو درہم میں گھوڑے کا سودا طے کر لیا اور حضرت جریرؓ کے پاس گھوڑے کے مالک کو لایا تاکہ رقم ادا کی جائے (گھوڑے کو دیکھنے کے بعد) حضرت جریرؓ نے مالک سے کہا کہ تمہارا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ قیمت کا ہے کیا چار سو درہم میں فروخت کرو گے؟ اس نے کہا بہت اچھا انہوں نے پھر کہا تمہارا گھوڑا اس سے بھی زیادہ قیمت کا ہے کیا پانچ سو درہم پر سودا کرتے ہو؟ اس نے کہا ٹھیک۔ لیکن حضرت جریرؓ مسلسل سو سو درہم کا اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ آٹھ سو درہم پر معاملہ طے کیا اور آٹھ سو درہم کے عوض گھوڑا خرید لیا۔

☆ حضرت جریرؓ سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا جب کہ مالک تو خود تین سو پر فروخت کر رہا تھا؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کی بیعت کی ہے۔"

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا کیونکہ اقرار شہادتین کے بعد یہ دونوں اہم ارکان اسلام میں سے ہیں۔ جب کہ صوم اور حج سمع وطاعت کی بیعت میں شامل ہیں۔

نبی ﷺ کا "فیما استطعت" کے الفاظ بڑھوانا قول باری تعالیٰ کے بموجب تھا اور لا يكلف الله نفسا إلا وسعها۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتے) حضور علیہ السلام کی یہ کمال شفقت تھی اپنے امتیوں پر کہ جہاں تک انسانی بساط ہو اس حد تک اطاعت کرے۔

عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولانِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔[1]

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هَؤُلاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ مجھے عبد الملک بن ابی بکر نے بتلایا کہ ابو بکرؒ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے اور فرماتے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ کیا کہ: کوئی مال لوٹنے اور اچکنے والا ایسا نہیں کہ وہ کوئی معزز مال لوٹے ایسا مال جس کی طرف لوگوں کی نگاہ اٹھتی ہوا سے لوٹے مگر یہ کہ وہ لوٹتے وقت مومن نہیں ہوتا"۔

۱۰۷۔۔۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لا يَزْنِي الزَّانِي وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ

۱۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت سابقہ روایت کی طرح نقل کرتے ہیں مگر اس میں شرف کے ہونے کا تذکرہ نہیں۔ اور ابن شہاب بیان کرتے ہیں مجھ سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ مگر اس میں لوٹ کا تذکرہ ہی نہیں۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو

اور ابن شہاب بیان کرتے ہیں مجھ سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے ابو

---

[1] اس حدیث میں شراح کا اختلاف رہا ہے۔ محقق علماء کے نزدیک حدیث کا مطلب ذات ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمال ایمان کی نفی ہے کہ ان کبائر کا ارتکاب کرنے والا مومن کامل نہیں۔ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ حدیث میں اس تاویل کی ضرورت اسلئے پڑی کہ اسکے خلاف دوسری احادیث بھی ہیں مثلاً حضرت ابوذرؓ کی حدیث "وان زنی وان سرق" والی۔ اسی طرح حضرت عبادہؓ بن صامت کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ صحابہؓ نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی اس بات پر کہ نہ چوری کریں گے نہ زنا کاری کریں گے نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے" آخر میں فرمایا کہ جس نے تم میں سے اس بیعت کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے اور جس نے ان کاموں میں سے کسی کبیرہ کا ارتکاب کر لیا اور اسے دنیا میں سزا دی گئی (حد جاری کی گئی) اور وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی۔ اور جس کو ارتکاب کبیرہ کے باوجود حد جاری نہیں کی گئی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو معاف کر دیں اور چاہیں تو عذاب دے دیں۔"

لہٰذا ان احادیث کی وجہ سے حدیث باب میں یہ تاویل ضروری تھی کہ یہاں پر نفی ایمان سے نفی کمال ایمان ہے۔

بعض علماء نے حدیث کی شرح میں فرمایا کہ حدیث باب میں نفی ایمان بذاتہٖ ہی مراد ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کبائر کا ارتکاب حلال و جائز سمجھتے ہوئے کرے باوجودیکہ وہ جانتا ہو کہ یہ شرعاً کبیرہ گناہ اور حرام ہیں۔

حدیث باب میں ابن شہاب کے قول کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ قول "لاینتھب نھبۃ" الخ مذکور ہے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کا فرمان نہیں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا اپنا قول ہے۔ واللہ اعلم

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هٰذَا إِلَّا النُّهْبَةَ

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ مگر اس میں لوٹ کا تذکرہ ہی نہیں۔

۱۰۸… وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ

۱۰۸… حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہ حدیث مثل سابق نقل کرتے ہیں اور اس میں لوٹ کا تذکرہ ہے مگر عمدہ بہترین کا ذکر نہیں۔

۱۰۹… وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۹… حسن بن علی الحلوانی یعقوب بن ابراہیم عبد العزیز ابن مطلب صفوان بن سلیم، عطاء بن یسار حمید ابن عبد الرحمن ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ۔

۱۱۰… حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۱۰… قتیبہ بن سعید عبد العزیز علاء بن عبد الرحمن بواسطہ والد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ۔

۱۱۱… وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ

۱۱۱… محمد بن رافع، عبد الرزاق معمر ہمام بن منبہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں باقی یہ تمام حدیثیں زہری کی حدیث کی طرح ہیں۔ مگر عطاء اور صفوان بن سلیم کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ اپنی آنکھیں اس لوٹ کی طرف اٹھائیں تو وہ مومن نہیں اور یہ بھی زیادتی ہے کہ تم میں سے کوئی مال غنیمت میں خیانت نہ کرے اسلئے کہ وہ اس خیانت کے وقت مومن نہیں لہٰذا ان چیزوں سے بچو اور احتراز کرو۔

۱۱۲...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ

۱۱۲..... حضرت ابو ہریرہؓ سے سابقہ حدیث بعینہٖ منقول ہے۔ مگر اس فرق کے ساتھ کہ اس روایت میں لوٹ کا ذکر نہیں ہے۔ جب کہ اس حدیث کے آخر میں فرمایا: "اور توبہ اس کے بعد پیش ہوگی۔" ❶

۱۱۳ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ

۱۱۳ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً شعبہ والی حدیث ہی کی طرح یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

باب - ۲۵

بیان خصال المنافق
منافق کے خصائل کا بیان

۱۱٤...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ

۱۱۴...... حضرت عبداللہؓ بن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "چار خصلتیں جس کے اندر ہوں وہ خالص منافق ہے، جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے ۲۔ معاہدہ کرے تو غداری کرے (پاسداری نہ کرے) ۳۔ وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے ۴۔ جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے۔ ❷

---

❶ توبہ کی قبولیت کی تین شرائط ہیں۔ الاقلاع عن المعصية (گناہ کو ترک کر دینا) ۲۔ ندامت علی المعصية (گناہ پر شرمندگی) عزم علی عدم اعادة المعصية (گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم) توبہ غرغرہ یعنی عالم نزع سے پہلے پہلے تک معتبر اور مقبول ہے۔ جب عالم نزع طاری ہو جائے تو اب توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔

❷ اگلی روایت میں فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ "جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔"

علماء حدیث نے اس حدیث کو مشکل احادیث میں شمار کیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علامات و عادات بعض سچے مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہیں حالانکہ وہ صدق دل سے مسلمان ہوتے ہیں۔ اور علماء کا اجماع ہے کہ جس شخص نے صدق دل سے ایمان کا اقرار کیا ہو اور ان عادات میں سے کوئی عادت اس میں ہو تو بھی اس پر کفر یا نفاق (کافر یا منافق) کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ کیونکہ نفاق نام ہے اظہار ما یبطن خلافہ (جو دل میں ہے اس کے خلاف کو ظاہر کرنے کا) جب کہ جس مسلمان میں یہ عادات نفاق موجود ہوں تو جس کے ساتھ وہ جھوٹ، وعدہ خلافی یا خیانت کا ارتکاب کرے اس کے حق میں نفاق ہے لیکن اس کے اسلام میں نفاق نہیں ہے کہ ظاہراً مسلمان اور باطناً کافر ہو ایسا نہیں ہے۔ یہ بھی اس شخص...... (جاری ہے)

كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ

۱۱۵ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

۱۱۵...... حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔“

۱۱۶ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

۱۱۶ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کی خلاف ورزی کرے، امانت میں خیانت کرے) منقول ہے۔ (لیکن اس حدیث میں آیۃ المنافق کی بجائے علامۃ المنافق کا لفظ ہے)

۱۱۷ ...... حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ أَبُو زُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ

۱۱۷ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث بعینہٖ منقول ہے لیکن اس اضافہ کے ساتھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
”اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے، نماز بھی پڑھے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی خیال کرے“۔

۱۱۸ ...... وَحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي

۱۱۸ ...... حضرت ابوہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت بھی یحییٰ بن محمد کے طریقہ پر نقل کرتے ہیں اور اس میں بھی یہی الفاظ ہیں اگرچہ روزہ

(گذشتہ سے پیوستہ) ... کے حق میں ہے جس کے اندر یہ عادات غالب ہوں۔ اور جو ان اعمال نفاق کا ارتکاب کبھی کبھار ہی کرے تو وہ اس میں داخل نہیں ہے ایسے شخص کے حق میں فرمایا کہ منافق خالص ہے۔ یعنی منافقین کے ساتھ بہت شدید مشابہت ہے۔ امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ حدیث میں نفاق سے مراد نفاق عملی ہے اعتقادی نہیں۔
بعض علماء نے فرمایا کہ حدیث میں منافقین سے مراد زمانہ نبوت کے منافقین ہیں جو کذب فی الحدیث اخلاف وعدہ اور خیانت کے مرتکب تھے۔ تابعین حضرت سعیدؒ بن جبیر، عطاءؒ بن ابی رباح کا یہی قول ہے۔
جبکہ ابو سلیمان الخطابی نے اس کے ایک معنی اور بیان فرمائے ہیں وہ یہ کہ حدیث میں ایک مسلمان کو تنبیہ اور تحذیر ہے کہ وہ ان عادات نفاق سے دور ہے ان کے اندر مبتلا نہ ہوں کہ کہیں یہ اسے حقیقی نفاق تک نہ لے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ

رکھے نماز پڑھتا رہے اور اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہو۔

باب -۴۶ بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر

مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا حال

۱۱۹ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا

۱۱۹ ... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی تکفیر کرے تو بے شک دونوں میں سے ایک کی طرف کفر کو لوٹتا ہے۔"[1]

۱۲۰ ..... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ

۱۲۰ ... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے بھی اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہا تو بے شک اس نے اس کا دونوں میں سے ایک کے لئے اقرار کیا ہے اگر وہ (حقیقتاً) کافر ہی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ (اگر وہ فی الواقع کافر نہیں تو) کفر کہنے والے پر لوٹ جائے گا (یعنی وہ کافر ہو جائے گا)۔

---

[1] کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کی تکفیر کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ لیکن ظاہر حدیث سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر کسی نے کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا تو اگر وہ مسلمان کفریہ عقائد نہیں رکھتا ہے تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا لیکن علماء حدیث نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر نہیں ہے کیونکہ اہل حق علماء کا مذہب یہی ہے کہ معاصی کے ارتکاب سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا مثلاً: قتل زنا وغیرہ سے۔ اسی طرح کسی کو کافر کہنے سے بھی اگر اس کے غیر مسلم ہونے کا اعتقاد نہ ہو کوئی کافر نہیں ہوگا۔ پھر اس حدیث کے کیا معنی ہیں؟ علماء و شراح حدیث نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔

پہلی توجیہ تو یہ ہے کہ اس حدیث کا اطلاق اس شخص پر ہے جو کسی کو کافر کہنے کو حلال اور جائز سمجھے تو یہ کفر کا فتویٰ اس کے اپنے اوپر لوٹ جائے گا۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ کفر پلٹنے سے مراد یہ ہے کہ اس مسلمان بھائی کا گناہ اور پاپ کہنے والے کی طرف پلٹ جائے گا اس کی تکفیر کی وجہ سے۔

تیسری توجیہ یہ ہے کہ یہ حدیث ان خوارج کے بارے میں ہے جو مومنین کی تکفیر کرتے ہیں۔ لیکن یہ توجیہ ضعیف ہے کیونکہ صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ خوارج کافر نہیں ہیں۔

چوتھی توجیہ یہ ہے کہ انجام کار کے اعتبار سے قائل کافر ہوگا۔ یعنی اس کا یہ قول اسے کفر تک لے جائے گا کیونکہ معاصی کفر کا قاصد ہوتے ہیں اور جو بہت گناہ کرتا ہو تو اندیشہ ہے کہ وہ کفر میں مبتلا نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ۔۲۷ من ادعى الى غير ابيه فقد كفر

غیر باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا کفر ہے

۱۲۱...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ

۱۲۱... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"جس شخص نے جانتے بوجھتے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو کفر کیا اور جس نے کسی ایسی چیز پر (اپنے حق کا) دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں اور اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور جس نے کسی (مسلمان) کو کافر کہہ کر پکارا یا اسے کہا اے اللہ کے دشمن! اور حقیقتاً وہ ایسا (کافر یا دشمن خدا) نہیں ہے تو یہ کفر اسی کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔"❶

باب ۔۲۸ بيان حال ايمان من رغب عن ابيه و هو يعلم

اپنے باپ سے دانستہ پھر جانے والے کے ایمان کا بیان

۱۲۲... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ كَفَرَ

۱۲۲... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اپنے آباء سے مت پھرو (کسی غیر کو اپنا باپ مت کہو) جس نے اپنے باپ سے انحراف کیا (کسی غیر کو باپ بنالیا) اس نے کفر کیا۔"

۱۲۳... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ إِنِّي سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ سَمِعَ أُذُنَايَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى أَبًا فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ أَبِيهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ

۱۲۳... ابو عثمانؒ کہتے ہیں کہ جب زیاد (بن ابی سفیان) کے بارے میں دعویٰ کیا گیا تو میں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ یہ تم نے عمل کیا ہے میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے سنا فرماتے تھے کہ میرے دونوں کانوں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"جس نے اسلام کی حالت میں اپنے باپ کے علاوہ کسی غیر کو باپ بنانے کا دعویٰ کیا جانتے بوجھتے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔"

---

❶ غیر باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا حدیث بالا کی رو سے کفر ہے۔ علماء نے فرمایا کہ یہ مستحل (اس عمل کو جائز سمجھنے والے) کے بارے میں ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ درحقیقت جس شخص نے اپنے آپ کو غیر کی طرف منسوب کیا اس نے اللہ کی نعمت کی تکفیر کی اور اللہ تعالیٰ کے حق اور احسان اور باپ کے حق کی ناشکری و ناقدری کی۔ اور اس کفر سے وہ کفر مراد نہیں جو اسلام سے خارج کردے بلکہ ناشکری و کفران نعمت مراد ہے۔ جیسے حدیث میں حضور علیہ السلام نے عورتوں کے متعلق فرمایا۔ یکفرن العشیر کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ واللہ اعلم

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو ابو بکرہ ﷛ نے فرمایا: اور میں نے بھی اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ❶

١٢٤ ......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولُ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

۱۲۴...... حضرت سعد ﷛ اور ابو بکرہ ﷛ دونوں سے یہی سابقہ حدیث (جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی غیر کو باپ بنانے کا دعویٰ کیا اس پر جنت حرام ہے) منقول ہے مگر ذرا سے فرق کے ساتھ۔

باب -۴۹ بيان قول النبي ﷺ سباب المسلم فسوق و قتاله كفر

حضور ﷺ کے قول "مسلمان کو گالی دینا فسق اور اُسے قتل کرنا کفر ہے" کا بیان

١٢٥ ......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَعَوْنُ بْنُ سَلَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ

۱۲۵...... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے (ناحق) قتل کرنا کفر ہے۔" ❷

---

❶ اصل میں معاملہ یہ تھا کہ زیاد ابو بکرہ ﷛ کا ماں شریک بھائی تھا اور عبید ثقفی کا بیٹا تھا۔ حضرت معاویہ ﷛ نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے والد ابو سفیان کا بیٹا ہے نہ کہ عبید ثقفی کا اور زیاد نے بھی اس دعویٰ کی تصدیق کر دی اور اپنے کو زیاد بن ابی سفیان کہلانے لگا۔ لہٰذا اسی وجہ سے ابو عثمان النہدی نے ابو بکرہ ﷛ سے نکیر فرمائی کہ تمہارا بھائی یہ کیا حرکت کر رہا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی یہ حدیث سنائی اور حقیقت حال یہ تھی کہ حضرت ابو بکرہ ﷛ نے اس بات پر شدید فکر فرمائی تھی اور زیاد سے تعلقات منقطع کر لئے تھے اور قسم کھائی تھی کہ زندگی بھر زیاد سے کلام نہیں کریں گے۔ لیکن شاید ابو عثمان کو یہ بات معلوم نہیں تھی۔

❷ سب کے لغوی معنی گالم گلوچ کرنا اور انسان کی آبرو پر حملہ کرنا ہے۔ جب کہ فسق کے لغوی معنی خروج اور نکلنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اطاعت الٰہی کے حلقہ سے نکل جانے کو فسق کہا جاتا ہے۔

حدیث مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو بغیر کسی سبب جائز کے سب و شتم کرنا برا بھلا کہنا اور اس سے گالی گلوچ کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا شخص فاسق ہے۔ اور اسی طرح ناحق قتل مسلم (عمداً) کرنے والا فعل کفر کا مرتکب ہے اگرچہ وہ اس فعل کی بناء پر باتفاق ائمہ خارج از دائرہ اسلام نہیں ہوگا۔ البتہ اگر اس قتل کو کوئی جائز اور حلال سمجھتے ہوئے کرے تو ایسا شخص یقیناً کافر اور خارج از ملت اسلامیہ ہے۔ اور حدیث مذکورہ میں اسی کو بیان فرمایا گیا ہے۔

اگلی حدیث میں بھی قتل ناحق کی شدید مذمت اس طرح کی گئی ہے کہ اس کو کفر کی طرف مراجعت قرار دیا گیا ہے۔ (اگرچہ فی الواقع کفر لازم نہیں آئے گا)۔ واللہ اعلم انتہی محمد زکریا اقبال

فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِأَبِي وَائِلٍ

زبید بن حارث الیامی کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے خود سنا ہے کہ وہ اسے حضور ﷺ سے روایت کرتے تھے ابووائل نے کہا کہ ہاں۔

شعبہ کی حدیث میں زبید اور ابووائل کا یہ قول نہیں ہے۔

۱۲۶ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۱۲۶ ...... حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح یہ روایت منقول ہے۔

۱۲۷ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعَ أَبَا زُرْعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

۱۲۷ ...... حضرت جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ البجلی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھ سے فرمایا۔ لوگوں کو خاموش کراؤ' پھر فرمایا: میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تم میں سے بعض لوگ بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔"

۱۲۸ ...... وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

۱۲۸ ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت سابقہ روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔

۱۲۹ ...... وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ أَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

۱۲۹ ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

تمہارے اوپر افسوس ہے (یا ویحکم کے بجائے ویلکم فرمایا) میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔"

۱۳۰ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ

۱۳۰۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ روایت بھی شعبہ عن واقد کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں

باب —۳۰ اطلاق اسم الكفر علي الطعن في النسب والنياحة

کسی کے نسب میں عیب جوئی کرنا اور میت پر چلانا، گریہ وزاری کرنا فعل کفر ہے

۱۳۱۔ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ

۱۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں دو باتیں ایسی ہیں جو ان کیلئے کفریہ باتیں ہیں ا۔ نسب میں عیب جوئی کرنا (کسی کے نسب کو برا کہنا) ۲۔ میت پر چیخ چلا کر گریہ کرنا۔ ❶

باب —۳۱ تسمية العبد الابق كافـــــراً

بھگوڑے غلام کو کافر کہنے کا بیان

۱۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَالَ مَنْصُورٌ قَدْ وَاللهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُرْوَى عَنِّي هَهُنَا بِالْبَصْرَةِ

۱۳۲۔ منصور بن عبدالرحمٰن الشعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ: جو غلام بھی اپنے آقا سے بھاگ جائے اس نے کفر کیا یہاں تک کہ وہ واپس آ جائے تو منصور نے کہا خدا کی قسم! یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے لیکن میں نہیں پسند کرتا کہ یہ حدیث بصرہ میں مجھ سے روایت کی جائے (اس واسطے میں نے مرفوعاً بیان کرنے کے بجائے حضرت جریر رضی اللہ عنہ پر موقوف کر کے بیان کی)۔ ❷

۱۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۳۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ یہ دونوں کفریہ اعمال ہیں۔ حدیث مذکورہ میں ان دونوں اعمال کی حرمت کی شدت اور سختی کو بیان کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کا اطلاق فرمایا۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ دونوں افعال جاہلیت کے دور میں بہت عام تھے کہ کسی کے نسب کو مطعون کرنا شروع کر دیا اور میت پر بلند آواز سے بین کرتے تھے۔ اس کی حرمت کے اہتمام کو بتانے کے لئے فرمایا کہ کفریہ اعمال ہیں۔

❷ علامہ نووی نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس زمانہ میں بصرہ میں خوارج (ایک باطل فرقہ تھا جو ختم ہو گیا ہے) کا نہایت زور تھا اور خوارج کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے لہٰذا منصور نے مرفوعاً اس لئے نہیں بیان کیا کہ کہیں خوارج اس حدیث کو بنیاد بنا کر ہر ایک پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں کیونکہ یہ فعل کفر تو ہے کفر نہیں۔

حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ

"جو غلام اپنے آقا سے بھاگ گیا اس سے ذمہ ساقط ہو گیا۔" ❶

۱۳۴ ...حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ

۱۳۴... حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"جب غلام اپنے آقا سے بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی"۔ ❷

باب -۳۲ بيان كفر من قال مطرنا بنوء

گردشِ کواکب سے بارش کے نزول کا عقیدہ کفر ہے

۱۳۵... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ

۱۳۵... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) حضور اقدس ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی حدیبیہ کے مقام پر رات میں (بارش برسنے کی وجہ سے) آسمان ابر آلود تھا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا:
کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں نے صبح کی مجھ پر ایمان کے ساتھ اور کفر کے ساتھ، پس جس نے یہ کہا کہ اللہ نے اپنے فضل و رحمت سے ہم پر بارش برسائی ہے تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں (کی گردش) کا منکر ہے۔ اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی گردش کی وجہ سے بارش برسی ہے تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا (کہ ستارے کی گردش کو نزولِ بارش کا موثر مانا)۔ ❸

---

❶ ذمہ ساقط ہونے کا مطلب یہ ہے کہ غلام کے تمام افعال و حرکات کا ذمہ دار اس کا مالک ہوتا ہے لیکن جب وہ مالک سے بھاگ گیا تو اب اس کا کوئی ذمہ مالک پر نہیں رہا۔ کما قالہ الشیخ ابو عمرو۔

❷ نماز قبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز (فقہی اعتبار سے) صحیح بھی نہ ہو۔ نماز کا صحیح ہونا اور ذمہ سے ساقط ہونا الگ چیز ہے جو بندہ کا عمل اور ہر حال میں اسے پورا کرنا ہے۔ اس حدیث کو بنیاد بنا کر نماز ترک نہیں کی جا سکتی۔ البتہ قبول و عدم قبول اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ بھگوڑے غلام کی نماز صحیح تو ہوگی مقبول نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم

❸ علماء حدیث نے فرمایا کہ اگر کسی نے کواکب کو بارش کے نزول میں موثر تسلیم کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔
ایک یہ کہ کوئی کواکب کو اس طرح موثر تسلیم کرے کہ اعتقاد رکھے کہ کواکب ہی بارش کے نزول کا حقیقی سبب ہیں اور فاعل ہیں جیسے کہ جاہلیت کے دور میں یہ عقیدہ لوگوں میں عام تھا۔ تو جس کا یہ عقیدہ ہو اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ وہ خارج از ملت اسلام ہے (جاری ہے)

١٣٦ ..... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا إِلَى مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ

۱۳۶..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہارے پروردگار عزوجل نے کیا فرمایا؟ فرمایا کہ: میں نے اپنے بندوں کو کوئی نعمت ایسی نہیں جو نہ دی ہو مگر ان میں کی ایک جماعت نے ان نعمتوں کا کفران کیا وہ کہتے ہیں کہ ستارے، ستارے، (یعنی جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اور جو ہمیں نعمتیں مل رہی ہیں یہ سب گردش کواکب کی وجہ سے ہیں۔)

١٣٧ ..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يُنْزِلُ اللهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا

۱۳۷..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان سے برکت نازل فرمائی (بارش) مگر یہ کہ لوگوں میں سے ایک گروہ نے صبح کو اس کا انکار کیا۔ بارش تو اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی یا فلاں کام ہوا۔

١٣٨ ..... و حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ

۱۳۸..... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے

(گذشتہ سے پیوستہ) . اور باتفاق جمہور ائمہ ایسے عقیدہ سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔
دوسری صورت یہ ہے نزول بارش کا موثر اور فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو مانے لیکن کواکب کی گردش کو نزول بارش کا سبب اور ذریعہ اور علامت تصور کرے کہ عادتاً بارش کا نزول اسی سبب سے ہوتا ہے تو اس سے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا البتہ علماء نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ متردد ہے کفر و ایمان کے مابین لہٰذا اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔
حدیث مذکورہ میں کفر سے کفران نعمت مراد ہے جیسے کہ اگلی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔
بہر کیف ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے بہت سے عوام مسلمین مختلف اشیاء کو مختلف امور میں موثر اور سبب حقیقی تسلیم کرتے ہیں زمانہ قدیم میں ستاروں اور سیاروں کو ہر قسم کے امور حتی کہ نظام کائنات مثلاً: بارش، گہن، گرھن اور اسی طرح کے دوسرے معاملات میں مسبب حقیقی خیال کیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس غلط اور جاہلی تصور کو ختم کر کے عقیدۂ توحید مسلمانوں کو عطا کیا جو یہ بتلاتا ہے کہ کائنات کا تمام نظام خواہ وہ نظام شمسی ہو یا قمری یا دنیا کے مختلف امور سب اللہ تعالیٰ وحدہ' لاشریک کے غیبی اور زبردست قوت والے نظام کی کرشمہ سازی ہے جو کن فیکون سے نظام عالم کو چلا رہا ہے اور قیامت تک چلاتا رہے گا۔ البتہ بہت سے اسباب اور ذرائع اللہ تعالیٰ ہی نے مختلف امور کے لئے پیدا فرمائے ہیں لیکن ان کو صرف ذرائع ہی سمجھنا چاہئے 'موثر حقیقی ہر طرح کے امور کا صرف اور صرف اللہ وحدہ' لاشریک ہی ہے۔

قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوا هَذِهِ رَحْمَةُ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ) حَتَّى بَلَغَ (وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ)

عہد مبارک میں ایک بار لوگوں پر بارش نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے کچھ نے شکر کرتے ہوئے صبح کی اور کچھ لوگوں نے کفران نعمت کرتے ہوئے صبح کی۔ بعض نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور بعض نے کہا کہ فلاں فلاں ستارے کی گردش صحیح ثابت ہوئی۔ فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئیں۔ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ سے تَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ[1] تک۔

باب ـ ۳۳ الدليل على ان حب الانصار و على ﷺ من الايمان وعلامته و بغضهم من علامات النفاق

انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ایمان کا حصہ اور علامت ہے جبکہ ان سے بغض نفاق کی علامت ہے

۱۳۹ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ

۱۳۹ ...... حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: منافق کی علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں انصار صحابہ کا بغض بھرا ہوتا ہے اور مومن کی علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں انصار کی محبت ہوتی ہے۔

۱۴۰ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُمْ آيَةُ النِّفَاقِ

۱۴۰ ...... حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "انصار کی محبت علامت ہے ایمان کی اور ان سے بغض علامت ہے نفاق کی۔"

۱۴۱ ...... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۱۴۱ ...... حضرت عدی ﷺ بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں نے براء ﷺ بن عازب سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انصار صحابہ ﷺ کے بارے میں کہ: نہیں محبت کرتا ان سے سوائے مومن کے اور سوائے منافق کے کوئی ان سے بغض نہیں

---

[1] سورۃ الواقعہ۔ آیت ۷۵ تا ۸۲۔

وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ إِيَّايَ حَدَّثَ

رکھتا جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے اور جو ان سے بغض وعداوت رکھے اللہ اس سے بغض وعداوت کرے۔

حضرت شعبہ (جو ایک راوی ہیں اس حدیث کے) فرماتے ہیں کہ میں نے عدی سے پوچھا کہ کیا آپ نے اسے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! خاص مجھ ہی سے انہوں نے حدیث بیان کی۔ ❶

۱۴۲ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

۱۴۲ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔"

۱۴۳ ..... وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

۱۴۳ ..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ انصار سے کبھی بغض نہیں رکھے گا۔

۱۴۴ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى

۱۴۴ ..... حضرت زر رضی اللہ عنہ بن حبیش فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (زمین کے اندر اور اس

---

❶ انصار سے مراد صحابہ کی وہ جماعت ہے جس نے مدینہ طیبہ میں آنے والے نہ صرف مہاجرین صحابہ کی بلکہ حضور اقدس ﷺ کی بھی ہر طرح سے نصرت واعانت کی اپنے جان ومال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور اپنے غریب الدیار مسلمان بھائیوں کی مکمل ہمدردی وجانفشانی کے ساتھ اعانت وایثار کا جو بے نظیر مظاہرہ انصار نے کیا اقوام ومذاہب کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اسلامی اخوت وبھائی چارہ کا ایسا دلفریب ایمان افروز نظارہ شاید کبھی انسانی تاریخ میں دوبارہ نہ ہو سکے، چنانچہ اسلام مسلمان اور رسول اللہ کی اس بے مثال نصرت کے صلہ میں اللہ نے ان کو دنیا و آخرت میں بے شمار انعامات واعزازات سے سرفراز فرمایا مذکورہ بالا احادیث میں حضور اکرم ﷺ نے انصار کی محبت کو ایمان کا حصہ بتلایا ہے اور فرمایا کہ سوائے منافق کے کوئی ان سے بغض نہیں رکھتا۔ لہٰذا اگر کسی دل میں انصار کا بغض ہو تو ایسا شخص یقیناً منافق ہے اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بغض بھی نفاق کی علامت اور ان سے محبت ایمان کی علامت قرار دی ہے نبی علیہ السلام نے۔ لیکن محبت کے بارے میں سابقہ احادیث میں بھی گزر چکا ہے اور اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ محبت کی لازمی شرط یہ ہے کہ اس میں غلو اور افراط وتفریط نہ ہو، ہر ایک کو اس کے مقام ومرتبہ میں رکھتے ہوئے اس سے محبت کی جائے کسی کی محبت نہ تو غلو تک پہنچے اور نہ ہی کسی دوسرے کی تنقیص کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ روافض حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا جو ڈھونگ رچاتے ہیں یہ محبت نہیں بلکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بقول ظلم وتعدی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خود بہت سے ایسے اقوال منقول ہیں جن سے روافض کے اعمال کی زبردست تردید ہوتی ہے۔ لیکن یہ موقع اس کی تفصیل کا نہیں۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ

سے درخت اُگایا) اور جان (انسان) کو پیدا کیا بے شک نبی امی ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ "مجھ سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور مجھ سے دشمنی و بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔"

باب ۳۴- بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات و بيان اطلاق لفظ الكفر على غير الكفر بالله ككفر النعمة والحقوق

طاعات میں کمی سے ایمان میں کمی ہونے اور لفظ کفر کا ناشکری و احسان فراموشی پر بھی اطلاق ہونے کا بیان

۱۴۵...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الِاسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ قَالَ أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ

۱۴۵...... حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اے طبقۂ خواتین! صدقہ دیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ جہنم میں سب سے زیادہ تم ہی ہو۔

ان میں سے ایک صاحب الرائے خاتون کہنے لگیں یا رسول اللہ! ہم کس وجہ سے جہنم میں سب سے زیادہ ہیں؟ فرمایا کہ: تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہو، میں نے تم سے زیادہ کسی کم عقل اور ناقص الدین کو نہیں دیکھا کہ صاحب عقل و دانش کے اوپر غالب آجاتی ہو۔

وہ خاتون کہنے لگیں: یا رسول اللہ! (ہماری) عقل و دین میں کیا کمی ہے؟ فرمایا کہ عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر (اللہ تعالیٰ نے کر دی) ہے' یہ عقل میں کمی کی وجہ سے ہے۔ اور تم چند دن اور رات اس حالت میں رہتی ہو کہ نہ نماز پڑھتی ہو نہ روزہ رکھتی ہو رمضان میں، یہ دین میں کمی ہے۔ ❶

❶ اس حدیث سے بہت سی اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ باب کا عنوان تھا کہ طاعات میں کمی سے دین میں کمی اور لفظ کفر کا اطلاق ناشکری و احسان فراموشی پر ہونے کا بیان۔ یہ دونوں باتیں مذکورہ حدیث سے معلوم ہوئیں۔ کہ خواتین ایام حیض میں نماز روزہ سے محروم رہتی ہیں تو حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ دینی اعتبار سے ناقص ہیں۔ معلوم ہوا کہ طاعات میں کمی دین میں کمی پیدا کر دیتی ہے۔

دوسری بات کہ لفظ کفر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کے علاوہ دوسرے معنی پر بھی ہوتا ہے حضور علیہ السلام کے لفظ تکفرن العشیر سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔ یہاں لفظ کفر ناشکری کے معنی میں ہے اصطلاحی کفر مراد نہیں۔

علامہ نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال خیر سے گناہ مٹ جاتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے خواتین کے گناہ لعن طعن اور ناشکری کے مقابلہ میں فرمایا کہ صدقہ اور استغفار کی کثرت کیا کرو۔ اسی سے صدقہ اور استغفار کی فضیلت و اہمیت بھی معلوم ہوئی۔ (جاری ہے)

وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابن ہادؓ سے اس سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

١٤٦...... وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۴۶..... حسن بن علی الحلوانی، ابو بکر بن اسحاق، ابن ابی مریم محمد ابن جعفر، زید بن اسلم، عیاض بن عبد اللہ، ابی سعید خدریؓ نبی اکرم ﷺ۔

١٤٧...... ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۴۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے ابن عمرؓ کے طریقہ پر (سابقہ حدیث) نقل کرتے ہیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

نوویؒ نے فرمایا کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ لعنت کرنا حرام ہے۔ لغت میں لعن کے معنی دور کرنے کے ہیں جب کہ اصطلاح میں کسی کو اللہ کی رحمت سے دور کرنے کے لئے لعنت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تو کسی کو اللہ کی رحمت سے دور کرنا جب تک کہ اس کا یقینی اخروی حال معلوم نہ ہو جائز نہیں ہے۔ اسی لئے علماء نے فرمایا کہ کسی کو معین طور پر لعنت کرنا جائز نہیں خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر حتیٰ کہ جانور کو بھی لعنت کرنا جائز نہیں۔ البتہ جس کے بارے میں یقینی طور سے معلوم ہو کہ موت کے وقت کفر کی حالت پر تھا تو اسے لعنت کرنا جائز ہے جیسے: ابو جہل، فرعون، قارون وغیرہ۔ یا جس کے بارے میں شریعت نے خود لعنت کے الفاظ استعمال کئے ہوں مثلاً: ابلیس وغیرہ۔

اسی طرح کسی کو معین کئے بغیر کسی عمل حرام کے کرنے والے کو لعنت کرنا حضور علیہ السلام سے ثابت ہے حضور علیہ السلام نے بالوں کو جوڑنے والی، جسم گدوانے والی، گودنے والی، غیر کے بال جڑوانے والی، عورت پر لعنت فرمائی۔

اسی طرح سود کھانے والے کھلانے والے پر، مصورین (جاندار کی تصویر کشی کرنے والے پر) ظالموں، فاسقین و فاجرین پر لعنت فرمائی ہے۔

امام ابو عبد اللہ المازریؒ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا قول "عقل میں کمی کی وجہ سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے"۔

در حقیقت حضور علیہ السلام کی طرف سے تنبیہ ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف جس میں فرمایا کہ اگر دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک گواہی کے وقت کوئی بات بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں میں ضبط و حفظ کی کمی ہوتی ہے۔ اور خواتین کے دین میں کمی کے بارے میں فرمایا کہ ایام ماہواری میں چونکہ یہ نماز روزہ نہیں کر سکتیں اور یہ ایام سال کے بارہ مہینے جاری رہتے ہیں جب کہ ولادت کے وقت بھی تقریباً چالیس روز نماز نہیں پڑھ سکتی اس لئے طاعات میں کمی کی وجہ سے دین میں کمی ہے۔

البتہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ ان عبادات میں کمی کی وجہ سے ان کے اخروی درجات کم نہیں ہوں گے کیونکہ ایام کے دوران عبادات کی ادائیگی فطری مانع کی وجہ سے کرتیں ہیں اپنی وجہ سے عبادات ترک نہیں کرتیں لہٰذا اللہ تعالیٰ انہیں اجر بھی پورا عطا فرمائے گا۔ واللہ اعلم انتھی

باب ۔۳۵ بیان بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ

تارکِ صلوٰۃ پر لفظ کفر استعمال ہو سکتا ہے

۱۴۰...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُولُ يَا وَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ يَا وَيْلِي أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِي النَّارُ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَعَصَيْتُ فَلِي النَّارُ

۱۴۸...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "جب ابن آدم آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان آہ و بکا کرتا ہوا اس سے دور ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میری یا ان کی تباہی ہو۔ ابن آدم کو سجدہ کا حکم کیا گیا تو اس نے سجدہ کر لیا تو اسے جنت ملے گی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے (نافرمانی کر کے) انکار کیا لہٰذا میرے لئے جہنم کا وعدہ ہے۔ ❶

۱۴۰...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ

۱۴۹...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"آدمی کے اور شرک و کفر کے درمیان ترک صلوٰۃ کا فرق ہے۔" ❷

---

❶ باب کے عنوان سے یہ حدیث ظاہراً مطابقت نہیں رکھتی لیکن علماء نے لکھا ہے کہ امام مسلمؒ نے اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر فرمایا کہ حدیث میں ترک سجدہ کو سبب کفر ابلیس بتایا گیا ہے۔ اور سجدہ نماز کا ایک عضو و رکن ہے تو جب رکن و عضو کے ترک پر کفر لازم آیا تو پوری نماز کا تارک تو بدرجہ اولیٰ کفر کا مستحق ہوگا۔ لیکن ابلیس کا ترک سجدہ تو اس کے کفر کا سبب ہے البتہ دنیا میں تارک نماز عمداً کو بھی کافر نہیں کہا جائے گا اگرچہ یہ فعل کفر ضرور ہے۔

❷ ایک دوسری حدیث میں اسی بات کو مزید وضاحت سے فرمایا کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان فرق کرنے والی چیز (مابہ الامتیاز) نماز ہے۔

تارک صلوٰۃ اگر منکر صلوٰۃ ہے تو اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ باجماع مسلمین وہ کافر ہے ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔ الا یہ کہ وہ نیا نیا مسلمان ہوا ہو اور اسے فرضیتِ صلوٰۃ کا علم نہ ہو۔

لیکن اگر تکاسل و تساہل کی وجہ سے ترکِ صلوٰۃ کرتا ہے اور فی الواقع نماز کا منکر نہیں بلکہ اس کی فرضیت کا قائل ہے جیسے ہمارے زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہی حال ہے تو ایسے شخص کے بارے میں فقہاء کرامؒ کی مختلف آراء ہیں۔

امام شافعیؒ و امام مالکؒ اور جمہور سلف علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ کافر تو نہیں البتہ فاسق ضرور ہے اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا حداً۔ البتہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تارک صلوٰۃ عمداً نہ تو کافر ہو گا نہ ترک صلوٰۃ سے اور نہ ہی اسے قتل کیا جائے گا۔ البتہ اسے قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کر کے نماز شروع کر دے۔

البتہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور ایک جماعت سلف کا قول یہ ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہو جائے گا۔ تمام ائمہ کے دلائل الگ الگ احادیث ہیں، تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

تَرْكُ الصَّلَاةِ

۱۵۰۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ

۱۵۰۔۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان فرق ترک صلوۃ ہے۔

باب -۳۶ بیان کون الایمان باللہ تعالی افضل الاعمال

اللہ تعالی پر ایمان لانا تمام اعمال میں سب سے افضل ہے

۱۵۱۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

۱۵۱۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اعمال میں سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: اللہ پر ایمان لانا پوچھا گیا پھر اس کے بعد (افضل عمل کونسا ہے؟) فرمایا: اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا۔ سوال کیا گیا پھر کیا؟ فرمایا: نیکیوں والا حج۔

۱۵۲۔۔۔۔ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۵۲۔۔۔۔ حضرت زہری رضی اللہ عنہ اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

۱۵۳۔۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ بِاللهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ

۱۵۳۔۔۔۔ حضرت ابوذر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اعمال میں افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالی پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔

میں نے عرض کیا کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا وہ غلام جو اس کے مالک کے نزدیک قیمتی ہو اور قیمت کے اعتبار سے بھی زیادہ ہو۔ میں نے عرض کیا اگر میں ایسا نہ کروں تو؟ فرمایا کہ کسی ہنر مند کی مدد کر یا کسی بے ہنر آدمی کے لئے کوئی کام کردے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں بعض اعمال سے کمزور ہو جاؤں (یعنی بعض اعمال نہ کر سکوں) تو؟ فرمایا کہ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ

سَمِعْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ

رکھو بے شک یہی تمہارے لئے اپنی ذات کے واسطے صدقہ ہے۔ ❶

۱۵۴ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَتُعِينُ الصَّانِعَ أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ

۱۵۴...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث (افضل عمل یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لانا اور جہاد کرنا ...الخ) سابقہ حدیث کی طرح منقول ہے۔

۱۵۵ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِيَاسٍ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِيدُهُ إِلَّا إِرْعَاءً عَلَيْهِ

۱۵۵...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر میں نے مزید سوال کرنا چھوڑ دیا تاکہ آپ ﷺ کی طبیعت پر گراں نہ ہو۔

۱۵۶...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ

۱۵۶...... ابو عمرو الشیبانی کہتے ہیں کہ مجھ سے اس گھر والے نے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) حدیث بیان کی کہ میں نے حضور علیہ السلام سے پوچھا۔ یا نبی اللہ! کونسا کام جنت سے زیادہ

---

❶ ان احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ تمام اعمال میں سب سے افضل عمل ایمان لانا ہے۔ بعض احادیث میں ایمان کے بعد جہاد کو اور بعض میں حج کو اور بعض میں دوسرے اعمال کو افضل بتلایا گیا ہے مثلاً برالوالدین وغیرہ کو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں مسابقت اعمال خیر کی کتنی طلب و تڑپ تھی۔ حضور علیہ السلام سے کرید کرید کر افضل اعمال کے بارے میں سوال کر رہے ہیں یہ درحقیقت آخرت کی فکر دنیا کی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے قیمتی بنانے کی فکر تھی جو حضرات صحابہ کو بے چین رکھتی تھی۔ اس حدیث میں اعمال خیر کی فکر اور اپنی کمزوری کا احساس بھی واضح ہے۔

حضور علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ کسی ہنر مند کی مدد کریا بے ہنر کے لئے کوئی کام کر دے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بہت سے ہنر مند افراد کو کام نہیں ملتا اور وہ مدد کے محتاج ہوتے ہیں تاکہ اپنا کام کر سکیں۔ لہٰذا فرمایا کہ اگر کسی ہنر مند کی مدد کر کے اسے کام پر لگا دیا جائے تو یہ بہت افضل عمل ہے۔ اور اگر کوئی بے ہنر محتاج ہے تو اس کے لئے کوئی ذریعہ معاش و کسب تلاش کرنا بھی نہایت افضل ہے۔ جس میں حسن سلوک اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ رحم اور صدقہ سب کا اجر ملتا ہے۔

آخر میں فرمایا کہ اگر کچھ بھی نیک اعمال نہ کر سکو اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک نہ کر سکو تو کم از کم یہ کر لیا کرو کہ لوگوں کو اپنے شر اور تکلیف سے محفوظ رکھو کہ تمہاری ذات سے اگر کسی کو فائدہ نہیں پہنچ رہا تو کم از کم نقصان و تکلیف بھی نہ پہنچے۔ یہ تمہارا اپنی ذات کے لئے صدقہ ہے۔

اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مَوَاقِيتِهَا قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

نزدیکی پیدا کرتا ہے آپ نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا میں نے عرض کیا اس کے بعد اور کونسا یا نبی اللہ! فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا معاملہ کرنا۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اس کے بعد پھر کونسا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔

۱۵۷...... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا

۱۵۷...... ابو عمرو شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے اس گھر والے (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کونسا عمل اللہ کو زائد محبوب ہے؟ فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔ میں نے دریافت کیا پھر کونسا عمل؟ فرمایا: والدین کیساتھ نیکی کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا عمل؟ فرمایا: راہ خدا میں جہاد کرنا۔ آپ نے ان ہی کاموں کا مجھے بتلایا اگر میں اور زائد دریافت کرتا تو اور زائد بتلا دیتے شعبہ نے اسی سند کیساتھ یہ روایت بیان کی ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا لیکن ان کا نام نہیں لیا۔

۱۵۸... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۱۵۸... حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام اعمال میں افضل عمل اپنے وقت پر نماز کی ادائیگی اور والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ ❶

❶ علامہ نووی شارح مسلم نے فرمایا کہ یہاں ان احادیث میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ کسی میں افضل الاعمال جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا کہیں پر نماز کی وقت پر ادائیگی کو کہیں بر الوالدین کو اور بعض دوسری روایات میں مسکین کو کھانا کھلانے اور سلام کرنے کو افضل الاعمال قرار دیا ہے۔ یہ اختلاف کیوں؟ اور ان سب میں جمع اور مطابقت کیسے ہوگی؟ علامہ قفال شاشی کبیر نے فرمایا کہ یہ اختلاف اعمال در حقیقت اختلاف احوال و اختلاف اشخاص کے اعتبار سے ہے۔ مثلاً: بعض حالات میں جہاد سب سے افضل عمل ہوگا بعض حالات میں نماز وغیرہ (جیسے کہ خیبر کے موقع پر ایک غریب چرواہا مسلمان ہوا تو اسلام لانے کے بعد جب اس نے فرائض پوچھے تو فرمایا حضور ﷺ نے کہ جاؤ جا کر قتال کرو۔ اور وہ جہاد کے دوران شہید ہو گیا اور بعد میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسا جنتی ہے کہ اس نے کوئی نماز نہیں پڑھی کوئی روزہ نہیں رکھا لیکن سیدھا جنت میں گیا تو اس وقت کے حالات کے اعتبار سے جہاد ہی افضل عمل تھا۔ زکریا) اسی طرح بعض لوگوں کے حالات کے اعتبار سے جہاد ضروری تھا۔ ان میں حضور ﷺ نے جہاد کی طرف سے غفلت دیکھی تو ان کو جہاد کے بارے میں فرمایا کہ افضل عمل ہے۔ کسی میں والدین کے ساتھ حسن سلوک میں کوتاہی دیکھی تو اسے فرمایا کہ افضل العمل بر الوالدین ہے۔ غرض یہ اختلاف در حقیقت اختلاف احوال و شخصیات کے اعتبار سے ہے۔
بعض نے فرمایا کہ افضل الاعمال سے قبل لفظ "من" محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ افضل اعمال میں سے ایک جہاد ہے یعنی افضل اعمال تو بہت سے ہیں ان میں ایک جہاد ہے ایک بر الوالدین ہے ایک نماز کی وقت پر ادائیگی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نماز کو بلا عذر شرعی یا طبعی موخر کرنا گناہ ہے اول وقت میں نماز کی ادائیگی لازم ہے۔

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوِ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ

باب-۳۷ بیان کون الشرک[1] اقبح الذنوب وبیان اعظمها بعده

تمام گناہوں میں شرک کے بدترین گناہ ہونے اور اس کے بعد دوسرے بڑے گناہوں کا بیان

۱۵۹...... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ

۱۵۹...... حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷛ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے عظیم ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے باوجودیکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بلاشبہ یہ تو بہت بڑا گناہ ہے (کہ انسان اپنے خالق و مالک جس نے اسے تن تنہا پیدا کیا عدم سے وجود بخشا اس کے ساتھ اس کی صفات و کمالات میں کسی غیر کو شریک کرے) میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا گناہ (سب سے بڑا ہے؟) فرمایا کہ تو اپنے بچہ کو اس اندیشہ وخوف سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں

---

[1] حدیث سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا اور بدترین گناہ ہے۔ شرک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات و کمالات میں کسی غیر کو جو یقیناً مخلوق ہوگی شریک کیا جائے۔ خواہ عملاً یا اعتقاداً۔ اسکا بدترین گناہ ہونا کسی بھی صاحب عقل پر مخفی نہیں۔ خود قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ دوسرے تمام گناہوں کی مغفرت فرمادیں گے اگر چاہیں لیکن شرک کی مغفرت اور معافی ہرگز نہیں فرمائیں گے۔
شرک کی مختلف اقسام ہیں شرک اعتقادی، شرک عملی وغیرہ کوئی مسلمان بقائمی ہوش و حواس شرک اعتقادی میں تو مبتلا نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی اس شرک میں نعوذ باللہ مبتلا ہو گیا تو فی الفور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا البتہ شرک عملی میں دور حاضر کے بے شمار جاہل بلکہ بہت سے سمجھدار لکھے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: الشرك اخفىٰ من دبیب النمل۔ یعنی شرک تو چیونٹی کی چال کی آواز سے بھی زیادہ خفیف اور چھپا ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے دور میں بدعتی اور جاہل لوگ دین کے نام پر نہ جانے کیا کیا شرک کر رہے ہیں۔
قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، غیر اللہ کی نذر و نیاز، حسین ﷛ کی فاتحہ، مزاروں پر منتیں مرادیں مانگنا، غیر اللہ کے نام کے جانور ذبح کرنا، غوث الاعظم (شاہ عبدالقادر جیلانیؒ) کی گیارھویں منانا۔ حضرت جعفر صادق ﷛ کے کونڈے کرنا یہ سب شرک جلی و خفی کی مختلف اقسام ہیں جن میں ہندو پاکستان کے اکثر جاہل عوام مبتلا ہیں اور انکے ایمان مشکوک ہوتے جارہے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ایک گروہ جو بزعم خود اہلسنت ہونے کا دعوائے باطل کرتا ہے وہ اسلام کا ٹھیکیدار بن کر پوری امت کو گمراہ کر رہا ہے اور ان شرکیہ افعال و اقوال کو عین ایمان قرار دے رہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیا ہے۔ اور انہوں نے ان تمام شرکیہ افعال و قبر پرستی کو اپنی گندہ گھناؤنی اور حرام مگر نہایت نفع بخش تجارت و کاروبار کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ یہ مزارات کے مجاور اور خود ساختہ جعلی بدعتی پیر جو نماز تک نہیں پڑھتے اصلاح کے نام پر لوگوں کو نہ صرف گمراہ کر رہے ہیں بلکہ مسلمانوں کا پیسہ حرام طریقہ سے کھا رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ قرآن کریم کی اس وعید کے صحیح ترین مصداق و مستحق ہیں جس میں فرمایا کہ: "یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ نقصان و خسارہ والے ہیں۔" اور فرمایا کہ: "بیشک وہ لوگ جنہوں نے چھپایا اس بات کو جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کی ہے (توحید اور شرک سے بیزاری) اور اس کے معاوضہ میں دنیا کا تھوڑا سا مال و متاع حاصل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پیٹوں میں جہنم کے انگارے بھر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ لطف کے ساتھ کلام فرمائیں گے اور نہ ان کے گناہ معاف کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (البقرۃ آیت ۱۷۴) اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام مسلمانوں کو ہر طرح کے شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین

يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

شریک ہوگا (تجھے اس کے کھانے پینے کے اخراجات برداشت کرنے ہوں گے) میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

۱۶۰...... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا ﴿ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴾

۱۶۰...... حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کے ساتھ تو کسی کو شریک ٹھہرائے باوجودیکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ اس نے کہا پھر کونسا گناہ؟ فرمایا اپنے لڑکے کو تو اس خوف سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ ❶ اس نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔ ❷ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق و تائید ان آیات میں نازل فرمائی: والذین لایدعون سے یلق اثاما ❸ تک۔

باب -۳۸ بيان الكبائر و اكبرها

کبیرہ گناہوں اور کبائر میں سب سے بڑے گناہ کا بیان

۱۶۱...... حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي

۱۶۱...... حضرت ابو بکرہ ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک بار حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں حاضر خدمت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہ نہ بتلاؤں؟ تین بار آپ ﷺ نے یہ فرمایا اور فرمایا:

---

❶ قرآن کریم میں قتل اولاد کے بارے میں فرمایا: لاتقتلوا اولاد کم خشية إملاق اپنی اولاد کو بھوک و افلاس سے قتل نہ کرو۔ تمہیں اور تمہاری اولاد کو رزق ہم دیتے ہیں۔ رزق تم نہیں ہو ہم ہیں لہٰذا قتل اولاد نہایت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ ہمارے دور میں یہ جاہلانہ عمل ایک دوسری صورت میں رائج ہے۔ جسے بہبود آبادی یا فیملی پلاننگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ کم بچے ہوں گے تو گھرانہ خوشحال ہوگا۔ دنیا بھر میں عموماً اور مسلم ممالک میں خصوصاً آبادی کم کرنے پر زور دیا جارہا ہے۔ اور لوگوں کو فیملی پلاننگ کے طریقے ضبط ولادت کی مختلف دوائیں مفت دی جارہی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بھی قتل اولاد کی ہی شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین۔

❷ زنا بھی بدترین گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث بالا میں پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا عام عورت سے زنا سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جوار اور ہمسائیگی میں ہمسایہ کو دوسرے ہمسایہ سے یہ توقع ہوتی ہے کہ میری غیر موجودگی میں اس کے بیوی بچوں اور گھربار کی حفاظت کا خیال رکھے گا۔ اور پڑوسی سے انسان کو کسی غیر شریفانہ حرکت کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کوئی ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرے تو اس کی شناعت و قباحت مزید بڑھ جاتی ہے۔

❸ سورۃ الفرقان آیت ۶۸: ترجمہ۔ اور وہ لوگ (اللہ کے خاص بندے ہیں) جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کردیا ہے قتل نہیں کرتے مگر کسی حق کی وجہ سے۔ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا اسے سزا سے پالا ہوگا۔

بكرة عن أبيه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثا الإشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور أو قول الزور وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم متكئا فجلس فما زال يكررها حتى قلنا ليته سكت

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ۲۔ والدین کی نافرمانی کرنا ۳۔ جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات کہنا۔ اور نبی اکرم ﷺ اس وقت ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے پھر آپ (ٹیک سے ہٹ کر) بیٹھ گئے اور مسلسل اسی بات کا اعادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم (اپنے دل میں) کہنے لگے کہ کاش آپ خاموش ہو جائیں۔ ❶

---

❶ گناہ صغیرہ و کبیرہ کسے کہتے ہیں؟ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر وہ کام جس سے اللہ اور اللہ کے رسول علیہ السلام نے کسی بھی درجہ میں منع فرمایا ہے یا اس کے کرنے کو ناپسند فرمایا ہے اسے کرنا یا کسی کام کے کرنے کا حکم فرمایا اسے نہ کرنا گناہ ہے۔ اور جب نافرمانی اللہ اور اس کے رسول کی ہو تو وہ عظیم ہے اس اعتبار سے ہر گناہ کبیرہ ہے صغیرہ نہیں۔ لیکن جمہور علماء سلف و خلف اور فقہاء کرام نے گناہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں ۱۔ صغیرہ ۲۔ کبیرہ۔ حضرت ابن عباس ؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ امام غزالی نے بھی اسی مسئلہ پر تفصیل سے گفتگو فرماتے ہوئے اسی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ ہر وہ شخص جسے فقہ سے کچھ درک ہو وہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

امام غزالی نے یہ بھی فرمایا کہ وہ گناہ جو انسان کسی خوف و ندامت کے احساس سے عاری ہو کر کرے اور نہ اس پر کوئی ندامت و شرمندگی نہ ہوا سے ہلکا سمجھ کر کرے اور اس گناہ پر جرات و جسارت کرے وہ کبیرہ ہے۔ اور جس گناہ سے انسان کو ندامت ہو اور آئندہ کے لئے اس سے بچنے کا احساس ہو وہ صغیرہ ہے۔

شیخ ابن الصلاح نے فرمایا کہ ہر گناہ اپنی ذات میں بڑا اور عظیم ہے اور اس پر کبیرہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ لیکن کبیرہ گناہ کی کچھ نشانیاں اور علامات ہیں۔ مثلاً وہ گناہ جس پر قرآن و حدیث میں حد بیان کی گئی ہو مثلاً زنا، سرقہ، قتل، تہمت، شراب خوری، سود خوری، رہزنی یا ڈکیتی وغیرہ یا اس گناہ کی کوئی اخروی سزا بیان کی گئی ہو یا عذاب کا وعدہ ہو مثلاً کسی کا ناحق مال کھانا، کسی کی آبرو ریزی کرنا، مسلمان کو تکلیف پہنچانا، دین کے احکامات کو لوگوں کی خواہش کے مطابق توڑ مروڑ کر پیش کرنا، غیبت وغیرہ کرنا یا اسی طرح اس گناہ کے کرنے والے کو فاسق کہا گیا ہو مثلاً کسی پاک دامن عورت پر بہتان باندھنا وغیرہ یا کسی گناہ پر لعنت کی گئی ہو مثلاً حلالہ کرنے کرانے والے پر حدیث میں لعنت فرمائی گئی ہے وغیرہ ایسے تمام گناہ کبیرہ ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خود بہت سے گناہوں کی بطور کبیرہ نشاندہی فرمائی۔ چنانچہ اسی بنیاد پر شیخ ابو محمد بن عبد السلام نے فرمایا کہ جب تم کبیرہ گناہ اور صغیرہ گناہ کا فرق جاننا چاہو تو اس کی برائی پر غور کرو اگر اس کی برائی اور شناعت ان گناہوں کے برابر یا زیادہ ہے جنہیں حدیث میں کبیرہ کہا گیا تو وہ بھی گناہ کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ۔

بہر کیف گناہ کبیرہ کی کوئی متعین تعریف نہیں بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں قرآن و حدیث میں کہیں کبائر میں شمار نہیں کیا گیا لیکن حقیقتاً وہ بہت سے دوسرے کبائر سے بڑے کبائر ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کی بے حرمتی، شعائر اللہ کی بے توقیری و بے حرمتی، انبیاء اللہ کی تعظیم نہ کرنا، سب صحابہ و سلف۔ یہ گناہ ایسے ہیں جو دوسرے بہت سے کبائر مثلاً جھوٹ، تجسس، بدگمانی، بدنظری وغیرہ سے بڑے گناہ ہیں۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اور صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دوسرے بعض نیک اعمال کی وجہ سے معاف کر دیتے ہیں۔ جیسے احادیث میں مختلف اعمال کے بارے میں ہے کہ فلاں عمل سے اتنے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ کبیرہ گناہ کے لئے توبہ ضروری ہے۔ اور توبہ نام ہے تین چیزوں کا۔ ایک یہ کہ اپنے کئے پر ندامت ہو آئندہ کے لئے نہ کرنے کا عزم ہو اور استغفار ہو۔ اور جو شخص گناہ کے بعد استغفار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اسی لئے ابن عباس ؓ نے فرمایا استغفار اگر ہو تو کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا۔

اسی طرح یہ بات بھی اہم ہے کہ صغیرہ گناہ پر اگر اصرار ہو یعنی صغیرہ کو عادت بنا لیا جائے تو وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور مصر علی الذنب اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ شیخ ابن الصلاح نے فرمایا کہ گناہ پر اصرار کا مقصد یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کر کے اسے آئندہ بھی کرنے کا قصد و ارادہ کرے اور اس کو کرنے سے باز نہ آئے۔

والدین کی نافرمانی اور حقوق کی عدم ادائیگی بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تو بہت اہتمام سے قرآن و حدیث میں حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ انہیں اف کہنا بھی جائز نہیں چہ جائیکہ ان کی نافرمانی کی جائے۔ کسی حالت میں بھی والدین کی نافرمانی (جاری ہے)

۱۶۲...... و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ

۱۶۲...... حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی' کسی جان کا قتل کرنا اور جھوٹی بات (یا گواہی) ہے۔

۱۶۳...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّورِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنَّهُ شَهَادَةُ الزُّورِ

۱۶۳...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبائر کا تذکرہ فرمایا۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبائر کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' کسی جان کا قتل کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا ہیں۔ اور فرمایا کہ میں تمہیں کبائر میں سب سے کبیرہ گناہ نہ بتلاؤں؟ وہ جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی ہے۔
شعبہؒ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی فرمایا۔

۱۶۴...... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَأَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ

۱۶۴...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سات ہلاک و برباد کرنے والی باتوں سے اجتناب کرو" کہا گیا کہ وہ سات باتیں کونسی ہیں؟ فرمایا ۱۔ شرک مع اللہ ۲۔ سحر (جادو ٹونا وغیرہ) ۳۔ جس نفس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہے اسے قتل کرنا مگر کسی (شرعی) حق کے عوض ۴۔ یتیم کا مال کھانا ۵۔ سود کھانا ۶۔ جنگ کے روز دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا ۷۔ اور پاکدامن مؤمن عفیفہ عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔ [1]

(گذشتہ سے پیوستہ) جائز نہیں۔ البتہ اگر والدین معصیت الٰہی کا حکم دیں تو علماء نے فرمایا کہ معصیت کے اندر والدین کا حکم بھی نہیں مانا جائے گا۔ حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوگی۔
طلب علم دین کے لئے بھی والدین کی اجازت ضروری ہے البتہ علم دین کے دو درجات ہیں ایک فرض عین اور دوسرا فرض کفایہ اور سنت فرض عین وہ ہے جس کا جاننا روزمرہ کے اسلامی احکامات پر عمل کے لئے لازمی ہو اس کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں۔ البتہ علوم نبویہ کے حصول کے لئے جانا یہ فرض کفایہ ہے اور اس کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے۔ واللہ اعلم
جھوٹی گواہی بھی گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ اس میں ایک انسان کی حق تلفی ہوتی ہے جس سے اسے ایذاء پہنچتی ہے اور کسی کی حق تلفی یا ایذاء حرام ہے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی اور والدین کی نافرمانی اگرچہ شرک کے برابر نہیں لیکن فی نفسہ بہت سخت گناہ ہیں۔ (انتهى كلام النووى مخلصاً بتغيير يسير)
احقر زکریا عفی عنہ

[1] اس حدیث میں بعض دوسرے مزید گناہوں کو بھی کبائر میں شامل فرمایا ہے۔ سب سے پہلے سحر یعنی جادو وغیرہ کرنا کرانا ہے۔ شریعت کی رو سے جادو سیکھنا سکھانا' کسی پر کرنا اور کروانا سب حرام ہے۔ البتہ بعض علماء نے فرمایا کہ جادو کے توڑ کے لئے اس کا سیکھنا گناہ نہیں البتہ ...... (جاری ہے)

الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

۱۶۵ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ

۱۶۵ ..... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"کبیرہ گناہوں میں سے ہے آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواب میں) اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

۱۶۶ ..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۶۶ ..... سعد بن ابراہیم سے اسی سند کے ساتھ یہ روایت (آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے جواب میں اس کے والدین کو گالی دیتا ہے) منقول ہے۔

باب-۳۹ تحریم الکبر و بیانہ

کبر و تکبر کی حرمت کا بیان

۱۶۷ ..... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ

۱۶۷ ..... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ) کسی پر اس کا استعمال گناہ ہے۔
اسی طرح سود کھانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن میں سودی معاملہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ کرتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ سود کھانا اپنی ماں سے (معاذ اللہ) زنا کی طرح ہے۔ لڑائی میں دشمن کے مقابلہ میں پیٹھ پھیر لینا اور راہ فرار اختیار کرنا شیوۂ مسلمان نہیں قرآن میں فرمایا کہ ایسا شخص اللہ کے غضب میں آجاتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ الا یہ کہ پینترا بدلنے اور دوسرے رخ سے مزید حملہ کرنے کے لئے پیٹھ پھیرے تو جائز ہے۔
پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا سخت ترین گناہ ہے۔ یہاں غافلات سے مراد یہ ہے کہ وہ عورتیں جو بے حیائی اور فحاشی کی باتوں سے واقف نہ ہوں سیدھی سادھی گھریلو پاکدامن خواتین ہوں جنہیں دنیا کی خباثتوں اور فحاشیوں کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو۔ ایسی خواتین قرآن کی نظر میں قابل تعریف ہیں۔ ایسی خواتین پر بدکاری کی تہمت لگانا بدترین گناہ ہے اور قرآن کریم میں ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ دنیا میں ان کی سزا یہ ہے کہ ۸۰ کوڑے حد قذف کے طور پر ان کے لگائے جائیں اور آئندہ کے لئے ان کی گواہی ہمیشہ کے لئے ناقابل اعتبار ہے۔ اور اخروی سزا یہ ہے کہ لعنوا في الدنيا والآخرة دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ملعون ہیں۔ اور شدید دردناک عذاب ان کا مقدر ہے۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔ حقر زکریا عفی عنہ۔

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلٍ الْفُقَيْمِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا" ایک آدمی نے عرض کیا: ایک شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے) فرمایا۔ اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت صاحب جمال ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، تکبر تو حق بات کو رد کر دینے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔ [1]

۱۶۸ حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ مِنْجَابٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

۱۶۸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا، جہنم میں نہیں جائے گا [2]، اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر اور بڑائی ہوگی وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ [3]

---

[1] تکبر اور کبر یہ نفسانی رذائل میں سب سے بدترین رذیلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بڑائی اور کبریائی صرف میری چادر ہے۔
تکبر کسے کہتے ہیں؟ فرمایا کہ تکبر کہتے ہیں حق بات کو خود پسندی کی وجہ سے رد کر دینے اور دوسرے لوگوں کو اپنے سے حقیر سمجھنے کو۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی واضح فرمایا کہ تکبر کا تعلق ظاہر سے نہیں باطن سے ہے۔ ایک انسان اپنے ظاہر کو اچھا رکھنا چاہتا ہے تو یہ تکبر نہیں ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حسن وجمال (ظاہری یا معنوی) لئے ہوتا ہے۔ اس کی صفات جمالیہ وکمالیہ ہیں۔
ابو سلیمان الخطابی نے فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب نور ہیں رونق وشادابی والے ہیں یعنی یہ نور و رونق اللہ کی ملک میں ہیں جسے چاہیں عطا کریں۔
بعض نے فرمایا۔ اس کے معنی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ لطف کا معاملہ فرماتے ہیں۔ صحیح اور محقق بات یہ ہے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور شارع علیہ السلام نے اس کی توضیح نہیں فرمائی لہٰذا ہمیں بھی اس کی وضاحت میں نہیں پڑنا چاہئے۔
امام الحرمین نے فرمایا کہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کے جو اسماء وصفات مطلقاً بیان کئے ہیں ہم بھی ان کا اطلاق کریں گے اور جن کے بارے میں شریعت نے اطلاق سے منع کیا ہے ان کا ہم بھی اطلاق نہیں کریں گے۔
اور جو اسماء وصفات شریعت میں وارد نہیں ہیں ہم ان کے جواز وعدم جواز کے بارے میں کوئی حکم نہیں لگائیں گے۔ بہرکیف تکبر کا معنی یہ نہیں کہ انسان اچھا پہننا اوڑھنا چھوڑ دے بلکہ لوگوں کو حقیر نہ سمجھے۔

[2] جہنم میں نہ جانے کا مطلب یہ نہیں کہ خواہ اس نے ساری عمر گناہ کئے ہوں لوگوں کے حقوق غصب کئے ہوں معصیت ونافرمانی میں زندگی گذاری ہو تب بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی بداعمالیوں کی سزا دینے کے لئے جہنم میں داخل کریں گے پھر وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی جنت میں ضرور داخل ہوگا جنت سے محروم نہیں رہے گا۔ واللہ اعلم

[3] جنت میں عدم دخول کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اپنے تکبر وبڑائی کی سزا نہیں بھگتے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا یعنی اگر اس (جاری ہے)

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرِيَاءَ

١٦٩ ... وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ

۱۶۹ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"جس کے دل میں ذرہ بھر بھی بڑائی ہوگی جنت میں دخول (اولی) سے محروم رہے گا۔"

باب ـ ۴۰ الدليل على ان من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة و ان مات مشركا دخل النار

شرک سے بری ہونے کی حالت میں مرنے والا جنت میں داخل ہوگا اور شرک کی حالت میں مرنے والا جہنم میں

١٧٠ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ وَكِيعٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَ قُلْتُ أَنَا وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۷۰ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ابن نمیر کی روایت کے الفاظ ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو اور اسی حالت میں مر جائے تو جہنم میں داخل ہوگا، اور (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ جو شخص اس حالت میں وفات پائے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" ❶

١٧١ ... وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۷۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ واجب کرنے والی (جنت اور جہنم کو) باتیں کونسی ہیں؟

(گذشتہ سے پیوستہ) کے دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت کا استحقاق ہو گیا ہوگا۔ تب بھی تکبر کی وجہ سے دخول جنت سے پہلے مرحلہ میں روک دیا جائے گا۔ پھر اپنے تکبر کی سزا اٹھائے گا اس کے بعد پاک صاف ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ انتہی ذکریہ (حاشیہ صحیح ہذا)

❶ تمام کتب میں یہ روایت اسی طرح مذکور ہے کہ جملہ اولی کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی اور جملہ ثانیہ کی نسبت اپنی طرف کی۔ اور یہ اس لئے کہ شاید حضور ﷺ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک ہی جملہ سنا ہو اور دوسرا جملہ خود قرآن و حدیث سے اخذ کیا ہو۔ البتہ دوسری روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دونوں جملوں کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف فرمائی۔ نیز کسی وقت ایک ہی جملہ یقینی طور سے یاد ہوگا تو ایک جملہ حضور ﷺ سے منسوب کر کے نقل کر دیا اور ایک اپنی طرف منسوب کر کے۔ واللہ اعلم

رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْمُوجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ

فرمایا: جو شخص اس حال میں وفات پائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا (یعنی ضرور داخل ہوگا) اور جو شرک کرتا ہوا موت سے جاملا وہ جہنم میں داخل ہو گیا۔ (ضرور ہوگا)۔

۱۷۲...... و حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ قَالَ أَبُو أَيُّوبَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

۱۷۲...... حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملا کہ شریک نہیں کرتا تھا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو وہ جنت میں داخل ہوا اور جو اس سے اسکے ساتھ شرک کرتا ہوا ملا وہ جہنم میں داخل ہو گیا۔

۱۷۳...... و حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهِ

۱۷۳...... حضرت جابر ﷺ نبی اکرم ﷺ سے سابقہ روایت (جو شخص اللہ سے اس حالت میں ملا کہ وہ شکر نہیں کرتا تھا وہ جنت میں جائے گا...... الخ) کی طرح نقل کرتے ہیں

۱۷۴...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ

۱۷۴...... حضرت [1] ابوذر ﷺ، نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے بشارت دی کہ آپ کی امت میں سے جو شخص اس حال میں وفات پائے کہ شرک نہیں کرتا تھا اللہ کے ساتھ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(ابوذر ﷺ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا (یارسول اللہ!) اگر وہ زناکاری کرے اور چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ زناکاری کرتا ہو یا چوری کرتا ہو [2] (تب بھی جنت میں داخل ہوگا)۔

---

[1] حضرت ابوذر ﷺ مشہور صحابی ہیں۔ ان کا نام جندب بن جنادہ تھا صحابہ ﷺ میں فقیر صحابہ کے نام سے مشہور ہیں۔ مال و دولت سے نہایت دور بھاگتے تھے بلکہ مالداروں سے بھی نہایت دور رہتے تھے۔ قبیلہ غفار سے تعلق تھا۔

[2] حضرت ابوذر ﷺ کو اس بات پر حیرت تھی کہ زناکاری اور چوری جیسے قبیح افعال کے باوجود کیسے جنت میں جائے گا؟ چنانچہ اگلی روایت میں ہے کہ انہوں نے بار بار اپنی بات کا اعادہ کیا اور حضور علیہ السلام نے فرمایا: ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو یعنی ان کی مرضی نہ بھی ہو تب بھی جنت میں جائے گا۔ علامہ نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ یہ حدیث اہل سنت کے مذہب کی دلیل ہے کہ کبیرہ گناہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے جہنم کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور یہ بات گذر چکی ہے کہ صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور جائے گا۔ اور جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ انتہی

۱۷۵...... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ

۱۷۵...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ سو رہے تھے، جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا میں (چلا گیا اور) پھر آیا تو اس وقت بھی آپ ﷺ سو رہے تھے (میں چلا گیا) دوبارہ آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس بندہ نے بھی لا الہ الا اللہ کہا (ایمان لایا) اور پھر اسی پر قائم رہتے ہوئے مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔"

میں نے عرض کیا: اگر وہ زناکاری یا چوری کرتا ہو؟ (تو کیا پھر بھی جنت میں جائے گا؟) فرمایا کہ (ہاں) اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ تین بار آپ ﷺ نے فرمایا۔ اور چوتھی مرتبہ میں فرمایا کہ خواہ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرضی نہ ہو تب بھی جنت میں جائے گا)۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے تو یہی جملہ کہتے ہوئے کہ و ان رغم[1] انف ابی ذر، ابوذر کی مرضی کے خلاف۔

باب-۴۱ تحریم قتل الکافر بعد قوله "لا اله الا الله"

کافر کے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کا قتل حرام ہو جاتا ہے

۱۷۶...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ مُتَقَارِبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ

۱۷۶...... حضرت مقداد[2] بن الاسود رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں (اس بارے میں کہ) اگر میری کافروں میں سے کسی سے مڈبھیڑ ہو جائے اور وہ مجھ سے لڑائی کرے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے اور پھر وہ مجھ سے بچ کر درخت کی آڑ لے لے اور کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہو گیا (اسلام لے آیا) تو کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں یا رسول اللہ؟

جبکہ وہ اسلام کا قول کر چکا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے قتل نہیں کر

---

[1] عرب میں یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ دوسرا کوئی بات تسلیم نہ کرے کہ تم نہ چاہو تب بھی یہ کام ہوگا۔ یہ محاورہ ہے

[2] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ مشہور و معروف صحابی ہیں۔ کندہ یمن کے ایک علاقہ سے تعلق تھا اسی نسبت سے "کندی" کہلاتے ہیں۔ بنو زھرہ کے حلیف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ ابتدائے زمانۂ اسلام میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا حقیقی نسب یہ ہے۔
مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ۔ لیکن یہ مقداد بن اسود کے نام سے معروف ہیں۔ اسود بن عبد یغوث نے زمانہ جاہلیت میں انہیں متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا تھا لہٰذا اسی نام سے معروف ہو گئے۔

لله أفأقتله يا رسول الله بعد أن قالها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقتله قال فقلت يا رسول الله إنه قد قطع يدي ثم قال ذلك بعد أن قطعها أفأقتله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقتله فإن قتلته فإنه بمنزلتك قبل أن تقتله وإنك بمنزلته قبل أن يقول كلمته التي

سکتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اسلام کا کلمہ کہنے لگا کیا میں (پھر بھی) اسے قتل کر سکتا ہوں؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اسے مت قتل کرو۔ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے اس مقام پر ہوگا جس پر تم اسے قتل کرنے سے پہلے ہو (یعنی وہ مسلمان ہوگا) اور تم اس کے اس مقام پر ہو جاؤ گے جس پر وہ اسلام کا کلمہ کہنے سے پہلے تھا (یعنی حالت کفر پر)۔ ❶

۱۷۷ قال حدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد قالا أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر ح و حدثنا إسحق بن موسى الأنصاري قال حدثنا الوليد بن مسلم عن الأوزاعي ح و حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا ابن جريج جميعا عن الزهري بهذا الإسناد أما الأوزاعي وابن جريج ففي حديثهما قال أسلمت لله كما قال الليث في حديثه وأما معمر ففي حديثه فلما أهويت لأقتله قال لا إله إلا الله

۱۷۷۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ منقول ہے۔ ابن جریج کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اسلام لے آیا اور معمر کی روایت میں ہے کہ جب میں اس کے قتل کیلئے جھکوں تو وہ لا الہ الا اللہ کہے۔

۱۷۸ وحدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني عطاء بن يزيد الليثي ثم الجندعي أن عبيد الله بن عدي بن الخيار أخبره أن المقداد بن عمرو بن الأسود الكندي وكان حليفا لبني زهرة وكان ممن شهد بدرا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال يا رسول الله أرأيت إن لقيت رجلا من الكفار ثم ذكر بمثل حديث الليث

۱۷۸۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود کندی سے روایت ہے اور وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت فرمائی تھی۔ انہوں نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کا کیا حکم ہے اگر میں کفار کے کسی آدمی سے ملوں۔ آگے سابقہ حضرت لیث رحمہ اللہ والی روایت کی طرح روایت بیان فرمائی۔

---

❶ علامہ نووی نے فرمایا کہ یہ اور آئندہ آنے والی چند احادیث سے فقہ اسلامی کا ایک ضابطہ اور اصول معلوم ہوا اور وہ یہ کہ احکامات شرعیہ میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے اور ظاہر پر ہی حکم لگایا جاتا ہے۔ جہاں تک باطن اور باطنی معاملات کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہی اس کا وکیل ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کرتا ہے تو وہ مسلمان کہلائے گا اور اس کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کیا جائے گا۔ وہ اسلامی احکامات کا پابند ہوگا اور خلاف شرع امور پر حاکم اسے سزا دے گا بحیثیت مسلمان۔ جو حقوق مسلمانوں کو حاصل ہوں گے اسے بھی حاصل ہوں گے خواہ وہ دل سے توحید و رسالت کا قائل نہ ہو کیونکہ دل کے اندر جھانکنا اور دل کی حالت معلوم کرنا یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذمہ نہیں رکھا بلکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ دنیا میں تو ظاہر کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

۱۷۹..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَهٰذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَقَتَلْتَهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَأَنَا وَاللهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ أَلَمْ يَقُلِ اللهُ (وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ) فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَأَنْتَ وَأَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ فِتْنَةٌ

۱۷۹..... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا۔ صبح دم "جہینہ" کے مقام پر قبیلہ حرقات والوں سے ہماری جنگ ہوئی۔ ایک شخص کو میں نے جالیا (یعنی وہ میری تلوار کی زد میں آگیا اور میں اسے قتل کرنے ہی کو تھا) کہ اس نے کہا لاالہ الااللہ (توحید کا اقرار کرلیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جان کے خوف سے کلمہ پڑھا) میں نے اسے نیزہ مارا (جس سے وہ جان سے گزر گیا) لہٰذا اس واقعہ کا تذکرہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے لاالہ الااللہ کہہ دیا پھر بھی تم نے اسے قتل کردیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اسلحہ کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا (مقصد ایمان لانا نہیں تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا (کہ اس نے جان کے خوف سے کلمہ پڑھا ہے ایمان کی نیت سے نہیں یعنی تمہیں کیا علم کہ اس نے کس نیت سے لاالہ الااللہ کہا تھا) کہ تم جان لیتے کہ یہ کلمہ اس نے کہا تھا (دل سے) یا نہیں۔

پھر اس کے بعد آپ ﷺ مسلسل اسی کا تکرار کرتے رہے مجھ سے یہاں تک کہ میں یہ تمنا کرنے لگا کہ میں اسی روز مسلمان ہوا ہوتا (کیونکہ اس گناہ عظیم سے بچ جاتا)۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم! کسی مسلمان کو قتل نہیں کروں گا اس وقت تک جب تک کہ ذوالبطین یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ اسے قتل نہ کرے۔

ایک آدمی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ تم ان کفار سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سب اللہ کے لئے ہو جائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک ہم نے اسی لئے قتال کیا (اور کرتے رہے کفار سے) یہاں تک کہ فتنہ ختم ہوگیا البتہ تو اور تیرے ساتھی چاہتے ہیں کہ فتنہ باقی رکھنے کے لئے قتال کریں۔ ❶

۱۸۰..... حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ

۱۸۰..... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

❶ معلوم ہوا کہ اسلام اور شریعت کے احکامات میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے۔ اب کسی نے خواہ صرف زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کیا ہو دل سے نہ کیا ہو پھر بھی اس پر مسلمانوں والے احکامات جاری ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے منافقین سے قتال نہیں فرمایا حالانکہ بعض منافقین کے بارے میں تو قرآن کریم نے بتلا بھی دیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ذوالبطین فرمایا۔ بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہیں پیٹ کو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چونکہ نکلا ہوا تھا اس لئے انہیں سعد رضی اللہ عنہ نے ذوالبطین فرمایا۔

قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ظِبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ

نے ہمیں (لڑائی کے لئے) جہینہ کے مقام پر قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے ان پر صبح کے وقت حملہ کیا اور انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے ان میں سے ایک شخص کو جا پکڑا۔ جب ہم نے اسے چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا تو (وہ جان کے خوف سے گھبرا کر) کہہ اٹھا لا الہ الا اللہ، یہ سن کر انصاری نے تو ہاتھ روک لیا (قتل سے) اور میں نے اسے اپنے نیزہ سے مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو اس کی اطلاع جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلاشبہ وہ تو پناہ پکڑنے کیلئے اس نے کہا تھا (اس کا مقصد ایمان نہیں تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے باوجود قتل کر دیا؟ پھر آپ مسلسل اسی بات کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں یہ تمنا ہونے لگی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا (تاکہ اس گناہ عظیم کے وبال سے بچ جاتا)۔

۱۸۱ ...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ أَنَّ خَالِدًا الْأَثْبَجَ ابْنَ أَخِي صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ حَدَّثَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ إِلَى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِنْ إِخْوَانِكَ حَتَّى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُولًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُونَ بِهِ حَتَّى دَارَ الْحَدِيثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَلَا أُرِيدُ أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْصِدَ

۱۸۱ ..... حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن محرز بیان کرتے ہیں کہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ البجلی نے عسعس بن سلامہ کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر کے (زمانہ خلافت میں سازشیوں کی طرف سے اٹھائے گئے) فتنہ کے زمانہ میں کہلوایا کہ لوگوں کو جمع کرو اپنے بھائی بندوں کو (برادری کو) تاکہ ان سے کچھ گفتگو کروں۔

عسعس نے لوگوں کو بلا بھیجا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت جندب رضی اللہ عنہ تشریف لائے زرد رنگ کی ٹوپی اوڑھے ہوئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم اپنی گفتگو میں لگے رہو جو باتیں تم کر رہے تھے۔ (لوگ باتیں کرنے لگے) یہاں تک کہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی طرف روئے سخن ہوا۔ جب روئے سخن جندب رضی اللہ عنہ کی طرف ہوا تو انہوں نے برنس [1] (ٹوپی) اتار دی اپنے سر سے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں تمہارے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بتلاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار مشرکین کی ایک قوم کی طرف مسلمانوں کا لشکر روانہ فرمایا۔ دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ مشرکین میں سے ایک

[1] برنس ایک خاص قسم کی ٹوپی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ برنس اس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں ٹوپی بھی لگی ہوئی ہو۔

إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ حَتَّى أَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لِمَ قَتَلْتَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِينَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَسَمَّى لَهُ نَفَرًا وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَتَلْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَجَعَلَ لَا يَزِيدُهُ عَلَى أَنْ يَقُولَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

شخص جب چاہتا کسی مسلمان کو تاک کر حملہ کرتا اور اسے قتل کر ڈالتا' آخر کار ایک مسلمان نے اسکی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اسے تاک لیا۔
راوی کہتے ہیں کہ ہم آپس میں بات کرتے تھے کہ وہ مسلمان اسامہ ﷺ بن زید تھے۔ جب انہوں نے اس پر تلوار اٹھائی (قتل کے ارادے سے) تو اس نے لاالہ الا اللہ کہہ دیا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔
اس کے بعد (فتح کی) خوشخبری لے کر ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے سب حال احوال دریافت فرمایا تو انہوں نے سب بتلا دیا اور ان صاحب کی بات بھی بتلا دی کہ انہوں نے کیا کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ فرمایا کہ یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچائی اور فلاں فلاں مسلمان کو قتل کر دیا پوری جماعت کا نام لے کر بتلایا۔ میں نے اس پر تلوار اٹھائی۔ جب اس نے تلوار دیکھی تو کہا کہ: لاالہ الا اللہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟ فرمایا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تو تم اس لاالہ الا اللہ کا کیا جواب دو گے جب وہ قیامت کے روز اس کلمہ کے ساتھ آئے گا؟ وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا جواب دو گے اس کے لاالہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن اس کے ساتھ آئے گا؟ پھر آپ ﷺ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا اور یہی فرماتے رہے کہ جب وہ روز قیامت لاالہ الا اللہ کے ساتھ آئے گا تو تم کیا کرو گے؟۔ [1]

باب-۴۲ قول النبي ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا

مسلمانوں پر اسلحہ اٹھانے والے کے ایمان کا بیان

۱۸۲۔۔۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو

۱۸۲۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان کا قتل کتنا سخت گناہ ہے۔ مسلمان خواہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو بغیر حق شرع کے اسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مسلمان کی جان کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی کی نظر میں جان کی کیا قیمت ہے۔ ہمارے دور میں مسلمان مسلمان کے کفر کا فتویٰ جاری کر رہا ہے۔ مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ پھر بھی یہ غور و فکر کی بات ہے کہ اسامہ بن زید ﷺ نے صرف اسلام کی سربلندی کی خاطر اور مسلمانوں کو اذیت سے بچانے کے لئے ایک موذی کو قتل کیا تھا جس پر حضور ﷺ نے اتنی گرفت فرمائی۔ اور آگر کوئی شخص اپنی ذاتی مادی و نفسانی اغراض کی خاطر کسی کو قتل کرے تو وہ اس کا کیا جواب دے گا؟ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

بكر بن أبي شيبة قال حدثنا أبو أسامة وابن نمير كلهم عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم ح و حدثنا يحيى ابن يحيى واللفظ له قال قرأت على مالك عن نافع عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من حمل علينا السلاح فليس منا

"جس شخص نے ہم پر (مسلمانوں پر) اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔"

۱۸۳ ـــ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير قالا حدثنا مصعب وهو ابن المقدام قال حدثنا عكرمة بن عمار عن إياس ابن سلمة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من سل علينا السيف فليس منا

۱۸۳ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن الاکوع حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ہمارے (مسلمانوں کے) خلاف تلوار کھینچی وہ ہم میں سے نہیں۔"

۱۸۴ ـــ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعبد الله بن براد الأشعري وأبو كريب قالوا حدثنا أبو أسامة عن بريد عن أبي بردة عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من حمل علينا السلاح فليس منا

۱۸۴ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ہمارے خلاف اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔" ❶

باب ـ ۴۳ قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا

دھوکہ دہی کرنے والا ہم میں سے نہیں

۱۸۵ ـــ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يعقوب وهو ابن عبد الرحمن القاري ح و حدثنا أبو الأحوص محمد بن حيان قال حدثنا ابن أبي حازم كلاهما عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا

۱۸۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ہمارے اوپر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔"

---

❶ اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ مذہب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف خروج اور اسلحہ اٹھانا بغیر کسی حق شرعی کے جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی اسے حلال اور جائز نہ سمجھے اور اپنے اسلحہ اٹھانے کی غلط تاویل کرے تو ایسا شخص بالاتفاق کافر نہیں ہے دائرہ اسلام سے خارج نہیں البتہ فاسق اور گناہگار ضرور ہے۔

مذکورہ بالا احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانے کو جائز سمجھے تو یہ کفر ہے۔ واللہ اعلم

١٨٦ ــــ و حدثني يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر جميعا عن إسمعيل بن جعفر قال ابن أيوب حدثنا إسمعيل قال أخبرني العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام قال أصابته السماء يا رسول الله قال أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس من غش فليس مني

١٨٦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اقدس ﷺ ایک اناج (غلہ) کی ڈھیری کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس ڈھیر کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کو انگلیوں میں تری محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے اے اس غلہ کے مالک؟ اس نے کہا اس پر پانی پڑ گیا تھا (بارش کی وجہ سے) یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم نے اس گیلے غلہ کو اوپر کیوں نہیں کیا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکتے' جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں۔" (میرا اس سے کوئی تعلق نہیں)۔

باب ۔۴۴ تحريم ضرب الخدود و شق الجيوب والدعاء بدعوة الجاهلية

رخساروں کو پیٹنا، گریبان پھاڑنا، جاہلیت کی باتیں کرنا حرام ہے

١٨٧ حدثني يحيى بن يحيى قال أخبرنا أبو معاوية ح و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا أبو معاوية ووكيع ح و حدثنا ابن نمير قال حدثنا أبي جميعا عن الأعمش عن عبد الله بن مرة عن مسروق عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من ضرب الخدود أو شق الجيوب أو دعا بدعوى الجاهلية هذا حديث يحيى وأما ابن نمير وأبو بكر فقالا وشق ودعا بغير ألف

١٨٧ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (شدت و فرط غم سے) اپنے رخساروں کو پیٹے اور گریبان پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کی باتیں (مثلاً: نوحہ گری یا بلند آواز سے رونا بین کرنا وغیرہ)۔ ❶ یہ یحییٰ کی روایت کے الفاظ ہیں اور ابن نمیر و ابوبکر کی روایت میں لفظ "او" نہیں ہے۔

١٨٨ و حدثنا عثمان بن أبي شيبة قال حدثنا جرير ح و حدثنا إسحق بن إبراهيم وعلي بن خشرم قالا حدثنا عيسى بن يونس جميعا عن الأعمش بهذا الإسناد وقالا وشق ودعا

١٨٨ اعمش سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (جو شخص شدت غم کی وجہ سے اپنے رخساروں کو پیٹے اور گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں) کی طرح منقول ہے

١٨٩ ــــ حدثنا الحكم بن موسى القنطري حدثنا

١٨٩ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ (ایک

---

❶ شدت و فرط غم سے گریبان پھاڑنا' چیخنا چلانا' نوحہ گری و مرثیہ خوانی کرنا' بلند آواز سے بین کرنا، سر کے بال نوچنا اور رخساروں پر تھپڑ مارنا اور اسی طرح کفر کی باتیں کرنا یہ سب حرام ہے۔ صرف بغیر آواز کے رونے کی اجازت شریعت نے دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر شدید غم و رنج کے باوجود کوئی رونا پیٹنا نہیں۔ فرمایا: البتہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ وَجِعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

مرتب) حضرت ابو موسیٰ ؓ اشعری مرض میں مبتلا ہو گئے اور آپ پر غشی کے دورے پڑنے لگے۔ ان کا سر گھر کی کسی عورت کی گود میں رکھا تھا کہ اچانک ان کے گھر کی ایک عورت زور سے چلائی۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ کو اسے منع کرنے کی ہمت نہ ہوئی (تکلیف کی وجہ سے)۔
جب وہ صحت یاب ہو گئے تو فرمایا میں بری اور بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں اس عورت سے جو چیخ چلا کر روئے (تکلیف کے وقت) اور بال کاٹنے والی عورت سے اور مارے غم کے کپڑے پھاڑنے والی عورت سے۔

۱۹۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَا أُغْمِيَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ

۱۹۰ حضرت عبدالرحمانؒ بن یزید اور ابو بردہؒ بن ابی موسیٰ ؓ دونوں سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابو موسیٰ ؓ پر غشی طاری ہو گئی ان کی اہلیہ ام عبداللہ روتی چیختی چلاتی ہوئی ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔ جب حضرت ابو موسیٰ ؓ کو مرض سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتی پھر ان سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بری اور بیزار ہوں اس سے جو مصیبت کے وقت بال منڈوائے (یا نوچے، چلا کر روئے) اور کپڑے پھاڑے۔

۱۹۱ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنِ امْرَأَةِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا

۱۹۱ حضرت ابو موسیٰ ؓ سے یہی روایت (آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مصیبت اور پریشانی کے وقت بال منڈوائے اور کپڑے وغیرہ پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے) دوسری سند سے منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں بری کے بجائے لیس منا کے الفاظ ہیں۔

وَلَمْ يَقُلْ بَرِيدٌ

باب-۴۵ غلظ تحريم النميمة

چغل خوری کی شدت حرمت کا بیان

۱۹۲ — وحَدَّثَنِي شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ

۱۹۲...... حضرت حذیفہ بن یمان کو اطلاع ملی کہ فلاں شخص گفتگو میں چغلی لگاتا ہے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ ❶

۱۹۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ فَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

۱۹۳ ... ہمام بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے جاکر نقل کردیا کرتا تھا کہ (فلاں تمہارے بارے میں یہ کہتا ہے اور فلاں یہ) ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے کہا کہ یہ ہے وہ شخص جو امیر تک دوسروں کی باتیں پہنچاتا ہے۔ اس دوران وہ شخص ہمارے قریب آکر بیٹھ گیا تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

۱۹۴ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هَذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ

۱۹۴...... ہمام بن الحارث کہتے ہیں کہ ہم ایک بار حضرت حذیفہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آکر ہمارے پاس بیٹھ گیا۔ حذیفہ سے کہا گیا یہ شخص حاکم کے پاس بہت سی باتیں پہنچاتا ہے۔ تو حذیفہ نے اس کو سنانے کے لئے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "چغل خور جنت میں نہیں داخل ہوگا۔"

---

❶ ادھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات ادھر کرنا لگائی بجھائی کرنا چغلی کہلاتا ہے۔ کیونکہ چغلی کی وجہ سے دو مسلمان بھائیوں میں باہمی نفرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ دوستی دشمنی میں اور محبت نفرت میں بدل جاتی ہے اس لئے یہ عمل شریعت نے حرام فرمایا اور اس عمل کے کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یعنی اگر دوسرے اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت کا مستحق ہوگا بھی تو روک دیا جائے گا اور سزا جھیل کر جنت میں جانے کا مستحق ہوگا۔ واللہ اعلم

يَشْتِمُهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

باب-۴۶　بيان غلظ تحريم اسبال الازار والمن بالعطية و تنفيق السلعة بالحلف و بيان الثلاثة الذين لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يوم القيمة ولا ينظر اليهم و لا يزكيهم و لهم عذابٌ اليْمٌ

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے احسان کر کے جتلانے دیگر گناہوں کی حرمت و سختی کا بیان اور ان تین آدمیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا اور نہ دیکھے گا طرف ان کے نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہو گا

۱۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ

۱۹۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"تین آدمی ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہیں فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو (گناہوں سے) پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تین بار یہی الفاظ ارشاد فرمائے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ تو تباہ و برباد ہو گئے، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکانے والا، احسان کر کے جتلانے والا اور اپنے سامان کو جھوٹی قسمیں کھا کر نکالنے والا۔" ❶

---

❶ اس حدیث میں فرمایا کہ یہ تین گناہ کرنے والے ایسے محروم ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے گفتگو نہیں فرمائیں گے مراد یہ ہے کہ رضا و خوشی اور خیر کی بات نہیں فرمائیں گے بلکہ سخت ناراضگی اور غصہ کے ساتھ ان سے کلام کریں گے۔
پہلا گناہ اسبال ازار یعنی شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی طرف نظر نہیں فرمائیں گے اور عموماً تکبر اور بڑائی کی وجہ سے شلوار نیچے لٹکائی جاتی ہے البتہ اگر بطور تکبر نہ ہو بلکہ بطور عذر ہو جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شلوار خود بخود نیچے آجاتی تھی تو اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس گناہ سے اجتناب کرنا حتی الامکان واجب ہے۔
دوسرا گناہ احسان کر کے جتلانا ہے۔ وہ شخص جو بغیر احسان کئے کسی کو کچھ نہ دیتا ہو یہ بھی سخت گناہ ہے کیونکہ اس سے دوسرے کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ لہٰذا اس گناہ سے اجتناب بھی ضروری ہے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم والی مثال صادق آئے گی۔
تیسرا گناہ جھوٹی قسمیں کھا کر سامان بیچنا ہے۔ کیونکہ اس میں صرف ایک گناہ نہیں بلکہ یہ کئی گناہوں اور مفاسد کا مجموعہ ہے۔ ایک تو خریدار کو دھوکہ دینا ہے دوسرے مسلمان بھائی کو نقصان پہنچانا تیسرے ایک انسان کو ایذاء اور تکلیف کا باعث بننا جو حرام ہے۔ چوتھے جھوٹی قسم کھانا جو بجائے خود ایک سنگین گناہ ہے اور گناہ کے سمندر میں ڈبونے والا عمل ہے۔ لہٰذا اس عمل سے اجتناب کرنا ہر مسلمان تاجر کی ذمہ داری ہے۔ افسوس یہ اسلام کی تعلیمات ہیں جو مسلمانوں نے چھوڑ دیں اور غیر مسلموں نے اپنالیں اور وہ ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہنچ گئے جب کہ مسلمان اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے تنزلی اور انحطاط کی جانب تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات نبوی ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باب الحلف الکاذب

۱۹۶ وحدّثني أبو بكر بن خلاد الباهلي حدّثنا يحيى وهو القطّان قال حدّثنا سفيان قال حدّثنا سليمان الأعمش عن سليمان بن مسهر عن خرشة بن الحرّ عن أبي ذرّ عن النّبيّ صلى الله عليه وسلّم قال ثلاثة لا يكلّمهم الله يوم القيامة المنّان الّذي لا يعطي شيئا إلا منّه والمنفق سلعته بالحلف الفاجر والمسبل إزاره

۱۹۶ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"تین (قسم کے) اشخاص ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائیں گے، ایک وہ شخص جو احسان جتلانے والا ہو کہ بغیر احسان جتلائے کسی کو کچھ نہ دیتا ہو، دوسرے وہ شخص جو اپنا سامان ناجائز قسم کھا کر فروخت کرتا ہو، تیسرے اپنا ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔"

۱۹۷ وحدّثنيه بشر بن خالد حدّثنا محمّد يعني ابن جعفر عن شعبة قال سمعت سليمان بهذا الإسناد وقال ثلاثة لا يكلّمهم الله ولا ينظر إليهم ولا يزكّيهم ولهم عذاب أليم

۱۹۷ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (اللہ تعالیٰ قیامت کے روز احسان جتانے والے، جھوٹی قسم کھا کر اپنے سامان فروخت کرنے والے اور ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے سے کلام نہیں فرمائیں گے) ذرا سے فرق کے ساتھ منقول ہے۔

۱۹۸ وحدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا وكيع وأبو معاوية عن الأعمش عن أبي حازم عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم ثلاثة لا يكلّمهم الله يوم القيامة ولا يزكّيهم قال أبو معاوية ولا ينظر إليهم ولهم عذاب أليم شيخ زان وملك كذّاب وعائل مستكبر

۱۹۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:
"تین اشخاص ہیں کہ روز قیامت باری تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں (گناہوں سے) پاک فرمائیں گے (ایک طریق میں جو ابو معاویہ کا ہے یہ الفاظ بھی ہیں کہ) نہ ان کی طرف نظر فرمائیں گے اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ ۱۔ بوڑھا زانی ۲۔ جھوٹا بادشاہ ۳۔ مغرور و متکبر محتاج۔"❶

---

❶ اس حدیث میں ان تین افراد کے بارے میں مذکورہ وعید بیان فرمائی۔ پہلا وہ شخص جو بوڑھا ہو اور پھر زناکاری کرے۔ زنا کا عمل خود نہایت قبیح ہے اور نوجوان کرے یا بوڑھا اس کی شناعت و برائی مسلّم ہے یہ واضح ہے لیکن بوڑھے شخص کا زنا کرنا اس کی شناعت و قباحت کو بڑھا دیتا ہے اس واسطے کہ اگر جوان زنا کرے تو اس کے پاس وجہ ہے کہ شہوت کے غلبے سے مجبور تھا۔ لیکن بوڑھا ہو تو شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا اس کے جذبات سرد ہو چکے ہوتے ہیں اور گناہ کا ایسی عمر میں [illegible] ہوتا ہے لہٰذا ایسے حالات میں زنا کرنا بڑا سخت جرم ہے۔

دوسرا وہ شخص جسے خدا نے بادشاہت اور اقتدار سے نوازا ہو لیکن وہ پھر بھی جھوٹ بولتا ہے۔ یہاں پر بھی جھوٹ بجائے خود قبیح حرکت اور کوئی بھی جھوٹ بولے [illegible] حال میں ہو گناہ ہی ہے لیکن بادشاہ اور حکمران کے جھوٹ میں شناعت و قباحت زیادہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً انسان کسی نقصان سے بچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہے یا کسی کی طاقت کا خوف ہوتا ہے لہٰذا خوف کی وجہ سے جھوٹ بولتا ہے۔ جبکہ حکمران اور بادشاہ وقت کو نقصان کا اندیشہ نہ ہوتا ہے نہ کسی سے خوف لاحق ہوتا ہے لہٰذا اس کا جھوٹ بولنا قبیح ترین ہے۔

اسی طرح تیسرا وہ شخص جو غریب ہو اور فقیر و محتاج ہو لیکن بڑائی اور تکبر کرے۔ تکبر اور بڑائی کا سبب عموماً مالداری اور ثروت ہوتا ہے اس وجہ سے کسی کے اندر تکبر ہو تو وہ قریب کی بات ہے لیکن جو غریب ہو اس کے حق میں تکبر [illegible] اس کی شناعت بڑھ جاتی ہے ایسے شخص کے حق میں کسی سبب کا پایا جانا بھی [illegible] نہیں اور پھر بھی بڑائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے۔

۱۹۹...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ

۱۹۹...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"تین طرح کے آدمی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان سے کلام کریں گے نہ ان کا تزکیہ فرمائیں گے (گناہوں سے پاک کریں گے) اور انکے واسطے دردناک عذاب ہے۔

۱: وہ شخص جس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد پانی ہو اور وہ (جنگل ویران) بیابان علاقہ میں ہو اور (ضرورت سے زائد ہونے کے باوجود) کسی مسافر کو پانی نہ دے۔

۲: وہ شخص جو عصر کے بعد اپنا سامان فروخت کرے اور قسم کھائے کہ یہ اتنے اتنے پیسوں میں لیا ہے اور خریدار (اسکی قسم کی بناء پر) اسے سچا جانے حالانکہ وہ جھوٹا تھا۔

۳: وہ شخص جو حاکم اور امام المسلمین کے ہاتھ پر صرف دنیا طلبی کی وجہ سے ہی بیعت کرتا ہے۔ اگر حاکم اور امام اسے مال و دولت دیتا ہے تو یہ بھی وفاداری کرتا ہے اور اگر نہیں دیتا تو یہ بھی اس سے وفا نہیں کرتا۔"[1]

۲۰۰...... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ

۲۰۰...... اعمش سے یہ روایت بھی سابقہ روایت کی طرح منقول ہے مگر اس میں الفاظ ہیں کہ جس نے ایک سامان کا نرخ کیا۔

۲۰۱...... و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بَعْدَ صَلَاةِ

۲۰۱...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث ان الفاظ کے فرق کے ساتھ منقول ہے۔ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائیگا اور نہ ان کی جانب نظر اٹھائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک تو وہ شخص جس نے عصر کے بعد کسی مسلمان کے مال پر قسم کھائی پھر

---

[1] پہلے شخص کے گناہ کی سنگینی واضح ہے کہ مسافر سفر اور وہ بھی بیابان میں پانی کے واسطے سخت پریشان ہوتا ہے اور بعض اوقات جان پر بن جاتی ہے ایسے وقت میں زائد پانی سے روکنا غیر انسانی غیر اخلاقی حرکت اور بدترین جرم ہے اور کسی انسان کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔
اسی طرح جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا بہر حال میں گناہ عظیم اور کئی مفاسد کا مجموعہ ہے لیکن عصر کے بعد اس عمل کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ وقت اجتماع ملائکہ کا ہوتا ہے کہ دن کے فرشتے جانے کی تیاریوں میں ہوتے ہیں اور رات کے فرشتے آنے کی۔
تیسرے آدمی کا گناہ بھی اس اعتبار سے عظیم ہے کہ اس میں مسلمانوں کی جمعیت کو نقصان پہنچتا ہے اور صرف طمع و لالچ کی وجہ سے امام المسلمین کی اطاعت سے نکلنا سخت گناہ ہے۔ ایسا شخص صرف مفادات کا تابع اور خواہشات کا بندہ ہوتا ہے۔ جسے حدیث میں تعس عبدالدینار و عبدالدرھم فرمایا گیا۔ واللہ اعلم۔ انتہی زکریا عفی عنہ

الْعَصْرَ عَلَى مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهُ وَبَاقِي حَدِيثِهِ نَحْوُ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ

اس کا مال مار لیا۔ بقیہ حدیث اعمش کی سابقہ روایت کی طرح ہے۔

باب-۴۷ بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسه ومن قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة

خودکشی کی حرمت، آلہ خودکشی سے جہنم میں عذاب ہونے اور جنت میں صرف مسلمان کے دخول کا بیان

۲۰۲ ۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

۲۰۲ ۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی تیز دھار لوہے سے خودکشی کی تو وہ تیز دھار لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا ابد الآباد تک۔[1]
جس نے شراب نوشی کی کثرت کے ذریعہ خودکشی کی وہ ہمیشہ جہنم میں شراب ہی چوستا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں پڑا رہے گا۔
اور جس نے پہاڑ سے (یا بلند جگہ سے) اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر لیا وہ بھی جہنم میں ہمیشہ اسی عمل میں مبتلا رہے گا ابد آباد کے لئے۔[2]

۲۰۳ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ

۲۰۳ ... مذکورہ سب طریقوں سے بعینہٖ حسب سابق روایت (جس نے لوہے سے یا شراب نوشی سے یا پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ جنت میں ہمیشہ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا) منقول ہے۔

---

[1] علماء نے فرمایا کہ اگر خودکشی کرنے والا شخص اسلام اور ایمان کی حالت میں مرا تو وہ کبھی نہ کبھی جنت میں داخل ہوگا۔ البتہ حدیث میں جو فرمایا کہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا یہ حکم اس کے لئے ہے جو خودکشی کو حلال سمجھے۔ واللہ اعلم

[2] جس طرح کسی دوسرے انسان کا ناحق قتل جائز نہیں۔ اسی طرح اپنے نفس کو ہلاک کرنا (خودکشی کرنا) بھی حرام ہے۔ کیونکہ حیات اور زندگی یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اسے ضائع کرنا امانت میں خیانت ہے۔ جان کو لینے کا اختیار و حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور بندہ کو امانت میں خیانت اور اقدام علی اہلاک النفس پر سزا ہوگی۔ اگرچہ خودکشی میں بھی قتل و ہلاکت اور موت اللہ کے ہی حکم کے تحت ہوتی ہے لیکن بندہ نے چونکہ اپنے آپ کو مارنے اور ہلاک کرنے کا اقدام کیا اس لئے اسے سزا دی جائے گی۔ اور حدیث میں فرمایا کہ جس طرح سے خودکشی کی وہی طریقہ عذاب کی صورت میں اس پر طاری کر دیا جائے گا قیامت میں۔

۲۰۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا قِلَابَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ

۲۰۴ حضرت ثابت بن الضحاک فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت فرمائی (بیعت رضوان کے موقع پر) اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور ملت و دین کی قسم کھائی جھوٹی تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے کہ اس نے کہا[1] اور جس نے خودکشی کی کسی چیز سے تو قیامت کے روز اسی چیز سے اسے عذاب دیا جائے گا۔ انسان کے اوپر کسی ایسی چیز کی نذر واجب نہیں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو"۔[2]

۲۰۵ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللهُ إِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ

۲۰۵ حضرت ثابت بن الضحاک، حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس چیز پر انسان کی ملکیت نہ ہو اس میں اس کی نذر واجب نہیں، مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کے مترادف ہے، جس نے دنیا میں کسی چیز سے اپنے کو ہلاک کر ڈالا، قیامت کے روز اسی چیز سے اسے عذاب دیا جائے گا، جس نے جھوٹا دعویٰ کیا اپنے مال کو بڑھانے کے واسطے تو اللہ تعالیٰ مال میں زیادتی کے بجائے کمی ہی کریں گے، جس نے حاکم کے حکم سے جھوٹی قسم کھائی (مال بڑھانے کے لئے) وہ بھی اسی کی طرح ہے۔"

۲۰۶ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا

۲۰۶ حضرت ثابت بن الضحاک الانصاری فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور ملت و دین کی قسم کھائی قصداً جھوٹی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور جس نے کسی بھی چیز سے خودکشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اسی چیز سے جہنم کی آگ میں عذاب دیں گے۔ یہ روایت سفیان کے طریق سے ہے۔ جب کہ شعبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی تو اپنے کہے کے مطابق ہو گیا اور جس نے کسی چیز سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا قیامت کے روز اسی چیز سے

[1] [illegible]

[2] [illegible]

مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ هَذَا حَدِيثُ سُفْيَانَ وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيثُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(بطور عذاب) ذبح کیا جائے گا۔"

۲۰۷ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ آنِفًا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَأَنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

۲۰۷ ..... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں حاضر تھے آپ ﷺ نے ایک شخص کو جو مسلمان کہلایا جاتا تھا فرمایا کہ یہ جہنم والوں میں سے ہے۔
جب لڑائی کا وقت آیا تو وہ شخص خوب بے جگری سے لڑا اور اسے کافی زخم لگے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! جسے آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے وہ تو آج خوب بہادری سے لڑا اور لڑائی میں ہی مر گیا؟
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ جہنم کو گیا، بعض مسلمان قریب تھے کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جاتے (کیونکہ اس شخص کا ظاہر تو بہت اچھا تھا) کہ اسی اثناء میں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں۔ البتہ شدید زخمی ہو گیا تھا جب رات ہوئی تو وہ اپنے زخموں کی شدت و تکلیف کو برداشت نہ کر سکا اور خودکشی کر لی۔
نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی تو فرمایا اللہ اکبر۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ جنت میں نہیں جائیگا مگر مسلمان ہی۔ بیشک اللہ تعالیٰ (بعض اوقات) فاسق و فاجر آدمی سے بھی اس دین کی تائید و نصرت کا کام لیتے ہیں۔"

۲۰۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ حَيٌّ مِنَ الْعَرَبِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي

۲۰۸ حضرت سہل بن سعد الساعدی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا آمنا سامنا ہو گیا تو لڑائی ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کی طرف واپس ہوئے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف چلے تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں ایک شخص ایسا تھا جو کسی اکیلے اور الگ تھلگ لشکری کو چھوڑتا نہ تھا (بلکہ اسے قتل کر دیتا تھا دشمن کے کسی سپاہی کو نہیں چھوڑتا تھا) اس کا پیچھا کر کے اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا

أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ حَتَّى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

تھا۔ تو صحابہ میں سے بعض نے کہا کہ ہم میں سے آج کوئی اتنا کام نہ آیا جتنا فلاں شخص آیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جان لو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ میں مستقل اس کے ساتھ رہوں گا (اس کے اعمال کو دیکھنے اور یہ جاننے کے لئے کہ اس کا کونسا عمل اس کے جہنم میں جانے کا باعث ہے) چنانچہ وہ شخص اس آدمی کے ساتھ جا نکلا۔ وہ جب بھی کہیں ٹھہرتا تو یہ بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی تیز چلنے لگتا (دوران جنگ وہ اس کے ساتھ چپکا رہا) وہ آدمی (جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے) جنگ میں شدید زخمی ہو گیا اور جلدی موت کی تمنا کرنے لگا اور اپنی تلوار کا دستہ زمین میں گاڑا اور اس کی نوک اپنی چھاتیوں کے درمیان رکھی پھر اپنی تلوار پر دباؤ ڈالا یہاں تک کہ اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اس وقت وہ آدمی (جو اس کے ساتھ ساتھ تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے کچھ دیر قبل بتلایا تھا کہ جہنمی ہے تو لوگوں کو یہ بات بہت بڑی لگی تھی۔ اور میں نے کہا تھا کہ میں تم لوگوں کی خاطر اس کی نگرانی کروں گا۔ میں اس کی طلب میں نکلا یہاں تک کہ وہ شدید زخمی ہو گیا اور جلدی موت کی تمنا کرنے لگا۔ اور اسی جلدی میں اپنی تلوار کا دستہ زمین میں گاڑا اور اس کی نوک کو اپنے سینے پر کیا اور تلوار پر اپنا دباؤ ڈال دیا اور خودکشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: بے شک آدمی اہل جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے بظاہر لوگوں کی نظروں میں وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ اہل جہنم میں سے ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان لوگوں کی نظروں میں جہنم کے اعمال کرتا رہتا ہے اور فی الواقع وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

۲۰۹...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرِيُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ

۲۰۹...... حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا اس کے ایک پھوڑا نکل آیا۔ جب اس پھوڑے نے اسے زیادہ اذیت دی تو اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اسے پھوڑ دیا۔ اس سے خون بہنے لگا اور بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اس کے اوپر جنت حرام کر دی۔ پھر

رَبِّكُمْ قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ

حضرت حسن بصریؒ نے اپنا ہاتھ مسجد کی طرف پھیلایا اور کہا کہ خدا کی قسم! یہ حدیث مجھ سے حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہوئے بیان فرمائی اس مسجد میں۔

۲۱۰ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ جُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

۲۱۰ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے ہم سے اس مسجد میں حدیث بیان کی۔ پس نہ ہم اسے بھولے اور نہ ہی ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ پر جھوٹ باندھا ہو۔ آگے سابقہ حدیث بھی الفاظ کے معمولی ردّ و بدل سے بیان فرمائی۔

باب-۴۸ غلظ تحريم الغلول و انه لا يدخل الجنة الا المؤمنون

خیانت کی حرمت و سنگینی کا بیان اور یہ کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوگا

۲۱۱ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا

۲۱۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب فرماتے ہیں کہ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت آئی اور کہا کہ فلاں فلاں شہید ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کے پاس سے گزرے اور کہنے لگے کہ فلاں بھی شہید ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے ایک چادر یا عبا کی چوری کے نتیجہ میں[1] (جو مالِ غنیمت میں سے انہوں نے اٹھائی تھی)۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن الخطاب! جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں سوائے اہلِ ایمان کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلا اور اعلان کیا کہ خبردار! جنت میں صرف مومنین ہی داخل ہوں گے۔

---

[1] غلول کہا جاتا ہے مالِ غنیمت کی چوری اور اس میں خیانت کو۔ اور یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ شہادت جیسے عظیم عمل کے باوجود بھی غلول اور خیانت کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں جانا پڑا۔ اور خیانت یوں تو جرم عظیم ہے ہی لیکن مالِ غنیمت میں خیانت اس لئے بڑا جرم ہے کہ مالِ غنیمت میں تمام مجاہدین و غازیوں کا حق ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشترکہ مال میں خیانت یا چوری پا خرد برد سنگین ترین جرم اور سخت گناہ ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

٢١٢ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهُ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَتْفُهُ فَقُلْنَا هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

٢١٢ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر (کو فتح کرنے) نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی (فتح کے بعد) مال غنیمت کے طور پر ہمیں سونا چاندی تو نہ ملا بلکہ ہم نے بطور مال غنیمت اسباب وسامان غلہ واناج اور کپڑے وغیرہ حاصل کئے۔

ہم لوگ خیبر کی وادی کی طرف چلے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا۔ اور اسے آپ کو بنو ضبیب کے ایک آدمی نے جسے رفاعہ بن زید کے نام سے پکارا جاتا تھا اور وہ جذام میں جتلا تھا ہدیہ دیا تھا۔ جب ہم وادیٔ خیبر میں اتر گئے تو رسول اللہ ﷺ کا وہ غلام کھڑا ہوا آپ کی سواری کی زین کھول رہا تھا کہ اچانک ایک تیر اسے لگا جس میں اس کی اجل تھی (چنانچہ وہ مر گیا) ہم نے کہا کہ اسے شہادت مبارک ہو یا رسول اللہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے بے شک وہ شملہ (چادر) اس کے اوپر آگ کا شعلہ بن کر لپٹ رہا ہے جو اس نے خیبر کی فتح کے دن مال غنیمت میں سے (بغیر اجازت) لے لیا تھا۔ اور اس وقت تک مال غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ گھبرا اٹھے اور ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر حاضر ہوا (جو اس نے لے لئے تھے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہے یا آگ کے دو تسمے ہیں۔[1] (یعنی ان تسموں سے تو نے جہنم کی آگ خرید لی)۔

[1] مال غنیمت یا وہ مال جس میں بہت سے لوگوں اور افراد کا مشترکہ حق شامل ہو اس میں خیانت کرنا بڑا اور بہت ہی بدترین جرم ہے جس کا اندازہ حدیث بالا سے لگایا جا سکتا ہے کہ فرمایا وہ چادر یا تسمے جو اس نے لئے ہیں یعنی اس چادر کے بدلے آگ کی چادر سے اسے عذاب دیا جائے گا اور آگ کے تسموں سے اسے عذاب ہوگا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ یہ حکم صرف مال غنیمت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر اس مال یا شی کا ہے جس میں بہت سے افراد کا حق شامل ہو مثلاً مدارس کے فنڈز اور قومی سرکاری خزانہ بیت المال وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اس گناہ عظیم سے سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے (آمین)۔

باب-۴۹ الدليل على ان قاتل لنفسه لا يكفر

خودکشی کرنے والا کافر نہ ہوگا۔

۲۱۳ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وإسحق بن إبراهيم جميعا عن سليمان قال أبو بكر حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زيد عن حجاج الصواف عن أبي الزبير عن جابر أن الطفيل بن عمرو الدوسي أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هل لك في حصن حصين ومنعة قال حصن كان لدوس في الجاهلية فأبى ذلك النبي صلى الله عليه وسلم للذي ذخر الله للأنصار فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم إلى المدينة هاجر إليه الطفيل بن عمرو وهاجر معه رجل من قومه فاجتووا المدينة فمرض فجزع فأخذ مشاقص له فقطع بها براجمه فشخبت يداه حتى مات فرآه الطفيل بن عمرو في منامه فرآه وهيئته حسنة ورآه مغطيا يديه فقال له ما صنع بك ربك فقال غفر لي بهجرتي إلى نبيه صلى الله عليه وسلم فقال ما لي أراك مغطيا يديك قال قيل لي لن نصلح منك ما أفسدت فقصها الطفيل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم وليديه فاغفر

۲۱۳ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ طفیل بن عمرو الدوسی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یارسول اللہ! کیا آپ کو مضبوط قلعہ اور فصیل والے قلعہ کی ضرورت ہے؟ قبیلہ دوس کا زمانہ جاہلیت میں ایک قلعہ تھا (طفیل قبیلہ دوس کے سردار تھے) تو حضور اقدس ﷺ نے انکار فرمادیا اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے لئے یہ بات مقرر فرمادی تھی (کہ حضور علیہ السلام ان کی حفاظت میں رہیں)۔

جب نبی ﷺ نے ہجرت فرمائی تو طفیل بن عمرو ؓ نے بھی مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور انکے ساتھ انکی قوم کے ایک اور آدمی نے بھی ہجرت کی۔ مدینہ طیبہ کی آب و ہوا اسکو راس نہ آئی اور وہ بیمار پڑ گیا۔ بیماری سے گھبرا کر اس نے تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اس کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا (اور کثرت سے خون بہنے کی وجہ سے) وہ مر گیا۔

طفیل بن عمرو الدوسی ؓ نے اسے خواب میں دیکھا کہ بڑی اچھی حالت میں ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگا کہ میری ہجرت کے عمل کی بناء پر مغفرت فرمادی جو میں نے حضور اکرم ﷺ کی طرف کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ تم نے دونوں ہاتھ کیوں ڈھانپے ہوئے ہیں؟ کہنے لگا کہ مجھ سے کہا گیا کہ جس حصہ جسم کو تو نے خود بگاڑا ہے ہم ہرگز اسے نہیں ٹھیک کریں گے۔

طفیل بن عمرو ؓ نے یہ قصہ (خواب کا) حضور اکرم ﷺ سے بیان فرمایا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ! اور اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بخش دے (یعنی ان ہاتھوں کو بھی صحیح فرمادیجئے)۔

باب-۵۰ فى الريح التى قرب القيامة تقبض من فى قلبه شيئ من الايمان

قرب قیامت میں چلنے والی اس ہوا کا بیان جو ہر صاحب ایمان کو ختم کردے گی

۲۱٤ حدثنا أحمد بن عبدة الضبي قال حدثنا

۲۱۴ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيرِ فَلَا تَدَعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ

"اللہ تعالیٰ بے شک ایک ہوا یمن کی طرف سے بھیجے گا جو ریشم سے زیادہ ملائم ہوگی، اور وہ کسی صاحب ایمان کو نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ذرہ وحبہ برابر بھی ایمان ہو مگر اسے ختم کردے گی۔ ❶

باب-۵۱ الحث على المبادرة بالاعمال قبل تظاهر الفتن

فتنوں سے پہلے ہی اعمال صالحہ میں لگنے کی ترغیب کا بیان

۲۱۵...... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ

۲۱۵(۱)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جلدی کرو نیک اعمال میں فتنوں سے پہلے پہلے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (پے درپے آئیں گے) صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ اور دنیا کے معمولی سامان و مال کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالے گا۔" ❷

---

❶ اسی حدیث کی تائید وہ احادیث بھی کرتی ہیں جن میں فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دنیا میں کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا۔ اور یہ کہ قیامت کی مصیبت اللہ کی بدترین مخلوق پر آئے گی (جو کفار ہیں) اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکی سے ہر صاحب ایمان کو محفوظ رکھیں گے۔

حدیث میں فرمایا کہ وہ ہوا ریشم سے زیادہ نرم وملائم ہوگی۔ غالباً اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ ہوا کا نرم ہونا اصحاب ایمان کے اعزاز واکرام کے طور پر ہوگا۔ واللہ اعلم کما قال النوویؒ۔

❷ یہ حدیث انتہائی فکر وخوف دلانے والی ہے۔ ہر صاحب ایمان کے لئے اس حدیث میں غور وفکر کا بہت سامان ہے کہ قرب قیامت میں فتنے اتنی تیزی سے اٹھیں گے کہ صبح شام انسان فتنوں میں مبتلا ہوگا۔ اور پے درپے نت نئے فتنے انسان کے دین وایمان میں رخنہ ڈالنے کو اٹھیں گے ایسے جیسے کہ اندھیری رات میں بادلوں کے ٹکڑے آسمان کو سیاہ کردیتے ہیں ؟ تاناً اسی طرح فتنے بھی آسمان دین کو سیاہ کردیں گے اور حقیقت دین لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجائے گی۔ لہٰذا وہ وقت آنے سے قبل اعمال صالحہ کی فکر کرو۔ حالت یہ ہوگی صبح کو جب اٹھے گا تو ایمان کی حالت میں ہوگا لیکن شام تک کسی فتنہ میں مبتلا ہوکر کافر ہوجائے گا یا شام کو ایمان کی حالت میں ہوگا اور رات بھر میں کسی فتنہ میں مبتلا ہوکر کفر میں داخل ہوجائے گا۔ اور فرمایا کہ ذرا سی دنیوی مفادات واغراض کی خاطر اپنے دین وایمان کو فروخت کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔

ہمارے اس دور میں یہ ساری باتیں نظروں کے سامنے ہو رہی ہیں۔ نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور اچھے اچھے لکھے پڑھے صاحب ایمان لوگ ان میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ دنیا طلبی اور مادہ پرستی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ انسان ذرا سے دنیوی مال ومتاع کی خاطر دین وایمان بیچنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ یہ رشوت، سود، ڈکیتی وراہزنی، غبن اور خرد برد کے واقعات، مالی فراڈ اور دھوکہ دہی، ناپ تول میں کمی اور دوسروں کے حقوق غصب کرنا یہ کیا ہے؟ ذرا سے چند سکوں کے عوض دائمی عذاب خریدتا ہے۔ ذرا کسی کو نوٹ دکھاؤ تو سب ایمان ویقین، دین واسلام، نماز روزہ دھرا رہ جاتا ہے اور نظر کے سامنے صرف وہ چند کھوٹے سکے ہوتے ہیں جو سود، رشوت، جھوٹ، حق تلفی، فراڈ ودھوکہ سے حاصل ہونے والے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عموماً اور ہمیں خصوصاً ان اعمال سے محفوظ فرمائے اور ایسے وقت کے آنے سے قبل ہی اعمال صالحہ کی توفیق وہمت نصیب فرمائے۔ آمین (یحییٰ زکریا عفی عنہ۔

الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا

باب-۵۲　مخافة المؤمن من ان يحبط عمله

مومن کو اپنے عمل کے ضیاع سے ڈرنا چاہیئے

۲۱۵...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو مَا شَأْنُ ثَابِتٍ اشْتَكَى قَالَ سَعْدٌ إِنَّهُ لَجَارِي وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى قَالَ فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

۲۱۵...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت [1] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ ... الآیۃ نازل ہوئی تو اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس اپنے گھر میں بیٹھے تھے (آیت سن کر) انہوں نے فرمایا کہ میں تو جہنمی ہوں اور (اس خوف و ڈر سے) حضور ﷺ کے پاس آنے سے رُک گئے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو عمرو! ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہو گئے ہیں؟ (جو نہیں آرہے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور مجھے تو کوئی علم نہیں کہ انہیں کوئی مرض ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ، ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بات ذکر کی تو ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے اور تم تو جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ بلند آواز والا ہوں حضور ﷺ (سے گفتگو) پر۔ لہٰذا میں تو اہلِ دوزخ میں سے ہوں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ساری بات ذکر کر دی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: بلکہ وہ تو اہلِ جنت میں سے ہے" [2]۔

۲۱۶...... وَ حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ

۲۱۶...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی سابقہ حدیث معمولی فرق

---

[1] سورۃ الحجرات کی یہ دوسری آیت ہے۔ اور اس میں یہ فرمایا کہ: "اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ہی آپ (ﷺ) سے زور دار آواز سے بات کیا کرو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے زور دار آواز میں گفتگو کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال صالحہ ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر و احساس بھی نہ ہو۔"
حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس انصار کے خطیب تھے اور بہت اونچی و بلند آواز میں گفتگو کرتے تھے۔ جب یہ آیت سنی تو ڈر گئے کہ میرے تو اعمال صالحہ ضائع ہو گئے اور فرمایا کہ میں تو جہنمی ہو گیا (اللہ اکبر خوفِ خدا کا یہ عالم) اور اسی ڈر سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے کہ کہیں پھر بلند آواز سے گفتگو نہ کرنے لگوں۔

[2] سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی کہ خوف سے پگھل رہے ہیں کہ ہم جہنمی ہیں اور زبانِ نبوت بشارت دے رہی ہے جنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان کی کوئی جھلک ہمیں بھی اپنے کرم سے نصیب فرما دے (آمین)۔

بْــــنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

سے منقول ہے۔ اس میں شروع میں یوں فرمایا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے۔ اور اس حدیث میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۷ ــ وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْــــنُ سَعِيدِ بْــــنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﴾ وَلَــــمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ

۲۱۷ ..... انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت یا ایھاالذین امنو لا ترفعو اصواتکم نازل ہوئی اور اس روایت میں سعد بن معاذ کا تذکرہ نہیں ہے

۲۱۸ ــ وحَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

۲۱۸ .. اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے اس کے آخر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ہم دیکھتے تھے حضرت ثابت کو کہ ہمارے درمیان ایک جنتی شخص چل رہا ہے۔"

باب-۵۳ هل يؤاخذ باعمال الجاهلية؟

کیا جہالت (کفر) کے زمانہ کے اعمال (بد) پر مؤاخذہ ہے؟

۲۱۹ ــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أُنَاسٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ

۲۱۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہمارے ان اعمال کا جو ہم نے زمانہ جاہلیت میں کئے ہیں مؤاخذہ ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے جو شخص اچھی طرح اسلام لایا (حسنؒ و اخلاص نیت کے ساتھ) اس سے اس کے اعمالِ کفر کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

البتہ جو (اچھی طریقے سے اسلام نہیں لایا) بری نیت سے اسلام لایا (نفاق کی بنیاد پر) تو اس سے اسلام اور کفر دونوں حالتوں میں کئے اعمال کا مؤاخذہ ہوگا۔

۲۲۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا

۲۲۰..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمارے جاہلیت کے اعمال کا مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا جس نے حُسنِ نیت سے اسلام قبول کیا اس کے اعمال جاہلیت کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اور جو بُری نیت سے اسلام لایا اس کے اول و آخر (جاہلیت و اسلام) کے

عملنا في الجاهلية قال من أحسن في الإسلام لم يؤاخذ بما عمل في الجاهلية ومن أساء في الإسلام أخذ بالأول والآخر

اعمال کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔ ❶

۲۲۱ حدثنا منجاب بن الحارث التميمي قال أخبرنا علي بن مسهر عن الأعمش بهذا الإسناد مثله

۲۲۱ اعمش رضی اللہ عنہ سے یہ روایت (جس نے حسن نیت سے اسلام قبول کیا اس کے اعمال جاہلیت کا مواخذہ نہیں ہوگا الخ) اسی سند سے منقول ہے۔

باب-۵۴ كون الاسلام يهدم ما قبله وكذا الحج والهجرة

اسلام، حج اور ہجرت سابقہ گناہوں کو ختم کردیتے ہیں

۲۲۲ حدثنا محمد بن المثنى العنزي وأبو معن الرقاشي وإسحق بن منصور كلهم عن أبي عاصم واللفظ لابن المثنى قالوا حدثنا الضحاك يعني أبا عاصم قال أخبرنا حيوة بن شريح قال حدثني يزيد بن أبي حبيب عن ابن شماسة المهري قال حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياقة الموت فبكى طويلا وحول وجهه إلى الجدار فجعل ابنه يقول يا أبتاه أما بشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا أما بشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا قال فأقبل بوجهه فقال إن أفضل ما نعد شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله إني كنت على أطباق ثلاث لقد رأيتني وما أحد أشد بغضا لرسول الله صلى الله عليه وسلم مني ولا أحب إلي أن أكون قد استمكنت منه فقتلته فلو مت على تلك الحال لكنت من أهل النار فلما جعل

۲۲۲ حضرت ابن شماسہ المہری فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے پاس گئے جب کہ وہ بالکل موت کے قریب تھے (قریب المرگ تھے) وہ بہت دیر تک روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا۔ ان کے صاحبزادے کہنے لگے کہ ابا جان! آپ کو کس چیز نے رلادیا؟ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ بشارت نہیں دی؟ کیا آپ کو حضور ﷺ نے فلاں بشارت نہیں دی؟! حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ ان کی طرف کیا اور فرمایا کہ ہم اپنے تمام اعمال میں سب سے افضل عمل شہادۃ ان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے اقرار کو شمار کرتے ہیں۔

بے شک میں تین مختلف حالتوں میں رہا ہوں (ایک یہ کہ) میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے سخت نفرت و بغض مجھ سے زیادہ کسی کو نہ تھی۔ اور مجھے اس سے زیادہ کوئی بات پسند نہ تھی کہ میں حضور ﷺ پر قابو پاکر آپ کو قتل کردوں۔ اگر میں اسی حالت (بغض و نفرت) میں مرجاتا تو میں جہنمی ہوتا۔

پھر جب اللہ عزوجل نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا (اس کی محبت ڈال دی) تو میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اپنا دایاں ہاتھ

❶ مراد یہ ہے کہ جو شخص خلوص دل سے مسلمان ہوا ہو یعنی دل سے توحید اور اسلام کے عقائد کا معترف ہو ظاہراً اعمال اسلام پر عمل پیرا ہو اور مخلص مسلمان ہو اس سے زمانہ کفر کے گناہوں کا مؤاخذہ نہیں ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اسلام قبول کرنے سے تمام گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص منافق ہو یعنی زبان سے اسلام کا اظہار کرے اور دل سے حقیقتاً مسلمان نہ ہو بلکہ کافر ہو تو اس کے تمام اعمال کا مؤاخذہ ہوگا۔ اسلام ظاہر کرنے سے قبل کے بھی اور ظاہر کرنے کے بعد کے بھی۔ کیونکہ منافق تو درحقیقت اپنے کفر پر مستمر ہے اس کا کفر تو مسلسل ہے۔ محققین علماء کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم

اللهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلْأُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ بِمَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

پھیلائیے تاکہ میں آپ ﷺ سے بیعت کروں (اسلام کی) آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیلادیا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا' آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میں ایک شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا میری مغفرت ہو جائے۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام ماقبل کے تمام گناہوں کو ڈھادیتا ہے۔اور ہجرت سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اور حج بھی پچھلے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

(پھر اس وقت) مجھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا نہ ہی میری نگاہ میں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی جلالت شان والا تھااور میں آپ ﷺ کی جلالت شان اور رعب کی وجہ سے آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔اگر مجھ سے آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا جاتا تو میں آپ ﷺ کی صفت بیان نہ کر سکتا (حلیہ مبارک) کیونکہ میں آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھتا تھا۔ اگر اسی حالت پر میں مر جاتا تو مجھے امید ہوتی کہ میں اہل جنت میں سے ہو جاؤں گا۔

پھر (آپ ﷺ کے بعد) ہم کو بہت سے معاملات کا نگراں بنادیا گیا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا اس میں کیا حال ہوگا۔

اور جب میں مر جاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی عورت میرے (جنازہ کے) ساتھ نہ ہو نہ ہی آگ ساتھ ہو،جب تم مجھے دفن کردو تو مجھ پر اچھی طرح مٹی چھڑک دینا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے وجہ سے مانوس رہوں (اور نئی جگہ سے وحشت نہ ہو) اور میں دیکھ لوں کہ میں اپنے پروردگار کے قاصدوں (منکر نکیر) کو کیا جواب دیتا ہوں۔ ❶

---

❶ یہ حدیث اگرچہ اس عنوان کے تحت ہے کہ اسلام، حج اور ہجرت سابقہ گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بہت سے احکامات و مسائل پر مشتمل ہے۔ان میں سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ قریب المرگ شخص کے پاس بیٹھ کر اس کی تسلی و تشفی کے الفاظ کہنا اور اسے اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرنا جائز بلکہ بہتر ہے جیسے عمرو بن العاص ؓ کے صاحبزادے نے کیا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میت کے ساتھ نوحہ خوانی کرنے والی عورتوں کا جانا حرام ہے۔نوحہ ہی بذات خود حرام ہے اور جنازہ کے ساتھ جانا جس کا عرب میں رواج تھا وہ بھی حرام ہے۔اسی طرح عرب میں جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کا بھی دستور تھا یہ بھی ناجائز ہے اور علماء نے اسے مکروہ کہا ہے۔ دفن کے بعد قبر پر کچھ دیر کھڑا ہونا بھی جائز ہے۔اسی طرح اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ فتنۂ قبر حق ہے اور منکر نکیر کا سوال کرنا بھی حق ہے۔یہی مذہب ہے علمائے حق کا۔(احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اپنی ... (جاری ہے)

۲۲۳ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَاللَّفْظُ لِإِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوا فَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا فَأَكْثَرُوا ثُمَّ أَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا) وَنَزَلَ (يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ)

۲۲۳۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مشرکین میں سے چندلوگ جنہوں نے (حالتِ کفر میں) بہت قتل اور بہت زنا کئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ:

"بے شک جو بات آپ کہتے ہیں اور جس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں (اسلام اور توحید) بلاشبہ اچھی بات ہے۔ کاش آپ ہمیں یہ بتلادیں کہ ہم نے جو بداعمالیاں کی ہیں ان کا کوئی کفارہ ہے (تاکہ ہم اسلام لائیں)۔ تو اس وقت آیت نازل ہوئی: **والذین لایدعون مع اللہ الٰھاً آخر......** الآیۃ یعنی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ نہیں پکارتے دوسرے معبود کو اور نہ ہی قتل کرتے ہیں کسی جان کو مگر کسی (شرعی) حق کی وجہ سے اور نہ بدکاری و زناکاری کرتے ہیں (وہ اللہ کے خاص بندے ہیں) اور جو یہ کام کرے گا وہ گناہ میں جا پڑے گا' قیامت کے روز اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلیل و رسوا ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اعمالِ صالحہ کرتا رہے تو اللہ ان کی برائیوں کو حسنات سے تبدیل کردے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ اور یہ آیت بھی نازل ہوئی۔ **یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ**۔ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں سے زیادتی کی ہے (گناہ کرکے) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔"

باب-۵۵ بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ

حالتِ کفر کے اعمالِ صالحہ پر اجر ملنے کا بیان

۲۲٤۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ

۲۲۴۔۔۔ حضرت حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ:

آپ کی کیا رائے ہے ان کاموں کے بارے میں جنہیں میں (بطورِ عبادت و ثواب) زمانۂ جاہلیت (کفر) میں کیا کرتا تھا۔ کیا مجھے ان کاموں میں کوئی اجر ملے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اسلام لائے ہو ان تمام اعمالِ خیر پر جو تم کر

(گذشتہ سے پیوستہ) زندگی میں انسان کو وصیت کردینی چاہیے کہ اس کی موت اور تجہیز و تکفین میں کوئی ناجائز اور گناہ کا کام نہ کیا جائے۔ جیسے حضرت عمرو بن العاصؓ نے زندگی میں ۔۔۔ وصیت فرمادی ہے)

على ما أسلفت من خير والتحنث التعبد

چکے ہو۔"❶

۲۲۵ و حدثنا حسن الحلواني وعبد بن حميد قال الحلواني حدثنا وقال عبد حدثني يعقوب وهو ابن إبراهيم بن سعد قال حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب قال أخبرني عروة بن الزبير أن حكيم بن حزام أخبره أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم أي رسول الله أرأيت أمورا كنت أتحنث بها في الجاهلية من صدقة أو عتاقة أو صلة رحم أفيها أجر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أسلمت على ما أسلفت من خير

۲۲۵ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں ان اعمال کے بارے میں جنہیں بطور عبادت جاہلیت میں کیا کرتا تھا مثلاً صدقہ، غلام کو آزاد کرنا، صلہ رحمی کرنا کیا مجھے ان اعمال کا اجر ملے گا؟
آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسلام لائے ہو ان اعمال خیر پر جنہیں تم کر چکے ہو۔"

۲۲۶ حدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد قالا أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري بهذا الإسناد ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا أبو معاوية حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن حكيم بن حزام قال قلت يا رسول الله أشياء كنت أفعلها في الجاهلية قال هشام يعني أتبرر بها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أسلمت على ما أسلفت لك من الخير قلت فوالله لا أدع شيئا

۲۲۶ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاہلیت میں بعض اعمال کیا کرتا تھا یعنی نیک کام کیا کرتا تھا (کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسلام لائے ہو ان نیک اعمال پر جو تم نے کئے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں کوئی وہ کام نہیں چھوڑوں گا جسے میں نے زمانہ جاہلیت میں کیا تھا (نیکی کا) مگر اس کے مثل کرتا رہوں گا اسلام میں بھی۔

---

❶ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ حالت کفر کے نیک اعمال کا اجر ملے گا اگر وہ شخص بعد میں [illegible] کے ساتھ اسلام لے آئے۔ لیکن علماء نے یہاں یہ قاعدہ اور اصول طے کیا ہے کہ حالت کفر میں کئے گئے اعمال [illegible] ضائع ہیں آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب مرتب نہ ہوگا۔ پھر اس حدیث کے کیا معنی ہیں؟ علامہ نووی نے فرمایا کہ امام ابو عبداللہ مازری نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کفر میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اچھی عادتیں [illegible] تم نے حاصل کیں اور اس سے طبیعت کی [illegible] تو آج بحالت اسلام کے بعد کثرت سے اعمال صالحہ کرتے ہو یعنی زمانہ کفر میں تمہیں [illegible] عادت پڑ چکی ہے۔
بعض نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اعمال صالحہ در زمانہ کفر کی وجہ سے اللہ نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور اسلام سے [illegible] فرمایا۔
[illegible] اس حدیث کی تاویل کرنے کے بجائے اس کو ظاہر ہی پر محمول [illegible] اور جہاں تک فقہی مسئلہ کا تعلق ہے تو کافر کے حالت کفر میں [illegible] اعمال [illegible] عبادت و طاعت [illegible] نہیں البتہ آخرت میں اس کے اعمال کا ثواب ملنا یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ پر [illegible] ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔
بہرحال حالت کفر کے اعمال صالحہ و عبادات کا ثواب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم

صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ

۲۲۷......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

۲۲۷..... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹ سواری کیلئے (بطور حصولِ ثواب) دیئے تھے' پھر حالتِ اسلام میں بھی سو غلام آزاد کئے اور سو اونٹ (راہِ خدا میں) سواری کیلئے دیئے۔ پھر حضور علیہ السلام کے پاس آئے آگے بعینہٖ سابقہ حدیث ذکر فرمائی۔

باب-۵۶ صدق الایمان واخلاصه

ایمان میں اخلاص وصدق کا بیان

۲۲۸ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ (يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ)
حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا

۲۲۸..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ...الآية ❶

نازل ہوئی (ترجمہ) (وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (گناہ) سے ملایا نہیں تو وہی لوگ ہیں جن کیلئے امن ہے (جہنم سے) اور وہی ہدایت پانے والے ہیں) تو یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نہایت شاق گذری اور انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو (گناہ نہ کیا ہو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آیت کا مفہوم وہ نہیں جو تم خیال کر رہے ہو بلکہ ظلم سے مراد یہاں پر صرف یہ ہے کہ جیسے لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ:

يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ❷

اے میرے بیٹے! شرک مت کرنا۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ❶

---

❶ سورۃ الانعام ۹/۷ آیت ۸۳
❷ سورۃ لقمان۔ ۲۱/۲ آیت ۱۳

❶ یہاں باب کا عنوان ہے: صدق الایمان واخلاصہ۔ مذکورہ حدیث اس عنوان کے تحت لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان کس اخلاص و صدق پر مبنی تھا کہ آیت نازل ہوئی تو گھبرا اٹھے اور فرمانے لگے کہ ہم میں سے کون ہے جس نے گناہ نہیں کیا۔ یہ حضرات ظلم کے ظاہری معنی مراد لیتے رہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔
احقر نے استاذ مکرم حضرت مولانا شمس الحق صاحب مدظلہم سے دورانِ درس سنا کہ اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ صرف عربی زبان سمجھنا قرآن فہمی کے لئے کافی نہیں کیونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عربی زبان اور مادری زبان تھی لیکن مفاہیم قرآنیہ کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ حدیث رسول ﷺ کو نہ لیا جائے۔ چنانچہ مذکورہ آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ..... (جاری ہے)

أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِيهِ أَوَّلًا أَبِي عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

باب-۵۷ بيان تجاوز الله تعالى عن حديث النفس والخواطر بالقلب اذا لم تستقر وبيان انه سبحانه تعالى لا يكلف الا ما يطاق و بيان حكم الهم بالحسنة وبالسيئة

دل میں پیدا ہونے والے گناہ کے وساوس وخیالات سے اللہ تعالیٰ کا در گذر کرنا جب تک کہ وہ عزم میں بدل نہ جائے، طاقت کے مطابق احکام کا مکلف بنانے اور نیکی یا برائی کے ارادہ کے حکم کا بیان

۲۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ وَأُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ وَاللَّفْظُ لِأُمَيَّةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) قَالَ فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوا أَيْ رَسُولَ اللَّهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا نُطِيقُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُولُوا

۲۲۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ:

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الآية ❶

نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اگر تم ظاہر کرو گے اسے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم سے اس کا محاسبہ کرے گا، پھر بخش دے گا جسے چاہے اور عذاب دے گا جسے چاہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تو یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت سخت اور شاق گذری۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہمیں اعمال میں ان احکام کا مکلف بنایا گیا جن کی ہمارے اندر طاقت ہے نماز، روزہ، جہاد، صدقہ وغیرہ۔ اب یہ آیت نازل ہوئی (کہ تمہارے دلوں میں چھپے ہوئے خیالات پر بھی محاسبہ ہوگا اور دل کے اوپر ہمارا اختیار نہیں) اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے (کہ گناہ کے وساوس سے بھی بچے رہیں)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم بھی وہی کہو جو تم سے قبل

(گذشتہ سے پیوستہ) تھا جو مفہوم مراد لے رہے تھے وہ یہاں مقصود نہیں تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے صحیح مفہوم کو متعین فرمایا۔ لہٰذا اس دور میں جو لوگ صرف عربی دانی کو قرآن فہمی کے لیے کافی سمجھتے ہیں وہ سنگین غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ سورۃ البقرۃ: ۲۸۴

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ فِي إِثْرِهَا (آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ) فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ نَسَخَهَا اللهُ تَعَالَى فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا) قَالَ نَعَمْ (رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا) قَالَ نَعَمْ (رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ) قَالَ نَعَمْ (وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ) قَالَ نَعَمْ

دونوں آسمانی کتب والوں (نصاریٰ و یہود) نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی۔ بلکہ تم کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! مغفرت کر دے اور تیری طرف ہی ہمیں لوٹنا ہے۔
صحابہ ؓ نے فرمایا کہ: ہم نے سن لیا اور اطاعت کی اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے' جب لوگوں نے یہ جملہ پڑھ لیا اور اپنی زبانوں سے بھی اس کا تلفظ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اس کے بعد فوراً ہی نازل فرمائی: امن الرسول سے آخر سورۃ تک۔[1]
(ترجمہ) ایمان لے آئے رسول اس پر جو ان پر نازل کیا گیا ان کے رب کی طرف سے اور مومنین بھی (ایمان لائے) سب ایمان لے آئے اللہ پر' اسکے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر' کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان بھی امتیاز نہیں کرتے' اور کہہ اٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کر لیا' تیری مغفرت کے طلبگار ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے' اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق' اس کو ملتا ہے (ثواب) اس کا جو اس نے کمایا (نیک عمل کر کے) اور اس پر پڑتا ہے (وبال) اس کا جو اس نے کمایا (بدعملی کر کے) اے ہمارے رب! مت مواخذہ فرما اگر ہم سے بھول ہو جائے یا ہم خطا کر گزریں اے ہمارے رب! مت رکھئے ہمارے اوپر بھاری بوجھ جیسے رکھا تھا آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر۔ اے ہمارے رب! اور نہ ہم سے اٹھوایئے وہ بوجھ جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے' ہمیں معاف فرمایئے' ہماری مغفرت فرمایئے' ہم پر رحم فرمایئے' آپ ہمارے رب و آقا ہیں پس ہماری مدد فرمایئے کافر قوم پر۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا!

۲۳۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلَى خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ

۲۳۰۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: و إن تبدوا ما في أنفسكم الآیۃ تو صحابہ ؓ کے قلوب میں وہ چیز پیدا ہوگئی جو ان کے قلوب میں کسی اور چیز سے پیدا نہ ہوئی تھی (ڈر اور اندیشہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: کہو ہم نے سن لیا اور مان لیا اور تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں ایمان القاء فرمادیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

---

[1] ۱۳۶ سورۃ البقرہ ۲۸۵،۸۶ / ۳۰، ۳۰۔

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ) قَالَ دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَأَلْقَى اللّٰهُ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا) قَالَ قَدْ فَعَلْتُ (رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا) قَالَ قَدْ فَعَلْتُ (وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا) قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا... الآیۃ

اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے بقدر، اس کیلئے (ثواب) ہے (اعمال صالحہ کا) جو اس نے کئے اور اس کے اوپر (وبال) ہے (ان اعمال بد) کا جو اس نے کمائے۔ اے ہمارے رب! ہمارے بھول چوک پر مؤاخذہ نہ فرمائیے اللہ نے فرمایا کہ میں نے ایسا کردیا۔

اے ہمارے رب! ہم پر وہ بھاری بوجھ نہ ڈالئے جیسا کہ آپ نے ہم سے قبل لوگوں پر ڈالا تھا۔

اللہ نے فرمایا کہ میں نے ایسا کردیا۔

اور ہمیں معاف فرمائیے، ہماری مغفرت فرمائیے، ہم پر رحم فرمائیے آپ ہمارے مولا ہیں اللہ نے فرمایا کہ میں نے کردیا (یعنی معافی بھی قبول کرلی، مغفرت فرمادی وغیرہ)۔

۲۳۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

۲۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے نظر انداز فرمادیا میری امت کے لئے ان خیالوں کو جو ان کے دلوں میں پیدا ہوں، جب تک کہ وہ بات نہ کریں یا اس خیال پر عمل نہ کریں۔" ❶

---

❶ اس حدیث سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے قلب میں پیدا ہونے والے تمام وساوس وخیالات گناہ پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔ جب کہ سابقہ احادیث میں بیان کردہ سورۃ البقرۃ کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خیالات ووساوس قلب کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اس آیت میں اس کی مزید تفصیل اللہ تعالیٰ نے آگے چل کر فرمادی کہ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی قدرت واستطاعت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتے۔ یہ اس واسطے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آیت کے نزول کے بعد بہت زیادہ غمگین اور فکر مند ہوگئے تھے کیونکہ خیالات پر تو کسی کا بس نہیں اور اس پر بھی محاسبہ ہے تو ہم تو پکڑ میں آجائیں گے۔ جب اس فکر کے بارے میں حضور علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ نازل ہوا اس پر ایمان لانا اور اطاعت کرنا ضروری ہے کہو سمعنا واطعنا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یوں کہا تو پھر آیت لایکلف اللہ نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ تمہارے قلوب میں وہ خیالات گناہ اور وساوس شیطانیہ جو از خود پیدا ہوتے ہیں اور انکے لانے میں تمہارا اختیار نہیں ہوتا اور نہ ہی تم ان خیالات پر عمل کرنے کا عزم رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ ان پر مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔

البتہ وہ ارادۂ گناہ جو دل میں راسخ ہوگیا اور اسے کرنے کا عزم کرلیا پھر کسی مانع کی وجہ سے (خوف خدا کی وجہ سے نہیں) اسے نہ کیا تو وہ قابل مؤاخذہ ہے۔ جس کو آیت او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ میں بیان فرمایا۔

جہاں تک حدیث بالا کا تعلق ہے جس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا میری امت سے ان خیالات کو جو ان کے قلوب میں پیدا ہوں (برائی کے) جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کریں یا اس کو کسی سے بیان نہ کردیں (کہ میرا ارادہ وفلاں گناہ کرنے کا ہے) تو اس کے بارے میں امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث احکام آخرت کے بارے میں نہیں بلکہ احکام دنیا کے بارے میں ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرلے تو صرف ارادہ کرلینے سے وہ کام معتبر اور منعقد نہیں ہوگا۔ مثلاً طلاق، عتاق، ہبہ، نکاح، بیع وغیرہ محض دل میں ارادہ کرلینے سے منعقد نہیں ہوجاتے۔ جب تک کہ زبان سے یا عمل سے انہیں نہ کیا جائے۔

بعض حضرات علماءؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد وہ غیر اختیاری وساوس وخیالات گناہ ہیں جو بغیر ارادہ اور قصد کے خود بخود (جاری ہے)

اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَعْمَلُوا بِهِ

۲۳۲...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بن اوفى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ

۲۳۲...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے معاف کر دیا ان خیالات کو جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں (گناہ کے) جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کر لیں یا اسے زبان سے نہ نکال دیں۔"

۲۳۳...... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَهِشَامٌ ح و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۳۳...... اس سند سے بھی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث (اللہ جل جلالہ نے میری امت کی باتوں کو جب تک کہ ان پر عمل نہ کریں یا زبان سے نہ نکالیں معاف فرمادیا) منقول ہے۔

۲۳۴...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ

۲۳۴. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (فرشتوں سے) کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اس کے نامۂ اعمال میں اسے مت لکھو۔ اگر وہ اس (ارادہ و گناہ) پر عمل کر لے تو اسے لکھ لو۔

اور جب وہ کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرنے تو ایک نیکی لکھ

(گذشتہ سے پیوستہ)...... دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے خلاف کا ارادہ کرنے کے باوجود ایسے خیالات پیچھا نہیں چھوڑتے۔ تو ایسے غیر اختیاری خیالات گناہ پر مواخذہ نہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر چکے ہیں۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی" نے فرمایا کہ: انسان پر جو اعمال اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیے گئے ہیں یا حرام کیے گئے ہیں ان میں سے کچھ تو انسان کے ظاہری اعضاء و جوارح سے متعلق ہیں۔ مثلاً: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، معاملات بیع و شراء و نکاح و طلاق وغیرہ۔

اور کچھ احکامات و اعمال وہ ہیں جن کا تعلق قلب انسانی اور باطن سے ہے۔ ایمان و اعتقاد کے تمام مسائل بھی قلب سے متعلق ہیں۔ اسی طرح کفر و شرک جو تمام حراموں میں سے سب سے بڑا حرام ہے وہ بھی قلب انسانی سے ہی متعلق ہے۔ اخلاق صالحہ و اوصاف حمیدہ مثلاً تواضع، صبر، قناعت، سخاوت، اسی طرح اخلاق رذیلہ و خبیثہ مثلاً کبر، حسد، بغض، حب دنیا، حرص جو حرام ہیں ان کا تعلق بھی انسان کے باطن اور قلب سے ہے اعضاء و جوارح سے نہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت میں ہدایت کی گئی کہ جس طرح تمہارے اعمال ظاہرہ کا مواخذہ کیا جائے گا اسی طرح تمہارے اعمال باطنہ و قلبیہ کا بھی مواخذہ کیا جائے گا۔ لہٰذا ان سے بچنا بھی ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔ تلخیص از معارف القرآن حضرت مفتی محمد شفیع صاحب۔

وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا عَشْرًا

لو' پھر اگر وہ اس نیکی کو کر گزرے تو دس نیکیاں لکھو۔"

۲۳۵۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً

۲۳۵۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو میں اس کے واسطے ایک نیکی لکھتا ہوں اور اگر وہ اس نیکی کو کر لیتا ہے تو دس نیکیاں لکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ سات سو گناہ تک بڑھا دیتا ہوں (اگر چاہوں تو) اور جب برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اسے کرتا نہیں تو اسے نہیں لکھتا اور اگر اسے کر لے تو صرف ایک ہی برائی لکھتا ہوں (دس نہیں)۔

۲۳۶۔۔۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّايَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ

۲۳۶۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے مختلف احادیث ذکر فرمائیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ دل میں ارادہ کرتا ہے کہ نیکی کرے گا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں' جب کہ اس پر عمل نہ کرے' جب اسے کر لے تو میں دس نیکیاں ایک کے بدلہ لکھتا ہوں۔ اور جب میرا بندہ دل میں ارادہ کرتا ہے کسی برائی کے کرنے کا تو میں اس (ارادۂ گناہ) کو معاف کر دیتا ہوں جب تک کہ وہ عمل نہ کرلے' جب وہ گناہ کر لیتا ہے تو میں اسے لکھ لیتا ہوں اسی کے مثل (ایک گناہ کے بدلہ میں ایک ہی گناہ لکھتا ہوں۔ نیکی کی طرح نہیں کہ ایک کے بدلہ میں دس لکھی جاتی ہیں)۔

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتے کہتے ہیں کہ اے رب! وہ آپ کا بندہ گناہ کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسے نظر میں رکھو حالانکہ وہ خود سب سے زیادہ نظر رکھنے والا ہے۔ اگر وہ گناہ کے داعیہ پر عمل کرتا ہے تو ایک ہی گناہ لکھ لو۔ اور اگر اس گناہ کے داعیہ کو ترک کر دے تو اس پر ایک نیکی لکھ لو' کیونکہ اس نے اسے ترک کیا ہے صرف میرے خوف سے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کا اسلام اچھا ہوتا ہے (نفاق اور عدم اخلاص سے پاک ہوتا ہے) تو ہر نیکی جسے وہ کرتا

ہے اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو گنا تک۔ اور ہر گناہ جو وہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات (موت) تک ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔"

۲۳۷۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ

۲۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے نیکی کا ارادہ کر کے اس پر عمل نہیں کیا تو ایک نیکی اس کے واسطے لکھی جاتی ہے اور جس نے ارادۂ نیکی کر کے اس پر عمل کر لیا تو اس کے واسطے سات سو گنا تک ثواب لکھا جاتا ہے (ہر ایک کے اخلاص کے بقدر اجر ملتا ہے)۔

اور جو برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو اسے نہیں لکھا جاتا اور اگر اسے کر لیتا ہے تو لکھا جاتا ہے۔

۲۳۸۔۔۔۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عزوجل قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

۲۳۸۔۔۔ حضرت ابن عباس نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھ لیا اور انہیں بیان کر دیا (کہ فلاں عمل نیکی ہے اور فلاں گناہ ہے۔ نیکی پر یہ اجر اور گناہ پر یہ سزا ہے) پس جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے۔ اور جو ارادۂ حسنہ پر عمل کر لیتا ہے تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھتے ہیں اور بہت زیادہ بھی لکھی جاتی ہیں (اخلاص کے اعتبار سے)۔ ❶

اور اگر کوئی گناہ کا قصد کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ایک مکمل نیکی اس کے واسطے لکھ لیتے ہیں اور اگر ارادۂ گناہ پر عمل کر لے تو اللہ تعالیٰ صرف ایک گناہ ہی لکھتے ہیں۔"

۲۳۹۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ فِي هَذَا

۲۳۹۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی کی برائی کو بھی اپنے کرم سے مٹا دیں گے

❶ ایک نیکی پر دس نیکیوں کا اجر خود قرآن کریم سے ثابت ہے۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ۔ پھر ان دس کو اللہ تعالیٰ بندہ کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے اپنی شان کریمی سے سات سو گنا تک بڑھا دیتے ہیں اور یہ بھی منصوص ہے قرآن و حدیث سے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی یہ ہے سات سو پر بھی انتہاء نہیں بلکہ فرمایا واللہ یضعف لمن یشاء اور فیضعفه له اضعافا کثیرة ۔ اس سے بھی کہیں زیادہ عطا فرما دیتے ہیں۔ جس کا اخلاص زیادہ ہوگا اجر و ثواب بھی بڑھتا رہے گا۔

الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللهِ إِلَّا هَالِكٌ

(نامہ اعمال سے) اور اللہ کے یہاں کوئی بھی ہلاکت میں نہیں پڑے گا مگر وہ جس کے مقدر میں ہی ہلاکت وتباہی ہے"۔ ❶

باب-۵۸ بيان ان الوسوسة في الايمان و ما يقوله من وجدها

ایمان میں وسوسہ کا بیان اور وسوسہ کے وقت کیا پڑھنا چاہئے؟

۲۴۰...... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ

۲۴۰..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے بعض صحابہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ: ہم اپنے دل میں بہت سے ایسے (برے) خیالات پاتے ہیں کہ جن کے بارے میں زبان سے کچھ بات کرنا ہمیں بہت بھاری لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ایسے وساوس پاتے رہے ہو؟ کہنے لگے کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے۔

۲۴۱...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۲۴۱..... اس سند سے بھی حضرت ابوہریرہؓ سے سابقہ حدیث (کہ برے خیالات اور وساوس کا دل میں آنا لیکن ان کو زبان پر نہ لانا ایمان کی علامت ہے) منقول ہے۔

۲۴۲...... حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَثَّامٍ عَنْ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ قَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْإِيمَانِ

۲۴۲..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے وساوس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: یہ تو خالص ایمان ہے۔

---

❶ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اتنے رؤف الرحیم ہیں کہ ایک طرف تو نیکی کے ارادہ پر بھی اجر اور نیکی کرنے پر سات سو گناہ یا اس سے بھی زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں اور دوسری طرف گناہ کے غیر اختیاری خیال وارادہ پر پکڑ بھی نہیں اور گناہ کر لے تو بھی صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ پھر بھی اس کے کسی دوسرے عمل صالح کی وجہ سے بعض اوقات اللہ اس برائی کو بھی مٹا دیتے ہیں (اگر گناہ صغیرہ ہو) لہٰذا کوئی بھی عقل مند انسان اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا الا یہ کہ وہ شخص جس کے مقدر میں ہی تباہی ہو وہ گناہ سے باز نہیں آئے گا اور گناہوں میں ہی لگا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے ہر گناہ سے۔ آمین

۲۴۳..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ هَذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ آمَنْتُ بِاللهِ

۲۴۳..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: لوگ تو ہمیشہ پوچھتے پاچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا۔ ساری مخلوقات کو تو اللہ نے پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ اگر کوئی شخص ایسی بات پائے (یا ایسا دل میں خیال آئے) تو کہے آمنتُ باللہ، میں اللہ پر ایمان لایا۔❶

۲۴۴..... وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُولُ اللهُ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَرُسُلِهِ

۲۴۴..... حضرت ھشام بن عروہؒ اسی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے (دل میں وسوسہ ڈالتا ہے) کہ آسمان کس نے پیدا کیا؟ زمین کس نے پیدا کی؟ آخر یہ کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ آگے سابقہ حدیث کے مثل ذکر فرمایا۔ اتنا اضافہ ہے کہ یوں کہے میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔"

۲۴۵..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

۲۴۵..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے فلاں کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟
یہاں تک کہ کہتا ہے تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہاں تک

---

❶ پہلی اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ یہ خیالات و وساوس کا آنا صریح ایمان ہے۔ کیونکہ چور ڈاکو وہاں آتے ہیں جہاں کچھ خزانہ اور دولت ہو۔ جس دل میں میں دولتِ ایمانی ہے وہیں شیطان وساوس ڈالتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام وساوس شیطان دل میں پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ جب تم ان خیالات کو برا سمجھتے ہو بلکہ اتنا برا کہ ان کو زبان پر لانا بھی تمہارے لئے بہت مشکل ہے تو یہ صریح ایمان کی علامت ہے۔
آخری حدیث میں فرمایا کہ جب ایسے شیطانی وساوس وخیالات آئیں تو آمنت باللہ کہہ دیا کرو۔ کیونکہ شیطان کا مقصد ان وساوس سے ایمان میں خلل اور کمزوری پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جب آمنت باللہ کہہ دوگے تو شیطان وہاں سے بھاگ جائے گا اور اسکے وساس سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔
اسی حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے ہمیشہ مخلوقات کے بارے میں یہاں تک کہیں گے اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ اس لئے حکم یہ ہے کہ خالق کی ذات کے بارے میں غور وفکر نہ کرے اور نہ ہی ایسے غیر ضروری سوالات میں پڑے۔ یہ شیطانی حربہ ہے کہ ایسے خیالات دل میں ڈال کر ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے اور جو شخص ان خیالات کی فکر میں پڑتا ہے تو وہ اپنا ایمان تباہ کر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا ان خیالات کی فکر میں پڑنے کے بجائے اعمال میں لگنے کی فکر کرنا چاہئے کیونکہ اگر خیالات کو عقل کی کسوٹی پر رکھ کر نظریاتی اور فکری استدلال وفلسفہ کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کی جائے گی جیسے کہ دورِ حاضر کے بعض پڑھے لکھے جاہل اسی قسم کے چکر میں رہتے ہیں تو کبھی دل مطمئن نہیں ہوگا اور ہر استدلال وفلسفہ ایک نئے خیال وشبہ کا سبب بن جائے گا لہٰذا اس کا بہترین علاج وہی ہے جو حدیث میں نبی مکرم علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ انتہیٰ مترجم عفی عنہ۔

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ

پہنچ جائے تو فوراً اعوذ باللہ پڑھنا چاہئے یعنی شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور ایسے خیالات سے آئندہ باز رہے۔

۲۴۶ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حتي يقول له من خلق ربك فاذا بلغ ذلك فليستعذ بالله ولينته بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ

۲۴۶ اس سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کس نے پیدا کیا اور یہ کس نے پیدا کیا؟ اس کے بعد بقیہ حدیث کو ابن اخی ابن شہاب کے طریقہ پر بیان کیا ہے

۲۴۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللهَ قَالَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ قَدْ سَأَلَنِي اثْنَانِ وَهَذَا الثَّالِثُ أَوْ قَالَ سَأَلَنِي وَاحِدٌ وَهَذَا الثَّانِي

۲۴۷ .... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگ ہمیشہ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے: اللہ نے ہمیں پیدا کیا' اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

راوی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیث بیان کرتے وقت ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے' فرمانے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا۔ مجھ سے دو افراد پہلے بھی یہی سوال کر چکے ہیں اور یہ تیسرا شخص ہے (جس نے یہ سوال کیا) یا فرمایا ایک نے پہلے سوال کیا اور یہ دوسرا ہے۔

۲۴۸ وَ حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِسْنَادِ وَلَكِنْ قَدْ قَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ

۲۴۸ ...ایوب، محمد اس کو موقوفاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اس حدیث کی سند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہیں ہے لیکن آخر حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

۲۴۹ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الرُّومِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ

۲۴۹ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُونَ يَسْأَلُونَكَ يَا أَبَـــا هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللهُ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَـــا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَنِي نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَقَالُـــوا يَـــا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا اللهُ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ قَـــالَ فَأَخَذَ حَصًى بِكَفِّهِ فَرَمَاهُمْ ثُمَّ قَالَ قُومُوا قُومُوا صَـــدَقَ خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"لوگ ہمیشہ تجھ سے سوال کرتے رہیں گے' اے ابوہریرہ! یہاں تک کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے (جس نے سارے جہاں کو پیدا کیا) آخر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟۔

راوی کہتے ہیں کہ اسی دوران ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ کچھ دیہاتی لوگ آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوہریرہ! یہ اللہ ہے (جس نے تمام عالم کو پیدا کیا) اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

حضرت ابوہریرہ ﷜ نے مٹھی بھر کنکریاں لیکر انہیں مارا اور کہا کہ کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ۔ میرے خلیل ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔

۲۵۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَـــزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُـــولُ قَـــالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَسْأَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَـــنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَقُولُوا اللهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَهُ

۲۵۰۔ حضرت ابوہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ تم سے ضرور ہر شئی کے بارے میں سوال کریں گے حتی کہ کہیں گے اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اسے کس نے پیدا کیا؟

۲۵۱ ..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَـــامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يَزَالُونَ يَقُولُونَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتَّى يَقُولُوا هَذَا اللهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ تعالى ؟

۲۵۱۔ حضرت انس ﷜ بن مالک' حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک۔ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک آپ کی امت کے افراد مستقل کہتے رہیں گے کہ فلاں چیز کیا ہے؟ فلاں کیا ہے؟ یہاں تک کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟

۲۵۲ ..... وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُخْتَارِ عَـــنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَـــذَا الْحَـــدِيثِ غَيْرَ أَنَّ إِسْحَقَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ اللهُ عزوجل إِنَّ أُمَّتَكَ

۲۵۲۔ ..... حضرت انس ﷜ نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت حسب سابق نقل کرتے ہیں مگر اسحاق ﷜ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (کی تیری امت) یہ ذکر نہیں کیا۔

باب-۵۹ وعید من اقطع حق مسلم بیمین فاجرة بالنار

مسلمان کے حق کو جھوٹی قسم کے ذریعہ سے مارنے والا جہنم کا مستحق ہے

۲۵۳ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيِّ عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ

۲۵۳ ..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ [1] سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے کسی مسلمان کا حق مار لیا (جھوٹی) قسم کھا کر، بے شک اللہ نے اس کیلئے جہنم کی آگ واجب کر دی اور جنت اس پر حرام کر دی۔ ایک شخص کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! اگر چہ وہ چیز بہت معمولی ہی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چہ وہ پیلو کی ایک لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔

۲۵۴ ..... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَخَاهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

۲۵۴ ... حضرت ابو اسامہ حارثی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت (کسی مسلمان کی جھوٹی قسم کھا کر حق دبالینا جہنم کو واجب اور جنت کو حرام کرتا ہے) نقل کی ہے۔

۲۵۵ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۲۵۵ ..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جھوٹی قسم کھائی جس کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا حق مار لیا اور وہ اس قسم میں جھوٹا تھا تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے۔ [2]

---

[1] یہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ صحابہ میں ابوامامہ کنیت کے دو صحابہ گزرے ہیں ایک تو معروف ہیں ابوامامہ الباہلی کے نام سے۔ جب کہ مذکورہ صحابی حضرت ابوامامہ الحارثی ہیں۔ ان کا نام ایاس بن ثعلبہ الانصاری الحارثی ہے۔ بنو خزرج سے تعلق رکھتے تھے اکثر اصحاب سیر و اسماء الرجال نے ذکر کیا ہے کہ ان کی وفات اس وقت ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس تشریف لا رہے تھے لیکن یہ قول صحیح نہیں اور ایک فنی غلط کی بناء پر محققین محدثین نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ ان کی وفات اُحد کے وقت ہوئی۔ واللہ اعلم

[2] ایک مسلمان کا حق تلف کرنا یا غیر شرعی اور ناحق طریقہ سے مال دبانا بدترین گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ پھر جھوٹی قسم کے ذریعہ حق مارنا گناہ کے اوپر بدترین گناہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ اس کا تعلق حق کی زیادتی یا کمی سے نہیں حق تھوڑا ہو یا زیادہ گناہ کے اندر شدت اور زیادتی ہے خواہ پیلو کی ایک لکڑی جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہی کیوں نہ ہو۔ ...... (جاری ہے)

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ نَزَلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا) إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

(ابو وائل جو راوی ہیں) کہتے ہیں کہ جب یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ ابو عبدالرحمان (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) تم سے کیا حدیث بیان کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ایسی ایسی حدیث انہوں نے بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ابو عبدالرحمان نے سچ کہا۔ یہ حدیث میرے بارے میں ہی ہے۔

میرے اور ایک شخص کے درمیان یمن کی کسی زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا۔ میں نے مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس گواہ ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو اس کو (مدعی علیہ) قسم کھانی پڑے گی۔ میں نے کہا وہ تو قسم کھا لے گا (کیونکہ وہ تو جھوٹا ہے) تو اس پر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جس شخص نے قسم کھائی ناحق کسی مسلمان کا مال دبانے کے لئے اور وہ اس قسم میں جھوٹا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔ چنانچہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ...... الْاٰيَة ❶

(گذشتہ سے پیوستہ)

احادیث بالا میں اس گناہ پر دو وعیدیں بیان فرمائی گئیں۔ ایک تو یہ کہ جنت اس پر حرام ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے آخرت میں ملاقات اس طرح ہو گی کہ باری تعالیٰ اس پر غضبناک ہوں گے۔

جہاں تک وعید اوّل کا تعلق ہے تو وہ اپنے ظاہر پر نہیں کیونکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ حالتِ ایمان پر دنیا سے رخصت ہونے والا جنت کا مستحق ہے خواہ کسی بھی وقت جنت میں جائے دخولِ جنت سے محروم نہیں رہے گا۔ لہٰذا حدیث میں تاویل کی جائے گی۔ ایک تاویل تو یہی کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو اس کام کو حلال سمجھے اور اسی حالت میں مر جائے تو اس پر جنت حرام ہے۔

اور دوسرا مطلب علماء نے فرمایا کہ جب اوّل مرحلہ میں مسلمان جنت میں داخل ہوں گے تو یہ اپنے دوسرے تمام اعمال صالحہ کے باوجود جنت میں دخولِ اوّلی سے محروم رہے گا۔ اور مذکورہ بالا وعید گناہ کی شدت اور اہمیت و حرمت کو واضح کرنے کے لئے بیان فرمائی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کے اندر فرمایا "مسلمان کا حق مارے" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید کافر ذمی کا حق مارنا جائز ہے؟؟؟ لیکن ظاہر ہے یہ مطلب حدیث کا نہیں۔ بلکہ ذمی اور کافر کا حق مارنا بھی اسی طرح حرام ہے، لیکن یہاں جو سخت وعید بیان فرمائی وہ حق مسلم کو دبانے پر ہے ممکن ہے کافر ذمی کے حق کو دبانے پر یہ سخت وعید نہ ہو۔ البتہ جرم گناہ کا فرد مسلم دونوں کے حق میں برابر ہے۔

احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس کا ایک جواب یہ دیا کہ حدیث میں مسلمان کی تخصیص اس واسطے کی کہ مسلمان کا عمومی تعلق و واسطہ اور عام معاملات مسلمانوں ہی سے رہتے ہیں۔ مسلمانوں ہی سے معاشرت ہوتی ہے۔ کفار سے نہیں اور جس کے ساتھ عام معاملات ہوں اس کے حقوق میں عموماً کوتاہی ہو جاتی ہے۔ البتہ جس کے ساتھ کبھی کبھار کا معاملہ ہو عموماً اس کے حق میں کوئی کوتاہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا جب مسلمان کے حق کو دبانے پر یہ وعید ہے تو کافر کا حق مارنا تو بطریق اولیٰ حرام ہے۔

اور یہ جواب مماثل ہے قاضی عیاض مالکیؒ کے جواب سے۔ واللہ اعلم اجلی۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ سورۃ آل عمران پ ۳: ۷۷/۸۔

(ترجمہ) بیشک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور قسم کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں (مال دنیا کی صورت میں) یہ وہ لوگ ہیں کہ آخرت (کی نعمتوں) میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ ان سے بات کریں گے، قیامت کے روز نہ ان کی طرف نظر (رحمت) فرمائیں گے اور نہ انہیں (گناہ سے) پاک کریں گے۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

۲۵۶ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ

۲۵۶ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے قسم اٹھائی اور اس کے ذریعہ کسی کے مال کا مستحق بن گیا حالانکہ وہ اپنے حلف میں جھوٹا تھا تو وہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غصہ میں ہوگا۔

آگے سابقہ حدیث کے مثل ہی بیان کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا میرے اور ایک شخص کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا۔

ہم دونوں نے جھگڑا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دو گواہ لاؤ یا وہ قسم کھائے۔

۲۵۷ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ سَمِعَا شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

۲۵۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جو شخص کسی کے مال پر ناحق قسم کھائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کی تصدیق کے لئے ہمارے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمناً قلیلاً الخ

۲۵۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمٍ الْحَنَفِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوا أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۲۵۸ حضرت وائل رضی اللہ عنہ بن حجر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حضرموت [1] اور کندہ [2] سے ایک ایک آدمی آیا۔

حضرمی نے کہا یا رسول اللہ! بے شک اس (کندی) نے میری ایک زمین پر جو میرے والد کی تھی قبضہ کر لیا ہے۔

کندی نے کہا کہ وہ تو میری زمین ہے میرے قبضہ میں ہے میں اس میں

---

[1] حضرموت یمن کا ایک مشہور شہر ہے۔ حضرمی شخص کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔

[2] کندہ یمن کا ایک معروف قبیلہ ہے۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

زراعت وغیرہ کرتا ہوں۔ اس شخص کا اس میں کوئی حق نہیں۔
نبی اکرم ﷺ نے حضرمی سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اس سے حلف لے لو۔
حضرمی نے کہا یارسول اللہ! بے شک یہ شخص تو فاجر آدمی ہے' اسے تو قسم اٹھانے میں کوئی عار نہیں اور نہ ہی وہ کسی چیز سے اجتناب کرتا ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کے باوجود) تمہارے لئے اس سے حلف لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ لہٰذا وہ حلف لینے چلا جب اس نے (کندی کی طرف رخ کرکے) پیٹھ موڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار اگر اس نے اس کے مال پر قسم کھائی ظلماً اسے ہڑپ کرنے کے لئے تو یہ ضرور بالضرور اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لیں گے۔ (اس کی طرف توجہ نہیں فرمائیں گے)۔

۲۵۹ ... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِنَّ هَذَا انْتَزَى عَلَى أَرْضِي يَا رَسُولَ اللهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ وَخَصْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ بَيِّنَتُكَ قَالَ لَيْسَ لِي بَيِّنَةٌ قَالَ يَمِينُهُ قَالَ إِذَنْ يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ إِسْحَقُ فِي رِوَايَتِهِ رَبِيعَةُ بْنُ عَيْدَانَ

۲۵۹ حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں (ایک بار) نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس دو افراد کسی زمین کا جھگڑا لائے۔
ان میں سے ایک نے کہا کہ بے شک اس نے زمانہ جاہلیت میں میری زمین کو غصب کرلیا ہے۔ اور وہ امرؤ القیس بن عابس الکندی تھا۔ اور اس کا مخالف ربیعہ بن عبدان تھا۔
آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا گواہ ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس گواہ تو نہیں ہے۔ فرمایا پھر اس سے قسم لے لو۔ کہنے لگا کہ پھر تو وہ میرا مال اڑا لے جائے گا (جھوٹی قسم کھا کر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں۔
جب وہ حلف لینے کے لئے کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے ظلماً کسی کی زمین دبائی تو اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔"

باب-۶۰ الدليل على ان من قصد اخذ مال غيره بغير حق كان القاصد مهدر الدم في حقه و ان قتل كان في النار و ان من قتل دون ماله فهو شهيد

غیر کے مال کو ناحق چھیننے والے کا خون لغو ہے اور مارے جانے کی صورت میں جہنم میں جائے گا، اسی طرح مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا شخص شہید ہے

۲۶۰ حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ فَأَنْتَ شَهِيدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ

۲۶۰..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے اس بارے میں کہ اگر میرے مال کو لوٹنے کیلئے کوئی شخص آئے (تو میں کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا مال اسے مت دو۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو پھر آپ کیا فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے لڑو۔ وہ کہنے لگا اگر وہ مجھے قتل کر دے تو فرمایا کہ پس تم شہید ہو گے۔ اس نے کہا اگر میں اسے قتل کر دوں تو فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا"۔ [1]

۲۶۱..... حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ

۲۶۱..... حضرت ثابت مولیٰ عمر بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت عنبسہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہوا اور وہ دونوں قتال کیلئے کمربستہ ہوئے تو حضرت خالد بن عمرو (گھوڑے پر) سوار ہوئے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں سمجھایا (کہ لڑائی و قتال سے حتی الوسع اجتناب کرو)۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔" [2]

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مال کی مدافعت اور حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو اس کو شہادت کا مقام عطا ہوگا۔ اسی طرح مال پر حملہ کرنے والے کو قتل کرنا جائز ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ' جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ البتہ امام مالکؒ کے یہاں بعض اصحاب کے نزدیک اگر تھوڑے مال پر حملہ کرے یا کوئی معمولی چیز غصب کرنا چاہے مثلاً: کپڑے یا کھانا یا اسی طرح کی دوسری معمولی اشیاء ان کی حفاظت میں حملہ آور کا قتل جائز نہیں۔ لیکن علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ مال خواہ تھوڑی (معمولی) ہو یا زیادہ مدافعت و حفاظت کے دوران اگر حملہ آور مارا جائے تو اس کا خون رائیگاں اور ہدر ہے۔ واللہ اعلم

[2] حضرت عبداللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان کے درمیان مالی مخاصمت تھی جس نے انہیں آمادۂ قتال کر دیا۔ حضرت خالد نے انہیں اس سے باز رکھنا چاہا تو انہوں نے مذکورہ حدیث سنادی جس سے معلوم ہوا کہ مال کی حفاظت میں آدمی اگر مارا بھی جائے تو شہید ہے۔
البتہ جمہور علماء نے فرمایا کہ مال کی حفاظت کے لئے قتال کرنا لازم و واجب نہیں بلکہ جائز ہے۔ البتہ محرم عورت کی عزت کی حفاظت کے لئے قتال کرنا پڑے تو وہ بھی ضروری ہے۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

۳۶۲..... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۶۲..... ابن جریج اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے) منقول ہے۔

باب-۶۱ استحقاق الوالی الغاش لرعیته النار

حاکم کا رعایا کے حقوق میں خیانت کرنا اسے جہنم کا مستحق کردیتا ہے

۳۶۳..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

۲۶۳..... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد (جو کوفہ کا گورنر تھا) حضرت معقل رضی اللہ عنہ بن یسار (صحابی) کی عیادت کرنے کے لئے ان کے مرض وفات میں حاضر ہوا۔
حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ میرے لئے ابھی زندگی کی مہلت باقی ہے تو میں یہ حدیث تجھ سے بیان نہ کرتا (لیکن مجھے لگتا ہے کہ میری عمر اب ختم ہو رہی ہے اس لئے بیان کرتا ہوں) بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے رعیت کا نگران (حاکم) بنائے اور وہ اپنی موت کے دن اس حال میں مرے کہ اپنی رعایا کے حقوق میں خیانت کا مرتکب ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردیں گے۔

۳۶۴..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ ابْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَرْعِي اللهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ

۲۶۴..... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ مبتلائے مرض تھے "معقل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک حدیث جو اس سے قبل میں نے تم سے بیان کی تھی بیان کرتا ہوں کہ بیشک رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں جسے اللہ نے رعیت پر نگران حاکم بنایا ہو اور وہ اس حال میں مرے کہ رعیت کے حقوق میں خیانت کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردیں گے۔" ❶

❶ جنت حرام ہونے کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ اگر اس کے دیگر اعمال درست ہوئے تو بھی جنت میں داخلہ اولیٰ سے محروم رہے گا۔ جب اہل جنت جنت میں پہلی بار داخل ہوں گے یہ اس وقت جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اور حرام ہونے کے معنی یہاں پر روکنے کے ہیں۔
اور مقصود اس وعید سے تحذیر اور تخویف ہے تاکہ کوئی حکمرانی کے نشہ میں بدمست ہو کر رعایا پر ظلم نہ کرنے لگے۔ ......(جاری ہے)

الْجَنَّةَ قَالَ أَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لِأُحَدِّثَكَ

ابن زیاد نے کہا کہ کیا تم نے مجھ سے اس سے قبل یہ حدیث بیان نہیں کی؟ معقل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث بیان نہیں کی یا میں تجھ سے یہ حدیث بیان نہ کرتا (بلاوجہ کیوں تیری پکڑ میں گرفتار ہو کر اپنے آپ کو مبتلائے مصیبت کرتا)۔

۳۶۵ وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا

۳۶۵ ہشام سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ ہم حضرت معقل رضی اللہ عنہ بن یسار کے پاس ان کی عیادت کے واسطے بیٹھے ہوئے تھے کہ عبید اللہ بن زیاد آ گیا۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ میں ابھی ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے پھر آگے سابقہ دونوں حدیثوں کی مانند بیان فرمائی۔

۳۶۶ وحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ

۳۶۶ ابوالملیح سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کی ان کے مرض (وفات) میں۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: "میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرنے والا ہوں اور اگر میں مرض الموت میں نہ ہوتا تو میں تجھ سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔
میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "ہر وہ حاکم جسے مسلمانوں کے امور و معاملات سپرد کیے جائیں پھر وہ ان کے واسطے کوشش نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

باب-۶۴ رفع الامانة والايمان من بعض القلوب و عرض الفتن على القلوب

بعض دلوں سے ایمان و امانت کے اٹھ جانے اور بعض قلوب میں فتنوں کے پیش آنے کا بیان

۳۶۷ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۳۶۷ حضرت حذیفہ [1] بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(گذشتہ سے پیوستہ) حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ میں نے تجھ سے حدیث آج تک بیان نہیں کی، اسکی وجہ یہ تھی کہ معقل رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حدیث اور وعظ و نصیحت کا ابن زیاد پر کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ آپ دیکھ چکے تھے کہ دوسرے حضرات کے وعظ و نصیحت نے بھی اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ لیکن جب آپ کو یہ احساس ہوا کہ موت کا وقت قریب ہے تو کتمان علم کے گناہ سے بچنے کیلئے حدیث بیان فرمائی۔ کما قال القاضی عیاض۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان جلیل القدر اور معروف صحابی ہیں۔ صاحب سر النبی ﷺ یعنی حضور علیہ السلام کے رازدان کہلاتے تھے۔ نبی علیہ السلام نے مدینہ منورہ کے منافقین کے نام ان کو بتلا دیے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کرتے تھے کہ کہیں میرا نام تو ان میں شامل نہیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد آنے والے فتنوں کے بارے میں بھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا تھا۔

أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصًى فَدَحْرَجَهُ عَلَى رِجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ مَا أَظْرَفَهُ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا

نے ہم سے دو باتیں بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک بات میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ "امانت دلوں کی گہرائی میں نازل ہوئی لوگوں میں۔ پھر قرآن کریم نازل ہوا پھر لوگوں نے قرآن کو سیکھا اور حدیث کا علم حاصل کیا۔

پھر آپ ﷺ نے بیان کیا امانت کے اٹھ جانے سے متعلق اور فرمایا کہ آدمی رات کو سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر صرف ایک پھیکا بے رنگ داغ رہ جائے گا۔ پھر وہ دوبارہ سوئے گا تو امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی تو اس کا اثر ایک آبلہ کی طرح رہ جائے گا۔ مثل اس انگارہ کے جسے تم اپنی ٹانگ پر لڑھکادو۔ پھر وہ (پھول کر) آبلہ بن جائے تو تم اسے پھولا ہوا دیکھو کہ اندر کچھ نہیں۔

پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اپنی ٹانگ پر لڑھکائی اور فرمایا: کہ لوگ آپس میں خرید و فروخت کے معاملات کریں گے اور بہت ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی نہیں ہوگا جو امانت کو ادا کرے، یہاں تک کہ یہ بات کہی جائیگی کہ فلاں قوم کا فلاں شخص ایک امانتدار آدمی ہے۔

اور اسی طرح یہاں تک کہا جائے گا ایک آدمی کو کہ وہ کتنا چالاک ہے، کیا خوش مزاج ہے، کتنا عقلمند ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

اور بیشک مجھ پر ایک زمانہ گزرا ہے کہ مجھے یہ پروا نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے بیع و شراء (خرید و فروخت) کر رہا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسے اس کا دین ضرور بالضرور میرے ساتھ بے ایمانی سے باز رکھتا۔ اور اگر وہ عیسائی یا یہودی ہوتا تو اس کا حاکم اسے مجھ سے بے ایمانی کرنے سے باز رکھتا۔ لیکن آج (حالت یہ ہے کہ) میں تم میں سے کسی سے معاملات نہیں کروں گا سوائے فلاں فلاں آدمی کے۔ ❶

---

❶ یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام نے امانت کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں سے اٹھ جائے گی۔ امانت کیا چیز ہے؟ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ امانت اس بار تکلیف کا نام ہے جس کا مکلف اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بنایا ہے اور ان سے عہد لیا ہے اس بار امانت کو اٹھانے کا۔ جسے قرآن کریم میں سورۃ احزاب کی آخری آیات میں بیان فرمایا: إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد تمام فرائض جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ امانت سے مراد دین ہے کیونکہ دین نام ہی امانت کا ہے۔ بہر کیف! دین کے تمام اوامر و نواہی اور احکامات امانت کے مفہوم میں شامل ہیں۔ ... (جاری ہے)

۳۶۸..... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۶۸..... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث بعینہٖ اعمش ؒ سے مروی ہے۔

۳۶۹..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُونَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَجَارِهِ قَالُوا أَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ أَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الَّتِي تَمُوجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَأَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنْتَ لِلّٰهِ أَبُوكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا فَأَيُّ

۲۶۹..... حضرت حذیفہ بن یمان ؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار حضرت عمر ؓ کی خدمت میں حاضر تھے' آپ ؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کو فتنوں کا تذکرہ فرماتے سنا ہے؟ ایک جماعت کہنے لگی کہ ہم نے سنا ہے۔

حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ شاید فتنوں سے تم انسان کے گھر والوں' مال اور پڑوسی کے بارے میں فتنے مراد لیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ہم نے یہی مراد لیا ہے (کہ انسان گھریلو اہل و عیال کے بارے میں کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے) فرمایا کہ یہ فتنے تو ایسے ہیں کہ نماز' روزہ اور صدقہ ان کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ لیکن تم میں سے کس نے نبی اکرم ﷺ سے ان فتنوں کے بارے میں سنا ہے جن کا ذکر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سمندر کی موجوں کی طرح (پے درپے) امڈے چلے آئیں گے؟ حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ سارے لوگ خاموش رہے تو میں نے کہا کہ "میں نے سنا ہے"۔

(گذشتہ سے پیوستہ) حضرت حذیفہ ؓ نے یہی بات فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ نے پہلے اہل دین کے قلوب میں امانت پیدا کی پھر قرآن نازل فرمایا (تاکہ اس بار امانت اور احکام و فرائض کی تفصیل و تبلیغ بغیر کسی ادنیٰ خیانت کے ممکن ہوسکے) اور پھر لوگوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کیا۔ اور اسی کو حضرت حذیفہ ؓ نے فرمایا کہ یہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔

اس کے بعد ایک دور ایسا آئے گا کہ اچھا خاصا امانت دار آدمی رات کو سوئے گا۔ صبح اٹھے گا تو امانت اس کے قلب سے سلب کی جاچکی ہوگی۔ اور اس کا اثر صرف ایک آبلہ کی صورت میں موجود ہوگا۔ جیسے اگر کوئی اپنی ٹانگ پر انگارہ لڑھکائے تو انگارہ تو لڑھک کر دور چلا جائے گا لیکن اس کا اثر ایک آبلہ کی صورت میں باقی رہے گا۔ لیکن جس طرح اس آبلہ میں آگ وغیرہ کچھ نہیں ہوتی اسی طرح امانت کے سلب ہو جانے کے بعد اس کے اثر میں بھی امانت نہ ہوگی۔ اور امانت دار افراد کا ایسا قحط پڑ جائے گا کہ لوگ اگر کسی کو امانت دار دیکھیں گے تو حیرت سے کہا کریں گے کہ فلاں شخص بہت امانت دار ہے۔

اسی طرح حضرت حذیفہ ؓ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی آدمی کی اس کی عقل' ہوشیاری یا شگفتہ مزاجی کی بناء پر تعریف کی جائے گی لیکن اس کے اندر تام کو بھی ایمان نہ ہوگا جب کہ تعریف کی اصل چیز تو ایمان ہے۔

پھر فرمایا کہ ہم نے ایک زمانہ ایسا گذارا ہے کہ ہمیں خرید و فروخت اور معاملات میں کوئی خوف و اندیشہ نہیں ہوتا تھا کہ کوئی ہمیں نقصان پہنچائے گا خواہ مسلمان سے معاملہ کریں یا عیسائی اور یہودی سے۔ مسلمان تو خوف خدا اور آخرت کی جوابدہی کے احساس اور مسلمان بھائی کے ساتھ خیر خواہی کے جذبہ کے تحت نقصان نہیں پہنچائے گا جب کہ یہودی یا عیسائی حاکم کے خوف سے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ افسوس کا مقام ہے کہ امانت داری کا یہ جذبہ جو اللہ نے مسلمان کو ودیعت فرمایا تھا اب مسلمان کے دل سے نکل چکا ہے اور غیر مسلم کے دل میں امانت داری کا احساس ہے۔ آج مسلمان دوسرے کو نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن غیر مسلم عموماً اس سے بچتا ہے۔

فیاغربۃ الاسلام

قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهُ أَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوشِكُ أَنْ يُكْسَرَ قَالَ عُمَرُ أَكَسْرًا لَا أَبَا لَكَ فَلَوْ أَنَّهُ فُتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهُ أَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ أَوْ يَمُوتُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ قَالَ أَبُو خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَا أَبَا مَالِكٍ مَا أَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِي سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوسًا

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے؟ للہ ابوک (یعنی تمہارے والد بہت صاحب تعریف انسان تھے)۔

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: فتنے قلوب انسانی پر اس طرح پیش آتے چلے جائیں گے جیسے کہ چٹائی کی تیلیاں (یکے بعد دیگرے) پس جس قلب میں وہ فتنہ رچ بس گیا تو اس قلب میں ایک سیاہ داغ لگادیا جائے گا اور جس قلب نے اس سے انکار کردیا، اس میں ایک سفید نقطہ لگادیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دو طرح کے قلوب ہو جائیں گے ایک تو سفید خالص قلوب کہ چکنے پتھر کی طرح صاف ہوں گے اور جب تک زمین و آسمان قائم ہیں (قیامت کے وقوع تک) انہیں فتنے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ [1]

اور دوسری قسم کے قلوب سیاہ اور مٹیالے ہوں گے اوندھے کوزہ کی طرح۔ کہ نیکی اور معروف کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ ہی گناہ کو گناہ سمجھیں گے مگر وہی بات جو ان کی خواہش کے مطابق ہو جائے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر حضرت عمرؓ سے حدیث

---

[1] فتن جمع ہے فتنۃ کی جس کے لفظی معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مختلف احوال، مصائب اور کیفیات کے ذریعہ سے اہل ایمان کا امتحان لیتے ہیں۔ اور ایسے احوال و کیفیات ہی کو فتنہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ حالت و کیفیت کہ جس میں حق بات کا پتہ نہ چلے اور یہ واضح نہ ہوسکے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا یعنی حق و باطل میں امتیاز نہ ہو رہا ہو ایسی کیفیت کو بھی فتنہ کہا جاتا ہے۔
نبی مکرم ﷺ کی دعاؤں اور عام معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ﷺ بڑی کثرت سے فتنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور احادیث میں بہت ہی کثرت سے آپ ﷺ نے فتنوں سے پناہ مانگنے کی ترغیب دی ہے۔
امت مسلمہ کو نبی ﷺ کے وصال کے بعد جن آزمائشوں اور فتنوں سے سابقہ پڑنا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو ان کے بارے میں وحی الٰہی کے ذریعہ سے مطلع فرمادیا تھا اور بے شمار احادیث صحیحہ میں حضور علیہ السلام نے امت کو ان فتنوں کے بارے میں بتلایا بھی ہے اور ان فتنوں کے دوران پیش آنے والے حالات اور اس میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے سب بتلایا ہے۔
حدیث مذکورہ میں یہ بتلایا گیا کہ امت مسلمہ پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہر چہار سمت سے فتنوں کا سیلاب امڈا چلا آئے گا۔ ہر روز و شب ایک نیا فتنہ ہوگا اور وہ لوگ جن کا ایمان کمزور درجہ کا ہوگا یا وہ کمزور عقائد کے مالک ہوں گے وہ ان فتنوں کا شکار ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو سیاہ کردے گا۔
اور جن لوگوں کے دل میں خالص اور پختہ ایمان ہوگا وہ اہل حق سے وابستہ رہیں گے اللہ تعالیٰ انہیں ابتلائے فتنہ سے محفوظ رکھیں گے۔ اور ان کے قلوب کو پاکیزہ اور سفید و صاف رکھیں گے۔
اور یہ جو فرمایا کہ فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے وہ توڑ دیا جائے گا۔ اس سے مراد حضرت عمرؓ ہی کی ذات ہے جیسے کہ ایک دوسری روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور خود حضرت عمرؓ اس بات سے واقف تھے۔ چنانچہ یہ جو فرمایا کہ وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا اس سے حضرت عمرؓ کی شہادت مراد ہے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد فتنوں کا تسلسل شروع ہوگیا۔ جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں اور تاریخ و سیر کی کتب میں ان کی مکمل تفصیل موجود ہے من شاء فلیراجع۔ نعوذ باللہ من الفتن ماظہر منہا وما بطن۔

بیان کی کہ آپ اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے قریب ہے کہ وہ توڑ دیا جائے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ کیا ٹوٹے گا لا اباللک (تیرا باپ نہیں) اگر وہ دروازہ کھل جائے تو ممکن ہے کہ پھر بند ہو جاتا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ اور ان سے یہ حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ (درحقیقت) ایک شخص ہے جسے قتل کر دیا جائے گا یا وہ مر جائے گا۔ (جس کے بعد فتنوں کا دور شروع ہو جائے گا) یہ حدیث کوئی غلط سلط بات نہیں ہے۔

ابو خالد کہتے ہیں کہ میں نے سعد سے کہا کہ اے ابومالک! سیاہ خیالے دل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ سیاہی میں شدت بیاض۔ میں نے کہا کہ اوندھے کوزہ سے مراد کیا ہے؟ فرمایا کہ پانی کا کوزہ جس کو الٹا دیا گیا ہو۔

۳۷۰ وحدثني ابن أبي عمر قال حدثنا مروان الفزاري قال حدثنا أبو مالك الأشجعي عن ربعي قال لما قدم حذيفة من عند عمر جلس يحدثنا فقال إن أمير المؤمنين أمس لما جلست إليه سأل أصحابه أيكم يحفظ قول رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفتن وساق الحديث بمثل حديث أبي خالد ولم يذكر تفسير أبي مالك لقوله مربادا مجخيا

۳۷۰ حضرت ربعی ؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حذیفہ بن یمان ؓ، حضرت عمر ؓ کے پاس سے واپس تشریف لائے تو ہمارے پاس بیٹھ کر ہم سے گفتگو فرمانے لگے اور فرمایا کہ کل جب میں امیر المؤمنین (حضرت عمر ؓ) کے پاس بیٹھا تو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کسی کو فتنوں کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کے اقوال یاد ہیں؟ آگے سابقہ حدیث بیان فرمائی۔ البتہ اس میں سابقہ حدیث کے مثل ابومالک کی وضاحت نہیں بیان کی۔

۳۷۱ و حدثني محمد بن المثنى وعمرو بن علي وعقبة بن مكرم العمي قالوا حدثنا محمد بن أبي عدي عن سليمان التيمي عن نعيم بن أبي هند عن ربعي بن حراش عن حذيفة أن عمر قال من يحدثنا أو قال أيكم يحدثنا وفيهم حذيفة ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفتنة قال حذيفة أنا وساق الحديث كنحو حديث أبي مالك عن ربعي وقال في الحديث قال حذيفة حدثته حديثا ليس بالأغاليط قال يعني أنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

۳۷۱ حضرت ربعی بن حراش ؓ، حذیفہ ؓ نقل کرتے ہیں کہ عمر فاروق ؓ نے بیان کیا تم میں سے کون ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کی فتنوں کے بارے میں احادیث بیان کرتا ہے؟ ان میں حذیفہ ؓ بھی تھے انہوں نے جواب دیا میں بیان کرتا ہوں پھر حدیث کو ابومالک والی حدیث کی طرح بیان کیا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حذیفہ ؓ نے بیان کیا میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی تھی۔

باب-۶۳ بیان ان الاسلام بداء غریبا و سیعود غریبا وانہ یارز بین المسجدین

اسلام کے غربت و اجنبی ہونے کی حالت میں شروع ہونے اور دوبارہ غربت کی طرف لوٹنے اور دو مسجدوں کے درمیان منحصر ہونے کا بیان

۲۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ

۲۷۲۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:
"اسلام غربت و اجنبیت کی حالت میں شروع ہوا اور دوبارہ عنقریب غربت کی طرف لوٹ جائے گا پس خوشخبری ہو غرباء کے لئے"۔ ❶

۲۷۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ قَالَا حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا

۲۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ:
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"بے شک اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا تھا اور عنقریب دوبارہ غربت کی طرف لوٹ جائے گا یعنی سمٹ جائے گا دو مسجدوں (مسجد حرام یعنی مکہ مکرمہ اور مسجد نبوی ﷺ یعنی مدینہ منورہ) کے درمیان جیسے کہ سانپ اپنے بل میں سمٹ جاتا ہے"۔ ❷

---

❶ مراد اس حدیث کی یہ ہے کہ جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو ابتداء بہت کم لوگ اس ضیاء پاشیوں سے منور ہوئے اور جو تھوڑے سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے ان کی ظاہری حالت اور معاشرتی حیثیت بھی کوئی قابل ذکر نہ تھی۔ غریب، مفلس لوگوں نے اس دین کو اپنایا۔
تو فرمایا کہ جس طرح شروع میں اسلام غربت و بیکسی کا شکار تھا اسی طرح قیامت سے قبل دوبارہ غربت و بیکسی اور اجنبیت کا شکار ہو کر رہ جائیگا حتیٰ کہ اسلام صرف دو مسجدوں (مسجد حرام اور مسجد نبوی) تک ہی محدود ہو جائیگا اور آخر میں فرمایا کہ غرباء کیلئے خوشخبری ہو۔ یہاں غرباء سے کون لوگ مراد ہیں؟ راوی نے فرمایا کہ غرباء سے مراد مہاجرین صحابہؓ ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کی سربلندیوں کی خاطر اپنے گھروں اور وطنوں کو چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

❷ اسلام کے دو مسجدوں میں سمٹنے سے کیا مراد ہے؟ قاضی عیاض مالکی نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طریقے سے ابتدائے زمانہ اسلام میں صورتحال یہ تھی کہ مدینہ منورہ ہی اسلام کا مرکز تھا اور ہر وہ شخص جس کا ایمان خالص اور اسلام صحیح تھا وہ مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کے پاس اپنے وطن سے ہجرت کر کے آبسا تھا یا وہ نبی کریم ﷺ کے دیدار اور زیارت کے شوق میں مدینہ منورہ آتا تھا یا آپ سے مسائل دین کے تعلیم و تعلم کیلئے مدینہ منورہ کا رخ کرتا تھا۔ اسی طرح آپ کے بعد خلفاء اربعہؓ کے زمانہ میں بھی یہی سلسلہ جاری رہا اور خلفاء اربعہ کے بعد صحابہ کرامؓ کے ادوار میں اور اسکے بعد علماء امت وائمہ ہدایت سے علاج و فلاح اخروی و دنیوی کے حصول کیلئے مدینہ منورہ ہی ملجا و ماویٰ رہا اور ہمارے دور میں بھی ہر صاحب ایمان شخص وہاں جانے اور زیارت روضۂ نبوی ﷺ کے حصول کیلئے تگ و دو کرتا ہے۔
اسی طرح ایک وقت قیامت کے قریب ایسا آئے گا کہ تمام اصحاب ایمان و اہل اسلام مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ زادھما اللہ شرفا و تعظیما میں جمع ہو جائیں گے اور حرمین کی حدود میں کوئی غیر مسلم نہ ہوگا اور کوئی صاحب ایمان حرمین سے باہر نہ ہوگا۔
اور یہ جو فرمایا کہ جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ جاتا ہے اس تشبیہ سے معلوم ہوا کہ ایمان و اسلام کا اصل مرکز و محور حرمین ہی ہے۔ واللہ اعلم

۲۷۴..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بن عمر عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا

۲۷۴..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک ایمان سمٹ کر رہ جائے گا مدینہ منورہ میں جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ جاتا ہے۔"

باب-۶۴ ذهاب الايمان اخر الزمان

اخیر زمانہ میں اسلام کے ختم ہو جانے کا بیان

۲۷۵..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللهُ اللهُ۔

۲۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا رہے۔"

۲۷۶..... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللهُ اللهُ

۲۷۶..... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "کسی ایسے شخص پر قیامت نہیں آئے گی جو اللہ اللہ کہتا ہو"۔ ❶

باب-۶۵ جواز الاستسرار بالايمان للخائف

جان کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپانا جائز ہے

۲۷۷..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ

۲۷۷..... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے شمار کر کے بتلاؤ کتنے لوگ

---

❶ یعنی جب تک کرۂ ارض پر ایک شخص بھی اللہ کا نام لینے والا اور اللہ کا ذکر کرنے والا موجود ہو گا قیامت نہیں آئے گی اور جب یہ صفحۂ ہستی ذکر الٰہی سے خالی ہو جائے گا اور یہ چمن جو اللہ کے ذکر سے معمور تھا اس سے محروم ہو جائے گا تو قیامت قائم کر دی جائے گی کیونکہ اس کائنات اور صفحۂ ہستی کے وجود کا مقصد صرف اور صرف مالک کائنات کا ذکر اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری تھی اور جب کوئی ذی نفس اس کرۂ ارض پر اس کے مقصد تخلیق کو پورا کرنے والا نہ رہے گا تو اس کا قیام و وجود بیکار ہو جائے گا لہٰذا پھر اس کو ختم کر دینا ہی مناسب ہو گا۔ اس لئے قیامت قائم کر دی جائے گی۔

نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب شرار خلق اللہ یعنی اللہ کی مخلوق کے بدترین لوگ موجود رہ جائیں گے یعنی کفار۔ ایک روایت میں ہے کہ یمن کی طرف سے ایک باد شدید اٹھے گی قرب قیامت میں جس سے تمام اصحاب ایمان واصل بحق ہو جائیں گے۔

قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْصُوا لِي كَمْ يَلْفِظُ الْإِسْلَامَ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ قَالَ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلَوْا قَالَ فَابْتُلِينَا حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا

ہیں جو اسلام کا اظہار کرتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو ہمارے بارے میں کوئی خوف واندیشہ ہے حالانکہ ہماری تعداد ۶۰۰ سے ۷۰۰ کے درمیان ہے۔ [1] آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے۔ ممکن ہے کہ تم لوگ کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاؤ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم ایک فتنہ میں مبتلا ہو گئے حتی کہ ہم میں سے بعض افراد نماز بھی چھپ کر پڑھتے تھے۔ [2]

باب-۶۲ تالف قلب من يخاف على ايمانه لضعفه والنهى عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع

ضعیف الایمان شخص کے ساتھ اسے ایمان پر قائم رکھنے کیلئے تالیف قلب کرنا جائز ہے اور بغیر کسی قطعی دلیل کے کسی کو مومن کہنا منع ہے

۲۷۸ .... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِ فُلَانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمٌ أَقُولُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا أَوْ

۲۷۸ ... حضرت سعد [3] رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے (ایک بار) کچھ مال لوگوں میں تقسیم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! فلاں شخص کو دیجئے کہ وہ مومن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یا مسلم ہے۔ میں نے تین بار یونہی کہا اور آپ ﷺ نے تینوں بار مجھے یہی جواب دیا کہ یا مسلم ہے۔ [4]

---

[1] بخاری کی روایت میں ۱۵۰۰ کی تعداد مذکور ہے۔ جب کہ بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ۵۰۰ کا عدد مذکور ہے۔ بعض افراد نے اس کی تطبیق اس طرح کی کہ ۱۵۰۰ میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہوں گے جبکہ ۷۰۰ میں صرف مردوں کا ذکر ہے۔ لیکن یہ تطبیق صحیح نہیں کیونکہ بخاری کی ایک روایت میں ۱۵۰۰ مردوں کا ذکر ہے۔ (بخاری، کتاب السیر۔ باب کتابۃ الامام الناس) لہٰذا صحیح جواب یہ ہے کہ روایت مسلم میں ۷۰۰ کے ذکر سے صرف رجال مدینہ مراد ہیں۔ واللہ اعلم

[2] ان فتنوں سے مراد وہ فتنے ہیں جو وصال نبی ﷺ کے بعد ظہور پذیر ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بہت سے حضرات نے جماعت کی نماز چھوڑ دی جان کے خوف سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب جان کا خوف ہو تو تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے۔ واللہ اعلم

[3] حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ صحابہ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ ۱۹ برس کی عمر میں اسلام کی دعوت کے سحر میں گرفتار ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق تھی اور والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص تھی۔ قبول اسلام سے ہجرت نبوی ﷺ تک مکہ میں ہی مقیم رہے۔ نبی علیہ السلام کے ساتھ تمام غزوات میں داد شجاعت دیتے رہے۔ عراق کی فتح اللہ تعالیٰ نے دور فاروقی رضی اللہ عنہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو عطا فرمائی ۵۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

[4] اس سے معلوم ہوا کہ کسی دلیل قطعی کے بغیر کسی پر مومن ہونے کا حکم نہیں لگانا چاہیے کہ ایمان کا تعلق قلب اور باطن سے ہے ہاں! مسلم کا حکم لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے۔ لہٰذا کسی کو ظاہری عمل کرتا دیکھ کر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص مسلمان ہے لیکن مومن نہیں کہہ سکتے کیونکہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور قلب کا حال تو اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے انکار اور مومن کے بجائے مسلم کہنے پر اصرار کا مقصد یہی تھا کہ اگرچہ وہ شخص صاحب ایمان تو ہے لیکن کسی بھی شخص کے بارے میں یوں قطعی فیصلہ کر دینا صحیح نہیں۔

مُسْلِمَ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللهُ فِي النَّارِ

پھر فرمایا کہ "میں کسی شخص کو مال دیتا ہوں حالانکہ اسکے علاوہ کئی دوسرے مجھے زیادہ محبوب ہوتے ہیں لیکن دینے والے کو صرف اس ڈر سے دیتا ہوں کہ کہیں اللہ عزوجل اسے اوندھے منہ جہنم میں نہ جھونک ڈالیں"۔ ❶

۲۷۹..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا عَلِمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ

۲۷۹..... حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو کچھ مال وغیرہ عطا فرمایا۔ اور حضرت سعدؓ ان کے درمیان ہی بیٹھے تھے۔ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان میں سے بعض کو نہیں دیا حالانکہ وہ ان میں سے میرے نزدیک سب سے بہتر تھے۔

لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے فلاں کو کیوں عطا نہیں فرمایا؟ حالانکہ خدا کی قسم! میں تو اسے مومن گردانتا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یا مسلم! فرماتے ہیں کہ میں ذرا خاموش رہا پھر مجھ پر اسی خیال نے غلبہ پایا کہ (میں تو اس سے زیادہ مومن کسی کو نہیں تصور کرتا (پھر حضور ﷺ نے اسے کیوں نہیں دیا؟) لہٰذا میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فلاں کو کیوں عطا نہیں فرمایا؟ خدا کی قسم: میں تو اُسے مومن تصور کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: یا مسلم! فرماتے ہیں کہ میں پھر کچھ دیر خاموش رہا۔ لیکن پھر اسی خیال نے میرے اوپر غلبہ پالیا جو میں اس کے بارے میں جانتا تھا۔ لہٰذا میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فلاں سے اعراض کیا (مال دینے سے)؟ حالانکہ خدا کی قسم میں تو اسے مومن تصور کرتا ہوں۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"بے شک میں کسی آدمی کو کچھ دیتا ہوں حالانکہ اس کے علاوہ دوسرے کئی لوگ مجھے اس کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔ صرف اس خدشہ کے بناء پر کہ کہیں وہ جہنم میں اوندھے منہ نہ جھونکا جائے۔ (ایمان سے نہ پھر جائے)

---

❶ نبی اکرم ﷺ کے پاس مختلف علاقوں سے جو مال آیا کرتا تھا آپ ﷺ اسے ضروریات مسلمین میں خرچ کرتے تھے علاوہ ازیں بہت سے ایسے نئے مسلمان جو کمزور ایمان والے تھے ان کو مانوس کرنے اور تالیف قلب کے لئے انہیں بھی مال دیا کرتے تھے اور بعض اوقات اس مقصد کی خاطر دوسرے مخلص اور پرانے مسلمانوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس کا مقصد یہی تھا کہ وہ شخص ذرا مانوس رہے اور اسلام سے نہ پھر جائے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں نہ دھکیل دیں۔ یہی مطلب ہے حضور علیہ السلام کے فرمان کا۔ واللہ اعلم

۲۸۰ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ وَزَادَ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ

۲۸۰ اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی فرق کے ساتھ منقول ہے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو دیا اور میں انھیں میں بیٹھا ہوا تھا۔ بقیہ حدیث ابن اخی ابن شہاب کی طرح بیان کی ہے صرف اس میں یہ الفاظ زائد ہیں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے چپکے سے حضور ﷺ سے فرمایا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا؟

۲۸۱ ۔ وَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هَذَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ أَقِتَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ

۲۸۱ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے اس فرق کے ساتھ کہ "حضور علیہ السلام نے (میری بات سن کر) میرے کندھے اور گردن کے درمیان ہاتھ مارا (محبت میں) اور فرمایا کہ اے سعد! کیا لڑائی کر رہے ہو؟ (یعنی تم مجھ سے جواب طلبی کر رہے ہو یا لڑ رہے ہو؟)۔

باب-۶۷ زيادة طمانية القلب بتظاهر الادلة

کثرت دلائل سے قلب کو اطمینان مزید حاصل ہوتا ہے

۲۸۲ وَ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ (رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) قَالَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ

۲۸۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم زیادہ مستحق ہیں شک کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت، جب انھوں نے فرمایا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ آپ کیسے مردوں کو زندہ کریں گے؟" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا آپ ایمان نہیں رکھتے؟ (اس بات پر کہ اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا؟) فرمایا: کیوں نہیں (ایمان تو ہے) لیکن اپنے دل کے اطمینان کے لئے ایسا چاہتا ہوں۔
اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ بے شک وہ کسی مضبوط رکن کی پناہ پکڑنا چاہتے تھے اور اگر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے برابر قید میں رہتا تو بلانے والے کی دعوت کو قبول کر لیتا۔ [1]

[1] امام نووی نے شرح حدیث میں فرمایا کہ نبی ﷺ کے قول "ہم زیادہ مستحق ہیں شک کے" کا کیا مطلب ہے؟ علماء حدیث کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ امام ابو ابراہیم المزنی الشافعی نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شک کا (جاری ہے)

۲۸۳...... وحَدَّثَنِي بِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ (وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى جَازَهَا

۲۸۳...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ روایت بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں لیکن مالک کی روایت میں ہے تاکہ آپ نے اس آیت (ولکن لیطمئن قلبی) کو پڑھا حتی کہ اسے پورا کردیا۔

۲۸۴...... حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ

۲۸۴...... حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ اسی اسناد کے ساتھ سابقہ روایت مروی ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)...... صدور نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں اگر انبیاء کو بھی شک ہو سکتا تو حضرت ابراہیم کے علاوہ کسی اور کو بھی ہوتا اور مجھے بھی شک ہو سکتا تھا۔ لیکن تم جانتے ہو کہ مجھے شک نہیں ہوا تو حضرت ابراہیم کو بھی شک نہیں ہوا۔
اصل میں جب آیت مذکورہ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی نازل ہوئی تو بعض لوگوں کو یہ گمان باطل ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو احیاء موتی کے بارے میں شبہ میں پڑ گئے جب کہ ہمارے نبی ﷺ کو شک نہیں ہوا تو لوگوں کے اس زعم کو باطل کرنے کے لئے حضور علیہ السلام نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔
جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جب حضرات ابراہیم کو شک نہ تھا تو پھر انہوں نے احیاء موتی کا مشاہدہ کرانے کی درخواست کیوں کی؟ تو علماء نے اس کے جواب میں فرمایا: ایک تو علم استدلالی ہوتا ہے اور ایک علم مشاہدہ کا ہوتا ہے۔
استدلالی علم سے یقین تو حاصل ہوتا ہے لیکن مشاہدہ سے زیادتی یقین و کمال یقین حاصل ہوتا ہے جس کو عین الیقین کہا جاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام علم الیقین سے بڑھ کر عین الیقین تک پہنچنا چاہتے تھے لہذا احیاء موتی کے مشاہدہ کی درخواست کی۔ واللہ اعلم
پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم فرمائے کہ وہ کسی مضبوط رکن کی پناہ چاہتے تھے۔" واقعہ اس کا یہ ہے کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس چند فرشتے باذن الٰہی ان کی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لئے آئے کہ وہ اغلام بازی اور رذیلانہ خباثت اور بدفعلی کے عادی تھے تو یہ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔ ان کی قوم تو لڑکوں کی تلاش میں رہتی تھی چنانچہ انہیں تو سنہری موقع نعوذ باللہ ہاتھ آیا اور انہوں نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ انہیں ہمارے حوالے کردو۔ حضرت لوطؑ کو معلوم نہ تھا کہ یہ ملائکۃ اللہ ہیں۔ اور باذن الٰہی تشریف لائے ہیں۔ وہ قوم کی اس خواہش پر گھبرا گئے کہ میرے مہمانوں کو نشانہ بنا کر میری ذلت و رسوائی کا سامان نہ کرو۔ جب قوم نہ مانی تو اس وقت لوطؑ نے فرمایا کہ کاش میری کوئی طاقت ہوتی یا مضبوط قبیلہ برادری ہوتی تو میں ان کی پناہ پکڑتا۔ تاکہ تم لوگوں کی شیطانیت سے اپنے مہمانوں کو بچالیتا۔ تو حضرت لوطؑ کا یہ قوم بحیثیت نبی الٰہی ان کی شان نبوت کے خلاف تھا کیونکہ نبی تو ہر قسم کے حالات میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی نگاہ خالق سے ہٹ کر مخلوق کی طرف کبھی نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ حضرت لوط علیہ السلام اس وقت شدید ضیق اور گھبراہٹ کی حالت میں تھے لہذا بشری تقاضہ کے تحت بے ساختہ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے"۔
اسی طرح حدیث میں حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ "اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت رہتا جتنی حضرت یوسفؑ نے گذاری تو داعی کے بلانے پر فوراً چلا جاتا۔" اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب عزیز مصر نے زلیخا کے الزام پر قید کردیا تو اسی حالت میں کئی برس گذر گئے، پھر عزیز مصر نے خواب دیکھا تو اس کی تعبیر کے لئے یوسفؑ کو بلا بھیجا۔ یوسفؑ نے آنے سے انکار کردیا اور اپنے معاملہ کو واضح اور صاف ہونے تک نکلنے سے انکار کردیا۔ تو حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا مقصد حضرت یوسفؑ کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ وہ اتنے عرصہ سے جیل میں قید ہیں مگر صفائی اور برات کے بغیر نکلنے کے لئے تیار نہیں۔ واللہ اعلم

يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتَّى أَنْجَزَهَا

لیکن اس روایت میں بعض الفاظ میں فرق ہے۔

باب-۶۸ وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس و نسخ الملل بملته

ہمارے پیغمبر ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ سمجھنا تمام انسانوں پر واجب ہے

۲۸۵...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۸۵...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی نبی ایسا نہیں انبیاء علیہم السلام میں سے جسے وہی معجزے نہ دیئے گئے ہوں جو اس سے پہلے نبی کو دیئے گئے۔ اور اس پر لوگ ایمان لائے۔ اور بے شک مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی الٰہی ہے جسے اللہ عزوجل نے مجھ پر وحی کے ذریعہ القاء فرمایا اور مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے روز انبیاء میں سے سب سے زیادہ متبعین والا ہوں گا۔

۲۸۶...... حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

۲۸۶...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے۔ اس امت کا کوئی بھی یہودی یا نصرانی (یا دوسرے ادیان باطلہ کا پیروکار) میری بات اور دعوت کو سنے اور پھر بھی ایمان نہ لائے اس چیز پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں (یعنی توحید، رسالت، قرآن وغیرہ پر) مگر یہ کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے"۔ ❶

۲۸۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ

۲۸۷...... حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل خراسان میں سے ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے شعبیؒ سے سوال کیا اور کہا اے ابو عمر! ہمارے ہاں اہل خراسان میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب آدمی اپنی باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو وہ اپنی ہی ہدی کے جانور پر سوار ہونے والے کی طرح ہے۔ تو شعبیؒ نے فرمایا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے

---

❶ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت اور نبوت کے بعد اور نزول قرآن کے بعد سابقہ تمام انبیاء کی لائی ہوئی شرائع منسوخ ہو گئیں۔ اب تاقیامت آنے والی نسل انسانیت کو نبوت محمدی ﷺ کا اقرار کرنے اور شریعت محمدی پر عمل پیرا ہونے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔
اسی بات کو حضور مکرم علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نزول دنیا کے بعد میری اتباع کئے بغیر چارہ نہیں"۔ واللہ اعلم

أَمَةٌ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ تَعَالَى وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ

والد کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین آدمی وہ ہیں جنہیں (اپنے عمل کا) دوہرا ثواب ملے گا، ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو اور اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور پھر نبی ﷺ کا زمانہ بھی پائے اور آپ ﷺ پر بھی ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اتباع و تصدیق کرے تو اسے دوہرا اجر ملے گا، دوسرے وہ مملوک غلام جو حقوق اللہ کو بھی ادا کرے جو اس کے ذمہ ہیں اور اپنے مالک و آقا کے حقوق بھی ادا کرے تو اسے بھی دوہرا اجر ہے۔ تیسرے وہ شخص جس کی کوئی باندی ہو اور وہ اسے اچھی طرح کھلائے پلائے اور پھر اس کی بہترین تربیت کرے اور پھر اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے تو اسے بھی دوہرا اجر ملے گا۔" پھر شعبی نے اس خراسانی سے کہا کہ لے یہ حدیث بغیر کسی مشقت و محنت کے حاصل کرلے جبکہ پہلے تو آدمی اس سے بھی چھوٹی حدیث کے حصول کے واسطے مدینہ منورہ تک کا سفر کیا کرتا تھا۔ ❶

۲۸۸ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۸۸ اس سند سے بھی سابقہ روایت (تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا (۱) اہل کتاب جو نبی ﷺ پر ایمان لائے (۲) وہ غلام جو حقوق اللہ کے ساتھ اپنے مالک و آقا کے حقوق بھی ادا کرے (۳) وہ جو اپنی باندی کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرے) منقول ہے۔

باب-۶۹ بيان نزول عيسى بن مريم حاكما بشريعة نبينا محمد ﷺ و اكرام الله هذه الامة و بيان الدليل على ان هذه الملة لا تنسخ و انه لا تزال طائفة منها ظاهرين على الحق الى يوم القيمة

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول اور ان کے شریعتِ محمدی پر عمل کا بیان اور امت محمدیہ کے اکرام واعزاز کا بیان، اور یہ کہ شریعتِ محمدیہ ناقابلِ نسخ ہے اور اس امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر باقی و غالب رہے گا

۲۸۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

۲۸۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بہت قریب

❶ اس سے معلوم ہوا کہ حصول علم کیلئے سفر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ اسی طرح حصول علم کی ترغیب بھی اس قول شعبی سے ملتی ہے۔

شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان نزول فرمائیں گے حاکم اور انصاف کرنے والے بن کر۔ پھر وہ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال بہت پھیلا دیں گے یہاں تک کہ کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا"۔ ❶

۲۹۰ ...... وحَدَّثَنَاه عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ إِمَامًا مُقْسِطًا وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ

۲۹۰ ۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے راویوں کے بعض مختلف الفاظ کے ذکر کے ساتھ۔ اس میں اتنا زائد ہے کہ فرمایا: اس وقت ایک سجدہ کرنا دنیا و مافیہا سے زیادہ بہتر ہوگا ❷ اور ابوہریرہ ؓ اس کے بعد فرماتے تھے کہ اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو' اور کوئی نہیں اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ وہ ان کی موت سے قبل ان پر ایمان ضرور لائے گا۔ ❸

---

❶ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں نزول فرمانے کے بعد عدل وانصاف کا بول بالا کریں گے اور عیسائیوں کے مقدس شعار و نشان صلیب کو توڑ دیں گے۔ یہ واضح کرنے کے لئے فرزندان تثلیث سے ان کا کوئی رشتہ و تعلق نہیں۔ اور وہ فرزندان توحید کو اپنے تعلق کا مرکز بنائیں گے۔
جہاں تک جزیہ موقوف کرنے کا تعلق ہے علماء نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں غیر مسلم اور کافر کو حکم یہ ہوگا کہ اسلام قبول کریں ورنہ قتل کیا جائے گا۔ جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا' ابوسلیمان خطابی نے بھی فرمایا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں مال بہت زیادہ ہو جائے گا۔ یا تو اس وجہ سے کہ کفار سے جنگ کے نتیجہ میں مال غنیمت بہت حاصل ہوگا یا اس وجہ سے کہ حضرت عیسیٰ عدل وانصاف کے ساتھ حکومت فرمائیں گے اور ان کے عدل وانصاف کی بناء پر زمین اپنے سارے خزانے اگل دے گی اور خوب برکت ہوگی۔ **واللہ اعلم بحقیقة الحال**

❷ یعنی اس زمانہ میں عبادت کی طرف خوب رغبت ہوگی۔ اور لوگ مال و دولت کے حصول کے بجائے عبادت و سجدہ گذاری کو زیادہ اہمیت دیں گے۔
قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا: اس زمانہ میں ایک سجدہ کرنے کا اجر سارا مال صدقہ کرنے سے زیادہ ہوگا۔

❸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت دنیا کے عیسائی اور اہل تثلیث کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ ایمان لائیں گے۔ مگر یہ معنی اس وقت ہوں گے جب قبل موتہ کی ضمیر کو حضرت عیسیٰ کی طرف راجع مانا جائے۔ جب کہ اکثر مفسرین کے نزدیک قبل موتہ کی ضمیر راجع ہے اہل کتاب کی طرف۔ کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنی موت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ یعنی موت اور نزع کے وقت حق بات اس کے سامنے واضح ہو جاتی ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو خدا کا بیٹا قرار دیتا تھا یہ صحیح نہیں تھا۔ لیکن نزع اور موت کے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ اور وہ حالت کفر پر ہی مرے گا۔ واللہ اعلم

الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ) الْآيَةَ

۲۹۱...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ

۲۹۱...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خدا کی قسم! ابن مریم علیہ السلام ضرور بضرور نزول کریں گے انصاف کرنے والے حاکم بن کر، پھر وہ صلیب کو ضرور توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو موقوف کردیں گے اور اونٹنی کو چھوڑ دیں گے تو اس پر مشقت نہ ڈھوئی جائے گی۔ ❶ اور البتہ لوگوں کے دلوں سے کینہ، بغض، حسد وغیرہ نکل جائیں گے اور وہ لوگوں کو مال لینے کے لئے بلائیں گے مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

۲۹۲...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

۲۹۲...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔"

۲۹۳...... وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ

۲۹۳...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارا کیا حال ہوگا جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہاری امامت کریں گے۔"

۲۹٤ ... وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ

۲۹۴... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تمہارے درمیان نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہاری امامت کریں گے"۔ راوی (ولید بن مسلم) کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی ذئب (راوی) سے کہا کہ بے شک اوزاعیؒ نے یہ حدیث ہمیں عن زہری عن نافع عن ابوہریرہؓ کے طریق سے بیان کی اور اس میں فرمایا کہ "ابن مریم تمہارے امام

❶ یعنی لوگ اس سے اتنے بے پروا اور بے نیاز ہوں گے کہ اونٹنی جیسی قیمتی متاع سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیں گے نہ اس کی خدمت کریں گے اور نہ ہی اس سے کوئی کام لیں گے۔ کیونکہ قرب قیامت کی وجہ سے لوگوں کو قیامت کی فکر ہوگی نہ کہ مال متاع دنیا کی واللہ اعلم

عنْ أبي هُرَيْرة وإمامُكُمْ منْكُمْ قال ابْنُ أبي ذئب تدْري ما أمّكُمْ منْكُمْ قُلْتُ تُخْبرُني قال فأمّكُمْ بكتاب ربّكُمْ تبارك وتعالى وسُنّة نبيّكُمْ صلى الله عليْه وسلّم

ہوں گے تم میں سے۔"
ابن ابی ذئب نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ "تم میں سے تمہارے امام ہوں گے" کا کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا کہ آپ بتلائیے۔ انہوں نے کہا کہ "وہ تمہارے پروردگار عزوجل کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق تمہاری امامت و قیادت کریں گے۔

۲۹۵ حدّثنا الْوليدُ بْنُ شُجاع وهارُونُ بْنُ عبْد الله وحجّاجُ بْنُ الشّاعر قالُوا حدّثنا حجّاجٌ وهُو ابْنُ مُحمّد عن ابْن جُرَيْج قال أخْبرني أبُو الزُّبيْر أنّهُ سمع جابر بْن عبْد الله يقُولُ سمعْتُ النّبيّ صلى الله عليْه وسلّم يقُولُ لا تزالُ طائفةٌ منْ أُمّتي يُقاتلُون على الْحقّ ظاهرين إلى يوْم الْقيامة قال فينْزلُ عيسى ابْنُ مرْيم ﷺ فيقُولُ أميرُهُمْ تعال صلّ لنا فيقُولُ لا إنّ بعْضكُمْ على بعْض أُمراءُ تكْرمة الله هذه الْأُمّة

۲۹۵ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قتال کرتی رہے گی اور غالب رہے گی قیامت تک" پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان مجاہدین کے امیر کہیں گے حضرت عیسیٰ سے کہ تشریف لائیے اور ہمیں نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے کہ نہیں! بے شک تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں۔ اور یہ اللہ کی طرف سے اس امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا خاص اعزاز ہوگا۔"

باب-۷۰ بيان الزمن الذی لا يقبل فيه الايمان
جس زمانے میں ایمان قبول نہ کیا جائے گا اس کا بیان

۲۹۶ حدّثنا يحْيى بْنُ أيُّوب وقُتيْبةُ بْنُ سعيد وعليُّ بْنُ حُجْر قالُوا حدّثنا إسْمعيلُ يعْنُون ابْن جعْفر عن الْعلاء وهُو ابْنُ عبْد الرّحْمن عنْ أبيه عنْ أبي هُريْرة أنّ رسُول الله صلى الله عليْه وسلّم قال لا تقُومُ السّاعةُ حتّى تطْلُع الشّمْسُ منْ مغْربها فإذا طلعتْ منْ مغْربها آمن النّاسُ كُلُّهُمْ أجْمعُون فيوْمئذ لا ينْفعُ نفْسًا إيمانُها لمْ تكُنْ آمنتْ منْ قبْلُ

۲۹۶ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے پھر جب سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہو جائے تو تمام کے تمام لوگ ایمان لے آئیں گے۔ پس اس دن کسی انسان کا ایمان لانا نفع نہیں دے گا اس شخص کو جو اس سے قبل ایمان نہ لا چکا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں نیک اعمال نہ کئے ہوں۔"[1]

---

[1] وجہ اس ایمان کے عدم قبول کی یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ عز و شرف میں وہی ایمان معتبر اور ذریعہ نجات ہے جو غیب کی بنیاد پر ہو۔ ایمان بالمشاہدہ معتبر اور ذریعہ نجات نہیں۔ الذین یؤمنون بالغیب قرآن کریم میں مومنین متقین کی صفت بیان کی گئی ہے۔
اور جب علامات قیامت نمودار ہو گئیں تو گویا اب مشاہدہ ہو گیا ان باتوں کا جن کی خبر صادق و مصدوق ﷺ نے دی تھی۔ لہذا یہ ایمان بھی ایمان بالمشاہدہ ہوا جو اللہ کی بارگاہ عالی میں قابل قبول نہیں۔ جیسے کہ فرعون کا ایمان بھی قابل قبول قرار نہ دیا قرآن کریم نے۔ یہی وجہ ہے کہ عام لوگوں میں سے بھی جو کوئی ایمان لائے گا تو اس کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا اور نہ ہی معاصی کی توبہ قبول کی جائے گی۔ واللہ اعلم بالحق مترجم عفی عنہ

أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا)

٢٩٧..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

٢٩٧..... حضرت ابوہریرہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے علاء بن عبدالرحمٰن والی روایت ("قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے، پھر جب سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہو جائے تو تمام کے تمام لوگ ایمان لے آئیں گے۔ پس اس دن کسی انسان کا ایمان لانا اسے نفع نہیں دے گا اس شخص کو جو اس سے قبل ایمان نہ لا چکا ہو یا جس نے اپنے ایمان میں نیک اعمال نہ کئے ہوں"۔) کی طرح نقل کی ہے۔

٢٩٨..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ جَمِيعًا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

٢٩٨..... حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: "تین علامات وہ ہیں جن کے ظہور پذیر ہونے کے بعد کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہیں پہنچائے گا جس نے اس سے قبل ایمان اختیار نہ کیا ہو یا اپنے ایمان میں اعمال صالحہ نہ کئے ہوں ا۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ۲۔ خروج دجال ۳۔ دابۃ الارض کا ظہور"۔ [1]

---

[1] سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یہ قرب قیامت کی اہم علامات میں سے ہے۔ بہت سے ناواقف لوگ اسکا انکار کر دیتے ہیں کہ بھلا سورج مغرب سے کیسے نکلے گا؟ لیکن یہ سورج اور اسکا مشرق سے طلوع ہونا مشیت الٰہی کے حکم سے ہے اور اسکے تابع ہے جب حکم الٰہی ہوگا سورج مشرق سے طلوع ہونے کے بجائے مغرب سے طلوع ہو جائے گا جس ذات کے حکم سے مشرق سے نکلتا ہے اسی ذات کے حکم سے مغرب اسکا مطلع بن جائے گا۔ اسی طرح دجال کا فتنہ بھی قرب قیامت کے اہم اور شدید فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اسکے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

دابۃ الارض سے مراد ایک خاص جانور ہے جس کا ذکر احادیث و روایات میں ہے۔ خود قرآن کریم میں سورۃ النمل، میں ارشاد خداوندی ہے: "اور جب آن پڑے گی ان پر بات (یعنی وعدۂ قیامت کے پورا ہونے کا وقت قریب آ جائے گا) تو ہم نکالیں گے ان کے لئے زمین سے ایک چوپایہ جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ دابۃ الارض ایک چوپایہ ہے جو قرب قیامت میں زمین سے نکلے گا اور لوگوں سے بات چیت کرے گا۔ اور اس کے پاس حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا عصا و انگوٹھی ہوگی۔

انگوٹھی سے مومن کے چہرہ پر نشان لگا دے گا جس سے اس کا چہرہ چمک اٹھے گا اور عصائے موسوی سے کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا (جس سے اس کے دل کے کفر کی سیاہی اس کے منہ پر چھا جائے گی) اور مومن اور کافر کے درمیان ایک ایسا امتیاز ہو جائے گا کہ مجلس میں مومن و کافر الگ الگ پہچانے جائیں گے۔

حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ

٢٩٩　حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ التَّيْمِيِّ سَمِعَهُ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هَذِهِ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسَ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَتَى ذَاكُمْ ذَاكَ حِينَ (لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا)

٢٩٩۔۔ حضرت ابوذر[1] ؓ غفاری سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک روز ارشاد فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے (غروب کے بعد) سب نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک یہ چلتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے مرکز و مستقر تک جا پہنچتا ہے جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور وہاں جا کر خضوع سے سجدہ[2] ریز ہو جاتا ہے اور مستقل اسی حالت میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ بلند ہو جاؤ اور وہیں لوٹ جاؤ جہاں سے تو آیا تھا' چنانچہ وہ لوٹ جاتا ہے اور صبح کو اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے' پھر چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے مستقر پر پہنچ جاتا ہے عرش کے نیچے اور پھر سجدہ ریز ہو جاتا ہے پھر وہ اسی حالت پر پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ بلند ہو جاؤ اور وہیں لوٹ جاؤ جہاں سے تو آیا تھا۔ چنانچہ وہ لوٹ جاتا ہے اور صبح کو اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے۔ پھر وہ چلتا رہتا ہے اور لوگوں کو اس میں کوئی تغیر معلوم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مستقر پر جا پہنچتا ہے وہیں عرش کے نیچے۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ بلند ہو جاؤ اور صبح کو اپنے مغرب سے طلوع ہو' چنانچہ وہ مغرب کی جانب سے طلوع ہو گا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو ایسا کب ہو گا؟ یہ اس وقت ہو گا جب کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں اعمال صالحہ نہ کئے تھے (تو اس وقت اعمال صالحہ بھی فائدہ نہیں دیں گے)۔

---

[1] حضرت ابوذر غفاری ؓ مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ صحابہ میں فقیر صحابہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کو مال و دولت دنیا سے سخت بیزاری تھی حتی کہ مالدار صحابہ کو بھی سختی سے مال جمع کرنے سے منع فرماتے تھے۔

[2] اس سجدہ کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے۔

۳۰۰ وحدثني عبدُ الحميد بْنُ بيان الْواسطيُّ قال أخبرنا خالدُ يعني ابْن عبْد الله عنْ يونُس عنْ إبْراهيم التيْميّ عنْ أبيه عنْ أبي ذرٍّ أنَّ النَّبيَّ صلى الله عليْه وسلّم قال يوْمًا أتدْرُون أيْن تذْهبُ هذه الشّمْسُ بمثْل معْنى حديث ابْن عُليّة

۳۰۰ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بھی سابقہ روایت کی طرح نقل کرتے ہیں

۳۰۱ وحدّثنا أبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة وأبُو كُريْب واللّفْظُ لأبي كُريْب قالا حدّثنا أبُو مُعاوية قال حدّثنا الْأعْمشُ عنْ إبْراهيم التّيْميّ عنْ أبيه عنْ أبي ذرٍّ قال دخلْتُ الْمسْجد ورسُولُ الله صلى الله عليْه وسلّم جالسٌ فلمّا غابت الشّمْسُ قال يا أبا ذرٍّ هلْ تدْري أيْن تذْهبُ هذه قال الشمس قُلْتُ اللهُ ورسُولُهُ أعْلمُ قال فإنّها تذْهبُ فتسْتأْذنُ في السُّجُود فيُؤْذنُ لها وكأنّها قدْ قيل لها ارْجعي منْ حيْثُ جئْت فتطْلُعُ منْ مغْربها قال ثُمّ قرأ في قراءة عبْد الله وذلك مُسْتقرٌّ لها

۳۰۱ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اسی اثناء میں جب سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں چلا جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور سجدہ کی اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے اور پھر ایک بار اس سے کہا جائے گا کہ لوٹ جا جہاں سے آیا تھا۔ چنانچہ پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر آپ نے عبداللہ کی قراءت کے مطابق یوں پڑھا: وذالک مستقر لہا۔ (یعنی وہی مرکز ہے سورج کے ٹھہرنے کا)۔

۳۰۲ حدّثنا أبُو سعيد الْأشجُّ وإسْحقُ بْنُ إبْراهيم قال إسْحقُ أخْبرنا وقال الْأشجُّ حدّثنا وكيعٌ قال حدّثنا الْأعْمشُ عنْ إبْراهيم التّيْميّ عنْ أبيه عنْ أبي ذرٍّ قال سألْتُ رسُول الله صلى الله عليْه وسلّم عنْ قوْل الله تعالى ﴿ والشّمْسُ تجْري لمُسْتقرٍّ لها ﴾ قال مُسْتقرُّها تحْت الْعرْش

۳۰۲ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کی ارشاد: والشمس تجری لمستقر لہا (اور سورج گردش کرتا ہے اپنے مرکز و مقرر راستے پر) کے بارے میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مستقر و مرکز عرش کے نیچے ہے۔

باب-۷۱ بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے آغاز کا بیان

۳۰۳ حدّثني أبُو الطّاهر أحْمدُ بْنُ عمْرو بْن عبْد الله بْن عمْرو بْن سرْح قال أخْبرنا ابْنُ وهْب قال أخْبرني يُونُسُ عن ابْن شهاب قال حدّثني عُرْوةُ بْنُ الزُّبيْر أنّ عائشة زوْج النّبيّ صلى الله عليْه

۳۰۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ پہلے پہل جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں رؤیائے صادقہ (سچے خواب) دکھائے گئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب نہ دیکھتے مگر یہ کہ وہ صبح کی طرح روشن ہو کر صاف ہو جاتا۔

وسلم أخبرته أنها قالت كان أول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة في النوم فكان لا يرى رؤيا إلا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب إليه الخلاء فكان يخلو بغار حراء يتحنث فيه وهو التعبد الليالي أولات العدد قبل أن يرجع إلى أهله ويتزود لذلك ثم يرجع إلى خديجة فيتزود لمثلها حتى فجئه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقرأ قال ما أنا بقارئ قال فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ قال قلت ما أنا بقارئ قال فأخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ فقلت ما أنا بقارئ فقال فأخذني فغطني الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال (اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الإنسان من علق اقرأ وربك الأكرم الذي علم بالقلم علم الإنسان ما لم يعلم) فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجف بوادره حتى دخل على خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع ثم قال لخديجة أي خديجة ما لي وأخبرها الخبر قال لقد خشيت على نفسي قالت له خديجة كلا أبشر فوالله لا يخزيك الله أبدا والله إنك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى أتت به ورقة بن نوفل بن أسد بن عبد العزى وهو ابن عم خديجة أخي أبيها وكان امرأ تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العربي ويكتب من الإنجيل بالعربية ما شاء الله أن يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمي فقالت له خديجة أي عم اسمع من

پھر اس کے بعد آپ ﷺ کو تنہائی اور خلوت نشینی پسند ہوئی چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت نشین ہو جاتے اور وہاں گوشہ نشین ہو کر راتوں کو عبادت کیا کرتے کئی کئی رات پھر لوٹے بغیر عبادت کیا کرتے اور اس مقصد کے لئے سامان طعام وغیرہ ساتھ لے لیا کرتے۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آتے اور پھر حسب سابق توشہ زندگی تیار کر لیتے یہاں تک کہ ایک روز آپ ﷺ غار حراء میں تھے کہ اچانک وحی حق آپ پر اتری۔ ایک فرشتہ (حضرت جبرئیل) آپ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ: پڑھئے! آپ ﷺ نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے اس زور سے بھینچا کہ میں ہانپ گیا۔ پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ: پڑھئے! میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور اس زور سے دوبارہ بھینچا کہ میں تھک گیا پھر مجھے انہوں نے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ: پڑھئے! میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے تیسری بار مجھے پکڑ کر زور سے دبایا کہ میں تھک گیا پھر مجھے انہوں نے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ:

"پڑھئے اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا (مخلوقات کو) پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے' پڑھئے اور آپ کا رب بہت عزت و شرف والا ہے جس نے سکھایا قلم کے ذریعہ انسان کو وہ کچھ سکھلایا جو وہ جانتا نہ تھا۔"

یہ آیات (سن کر) حضور اقدس ﷺ واپس لوٹے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے مونڈھوں اور گردن کا درمیانی حصہ پھڑک رہا تھا (مارے سردی یا خوف کے) یہاں تک کہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور فرمایا کہ مجھے چادر اڑھاؤ' مجھے چادر اڑھاؤ' چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو چادر اڑھادی حتی کہ آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہی' پھر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟ پھر آپ ﷺ نے سب واقعہ بیان کر دیا اور فرمایا کہ مجھے بیشک اپنی جان کا خوف ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں! آپ خوش ہو جائیں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا یا غمزدہ نہیں فرمائیں گے۔

ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا

خدا کی قسم! آپ تو بلاشبہ رشتوں ناتوں کو جوڑتے ہیں' سچی گفتگو فرماتے ہیں اور لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی غرباء' یتامٰی و مساکین کے کام آتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں) اور مفلس و نادار کے لئے کماتے ہیں (تاکہ اس کی اعانت فرمائیں) مہمان نوازی کرتے ہیں اور حقیقی مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر چلیں ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے کے پاس۔ وہ آپ کے والد کے بھائی (نوفل) کے بیٹے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں عیسائیت اختیار کرلی تھی۔ اور عربی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عربی میں لکھا کرتے تھے (غرضیکہ اس زمانہ کے اعتبار سے عربی زبان اور انجیل جیسی آسمانی کتاب کے بڑے عالم تھے) جتنا اللہ کو منظور ہوتا وہ لکھتے۔ اور بڑی عمر کے نابینا تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اے چچا! (ان کی بزرگی یا علم و فضل کی وجہ سے یوں کہا) اپنے بھتیجے کی بات سنئے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا اے میرے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا سب ورقہ کو بتلا دیا۔ ورقہ نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ یہ تو وہ محترم و مقدس فرشتے حضرت جبرئیلؑ ہیں (یعنی جو آپ کے پاس حرا آئے تھے) جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی اترے تھے۔ کاش کہ میں اس موقع پر جوان ہوتا۔ کاش! میں اس زمانہ میں زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ مجھے نکالیں گے؟ (میری ہی قوم مجھے ہی نکالے گی؟) ورقہ نے کہا ہاں! دنیا میں کوئی شخص (نبی) کبھی وہ چیز (وحی الٰہی) لے کر نہیں آیا جو آپ لائے ہیں مگر یہ کہ اس سے دشمنی کی گئی۔ اور اگر میں آپ کے اس دن کو پاؤں گا تو بھرپور طریقہ سے آپ کی مدد کروں گا۔ [1]

---

[1] یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور اقدس نبی کریم ﷺ پر نزول وحی کے آغاز سے قبل اور نزول کے وقت کی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلی بات یہ بیان فرمائی کہ نزول وحی کے آغاز سے کچھ پہلے سے آپ ﷺ کو سچے خواب آنے شروع ہوگئے۔ یعنی آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ چند ہی روز میں پورا ہو جاتا اور اس کی تعبیر روز روشن کی صبح کی طرح واضح طور پر پوری ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ خود حضور علیہ السلام نے "رؤیائے صادقہ" کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اب نبوت میں سے سوائے سچے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔ (جاری ہے)

۳۰۴ ـــ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَوَاللهِ لَا يُحْزِنُكَ اللهُ أَبَدًا وَقَالَ قَالَتْ خَدِيجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ

۳۰۴ ـ اس سند سے بھی سابقہ حدیث الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت بھی یونس کی روایت کی طرح نقل کی ہے مگر اس میں اتنا فرق ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رنجیدہ نہ کرے گا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سن۔

۳۰۵ ـــ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا

۳۰۵ حضرت عروہ ؓ، عائشہ زوجہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ اور بقیہ حدیث یونس اور معمر کی روایت کی طرح نقل کی ہے اور اس میں حدیث کا پہلا حصہ نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ الفاظ ہیں خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن۔

(گذشتہ سے پیوستہ)... ان دنوں آپ ﷺ غار حراء میں اکثر خلوت نشینی اختیار فرمالیتے تاکہ یکسوئی اور جمع خاطر کے ساتھ اپنے رب کی یاد اور فکر میں دل کو مشغول کرسکیں۔

انہی ایام میں ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور نزول وحی کا آغاز ہوا۔ آپ ﷺ کو تین بار دبانے اور بھینچنے کے بارے میں علماء نے فرمایا کہ اس کی حکمت یہ تھی کہ آپ کے قلب کو اس اہم و عظیم امر کی طرف پوری طرح متوجہ کرلیں جو آپ ﷺ کے سپرد ہونے والا تھا اور جس کی بنیاد پر دنیائے انسانیت کو ایک نئے اور عظیم اور پائدار انقلاب سے روشناس کرانا تھا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس دبانے کا مقصد ملکوتی انوارات کو قلب اطہر میں منتقل کرنا تھا۔ واللہ اعلم

بار امانت اور وحی کے عظیم بوجھ کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے دل پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ کیونکہ وحی الٰہی کا تحمل اور بار بڑا عظیم ہوتا ہے اور اسے اٹھانے کے لئے صاحب وحی (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے حامل وحی (نبی) کو ایک خاص قوت عطا ہوتی ہے۔ ہر کس و ناکس اس بار عظیم کو اٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی روایت ہے کہ "ایک بار آپ ﷺ میری رانوں پر سر مبارک رکھے ہوئے تھے کہ اسی دوران وحی کا نزول ہونے لگا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا میری ران پر پہاڑ رکھ دیا گیا ہو۔" اونٹنی پر سواری کی حالت میں نزول وحی کی وجہ سے اونٹنی بیٹھ جاتی تھی۔ تو چونکہ یہ نزول وحی کا آغاز تھا اس لئے بتقاضائے بشریت آپ ﷺ پر خوف و گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ جب آپ ﷺ واپس گھر تشریف لائے تو حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور شاندار الفاظ میں آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و اوصاف کو اجاگر فرمایا۔ ورقہ بن نوفل نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں پیشن گوئی کردی کہ "آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکالے گی۔ اس سے مراد ہجرت کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی قوم کی ایذاء رسانیوں سے تنگ آکر بحکم الٰہی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ورقہ آسمانی کتب کے بڑے عالم تھے اور انجیل میں بیان کردہ آپ ﷺ کی علامات سے اس نے یہ اندازہ کرلیا کہ آپ ﷺ ہی نبی آخر الزمان ہیں۔ انتہی زکریا عفی عنہ

الصادقة وتابع يونس على قوله قوالله لا يخزيك الله أبدا وذكر قول خديجة أي ابن عم اسمع من ابن أخيك

۳۰۶ وحدثني أبو الطاهر قال أخبرنا ابن وهب قال حدثني يونس قال ابن شهاب أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن أن جابر بن عبد الله الأنصاري وكان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحدث قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يحدث عن فترة الوحي قال في حديثه فبينا أنا أمشي سمعت صوتا من السماء فرفعت رأسي فإذا الملك الذي جاءني بحراء جالسا على كرسي بين السماء والأرض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فجئثت منه فرقا فرجعت فقلت زملوني زملوني فدثروني فأنزل الله تبارك وتعالى (يا أيها المدثر قم فأنذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر) وهي الأوثان قال ثم تتابع الوحي

۳۰۶ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ جو حضور اقدس ﷺ کے صحابہ میں سے تھے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فترت وحی [1] (وحی کے موقوف ہونے کا زمانہ) کے بارے میں فرمایا:

"اس زمانہ میں ایک بار میں چلا جا رہا تھا کہ آسمان سے ایک صدا سے میں نے سنی میں نے سر جو اٹھایا تو وہی فرشتہ میرے سامنے تھا جو حراء میں میرے پاس آیا تھا ایک کرسی پر جو زمین و آسمان کے مابین معلق تھی فروکش تھا میں اسے دیکھ کر خوف سے سہم گیا اور گھر لوٹ آیا اور میں نے کہا کہ مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ چنانچہ گھر والوں نے مجھے چادر اڑھائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں:

"اے چادر اوڑھنے والے! اٹھئے اور ڈرایئے اور اپنے رب کی کبریائی بیان کیجئے۔ اور اپنے کپڑوں کو پاکیزہ رکھئے اور گندگی کو چھوڑے رہئے"۔ (گندگی سے مراد بت ہیں۔) پھر اس کے بعد متواتر وحی نازل ہوتی رہی"۔ [2]

۳۰۷ وحدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث قال حدثني أبي عن جدي قال حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب قال سمعت أبا سلمة بن عبد الرحمن يقول أخبرني جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ثم فتر الوحي عني فترة فبينا أنا أمشي ثم ذكر بمثل حديث يونس غير أنه قال فجئثت منه فرقا حتى هويت إلى الأرض قال و قال أبو سلمة والرجز

۳۰۷ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جو وحی کے موقوف ہونے کے زمانہ کے بارے میں تھی) منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا گھبراہٹ کے مارے زمین پر گر گیا۔" اور ابو سلمہ نے بیان کیا پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تانتا بندھ گیا۔

[1] فترت وحی سے مراد وحی کے موقوف ہونے کا زمانہ ہے۔ وحی اول کے نزول اور ورقہ بن نوفل کی اطلاعات کے بعد باذن الٰہی آپ ﷺ سمجھ گئے کہ بار نبوت کا عظیم اور اہم کام آپ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا قدرتی طور پر آپ کو اس فرشتہ کی جستجو رہتی تھی۔ لیکن اس دوران آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور تقریباً کئی ماہ تک پھر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا دھیان اکثر و بیشتر اسی طرف لگا رہتا تھا۔

[2] یہ سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات ہیں۔

الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ

۳۰۸ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَ قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) إِلَى قَوْلِهِ (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ وَقَالَ فَجُثِثْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ

۳۰۸ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیر کے ساتھ منقول ہے۔ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ نماز فرض ہونے سے پہلے یہ آیت مبارکہ یاایھا المدثر ... والرجز فاھجر تک نازل ہوئی

۳۰۹ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ قَالَ جَابِرٌ أُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِي فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ يَعْنِي جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيدَةٌ فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي فَدَثَّرُونِي فَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ)

۳۰۹ ... یحییٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کریم کی کونسی [1] آیات نازل ہوئیں؟ انہوں نے کہا کہ یاایھا المدثر ... الآیۃ میں نے کہا یا اقراء باسم ربک نازل ہوئی؟ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ قرآن کی کونسی آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں؟ انہوں نے فرمایا کہ: یاایھا المدثر میں نے بھی یہی عرض کیا کہ یا اقراء ... الخ نازل ہوئی؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں غار حراء میں ایک ماہ مقیم رہا میری مدت اقامت پوری ہو گئی تو میں (پہاڑ سے) اترا اور وادی کے درمیان درمیان چلنے لگا۔ معاً مجھے آواز دی گئی تو میں نے اپنے سامنے دیکھا' پیچھے دیکھا، دائیں بائیں دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اسی اثناء میں مجھے پھر آواز دی گئی۔ میں نے سر جو اٹھایا تو وہ فرشتہ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک تخت پر جو ہوا میں معلق تھا نظر آئے۔ مجھے اچانک ایک شدید خوف نے آگھیرا۔ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے چادر اڑھاؤ' انہوں نے مجھے چادر اڑھائی اور مجھ پر پانی بہایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یاایھا المدثر ... الآیۃ (ترجمہ پیچھے گزر چکا ہے)۔

۳۱۰ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ

۳۱۰ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ باقی اتنا اضافہ ہے

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ لیکن علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ نووی نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے سب سے پہلے اقراء کی وحی نازل ہوئی۔ اس کے بعد سورۂ مدثر کی مذکورہ آیات نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم

بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

کہ وہ ایک تخت پر تھے جو آسمان اور زمین کے درمیان تھا۔

باب-۷۲ الاسراء برسول الله ﷺ الى السماوات و فرض الصلوات

رسول اللہ ﷺ کا واقعہ معراج[1] اور امت پر نمازوں کی فرضیت کا بیان

۳۶۱..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ

۳۶۱..... حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے سامنے براق[2] لایا گیا، وہ سفید، لمبا اور گدھے سے کچھ بڑا اور نیچا خچر سے کچھ کم چوپایہ تھا اپنا کھر حد نگاہ پر رکھتا ہے۔ فرمایا کہ میں اس پر سوار ہوا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس آیا۔ یہاں میں نے براق کو ایک کڑے سے باندھ دیا اس کڑے سے دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد[3] میں داخل ہوا، اس میں دو

---

[1] یہاں سے امام مسلم نبی اکرم ﷺ کے واقعہ اسراء یعنی معراج کی احادیث شروع فرما رہے ہیں۔ اسراء کا واقعہ تاریخ اسلام کا اہم ترین اور عظیم ترین واقعہ ہے۔ اس کے مطالب و مفاہیم بہت زیادہ ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو معراج حالت خواب میں ہوئی۔ یعنی بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر معراج نہیں ہوئی۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔
جمہور فقہاء و محدثین اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو معراج حالت بیداری میں جسمانی طور پر ہوئی۔ خود قرآن کریم نے جہاں اسراء کا ذکر فرمایا ان آیات میں واقعہ معراج کے جسمانی ہونے پر کئی دلائل و براہین ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ علاوہ ازیں احادیث متواترہ سے بھی معراج کا جسمانی ہونا ثابت ہے۔
تفسیر قرطبی میں ہے کہ اسراء کی احادیث متواتر ہیں۔ اور ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں تمام روایات اسراء کو پوری جرح و تعدیل کے ساتھ ذکر کر کے پچیس صحابہ کرام کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں جن سے اسراء کی روایات منقول ہیں۔ جن میں خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر ؓ، حضرت علی ؓ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پھر ان تمام صحابہ کرام ؓ کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد ابن کثیرؒ نے فرمایا: فحديث الإسراء أجمع عليه المسلمون و أعرض عنه الزنادقة والملحدون۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اس سے قبل یا اس کے بعد بھی روحانی یا منامی طور پر بھی معراج ہوئی ہو۔ لیکن اس سے معراج جسمانی کی نفی نہیں ہوتی۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ معارف القرآن جلد ۵ ص ۴۲۷)
جہاں تک واقعہ معراج کی تاریخ کا تعلق ہے اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے کہ اسراء کا واقعہ ہجرت مدینہ سے چھ ماہ قبل پیش آیا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ بعثت نبوی ﷺ کے ۵ برس بعد ہوا۔ حربی کہتے ہیں کہ اسراء ربیع الثانی کی ستائیسویں شب میں ہجرت سے ایک سال قبل ہوا۔ جب کہ عام مشہور یہ ہے کہ ۲۷ رجب کو ہوا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

[2] براق وہ چوپایہ ہے جس پر معراج کی شب حضور اکرم ﷺ نے مسجد حرام سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں تک پرواز فرمائی تھی۔ صاحب تحریر اور زبیدی نے نقل کیا ہے کہ براق پر تمام انبیاء علیہ السلام نے سواری فرمائی ہے۔ لیکن نوویؒ نے فرمایا یہ بات محتاج دلیل صحیح ہے۔ براق کو براق کیوں کہتے ہیں؟ ابن درید نے لکھا ہے کہ یہ مشتق ہے بَرْق سے جس کے معنی بجلی کے ہیں چونکہ یہ جانور سرعت سیر اور تیز رفتاری میں بجلی کی مانند تھا اس لئے براق کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کی چمک اور سفید رنگ کی بناء پر بجلی سے مشابہت تھی، اس لئے براق کہا۔ واللہ اعلم

[3] مسجد سے مراد مسجد اقصیٰ (قبلہ اوّل) ہے۔ بیت المقدس وہ مقدس شہر ہے جو مرکز و مدفن انبیاء اولوالعزم ہے۔ اور شہر مقدس کی مسجد مسجد اقصیٰ ہے جو آج امت مسلمہ کی غفلت اور بے حسی پر نوحہ کناں ہے کہ مرکز انبیاء مدفن پیغمبر اس سرزمین مقدس قبلہ اوّل آج ناپاک و ذلیل عزائم رکھنے والے رذیل یہود اور صیہونیت کے پنجہ استبداد میں جکڑی ہوئی ہے۔

بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ

رکعتیں پڑھیں۔ پھر وہاں سے نکلا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک شراب کا جام اور ایک دودھ کا برتن لئے ہوئے آئے، میں نے دودھ کا برتن لے لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔ ❶

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ

پھر وہ ہمیں لے کر آسمان کی طرف چڑھنے لگے، جبرئیل علیہ السلام نے (پہلے آسمان پر پہنچ کر) ملائکہ سے دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تو کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ہیں۔ کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا (بلانے کے لئے) جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! انہیں بلانے بھیجا گیا تھا (اس گفتگو کے بعد) ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو اچانک میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سامنے دیکھا۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا دعائے خیر کی۔

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامِ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ

پھر ہمارے ساتھ جبرئیل علیہ السلام دوسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوانے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا جبرئیل! کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: محمد۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! انہیں بلایا گیا تھا۔ چنانچہ آسمان ثانی کا دروازہ کھول دیا گیا تو میں اپنے خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے سامنے تھا۔ ان دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ

پھر جبرئیل علیہ السلام تیسرے آسمان پر لے کر چڑھے' اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟ فرمایا: جبرئیل! پوچھا گیا آپ کے ساتھ دوسرا کون؟ فرمایا محمد! پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! بلایا گیا ہے۔

---

❶ اس بات کی تفصیل روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے سامنے دو برتن پیش کئے اور فرمایا کہ ان میں سے جسے چاہیں لے لیں۔ حضور ﷺ نے دودھ کے برتن کو اختیار فرمایا۔ جس پر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ بعض روایات میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ اگر آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ یہاں فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے۔ اور دودھ کو اسلام کی علامت بتلایا عالم مثالی میں۔ اس لئے کہ جس طرح دودھ بالکل پاکیزہ، شفاف، سہل الحصول، غذائیت سے بھرپور اور بھوک و پیاس دونوں کو مٹانے والا ہوتا ہے اسی طرح اسلام بھی پاکیزہ ترین' شفاف اور تمام منافع دنیوی و اخروی کو جامع ہے۔ سہل الحصول ہے سہل العمل ہے۔ واللہ اعلم جب کہ شراب ام الخبائث اور ناپاک ورذیل چیز ہے۔

قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ

چنانچہ ہمارے واسطے دروازہ کھول دیا گیا تو میں نے اپنے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا انہیں اللہ کی طرف سے (پوری کائنات کے) حسن کا نصف حصہ دیا گیا تھا۔ انہوں نے بھی مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا)

پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبرئیل! کہا گیا دوسرا ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ۔ کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا تھا؟ فرمایا ہاں! بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ لہٰذا ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو میں نے اپنے روبرو حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہم نے انہیں (ادریس کو) بلند جگہ پر اٹھالیا ہے۔"

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ

پھر ہمیں لیکر جبرئیل علیہ السلام پانچویں آسمان پر چڑھے، دروازہ کھلوایا تو پوچھا کون ہے؟ فرمایا کہ جبرئیل پوچھا گیا ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ۔ کہا گیا کہ کیا انہیں بلوایا گیا تھا؟ کہا ہاں! بلایا گیا تھا۔ چنانچہ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو میں نے دیکھا کہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کے سامنے ہوں۔ انہوں نے بھی مجھے مرحبا فرمایا۔ دعائے خیر کی۔

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ

پھر ہم کو لے کر جبرئیل علیہ السلام چھٹے آسمان پر چڑھے۔ دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبرئیل! پوچھا گیا؟ ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا تھا؟ فرمایا ہاں! پھر ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا تو میں نے اپنے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھے خیر مقدمی کلمات کہے اور دعائے خیر کی۔

ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ

پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لیکر ساتویں آسمان پر چڑھے۔ دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟ فرمایا جبرئیل پوچھا گیا ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا تھا؟ فرمایا ہاں! بلوایا گیا تھا۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا تو میں نے اپنے سامنے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ بیت المعمور (آسمانوں پر فرشتوں کا قبلہ) سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور بیت المعمور وہ ہے کہ اس میں روزانہ ۷۰ ہزار فرشتے داخل ہوتے

لا يعودون إليه

ہیں اور دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔ ❶

ثم ذهب بي إلى السدرة المنتهى فإذا ورقها كآذان الفيلة وإذا ثمرها كالقلال قال فلما غشيها من أمر الله ما غشي تغيرت فما أحد من خلق الله يستطيع أن ينعتها من حسنها

پھر مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے گئے۔ اس کے پتے اتنے بڑے بڑے تھے گویا ہاتھی کے کان ہوں اور اس کا پھل بڑے بڑے پانی کے مٹکوں کے برابر۔ پھر جب اس درخت (سدرۃ المنتہیٰ) اللہ کے حکم سے ڈھانپ لیا اس نے جس نے اسے ڈھانپا تو اس کی حالت بدل گئی اور پوری مخلوق میں کوئی ایسا نہیں جو اس کے حسن و خوبصورتی کی صحیح توصیف کر سکے۔ ❷

فأوحى الله إلي ما أوحى ففرض علي خمسين صلاة في كل يوم وليلة فنزلت إلى موسى صلى الله عليه وسلم فقال ما فرض ربك على أمتك قلت خمسين صلاة

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ بھی فرمائی۔ پس مجھ پر (اور میری امت پر) دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ جب میں موسیٰ علیہ السلام (کے چھٹے آسمان) تک اترا تو انہوں نے پوچھا آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا شب و روز میں پچاس نماز فرض فرمائی ہیں۔

قال ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف فإن أمتك لا يطيقون ذلك فإني قد بلوت بني إسرائيل وخبرتهم

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے اور ان نمازوں میں تخفیف اور کمی کا سوال کیجئے کیونکہ آپ کی امت کے افراد اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں ان کا تجربہ

---

❶ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جب کسی کے گھر جایا جائے تو صاحب مکان کو پہلے معلوم کرنا چاہیے کہ کون آیا ہے۔ اسی طرح آنے والے کو اپنا نام بتلانا چاہیے۔ ساتوں آسمانوں پر حضور علیہ السلام کا استقبال بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیونکہ امام الانبیاء آرہے تھے۔

❷ سدرۃ المنتہیٰ: سدرۃ کے معنی بیری کے۔ منتہیٰ کے معنی انتہائی مقام۔ ساتویں آسمان پر عرش رحمن کے بالکل نیچے بیری کا درخت ہے جسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے اور یہ مقام مقام قرب ہے حق جل و علا کے ساتھ۔ اور قرآن کریم میں سورۃ النجم کی ابتدائی آیات میں حق سبحانہ و تقدس نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ عند سدرة المنتهى۔ عندها جنة المأوى۔ إذ يغشى السدرة ما يغشى کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو یا حق سبحانہ و تقدس کو دیکھا جس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔ جب کہ ڈھانپ رہا تھا بیری کو جو کچھ کہ ڈھانپ رہا تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں فرشتوں کی رسائی کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے فرشتوں کی بھی رسائی نہیں ہے اسی لئے اس کو منتہیٰ کہا جاتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے احکامات عرش رحمن سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں اس کے بعد وہاں سے متعلقہ فرشتوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ اور زمین سے آسمان تک جانے والے اعمال بھی فرشتے یہاں تک ہی پہنچاتے ہیں اس کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے پیشی کی کوئی دوسری صورت ہوتی ہے۔ انتہیٰ

(بحوالہ تفسیر ابن کثیر و معارف القرآن)

یہ جو فرمایا کہ جب اس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانپ لیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر اپنی خاص تجلی والقاء فرمایا جس سے اس کا حسن دو چند ہو گیا کہ دنیا کی مخلوق کے اندر یہ طاقت نہیں کہ اس کے حسن و خوبصورتی کی توصیف و تعریف بیان کر سکے۔ ہماری اپنی زبان کی لغوی زبانوں سے ماورا عربی الفاظ سے بھی اس کی صفت کریں تو بیان ناممکن ہے۔

کر چکا ہوں۔

قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ربّ العالمین کے پاس واپس لوٹا اور عرض کیا اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرمائیے! (میری اس عرض پر) پانچ نمازوں کی مجھ سے تخفیف کردی گئی (۴۵ رہ گئیں) میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا اور کہا کہ پانچ نمازیں کم کردی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت بقیہ کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ لہٰذا واپس جائیے اور مزید تخفیف کا سوال کیجئے۔

قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

فرمایا کہ میں مسلسل اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان لوٹتا رہا (بارگاہ رب العالمین سے ۵ کی کمی ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام مزید کمی کروانے کا مشورہ دیتے) یہاں تک کہ اللہ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا: اے محمد! بیشک یہ ۵ نمازیں شب و روز کے اندر (فرض کی گئی) ہیں، ہر نماز کا ثواب دس کے برابر ہے تو اس طرح (۵ نمازیں) ۵۰ کے برابر ہو جائیں گی۔ اور فرمایا کہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا اسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نیکی کے ارادہ پر عمل کر لیا تو دس کا اجر لکھا جائے گا۔ جس نے گناہ کا ارادہ کیا اور ارادۂ گناہ پر عمل نہیں کیا تو (نامۂ اعمال میں) کچھ نہیں لکھا جائے گا اور جس نے ارادۂ گناہ پر عمل کر لیا تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔

قَالَ فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

حضور ﷺ فرماتے ہیں: پھر میں نیچے اترا، موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور انہیں ساری بات بتلائی تو انہوں نے فرمایا: آپ دوبارہ اپنے رب کے پاس جائیے اور مزید تخفیف کا مطالبہ کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں اتنی بار اپنے رب کے پاس (اس مقصد کے لئے) لوٹ لوٹ کر گیا ہوں کہ اب حیا آتی ہے۔ [1]

۳۶۲...... حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ

۳۱۴...... حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ بنی اسرائیل کا تجربہ کر چکے تھے اور دوام انسانیہ کی نفسیات و فطرت سے کچھ واقف ہو چکے تھے اس لئے حضور اقدس ﷺ کو تخفیف نماز کے مطالبات کا مشورہ دیتے رہے۔ یہاں یہ شبہ نہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا۔ ہرگز نہیں بلکہ حق تعالیٰ کے علم محیط میں یہ سب باتیں تھیں اور فیصلہ ۵ ہی نمازوں کا تھا مگر اسکا طریقہ وہ اپنایا گیا جو حدیث میں مذکور ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ جو فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس لوٹا تو اس سے مراد ذات باری تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں بلکہ اس مقام کی طرف رجوع ہے جہاں کھڑے ہو کر میں اپنے رب سے مناجات و گفتگو کر رہا تھا۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيتُ فَانْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُنْزِلْتُ.

نے فرمایا:
"مجھے لایا گیا پھر فرشتے مجھے زمزم کی طرف لے چلے، میرا سینہ چاک کیا گیا اور قلب کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا' پھر مجھے اپنے مقام پر اتار دیا گیا۔ ❶

۳۱۳۔۔۔۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عليه السلام وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ
ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ ـ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أَرَى أَثَرَ ذَلِكَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ

۳۱۳۔۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے آپ ﷺ (لڑکپن کی عمر کی بناء پر) لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑ کر زمین پر چت لٹا یا اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک شق کر دیا اور قلب اطہر نکال اس میں سے ایک گوشت کا لوتھڑا کر پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا آپ کے جسم میں۔
اس کے بعد قلب اطہر کو ایک سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا اسکے بعد آپ کے دل کو اس کی جگہ میں رکھ کر جوڑ دیا (جن لڑکوں کے ساتھ آپ ﷺ کھیل رہے تھے) وہ دوڑے دوڑے آپ ﷺ کی والدہ یعنی دائی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بے شک محمد کو قتل کر دیا گیا۔ لوگ دوڑے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ کا رنگ فق ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے آپ کے سینۂ مبارک پر جو سلائی کی تھی اس کا نشان میں آپ کے سینۂ مبارک پر دیکھا کرتا تھا۔ ❷

۳۱۴۔۔۔۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى

۳۱۴۔۔۔۔ حضرت شریک بن عبداللہ بن ابی نمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو رسول اللہ ﷺ کی معراج کی رات کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ بیت اللہ کی مسجد سے آپ کو لے جایا گیا۔ تین افراد آپ ﷺ کے پاس آئے وحی آنے سے قبل (یعنی ابھی نزول وحی شروع نہیں ہوا تھا) آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ آگے سابقہ حدیث ہی الفاظ کی کچھ تقدیم و تاخیر اور کمی بیشی کے ساتھ بیان کی جیسے

❶ یہ واقعہ شق صدر کا ہے جس میں ملائکہ نے نبی علیہ السلام کے سینۂ مبارک کو چاک کر کے قلب اطہر کو زمزم سے دھویا تاکہ کوئی کثافت قلب اطہر پر اثر انداز نہ ہو سکے' یہ واقعہ آپ ﷺ کے بچپن میں پیش آیا تھا اس کی تفصیل اگلی حدیث میں آرہی ہے۔
❷ یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کے بچپن کا ہے۔ بچپن میں آپ کا "شق صدر" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مذکورہ حدیث میں اسی بچپن والے واقعہ کی تفصیل ہے۔

إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ

ثابت بنانی کی روایت تھی۔ (یعنی معراج والی حدیث ۳۵۷)

۳۶۵ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عليه السلام فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ عليه السلام وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ

۳۱۵ - حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غفاری نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب میں مکہ مکرمہ میں تھا تو ایک بار میرے گھر کی چھت کھول دی گئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نزول فرمایا اور میرا سینہ چاک کیا قلب کو ماء زمزم سے دھویا پھر ایک سونے کا طشت لے کر آئے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اسے میرے سینے پر انڈیل دیا اور اس کے بعد میرے سینہ کو ملا دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لیکر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ جب ہم آسمان دنیا (پہلے آسمان) پر پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان دنیا کے دربان سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کون ہے؟ فرمایا جبرئیل! کہا کیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا ہاں! میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ فرمایا ہاں! لہذا دروازہ کھولو۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا۔ جب ہم آسمان دنیا پر چڑھے تو دیکھا کہ ایک صاحب ہیں ان کے دائیں بائیں (ارواح انسان کی) جماعتیں بیٹھی تھیں۔ جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے تو ہنسنے لگتے اور بائیں طرف دیکھتے تو رونے لگتے۔ وہ کہنے لگے کہ مرحبا ہو نیک و صالح نبی اور نیک و صالح بیٹے ❶ کے لئے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جو ان کے دائیں بائیں (ارواح انسان کی) جماعتیں ہیں تو یہ انکی اولاد ہیں۔ دائیں طرف والے تو اہل جنت

---

❶ [illegible] ملة ابیکم ابراهیم هو سمّٰکم المسلمین [illegible] ومن ذریتنا امة مسلمة لک (البقرۃ: ۱۲۸) [illegible]

النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى

ہیں اور بائیں طرف والی جماعت کے لوگ اہل جہنم ہیں۔ جب یہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو (مارے خوشی کے) ہنسنے لگتے ہیں۔ اور بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کی بناء پر) رونے لگتے ہیں۔

قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ

پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان کی جانب محو پرواز ہوئے وہاں پہنچے تو اس کے دربان سے کہا دروازہ کھولو۔ اس دربان نے بھی وہی بات کہی جو آسمانِ دنیا کے دربان نے کہی تھی۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا۔

فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِدْرِيسَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ملنے کا ذکر فرمایا اور ان کے منازل کو متعین نہیں فرمایا (کہ کون سے نبی کون سے آسمان پر ملے) سوائے اس کے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر پایا۔ فرمایا کہ جب جبرئیل علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا کہ مرحبا ہو نیک صالح نبی اور صالح بھائی کے لئے' حضور ﷺ نے فرمایا: جب میں ان کے پاس سے گزرا تو پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا: مرحبا ہو نیک نبی اور صالح بھائی کو۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

پھر میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا: مرحبا ہو صالح نبی اور صالح بھائی کو۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔

قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِبْرَاهِيمُ

پھر میرا گذر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا تو انہوں نے فرمایا: مرحبا ہو صالح نبی اور صالح بیٹے کے لئے۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى

ابن شہاب زہری (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن حزم نے کہا حضرت ابن عباس اور حضرت ابوحبۃ الانصاری رضی اللہ عنہما فرماتے تھے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "پھر مجھے اور اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک بلند اور ہموار مقام پر تھا وہاں میں قلموں کے چلنے کی آواز سن رہا تھا۔❶

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ بِمُوسٰى فَقَالَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ لِي مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ

ابن حزم رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ میں ۵۰ نمازوں کا تحفہ لے کر لوٹا۔ موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپکے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا کہ امت پر ۵۰ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ موسیٰ نے مجھ سے کہا لوٹ جایئے اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ آپ کی امت اس کی سکت نہیں رکھتی۔ فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدھی کم کردی۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا تو انہیں بتلایا۔ انہوں نے فرمایا کہ لوٹ جایئے اپنے رب کے پاس کیونکہ آپ کی امت کو اتنی نمازوں کی بھی طاقت نہیں۔ میں نے پھر رب العالمین سے رجوع کیا تو اللہ نے فرمایا کل ۵ نمازیں (امت محمدیہ پر) فرض ہیں اور یہ ۵ ہی پچاس کے برابر ہیں۔ میرے دربار میں فیصلہ تبدیل نہیں ہوتا۔

قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتّٰى نَأْتِيَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ قَالَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس لوٹا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کے پاس لوٹ جایئے۔ میں نے کہا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے (کہ بار بار جاؤں اور کمی کا سوال کروں)۔

پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ ہم سدرۃ المنتہیٰ پر آئے تو اسے مختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے؟❷ اس کے بعد میں جنت میں داخل کیا گیا تو دیکھا اس میں موتیوں کے ٹیلے تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

---

❶ مراد اس سے وہ آوازیں ہیں جو فرشتوں کے بندوں کی تقدیر لکھنے سے پیدا ہو رہی تھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تقدیر کے بارے میں جو فرماتے ہیں لوح محفوظ میں لکھوا دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض فیصلے بندوں کے بارے میں خود منسوخ فرما دیتے ہیں تو کاتبین لوح محفوظ اللہ کے حکم سے انہیں لکھتے ہیں۔ لکھتے وقت جو آواز پیدا ہوتی ہے حضور علیہ السلام نے ان آوازوں کو سنا۔ اور اس قول سے در حقیقت انتہائی قرب کا بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش سے اتنا قریب ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

❷ جب حضور اقدس ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سدرۃ پر اپنی خاص تجلی کا القاء فرمایا اور حضور علیہ السلام نے اس پر کیف منظر کو نگاہوں میں سمیٹ لیا۔ خود قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے سورۂ نجم کی ابتدائی آیات میں اسی کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی بناء پر علماء تفسیر و شراح حدیث میں اختلاف ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کیا لیلۃ الاسراء میں رب العالمین کی رویت سے بھی مشرف ہوئے تھے یا نہیں؟ بعض حضرات علماء اس واقعہ کی بناء پر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دیدار حق تعالیٰ کی دولت عظمیٰ حاصل کر لی تھی۔ واللہ اعلم

۳۶۶...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأُتِيتُ فَانْطُلِقَ بِي فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِي مَعِي مَا يَعْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً

۳۱۶...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ غالباً مالک بن صعصعہ سے جو ان کی قوم کے ایک شخص تھے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اس اثناء میں کہ میں بیت اللہ کے قریب غنودگی کی حالت میں تھا کہ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ یہ ایک ہیں تینوں میں سے دو افراد کے درمیان پس میں لایا گیا اور وہ مجھے لے کر چلے، میرے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا اس میں ماء زمزم تھا۔ میرا سینہ اس اس طرح چاک کیا گیا۔

قتادہؒ (راوی حدیث) نے فرمایا کہ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا پیٹ سے نیچے کی طرف چاک کیا گیا۔ پھر میرے قلب کو نکالا گیا اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا پھر اس کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔

ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ مَنْ هَذَا؟

پھر ایک سفید جانور میرے پاس لایا گیا اسے براق کہا جاتا تھا۔ گدھے سے کچھ اونچا اور خچر سے کچھ کم تھا۔ اپنے قدم حد نگاہ پر رکھتا تھا (اتنا بڑا ایک قدم تھا کہ منتہائے نظر پر قدم پڑتا تھا) مجھے اس پر سوار کیا گیا پھر ہم چلے یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا تو کہا گیا یہ کون ہے؟

قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفَتَحَ لَنَا وَقَالَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ قَالَ فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ عليه السلام وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَام وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِدْرِيسَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُونَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ رَبِّ هَذَا غُلَامٌ بَعَثْتَهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ

فرمایا جبرئیل! پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ فرمایا کہ ہاں! چنانچہ دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا اور (فرشتوں نے) کہا مرحبا آپ کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے۔ پھر ہم حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے' آگے سارا قصہ ذکر فرمایا، فرمایا کہ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے میں یوسف علیہ السلام سے، چوتھے میں حضرت ادریس علیہ السلام سے' پانچویں میں حضرت ہارون علیہ السلام سے' فرمایا پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے' میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہیں سلام کیا تو انہوں نے فرمایا مرحبا ہو نیک بھائی اور نیک نبی کو۔ جب میں ان سے آگے بڑھا تو وہ رونے لگے' ایک آواز آئی کیوں روتے ہو؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میرے رب! آپ نے اس

أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي

لڑکے کو میرے بعد مبعوث فرمایا اور اسکی امت کے افراد زیادہ جنت میں داخل ہوں گے میری امت کے افراد کے مقابلہ میں۔

قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هٰذِهِ الْأَنْهَارُ قَالَ أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ

اس کے بعد ہم چلے۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے' میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا۔

اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں نے چار نہریں دیکھیں کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکل رہی ہیں۔ دو نہریں تو ظاہر تھیں اور دو چھپی ہوئی تھیں۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیل! ان نہروں کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا جو چھپی ہوئی نہریں ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہری نہریں ہیں وہ دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں۔ ❶

ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ فَعُرِضَا عَلَيَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِيلَ أَصَبْتَ أَصَابَ اللهُ بِكَ أُمَّتَكَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلَاةً ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ

پھر میرے لئے بیت المعمور کو بلند کیا گیا (یعنی ظاہر کیا گیا) میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ فرمایا بیت المعمور ہے اس میں روزانہ ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور نکلنے کے بعد دوبارہ اس میں نہیں داخل ہوں گے (کبھی بھی) اپنے اخیر تک (یعنی جب تک ان کی انتہا ہے وہ بھی بیت المعمور میں دوبارہ داخل نہ ہو سکیں گے کثرت ملائکہ کی وجہ سے)۔

اس کے بعد میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا' دونوں برتن میرے سامنے پیش کئے گئے تو میں نے دودھ (والا برتن) اختیار کیا' مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے ٹھیک کیا' اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ آپ کی امت کو فطرت صحیحہ پر رکھے گا (فطرت سے مراد دین اسلام ہے تفصیل گزر چکی ہے)۔

پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں (آگے نہایت حدیث کے ساتھ سارا قصہ بیان فرمایا مثل سابق حدیث)

۳۶۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

۳۱۷۔۔۔۔اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ فرمایا ایک سونے کا طشت جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا میرے لئے لایا گیا اور میرے سینے کو گلے کے قریب سے پیٹ کے نچلے حصہ تک شق کیا گیا' قلب اطہر کو ماء زمزم سے غسل دیا گیا اور اسے

---

❶ اس سے معلوم ہوا کہ دریائے نیل اور دریائے فرات جنت کے دریا ہیں۔ اور امام تفسیر مقاتلؒ نے فرمایا کہ باطنی نہروں سے جنت کی نہریں سلسبیل اور کوثر مراد ہیں۔ واللہ اعلم

وَزَادَ فِيهِ فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا

حکمت وایمان سے بھر دیا گیا۔

۳۶۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَقَالَ عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

۳۱۸ حضرت قتادہ (مشہور اور جلیل القدر تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے تمہارے نبی ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے واقعۂ اسراء کا ذکر کرتے ہوئے اس میں فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگت والے تھے گویا وہ قبیلہ شنوءہ [1] کے آدمیوں میں سے ہوں۔
اور فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھونگھریالے بالوں والے متناسب قدو قامت کے مالک ہیں۔ اسی حدیث میں آپ نے داروغہ جہنم جس کا نام مالک ہے اس کا اور دجال کا بھی ذکر فرمایا۔

۳۶۹ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى ابْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللهُ إِيَّاهُ ﴿ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ﴾ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۱۹ حضرت قتادہ، ابوالعالیہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا مجھ سے تمہارے نبی ﷺ کے چچازاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول مقدس ﷺ نے فرمایا:
"میں اپنی معراج کی رات حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ گندمی رنگت والے دراز قامت گھونگھریالے بالوں کے مالک آدمی ہیں گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ کے فرد ہوں۔
اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ درمیانی اور متناسب قامت والے سرخ و سفید رنگت والے ہیں اور سیدھے بالوں والے ہیں۔ اور مجھے دکھلائے گئے داروغہ جہنم جس کا نام مالک ہے اور دجال ان نشانیوں میں جو اللہ تعالیٰ نے خاص آپ ﷺ ہی کو دکھلائیں پس آپ شک میں مت پڑیے۔ موسیٰ علیہ السلام سے اپنی ملاقات میں (یا اس بات سے شک میں نہ پڑیے کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب توراۃ دی گئی)۔
حضرت قتادہ اس آیت فلاتکن فی مریۃ لقائہ کی تفسیر یہ کیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔

۳۷۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ

۳۲۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک بار "وادی ازرق" سے گزرے تو پوچھا کہ یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ

[1] شنوءہ قبائل عرب میں سے ایک مشہور قبیلہ ہے۔ یمن کے قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔

أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوا ثَنِيَّةُ هَرْشَى قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لِيفًا

ﷺ نے عرض کیا یہ وادی ازرق ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام گھاٹی سے نیچے اترے ہیں اور با آواز بلند اللہ کو پکار رہے ہیں۔
پھر آپ ﷺ "ہرشا کی گھاٹی" پر تشریف لائے تو دریافت فرمایا یہ کونسی گھاٹی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "ہرشا کی گھاٹی" ہے۔ فرمایا کہ: میں گویا کہ حضرت یونس بن متی کو ایک سرخ گھٹے ہوئے جسم والی اونٹنی پر دیکھ رہا ہوں ان کے جسم پر اونی جبہ ہے اور ان کی اونٹنی کی نکیل انگور کے بیجوں کی بنی ہوئی رسی کی ہے۔ اور وہ (یونس علیہ السلام) تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ ❶
احمد بن حنبلؒ نے اپنی روایت میں فرمایا کہ ھشیم نے فرمایا خلبة سے مراد پتہ ہے۔

۲۲۱...... وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي

۳۲۱...... حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سے گزر رہے تھے ہمارا گزر ایک وادی سے ہوا۔
آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کونسی وادی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "وادی ازرق" ہے۔ فرمایا: کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔ پھر آپ نے ان کے رنگ، بال کے بارے میں ذکر فرمایا جو مجھے (راوی داؤد بن ابی ہند کو) یاد نہیں ہے۔ اور آپ نے انگلیاں کانوں میں ڈالی ہوئی ہیں اور باآواز بلند تلبیہ کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔

قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم پھر چلے یہاں تک کہ ہم لوگ ایک

❶ نبی ﷺ کے اس قول سے کیا مراد ہے؟ علماء و شراح حدیث نے مختلف مطالب اس کے بیان فرمائے ہیں۔ سب سے بہتر مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ان پیغمبروں کی زیارت معراج کی رات میں کروائی تھی اور آپ ﷺ ان کے مختلف احوال سے باخبر تھے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات کے واقعہ کو یاد کرتے ہوئے مذکورہ بالا ارشادات فرمائے۔
لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ انبیاء کرام علیہم السلام آخرت میں جا چکے اور دنیا سے رخصت ہو چکے تو ان کا تلبیہ پڑھنا اور حج کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ علماء حدیث نے اس کی بھی مختلف توجیہات کی ہیں۔
قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا کہ یہ انبیاء بھی مثل شہداء کے حیات اور زندہ ہیں۔ حج اور صلوٰۃ و تلبیہ میں مشغول ہونا کوئی بعید بات نہیں۔ کیونکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ تقرب حاصل کرتے ہیں اعمال صالحہ سے بقدر استطاعت۔ لہٰذا اس اعتبار سے اگرچہ یہ حضرات وفات پا چکے ہیں مگر دنیا میں ہیں جو کہ دار العمل ہے۔
بعض علماء نے فرمایا کہ آخرت کے عمل حج و تلبیہ سے مراد ذکر و دعا ہے۔ واللہ اعلم

قَالُوا هَرْشَى أَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيفُ خُلْبَةٍ مَارًّا بِهَذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا

گھاٹی پر پہنچے آپ ﷺ نے پوچھا یہ کونسی گھاٹی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "ہرشا کی گھاٹی" ہے یا "لفت" کی۔ فرمایا کہ گویا میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک سرخ اونٹنی پر تشریف فرما ہیں، جسم پر اونی جبہ ہے۔ ان کی اونٹنی کی نکیل انگور کے پتوں کی رسی سے بنی ہوئی ہے اور اس وادی سے تلبیہ پڑھتے گزر رہے ہیں۔

۳۲۲..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي

۳۲۲..... حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (جلیل القدر تابعی اور امام تفسیر ہیں) فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات تو میں نے حضور علیہ السلام سے نہیں سنی۔ البتہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ:

"ابراہیم علیہ السلام (کو اگر دیکھنا ہو تو) اپنے ساتھی کو دیکھ لو (یعنی حضور ﷺ کو) اور رہ گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو وہ گندمی رنگ اور گٹھے ہوئے جسم کے مالک آدمی ہیں، سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی نکیل انگور کے پتوں کی رسی سے بنی ہوئی ہے۔ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں جب وادی میں اترتے ہیں تو تلبیہ پڑھتے ہیں۔

۳۲۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دَحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دَحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ

۳۲۳..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے انبیاء علیہم السلام کو پیش کیا گیا تو (میں نے دیکھا) حضرت موسیٰ علیہ السلام تو درمیانہ قد و قامت کے مرد ہیں گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے فرد ہوں۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو دیکھا تو میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ جسے دیکھتا ہوں وہ عروہ بن مسعود ہیں اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میری نظر میں سب سے زیادہ مشابہ تمہارے ساتھی کے ہیں (یعنی حضور علیہ السلام کے اپنے مشابہ ہیں) اور میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو میری نظر میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ "دحیہ" ہیں۔ ابن رمح کی روایت میں دحیہ بن خلیفہ ہے۔

۳۲۴..... وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا

۳۲۴..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا:

وقال عبدٌ أخبرنا عبدُ الرَّزَّاقِ أخبرنا معمرٌ عن الزُّهريِّ قال أخبرني سعيدُ بنُ المسيَّب عن أبي هريرةَ قال قال النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم حين أُسْرِيَ بي لقيتُ موسى عليه السَّلام فنعتهُ النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم فإذا رجلٌ حسِبتُهُ قال مُضطرِبٌ رجلُ الرَّأسِ كأنَّهُ من رجالِ شنوءةَ قال ولقيتُ عيسى فنعتهُ النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم فإذا رَبْعةٌ أحمرُ كأنَّما خرج من ديماسٍ يعني حمَّامًا قال ورأيتُ إبراهيمَ صلواتُ اللهِ عليهِ وأنا أشبهُ ولدِهِ بهِ قال فأُتيتُ بإناءينِ في أحدِهما لبنٌ وفي الآخرِ خمرٌ فقيل لي خذْ أيَّهما شئتَ فأخذتُ اللَّبنَ فشربتُهُ فقال هُديتَ الفطرةَ أو أصبتَ الفطرةَ أما إنَّك لو أخذتَ الخمرَ غوتْ أمَّتُك .

"جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی صورت وصفت بیان کی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام دراز قامت سیدھے بالوں والے تھے گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے فرد ہوں۔

اور میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا' پھر عیسیٰ علیہ السلام کی صفت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میانہ قامت اور سرخ رنگت والے تھے گویا ابھی حمام سے نکلے ہوں۔ (یعنی جس طرح حمام سے غسل کر کے انسان بالکل تر و تازہ سرخ و سفید ہو کر نکلتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی تھے)۔

اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں ہی ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے' ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا دونوں میں سے جو چاہیں لے لیں۔ میں نے دودھ والا برتن لیا اور اسے پیا۔ تو جبرئیل نے فرمایا آپ ﷺ کو فطرت کی ہدایت کی گئی یا فرمایا آپ فطرت کو پہنچ گئے۔ البتہ اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ ❶

۳۲۵ـــ حدَّثنا يحيى بنُ يحيى قال قرأتُ على مالكٍ عن نافعٍ عن عبدِ اللهِ بنِ عمرَ أنَّ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم قال أراني ليلةً عند الكعبةِ فرأيتُ رجلًا آدمَ كأحسنِ ما أنتَ راءٍ من أُدْمِ الرِّجالِ لهُ لِمَّةٌ كأحسنِ ما أنتَ راءٍ من اللِّمَمِ قد رجَّلها فهي تقطرُ ماءً متَّكئًا على رجُلينِ أو على عواتقِ رجُلينِ يطوفُ بالبيتِ فسألتُ من هذا فقيل هذا

۳۲۵۔ حضرت عبداللہ ؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مجھے ایک رات دکھلایا گیا کہ میں کعبۃ اللہ کے پاس ہوں' میں نے ایک آدمی کو جو گندمی رنگت والے تھے دیکھا تم نے جتنے گندمی رنگت والے دیکھے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ حسین، ان کے لمبے بال کندھوں تک تھے، تم نے جتنے بھی لمبے بالوں والے دیکھے ہیں ان میں سب سے زیادہ حسین تھے' انہوں نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی اور ان سے قطرہ

❶ واقعۂ اسراء کے بارے میں مختلف روایات میں بعض واقعات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے' مذکورہ بالا روایات میں بھی انبیاء علیہم السلام کے حلیہ مبارک کے بارے میں چند الفاظ کا فرق ہے۔ مثلاً: حضرت موسیٰ کے بارے میں کہیں "جعد" کا لفظ ہے جس کے معنی گھونگھریالے بال ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ "رجل الرأس" "سیدھے بالوں والے تھے۔ تو علماء نے فرمایا کہ جعد کا ایک معنی تو گھونگھریالے بال کے ہیں، اور ایک معنی گٹھے ہوئے جسم کے ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے "جعد" دوسرے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔
اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مذکورہ روایات میں سرخ رنگ مذکور ہے اور ابن عمر ؓ کی روایت میں گندمی رنگت کا ذکر ہے۔ یہ اختلاف شک رواۃ کی بناء پر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رنگت گندمی سرخی مائل تھی۔ واللہ اعلم

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

قطرہ پانی ٹپکتا تھا۔ دو آدمیوں کے سہارے یا ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔

پھر میں نے ایک اور آدمی کو دیکھا سخت گھونگھریالے بال' دائیں آنکھ سے کانا' اس کی دائیں آنکھ پھولے ہوئے انگور کی مانند ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ مسیح الدجال ہے۔

۳۲۶...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْمُسَيَّبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

۳۲۶ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک روز لوگوں کے مجمع میں مسیح الدجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اعور (کانا) نہیں ہے۔ خبر دار مسیح الدجال کانا دائیں آنکھ سے۔ گویا اس کی آنکھ ایک پھولا ہوا انگور ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات میں نے خود کو خواب میں کعبۃ اللہ کے پاس دیکھا' میں نے دیکھا ایک آدمی گندمی رنگت والے تمام افراد جنہیں تم دیکھتے ہو ان میں سب سے زیادہ حسین اپنے لمبے دراز گیسو اپنے شانوں پر ڈالے ہیں' سیدھے بالوں والے جن سے قطرہ قطرہ پانی ٹپکتا تھا' اپنے دونوں ہاتھ دو افراد کے مونڈھوں پر رکھے ان دو افراد کے درمیان بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔

اور میں نے ان کے بعد ایک آدمی سخت گھونگھریالے بالوں والا دیکھا جس کی دائیں آنکھ کانی تھی اور میں نے لوگوں میں سے سب سے زیادہ ابن قطن کے مشابہ پایا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھا دو افراد کے کندھوں پر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ یہ مسیح دجال ہے۔

۳۲۷...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آدَمَ سَبِطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوِ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِي أَيَّ

۳۲۷...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کعبۃ اللہ کے پاس ایک آدمی کو دیکھا' گندمی رنگت والا' لٹکے بالوں والا' اپنے دونوں ہاتھ دو افراد کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں یا مسیح ابن مریم ہیں علیہ السلام۔ (راوی کو صحیح معلوم نہیں کہ دونوں میں سے کونسا لفظ کہا) اور میں نے ان کے پیچھے ایک آدمی

ذٰلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعْدَ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

کو دیکھا سرخ رنگت والا گھونگھریالے بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا تھا اور ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب دیا مسیح الدجال ہے۔

۳۲۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ

۳۲۸ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب قریش مکہ (مشرکین) نے میری تکذیب کی (اسراء اور بیت المقدس کے بارے میں) تو میں حطیم (بیت اللہ کا وہ حصہ جو بیت اللہ سے باہر نصف دائرے کی شکل میں بیان ہوا ہے) میں جاکر کھڑا ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے نمایاں کر دیا۔ میں نے بیت المقدس کی نشانیاں ان قریش مکہ کو بتلانا شروع کیں اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔

۳۲۹ ۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ

۳۲۹ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"کہ میں اس دوران کہ سویا ہوا تھا (خواب میں) دیکھا کہ میں طواف کر رہا ہوں کعبۃ اللہ کا کہ ایک آدمی گندمی رنگت اور سیدھے بالوں والے دو افراد کے درمیان نظر آئے۔ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا فرمایا کہ اس کے سر سے پانی بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ابن مریم ہیں پھر میں دوسری طرف چلا اور اُدھر متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک سرخ بھاری بھرکم گھونگھریالے بال اور کانی آنکھ والا آدمی ہے۔ گویا کہ اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا کہ دجال ہے۔ اور اس کے سب سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

۳۳۰ ۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا

۳۳۰ ۔ حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے حطیم میں اپنے آپ کو دیکھا کہ قریش مجھ سے میری معراج کے بارے میں پوچھ رہے ہیں انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چند اشیاء کے بارے میں پوچھا جنہیں میں بتلا نہ سکا۔ مجھے اتنا شدید رنج ہوا کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے۔ اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔ قریش اب جو سوال کرتے میں انہیں بتلا دیا کرتا اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام کی

كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ

ایک جماعت میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ ایک درمیانہ قد و قامت کے گٹھے ہوئے جسم والے آدمی ہیں۔ گویا کہ قبیلہ شنوہ کے افراد میں سے ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں لوگوں میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ عروہ رضی اللہ عنہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور لوگوں میں ان کی سب سے زیادہ مشابہت تمہارے ساتھی یعنی خود (آنحضرت ﷺ) کی ہے۔
پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے ان سب کی امامت کی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا کہ اے محمد! یہ مالک ہے داروغۂ جہنم۔ اسے سلام کیجئے۔ میں نے اس کی طرف توجہ کی تو اس نے خود ہی ابتدا کر دی اور مجھے سلام کیا۔

۴۳۱...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ ﴿ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ﴾ قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

۴۳۱...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور سدرۃ المنتہیٰ جو چھٹے آسمان پر ہے اس تک پہنچے اور سدرۃ المنتہیٰ پر ہر اس چیز کا عروج ختم ہو جاتا ہے جو زمین سے جاتی ہے (اعمال) اور وہاں سے (متعلقہ فرشتوں کے ذریعہ) اسے لے لیا جاتا ہے اور وہیں تک عرش سے اترنے والی چیز (احکام) رک جاتی ہے اور وہاں سے (متعلقہ فرشتوں کے ذریعہ) اسے وصول کر لیا جاتا ہے۔
اور فرمایا: جب سدرہ کو ڈھانپ رہی تھی وہ چیز جو ڈھانپ رہی تھی" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سونے کے پتنگے اسے ڈھانپ رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ ایک تو پنجگانہ نمازیں عطا کی گئیں ۲۔ دوسرے سورۃ البقرہ کی اختتامی آیات کا تحفہ عطا کیا گیا ۳۔ تیسرے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے اس شخص کے تمام مہلک گناہوں کی مغفرت (کا پروانہ عطا کیا) جس نے ذرہ برابر بھی شرک نہ کیا ہو۔ [1]

---

[1] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانپنے والی چیز سونے کے پتنگے تھے۔ واللہ اعلم
دوسری بات فرمائی کہ حضور اقدس ﷺ کو لیلۃ المعراج میں تین تحفے عطا کیے گئے:
پہلا تحفہ تو نماز پنجگانہ کی فرضیت کا ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے، مناجات کرتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا کہ الصلوٰۃ معراج المؤمن نماز مومن کی معراج ہے۔
دوسرا تحفہ سورۃ البقرہ کی اختتامی آیات کا ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں ان آیات کی بہت فضیلت آئی ہے۔ مسلم ہی کی...... (جاری ہے)

وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ

باب-۷۳ معنى قوله الله عز وجل "ولقد راٰه نزلة اخرى" و هل راٰى النبى ﷺ ربه ليلة الاسراء

سورۂ نجم کی آیت ۱۳ کے معنی کا بیان اور اس بات کا بیان کہ کیا حضور علیہ السلام نے معراج کی رات اپنے رب کا دیدار کیا؟ [1]

۳۳۲ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ۳۳۲ ـ حضرت سلیمان شیبانیؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں

(گذشتہ سے پیوستہ) ایک روایت میں کہ عبدالرحمان بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے ملاقات کی بیت اللہ کے پاس اور ان سے کہا کہ مجھے آپ کے واسطہ سے ایک حدیث پہنچی ہے جو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیت کے بارے میں ہے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ ہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رات سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات تلاوت کیں وہ اس کے لئے ہر شر سے کافی ہو جائیں گی"۔
(رواہ مسلم، باب فضل قرأۃ الفاتحہ واخیر البقرہ)

تیسرا تحفہ یہ کہ امت محمدیہ ﷺ کے ان لوگوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا گیا جو بغیر شرک کے دنیا سے رخصت ہوئے۔
اب خواہ ان کو ان کے کبیرہ گناہوں کا عذاب دے کر مغفرت کی جائے یا بغیر عذاب کے اور خواہ توبہ کے بعد مغفرت ہو یا بغیر توبہ کے یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہے۔ واللہ اعلم
(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] یہ ایک بڑا مختلف فیہ اور متنازع مسئلہ ہے' ائمہ سلف' صحابہ کرامؓ اور ائمہ حدیث کے درمیان کہ آنحضرت ﷺ نے لیلۃ الاسراء (معراج کی شب) میں اللہ رب العالمین کا دیدار فرمایا تھا یا نہیں؟ سورۃ النجم کی ابتدائی آیات میں آیت ۱ سے ۱۸ تک اللہ جل جلالہ' نے معراج کے واقعہ میں آنحضرت ﷺ کے مقام قرب کو بیان فرمایا ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی معرکۃ الآراء تفسیر "معارف القرآن" میں بڑی مفصل اور سیر حاصل بحث کی ہے اور اس بارے میں ائمہ سلف اور علماء تفسیر سے منقول مختلف اقوال کو ذکر کرنے کے بعد بعض بڑی اہم تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس مقام پر معارف القرآن کی ساری بحث کا خلاصہ پیش کر دیا جائے کہ من وعن پیش کرنا باندیشۂ طوالت محال ہے۔ حضرت لکھتے ہیں:
ان آیات کے بارے میں ائمہ تفسیر سے دو تفسیریں منقول ہیں۔ ایک کا حاصل یہ ہے کہ ان سب آیات آیت نمبر ۲ تا نمبر ۱۸ کو واقعہ معراج کا بیان قرار دے کر حق تعالیٰ سے تعلیم بلاواسطہ اور رؤیت وقرب حق تعالیٰ کے ذکر پر محمول کیا جائے اور شديد القوىٰ ذو مرة فاستوىٰ اور دنى فتدلىٰ سب الفاظ کو حق تعالیٰ کی صفات وافعال قرار دیا جائے اور آگے جو رؤیت ومشاہدہ کا ذکر ہے (و لقد راٰه نزلة اخرىٰ میں) اس سے بھی حق تعالیٰ کی رؤیت وزیارت مراد لی جائے۔
صحابہ کرامؓ میں حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر منقول ہے اور تفسیر مظہری میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔
دوسری تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھنے کا ذکر فرمایا ہے اور مذکورہ بالا صفات شديد القوىٰ وغیرہ جبرئیل امین کی صفات ہیں۔ اور اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ تاریخی اعتبار سے بھی یہی بات درست ہے کیونکہ سورۂ نجم ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور ابن مسعودؓ کی تصریح کے مطابق یہ پہلی سورت ہے جسے سب سے پہلے حضور ﷺ نے مکہ میں اعلانیہ پڑھا ہے اور واقعہ معراج ظاہر ہے اس سے مؤخر ہے۔ ......
تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیرؒ نے متعدد روایات جن میں صحیح مسلم کی اس باب کی پہلی حدیث زرؓ بن حبیش والی بھی شامل ہے ذکر کر کے فرمایا کہ آیات مذکورہ میں رؤیت اور قرب سے مراد جبرئیل امین علیہ السلام کی رؤیت ودیدار اور قرب ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبداللہ بن مسعود، ابوذر غفاری، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم .... (جاری ہے)

عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ ۔۔۔ نے حضرت زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فکان قاب قوسین

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔۔۔۔ اجمعین کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر میں ابن کثیرؒ نے آیات مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا:

"ان آیات میں جس رؤیت اور قرب کا ذکر ہے وہ رؤیت و قرب جبرئیل امین علیہ السلام کی مراد ہے۔ جب کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے پہلی مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھا۔ پہلی رؤیت نبوت کے بالکل ابتدائی زمانہ میں ہوئی۔ جب جبرئیل پہلی مرتبہ سورۂ اقراء کی ابتدائی آیات کی وحی لے کر آئے تو اس کے بعد وحی میں فترت (وقفہ) پیش آیا جس سے آنحضرت ﷺ کو سخت غم اور تکلیف تھی' بارہا یہ خیالات آئے کہ پہاڑ سے گر کر جان دیدیں۔ مگر جب کبھی ایسی صورت ہوتی تو جبرئیل امین علیہ السلام غائبانہ ہوا سے آواز دیتے کہ اے محمد! آپ اللہ کے رسول برحق ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔ ان کی آواز سے آپ ﷺ کے قلب کو سکون ہوجاتا تھا۔ جب کبھی ایسا خیال آیا اسی وقت جبرئیل نے اس آواز کے ذریعہ تسلی دی مگر یہ تسلیاں غائبانہ تھیں۔ یہاں تک کہ ایک روز جبرئیل امین علیہ السلام بطحاء کے میدان میں اپنی اصلی صورت میں اس طرح ظاہر ہوئے کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور پورے افق کو گھیر رکھا تھا' پھر جبرئیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے قریب آئے اور آپ ﷺ کو وحی الٰہی پہنچائی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ پر جبرئیل امین کی عظمت اور اللہ کے نزدیک جلالت قدر کی حقیقت روشن ہوئی۔"

خلاصہ یہ کہ امام ابن کثیرؒ نے احادیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ ؓ کی بناء پر سورۂ نجم کی ابتدائی آیات کی تفسیر یہی قرار دی ہے کہ اس میں رؤیت و قرب سے جبرئیل امین علیہ السلام کی رؤیت و قرب مراد ہے۔

جبکہ دوسری رؤیت کا تذکرہ (ولقد رآہ نزلۃ أخریٰ) میں ہے۔ جو شب معراج میں ہوئی۔ اوپر بیان کردہ وجوہ کی بناء پر علماء مفسرین نے اسی کو اختیار فرمایا ہے مثلاً: ابن کثیرؒ' قرطبیؒ' ابو حیان' امام رازیؒ وغیرہ۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ اور نوویؒ نے شرح مسلم میں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن ج ۸ / ص ۱۹۵ تا ص ۲۰۵)

بہر کیف! اکثر ائمہ سلف اور علماء تفسیر کے نزدیک رؤیت سے مراد "رؤیت جبرئیل" ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں صحابہ و تابعین سے لے کر ائمہ مجتہدین اور محدثین و مفسرین کے مختلف اقوال اور علمی اشکالات بہت ہیں اس لئے استاذ الاساتذہ' آیۃ من آیات اللہ نمونۂ اسلاف حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ' نے اس مسئلہ کی ایسی تعبیر و تشریح فرمائی ہے کہ ائمہ سلف کی اکثر روایات میں مطابقت پیدا ہوگئی۔ اسی طرح صحیح مسلم شریف کے شارح شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی عظیم شرح مسلم "فتح الملہم" میں ان روایات کی تشریح حضرت کشمیری قدس سرہ' کے قلم سے لکھوا کر اس کو اپنی کتاب فتح الملہم کا جز بنایا۔ لہٰذا مفید معلوم ہوتا ہے کہ اس تحقیق کو مختصراً یہاں ذکر کر دیا جائے۔

اس تحقیق کے ذکر سے قبل چند باتیں سمجھنا ضروری ہے جو تمام علماء وائمہ حدیث و تفسیر کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرئیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دو بار دیکھا ہے ایک بار مکہ مکرمہ میں "فترت وحی" کے زمانہ میں۔ اور دوسری بار معراج کی رات میں سماء سابعہ پر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور سورۃ النجم کی مذکورہ آیات نمبر ۶ تا نمبر ۱۸ میں ان دونوں رؤیتوں کا ذکر ہے۔

دوسری بات یہ کہ سورۂ نجم کی آیت ولقد رآہ نزلۃ أخریٰ سے لقد رأیٰ من آیت ربہ الکبریٰ تک کی آیات واقعہ معراج سے متعلق ہیں۔ ان دو باتوں کے سمجھنے کے بعد اب حضرت کشمیریؒ کی تقریر کا خلاصہ یوں سامنے آتا ہے کہ:

"سورۂ نجم کی آیت ۶ تا ۱۱ میں بیان کردہ رؤیت سے رؤیت جبرئیل امین ہی مراد ہے کیونکہ ان آیات میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ بغیر کسی تاویل و تکلف کے جبرئیل امین پر صادق آتی ہیں اور حق تعالیٰ ان صفات کا مصداق بغیر تاویل و تکلف کے نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے اس رؤیت سے تو رؤیت جبرئیل علیہ السلام ہی مراد لینا صحیح واقرب معلوم ہوتا ہے۔

البتہ ما کذب الفؤاد ما رأیٰ سے واقعہ معراج کا بیان ہو رہا ہے اور اس میں بھی جبرئیل امین کی رؤیت ثانیہ کا ذکر ہے مگر وہ دوسری آیات کبریٰ کے ضمن میں ہے جن میں خود رؤیت باری تعالیٰ کے بھی شامل ہونے کا احتمال قوی موجود ہے جو احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ و تابعین سے مؤید ہے اور اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ ما کذب الفؤاد ما رأیٰ کی تفسیر یہ ہے کہ جو کچھ۔۔۔۔۔۔ (جاری ہے)

سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴾ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

او ادنیٰ (پس تھا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی کم) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابن مسعود ﷺ نے بتلایا کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں۔ ❶

۳۳۳...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ ﴿ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴾ قَالَ رَاٰى جِبْرِيلَ

۳۳۳...... حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے حق تعالیٰ کے ارشاد ما کذب الفؤاد ما راٰی کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو بازو ہیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ)... رسول اللہ ﷺ نے آنکھ سے دیکھا آپ ﷺ کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی کہ صحیح دیکھا۔ قلب مبارک نے تصدیق میں غلطی نہیں کی اسی کو "ماکذب" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا اور اس میں "جو کچھ دیکھا" کے الفاظ عام ہیں۔ جس میں جبرئیل امین کا دیکھنا بھی شامل ہے شب معراج میں اور جو کچھ دیکھا (مختلف آسمانوں پر جنت دوزخ وغیرہ) وہ بھی سب شامل ہے۔ اور ان میں سب سے اہم خود حق تعالیٰ شانہ کی رؤیت و زیارت ہے۔ اور آیت ولقد راٰہ نزلۃ اُخریٰ میں دونوں احتمال ہیں رؤیت باری تعالیٰ کا بھی اور رؤیت جبرئیل امین کا بھی۔ اس میں حق تعالیٰ کی رؤیت کی طرف اشارہ اس طرح پایا جاتا ہے کہ دیکھنے کے لئے عادۃً قرب ضروری ہے اور اس سے اگلی آیت میں فرمایا۔ عند سدرۃ المنتہیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ جو مقام قرب ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اس وقت دیکھا۔ اسی کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: "واتیت سدرۃ المنتھی فغشیتنی ضبابۃ خررت لھا ساجدا وھذہ الضبابۃ ھی الظلل من الغمام التی یاتی فیھا اللہ ویتجاز"۔ یعنی میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا تو مجھے کسی بادل کی طرح کی چیز نے گھیر لیا۔ اور میں اس کے لئے سجدہ میں گر پڑا قیامت کے روز حق تعالیٰ کا ظہور قرآن کریم کی آیت میں اس طرح مذکور ہے کہ بادل کے سایہ کی طرح کوئی چیز ہوگی اس میں حق تعالیٰ نزول اجلال فرمائیں گے"۔

اس سے اگلی آیت ما زاغ البصر و ما طغیٰ کا مفہوم بھی دونوں رؤیتوں کو شامل ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ رؤیت حالت بیداری میں آنکھوں سے ہوئی ہے۔ بہر حال آیات قرآن میں دونوں رؤیتوں کے احتمال ہیں اور اس کی گنجائش موجود ہے کہ رؤیت سے حق تعالیٰ کی رؤیت مراد لی جائے۔ واللہ اعلم۔ (تلخیص از معارف القرآن ص ۲۰۳، ص ۲۰۴ ج ۸)

یہاں ایک ضروری بات یہ سمجھ لینی چاہئے کہ آخرت میں اہل جنت حق تعالیٰ کا دیدار کریں گے احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا کوئی ناممکن بات نہیں۔ عالم دنیا میں نگاہ انسانی میں وہ قوت نہیں جو دیدار و مشاہدۂ حق تعالیٰ کا تحمل کر سکے کیونکہ نگاہ انسانی فانی اور اللہ غیر فانی ہے جب کہ آخرت میں انسان کو غیر فانی نگاہ عطا کر دی جائے گی لہٰذا حق تعالیٰ کی رؤیت میں کوئی مانع نہ ہوگا۔ لہٰذا اس کا امکان ثابت ہوا کہ دنیا میں کسی وقت حضور علیہ السلام کو خصوصی نگاہ دے دی جائے جس سے آپ ﷺ زیارت حق کر سکیں۔ تو اس عالم سے باہر نکل کر شب معراج میں جب آپ ﷺ کو خاص خاص آیات کے مشاہدہ کے لئے لے جایا گیا تھا تو اس وقت کوئی بعید نہیں کہ آپ ﷺ کو رؤیت باری تعالیٰ سے سرفراز فرمایا گیا ہو۔ واللہ اعلم

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس بارے میں صحابہ و تابعین کے اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس معاملہ میں بہتر بات یہ ہے کہ کسی ایک طرف (رؤیت یا عدم رؤیت) کو ترجیح نہ دی جائے بلکہ اس میں توقف اور سکوت کیا جائے کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق عمل سے نہیں عقیدہ سے ہے اور عقیدہ میں کوئی بات قطعی الثبوت دلائل سے ثابت نہ ہو کوئی ایک بات یقینی نہیں کہی جاسکتی یہی طریقہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اس سے بھی رؤیت جبرئیل علیہ السلام مراد ہے پہلی رؤیت جو مکہ مکرمہ میں فترت وحی کے دوران ہوئی تھی۔

عَلَيْهِ السَّلامِ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

۳۳۴..... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ (لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى) قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

۳۳۴..... ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لقدرای امن ایات الکبری (بے شک دیکھیں آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں) تو اس سے مراد یہ کہ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔

۳۳۵..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى) قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ عليه السلام

۳۳۵..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ولقد راٰہ نزلۃ اخری کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا۔

۳۳۶..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَآهُ بِقَلْبِهِ

۳۳۶..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا۔

۳۳۷..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ أَبِي جَهْمَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى) (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى) قَالَ رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ

۳۳۷..... ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ما کذب الفؤاد ما راٰی ۔ و لقد راٰہ نزلۃ اخری سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے قلب کی آنکھ سے دو بار دیکھا۔

۳۳۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۳۳۸ اعمش ابو جہمہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے قلب کی آنکھ سے دو بار دیکھا ہے) منقول ہے۔

۳۳۹..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ

۳۳۹ مسروق (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کے پاس ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔
انہوں نے فرمایا کہ اے ابو عائشہ! (مسروق کی کنیت تھی) تین باتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی کسی نے کی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔
میں نے عرض کیا کہ وہ تین باتیں کیا ہیں؟ فرمایا جس نے یہ خیال کیا کہ محمد ﷺ

عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْظِرِينِي وَلَا تَعْجَلِينِي أَلَمْ يَقُلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ((وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ)) ((وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى)) فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَقَالَتْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللهَ عزوجل يَقُولُ (لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ) أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللهَ يَقُولُ (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ) قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ وَاللهُ يَقُولُ (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ) قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللهِ الْفِرْيَةَ وَاللهُ يَقُولُ (قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ)

نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے اللہ پر بہت جھوٹ تھوپا ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں ٹیک لگائے ہوئے تھا کہ یہ سن کر اٹھ بیٹھا اور کہا کہ اے ام المومنین! ذرا مجھے مہلت دیجئے اتنی جلدی نہ کیجئے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: و لقد راٰہ بالافق المبین۔ اور اللہ نے فرمایا: و لقد راٰہ نزلۃ اخریٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس امت میں پہلی فرد ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ میں نے انکو انکی تخلیقی (حقیقی) صورت میں دو مرتبہ کے علاوہ نہیں دیکھا (جنکا ذکر ان دو آیات میں ہے) میں نے انہیں آسمان سے اترتے دیکھا اور انکے ظاہری جسم کی بڑائی نے زمین و آسمان کے مابین خلا کو روک دیا تھا۔ (بھر دیا تھا) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟ لاتدرکہُ الابصار و ھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ❶ اور کیا تم نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ماکان لبشر ان یکلمہُ اللہ الاّ وحیاً او من وّراءِ حجابٍ او یرسل رسولاً سے علیٌّ حکیم ❷ تک۔

اور فرمایا کہ ۲۔ جس نے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی کتاب میں سے کچھ چھپایا ہے تو بے شک اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ مسلط کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ...... الآیۃ۔ ❸

اور فرمایا کہ جس نے یہ خیال کیا کہ حضور علیہ السلام آئندہ کل کی باتیں (مستقبل کی باتیں) جانتے تھے تو بے شک اس نے اللہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تو فرمان ہے: قل لاّ یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الاّ اللہ۔ ❹

---

❶ سورۃ الانعام: ۷/ ۱۳/ ۱۰۳۔ ترجمہ: نہیں پاسکتیں اس کو آنکھیں اور وہ پاسکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف و خبردار ہے۔
(ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن)

❷ سورۃ الشوریٰ: ۲۵/ ۵/ ۵۱: "اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچادے اس کے حکم سے جو وہ چاہے۔ تحقیق وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ہے۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

❸ سورۃ المائدۃ: ۶/ ۱۰/ ۶۷ = اے رسول ﷺ! پہنچادے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام۔
(ترجمہ حضرت شیخ الہند)

❹ سورۃ النمل ۲۰/ ۵/ ۶۵ = (ترجمہ) "تو کہہ، خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ۔" (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

٢٤٠...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ قَالَتْ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ لَكَتَمَ هَذِهِ الْآيَةَ (وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ)

۲۴۰ ...اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا:
"اگر محمد ﷺ اپنے اوپر نازل ہونے والی (کتاب) میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو یہ آیت چھپالیتے۔" واذ تقول للذی انعم الله علیه سے ان تخشاہ تک۔ ❶

٢٤١...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ

۲۴۱ ... حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کی زیارت کی ہے؟ فرمانے لگیں سبحان اللہ! تیری بات سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔" (آگے سارا واقعہ بیان فرمایا)

❶ یہ آیت سورۃ الاحزاب پ ۲۲ رکوع ۵ کی آیت نمبر ۳۷ ہے۔ (ترجمہ) "اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو (بیوی) کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولنا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہئے ڈرنا تجھ کو۔"
پس منظر اس سارے واقعہ کا یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ آپ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی اور انہیں بھی آپ ﷺ سے عشق تھا۔ حتیٰ کہ لوگ انہیں زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد پکارنے لگے۔ بعد میں قرآن کریم میں اس طرح پکارنے کی ممانعت آگئی۔ جب یہ جوان ہوئے تو آنحضرت ﷺ کی خواہش ہوئی کہ ان کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے جو آپ ﷺ کی عم زاد تھیں اور امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی اور اعلیٰ خاندان قریش سے تعلق رکھتی تھیں کردیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی اعلیٰ خاندان کے تھے لیکن انہیں بچپن میں کسی نے پکڑ کر غلام بنا کر فروخت کردیا تھا۔ اسلئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی کی اس نکاح کی مرضی نہ تھی۔ لیکن اللہ ورسول کو منظور تھا کہ یہ نکاح ہو اور اس طرح کے موہوم امتیازات کو ختم کیا جائے۔ لہٰذا دونوں کا نکاح ہوگیا۔ لیکن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چونکہ مرضی نہ تھی اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو معمولی حیثیت کا سمجھتی تھیں لہٰذا فطرتاً نباہ نہ ہوا اور اختلاف ہونے لگا۔ لڑائی ہونے لگی۔ زید رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ سے آکر شکایت کرتے اور کہتے کہ میں انہیں چھوڑ رہا ہوں۔ آپ ﷺ منع فرماتے کہ اسکے عزیز اس عمل سے اور متنفر ہوجائیں گے اور اسے اپنی ذلت سمجھیں گے۔ اسلئے خدا سے ڈرو اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بگاڑ مت پیدا کرو۔ لیکن جب کسی طرح نباہ نہ ہوا تو آپ ﷺ کے دل میں یہ خیال ہوا کہ اگر زید نے زینب کو چھوڑ دیا تو میں اس سے نکاح کرلوں گا تاکہ زینب کی دلجوئی ہوجائے۔ لیکن اس خیال پر آپ ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ منافقین اس کو ہوا دیں گے اور کہیں گے کہ بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح کرلیا اور بدگوئیاں کریں گے اور اسی بناء پر آپ ﷺ زید کو طلاق کا مشورہ نہ دیتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور تھا آنحضرت ﷺ سے نکاح کرانا تاکہ لوگوں کے دل سے یہ باطل خیال نکل جائے کہ منہ بولے بیٹے کے بھی وہی احکام ہیں جو حقیقی بیٹے کے ہیں۔ لہٰذا آیت مذکورہ میں حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کے اس ارادہ کو ظاہر فرمادیا" (اس واقعہ کی تفصیل تفسیر عثمانی، معارف القرآن وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے)
اور اللہ نے حضور ﷺ کو فرمایا کہ آپ کو لوگوں سے نہیں ڈرنا چاہئے بلکہ اللہ سے ڈرنا چاہئے۔
تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام کو کچھ چھپانا ہی ہوتا تو آپ یہ آیت چھپاتے جس میں اس چیز کو اللہ نے ظاہر کردیا جسے آپ ﷺ چھپانا چاہ رہے تھے تو جب آپ ﷺ نے اس تک کو نہیں چھپایا تو کوئی اور آیت آپ کیوں چھپانے لگے۔ واللہ اعلم انتہی زکریا عفی عنہ۔

الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيثُ دَاوُدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

۳۴۲ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ تَعَالَى (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى) قَالَتْ إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هَذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ

۳۴۲۔ مسروقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ (آپ جو یہ کہتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کو نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے قول ثم دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا کہ وہ تو جبرئیل علیہ السلام تھے اور وہ آپ ﷺ کے پاس عموماً مردوں کی صورت میں آیا کرتے تھے۔ اس بار (جس کا ذکر ان آیت میں ہے) اپنی خاص حقیقی صورت میں آئے تھے اور پوری افق کو مسدود کر دیا تھا۔

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ

۳۴۳ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ فرمایا: وہ تو نور ہے میں کہاں سے اسے دیکھتا"۔ ❶

۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدْ سَأَلْتُ فَقَالَ رَأَيْتُ نُورًا

۳۴۴ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر میں آنحضرت ﷺ کو دیکھتا تو آپ سے ضرور پوچھتا۔ انہوں نے کہا کہ کس چیز کے بارے میں پوچھتے؟ میں نے کہا کہ میں آپ ﷺ سے پوچھتا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سوال تو میں نے حضور علیہ السلام سے کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نور دیکھا۔"

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ

۳۴۵۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں ہمارے درمیان کھڑے ہو کر پانچ باتیں ارشاد فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ۱۔ بے شک اللہ تعالیٰ سوتا نہیں ہے اور نہ ہی سونا اس کی شان کے مناسب ہے۔ ۲۔ جھکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے ❷ ۳۔ رات کے اعمال، دن کے اعمال سے قبل اور ۴۔ دن کے اعمال رات

---

❶ علامہ نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی ذات کے لئے نور حجاب ہے۔ اور اس نور کی وجہ سے اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا کیونکہ بندوں کے اجسام مادی ہیں اور مادہ کثیف ہوتا ہے۔ لہٰذا کثافت نورانیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ البتہ بندے جب آخرت میں پہنچیں گے اور جنت میں ان کو خلق سے پاک کر کے نورانی کر دیا جائے گا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے اہل ہو سکیں گے۔ واللہ اعلم

❷ یعنی بندوں کے اعمال کو ترازو میں رکھ دیتا ہے۔ کبھی اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور کبھی اعمال سیئہ کا۔ کسی کے اعمال صالحہ کا پلڑا جھکاتا ہے اور کسی کے اعمال سیئہ کا۔

الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ النَّارُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

کے اعمال سے قبل اس کی جانب اٹھائے جاتے ہیں۔ اس کا حجاب نور ہے۔ ابو بکرؓ کی روایت میں یہ ہے کہ اس کا پردہ و حجاب آگ ہے۔ اور اگر وہ اس حجاب کو ہٹادے تو اس کے وجہ کریم (روئے کریم) کی شعاعیں حدِ نظر تک مخلوق کو جلا کر بھسم کر دیں۔ ❶

۳۴۶ ...... وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِينَا

۳۴۶ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (اللہ تعالیٰ سوتے نہیں ہیں اور ترازو کو بلند کرتے ہیں، دن رات کے اعمال اللہ ہی کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں) منقول ہے۔ اس میں پانچ کے بجائے چار کلمات کا ذکر ہے۔

---

❶ احادیث صحیحہ میں حق سبحانہٗ وتقدس کے لئے مختلف اعضاء وجوارح کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً: ید (ہاتھ) ساق (پنڈلی) قدم (پاؤں) اصابع (انگلیاں) اسی طرح بعض احادیث میں عوارض کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً: (اللہ کی ہنسی) وغیرہ کا ثبوت ہے۔ تو ان سے کیا مراد ہے؟ اھل السنۃ والجماعت کا عقیدہ اس بارے میں بہت معتدل ہے۔ ان روایت کی بناء پر تو بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے لیکن انسان کے جیسا نہیں بلکہ بہت بڑا جسم ہے۔ یہ لوگ "مجسمہ" کہلائے اور گمراہ ہوئے۔ بعض نے کہا کہ اللہ کا جسم نہیں بلکہ جسم کے مشابہ ہے۔ یہ "مشبہہ" کہلائے۔ بعض نے کہا کہ ان احادیث کے کوئی معنی نہیں۔ یہ "معطلہ" کہلائے اور کوئی شک نہیں کہ یہ گمراہی ہے۔ اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ چیز "متشابہات" میں سے ہے۔ اور نصوص متشابہ کا حکم یہ ہے کہ ان کے اوپر کامل یقین رکھا جائے کہ یہ حق ہیں البتہ ان کی کیفیت کیا ہے؟ یہ ہمیں معلوم نہیں۔ حق تعالیٰ ہی صحیح جانتے ہیں کہ ان کی کیفیت کیا ہے اور ان کی تحقیق وجستجو کرنا یہ بھی غلط ہے کیونکہ انسان کے اعمال سے ان کا تعلق نہیں۔ امام دارالہجرہ مالک الرحمان علی العرش استوی کی تفسیر میں فرماتے ہیں: الاستواء معلوم والکیف مجهول والسؤال عنه بدعة۔ یعنی استواء ثابت ہے کیفیت مجہول ہے اور اس بارے میں سوال اور بحث و تمحیص میں پڑنا بدعت ہے۔

اہل السنۃ کے عقائد کی ایک اہم ترین کتاب "العقیدۃ الطحاویۃ" اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس کی شرح علامہ صدرالدین علی بن محمد بن ابوالعز الحنفی الدمشقی المتوفی ۷۹۲ھ نے کی ہے۔ یہ کتاب عقائد اہل السنۃ کے بیان میں بہت جامع اور اس کی اساس قرآن وسنت اور اقوال صحابہ وتابعین ہیں۔ اس میں فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ حدود وغایات ارکان اعضاء ادوات سے منزہ و پاک ہیں اور کوئی جہت جہات ستہ میں سے اس کا احاطہ نہیں کرتی۔"

علامہ صدرالدین نے اس کی شرح میں فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس بات سے منزہ وارفع ہیں کہ اس کی تعریف اور ذات کا احاطہ کر سکے جب کہ غایات سے مراد نہایات ہیں جو جسم کا خاصہ ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم وجہت سے پاک ہیں۔ واللہ تعالی منزۃ عن الجسم والحد۔ کما قال النووی فی شرح مسلم۔ لہٰذا مشہور اہل حدیث غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان خان صاحب کا ترجمہ مسلم میں یہ کہنا کہ "اللہ تعالیٰ جسمیت سے پاک نہیں" خلاف قول اکابر ہے۔ کما قالہ فی ترجمۃ مسلم اردو ج۱ ص ۳۰۱

اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو ایسے متشابہ الفاظ آئے ہیں ان کے بارے میں سلف صالحین اور صحابہ وتابعین کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے معنی ومفہوم میں تاویل کرنا، تمثیل بیان کرنا یا ان کو بے معنی سمجھ کر معطل کرنا یہ سب غلط ہے جیسے کہ قدریہ، معتزلہ، جہمیہ وغیرہ نے کیا۔ صحیح بات جو تمام اکابر سے ثابت اور سلف وخلف کے مطابق ہے وہ یہ کہ ایسی تمام روایات پر کامل عقیدہ رکھتے ہوئے انہیں حق سمجھا جائے۔ اور ان کے معانی ومطالب اپنی جانب سے بیان کرنے کے بجائے انہیں اللہ کے سپرد کردیں کہ وہی اس کے صحیح مفہوم سے واقف ہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ: اللہ کی ذات میں غور وفکر کے بجائے اس کی صفات میں غور کرو"۔ یہی خلاصہ ہے ملا علی قاری کی بحث کا جو انہوں نے شرح الفقہ الاکبر میں اس موضوع کے تحت کی ہے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور یہی تمام سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلامتی فکر اور صحت عقیدہ کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ زکریا عفی اللہ عنہ وغفر لہ ولوالدیہ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ حِجَابُهُ النُّورُ

اور اس میں حجاب نور ہے اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۴۷— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ إِنَّ اللهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ وَيَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ

۳۴۷...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور چار باتیں ارشاد فرمائیں: ۱۔ اللہ عزوجل سوتے نہیں اور نہ ہی سونا ان کی شان کے لائق ہے۔ ۲۔ میزان اعمال کو جھکاتے اور اونچا کرتے ہیں ۳۔ دن کے اعمال رات کو اس کے سامنے لائے جاتے ہیں ۴۔ اور رات کے اعمال دن کو لائے جاتے ہیں۔

باب-۷۴ اثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه

آخرت میں اہل ایمان کو حق تعالیٰ کے دیدار سے مشرف کیا جائے گا

۳۴۸— حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

۳۴۸...... حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن قیس آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

دو جنتیں ایسی ہوں گی کہ ان کے برتن اور جو کچھ بھی ان میں ہے سب چاندی کا ہوگا۔

اور دو جنتیں ایسی ہوں گی جن میں برتن اور دوسری تمام چیزیں سونے کی ہوں گی۔ اور اہل جنت اور حق تعالیٰ کے درمیان جنت عدن میں سوائے ایک عظمت و بزرگی کی چادر کے کچھ حائل نہ ہوگا"۔ [1]

۳۴۹— حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

۳۴۹...... حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم کچھ اور مزید چاہتے ہو؟ (نعمتیں وغیرہ کہ تمہیں

[1] اور پھر اللہ تعالیٰ اس حائل کو بھی ہٹا دیں گے اور اہل جنت دیدار حق سے اپنے مشام جان کو معطر و معطر کریں گے اور یہ دیدار باری تعالیٰ اہل جنت کی سب سے عظیم، سب سے اعلیٰ اور سب سے آخری نعمت ہوگی۔ جیسے کہ حدیث میں فرمایا کہ انکم لترون ربکم کما ترون ھذا القمر لاتضرون فی رؤیتہ تم اپنے پروردگار کو ایسے ہی بغیر کسی حجاب کے دیکھو گے جیسے کہ تم اس چاند کو دیکھتے ہو اور اس چاند کے دیکھنے میں تمہیں ذرا بھی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی نہ کوئی تعب و مشقت ہوتی ہے اسی طرح حق تعالیٰ کے دیدار میں بھی تمہیں کوئی زحمت نہ ہوگی۔

دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

دوں) وہ کہیں گے کہ کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید روشن نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا؟ اور جہنم سے نجات نہیں دے دی؟ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ حجاب کھول دیں گے (اور دیدار ہو گا حق تعالیٰ کا) پس انہیں رب العالمین جل و علا کے دیدار اور اسے دیکھنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہو گی جو انہیں دی گئی ہیں (جنت کی تمام تر نعمتیں اس نعمت دیدار کے سامنے ہیچ ہوں گی)۔

۳۵۰ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ (لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ)

۳۵۰ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اتنا اضافہ ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:
للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ ۔ (نیکوکاروں کیلئے نیکی ہے اور مزید بھی) مزید سے مراد یہی دیدار حق ہے۔

۳۵۱ ..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللهُ تَعَالَى فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا

۳۵۱ ..... حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم روز قیامت اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کیا تمہیں کوئی زحمت اٹھانی پڑتی ہے چودھویں کے چاند دیکھنے میں؟ (دنیا میں کسی ایک چیز یا فرد کو ہزاروں لاکھوں انسان اگر ایک وقت میں دیکھنے کی کوشش کریں تو ہر ایک کو زحمت ہو گی اژدحام کی بناء پر اور کوئی بھی بغیر کسی تکلیف کے وضاحت اور اطمینان سے نہ دیکھ سکے گا لیکن اگر چاند کو دیکھنا ہو تو ایک ہی وقت میں ساری کی ساری دنیا پورے اطمینان سے اپنی اپنی جگہ پر چاند کو دیکھ سکتی ہے کسی کو اپنی جگہ سے نہ ہلنا پڑے گا اور نہ ہی کوئی دھکم پیل ہو گی سب چاند کا دیدار کریں گے اس طرح حق تعالیٰ کے دیدار میں بھی کوئی زحمت نہ ہو گی)۔
انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں مطلع صاف ہونے کی صورت میں سورج کے دیکھنے میں زحمت ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب حق تعالیٰ کو (اکٹھے) دیکھو گے۔ حق تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے اور ارشاد ہو گا (دنیا میں) جو جس چیز کی عبادت کرتا تھا اور وہ اسی کے پیچھے جائے۔ تو سورج کا پجاری، سورج کے اور چاند کا پجاری چاند کے اور شیاطین و

رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُونَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوبَقُ يَعْنِي بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُجَازَى حَتَّى يُنَجَّى حَتَّى إِذَا فَرَغَ اللهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ وَقَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللهُ تَعَالَى مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ

طاغوت [1] کا پجاری ان طواغیت کے پیچھے چل پڑے گا اور یہ امت محمدیہ مع منافقین [2] کے باقی رہ جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ دوسری صورت میں ان کے پاس آئیں گے اس صورت کے علاوہ جس کو وہ پہچانتے ہوں گے۔ اور کہیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے نعوذ باللہ منک۔ جب تک ہمارا رب آئے ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسی صورت میں آئیں گے جس کو وہ جانتے ہوں گے اور فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں! آپ ہمارے رب ہیں پھر وہ اس کے ساتھ ہو جائیں گے [3] پھر پل صراط کو جہنم کے اوپر رکھ دیا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے اسے عبور کریں گے۔ اور اس روز کسی کو گفتگو کی اجازت نہ ہوگی سوائے انبیاء علیہم السلام کے۔ اور ان کا کلام اس دن یہ ہو گا "اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ" اے اللہ! بچایئے، بچایئے"۔ اور جہنم میں آنکڑے ہیں سعدان کے کانٹوں کی طرح۔ کیا تم نے سعدان (ایک جھاڑی ہے) کو دیکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں (بناوٹ میں) مگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے۔ اور لوگوں کو ان کے اعمال (بد) کی وجہ سے جہنم میں اچک لیں گے (وہ جہنم میں گر پڑیں گے) پھر بعض تو ان میں سے ایسے ہوں گے جو اپنے اعمال (صالحہ) کے سبب بچ جائیں گے۔ اور بعض ان میں وہ ہوں گے جنہیں ان کے اعمال (بد) کا بدلہ دیا جائے گا یہاں تک کہ نجات مل جائے

---

[1] اہل لغت میں سے ابو عبید، لیث، کسائی وغیرہ نے کہا کہ طاغوت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی اللہ کے علاوہ پرستش اور پوجا کی جائے۔ جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، مقاتل، کلبی وغیرہ نے فرمایا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہیں (مترجم کہتا ہے کہ بہر حال دونوں میں کوئی تضاد نہیں غیر اللہ کی اگر پرستش کی جائے تو وہ بھی درحقیقت شیطانی اغواء اور بہکاوے سے ہوتا ہے۔)

[2] چونکہ دنیا میں بھی ان کا حال مخفی تھا اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کا حال مخفی رکھیں گے اور یہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ چلیں گے لیکن پھر ان کے اور مؤمنین کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔ ان سے کہا جائے گا پیچھے لوٹ جاؤ۔ اس دیوار کے اس طرف تو رحمت ہوگی (مومنین کے لئے) اور اس کے باہر عذاب ہوگا منافقین کے لئے۔

[3] علامہ نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ ایسی احادیث جن میں اللہ کے لئے بعض صفات و عوارض انسانی مثلاً آنا صورت وغیرہ ثابت کئے گئے ہیں ان میں اکثر علمائے سلف رحمہم اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے معانی کی فکر میں نہ پڑتے اور یہی طریقہ زیادہ بہتر ہے۔ اور اس قسم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھی ہمارا اعتقاد جازم ہے کہ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں کسی چیز سے اسے تشبیہ نہیں دی جاسکتی اور وہ حق تعالیٰ منزہ و مبرا ہیں جسم و انتقال اور جہت وغیرہ سے۔ اور مخلوق کی صفات و عوارض سے۔ واللہ اعلم

قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللَّهَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذَلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِي غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللَّهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللَّهَ لَيُذَكِّرُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ

گی۔ ❶ پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہو جائیں گے اور اپنی رحمت سے جسے چاہیں گے جہنم سے نکالنے کا ارادہ فرمائیں گے تو ملائکہ کو حکم دیں گے کہ جہنم سے ان لوگوں کو نکال دیں جنہوں نے اس کے ساتھ ذرہ بھر بھی شرک نہ کیا ہو۔ ان لوگوں میں سے جن پر اللہ رحمت کرنا چاہتا ہے جو لاالٰہ الا اللہ کہنے والے ہیں کیونکہ پیشانی پر سجدہ کے نشان ہوں گے) آگ انسان کا پورا جسم کھا جائے گی سوائے سجدہ کے مقام کہ کہ اللہ نے آگ پر حرام کر دیا ہے۔ سجدہ کے نشان والے مقام کو کھانے سے (جلانے سے) چنانچہ وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے تو جل کر بھسم ہوں گے' پھر ان پر آب حیات بہایا جائے گا اس کے نتیجے میں ان کے جسم پر (کھال و بال وغیرہ) ایسے اُگ آئیں گے جیسے دانہ (گھاس وغیرہ) سیلاب کے کیچڑ میں اُگ جاتا ہے (سیلاب جو مٹی بہا کر لاتا ہے اس میں گھاس پھونس بہت جلدی اُگتی ہے اسی طرح آب حیات ڈالتے ہی ان کے اجسام بالکل تروتازہ اور شاداب ہو جائیں گے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہوں گے۔ ایک شخص جس کا جہنم کی طرف منہ ہوگا وہ اہل جنت میں سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا کہے گا کہ اے میرے رب! میرا چہرہ آگ سے پھیر دیجئے۔ کیونکہ آگ کی لپٹوں نے مجھے شدید اذیت و ہلاکت میں ڈال دیا ہے اور اس کی گرمی اور شعلوں نے مجھے جھلسا دیا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مشیت کے مطابق دعا کرتا رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تو اس کے علاوہ تو کچھ نہ مانگے گا اگر میں یہ بات پوری کر دوں؟ وہ اللہ عزوجل سے بڑے عہد معاہدے کرے گا جب تک اللہ چاہے' پھر اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیں گے۔ جب وہ جنت کی طرف رخ کرے گا اور اسے دیکھے گا تو خاموش رہ جائے گا جب تک اللہ کو منظور ہوگا' پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازہ تک پہنچا دیجئے۔ اللہ فرمائیں گے کیا تو نے بڑے وعدے اور

---

❶ اس سے معلوم ہوا کہ بد عمل لوگ جہنم میں اپنے اعمال کی سزا بھگتیں گے ہاں! بعض ایسے بھی ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ ان کے کسی عمل کی بناء پر اپنی رحمت سے بخش دے اور عذاب نہ دے۔ اور جو جہنم میں جائیں گے وہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں ایک وقت تک رکھیں گے۔ واللہ اعلم

معاہدے نہیں کیے تھے کہ جو میں تجھے دے چکا ہوں اس کے علاوہ کچھ نہ مانگے گا؟ برا ہو تیرا اے ابن آدم! تو کتنا دغاباز ہے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اور دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اگر میں تجھے یہ بھی دے دوں تو اور سوال تو نہ کرے گا؟ وہ کہے گا آپ کی عزت کی قسم! نہیں کروں گا۔ اور پھر اللہ کی مشیئت کے مطابق عہد معاہدے کرے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازہ تک لے جائیں گے۔

جب وہ جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوگا تو ساری بہشت اس کے سامنے آجائے گی (وہ اس کی کشادگی کو دیکھے گا) اور اس میں جو نعمتیں اور عیش و سرور دیکھے گا تو جب تک خدا کو منظور ہوگا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا تو نے مجھے بڑے عہد معاہدے نہیں دیے تھے کہ جو میں تجھے عطا کر چکا ہوں اس کے علاوہ سوال نہیں کرے گا؟ تیری بربادی ہو اے ابن آدم! تو کتنا دھوکہ باز ہے[1]! وہ کہے گا اے میرے رب! میں آپ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بدبخت نہیں ہونا چاہتا۔ اور مسلسل اللہ عزوجل سے دعا کرتا رہے گا۔

یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ کو ہنسی آجائے گی اس سے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کو ہنسی آئے گی تو فرمائیں گے اچھا جا جنت میں داخل ہو جا۔

جب وہ جنت میں داخل ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ اب تمنائیں کر (جو چاہتا ہے مانگ) وہ اللہ رب العالمین سے مانگے گا اور تمنائیں کرے گا۔ یہاں تک کہ (اس کی تمنائیں اور آرزوئیں ختم ہو جائیں گی) اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائیں گے کہ فلاں فلاں چیز مانگ۔ پھر جب اس کی تمام تمنائیں اور آرزوئیں پوری ہو کر ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ سب تیرے لئے ہے اور اسی کے مثل اور بھی اس کے ساتھ (یعنی دوگنی نعمتیں ملیں گی 'سبحان اللہ' (اعاذنا اللہ من النار و من اعمال النار و نسأل اللہ الجنۃ و نعیمھا)

قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ

عطاء بن یزید (راوی) کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید ﷺ خدری نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے اور وہ اس میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ کے موافق ہی

---

[1] اس قسم کے عتابی الفاظ و کلمات بھی در حقیقت اللہ جل شانہ کی رحمت کا اور محبت کا اظہار ہوں گے۔

أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ

تھے۔ مگر جب ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے یہ سب تیرے لئے اور اسکے مثل اور بھی' تو ابو سعید ؓ نے فرمایا (ایک گنا نہیں بلکہ) دس گنا اسکے مثل ملیں گی (یعنی حضور ﷺ نے دس گنا فرمایا تھا)۔ اے ابو ہریرہ! ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا مجھے تو سوائے اس کے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا "یہ سب تیرے لئے اور اس کے مثل اور بھی"۔ اور یاد نہیں کہ (آپ ﷺ نے دس گنا فرمایا ہو)۔ ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ قول یاد کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ سب تیرے لئے ہے اور اس جیسی دس (جنتیں اور)

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ

پھر ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا وہ دخول جنت کے اعتبار سے سب سے آخری جنتی ہوگا۔ ❶

۳۵۲ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ

۳۵۲ ... حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت ابو سعید خدری ؓ کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ ابو سعید ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دوگنی کے بجائے دس گنا فرمایا تھا۔ جب کہ ابو ہریرہ ؓ دوگنی روایت کر رہے تھے۔ لیکن ممکن ہے ابو ہریرہ ؓ سے سہو ہوا ہو۔ جیسے کہ خود فرمایا مجھے تو دوگنا ہی یاد ہے۔

۳۵۳ ...... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ

۳۵۳ ... ہمام بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہم سے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیں۔ پھر کئی حدیثیں ذکر کیں (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو ادنیٰ ترین جنتی ہوگا اس سے کہا جائے گا کہ تمنا کر (اور مانگ) وہ تمنا کرے گا' تمنا کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا کیا تو تمنائیں کر چکا؟ وہ کہے گا ہاں! پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے جو تو نے آرزو کی ہے تجھے وہ بھی مل گیا اور اس کے مثل اور بھی۔"

---

❶ سبحان اللہ! آخری جنتی کو دنیا سے دس گنا بڑی جنت ملے گی۔ کتنی عظیم رحمت ہے رب العالمین کی۔
حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت ابو سعید خدری ؓ کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ ابو سعید ؓ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے دوگنی کے بجائے دس گنا فرمایا تھا جب کہ ابو ہریرہ ؓ دوگنی روایت کر رہے تھے۔ لیکن یہ ممکن ہے ابو ہریرہ ؓ سے سہو ہوا ہو۔ جیسے کہ خود فرمایا مجھے تو دوگنا یاد ہے۔

ما تمنيت ومثله معه

۳۵۴..... وحدثني سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغُبَّرِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُودُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللهِ

۳۵۴ ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آپ ﷺ سے کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم روز قیامت اپنے رب کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور فرمایا کیا تم کو دوپہر میں جب کہ آسمان کھلا ہوا ہو اور بادل نہ ہوں سورج کے دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ اور کیا چودھویں رات کے چاند کو جب کہ آسمان ابر آلود نہ ہو دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں۔ فرمایا: تمہیں قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ کو دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوگی مگر اتنی ہی جتنی چاند سورج میں سے کسی ایک کو دیکھنے میں ہوتی ہے (اور جس طرح ان کو دیکھنے میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسی طرح دیدار رب العالمین میں بھی کوئی تکلیف نہ ہوگی)۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ کے علاوہ دوسری تمام چیزوں کے پجاری خواہ بتوں کے پجاری ہوں یا شیطان کے سب کے سب جہنم کی آگ میں جا گریں گے۔ یہاں تک کہ صرف اللہ کے عبادت گزار ہی باقی رہ جائیں گے خواہ نیک ہوں یا بد۔ اور چند بقیہ اہل کتاب رہ جائیں گے۔ پھر یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی بندگی کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم تو عزیر ابن اللہ کی پرستش کیا کرتے تھے (حضرت عزیر علیہ السلام کی جو بقول ان کے خدا کے بیٹے تھے) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُونَ قَالُوا عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ اللهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُونَ فَيَقُولُونَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ كَأَنَّهَا

"تم نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو بیوی کو اختیار کیا نہ ہی بیٹے کو (یعنی بیوی بچے تو مخلوق کی حاجت ہیں اور اللہ تو ان سے بے نیاز ہیں) پھر اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں ہمیں سیراب کر دیجئے۔ ان کی طرف اشارہ کیا جائے گا کہ جاؤ پیتے کیوں نہیں؟ پھر ان سب کو جہنم کی آگ کی طرف جھونک دیا جائے گا اور وہ انہیں ایک سراب کی مانند لگے گی جس میں ایک کو دوسرا کھا رہا ہے (شعلے آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں) پس وہ جہنم میں جا گریں گے۔

پھر اس کے بعد عیسائیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی بندگی کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم حضرت مسیح ابن اللہ (عیسیٰ علیہ

سرابٌ يَحْطِمُ بعضُها بعضًا فيتساقطُونَ في النّار حتى إذا لَمْ يَبْقَ إلا مَنْ كانَ يَعْبُدُ اللهَ تعالى مِنْ بَرٍّ وفاجرٍ أتاهُمْ رَبُّ الْعالَمِينَ سُبْحانَهُ وتعالى في أدْنى صُورةٍ مِنَ الّتي رَأوْهُ فيها قالَ فما تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمّةٍ ما كانَتْ تَعْبُدُ قالُوا يا رَبَّنا فارَقْنا النّاسَ في الدُّنْيا أفْقَرَ ما كُنّا إلَيْهِمْ ولَمْ نُصاحِبْهُمْ فيقولُ أنا رَبُّكُمْ فيقولُونَ نَعُوذُ باللهِ مِنْكَ لا نُشْرِكُ باللهِ شَيْئًا مَرّتَيْنِ أوْ ثلاثًا حتى إنَّ بعضَهُمْ لَيَكادُ أنْ يَنْقَلِبَ فيقولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وبَيْنَهُ آيةٌ فتَعْرِفُونَهُ بها فيقولُونَ نَعَمْ فيُكْشَفُ عَنْ ساقٍ فلا يَبْقى مَنْ كانَ يَسْجُدُ لِلّهِ مِنْ تِلْقاءِ نَفْسِهِ إلا أذِنَ اللهُ لَهُ بالسُّجُودِ ولا يَبْقى مَنْ كانَ يَسْجُدُ اتِّقاءً ورِياءً إلا جَعَلَ اللهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً واحِدَةً كُلّما أرادَ أنْ يَسْجُدَ خَرَّ على قَفاهُ ثُمّ يَرْفَعُونَ رُءُوسَهُمْ وقَدْ تَحَوَّلَ في صُورَتِهِ الّتي رَأوْهُ فيها أوّلَ مَرّةٍ فقالَ أنا رَبُّكُمْ فيقولُونَ أنْتَ رَبُّنا ثُمّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ على جَهَنّمَ وتَحِلُّ الشّفاعَةُ ويَقُولُونَ اللّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِيلَ يا رَسُولَ اللهِ وما الْجِسْرُ قالَ دَحْضٌ مَزِلّةٌ فيهِ خَطاطِيفُ وكَلالِيبُ وحَسَكٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ فيها شُوَيْكَةٌ يُقالُ لَها السَّعْدانُ فيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وكالْبَرْقِ وكالرِّيحِ وكالطّيْرِ وكأجاوِيدِ الْخَيْلِ والرِّكابِ فناجٍ مُسَلَّمٌ ومَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ

السلام جو خدا کے بیٹے تھے) کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا تم نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ نے نہ تو بیوی کو اختیار فرمایا نہ ہی اولاد کو۔

پھر ان سے کہا جائے گا کہ اچھا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا دیجئے۔ انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ وہاں جا کر پیتے کیوں نہیں؟ پھر ان سب کو جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا وہ انہیں سراب کی مانند لگے گی کہ اس میں ایک دوسرے کو کھا رہا ہے (شعلے ایک کے بعد ایک اس طرح لپک رہے ہیں جیسے ایک دوسرے کو کھا جا رہا ہو) پھر وہ سب جہنم میں جا گریں گے۔ اور سوائے اللہ کی بندگی کرنے والوں کے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ نیک ہوں یا بد۔ پھر اللہ رب العالمین ان کے پاس آئیں گے ایسی صورت میں جو ان کے لئے اس صورت کے مشابہ نہ ہو گی جسے وہ دیکھ چکے تھے۔ اللہ فرمائیں گے تم کس بات کے انتظار میں ہو؟ ہر گروہ اپنے اپنے معبود کے پیچھے جا چکا ہے۔

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے ان لوگوں سے دنیا میں علیحدگی رکھی جب کہ ہم ان کے بہت زیادہ محتاج تھے اور نہ ہی ان کی صحبت و مجالست اختیار کی۔ وہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے نعوذ باللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اللہ کی۔ ہم اللہ کے ساتھ ذرا بھی شرک نہیں کرتے دو یا تین بار اس طرح کہیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض پھر جانے کے قریب ہو جائیں گے (کہ یہ امتحان ہو گا اہل ایمان کا) پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے جس کے ذریعہ تم اسے پہچان لو۔ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی ❶ کھول دیں گے۔ چنانچہ دنیا میں جو شخص اپنے دل کی چاہت

❶ اس واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ سورۃ القلم پ ۲۹ رکوع ۲ میں فرمایا: يوم يكشف عن ساق ويدعون إلى السجود فلا يستطيعون۔ "جس روز کہ کھولی جائے گی پنڈلی اور وہ سجدہ کرنے کو بلائے جائیں پھر نہ کر سکیں"۔

اسی کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا کہ حق تعالیٰ قیامت کے روز اپنی پنڈلی کھولیں گے (اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات و حقائق الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا گیا اور یہ متشابہات میں سے ہے جن کا حکم اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ ہے کہ ایسے متشابہ مفہوم والی آیات و احادیث پر اسی طرح بلا کیف ایمان رکھنا چاہئے (بغیر اس کی کیفیت معلوم کئے) چنانچہ اس کی تجلی سے تمام مؤمنین و مؤمنات سجدہ میں گر پڑیں گے البتہ جو شخص ریاکاری یا نفاق کی بناء پر سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ ہو کر رہ جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ جب اہل ریاء و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار و مشرکین تو بطریق اولیٰ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ اور یہ سب اس لئے ہو گا تاکہ مؤمن و کافر اور مخلص و منافق ظاہر ہو جائیں اور ہر ایک کی حالت باطنی حسی طور پر شاہد ہو جائے۔ واللہ اعلم

پل صراط پر ہر شخص اپنے اعمال و حسنات کے اعتبار سے گذرے گا۔ جس کا عمل جتنا زیادہ اور اخلاص والا ہو گا وہ اتنی ... (جاری ہے)

وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ بِأَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِلَّهِ فِي اسْتِقْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَإِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا أَحَدًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُولُ إِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي بِهَذَا الْحَدِيثِ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا

فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي نَهَرٍ فِي أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهَرُ

کے ساتھ اللہ کو سجدہ کرتا تھا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا وہاں پر سجدہ کرنے سے۔ اور دنیا میں جو کسی خوف سے یا ریاکاری کی نیت سے سجدہ کیا کرتا تھا ایسے لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو ایک سیدھا تختہ بنادیں گے۔ جب بھی وہ سجدہ کا ارادہ کرے گا تو چاروں شانے چت گر پڑے گا۔ پھر سب لوگ اپنے سر اوپر اٹھائیں گے تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ اپنی پہلی صورت میں آچکے ہوں گے اور کہیں گے میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے کہ جی! آپ ہمارے رب ہیں۔

اس کے بعد ایک پل جہنم کے اوپر رکھا جائیگا اور شفاعت شروع ہوگی۔ اور وہ کہیں گے اے اللہ! بچائیے' بچائیے۔ حضور علیہ السلام سے کہا گیا یا رسول اللہ! یہ پل کیسا ہوگا؟ فرمایا وہ پھسلنے کا مقام ہوگا لغزش کا مقام ہوگا اس میں آنکڑے اور کانٹے ہوں گے جیسے نجد کی ایک جھاڑی میں کانٹے ہوتے ہیں اور اسے "سعدان" کہا جاتا ہے اس پر سے مؤمنین تو پلک جھپکتے میں اور بجلی کی سی تیزی سے اور ہوا کی تیزی کے مانند اور پرندہ کی پرواز کے مثل اور گھوڑوں کی تیز رفتاری کی طرح اور اونٹ کی سواری کی رفتار کی طرح گزر جائیں گے۔

اور بعض تو بالکل صحیح سالم نجات پا جائیں گے جہنم سے اور بعض کچھ تکلیف و زحمت کے بعد پار کر جائیں گے اور بعض زخمی ہوکر جہنم کی آگ میں جا گریں گے۔ یہاں تک کہ جب مؤمنین جہنم سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اللہ سے اتنا پرزور اصرار نہیں کرے گا اپنے حق کے لئے بھی جتنا وہ مؤمنین اپنے ان بھائیوں کے لئے جو جہنم میں ہوں گے اللہ سے جھگڑا (اصرار) کریں گے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے' نمازیں پڑھتے تھے' حج کیا کرتے تھے (چنانچہ ان کی بحث واصرار کے جواب میں) ان سے کہا جائے گا کہ اچھا! جس کو تم جانتے ہو اسے جہنم سے نکال لو' پھر ان کی صورتیں جہنم پر حرام

(گزشتہ سے پیوستہ) ہی تیزی سے اسے عبور کرے گا حدیث میں بیان کردہ ترتیب کہ کوئی پلک جھپکنے میں کوئی بجلی کی سی تیزی سے اور کوئی ہوا کی تیزی سے گزرے گا اسی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ بعض کے اعمال صالحہ اتنے کم ہوں گے کہ بڑی مشکل سے زخمی زخمی ہوکر عبور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس امتحان سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ أَلَا تَرَوْنَهَا تَكُونُ إِلَى الْحَجَرِ أَوْ إِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُونُ إِلَى الشَّمْسِ أُصَيْفِرُ وَأُخَيْضِرُ وَمَا يَكُونُ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ يَكُونُ أَبْيَضَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَأَنَّكَ كُنْتَ تَرْعَى بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُونَ كَاللُّؤْلُؤِ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللهِ الَّذِينَ أَدْخَلَهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوهُ ثُمَّ يَقُولُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُونَ يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا فَيَقُولُ رِضَايَ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا قَالَ مُسْلِم قَرَأْتُ عَلَى عِيسَى بْنِ حَمَّادٍ زُغْبَةَ الْمِصْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ فِي الشَّفَاعَةِ وَقُلْتُ لَهُ أُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْكَ أَنَّكَ سَمِعْتَ مِنَ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِعِيسَى بْنِ حَمَّادٍ أَخْبَرَكُمُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَنَرَى رَبَّنَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَحْوٌ قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِيثَ حَتَّى انْقَضَى آخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ وَمَا بَعْدَهُ فَأَقَرَّ بِهِ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ

کر دی جائیں گی۔

چنانچہ وہ بہت سی خلقت کو نکال لیں گے جہنم سے کہ ان میں سے بعض کو تو آگ نے نصف پنڈلی تک (جلا کر) کھالیا ہوگا اور بعض کو گھٹنوں تک۔

پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جن کے نکالنے کا آپ نے ہمیں حکم دیا تھا ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے جاؤ واپس اور جس کے قلب میں بھی تم ایک دینار کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لو۔ چنانچہ پھر بہت سی مخلوق کو نکالیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! جن کے نکالنے کا آپ نے ہمیں حکم دیا تھا ہم نے ان میں کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لوٹ جاؤ اور جس کے قلب میں نصف دینار کے برابر بھی خیر (ایمان) پاؤ اسے نکال لو۔ چنانچہ وہ پھر بہت سی خلقت کو نکالیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! جن کے نکالنے کا آپ نے ہمیں حکم فرمایا ہم نے ان میں سے کسی ایک کو نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لوٹ جاؤ اور جس کے قلب میں بھی تم ذرہ بھر بھی ایمان پاؤ اسے نکال لو۔ پھر بہت سے لوگوں کو نکالیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اب تو اس جہنم میں ایمان چھوڑا ہی نہیں۔ (یعنی کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہو)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس موقع پر فرماتے کہ اگر تم میری اس بات کو سچ نہ سمجھو تو اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ... اِلٰی ... عَظِیْمًا۔ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں فرمائیں گے ذرہ بھر بھی اور اگر ایک ذرا سی نیکی ہوگی تو اسے دوگنا چوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ملائکہ نے سفارش کر لی انبیاء علیہم السلام بھی شفاعت کر چکے اور مومنین بھی اب سوائے ارحم الراحمین کے کوئی باقی نہیں رہا۔ چنانچہ ایک مٹھی جہنم سے نکالیں گے (اپنی مٹھی میں جہنم سے آدمیوں کو بھر کر نکالیں اور اس مٹھی میں جو اللہ کی شان کے مناسب اور عظیم ہوگی نہ جانے کتنے افراد آئیں گے) ان لوگوں کو جنہوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی اور جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہر میں جو جنت کے دروازہ پر ہوگی "نہر حیاۃ" اس کا نام ہوگا

عَوْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ بِإِسْنَادِهِمَا نَحْوَ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا

نہر سے ایسے نکلیں گے جیسے دانہ نکلتا ہے سیلابی کیچڑ سے' کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ کسی پتھر یا درخت کے پاس ہوتا ہے' جو سورج کے رخ پر ہو تو وہ زرد یا سبز اگتا ہے اور جو سائے میں ہو تو سفید اگتا ہے۔

صحابہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ایسا لگتا ہے کہ آپ جنگل و صحرا میں جانور چراتے رہے ہیں (جس طرح آپ سیلابی کیچڑ میں دانہ اگنے کی تفصیل بیان کر رہے ہیں اس سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے) پھر وہ (جہنم سے نکالے جانے والے) اس نہر سے موتیوں کی طرح روشن اور شاداب نکلیں گے ان کی گردنوں میں مہر ہوگی (کوئی سونے چاندی کا زیور ہوگا) جس کے ذریعہ اہل جنت جان لیں گے کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر عمل کے جنت میں داخل فرمایا ہے (اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے) جنت میں جو کچھ تم دیکھو وہ تمہارا ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! آپ نے تو ہمیں اتنی نعمت عطا کر دی ہے کہ اتنی تو سارے جہاں میں کسی کو عطا نہیں کی (دخول جنت اور خوشحالی وغیرہ) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی زیادہ افضل نعمت ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب: ان نعمتوں سے بڑھ کر کونسی نعمت ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری رضاء و خوشنودی پس آج کے بعد کبھی میں تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کے دیدار سے بہرہ ور ہو سکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسے دن جب کہ مطلع صاف ہو سورج دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آگے اخیر تک سابقہ حدیث کے مثل ہی بیان کیا۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ: خدا نے انہیں بغیر کسی عمل کے جنت دی اور بغیر کسی ایسے عمل کے جو انہوں نے آگے بھیجا ہو۔ ان سے کہا جائے گا جو کچھ بھی تمہیں جنت میں نظر آرہا ہے تمہارا ہے اور اسی جیسا اور بھی۔

ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

لیث کی روایت میں ان عتقاء اللہ (اللہ کے آزاد کردہ لوگوں) کا یہ قول

نہیں ہے کہ: اے ہمارا رب! آپ نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو سارے جہانوں میں کسی کو عطا نہیں کیا۔

باب-۷۵ اثبات الشفاعة و اخراج الموحدين من النار

شفاعت کے ثبوت اور موحدین کے جہنم سے نکالے جانے کا بیان

۳۵۵..... و حدَّثني هارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَاةِ أَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً

۳۵۵..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب جنت میں اہلِ جنت کو داخل کردیں گے اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کردیں گے تو فرمائیں گے (فرشتوں سے) دیکھو اور جس کے دل میں تم رائی کے برابر بھی ایمان پاؤ اسے نکال دو۔ چنانچہ جہنم میں سے وہ لوگ نکلیں گے کہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ نہر حیاۃ میں ڈال دیے جائیں گے اس میں سے نکلنے کے بعد (بال و کھال وغیرہ) ایسے اگیں گے جیسے دانہ اگتا ہے سیلاب کے اطراف میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کیسا زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے۔

۳۵۶..... و حدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ح و حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشُكَّا وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءَةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِئَةٍ أَوْ حَمِيلَةِ السَّيْلِ

۳۵۶..... ترجمہ عمرو بن یحییٰ سے اسی سند کے ساتھ روایت منقول ہے اور اس میں ہے کہ انہیں ایسی نہر میں ڈالا جائیگا جس کا نام حیاۃ ہوگا۔ اور اس میں راوی نے شک نہیں کیا اور خالد کی روایت ہے جیسا کہ کوڑا کچرا بہاؤ کے ایک جانب اُگ آتا ہے اور وہیب کی روایت میں ہے جیسے دانہ کالی مٹی میں جو بہاؤ میں ہوتی ہے اگ آتا ہے یا اس مٹی میں جیسے پانی بہا کر لاتا ہے۔

۳۵۷..... وحدَّثني نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ

۳۵۷..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جہاں تک اہل جہنم کا تعلق ہے جو اس کے اہل ہیں (کفار و مشرکین) وہ تو نہ اس میں مریں گے نہ جئیں گے (کہ زندگی موت سے بدتر ہوگی)

هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلَكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

لیکن کچھ لوگ تم میں سے (مسلمانوں میں سے) ایسے ہوں گے کہ اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ایک طرح کی موت دے دیں گے یہاں تک کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے، پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور یہ لوگ گروہ در گروہ لائے جائیں گے اور جنت کی نہروں پر انہیں پھیلا دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت! ان پر پانی بہاؤ۔ (اسکے نتیجہ میں) وہ اسطرح دوبارہ اُگیں گے جیسے دانہ سیلابی کیچڑ میں تیزی سے اُگتا ہے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ صحرا نشینی کرتے رہے ہیں۔ [1]

۳۵۸ — وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

۳۵۸ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں یہیں تک ہے کہ جیسے دانہ اس مٹی میں اُگتا ہے جسے پانی بہا کر لاتا ہے اور اس کے بعد کا تذکرہ نہیں۔

۳۵۹ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ

۳۵۹ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں واقف ہوں اس بات سے کہ جہنم سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا ایک شخص جہنم سے گھسٹتا ہوا نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت میں آئے گا تو اسے یہ خیال ہوگا (دل میں یہ خیال ڈال دیا جائے گا) کہ جنت تو لبالب ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ لوٹ جائے گا اور کہے گا اے رب! میں تو اسے لبالب پاتا ہوں (میں کیسے جنت میں جاؤں میری تو گنجائش ہی اس میں نہیں) اللہ عز وجل فرمائیں گے جا، جا کر جنت میں داخل ہو جا۔ وہ پھر آئے گا تو دوبارہ اسے یہ خیال ہوگا کہ جنت تو اس جنت سے بھری ہے۔ وہ واپس لوٹے گا اور

---

[1] یعنی جس طرح سیلاب جو مٹی اپنے ساتھ بہا کر لاتا ہے اور اس میں فوراً ترو تازہ دانہ اُگ جاتا ہے اسی طرح جہنم سے نکالے جانے والے لوگ نہر حیات سے نکلتے ہی اُگیں گے اور نہایت ترو تازہ روشن و شاداب ہو کر نکلیں گے۔
اس آدمی کے قول کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس طرح دانہ اُگنے کی تفصیل باریک بینی سے بیان کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جنگل بیابان میں کچھ وقت گزارا ہے۔

الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ تَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً

کہے گا اے رب! جنت تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا بیشک! تیرے لئے دنیا کے برابر دس جنتیں ہیں۔ وہ عرض کرے گا: آپ مجھ سے ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرتے ہیں حالانکہ آپ تو بادشاہ ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھ کے دانت نظر آنے لگے (کھل کھلا کر ہنسے) اور آپ ﷺ نے فرمایا وہ سب ادنیٰ درجہ کا جنتی ہوگا مرتبہ کے اعتبار سے۔ (ادنیٰ جنتی کو دس جنتیں ملیں گی سبحان اللہ)۔

۳۶۰ — وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيُقَالُ لَهُ أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنَّى فَيُقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِي تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةُ أَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

۳۶۰ — حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"بے شک میں جہنم سے سب سے آخر میں نکالے جانے والے کو جانتا ہوں۔ وہ شخص پیٹھ کے بل جہنم سے نکلے گا اس سے کہا جائے گا چل اور جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا تو دیکھے گا کہ لوگوں نے جنت میں سب جگہیں لے لی ہیں (کوئی جگہ خالی نہیں) پھر اس سے کہا جائے گا کیا تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو تھا (جہنم میں گزارا ہوا زمانہ کہ کس قدر تکلیف میں تھا؟) وہ کہے گا: جی ہاں! پھر فرمایا: جائے گا تمنا کر، وہ تمنا کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا جو تو نے تمنائیں کی ہیں سب (پوری ہو گئیں) تیرے لئے ہے۔ اور اس سے دس گناہ زیادہ ہیں۔ وہ کہے گا کہ آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے ہنسی مذاق فرماتے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے۔

۳۶۱ — حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً وَيَكْبُو مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّانِي مِنْكِ لَقَدْ أَعْطَانِي اللهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ

۳۶۱ — حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جنت میں سب سے آخر میں جو داخل ہوگا وہ شخص ایک بار چلے گا اور پھر اوندھے منہ گر پڑے گا اور جہنم کی آگ اسے جلاتی رہے گی۔ جب دوزخ کی حد سے باہر ہو جائے گا تو اس کی طرف منہ کر کے کہے گا: بڑی مبارک ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ عطا کر دیا ہے (تجھ سے نجات دے کر) کہ اولین و آخرین میں

وَالْآخِرِينَ فَتُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِي مِنْ
هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا
فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ آدَمَ لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا
سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ
غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيهِ
مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ
شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِي
مِنْ هَذِهِ لِأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا وَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي
غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي إِنْ أَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلُنِي غَيْرَهَا
فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ
يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا
وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ
الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَيَيْنِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْنِنِي
مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ لِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَأَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا
لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ
لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا قَالَ بَلَى يَا رَبِّ هَذِهِ لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْذِرُهُ لِأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهَا
فَيُدْنِيهِ مِنْهَا فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِيهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِينِي
مِنْكَ أَيُرْضِيكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا فَيَقُولُ
يَا رَبِّ أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَضَحِكَ
ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونِي مِمَّ أَضْحَكُ فَقَالُوا
مِمَّ تَضْحَكُ قَالَ هَكَذَا ضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
مِنْ ضَحِكِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حِينَ قَالَ أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي
وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ فَيَقُولُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ مِنْكَ
وَلَكِنِّي عَلَى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ

سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر اس کے سامنے ایک درخت بلند کیا جائے گا وہ
کہے گا اے رب! مجھے اس درخت سے قریب کر دیجئے تا کہ میں اس کے
سائے تلے آ جاؤں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے ابن
آدم! اگر میں تیری یہ خواہش پوری کر دوں تو تو مجھ سے اس کے علاوہ تو
کچھ نہیں مانگے گا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! نہیں اور اللہ سے عہد کرے
گا کہ اس کے علاوہ سوال نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کریں
گے کیونکہ وہ درخت کے معاملہ میں اس کی بے صبری دیکھتے ہوں گے۔
چنانچہ سے اس کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ اس کے سائے تلے رہے گا
اس کا پانی پیئے گا۔ پھر ایک اور درخت اس کے سامنے کیا جائے گا جو پہلے
سے زیادہ خوبصورت اور اچھا ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس
درخت سے قریب کر دیجئے تا کہ اس کا پانی پیوں اور اس کے سائے سے
فائدہ اٹھاؤں اس کے علاوہ میں آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ کوئی اور سوال
نہ کرے گا؟ اگر میں تجھے اس کے قریب کر دوں گا تو تو پھر کچھ اور مانگے گا؟
وہ پھر عہد کرے گا کہ اس کے علاوہ کچھ اور نہ مانگے گا۔ اور اللہ رب
العالمین اس کی معذرت قبول کریں گے کیونکہ اس کی بے صبری کو دیکھتے
ہوں گے۔ لہٰذا اسے اس دوسرے درخت کے قریب کر دیں گے۔ وہ اس
کے سائے تلے آرام کرے گا اور اس کا پانی پئے گا۔ پھر اس کے سامنے
ایک اور درخت جنت کے دروازہ کے بالکل قریب کیا جائے گا جو پہلے
دونوں سے زیادہ حسین ہوگا۔ وہ کہے گا اے رب! مجھے اس کے قریب
کر دے تا کہ میں اس کے سائے تلے رہوں پانی پیوں۔ اس کے بعد میں
آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ کچھ اور نہ مانگے
گا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں اے میرے رب! (میں نے وعدہ کیا تھا) بس یہ
سوال اور پورا کر دیجئے اس کے بعد کچھ اور نہ مانگوں گا۔

اللہ تعالیٰ اس کی بے صبری کی وجہ سے اس کی معذرت قبول کر کے اسے
تیسرے درخت سے قریب کر دیں گے۔

جب وہ اس درخت کے قریب ہوگا تو اہل جنت کی آوازیں (مسرت و

عیش کی) سنے گا۔ تو کہے گا اے میرے رب! مجھے اس میں داخل کر دیجئے! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے ابن آدم! تیرا بار بار مانگنا کب ختم ہوگا؟ کیا تو اس پر راضی ہے کہ میں تجھے دنیا (کے برابر جنت) دیدوں اور اسکے مثل ایک اور بھی (یعنی دگنا) وہ کہے گا اے میرے رب! آپ رب العالمین ہیں اور مجھ سے مذاق فرماتے ہیں؟ یہ کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا تم لوگ مجھ سے پوچھو گے نہیں کہ میں کیوں ہنسا؟ لوگوں نے پوچھا کیوں ہنسے؟ فرمایا کہ اسی طرح آنحضرت ﷺ بھی (اس موقع پر) ہنسے تھے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تھا کہ آپ کیوں ہنسے یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے کیونکہ جب اس نے کہا کہ آپ مجھ سے رب العالمین ہو کر مذاق فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا لیکن میں ہر چیز پر قادر ہوں (جو چاہوں کروں۔ سبحان اللہ! اللہ اپنے فضل و کرم اور قدرت کاملہ سے ہمیں بھی جنت میں بغیر عذاب کے داخل فرمادے آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ)

۳۶۲۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ وَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى هَذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِي ظِلِّهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِينِي مِنْكَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ وَيُذَكِّرُهُ اللهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللهُ هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ فَتَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيتُ

۳۶۲۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اہل جنت میں رتبہ کے اعتبار سے سب سے ادنیٰ جنتی وہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پہلے اس کا چہرہ جہنم سے جنت کی طرف پھیر دیں گے اور اسے ایک درخت سایہ دار دکھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے اس درخت سے قریب کر دیجئے تاکہ میں اس کے سائے میں آجاؤں۔ آگے سابقہ حدیث کے مانند ذکر فرمایا۔ اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائیں گے کہ فلاں فلاں چیز مانگ' جب اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ یہ سب تیرے لئے ہیں اور دس گنا اس کے مثل اور بھی ہیں۔ پھر وہ جنتی اپنے گھر میں داخل ہوگا تو حور عین میں سے اس کی دونوں بیویاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی کہ تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے تجھے ہمارے واسطے اور ہمیں تیرے لئے زندہ فرمایا۔ وہ کہے گا "کسی کو اتنا کچھ نہیں دیا گیا جتنا کہ مجھے دیا گیا۔ (نعمتیں وغیرہ)

٣٦٣ ... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ وَابْنِ أَبْجَرَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ رِوَايَةً إِنْ شَاءَ اللَّهُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سَعِيدٍ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُخْبِرُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ وَابْنُ أَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ رَفَعَهُ أَحَدُهُمَا أُرَاهُ ابْنَ أَبْجَرَ قَالَ سَأَلَ مُوسَى رَبَّهُ مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهُ أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُولُ رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ((فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ)) الْآيَةَ

٣٦٣ ... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ اہلِ جنت میں سب سے ادنیٰ رتبہ والا جنتی کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ شخص تمام اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کیسے داخل ہوں، لوگ تو سب اپنی اپنی جگہوں پر فروکش ہو چکے ہیں اور سب نے اپنی اپنی جگہیں بنالی ہیں (میرے لئے تو کچھ نہیں بچا) اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے برابر سلطنت دے دی جائے؟ وہ کہے گا اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرے لئے اتنا ہی ہے جتنا دنیا کے کسی بادشاہ کی سلطنت۔ اور اس کے ایک گنا زیادہ، دو گنا زیادہ، تین گنا زیادہ، پانچویں میں وہ کہے گا اے رب میں خوش ہوں اس پر، تو فرمائیں گے اللہ تعالیٰ تیرے لئے دس گنا ہیں۔ اور (جنت میں) جو تو خواہش کرے وہ پوری ہے اور جو تجھے دیکھنے میں اچھا لگے وہ بھی تیرے لئے ہے۔ وہ کہے گا اے میرے رب میں راضی ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (جب ادنیٰ جنتی کو یہ نعمتیں ملیں گی) تو اعلیٰ درجہ کے جنتی کا کیا حال ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں میں نے خود منتخب کیا، ان کے اعزاز و کرام کی چیزوں کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور ان پر مہر لگائی پس کسی آنکھ نے ان کی نعمتوں کو دیکھا نہیں، کسی کان نے ان کا تذکرہ سنا نہیں اور نہ ہی کسی بشر کے قلب میں اس کا خیال بھی آیا۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مصداق اللہ کی کتاب میں یہ آیت ہے:

فلاتعلم نفسٌ...... الآیۃ (سورۃ الم سجدہ، پ ۲۱، رکوع ۲)

"کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ان کے لئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک، بدلہ ہے ان کے اعمال کا"۔

٣٦٤ ... وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ

٣٦٤ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث الفاظ کے معمولی تغیر سے

الْأَشْجَعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ أَخَسِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ

ساتھ منقول ہے۔وہ یہ کہ مغیرہ بن شعبہ ؓ منبر پر بیان کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ سب سے کم مرتبہ کا جنتی کون ہے؟

٣٦٥...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَا هُنَا فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

۳۶۵...... حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں آخری جنتی کو اور سب سے آخر میں جہنم سے نکالے جانے والے کو جانتا ہوں۔ایک شخص قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کے صغیرہ گناہ اس کے سامنے پیش کرو۔کبیرہ گناہوں کو رہنے دو۔چنانچہ اس کے صغائر اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن اور فلاں فلاں دن یہ کام کیا اور فلاں فلاں روز یہ کام کیا(سارے گناہوں کا اعتراف کروایا جائے گا)وہ کہے گا ہاں!انکار کی مجال نہ ہوگی۔اور کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہوگا(کہ ابھی تو صغیرہ چل رہے ہیں کبیرہ تو آئے نہیں)کہ وہ بھی پیش کئے جائیں گے۔اس سے کہا جائے گا تیرے لئے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی ہے۔تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب!میں نے تو اور بھی گناہ کئے تھے یہاں میں انہیں نہیں دیکھ رہا(کیونکہ اب تو گناہ پر نیکی مل رہی ہوگی تو خود گناہ بتلائے گا)ابوذر ؓ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت نظر آئے۔

٣٦٦...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۳۶۶ ......اس سند کیساتھ بھی اعمشؒ سے یہ حدیث منقول ہے۔

٣٦٧...... حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحٍ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ الْقَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُرُودِ فَقَالَ نَجِيءُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ كَذَا وَكَذَا انْظُرْ أَيْ ذَلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتُدْعَى الْأُمَمُ بِأَوْثَانِهَا

۳۶۷ ......ابوالزبیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ ؓ کو سنا۔ان سے پوچھا گیا قیامت کے روز لوگوں کے آنے کے حال کے بارے میں۔انہوں نے فرمایا کہ ہم آئیں گے قیامت کے روز اس اس طرح۔دیکھو(یعنی اشارہ کرکے بتلایا جس کا مقصد تھا کہ)لوگوں سے اوپر اوپر ہم (امت محمدیہ) آئیں گے۔پھر ساری امتوں کو بلایا جائے گا ان کے معبودوں اور بتوں کے ساتھ جن کی وہ پوجا کرتے تھے ایک ایک کرکے۔

وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ الْأُولُ فَالْأُولُ ثُمَّ يَأْتِينَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُولُ مَنْ تَنْظُرُونَ فَيَقُولُونَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلَيْكَ فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُونَهُ وَيُعْطٰى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مُنَافِقٍ أَوْ مُؤْمِنٍ نُورًا ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ وَعَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَأْخُذُ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُطْفَأُ نُورُ الْمُنَافِقِينَ ثُمَّ يَنْجُو الْمُؤْمِنُونَ فَتَنْجُو أَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يُحَاسَبُونَ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ كَأَضْوَإِ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُونَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً فَيُجْعَلُونَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَيَجْعَلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّونَ عَلَيْهِمُ الْمَاءَ حَتّٰى يَنْبُتُوا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حُرَاقُهُ ثُمَّ يَسْأَلُ حَتّٰى تُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهَا مَعَهَا

پھر ہمارا پروردگار آئے گا اس کے بعد اور فرمائے گا تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ وہ کہیں گے ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھ رہے ہیں؟ وہ فرمائے گا میں ہوں تمہارا رب۔ وہ کہیں گے ہم تجھے دیکھیں (یعنی سامنے آیئے تا آنکہ آپ کو دیکھیں) چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائے گا ضحک فرماتے ہوئے۔ وہ اس کے ساتھ چلیں گے اور اس کی اتباع کریں گے اور ہر انسان کو خواہ منافق ہو یا مؤمن ایک نور دیا جائے گا وہ اس کے پیچھے چلیں گے۔ جہنم کے اوپر جو پل ہے اس میں آنکڑے اور کانٹے ہوں گے اور اچک لیں گے جسے اللہ چاہے گا، منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا اور مؤمنین کو نجات دی جائے گی۔ چنانچہ مؤمنین کا پہلا گروہ نجات پائے گا۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح دمکتے ہوں گے۔ وہ ستر ہزار ہوں گے ان کا حساب نہیں کیا جائے گا۔

پھر ان کے بعد جو لوگ ان کے چہرے آسمان کے تاروں کی طرح روشن چمکدار ہوں گے۔ پھر ان کے بعد والوں کا یہی حال ہوگا (کہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے)

اس کے بعد شفاعت کا سلسلہ شروع ہوگا اور مؤمنین سفارش کریں گے' یہاں تک کہ ہر وہ شخص جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے قلب میں جَو کے دانے کے برابر ایمان اور نیکی ہوگی اسے جہنم سے نکالا جائے گا۔ وہ جنت کے صحن میں جمع کئے جائیں گے اور اہل جنت ان پر پانی کا چھڑکاؤ کریں گے یہاں تک کہ وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے! سیلاب میں کوئی چیز اگتی ہے (تیزی سے) اور ان کی ساری جلن جاتی رہے گی۔ پھر وہ مانگیں گے اللہ تعالیٰ سے یہاں تک کہ انہیں دنیا اور اس کے مثل دس گنا (جنت) عطا کر دی جائے گی۔

۳۶۸...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيْهِ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

۳۶۸...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے کانوں سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: "بے شک اللہ عزوجل کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالیں گے اور انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔"

۳۶۹...... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

۳۶۹...... حماد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا کیا آپ نے جابرؓ بن عبداللہ سے حدیث سنی ہے جسے وہ رسول اللہ ﷺ سے

يحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ قَالَ نَعَمْ

روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل جہنم سے ایک جماعت کو شفاعت کی وجہ سے نکالیں گے؟" انہوں نے کہا: ہاں!

۳۷۰..... حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمًا يُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّـــــار يَحْتَرِقُوْنَ فِيهَا إِلَّا دَارَاتِ وُجُوهِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

۳۷۰..... حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"بے شک ایک قوم جہنم سے نکالی جائے گی اس میں ان کے پورے جسم جل جائیں گے سوائے ان کے چہروں کے، حتیٰ کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔" (منہ مقام سجدہ اور عضو سجدہ ہے اس لئے تکریماً نہیں جلایا جائے گا)۔

۳۷۱..... وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِي رَأْيٌ مِنْ رَأْيِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِي عِصَابَةٍ ذَوِي عَدَدٍ نُرِيدُ أَنْ نَحُجَّ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَإِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ إِلٰى سَارِيَةٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّينَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ مَا هٰذَا الَّذِي تُحَدِّثُوْنَ وَاللهُ يَقُوْلُ ((إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ)) وَ ((كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا)) فَمَا هٰذَا الَّذِي تَقُوْلُوْنَ قَالَ فَقَالَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي الَّذِي يَبْعَثُهُ اللهُ فِيهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي

۳۷۱..... یزید[1] الفقیر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خوارج کی ایک بات جاگزین ہو گئی تھی۔

پھر ہم ایک بڑی جماعت کے ساتھ حج کے لئے عازم سفر ہوئے (تاکہ حج کے بعد) لوگوں سے نکل جائیں (اور اس رائے کو عام کریں) جب ہم مدینہ طیبہ سے گزرے تو دیکھا کہ جابر ؓ بن عبداللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے لوگوں کو حدیث بیان کر رہے ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔ اور جہنمیوں[2] کا تذکرہ کر رہے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی! یہ آپ بیان کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ: إنك من تدخل النار فقد اخزيته[3] اور فرماتے ہیں کہ كلما ارادوا ان يخرجو امنها أعيدوا فيها ۔[4] اس کے باوجود یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔

حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا تو کیا تم نے سنا ہے کہ محمد ﷺ کے مقام کے بارے میں جس پر وہ بھیجے جائیں گے۔ میں نے کہا ہاں! انہوں نے فرمایا کہ وہ حضور ﷺ کا مقام ہے مقام محمود یہ وہی مقام ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جسے چاہے

---

[1] یزید الفقیر کا پورا نام یزید بن صہیب الکوفی ثم المکی ابو عثمان ہے۔
[2] اور وہی بات بیان کر رہے ہیں کہ جہنم سے لوگوں کو نکالا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔
[3] سورۃ آل عمران پ ۴ رکوع ۱۰ "بے شک جسے آپ جہنم میں داخل کر دیں اسے آپ نے رسوا کر دیا۔"
[4] سورۃ الم سجدہ پ ۲۱ ع ۲ "جب بھی وہ اس جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے دوبارہ اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔"
مقصد یزید الفقیر کا یہ ہے کہ خوارج کا مذہب ہے کہ مرتکب کبیرہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور یہ آیات بھی اسی کی تائید کرتی ہیں، جب کہ آپ کے (جابر ؓ کے) قول سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں جہنم سے نکالا جائے گا۔

يَخْرِجُ اللهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتَ وَضْعَ الصِّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسِ عَلَيْهِ قَالَ وَأَخَافُ أَنْ لَا أَكُونَ أَحْفَظُ ذَاكَ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ زَعَمَ أَنَّ قَوْمًا يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ أَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ يَعْنِي فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمْ عِيدَانُ السَّمَاسِمِ قَالَ فَيَدْخُلُونَ نَهَرًا مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ الْقَرَاطِيسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا وَيْحَكُمْ أَتُرَوْنَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَوْ كَمَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ

گا جہنم سے نکالے گا۔

پھر اس کے بعد جابر ﷺ نے پل صراط کا ذکر فرمایا اور اس پر سے لوگوں کے گذرنے کا ذکر کیا اور مجھے یہ ڈر ہے کہ میں اسے یاد نہ رکھ سکوں گا (یزید الفقیر) مگر یہ کہ انہوں نے (جابر ﷺ نے) فرمایا کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اس میں جانے کے بعد اور جب نکالے جائیں گے تو وہ تل کی (یا شیشم کی) لکڑیوں کے مانند (سیاہ) ہوں گے۔ پھر وہ جنت کی نہروں میں داخل ہوں گے۔ اس میں غسل کریں گے اور کاغذ کی مانند سفید ہو کر نکلیں گے۔"

(یزید کہتے ہیں) پھر ہم وہاں سے نکلے اور (اپنے ساتھیوں سے کہا) کیا یہ شیخ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ مسلط کر رہے ہیں؟ (یعنی یہ جو حضور ﷺ سے نقل کر رہے ہیں کہ جہنم سے کچھ لوگوں کو نکالا جائے گا تو یہ ہرگز حضور ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھ رہے) پھر ہم سب حج سے واپس لوٹے اور خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی نہیں نکلا سوائے ایک شخص کے (یعنی ایک شخص کے علاوہ سب نے رجوع کر لیا اور خوارج کے قول سے لاتعلق ہو گئے)۔

۳۷۲۔۔۔ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُونَ عَلَى اللهِ تَعَالَى فَيَلْتَفِتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ إِذْ أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِي فِيهَا فَيُنْجِيهِ اللهُ مِنْهَا

۳۷۲۔ حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جہنم سے چار آدمی نکالے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک کی طرف متوجہ ہوں گے تو وہ کہے گا اے رب! جب آپ نے مجھے جہنم سے نکال ہی دیا ہے تو دوبارہ مجھے اس میں نہ لوٹائیے گا" لہٰذا اللہ تعالیٰ اسے نجات دے دیں گے۔

۳۷۳۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُّونَ لِذَلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُونَ لِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا

۳۷۳۔۔۔ حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سب لوگوں کو جمع فرمائیں گے پھر وہ کوشش کریں گے یا ان کے دل میں الہام ہو گا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل کریں۔ وہ کہیں گے کہ کاش ہم اپنی سفارش کروائیں اپنے پروردگار کے پاس تاکہ ہمیں اس مکان سے نجات مل جائے اور

عَلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیحَنَا مِنْ مَکَانِنَا هٰذَا قَالَ فَیَأْتُونَ آدَمَ علیه السلام فَیَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیکَ مِنْ رُوحِهٖ وَأَمَرَ الْمَلَائِکَةَ فَسَجَدُوا لَکَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیحَنَا مِنْ مَکَانِنَا هٰذَا فَیَقُولُ لَسْتُ هُنَاکُمْ فَیَذْکُرُ خَطِیئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَیَسْتَحْیِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰکِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ فَیَأْتُونَ نُوحًا صلی اللہ علیہ وسلم فَیَقُولُ لَسْتُ هُنَاکُمْ فَیَذْکُرُ خَطِیئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَیَسْتَحْیِي رَبَّهُ تعالٰی مِنْهَا وَلٰکِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِیمَ علیہ السلام الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِیلًا فَیَأْتُونَ إِبْرَاهِیمَ علیہ السلام فَیَقُولُ لَسْتُ هُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَیَسْتَحْیِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰکِنِ ائْتُوا مُوسٰی

راحت حاصل ہو۔❶

چنانچہ وہ (اس مقصد کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے: آپ آدم ہیں، ساری مخلوق کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی روح آپ میں ڈال دی اور ملائکہ کو حکم دیا (کہ آپ کو سجدہ کریں) تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا (تو آپ بڑے مقرب ہیں اللہ کے) لہٰذا اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں اس مقام سے راحت دے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں آج اس قابل نہیں۔ پھر وہ اپنی خطاء❷ (دانہ گندم کے کھانے کی) یاد کریں گے اور رب ذوالجلال سے اس خطا کی بناء پر شرمائیں گے۔

وہ کہیں گے البتہ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے پیغمبر ہیں جنہیں اللہ نے مبعوث فرمایا (باقاعدہ کسی قوم کی طرف) چنانچہ وہ نوح علیہ السلام

---

❶ مقصد یہ ہے کہ میدان حشر میں لوگ کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے۔ سورج سوا نیزے پر ہوگا اور حساب و کتاب شروع نہ ہوا ہوگا۔ تنگ آکر لوگ انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے تاکہ حق تعالیٰ کے دربار عالی میں حساب و کتاب شروع ہونے کی سفارش و شفاعت کروا سکیں گے اور اس میدان حشر سے نجات ملے۔

❷ **مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام** یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام سے خطاء گناہ کا صدور ہوتا ہے یا نہیں؟ تفصیل طلب مسئلہ ہے۔ سب سے پہلی اور اصولی بات جو تمام ائمہ سلف اور علماء و محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہ کبیرہ سے بالکل معصوم ہوتے ہیں یعنی ان سے گناہ کبیرہ کا صدور تو ہوتا ہی نہیں اور حق تعالیٰ ان کی براہ راست حفاظت فرماتے ہیں گناہوں سے۔
تفسیر معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: تحقیق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تمام گناہوں سے عصمت یعنی ہر گناہ سے معصوم ہونا عقلاً اور نقلاً ثابت ہے، ائمہ اربعہ اور جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں اور بعض لوگوں نے جو یہ کہا ہے کہ صغیرہ گناہ ان سے بھی سرزد ہو سکتے ہیں، یہ جمہور امت کے نزدیک صحیح نہیں۔ (قرطبی بحوالہ معارف القرآن ج اص ۱۹۵)

اور انبیاء علیہم السلام کے گناہوں سے معصوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء لوگوں کا مقتدا رہبر اور امام بنا کر بھیجا جاتا ہے اگر ان سے بھی کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کے خلاف خواہ وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ صادر ہونے کا امکان ہو تو انبیاء کے قول و فعل سے اعتماد اٹھ جائے گا اور وہ قابل اعتماد نہیں رہیں گے۔ جب انبیاء ہی پر اعتماد و اطمینان نہ رہے تو دین کا کیا اعتبار باقی رہ جائے گا۔

البتہ قرآن کریم میں متعدد انبیاء کے متعلق بہت سی آیت میں ایسے واقعات مذکور ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان سے گناہ سرزد ہوا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر تنبیہ و عتاب بھی نازل ہوا۔ ایسے واقعات کا حاصل باتفاق امت یہ ہے کہ کسی غلط فہمی یا خطاء و نسیان کی وجہ سے ان کا صدور ہو جاتا ہے کوئی پیغمبر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ غلطی اجتہادی ہوتی ہے یا خطاء و نسیان کے سبب قابل معافی ہوتی ہے۔ جسکو اصطلاح شرع میں گناہ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ قرآن کریم میں ایسی خطاء و نسیان پر عصیٰ، غویٰ کے تحت الفاظ اس لئے استعمال کئے گئے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام خدا کے مقربین ہوتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ حسنات الابرار سیات المقربین کہ نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے گناہ شمار ہوتے ہیں اسی واسطے عتاب الٰہی تھا۔ ورنہ حقیقتاً انبیاء معصوم ہوتے ہیں خطاء سے۔ واللہ اعلم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي كَلَّمَهُ اللهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلَكِنِ ائْتُوا عِيسَى رُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى رُوحَ اللهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَإِذَا أَنَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ رَبِّي ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ

کے پاس آئیں گے (ان سے بھی یہی درخواست کریں گے) تو وہ کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں (کہ اس کے سامنے سفارش کر سکوں) اور اپنی خطا کو یاد کریں گے جو ان سے دنیا میں سرزد ہوئی تھی اور اپنے رب سے شرمائیں گے اور کہیں گے کہ: لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ انہیں تو اللہ نے اپنا خلیل اور دوست بنایا ہے۔ چنانچہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں تو اس قابل نہیں اور وہ بھی دنیا میں اپنی خطا کو یاد کر کے اپنے رب سے حیا فرمائیں گے۔ اور کہیں گے کہ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور انہیں تورات عطا فرمائی۔ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں (کہ سفارش کروں) اور وہ بھی دنیا میں اپنی خطا کو یاد کر کے اللہ سے حیا فرمائیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میرا تو یہ مقام نہیں (کہ سفارش کر سکوں) البتہ تم لوگ محمد ﷺ کے پاس جاؤ کہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا' مجھے اجازت ملے گی جب میں اس کا دیدار کروں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ مجھے اسی حالت میں رہنے دے گا پھر کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھائیے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی' مانگیے دیا جائے گا' سفارش کیجئے' سفارش قبول کی جائے گی' چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا' اپنے رب کی تعریف کروں گا جیسا کہ میرا رب مجھے اپنی تعریف سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لئے ایک حد متعین کر دی جائے گی اس حد کے مطابق میں لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور انہیں جنت میں داخل کروں گا اور پھر دوبارہ سجدہ میں گر جاؤں گا اور میرا رب مجھے رہنے دے گا اسی حالت میں جب تک اسے منظور ہوگا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھائیے' کہیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگیے آپ دیے جائیں گے' شفاعت فرمائیے' آپ کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا' اپنے رب کی تعریف جیسے اس نے مجھے سکھلائی کروں گا' پھر شفاعت کروں گا تو

میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی میں اس حد کے اندر اندر لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نہیں جانتا کہ پھر تیسری بار یا چوتھی بار آپ نے فرمایا کہ میں کہوں گا اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا سوائے اس کے جسے قرآن نے روک رکھا ہے۔ یعنی قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جن پر خلود (ہمیشہ دوزخ میں رہنا) واجب ہو گا۔ (یعنی کفار و مشرکین مرتدین منافقین وغیرہ)۔

۲۷۴ ...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَهْتَمُّونَ بِذَلِكَ أَوْ يُلْهَمُونَ ذَلِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ آتِيهِ الرَّابِعَةَ أَوْ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ

۳۷۴ ... حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز مؤمنین جمع ہوں گے اور ان کے دل میں یہ بات ڈالی جائے گی یا وہ کوشش کریں گے۔"

آگے سابقہ حدیث کے مانند ہی ذکر فرمایا۔ باقی اس میں اضافہ ہے کہ میں چوتھی مرتبہ اپنے پروردگار کا پاس آؤں گا یا لوٹوں گا اور عرض کرونگا اے پروردگار! اب تو دوزخ میں ان لوگوں کو علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔

۲۷۵ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللهُ تَعَالَى الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْهَمُونَ لِذَلِكَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الرَّابِعَةِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ

۳۷۵ .... اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی فرق سے منقول ہے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مؤمنوں کو جمع فرمائے گا اور ان کے دل میں یہ بات ڈالی جائے گی .... الخ باقی اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں چوتھی مرتبہ عرض کرونگا کہ اے پروردگار! اب تو جہنم میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا جنہیں قرآن کے حکم نے روک دیا یعنی دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں۔

۲۷۶ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ

۳۷۶ ... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم سے نکالا جائے گا ہر وہ شخص جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے قلب میں جَو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوا۔

پھر جہنم سے وہ شخص نکالا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے قلب میں گیہوں کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوا۔ پھر جہنم سے وہ شخص نکالا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے قلب میں چیونٹی کے برابر بھی ایمان ہوا۔"

بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً

زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهِ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذُرَةً قَالَ يَزِيدُ صَحَّفَ فِيهَا أَبُو بِسْطَامٍ

ابن منہال کی روایت میں یہ ہے کہ یزید بن زریع نے کہا کہ میں شعبہ سے ملا اور ان سے یہ حدیث بیان کی تو شعبہ نے فرمایا: ہمیں یہ حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ نے عن انس رضی اللہ عنہ بن مالک عن النبی ﷺ کے طریق سے بتائی ہے۔ البتہ شعبہ نے ذَرّہ کے بجائے ذُرہ (چنا) کا لفظ استعمال کیا۔ یزید نے کہا کہ ابو بسطام شعبہ نے اس میں تصحیف کی ہے۔

۳۷۷ ...... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ ح و حَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ انْطَلَقْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَ لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَأَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّ إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْأَلُونَكَ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ اشْفَعْ لِذُرِّيَّتِكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّهُ خَلِيلُ اللهِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللهِ فَيُؤْتَى مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَإِنَّهُ رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ فَيُؤْتَى عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ

۳۷۷ ...... معبد بن ہلال العنزی کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف چلے اور (ان سے ملاقات کے لئے) ثابت سے سفارش کروائی۔ پھر ہم ان کے پاس جا پہنچے چاشت کے وقت وہ نماز پڑھ رہے تھے چاشت کی۔ ثابت نے ہمارے لئے اجازت مانگی۔ پھر ہم ان کے پاس داخل ہوئے۔ انہوں نے ثابت کو اپنے ساتھ اپنی چارپائی پر بٹھایا۔ پھر ثابت نے کہا کہ اے ابو حمزہ! بے شک آپ کے یہ بصرہ والے بھائی آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان سے شفاعت کی حدیث بیان کردیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سے محمد ﷺ نے بیان کیا کہ "جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ ایک دوسرے کے پاس گھبراہٹ کے مارے آئیں جائیں گے۔ اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنی اولاد کیلئے سفارش کیجئے؟ وہ کہیں گے میں اسکے قابل نہیں ہوں۔ لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ خلیل اللہ ہیں۔ وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ لیکن تمہیں موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں لیکن تمہیں لازم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں انہیں عیسیٰ

بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَأَقُومُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ الْآنَ يُلْهِمُنِيهِ اللهُ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُودُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ لِي انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ هَذَا حَدِيثُ أَنَسٍ الَّذِي أَنْبَأَنَا بِهِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ الْجَبَّانِ قُلْنَا لَوْ مِلْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِي دَارِ أَبِي خَلِيفَةَ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَبِي حَمْزَةَ فَلَمْ نَسْمَعْ مِثْلَ حَدِيثٍ حَدَّثَنَاهُ فِي الشَّفَاعَةِ قَالَ هِيهِ فَحَدَّثْنَاهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ هِيهِ قُلْنَا مَا زَادَنَا قَالَ قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَيْئًا مَا

علیہ السلام کے پاس لے جایا جائے گا وہ کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں' محمد ﷺ کے پاس جاؤ' چنانچہ میرے پاس لائے جائیں گے میں کہوں گا کہ ہاں! یہ کام میں ہی کروں گا۔❶ میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا' مجھے اجازت دی جائیگی۔ پھر میں رب العالمین کے روبرو کھڑا ہوں گا اور اس کی ایسی تعریف کروں گا کہ ابھی میں تو وہ تعریف کرنے پر قادر نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی وقت وہ تعریف میرے دل میں الہام کرے گا۔ پھر میں سجدہ میں جاپڑوں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! سر اٹھایئے اور کہیے (جو کہنا چاہتے ہیں) آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی اور مانگیے آپ ﷺ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت فرمائیں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت! میری امت❷! مجھے کہا جائے گا جایئے اور جس کے قلب میں بھی گیہوں یا جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لیجئے۔ میں جاؤں گا پھر واپس آؤں گا اپنے رب کے پاس اور اسی طرح اس کی تعریف کروں گا پھر سجدہ میں پڑ جاؤں گا۔ مجھ سے کہا جائے گا اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے' کہیے آپ کی بات سنی جائے گی' مانگیے عطا کیا جائے گا' شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں پھر کہوں گا اے میرے رب! میری امت! میری امت! مجھ سے کہا جائے گا جایئے اور جس کے قلب میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اسے نکال لیجئے۔ میں جاؤں گا اور یہ کام کر کے لوٹوں گا اپنے رب کے پاس اور پھر اسی طرح اس کی تعریف کروں گا' پھر سجدہ میں گر پڑوں گا۔ مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! سر اٹھایئے' کہیے بات سنی جائے گی' مانگیے دیا جائیگا' شفاعت کیجئے قبول ہوگی۔ میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت! میری امت! مجھ سے کہا جائیگا جایئے اور جس کے قلب میں رائی کے دانہ سے کم اور کم اور بھی کم ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیجئے۔ میں جاؤں گا اور

❶ یعنی آج کے روز شفاعت میری ہی کار آمد ہوگی کہ یہ اعزاز رب العالمین نے مجھے ہی عطا فرمایا ہے۔ (شافع محشر ﷺ)

❷ میری امت کا کیا حال ہوگا؟ میری امت پر رحم فرمایئے۔ حضور اقدس ﷺ امت کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے۔
"اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمًا لَا تَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ" آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ زکریا عفی عنہ

أَدْرِي أَنسِيَ الشَّيْخُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ فَتَتَّكِلُوا قُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ (خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ) مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هَذَا إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ لَيْسَ ذَاكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَاكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ

یہ کام کروں گا (معبد بن ہلال عنزی) کہتے ہیں کہ یہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو انہوں نے ہم سے بیان کی۔ پھر ہم ان کے پاس سے نکلے، جب ہم جبان کے صحراء میں بلندی پر پہنچے تو ہم نے آپس میں کہا کاش ہم حسن بصریؒ کے پاس بھی جائیں۔ انہیں سلام کرتے چلیں وہ دار ابی خلیفہ میں روپوشی اختیار کئے ہوئے تھے (حجاج کے ظلم سے بچنے کیلئے) چنانچہ ہم انکے پاس گئے اور انہیں سلام کیا اور کہا کہ اے ابو سعید! (حسن بصریؒ کی کنیت ہے) ہم آپ کے بھائی ابو حمزہ[1] رضی اللہ عنہ کے پاس سے آرہے ہیں، انہوں نے شفاعت کے متعلق ایسی حدیث ہم سے بیان کی کہ ہم نے کبھی سنی نہ تھی انہوں نے فرمایا بتاؤ۔ پھر ہم نے حسن رضی اللہ عنہ سے تمام حدیث بیان کر دی۔ انہوں نے کہا اور بیان کرو۔ ہم نے کہا ہم سے تو اس سے زیادہ نہیں بیان کی۔

وہ کہنے لگے یہ حدیث انہوں نے ہم سے بیس برس قبل بیان کی تھی اور اس وقت وہ طاقتور تھے (حافظہ اور جسم کے اعتبار سے) اور انہوں نے کچھ باتیں چھوڑ دی ہیں (اس حدیث سے متعلق) مجھے نہیں معلوم کہ شیخ بھول گئے ہیں یا انہوں نے تم سے بیان کرنا مناسب نہ خیال کیا کہ کہیں تم اسی پر توکل و بھروسہ کر کے بیٹھ جاؤ۔ ہم نے کہا آپ وہ بیان کر دیجئے۔ حسن بصریؒ اس پر ہنس پڑے اور فرمایا کہ "انسان کی خلقت میں عجلت اور جلدی ہے۔" میں نے یہ ساری بات اسی لئے ذکر کی تھی تاکہ بقیہ حدیث بھی تم سے بیان کروں[2] (چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا) میں پھر چوتھی بار بھی اپنے رب کے پاس لوٹوں گا اور اسی طرح اس کی تعریف کروں گا، پھر سجدہ میں پڑ جاؤں گا تو اللہ رب العالمین فرمائیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سر اٹھایئے! کہیے آپ کی بات سنی جائے گی، مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا، سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول ہوگی۔ میں کہوں گا اے میرے رب! مجھے ہر اس شخص کے بارے

---

[1] ابو حمزہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ عمر پانے والے اور سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ہیں۔ معبد بن ہلال عنزیؒ تابعی ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ جب کہ حسن بصریؒ بھی تابعی ہیں۔

[2] مقصد یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں جلد بازی ہے تم نے بھی جلد بازی سے کام لیتے ہوئے فوراً بیان کرنے کی درخواست کر دی حالانکہ بقیہ حدیث کا ذکر ہی میں نے اس نیت سے چھیڑا تھا کہ تمہیں بقیہ حدیث بھی بیان کروں اور اگر تم درخواست نہ کرتے تو بھی میں یہ حدیث تم سے بیان کرتا مگر تم نے جلد بازی کی۔

میں اجازت دیجئے جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ (کہ اسے جہنم سے نکال لوں) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ تمہارا اختیار نہیں لیکن میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میری کبریائی کی قسم! میری عظمت کی قسم! میری جبروت کی قسم! میں ضرور بالضرور ہر اس شخص کو جہنم سے نکالوں گا جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا ہو گا۔

معبد کہتے ہیں کہ میں گواہ بناتا ہوں حسن بصریؒ پر کہ انہوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی اور انہوں نے اسے انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے سنا میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ بیس برس قبل اور ان دنوں وہ تگڑے تھے (حافظہ اور طاقت کے اعتبار سے)۔

۳۷۸ ــ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاتَّفَقَا فِي سِيَاقِ الْحَدِيثِ إِلا مَا يَزِيدُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْحَرْفِ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ بِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لا يُطِيقُونَ وَمَا لا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَلا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ أَلا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ ائْتُوا آدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ نَهَانِي

۳۷۸ ــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور (اس میں سے) دست کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا کہ وہ آپکو بہت مرغوب تھا' آپ نے دانتوں سے اسے کاٹا اور نوچا اور پھر فرمایا کہ: "قیامت کے روز میں لوگوں کا سردار ہوں گا اور کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہو گا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے اور ایک بلانے والے کی آواز انہیں سنائی دے گی اور نگاہیں ان سب کو دیکھیں گی اور سورج قریب ہو جائے گا۔

لوگوں کو اتنی شدید اذیت اور غم و کرب ہو گا کہ اس کے برداشت کی طاقت اور تحمل نہ ہو گا اور بعض لوگ بعض سے کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم کس حال میں ہو؟ کیا تمہیں اپنی تکلیف کا احساس نہیں جو تمہیں پہنچ رہی ہے؟ کیا تم کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھتے جو تمہارے رب کے سامنے تمہاری سفارش کر سکے؟ پھر وہ آپس میں کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے آدم علیہ السلام! آپ تمام بشر (بنی نوع انسان) کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ کے اندر اپنی روح پھونکی ہے۔ ملائکہ کو حکم دیا تو آپ کو انہوں نے سجدہ کیا (تو آپ کی بڑی رسائی ہے دربار خداوندی میں لہٰذا) آپ اپنے رب سے ہمارے لئے سفارش فرمایئے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں

عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِتَكْلِيمِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیا اذیت پہنچی ہے؟ آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج میرا رب بہت غضب میں ہے اتنے غضب میں اس سے قبل کبھی نہ تھا اور نہ ہی کبھی بعد میں اتنے غضب میں ہوگا اور اس نے مجھے درخت [1] کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا اور میں نے اسکی نافرمانی کی تھی۔ مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے' میرے علاوہ کسی کے پاس جاؤ' نوحؑ کے پاس جاؤ۔"

وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ اے نوح علیہ السلام! آپ زمین پر خدا کے پہلے پیغمبر [2] ہیں۔ اللہ نے آپ کا نام "شکر گزار بندہ" رکھا ہے۔ اپنے رب سے ہمارے لیئے سفارش کر دیجئے، کیا آپ ہمارے حال کو نہیں دیکھتے؟ کیا آپ ہماری اذیت کو نہیں دیکھتے جو ہمیں پہنچی ہے؟

نوح علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ آج میرا رب اتنے شدید غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غضب میں تھا نہ آئندہ کبھی ہوگا' میری ایک بددعا تھی جو میں نے اپنی ہی قوم پر کی تھی۔ مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے۔ تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ کے نبی اور اس کے خلیل (دوست) ہیں۔ اہل زمین میں سے۔ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھتے؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہمیں کیا تکلیف پہنچی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام ان سے فرمائیں گے' آج تو میرا رب بے شک سخت غضبناک ہے کہ نہ اس سے قبل کبھی اتنا غضبناک تھا نہ آئندہ ہوگا اور وہ اپنی خلاف واقعہ [3] باتوں کو یاد

---

[1] اس سے مراد وہی دانۂ گندم (جسے کھانے اور اس کے درخت کے قریب جانے سے آدم علیہ السلام کو منع فرمایا گیا تھا) کے کھانے کا واقعہ ہے۔

[2] اس سے مراد یہ ہے کہ نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں جو باقاعدہ مستقل شریعت دے کر مبعوث کیے گئے اور ایک مستقل امت اور کفار کی طرف مبعوث کئے گئے۔ جب کہ آدم علیہ السلام تو اپنے بیٹوں کے لئے نبی بنائے گئے تھے اور ان کے بیٹے بھی مؤمن تھے لہٰذا وہ صاحب شریعت نہیں تھے اس لئے رسول بھی نہیں تھے جب کہ نوح علیہ السلام باقاعدہ صاحب شریعت رسول تھے۔ اور ان سے پہلے رسول کوئی نہیں تھا اس لئے فرمایا کہ آپ پہلے رسول ہیں۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ۔

[3] ان سے مراد وہ تین باتیں ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ پہلی بات کہ کوکب (ستارہ) کو اپنا رب قرار دیا تھا۔ دوسری بات کہ قوم کے بتوں کو توڑنے کے بعد فرمایا تھا کہ یہ تو بڑے بت نے کیا ہے۔ تیسرے یہ کہ قوم نے آپ کو میلے میں لے جانے کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں یہ سب حقیقتاً صحیح باتیں تھیں لیکن چونکہ خلاف واقعہ تھیں اس لئے ان کو "کذبات" سے تعبیر کیا۔ واللہ اعلم

وَسَلَّمَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةٌ مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِّي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِي مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرٍ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى

کریں گے، مجھے تو اپنی فکر ہے۔ میرے علاوہ کسی کے پاس جاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنی رسالت کے ذریعہ فضیلت بخشی اور اپنے آپ سے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا تمام لوگوں میں سے۔ اپنے رب سے ہماری شفاعت کر دیجئے" آپ ہمارے حال کو نہیں دیکھتے؟ ہمیں پہنچنے والی اذیت کو نہیں دیکھتے؟ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب آج اتنے غصہ میں ہے کہ پہلے کبھی اتنے غصہ میں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اور میں نے تو ایک شخص کو جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا قتل کر دیا تھا' مجھے اپنی فکر ہے۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں' پنگھوڑے میں آپ نے لوگوں سے بات کی' آپ اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم علیہا السلام کو القاء فرمایا تھا اور اس کی روح ہیں۔ پس آپ ہی ہمارے لئے سفارش کیجئے اپنے رب سے۔ کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھتے؟ ہمیں جو تکلیف پہنچی کیا اسے نہیں دیکھتے؟ عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے آج میرا رب ایسے غصہ میں ہے کہ پہلے کبھی نہ ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ اور آپ ﷺ نے ان کے کسی گناہ کا ذکر نہیں کیا۔ وہ کہیں گے مجھے اپنی فکر ہے' میرے علاوہ کسی کے پاس جاؤ۔ محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں' خاتم الانبیاء ہیں' اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے کیا آپ ہمارے حال پر نظر نہیں فرماتے؟ ہمیں جو تکلیف پہنچی اسے نہیں دیکھتے؟ چنانچہ میں چلوں گا اور عرش الٰہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے پروردگار عز و جل کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ میرے اوپر کھول دیں گے (اپنی تعریف وغیرہ) اور اپنی تعریفات و محامد مجھے الہام فرمائیں گے۔ اور اپنی بہترین ثناء میرے دل میں ڈال دیں گے کہ ایسی تعریف اس سے قبل کسی کو القاء نہیں کی گئی ہوگی۔

پھر فرمائیں گے اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیے' مانگئے آپ کو دیا جائے گا'

سفارش کیجئے قبول کی جائے گی' میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے رب! میری امت' میری امت۔ کہا جائے گا اے محمد ﷺ! اپنی امت میں سے جن لوگوں پر کوئی حساب نہیں انہیں باب الایمن سے جو جنت کے دروازوں میں سے ہے جنت میں داخل کیجئے۔ اور میری امت کے افراد باب الایمن کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی دوسرے لوگوں کے شریک ہوں گے (یعنی اور دروازوں سے بھی جنت میں داخل ہوں گے جہاں سے دوسری امتیں داخل ہوں گی لیکن باب الایمن خاص میری امت کیلئے مخصوص ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے جنت کے دروازوں میں سے دو کے درمیان مکہ اور ہجر (یمن کا ایک شہر) کے برابر فاصلہ ہے یا مکہ سے بصرہ تک کا فاصلہ ہے۔

۴۷۹ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ مِنْ ثَرِيدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ نَهَسَ أُخْرَى فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَمَّا رَأَى أَصْحَابَهُ لَا يَسْأَلُونَهُ قَالَ أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهْ قَالُوا كَيْفَهْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ وَزَادَ فِي قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ وَذَكَرَ قَوْلَهُ فِي الْكَوْكَبِ (هَذَا رَبِّي) وَ قَوْلَهُ لِآلِهَتِهِمْ (بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا) وَ قَوْلَهُ (إِنِّي سَقِيمٌ) قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ إِلَى عِضَادَتَيِ الْبَابِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرٍ أَوْ هَجَرٍ وَمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَ

۴۷۹۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے گوشت اور ثرید کا پیالہ رکھا' آپ ﷺ نے گوشت میں سے دست کا گوشت لیا اور بکری کے گوشت میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ مرغوب دست ہی تھی۔ آپ نے منہ سے اسے نوچا۔ پھر فرمایا کہ "قیامت کے روز میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔" پھر دوبارہ دانتوں سے گوشت کو نوچا۔ اور فرمایا کہ "میں قیامت کے روز سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔" جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ ؓ اس بارے میں آپ ﷺ سے سوال نہیں کر رہے تو آپ نے فرمایا تم نے پوچھا نہیں کہ کیسے؟ صحابہ نے عرض کیا کیسے یا رسول اللہ! (آپ کس طرح سردار ہوں گے؟) فرمایا جس دن اللہ رب العالمین کے سامنے سب لوگ دست بستہ کھڑے ہوں گے۔" آگے ابوہریرہ ؓ نے سابقہ حدیث کے مانند ذکر فرمایا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ اضافہ بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام ستارہ کے بارے میں اپنی بات کو یاد کریں گے اور قوم کے معبودان باطلہ (بتوں) کے بارے میں اپنی بات یاد کریں گے کہ آپ نے فرمایا تھا یہ ان کے بڑے بت نے کیا ہے" اور اپنے اس قول "اِنِّی سَقِیْمٌ" کو یاد کریں گے۔ اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں میں سے دو پھاٹکوں کے درمیان دروازہ کی چوکھٹوں تک اتنا

٣٨٠ حدثنا محمد بن طريف بن خليفة البجلي قال حدثنا محمد بن فضيل قال حدثنا أبو مالك الأشجعي عن أبي حازم عن أبي هريرة وأبو مالك عن ربعي عن حذيفة قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله تبارك وتعالى الناس فيقوم المؤمنون حتى تزلف لهم الجنة فيأتون آدم فيقولون يا أبانا استفتح لنا الجنة فيقول وهل أخرجكم من الجنة إلا خطيئة أبيكم آدم لست بصاحب ذلك اذهبوا إلى ابني إبراهيم خليل الله قال فيقول إبراهيم لست بصاحب ذلك إنما كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا إلى موسى صلى الله عليه وسلم الذي كلمه الله تكليما فيأتون موسى صلى الله عليه وسلم فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا إلى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى صلى الله عليه وسلم لست بصاحب ذلك فيأتون محمدا صلى الله عليه وسلم فيقوم فيؤذن له وترسل الأمانة والرحم فتقومان جنبتي الصراط يمينا وشمالا فيمر أولكم كالبرق قال قلت بأبي أنت وأمي أي شيء كمر البرق قال ألم تروا إلى البرق كيف يمر ويرجع في طرفة عين ثم كمر الريح ثم كمر الطير وشد الرجال تجري بهم أعمالهم ونبيكم قائم على الصراط يقول رب سلم سلم حتى تعجز أعمال العباد حتى يجيء الرجل فلا يستطيع السير إلا زحفا قال وفي حافتي الصراط كلاليب معلقة مأمورة بأخذ من أمرت به

اضافہ ہے جتنا کہ مکہ مکرمہ سے ہجر یا ہجر سے مکہ کے درمیان ہے۔

٣٨٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے پھر مومنین کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ جنت ان کے قریب لائی جائے گی، وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ہمارے اباجان! ہمارے لئے جنت کو کھلوائیے وہ کہیں گے ارے جنت سے تمہیں کس نے نکالا؟ تمہارے باپ آدم کی غلطی نے ہی تو نکالا۔ میں تو اس قابل نہیں۔ تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔

حضور ﷺ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں، میں اللہ کا خلیل ہوں لیکن پرے پرے (دور دور سے) تم موسیٰ علیہ السلام کا قصد کرو۔ جن سے اللہ نے کلام فرمایا۔ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے میں تو اس کا اہل نہیں۔ تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں اس کا اہل نہیں۔ تو وہ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔ پس محمد ﷺ کھڑے ہوں گے اور انہیں اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور صلہ رحمی کو بھیجا جائے گا اور وہ دونوں پل صراط کے دونوں طرف کھڑے ہو جائیں گے دائیں بائیں۔

تم میں سے پہلا آدمی بجلی کی سی تیزی سے صراط کو عبور کرے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے بجلی کو نہیں دیکھا؟ کیسی تیزی سے گزرتی اور پلک جھپکنے میں لوٹتی ہے۔ پھر اس کے بعد والا ہوا کی رفتار سے گزرے گا پھر پرندوں کی رفتار سے پل صراط عبور کرے گا۔ پھر آدمی دوڑنے کی رفتار سے پل عبور کرے گا اپنے اعمال کے مطابق۔ ان کے اعمال انہیں دوڑائیں گے۔ اور تمہارے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پل صراط پر کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے اے میرے رب! بچا لیجئے بچا لیجئے یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے (چونکہ بندہ اپنے عمل کے مطابق تیزی سے عبور کرلے گا تو بعض لوگ ایسے آئیں گے کہ ان کا عمل تو خراب ہوگا۔ وہ چلنے اور صراط عبور کرنے سے

فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُونَ خَرِيفًا

عاجز ہوں گے)۔
یہاں تک کہ ایک آدمی آئے گا اور چلنے کی طاقت نہ رکھے گا مگر گھسٹ گھسٹ کر۔ اور پُل صراط کے دونوں کناروں پر لٹکے ہوئے آنکڑے ہوں گے جو مامور ہوں گے اس بات پر کہ جس کے بارے میں انہیں حکم دیا جائے اسے پکڑلیں۔ پس بہت سے زخموں سے چور ہوکر نجات پاجائیں گے (یعنی زخم زخم کھاکر بڑی مشکل سے پل عبور کر کے نجات پاجائیں گے) اور بہت سے وہ ہوں گے الٹ الٹ کر جہنم میں گریں گے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برسوں کی مسافت ہے۔
(اگر کوئی چیز جہنم میں گرائی جائے تو دنیا کے ستر برس تک گرتی جائے تب کہیں جاکر پاتال میں پہنچے گی العیاذ باللہ)

۳۸۱ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا

۳۸۱ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"میں لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو جنت میں سفارش کرے گا اور پیروکاروں کے اعتبار سے انبیاء میں میں ہی سر فہرست ہوں گا۔"

۳۸۲ ..... وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ

۳۸۲ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"میں قیامت کے روز انبیاء میں سب سے زیادہ پیروکار والا ہوں گا اور میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا (کھلواؤں گا)۔

۳۸۳ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ

۳۸۳ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
"میں جنت میں سب سے پہلا شفیع (شفاعت کرنے والا) ہوں گا۔ اور کسی کی انبیاء میں سے اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی (انبیاء میں سے لوگوں نے سب سے زیادہ میری تصدیق کی) اور بے شک انبیاء میں سے بعض نبی ہوں گے کہ ان کی امت میں سے سوائے ایک آدمی کے کسی نے ان کی تصدیق نہیں کی ہوگی۔"

۳۸۴..... وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ

۳۸۴..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤں گا' دروازہ کھلواؤں گا' دربان جنت (رضوان) کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد ﷺ! وہ کہے گا کہ مجھے آپ ہی کے لئے حکم دیا گیا تھا کہ آج سے قبل کسی کے لئے میں دروازہ نہ کھولوں۔

۳۸۵..... حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۳۸۵..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ دعا کرتا ہے (اور وہ ضرور قبول ہوتی ہے) میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعا کو چھپاؤں شفاعت کیلئے اپنی امت کی قیامت کے روز۔

۳۸۶..... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأَرَدْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۳۸۶..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں انشاء اللہ کہ اپنی دعا کو اپنی امت کی قیامت کے روز شفاعت کے لئے چھپا کر رکھوں"۔

۳۸۷..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۷..... اس سند کے ساتھ بھی یہی روایت (ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہ اپنی دعا کو اپنی امت کی قیامت کے روز شفاعت کے لئے چھپا رکھوں) منقول ہے۔

۳۸۸..... و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ ابْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَأَنَا أُرِيدُ إِنْ

۳۸۸..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کی ایک (مخصوص) دعا ہوتی ہے جس سے وہ دعا کرتا ہے (اللہ اسے ضرور قبول کرتے ہیں) میرا انشاء اللہ ارادہ ہے کہ اپنی دعا کو چھپائے رکھوں' قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے۔"

شاء الله أن أختبئ دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة فقال كعب لأبي هريرة أنت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أبو هريرة نعم

کعب احبار ؓ نے یہ سن کر فرمایا ابو ہریرہ ؓ سے کہ کیا آپ نے خود براہ راست حضور ﷺ سے یہ سنا ہے؟ ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ ہاں!

۳۸۹ ـ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب واللفظ لأبي كريب قالا حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل كل نبي دعوته وإني اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة فهي نائلة إن شاء الله من مات من أمتي لا يشرك بالله شيئا

۳۸۹ ـ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک مستجاب (قبولیت کامل والی) دعا ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی دعا جلدی مانگ لی۔ اور میں نے اپنی دعا کو چھپایا ہوا ہے اپنی امت کی قیامت کے روز شفاعت کیلئے [1] اور انشاء اللہ میری شفاعت وہ دعا میری امت کے ہر شخص کو ملے گا بشرطیکہ اللہ کے ساتھ بالکل شرک کرتے ہوئے نہ مرا ہو۔ [2]

۳۹۰ ـ حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا جرير عن عمارة وهو ابن القعقاع عن أبي زرعة عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة يدعو بها فيستجاب له فيؤتاها وإني اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة

۳۹۰ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"ہر نبی کیلئے ایک دعا ہوتی ہے مستجاب۔ نبی وہ دعا مانگتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے اور (جو مانگتا ہے) اسے دیا جاتا ہے۔ اور بے شک میں نے اپنی وہ دعا اپنی امت کے واسطے چھپایا ہوا ہے تاکہ قیامت کے روز شفاعت کروں۔"

۳۹۱ ـ حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري قال حدثنا أبي قال حدثنا شعبة عن محمد وهو ابن زياد قال سمعت أبا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة دعا بها في أمته فاستجيب له وإني أريد إن شاء الله أن أؤخر دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة

۳۹۱ ـ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے لئے ایک دعا ہوتی ہے جو وہ اپنی امت کے حق میں مانگتا ہے تو وہ قبول کی جاتی ہے۔ اور میرا ارادہ انشاء اللہ اپنی دعا کو مؤخر کرنے کا ہے قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے۔"

۳۹۲ ـ حدثني أبو غسان المسمعي ومحمد بن المثنى وابن بشار حدثانا واللفظ لأبي غسان قالوا حدثنا معاذ يعنون ابن هشام قال حدثني أبي عن

۳۹۲ ـ انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جسے وہ اپنی امت کے لئے مانگا کرتا ہے اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن کے لئے

---

[1] سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے آنحضرت ﷺ کی امت سے محبت و شفقت کا کہ اپنی ذات کے لئے تو وہ دعا کی ہی نہیں۔ اور امت کے لئے بھی اس مشکل وقت کے واسطے رکھی جس میں ہر ایک کی جان پر بنی ہوگی۔ اللہ اکبر اللہ ہمیں اپنی رحمت سے اس دعا کا مستحق بنادے۔ آمین

[2] مقصد یہ ہے کہ جو شخص شرک سے پاک ہو کر مرا۔ مرتے وقت شرک سے بالکل بری ہو خواہ گناہگار ہی ہو تو انشاء اللہ اسے میری شفاعت بھی ملے گی اور اس دعا میں بھی وہ شامل ہوگا۔ اس سے اہل سنت کا یہ مذہب بھی ثابت ہوا کہ مرتکب کبیرہ خواہ کتنے ہی بڑے گناہ میں مبتلا رہا ہو ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

چھپار کھی ہے۔

۲۹۳...... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۹۳...... اس سند سے بھی قتادہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت منقول ہے۔

۲۹۴...... حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۴...... قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ یہ روایت منقول ہے مگر وکیع کی روایت میں اعطی کا لفظ اور اسامہ کی حدیث میں ان کے بجائے عن النبی ﷺ ہے۔

۲۹۵...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

۲۹۵...... حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے قتادہ بواسطہ انس والی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔

باب-۷۶ دعاء النبی ﷺ لامته وبکائه ﷺ شفقة علیهم

حضور اکرم ﷺ کی امت کے حق میں شفقت فرماتے ہوئے دعا کرنے اور رونے کا بیان

۲۹۶...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۹۶...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث ہی الفاظ کے ذرا سے فرق کے ساتھ منقول ہے۔ وہ یہ کہ جابر بن عبد اللہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک نبی کے لئے ایک دعا ہے جو اس نے اپنی امت کے لئے مانگی ہے۔ اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن کے لئے محفوظ کرلی ہے۔

۲۹۷...... حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ (رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي) الْآيَةَ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام (إِنْ تُعَذِّبْهُمْ

۲۹۷...... حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بار اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے:

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا ...... الآية

ترجمہ: اے میرے رب! بے شک انہوں نے گمراہ کیا بہت سے لوگوں کو پس جو میری پیروی کرے تو وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یا شبہ آپ بہت معاف کرنے والے رحم کرنے والے ہیں۔"

فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَكَى فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللَّهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ

اور یہ آیت تلاوت فرمائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:
"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ .... الآیۃ "اگر آپ انہیں عذاب دیں تو وہ بے شک آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ انہیں بخش دیں تو بلاشبہ آپ بہت زبردست اور حکمت والے ہیں۔"
پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے (دعا کے لئے) اور فرمایا: اے اللہ! میری امت! میری امت! اور رونے لگے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور اگرچہ تیرا رب خوب جانتا ہے (لیکن پھر بھی) پوچھو کہ کیوں آہ و زاری فرماتے ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ تو حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا اس سے انہیں باخبر کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ تو اس کو زیادہ جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے جبرئیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو کہ:
"بے شک ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کو خوش اور راضی کر دیں گے اور آپ کو ناراض نہیں کریں گے"۔ [1]

باب-۷۷ بیان ان من مات علی الکفر فھو فی النار ولا تنالہ شفاعۃ ولا تنفعہ قرابۃ المقربین

کفر پر مرنے والا جہنم میں جائے گا اور اسے کوئی سفارش اور مقربین کی قرابت داری کوئی نفع نہیں دے گی

۳۹۸...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ أَبِي قَالَ فِي النَّارِ فَلَمَّا قَفَّى دَعَاهُ فَقَالَ إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ

۳۹۸ ...حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ والسلام سے کہا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں (اگر وہ کفر پر مریں تو نبی کی قربت داری بھی نفع نہ پہنچائے گی)۔ [2]

---

[1] نووی شارح مسلم نے فرمایا کہ اس حدیث سے کئی اہم فوائد حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کو امت پر بہت شفقت تھی اور دوسرا یہ کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا کے لئے دونوں ہاتھ بلند کرنا جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ دعا میں بکاء و گریہ و زاری کرنا دعا کی قبولیت میں زبردست تاثیر رکھتا ہے۔ (از زکریا عفی عنہ)
علاوہ ازیں اس حدیث میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مقام معلوم ہوتا ہے اور امت کے لئے بشارت عظمیٰ ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے بھی کمال بزرگی و عظمت کو بتلانا مقصود ہے کہ تسلی محبوب کی خاطر حق تعالیٰ نے آسمان سے جبرئیل علیہ السلام کو بھیج دیا۔

[2] یہ جملہ تو اس شخص کی تسلی کے لئے فرمایا۔ یہاں مسئلہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین کے بارے میں کیا علم ہے؟ تو اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ لیکن اس بارے میں صحیح طریقہ اور احتیاط کا راستہ یہ ہے کہ سکوت اور خاموشی اختیار کی جائے اور آپ (جاری ہے)

۳۹۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا

۳۹۹ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وانذر عشیرتك الاقربین ❶۔ (اور آپ ڈرایئے اپنے برادری والوں کو قریبی رشتہ داروں کو) تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا۔ وہ سب جمع ہو گئے تو عموماً سب کو ڈرایا (اللہ کی نافرمانی اور عذاب سے) پھر خصوصیت سے ڈراتے ہوئے فرمایا اے بنی کعب بن لوئی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے بنی مرۃ بن کعب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے بنو عبد شمس! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے بنی عبد مناف! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اور اے بنی ہاشم! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔
اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔
کیونکہ میں تمہارے معاملہ میں اللہ کے آگے کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ سوائے اس کے تم سے ایک رشتہ اور قرابت ہے جسے میں تر کرتا رہوں گا اس کی تری ❷ سے (یعنی رشتہ اور قرابت داری جوڑے رکھوں گا احسان اور صلہ رحمی کے ذریعہ)۔

۴۰۰ ... وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ جَرِيرٍ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ

۴۰۰ ... عبد الملک بن عمیر سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے۔ باقی حدیث جریر اکمل اور بہتر ہے۔

۴۰۱ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا

۴۰۱ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے بنی عبد المطلب! میں تمہارے معاملہ میں اللہ کے سامنے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا (تمہیں جہنم سے بچانے کا) مجھ سے میرا جو مال مانگنا چاہو تو مانگ لو (مال تو

(گذشتہ سے پیوستہ) کے والدین کے بارے میں قطعی حکم جنت یا دوزخ کا لگانے کے بجائے اسے اللہ پر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس مسئلہ کا کوئی تعلق انسان کے عمل و عقیدہ سے نہیں۔ اور نہ ہی آخرت میں انسان سے اس بارے میں مواخذہ ہوگا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ سورۃ الشعراء پ ۱۹ ارکوع ۱۱۔

❷ آنحضرت ﷺ کے اس جملہ کا مقصد ایک تشبیہ ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے قطع رحمی کو حرارت و گرمی سے اور صلہ رحمی کو گرمی کم کرنے اور بجھانے سے تشبیہ دی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے۔ بلوا ارحامکم یعنی صلہ رحمی کیا کرو۔ واللہ اعلم

صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ

دے سکتا ہوں کہ میرا اپنا ہے لیکن جہنم سے نہیں بچا سکتا)۔

۴۰۲...... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا

۴۰۲ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب آپ ﷺ پر "وانذر عشيرتك الاقربين" نازل ہوئی: اے خاندانِ قریش! اللہ سے اپنی جانوں کو خرید لو (اعمالِ صالحہ کے ذریعہ اور ایمان کے ذریعہ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔
اے بنی عبدالمطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں کام نہ آؤں گا تمہیں اللہ کے آگے (جہنم سے بچانے کے لئے) کچھ بھی۔ اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی! میں تمہیں بھی اللہ کے سامنے کسی چیز سے بے نیاز نہ کرسکوں گا۔ اے فاطمہ بنتِ محمد! مجھ سے جو چاہے مانگ لے (دنیا کی چیز) لیکن میں اللہ کے سامنے تیرے کسی کام نہ آؤں گا"۔

۴۰۳...... و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا

۴۰۳...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے سابقہ روایت کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

۴۰۴...... حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا أَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادَى يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافَاهْ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهْ

۴۰۴...... حضرت قبیصہ بن المخارق رضی اللہ عنہ اور زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیتِ کریمہ "وانذر عشيرتك الاقربين"۔ نازل ہوئی تو نبی ﷺ پہاڑ کی ایک چٹان کی طرف گئے اور اس کے بلند ترین پتھر پر چڑھے اور آواز لگائی اے بنی مناف! میں ڈرانے والا ہوں۔ میری اور تمہاری مثال ایک ایسے آدمی کی ہے کہ جس نے کسی دشمن کو دیکھا اور اپنے گھر والوں کو بچانے کے لئے چل پڑا پھر اسے ڈر ہوا کہ دشمن کہیں اس سے جلدی نہ پہنچ جائے تو شور مچاتے لگا یا صباحاہ۔ [1]

---

[1] یا صباحاہ کا نعرہ عرب اس وقت لگاتے ہیں جب وہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں اور مدد کی ضرورت ہو۔ جب یہ آواز کانوں میں پہنچتی ہے تو سب اس کی مدد کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو میں بھی تمہارے دشمن سے واقف ہوں اور تمہیں بچانے کے لئے نکلا ہوں۔

٤٠٥ وحدّثنا مُحمّدُ بْنُ عبد الْأعْلى قال حدّثنا الْمُعْتمرُ عنْ أبيه قال حدّثنا أبو عُثْمان عنْ زُهيْر بْن عمْرو وقبيصة بْن مُخارق عن النّبيّ صلى الله عليه وسلّم بنحْوه

۴۰۵ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

٤٠٦ وحدّثنا أبو كُريْب مُحمّدُ بْنُ الْعلاء قال حدّثنا أبو أسامة عن الْأعْمش عنْ عمْرو بْن مُرّة عنْ سعيد بْن جُبيْر عن ابْن عبّاس قال لمّا نزلتْ هذه الْآيةُ ﴿ وأنْذرْ عشيرتك الْأقْربين ﴾ ورهْطك منْهُمُ الْمُخْلصين خرج رسُولُ الله صلى الله عليه وسلّم حتّى صعد الصّفا فهتف يا صباحاهْ فقالُوا منْ هذا الّذي يهْتفُ قالُوا مُحمّدٌ فاجْتمعُوا إليْه فقال يا بني فُلان يا بني فُلان يا بني فُلان يا بني عبْد مناف يا بني عبْد الْمُطّلب فاجْتمعُوا إليْه فقال أرأيْتكُمْ لوْ أخْبرْتُكُمْ أنّ خيْلًا تخْرُجُ بسفْح هذا الْجبل أكُنْتُمْ مُصدّقيّ قالُوا ما جرّبْنا عليْك كذبًا قال فإنّي نذيرٌ لكُمْ بيْن يديْ عذاب شديد قال فقال أبو لهب تبًّا لك أما جمعْتنا إلّا لهذا ثُمّ قام فنزلتْ هذه السُّورةُ تبّتْ يدا أبي لهب وقدْ تبّ كذا قرأ الْأعْمشُ إلى آخر السُّورة

۴۰۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت کریمہ "وانذر عشیرتك الاقربین" و "رھطك منھم المخلصین" (یہ دوسری آیت منسوخ ہے اب صرف پہلی آیت باقی ہے) نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نکلے اور صفا پر چڑھ گئے اور نعرہ بلند کیا یاصباحاہ! لوگوں نے کہا یہ کون پکار رہا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محمد ہے۔ چنانچہ سب جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے بنی فلاں! اے بنی فلاں! اے بنی فلاں! اے بنی عبد مناف! اے بنی عبدالمطلب۔ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تمہیں بتلاؤں کہ اس پہاڑ کے نیچے دامن سے گھوڑے نکل رہے ہیں (یعنی دشمن حملہ کرنے والا ہے) تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟

وہ کہنے لگے کہ ہم نے ہم آپ کے بارے میں کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا (کہ آپ جھوٹ بولتے ہوں۔ یعنی ہم نے ہمیشہ آپ کو سچ بولتے دیکھا ہے لہٰذا ہم آپ کی تصدیق نہیں کر سکتے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یقیناً تمہیں ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے جو سامنے آ چکا ہے)۔ پھر ابولہب نے کہا: تیرے لئے ہلاکت ہو (نعوذ باللہ) کیا تو نے ہمیں کسی اور وجہ سے نہیں جمع کیا سوائے اس ایک وجہ کے۔ پھر وہ کھڑا ہوا تو یہ سورت نازل ہوئی "۔ تبت یدا ابی لھب۔ ⓿

٤٠٧ ..... وحدّثنا أبو بكْر بْنُ أبي شيْبة وأبو كُريْب قالا حدّثنا أبو مُعاوية عن الْأعْمش بهذا الْإسْناد قال صعد رسُولُ الله صلى الله عليْه وسلّم ذات يوْم

۴۰۷ اعمش سے اسی سند کے ساتھ یہ روایت منقول ہے کہ ایک دن رسول ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور یا صباحاہ پکارا جیسا کہ ابو اسامہ کی روایت میں مذکور ہے مگر اس میں آیت وانذر عشیرتك الاقربین کا

⓿ اس پوری مختصر سورت میں ابولہب کا ہی تذکرہ ہے "ہلاک ہو گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور ہلاک ہو گیا نہ اس کے مال نے کوئی نفع پہنچایا اور نہ اس کی کمائی نے، عنقریب ایسی آگ میں جلے گا جو بھڑکتے ہوئے شعلوں والی ہوگی اور اس کی بیوی بھی لکڑیوں کا بوجھ اٹھانے والی اس کی گردن میں مونجھ کی بٹی ہوئی رسی ہے۔" (سورۃ تبت یدا ابی لھب پ ۳۰)

الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهْ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُولَ الْآيَةِ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)

نزول مذکور نہیں۔

باب-۷۸ شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم لابي طالب والتخفيف عنه بسببه

حضور اکرم ﷺ کا ابو طالب (چچا) کے لئے سفارش کرنا اور اس کے سبب سے ان کی سزا میں تخفیف کا بیان

۴۰۸ـــ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

۴۰۸..... حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے بھی ابو طالب کو کوئی فائدہ پہنچایا؟ کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے (دوسروں پر) غصہ ہوتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہاں! وہ جہنم کے اوپر والے درجہ میں ہیں۔ اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میری شفاعت نہ ہوتی) تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

۴۰۹ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ

۴۰۹..... حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! "بے شک ابو طالب آپ کی بہت حفاظت اور مدد کرتے تھے، اور آپ کی خاطر (لوگوں پر) غصہ ہوتے تھے، تو کیا یہ سب کام انہیں نفع دیں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا! ہاں۔ میں نے انہیں جہنم کے تحت مقامات میں پایا لہٰذا میں انہیں اوپر کے طبقہ تک نکال لایا۔

۴۱۰ـــ وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ

۴۱۰..... حضرت سفیان یہ روایت نبی اکرم ﷺ سے ابو عوانہ کی روایت (ابو طالب جہنم کے اوپر والے درجہ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے) کی طرح نقل کرتے ہیں۔

۴۱۱ـــ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ

۴۱۱..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے

ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ

سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید قیامت کے روز میری شفاعت انہیں فائدہ پہنچائے اور انہیں جہنم کے سب سے ہلکے عذاب میں رکھا جائے جو ان کے ٹخنوں تک پہنچے جس سے ان کا دماغ ابلنے لگے۔

۴۱۲ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ

۴۱۲ ...... حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہل جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا کہ اسے دو جوتے آگ کے پہنائے جائیں گے جس سے اس کا بھیجا ان جوتوں کی حرارت سے جوش مارنے لگے گا۔ (العیاذ باللہ)

۴۱۳ ...... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ۔

۴۱۳ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہل جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا اور وہ دو جوتے (آگ کے) پہنے ہوئے ہوں گے ان کی (گرمی کی شدت) سے ان کا دماغ ابلنے لگے گا"۔

۴۱۴ ...... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَقَ يَقُولُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

۴۱۴ ...... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دے رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا: "عذاب کے اعتبار سے اہل جہنم میں قیامت کے روز ایک شخص ہوگا اسکے تلووں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اسکا دماغ (ہانڈی کی طرح) ابلنے لگے گا۔"

۴۱۵ ...... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِ الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ

۴۱۵ ...... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہل دوزخ میں سب سے کم تر عذاب اس کو ہوگا جس کے دو جوتے اور دو تسمے آگ کے ہوں گے جن سے ان کا دماغ ایسے جوش مارے گا جیسے ہانڈی (پکتے وقت) جوش مارتی ہے۔ اور اس کا خیال ہوگا کہ کسی کو بھی

أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا

اتنا شدید عذاب نہ ہوا ہوگا اور حقیقتاً اسے سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

باب-۷۹ الدليل على من مات على الكفر لا ينفعه عمل

حالتِ کفر پر مرنے والے شخص کو اس کا کوئی عمل (آخرت میں) نفع نہ دے گا

٤١٦ . حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ

۴۱۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ابن جدعان جو جاہلیت میں (ایک شخص تھا) صلہ رحمی کیا کرتا تھا، مسکین کو کھانا کھلایا کرتا تھا، تو کیا یہ اعمال اسے فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے یہ اعمال اسے نفع نہ دیں گے اس نے کبھی یہ نہیں کہا "اے میرے رب! قیامت کے روز میرے گناہوں کو بخش دیجئے۔ ❶

باب-۸۰ موالاة المؤمنين و مقاطعة غيرهم والبراءة منهم

مومنین سے تعلق و محبت رکھنا اور کفار سے بائیکاٹ رکھنا اور ان سے بیزاری کا اظہار کرنا ضروری ہے

٤١٧ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي يَعْنِي فُلَانًا لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ

۴۱۷ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے علی الاعلان زور سے سنا آہستہ اور خفیہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! بے شک فلاں ❷ شخص کی اولاد میرے اقرباء و اعزہ میں شامل نہیں اور بے شک میرا ولی و کارساز تو اللہ اور نیک مومنین ہیں۔"

---

❶ نووی نے فرمایا کہ اس شخص کا نام عبداللہ بن جدعان تھا جو تمیم بن مرہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اقرباء اور رؤساء قریش میں سے تھے اس کا تعلق تھا۔

قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے اعمال صالحہ آخرت میں فائدہ نہ دیں گے نہ ہی انہیں کسی قسم کا اجر ملے گا۔ نہ اس سے ان کا عذاب ختم ہوگا۔ البتہ دوسرے کافر کی بہ نسبت ایسے کافر کی سزا میں تخفیف ہو سکتی ہے" یعنی اگر وہ یہ اعمال نہ کرتا تو اسے بھی ویسا ہی سخت عذاب دیا جاتا۔

احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ کافر کو اس کے تمام اعمال صالحہ کا صلہ و اجر دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے دنیاوی اشیاء کی شکل میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو ضائع نہیں فرماتے۔ تو کافر جو اعمال صالحہ کرے گا تو اسے بھی اللہ ضائع نہیں فرمائیں گے لیکن چونکہ وہ وما له في الآخرة من نصيب میں سے ہوگا لہٰذا آخرت میں تو اس کا عمل کوئی فائدہ نہ دے گا ہاں دنیا کے اندر ہی اس کے نیک اعمال کا صلہ مادی اشیاء و عوارض کی شکل میں اسے مل سکتا ہے۔ واللہ اعلم ان كان صوابا فمن الله وإن كان خطاء فمني ومن الشيطان۔ زکریا عفی عنہ

❷ یہاں آپ ﷺ نے اس شخص کا جس کی اولاد کے بارے میں یہ فرمایا نام بھی لیا تھا لیکن راوی نے خوف فتنہ یا اس شخص کی شرارت و فساد سے بچنے کے لئے نام نہیں لیا۔ بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے قرابت داری اور رشتہ داری کا تعلق رکھنا صحیح نہیں۔ اور اگر کسی کافر سے کوئی قرابت و تعلق کا اظہار کرنے کے بجائے اس سے تعلق نہ رکھنا چاہئے۔ ہاں مرنے یا غم و مصیبت کے وقت اس کی مدد کی جا سکتی ہے یا کافر کے ساتھ کاروبار اور تجارت کی جا سکتی ہے جب کہ اس میں مسلمان کے دین و ایمان کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ

باب-۸۱　الدليل علي دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب

مسلمانوں کی بعض جماعتوں کا بغیر حساب و عذاب کے جنت میں دخول کا بیان

٤١٨......حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الْجُمَحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

۴۱۸ ..... حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"میری امت میں ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے"۔ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادیں۔ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی "اے اللہ! اس کو بھی ان میں شامل کردے۔"
پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ! اللہ سے دعا فرمایئے مجھے بھی ان میں شامل کردے۔"
آپ ﷺ نے فرمایا: "عکاشہ تم سے سبقت لے گیا"۔ [1]

٤١٩......و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ الرَّبِيعِ

۴۱۹ ..... حضرت ابوہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ سے ربیع والی روایت (میری امت میں ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے الخ) کی طرح نقل کرتے ہیں۔

٤٢٠......حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ

۴۲۰ ..... حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے:
"میری امت کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) ہوں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتے ہوئے ہوں گے۔"
ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عکاشہ ﷺ بن محصن الاسری کھڑے ہوئے اپنی چادر اٹھاتے ہوئے اور فرمایا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے ان ستر ہزار میں شامل فرمالیجئے۔

---

[1] پہلے شخص جنہوں نے یہ درخواست کی تھی ان کا نام عکاشہ ﷺ بن محصن الاسری تھا اور حضور علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا فرمائی جب کہ دوسرے شخص کے حق میں دعا نہیں فرمائی۔ علماء نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتلادیا گیا ہوگا کہ دوسرے آدمی کے حق میں آپ ﷺ کی دعا قبول نہ ہوگی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے دعا نہیں فرمائی۔
ایک قول یہ ہے کہ یہ دوسرا شخص منافق تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے دعا نہیں فرمائی۔ واللہ اعلم

رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

پھر انصار کے ایک شخص کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔"

۴۲۱ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا زُمْرَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ

۴۲۱ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں سے ستر ہزار کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی اور بعض ان میں سے چاند چہرہ ہوں گے" (چاند کی طرح دمکتے روشن چہرے والے ہوں گے)۔

۴۲۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

۴۲۲ ... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں سے ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو داغ ❶ نہیں دیتے، نہ ہی منتر وغیرہ کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں"۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ کے رسول! دعا کیجئے اللہ سے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے، حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم ان

❶ اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی داغ وغیرہ دینا زخموں میں یہ حرام ہے۔ اور اس سے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ علاج معالجہ بھی جائز نہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے صحیح روایات اور بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کی رو سے علاج کرنا اور مختلف اشیاء کو مختلف امراض کے لئے نافع بتانا ثابت ہے۔ لہٰذا علاج کرنا تو سنت نبوی ہے نہ کہ علاج چھوڑ دینا۔

پھر حدیث کے مطلب میں علماء کا اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا عموماً لوگ علاج اور دوا کو ہی مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں اور اللہ کی مرضی اور اس کی طرف شفا کو منسوب نہیں کرتے۔ بہر حال اس حدیث میں داغنے کو منافی جنت عمل بتلایا ہے۔ اور اس داغنے سے مراد وہ ہے جیسے بعض قبائل میں جسموں کو داغا جاتا ہے باطل عقیدے کی بناء پر یہ حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کے مترادف ہے جہاں تک "رقیہ" جس کے معنی تعویذ وغیرہ دینے کے ہیں حدیث باب میں اسے بھی خلاف جنت عمل بتلایا گیا۔ لیکن دوسری طرف بعض میں یہ آیا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سورۃ فاتحہ کا تعویذ اور دم وغیرہ کیا۔ بلکہ بعض میں اس پر اجرت لینے کا بھی ذکر ہے۔ جس سے بظاہر دونوں قسم کی احادیث میں تعارض نظر آتا ہے۔ لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ رقی اور تعویذ دم وغیرہ اگر قرآن کریم کی آیات سے ہوں اور اس عقیدے سے ساتھ ہوں کہ شفاء وصحت اللہ کی مرضی کے تابع ہیں۔ اور وہی شافی مطلق ہے تو ایسے رقی و تعویذ میں کوئی حرج نہیں اور صحابہ سے بھی رقی ثابت ہے۔

جب کہ کسی رقی غیر اسلامی طریقہ سے یا خلاف قرآن وسنت طریقہ سے کیا جائے یا باطل عقیدہ کی بناء پر کیا جائے یا ان سے کسی غلط کام میں مدد لی جائے تو حرام اور ناجائز ہے۔ اور اس حدیث میں ایسے ہی رقی اور جادو منتر وغیرہ مراد ہیں۔ واللہ اعلم

میں سے ہو۔ ایک اور آدمی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ فرمایا: عکاشہ! تم سبقت لے گئے"۔

٤٢٣۔۔۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ عُمَرَ أَبُو خُشَيْنَةَ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْأَعْرَجِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

۴۲۳۔۔۔۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون ہوں گے؟ یا رسول اللہ! فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو رُقی (غلط تعویذ یا جادو منتر وغیرہ) نہیں کرتے اور نہ ہی بدفالی وغیرہ لیتے ہیں، نہ ہی داغ دیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

٤٢٤۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُونَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

۴۲۴۔۔۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میری امت میں سے ستر ہزار افراد ضرور جنت میں داخل ہوں گے یا فرمایا سات لاکھ جنت میں داخل ہوں گے ابوحازم (راوی) کو یاد نہیں دونوں میں سے کیا فرمایا تھا۔ اور وہ سب ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے (صف باندھے اس طرح داخل ہوں گے کہ) جب تک ان کا آخری آدمی جنت میں نہ داخل ہوگا پہلا بھی داخل نہ ہوگا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتے ہوئے ہوں گے۔

٤٢٥۔۔۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ قُلْتُ أَنَا ثُمَّ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلَاةٍ وَلَكِنِّي لُدِغْتُ قَالَ فَمَاذَا صَنَعْتَ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ قُلْتُ حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ فَقَالَ وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِيُّ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَقَالَ قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى

۴۲۵۔۔۔۔ حضرت حصینؒ بن عبدالرحمان فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن جبیرؒ (مشہور تابعی) کے پاس تھا انہوں نے فرمایا: تم میں سے کسی نے وہ ستارہ دیکھا تھا جو کل رات ٹوٹا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے دیکھا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ میں نماز میں مشغول نہ تھا بلکہ مجھے ڈس لیا گیا تھا (ایک بچھو نے ڈسا تھا اس وجہ سے سو نہ سکا اور یہی وجہ تھی کہ ستارہ ٹوٹتے دیکھ لیا) پھر سعیدؒ نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ (ڈسنے کا علاج کیا کیا) میں نے کہا کہ میں نے "رُقیہ" تعویذ گنڈا وغیرہ کیا۔ انہوں نے کہا تعویذ کس وجہ سے کیا؟ میں نے کہا کہ ایک حدیث کی بناء پر جسے شعبیؒ نے ہم سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ شعبیؒ نے تم سے کون سی حدیث

إلى ما سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي هٰذَا مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْمُهُ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ الْآخَرِ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللهِ وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

بیان کی ہے؟ میں نے کہا انہوں نے ہم سے بریدہ بن حصیب الاسلمی ؓ کے واسطہ بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: رقیہ (تعویذ گنڈا) وغیرہ نہیں ہے مگر نظر بد یا بچھو وغیرہ کے ڈنک میں (یعنی ان دو چیزوں کے علاوہ کسی میں فائدہ نہیں دیتا)۔

سعید بن جبیر نے فرمایا کہ جس نے جو کچھ سنا اور اسکے مطابق عمل کیا اس نے اچھا کیا۔ لیکن ہم سے تو ابن عباس ؓ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے سامنے تمام امتوں کو پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا۔ ایک نبی ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا گروہ ہے اور بعض نبی وہ ہیں کہ ان کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہیں (ان کے پیروکار) اور بعض کے ساتھ ایک بھی آدمی نہیں تھا اسی اثناء میں ایک بہت بڑا مجمع میری نگاہوں کے سامنے لایا گیا میں نے خیال کیا کہ یہ میری امت ہے' تو مجھ سے کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ لیکن آپ افق پر نگاہ رکھیے۔ میں نے افق پر نگاہ دوڑائی تو ایک عظیم الشان جماعت نظر آئی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ دوسرے افق پر نگاہ ڈالئے میں نے دیکھا تو ایک بہت ہی کثیر مجمع تھا۔ مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو جنت میں بغیر حساب وعذاب کے داخل ہوں گے۔

پھر آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے دولت کدہ میں داخل ہو گئے۔ ادھر لوگ اس غور وخوض میں پڑ گئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو جنت میں بغیر حساب وعذاب کے داخل ہوں گے؟

بعض نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہوں' جنہوں نے رسول اللہ کی صحبت اٹھائی' بعض نے کہا نہیں شاید یہ وہ لوگ ہوں جو حالت اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بالکل شرک نہیں کیا۔ اور بھی بہت سی باتیں لوگوں نے کہیں۔ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ کس بارے میں غور وخوض کر رہے ہو؟ لوگوں نے آپ ﷺ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود گنڈا تعویذ ٹونہ وغیرہ کرتے ہیں نہ کرواتے ہیں' نہ بدشگونی لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن ؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل فرمادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم ان میں سے ہو"۔

پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔"

۴۲٦۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ حَدِيثِهِ

۴۲٦۔۔۔۔۔حضرت ابن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں بقیہ حدیث ہشیم والی روایت کی طرح ہے مگر اس میں شروع کا حصہ مذکور نہیں۔

باب-۸۴　　كون هذه الامة نصف اهل الجنة

امت محمدیہ کل اہل جنت کا نصف حصہ ہوگی

۴۲۷۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي ثَوْرٍ أَسْوَدَ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِي ثَوْرٍ أَبْيَضَ

۴۲۷　حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو؟ ہم نے یہ سن کر (مارے خوشی کے) نعرۂ تکبیر بلند کیا (کہ جنت میں ایک چوتھائی حصہ ہم ہوں گے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت کا ایک تہائی اور ۳ حصہ ہو؟ ہم نے پھر (مارے خوشی کے) نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے۔ اور اس کی وجہ میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ مسلمان کفار کے اندر ایسے ہیں جیسے: ایک سفید بال سیاہ بیل میں یا ایک سیاہ بال سفید بیل میں۔

۴۲۸۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ

۴۲۸　حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تقریباً ۴۰ افراد کے ساتھ بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم لوگ (امت محمدیہ) کل اہل جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو؟ تو ہم نے کہا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر بھی راضی ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو؟ ہم

أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَاكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ

نے کہا کہ جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے بے شک مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا نصف ہو گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہوگا اور مشرکوں میں تمہاری مقدار ایسی ہی ہے جیسے: ایک سفید بال سیاہ بیل میں ہو ایک سیاہ بال سفید بیل میں ہو۔

۴۲۹..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةِ أَدَمٍ فَقَالَ أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللَّهُمَّ اشْهَدْ أَتُحِبُّونَ أَنَّكُمْ رُبُعُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَتُحِبُّونَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ

۴۲۹..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا آپ ﷺ نے اپنی پشت مبارک ایک چمڑے کے خیمہ سے ٹیک دی اور فرمایا: خبردار! جنت میں سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اے اللہ! کیا میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! آپ گواہ رہیے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت کے ایک چوتھائی ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا! تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی ہو جاؤ؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے تم دوسری امتوں (مشرکین و کفار) میں نہیں ہو گے مگر اتنے ہی جیسے ایک سیاہ بال سفید بیل میں یا ایک سفید بال سیاہ بیل میں ہوتا ہے۔[1]

۴۳۰ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَاكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ (وَتَضَعُ كُلُّ

۴۳۰..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل (قیامت میں) فرمائیں گے: اے آدم! وہ کہیں گے لبیك و سعدیك والخیر فی یدیك (میں حاضر ہوں آپ کی اطاعت و خدمت میں اور ہر طرح کی خیر آپ کے دست قدرت میں ہے) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جہنمیوں کو نکال لو؟ وہ کہیں گے کون سے جہنمی؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے نکال لو (یعنی فی ہزار

---

[1] مقصد اس جملہ کا واللہ اعلم یہ ہے کہ امت محمدیہ کے کل کفار و مشرکین کی تعداد سابقہ امتوں کے کفار و مشرکین کی کل تعداد میں آٹے میں نمک کے برابر ہوگی۔ جس طرح سیاہ یا سفید بیل میں ایک سیاہ یا سفید بال بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے اسی طرح امت محمدیہ کے مشرکین بھی دوسری امتوں کے مشرکین کے اندر اتنے تھوڑے ہی ہوں گے۔

ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سَكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ ﴾ قَالَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ

ایک آدمی جنتی ہوگا)۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وقت ہوگا جب بچہ (خوف و فکر سے) بوڑھا ہو جائیگا اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل نکال دیگی اور تو دیکھے گا لوگوں کو مدہوش نشہ میں مگر وہ مدہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا شدید ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات نہایت شاق گذری (کہ پھر تو جنت میں جانا بڑا مشکل ہے) لہٰذا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہ معلوم ہم میں سے وہ خوش قسمت مرد کون ہوگا؟ (جنت میں جانے والا)

حضور علیہ السلام نے فرمایا: خوش ہو جاؤ کہ یاجوج ماجوج میں سے ہزار کافر اور تم میں سے ایک کافر برابر ہوں گے (یعنی اگر ہر قوم کے کفار کا حساب کیا جائے تو یاجوج یاجوج کی قوم کے کفار کے مقابلہ میں تمہاری (امت محمدیہ) کی نسبت ایک اور ہزار کی ہوگی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ تم اہلِ جنت میں سے ایک چوتھائی ہو جاؤ گے۔ ہم نے اللہ کی تعریف و کبریائی بیان کی (اس بات پر خوشی سے) آپ ﷺ نے پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بلاشبہ یہ امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی ہو گے۔ ہم نے اللہ کی تعریف و بڑائی بیان کی۔

آپ ﷺ نے پھر دوبارہ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے "بلاشبہ مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف حصہ ہو گے۔"

دوسری امتوں (کفار و مشرکین) کے مقابلہ میں تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں یا گدھے کے اگلے دست پر ایک داغ (یعنی تمہاری امت کے کفار بہت کم ہوں گے)

۴۳۶...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا مَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ وَلَمْ يَذْكُرَا أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ

۴۳۶...... اس سند سے بھی اعمش رحمہ اللہ سے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ تم آج کے دن اور لوگوں کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل میں یا ایک سیاہ بال سفید بیل اور گدھے کے پیر کے نشان کا تذکرہ نہیں کیا سابقہ حدیث الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ منقول ہے۔

کتاب الطہارت

کتاب الطہارت

باب-۸۳ فضل الوضـــوء
فضیلتِ وضو کا بیان

۴۳۲..... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا

۴۳۲..... حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور الحمد للہ میزانِ اعمال کو (حسنات سے) بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں مل کر زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو (نیکیوں سے) بھر دیتے ہیں۔ اور نماز نور ہے، صدقہ حجت ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن یا تمہارے واسطے حجت ہے یا تمہارے اوپر حجت ہے۔ ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے، پس ہر ایک اپنے آپ کو بیچتا ہے پھر یا تو اسے آزاد کرالیتا ہے یا اسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے"۔ [1]

---

[1] علماء شراح نے اس حدیث کی شرح میں حضور علیہ السلام کے ارشاد "والطھور شطر الایمان" کہ صفائی نصف ایمان ہے پر کلام کیا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور صرف صفائی و پاکیزگی آدھا ایمان کس طرح ہو سکتی ہے؟
چنانچہ بعض علماء نے فرمایا کہ طہارت کا ثواب اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ ایمان کے آدھے ثواب تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ جس طرح ایمان حالت کفر کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اسی طرح وضو بھی گناہوں کو دھوتا ہے۔ لہٰذا اس بناء پر نصف ایمان کے برابر ہوا کیونکہ وضو بغیر ایمان کے معتبر نہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حدیث میں "شطر" کا لفظ ہے۔ اور اس میں یہ ضروری نہیں کہ دو برابر حصے ہوں۔ آدھوں آدھ ضروری نہیں۔ اور آپ ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔
احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ طہارت و پاکیزگی خواہ وضو کی صورت میں ہو بذریعہ غسل حاصل کی جائے اکثر عبادات میں شرط ہے مثلاً: نماز کی تو پہلی اور بنیادی شرط طہارت ہے۔ جب کہ تلاوت قرآن (مس قرآن) طواف کعبۃ اللہ اور مناسک حج مثلاً: سعی وغیرہ میں بھی طہارت شرط ہے۔ طواف کعبہ اور سعی دونوں مناسک حج کے اہم ارکان ہیں۔ تو اسلام کی بنیادی چار ارکان نماز، روزہ، زکوۃ، حج میں سے دو میں طہارت شرط ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صفائی نصف ایمان ہے"۔ واللہ اعلم۔ ان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطاء فمنی ومن الشیطان۔
اور فرمایا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ میزان اعمال کو اور زمین و آسمان کے درمیان خلا کو نیکیوں سے بھر دیتے ہیں۔
اس طرح فرمایا کہ نماز نور ہے کیونکہ نماز بے حیائی اور منکرات سے روکتی ہے۔ اور جب انسان بذریعہ نماز گناہوں سے رک گیا تو گویا ایک نور اس کے اندر پیدا ہو گیا جو اسے گناہوں کی ظلمت سے اعمال صالحہ کے نور کی طرف نکال لایا۔ اور صدقہ دلیل ہے۔ یعنی صدقہ قیامت میں "مصدق" صدقہ دینے والے کے لئے حجت اور دلیل بن جائے گا نجات کے لئے۔ اور فرمایا: صبر قیامت میں روشنی کا ذریعہ ہوگا۔ اور قرآن تم پر یا تمہارے لئے حجت ہے یعنی اگر قرآن کریم پر عمل کرو گے تو یہ تمہاری نجات کے لئے حجت بن جائے گا۔ جیسے کہ حدیث میں ہے کہ روزہ اور قرآن باری تعالیٰ سے سفارش کریں گے۔ اور اگر تم عمل نہیں کرو گے تو یہی قرآن تمہاری نجات کے بجائے عذاب کے لئے تم پر حجت بن جائے گا۔

(جاری ہے)

باب-۸۴ وجوب الطهارة للصلاة

نماز کیلئے طہارت واجب ہونے کا بیان

۴۳۳ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لِي يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ

۴۳۳ - حضرت مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ابن عامر کے پاس ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے وہ بیمار تھے ابن عامر نے فرمایا کہ اے ابن عمر! کیا آپ میرے لئے اللہ سے دعا نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا بغیر پاکی کے نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی مال غنیمت میں خیانت کر کے حاصل کئے ہوئے مال کا صدقہ قبول ہوتا ہے۔ اور تم تو بصرہ کے گورنر تھے۔ ❶

۴۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو

۴۳۴ - سماک بن حرب رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت (بغیر پاکی کے نماز قبول نہیں ہوتی اور غنیمت میں خیانت کیے

(گذشتہ سے پیوستہ)

علاوہ ازیں فرمایا کہ ہر شخص صبح کو اپنے نفس کو فروخت کرتا ہے کوئی اسے آزاد کرالیتا ہے یا اسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان دن بھر جن اعمال میں لگا رہتا ہے ان کی وجہ سے وہ یا تو اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرلیتا ہے یا بداعمالیوں کے سبب اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اس حدیث میں ابن عامر جو والی بصرہ رہ چکے تھے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دعا کی درخواست کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں حضور علیہ السلام کی مذکورہ بالا حدیث سنادی جس کا مقصد یہ تھا کہ جب تم بصرہ کے گورنر رہ چکے ہو تو تم بھی غلول اور خیانت سے محفوظ نہیں ہو لہذا تمہارے لئے کیا دعا کروں۔ علماء نے لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد زجر و توبیخ اور ابن عامر کو توبہ کی طرف راغب کرنا تھا نہ کہ کسی مرتکب گناہ کے لئے دعا کے ناجائز ہونے کا اشارہ کرنا مقصود تھا۔ کیونکہ خود نبی علیہ السلام نے فساق و فجار کے لئے دعا کی ہے۔

علامہ نووی شارح مسلم نے فرمایا کہ وضو کب واجب ہوتا ہے؟ بعض علماء نے فرمایا کہ حدث (ناپاکی) لاحق ہونے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ جب کہ بعض نے فرمایا جب تک نماز کا ارادہ نہ کرے وضو واجب نہیں ہوتا نماز کے لئے جب ارادہ کرے گا تو وضو واجب ہو جائے گا۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ بغیر وضو کے نماز حرام ہے۔ اور اس میں نفل، سنت، سجدۂ تلاوت و شکر یا نماز جنازہ وغیرہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

پھر علماء نے اس پر کلام کیا ہے کہ اگر کوئی شخص دیدہ و دانستہ بغیر وضو کے نماز پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟ جمہور علماء کے نزدیک سخت ترین گناہ ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے اسلام کے اہم ترین بنیادی رکن کو کھیل اور تماشہ بنالیا ہے۔

یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو کہ اسے نہ پانی دستیاب ہو اور نہ ہی پاک مٹی تیمم کے لئے تو اس کے لئے نماز کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ اس پر نماز پڑھنا اسی حالت میں واجب ہے اور اس کے پانی ملنے کے بعد قضاء کرنا بھی واجب ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس وقت نماز پڑھنا حرام ہے اور قضاء واجب ہے۔ بعض نے فرمایا کہ نماز پڑھنا مستحب اور وضو کر کے قضا کرنا واجب ہے۔ واللہ اعلم

بكر بن أبي شيبة حدثنا حسين بن علي عن زائدة ح قال أبو بكر ووكيع عن إسرائيل كلهم عن سماك بن حرب بهذا الإسناد عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله

ہوئے مال کا صدقہ قبول نہیں ہوتا) نقل کرتے ہیں۔

۴۳۵ حدثنا محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق بن همام حدثنا معمر بن راشد عن همام بن منبه أخي وهب بن منبه قال هذا ما حدثنا أبو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر أحاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقبل صلاة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ

۴۳۵... حضرت ہمام بن منبہؒ (جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو ہم سے حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان فرمائی تھیں۔ پھر ان میں سے کئی حدیثیں ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کی جاتی جب کہ وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کر لے۔"

باب-۸۵

صفة الوضوء وكماله

وضو کی کامل ترتیب و تفصیل

۴۳۶ حدثني أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن عبد الله بن عمرو بن سرح وحرملة بن يحيى التجيبي قالا أخبرنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب أن عطاء بن يزيد الليثي أخبره أن حمران مولى عثمان أخبره أن عثمان بن عفان رضي الله عنه دعا بوضوء فتوضأ فغسل كفيه ثلاث مرات ثم مضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلاث مرات ثم غسل يده اليمنى إلى المرفق ثلاث مرات ثم غسل يده اليسرى مثل ذلك ثم مسح رأسه ثم غسل رجله اليمنى إلى الكعبين ثلاث مرات ثم غسل اليسرى مثل ذلك ثم قال رأيت رسول الله ﷺ توضأ نحو وضوئي هذا ثم قال رسول الله ﷺ من توضأ نحو وضوئي هذا ثم قام فركع ركعتين لا يحدث فيهما

۴۳۶... حضرت حمرانؓ جو حضرت عثمانؓ بن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے وضو کا پانی منگوایا، پھر وضو فرمایا، آپؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھویا، پھر کلی کی اور ناک صاف کی۔ اور اپنے چہرہ کو تین بار دھویا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار دھویا، بعد ازاں بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار اس طرح دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح فرمایا اور دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین بار دھویا پھر بائیں پاؤں کو بھی اسی طرح دھویا (تین بار) اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اسی طرح وضو فرمایا تھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت اس طرح پڑھیں کہ ان کے دوران اسے کوئی اور خیال نہ پیدا ہوا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ ❶

---

❶ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُولُونَ هَذَا الْوُضُوءُ أَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّأُ بِهِ أَحَدٌ لِلصَّلَاةِ

ابن شہاب زہریؒ نے فرمایا کہ یہ وضو بہت زیادہ کامل وضو ہے ہر اس وضو سے جو نماز کے لئے کوئی کرتا ہے۔

۴۳۷ ـــ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

۴۳۷ ـ حضرت حمرانؓ، حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ ایک بار انہوں نے پانی کا برتن منگوایا اور تین بار اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں دھویا۔ پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈال دیا، کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کیا۔ پھر تین بار اپنے چہرہ کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین بار دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین بار دونوں پاؤں کو دھویا۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان کے دوران اپنے دل میں کوئی خیال نہ لایا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ وضو میں تمام اعضاء وضو مثلاً ہاتھوں، چہرے، دونوں پاؤں کو ایک ایک بار دھونا تو فرض ہے لیکن تین تین بار دھونا مسنون ہے۔ سر کا مسح صرف ایک بار کرنا فرض ہے اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک مسنون بھی ایک ہی بار ہے۔ جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تین بار سر کا مسح مسنون ہے۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ایک ایک بار مسنون ہے۔ وضو کے چار فرائض دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت ایک بار دھونا، چہرہ کو چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک اور ٹھوڑی کے نیچے سے پیشانی کے بالوں تک ایک بار دھونا ۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا ۴۔ اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت ایک بار دھونا فرائض وضو میں شامل ہے یعنی اگر ان مذکورہ اعضاء کے دھونے میں ذرہ برابر کمی رہ گئی یا کچھ حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہیں ہوگا۔ سر کے مسح کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چند بالوں کو گیلا کرنا اور ان پر مسح کرنا کافی ہے۔ چوتھائی سر کی قید نہیں۔ جب کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ ان پر مسح ہرگز کافی نہیں۔ روافض کا مسلک یہ ہے کہ پاؤں پر مسح بھی کافی ہے۔ جو ائمہ اربعہؒ کے مسالک کے خلاف ہے۔ اور نصوص صریحہ و صحیحہ کے مخالف ہے۔

وضو میں مضمضہ اور استنشاق یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی پہنچانا مسنون ہے۔ جب کہ بعض ائمہ مجتہدین کے نزدیک واجب ہے مثلاً امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک یہی ہے کہ دونوں، وضو اور غسل میں واجب ہیں۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں کام وضو میں مسنون ہیں اور غسل میں واجب ہیں۔

وضو کے اندر ہر عضو پر پانی بہانا چاہیئے بایں طور کہ پانی کے قطرے ٹپکیں۔ اگر کسی نے اعضاء وضو کو صرف گیلے کپڑے سے تر کر لیا تو وضو نہ ہوگا۔ اور تین بار سے زیادہ عضو کا دھونا مکروہ ہے۔ لیکن اگر ایک مرتبہ پانی بہانے میں عضو پورا نہ دھلے بلکہ کچھ حصہ خشک رہ جائے اور اسے دھونے کے لئے دوبارہ پانی بہانا ضروری ہو تو یہ دو مرتبہ پانی بہانا ایک ہی بار سمجھا جائے گا۔ لہٰذا اگر کہنیوں یا ٹخنوں کے دھونے میں کسی کو شک ہو کہ آیا پورا عضو دھلا ہے کہ نہیں تو اسے تین بار سے زیادہ میں بھی دھونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

اسی طرح ڈاڑھی میں خلال کر کے تری کو بالوں کے اندر تک پہنچانا ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

باب-۸۲

فضل الوضوء والصلواة عقبه

وضو کی فضیلت اور اس کے فوراً بعد نماز کی فضیلت کا بیان

۴۳۸...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا

۴۳۸ ...... حضرت حمران رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو یہ فرماتے ہوئے اس وقت سنا جب کہ آپ مسجد کے صحن میں کھڑے تھے، موذن آپ کے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت۔ آپ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تم سے ایک حدیث ضرور بیان کروں گا اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔" آپ ﷺ نے فرمایا کہ "کوئی مسلمان وضو نہیں کرتا کہ اچھی طرح وضو کرے اور پھر نماز پڑھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ان تمام گناہوں کو جو اس نماز سے اگلی نماز تک ہوں گے معاف کر دیتا ہے"۔

۴۳۹...... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ

۴۳۹ ...... ہشام سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے باقی ابو اسامہ کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز پڑھے۔

۴۴۰...... وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلٰكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا وَاللّٰهِ لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿اللَّاعِنُونَ﴾

۴۴۰ ...... حضرت حمران رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وضو کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تم سے ایک حدیث ضرور بیان کروں گا اور اگر اللہ عز و جل کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم سے وہ حدیث بیان نہ کرتا۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"جو آدمی اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ جو اس نماز سے اگلی نماز تک ہوں گے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

عروہ فرماتے ہیں کہ وہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا سے اللاعنون [1] تک ہے۔

---

[1] یہ سورۃ البقرہ پ ۲ رکوع ۱۹ کی آیت ہے جس کا ترجمہ ہے "بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے صاف احکام اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم ان کو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں 'ان پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت ...... (جاری ہے)

٤٤١ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُورٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ

۴۴۱ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن سعید بن العاص سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ آپ نے پاک پانی منگوایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ فرض نماز کا وقت آجائے پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور پورے خشوع سے نماز پڑھے' رکوع بھی اچھی طرح کرے' مگر یہ کہ وہ نماز اس کے لئے اس سے قبل کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرلے۔ اور یہ ہمیشہ ہی ہوتا رہے گا۔

٤٤٢ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَادِيثَ لَا أَدْرِي مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّأَ

۴۴۲ حضرت حمران رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا' انہوں نے وضو کیا' پھر فرمایا کہ بعض لوگ' حضور اقدس ﷺ کے واسطے سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو میں نہیں جانتا۔ البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے اسی طرح وضو کیا جیسے ابھی میں نے کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اس طرح وضو کیا اس کے پچھلے سارے گناہ (صغیرہ) معاف کردیے جائیں گے۔ اور اس کی نماز اور نماز کے لئے مسجد کی طرف چلنے کا اجر الگ مزید ہوگا۔"[1]

٤٤٣ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ وَأَبِي بَكْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ

۴۴۳ حضرت ابوانس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد کے مقام پر وضو فرمایا اور پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھلاؤں؟ پھر انہوں نے وضو کیا تین تین بار (ہر عضو کو تین تین بار دھویا)۔[2]

(گذشتہ سے پیوستہ) کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے"۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ احکام الٰہی کو جاننے والا اگر انہیں چھپائے گا تو وہ ملعون ہوگا۔ اگرچہ یہ آیت کریمہ کفار سے متعلق ہے اور یہود سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں خوف خدا اس قدر تھا کہ انہیں وہم ہوا کہ اگر میں یہ حدیث نہ بتاؤں تو کہیں میں اس زمرہ میں شامل ہو جاؤں۔ اس لئے فرمایا کہ اگر یہ آیت نہ ہوتی تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] ان احادیث میں جو گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر ہے اس سے گناہ صغیرہ مراد ہیں نہ کہ کبیرہ۔ اور کبیرہ گناہوں کی فہرست بڑی مفصل ہے۔ علماء نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔

[2] مقاعد سے مراد وہ دکانیں ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ کے پاس تھیں' جن حضرات کے نزدیک وضو میں تمام اعضاء کو تین بار دھونا ضروری ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ نووی نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو میں ہر کام تین بار کرنا چاہئے۔

وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

قتیبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ سفیان نے فرمایا کہ ابوالنضر نے ابوانس کے حوالہ سے یہ بات مزید فرمائی کہ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ تشریف فرما تھے۔

٤٤٤ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ أَبِي صَخْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ قَالَ كُنْتُ أَضَعُ لِعُثْمَانَ طَهُورَهُ فَمَا أَتَى عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يُفِيضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلَاتِنَا هَذِهِ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا أَدْرِي أُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ أَوْ أَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُورَ الَّذِي كَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ

۴۴۴ ... حضرت حمران رضی اللہ عنہ ابن ابان فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے پاکیزہ پانی رکھا کرتا تھا اور وہ روزانہ تھوڑے سے پانی سے ہی غسل کرلیا کرتے (تاکہ خوب پاکیزگی اور طہارت حاصل ہو کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے) ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار اسی نماز سے جب ہم لوٹ رہے تھے تو ایک حدیث بیان فرمائی مسعر (جو راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ غالباً وہ عصر کی نماز تھی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تم سے کچھ وہ حدیث بیان کروں یا خاموش رہوں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر خیر کی بات ہو تو ضرور بیان فرمائیے اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں (کہ بیان کی جائے یا نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان بھی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور جس پاکی کا حصول اللہ نے اس پر فرض فرمایا اسے خوب کامل طریقہ سے حاصل کرتا ہے اور پھر یہ پانچویں فرض نمازیں پڑھتا ہے تو یہ نمازیں اس کے ان گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتی ہیں جو ان کے درمیان کئے ہوں۔"

٤٤٥ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْدَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي إِمَارَةِ بِشْرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ

۴۴۵ ... جامع بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے حمران رضی اللہ عنہ بن ابان کو ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے بشر کے دور حکومت میں اس مسجد میں حدیث بیان کرتے سنا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"جس نے اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق پوری طرح وضو کیا تو فرض نمازیں اس کے ان گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گی جو ان کے درمیان کئے۔"

هَذَا حَدِيثُ ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ فِي إِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوبَاتِ

یہ ابن معاذ کی روایت ہے، غندر (محمد بن جعفر) کی روایت میں بشر کی امارت اور فرض نمازوں کا تذکرہ نہیں۔

٤٤٦ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ

۴۴۶ ... حضرت حمران رضی اللہ عنہ، (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک روز وضو فرمایا بہت اچھی طرح

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّأَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَوْمًا وُضُوءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ

پھر ارشاد فرمایا! کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بہت عمدہ طریقہ سے وضو فرمایا اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: "جس نے اس طرح (کامل طریقہ سے) وضو کیا پھر مسجد کو نکلا صرف نماز ہی کے ارادہ سے تو اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

٤٤٧ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ الْحُكَيْمَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ الْقُرَشِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمَا عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَهُ

۴۴۷.... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس نے نماز کے لئے وضو کیا اور پورے کامل طریقہ سے وضو کیا، پھر فرض نماز کے لئے مسجد کی طرف چلا اور لوگوں کے ساتھ یا فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی یا فرمایا: مسجد میں پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیں گے۔"

٤٤٨ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

۴۴۸.... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔"

"پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ اور رمضان سے رمضان یہ سب ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان کئے گئے ہوں جب تک کہ وہ کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔"

٤٤٩ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ

۴۴۹.... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک ان کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ کبائر کا ارتکاب نہ کرے۔

٤٥٠ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ إِسْحٰقَ مَوْلَى زَائِدَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۴۵۰.... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔"

"پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ اور رمضان سے رمضان یہ سب

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ

ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان کئے گئے ہوں جب تک کہ وہ کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔"

باب-۸۷ الذکــــر المستحب عقب الوضـــــوء

وضو کے بعد مستحب ذکر کا بیان

۴۵۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْإِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِي فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَأَدْرَكْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ فَقُلْتُ مَا أَجْوَدَ هَذِهِ فَإِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُولُ الَّتِي قَبْلَهَا أَجْوَدُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ قَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكَ جِئْتَ آنِفًا قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ

۴۵۱ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر فرماتے ہیں کہ ہمارا کام اونٹوں کو چرانا تھا۔ جب میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو ان کے رہنے کی جگہ پہنچا آیا۔ وہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو موجود پایا کہ آپ کھڑے ہوئے لوگوں سے بیان کر رہے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی اتنی بات سن سکا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جو مسلمان بھی بہت اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھے کہ اپنے دل کی پوری توجہ نماز کی طرف ہوا اور چہرہ بھی اسی طرف ہو (یعنی دل کا دھیان بھی نماز کی طرف لگا رہے اور چہرہ بھی ادھر ادھر نہ پھیرے نہ آنکھیں کسی دوسری طرف متوجہ ہوں) اس کے اوپر جنت واجب ہو جاتی ہے۔" میں نے کہا کہ کتنی عمدہ بات ہے یہ۔ تو میرے سامنے کسی نے کہا کہ اس سے قبل جو بات فرمائی وہ اس سے بھی عمدہ ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے کہنے لگے کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم ابھی ابھی آئے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ کامل طریقہ سے وضو کرے پھر کہے۔ "اشهد ان لااله الاالله وان محمداً عبده ورسوله" مگر یہ کہ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔"

۴۵۲ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ وَأَبِي عُثْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرِ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

۴۵۲ عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص وضو کے بعد ان کلمات کو کہے

"اشهد ان لااله الاالله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده ورسوله"

اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

باب-۸۸ آخر في صفة الوضوء

ترتیب وضو کے بیان میں ایک اور باب

۴۵۳ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ ابْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهَا عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۴۵۳ ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم الانصاری جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی صحبت اٹھائی تھی فرماتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے بتائیے۔

عبداللہ نے پانی کا برتن منگوایا اور اسے انڈیل کر دونوں ہاتھوں پر پانی بہایا۔ اور انہیں تین مرتبہ دھویا۔ اس کے بعد اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور باہر نکال کر ایک ہی چلو سے ناک اور منہ میں پانی ڈالا۔ اور تین مرتبہ ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور باہر نکال کر تین بار چہرہ دھویا۔ پھر ہاتھ برتن میں ڈال کر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دو دو بار دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر نکالا اور سر کا مسح کیا اور اپنے ہاتھوں کو سامنے لائے اور پیچھے لے گئے۔ اس کے بعد دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو اسی طرح تھا۔

٤٥٤ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ هُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَعْبَيْنِ وَ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

۴۵۴ عمرو بن یحییٰ سے اسی سند کے ساتھ یہی حدیث کچھ فرق کے ساتھ منقول ہے۔ اس میں فرمایا کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین تین بار۔ اور ایک چلو کا ذکر نہیں کیا۔ اور مسح کے بارے میں فرمایا کہ ہاتھوں کو سامنے لائے اور پیچھے لے گئے۔ سر کے اگلے حصہ سے مسح شروع کیا اور پھر دونوں ہاتھوں کو گدی کی طرف لے گئے۔ پھر واپس لانے یہاں تک کہ اسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے مسح شروع کیا تھا (پیشانی پر) اور دونوں پاؤں دھوئے۔

٤٥٥ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو

۴۵۵ عمرو بن یحییٰ نے حسب سابق روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے تین چلوں کے ساتھ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا

بْنُ يَحْيَى بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ بَهْزٌ أَمْلَى عَلَيَّ وُهَيْبٌ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ وُهَيْبٌ أَمْلَى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ

اور پھر ناک صاف کی اور سر کا ایک مرتبہ مسح کیا آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے پھر بیان کرتے ہیں وہیب نے میرے سامنے اس حدیث کو ایک مرتبہ بیان کیا اور وہیب بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن یحییٰ نے اس حدیث کو مجھ سے دو مرتبہ بیان کیا۔

۴۵۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَبُو الطَّاهِرِ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ حَبَّانَ بْنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا

قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

۴۵۶۔ حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم المازنی ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا، کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے چہرہ کو تین بار دھویا اور دائیں و بائیں ہاتھ کو تین تین بار دھویا اور سر کا مسح کیا ہاتھوں پر لگے ہوئے بچے ہوئے پانی سے نہیں بلکہ نئے پانی سے۔ اور دونوں پیر دھوئے یہاں تک کہ انہیں صاف کر دیا تھا۔

باب-۸۹ الايتار فی الاستنثار والاستجمار[1]

ناک میں پانی ڈالنے اور پتھر سے استنجا کرنے میں طاق مرتبہ کا خیال ضروری ہے

۴۵۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ

۴۵۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی پتھر سے استنجا کرے تو اسے چاہئے کہ طاق مرتبہ استنجا کرے۔ (ایک یا تین بار ڈھیلے استعمال کرے) اور جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہئے کہ اپنی ناک میں پانی چڑھائے اور پھر ناک

---

[1] "استجمار" کے لفظی معنی ہیں پتھر کو استعمال کرنا۔ عرب میں چونکہ اس وقت پانی بہت کمیاب تھا تو عام طور سے لوگ پتھر سے استنجا کیا کرتے تھے۔ مٹی کے ڈھیلے سے نجاست کو صاف کرتے تھے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ڈھیلے استعمال کرو تو طاق عدد کا خیال رکھو۔ ایک یا تین بار استعمال کرو تاکہ نجاست اچھی طرح صاف ہو جائے کیونکہ عموماً ڈھیلے سے ایک مرتبہ میں صحیح طور سے پاکی حاصل نہیں ہوتی لہٰذا کم از کم تین بار ضرور استعمال کئے جائیں اور اگر تین سے بھی صفائی کا اطمینان نہ ہو تو مزید ڈھیلے استعمال کئے جائیں۔ البتہ جمہور علماء کے نزدیک طاق کا استعمال کرنا مسنون ہے واجب نہیں۔

ماء ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ

صاف کرے۔"

۴۵۸ حدَّثني مُحمَّدُ بْنُ رافعٍ قال حدَّثنا عبْدُ الرَّزَّاق بْنُ همَّامٍ أخْبرنا مَعْمرٌ عنْ همَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قال هذا ما حدَّثنا أبُو هُريْرة عنْ مُحمَّدٍ رسُولِ اللهِ ﷺ فذكر أحاديث منْها وقال رسُولُ اللهِ ﷺ إذا توضَّأ أحدُكُمْ فليسْتنْشقْ بمنْخريْه من الْماء ثُمَّ ليَنْتثرْ

۴۵۸ حضرت ہمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ (صحیفہ) وہ ہے جس کی احادیث ہم سے حضرت ابوہریرہ نے حضور اقدس ﷺ کے حوالے سے بیان فرمائی ہیں۔ پھر انہوں نے اس میں چند حدیثیں ذکر کیں ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنے نتھنوں میں پانی چڑھائے اور پھر انہیں سنک کر صاف کرے۔"

۴۵۹ حدَّثنا يحْيى بْنُ يحْيى قال قرأْتُ على مالكٍ عن ابْنِ شهابٍ عنْ أبي إدْريس الْخوْلانيِّ عنْ أبي هُريْرة أنَّ رسُول الله ﷺ قال منْ توضَّأ فلْيسْتنْثرْ ومنِ اسْتجْمر فلْيُوترْ

۴۵۹ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جس نے وضو کیا اسے چاہئے کہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرے اور جو پتھر سے استنجا کرے تو طاق مرتبہ ڈھیلا استعمال کرے۔"

۴۶۰ حدَّثنا سعيدُ بْنُ منْصُورٍ قال حدَّثنا حسَّانُ بْنُ إبْراهيم قال حدَّثنا يُونُسُ بْنُ يزيد ح و حدَّثني حرْملةُ بْنُ يحْيى أخْبرنا ابْنُ وهْبٍ أخْبرني يُونُسُ عن ابْنِ شهابٍ أخْبرني أبُو إدْريس الْخوْلانيُّ أنَّهُ سمع أبا هُريْرة وأبا سعيدٍ الْخُدْريَّ يقُولان قال رسُولُ الله ﷺ بمثْله

۴۶۰ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری دونوں رسول اللہ ﷺ سے حسب سابق روایت (جو شخص وضو کرے اس کو چاہئے کہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرے اور پتھر سے طاق مرتبہ استنجاء کرے) نقل کرتے ہیں۔

۴۶۱ حدَّثني بشْرُ بْنُ الْحكم الْعبْديُّ قال حدَّثنا عبْدُ الْعزيز يعْني الدَّراورْديَّ عن ابْنِ الْهاد عنْ مُحمَّد بْنِ إبْراهيم عنْ عيسى بْنِ طلْحة عنْ أبي هُريْرة أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال إذا اسْتيْقظ أحدُكُمْ منْ منامه فلْيسْتنْثرْ ثلاث مرَّاتٍ فإنَّ الشَّيْطان يبيتُ على خياشيمه

۴۶۱ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو تین بار ناک صاف کرے کیونکہ شیطان اس کے خیشوم (ناک کے بانسے) میں رات گزارتا ہے۔"

۴۶۲ حدَّثنا إسْحقُ بْنُ إبْراهيم ومُحمَّدُ بْنُ رافعٍ قال ابْنُ رافعٍ حدَّثنا عبْدُ الرَّزَّاق أخْبرنا ابْنُ جُريْجٍ أخْبرني أبُو الزُّبيْر أنَّهُ سمع جابر بْن عبْد الله يقُولُ قال رسُولُ الله ﷺ إذا اسْتجْمر أحدُكُمْ فلْيُوترْ

۴۶۲ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی ڈھیلا استعمال کرے تو طاق مرتبہ استعمال کرے۔"

باب-۹۰ وجـــوب غسل الــــرجلين بكمالهما

دونوں پاؤں کو پوری طرح دھونا واجب ہے

٤٦٣ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

۴۶۳۔ سالم جو شداد کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے انتقال کے روز نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ اسی اثناء میں حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) داخل ہوئے اور ان کے پاس وضو کیا۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے عبدالرحمان! وضو کامل کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بربادی ہے ایڑیوں کی آگ سے (وضو میں جنکی ایڑیاں خشک رہ جائیں تو انکے بارے میں فرمایا کہ انکی ایڑیوں کے واسطے جہنم کی آگ سے ہلاکت و بربادی مقدر ہے)۔

٤٦٤ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي قَالَ حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۴۶۴۔ ابو عبداللہ سالم جو شداد بن الہاد کے آزاد کردہ غلام تھے نقل کرتے ہیں کہ وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت نقل کی۔

٤٦٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَوْ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَمَرَرْنَا عَلَى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۴۶۵۔ سالم مولی مہری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمن بن ابی بکر، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں نکلے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے دروازہ پر سے گذر ہوا، پھر بقیہ حدیث کو جیسا کہ اوپر گذری نقل کیا۔

٤٦٦ - حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ أَنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۴۶۶۔ سالم مولی شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت نقل کی۔

٤٦٧ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح

۴۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ ہم

وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّئُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔ راستہ میں ایک مقام پر پانی پر گذر ہوا عصر کی نماز کے وقت ساری قوم نے جلد بازی میں وضو کیا۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں چمک رہی ہیں (سوکھی ہیں) انہیں پانی نہیں لگا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہلاکت ہوا یسی ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے وضو پوری طرح کیا کرو۔"

۴۶۸ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ وَفِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ

۴۶۸۔ منصور سے اسی سند کے ساتھ روایت منقول ہے اور شعبہؓ نے اسبغوا الوضوء کا جملہ بیان نہیں کیا اور ان کی روایت میں ابو یحییٰ الاعرج راوی کا اضافہ بھی ہے۔

۴۶۹ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا فَنَادٰى وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

۴۶۹ حضرت عبداللہؓ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جو ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا اس میں آپ ﷺ ہم سے بچھڑ گئے۔ پھر ہم نے آپ ﷺ کو جالیا۔ عصر کی نماز کا وقت قریب ہو چکا تھا۔ جلدی میں ہم پاؤں دھونے کے بجائے ان پر مسح کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا: "ہلاکت ہوا یسی ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔"

۴۷۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَيْهِ فَقَالَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

۴۷۰ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنی ایڑی کو دھویا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہلاکت ہوا یسی ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔"

۴۷۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ رَأٰى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ

۴۷۱ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ بدھنے (لوٹے) سے وضو کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھی طریقے سے وضو کرو۔ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "ہلاکت ہوا یڑیوں کی جہنم کی آگ سے"۔

۴۷۲ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ

۴۷۲ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے

سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

فرمایا:
"ہلاکت ہو ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے۔"

باب-۹۱ وجوب استیعاب جمیع اجزاء محل الطهارة

تمام اعضاءِ وضو کو پورا پورا دھونا واجب ہے

۴۷۳ ۔ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى

۴۷۳ ۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے بتلایا کہ ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے پاؤں میں ناخن بھر جگہ خشک چھوڑ دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا:
"لوٹ جاؤ اچھی طرح وضو کرو۔ وہ گیا (صحیح طریقہ سے وضو کیا) پھر نماز پڑھی"۔

باب-۹۲ خروج الخطايا من ماء الوضوء

وضو کے پانی کے ساتھ گناہوں کے دھلنے کا بیان

۴۷۴ ۔ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ

۴۷۴ ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے ہر وہ گناہ جو اس نے آنکھوں سے کیا نکل جاتا ہے پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ۔ پھر جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے وہ گناہ نکل جاتے ہیں جو اس نے ہاتھوں سے پکڑے تھے (ہاتھوں سے کئے تھے) پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اپنی ٹانگوں سے چلا تھا۔ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ۔ یہاں تک کہ (وضو سے فارغ ہوتا ہے تو) گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔

۴۷۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ

۴۷۵ ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"جس نے وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے تک سے نکل جاتے ہیں۔"

فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ

باب-۹۳ استحباب اطالة الغرة والتحجيل في الوضوء

وضو میں اعضاء کوان کی حد سے زیادہ دھونا مستحب ہے

۴۷۶ حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ

۴۷۶ نعیم بن عبداللہ المجمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ وضو کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے چہرہ کو دھویا تو پوری طرح دھویا۔ پھر دائیں ہاتھ کو دھویا تو بازو کے ایک حصہ تک کو دھو دیا۔ پھر بائیں ہاتھ کو دھویا تو بازو کو بھی دھونا شروع کر دیا۔ پھر سر کا مسح کیا۔ پھر دائیں پاؤں کو دھویا تو پنڈلی کو بھی دھو دیا۔ بائیں پاؤں کو دھویا تو بھی پنڈلی کو دھویا اور اس کے بعد فرمایا:

"میں نے حضور اقدس ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ اور فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "تم قیامت کے روز سفید اور روشن اعضاء والے ہوگے وضو کے کامل ہونے کی بناء پر پس تم میں سے جو اس بات کی طاقت رکھتا ہے تو وہ اپنی روشنی اور نور کو لمبا کرے"۔

۴۷۷ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ

۴۷۷ حضرت نعیم بن عبداللہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ وضو کر رہے ہیں۔ ابوہریرہؓ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے تو قریب کندھوں تک۔ پھر دونوں پاؤں پنڈلیوں سے اوپر تک دھوئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: "میری امت کے لوگ قیامت کے روز روشن سفید منہ اور ہاتھ پاؤں سے کر آئیں گے وضو کے اثر کی وجہ سے۔ پس تم میں سے جو اپنے نور اور روشنی کو لمبا کرنا چاہے کر دے"۔ ❶

---

❶ مراد یہ ہے کہ وضو کے اندر اعضاء وضو کو جو خوب اچھی طرح دھوئے گا تو یہ اعضاء وضو کے اثرات کی وجہ سے قیامت کے روز بہت نورانی اور روشن ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت خاص امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی کو حاصل ہوگی۔ واللہ اعلم

۴۷۸ ...... حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ

۴۷۸ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک میرا حوض (کوثر) ایلہ ❶ سے عدن تک کی مسافت سے زیادہ بڑا ہے 'اس کا پانی برف سے زیادہ سفید 'اور شہد سے زیادہ میٹھا دودھ کی بہ نسبت (یعنی شہد جتنا زیادہ میٹھا دودھ سے ہوتا ہے اتنا زیادہ میٹھا شہد میرے حوض کا پانی ہے) اور اس کے برتن (پانی پینے کے پیالے) ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ اور بے شک میں کچھ لوگوں کو اس سے اس طرح روکوں گا جس طرح کہ لوگ دوسروں کے اونٹ کو اپنے حوض سے روکتے ہیں۔" صحابہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ ہمیں اس روز پہچان لیں گے؟ فرمایا کہ ہاں! تمہاری ایک خاص نشانی ہوگی جو تمام امتوں میں سے کسی کی نہ ہوگی۔ تم میرے پاس آؤ گے روشن سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ وضو کے سبب سے۔

۴۷۹ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ وَأَنَا أَذُودُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ فَلَا يَصِلُونَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي فَيُجِيبُنِي مَلَكٌ فَيَقُولُ وَهَلْ تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

۴۷۹ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "میری امت کو میرے سامنے حوض (کوثر) پر پیش کیا جائیگا۔ اور میں لوگوں کو اس سے اس طرح ہٹاؤں گا جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کے اونٹ کو ہٹاتا ہے۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا آپ ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا ہاں! تمہاری ایک خاص علامت ہوگی جو تمہارے علاوہ تمام امتوں میں سے کسی کی نہ ہوگی۔ تم میرے سامنے وضو کے اثر کی وجہ سے روشن اور نورانی چہرے اور ہاتھ پاؤں لیکر آؤ گے۔ اور ایک گروہ کو تم میں سے روک دیا جائے گا مجھ سے اور وہ لوگ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں۔ ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں ایجاد کیں؟ ❷

---

❶ ایلہ ایک بستی ہے جو مصر وشام کے درمیان واقع ہے۔ جب کہ عدن یمن کا ایک ساحلی شہر ہے۔

❷ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ علماء نے اس بارے میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد منافقین و مرتدین ہیں کہ ایسے لوگوں کا حشر تو شاید نورانی اعضاء والے مسلمانوں کے ساتھ ہو۔ لیکن جب نبی علیہ السلام اپنی امت کو پکاریں گے تو انہیں روک لیا جائے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں تو اسلام پر رہے لیکن آپ کے وصال کے بعد مرتد ہوگئے۔ تو چونکہ آپ علیہ السلام انہیں نہ جانتے ہوں گے کہ یہ میرے بعد مرتد ہوگئے تھے اور ان کے اوپر وضو کی خاص نشانی بھی نہ ہوگی تو آپ ﷺ کو بتایا جائے گا کہ یہ آپ ﷺ کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد گناہگار اور کبائر کا ارتکاب کرنے والے اور مبتدع (بدعات میں مبتلا) مسلمان ہیں۔

امام ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جس نے دین میں نئی باتیں ایجاد کیں۔ ایسا ہر شخص حوض کوثر پر دھتکارے جانے والوں میں سے ہوگا۔ خوارج، روافض، مبتدعین اور نفسانی اغراض کی پیروی کرنے والے سب ان "مطرودین" میں شامل ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

۴۸۰..... وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ

۴۸۰..... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"بے شک میرا حوض ایلہ سے عدن (تک کے فاصلہ) سے زیادہ بڑا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کی قبضہ میں میری جان ہے میں حوض پر سے بہت سے لوگوں کو ہٹاؤں گا جیسے کہ انسان اجنبی اونٹوں کو اپنے حوض سے بھگاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا ہاں! تم میرے سامنے آؤ گے روشن سفید پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں لے کر وضو کے اثر سے جو تمہارے علاوہ کسی کی نہ ہوں گی۔"

۴۸۱..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا

۴۸۱..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا: السلام علیکم۔ مسلمان قوم کا گھر ہے اور ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے آملیں گے۔ میری خواہش ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: تم تو میرے صحابی ہو۔ اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کیسے ان لوگوں کو پہچانیں گے جو ابھی نہیں آئے کہ وہ آپ کی امت میں سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی آدمی کے پاس کوئی گھوڑا ہو روشن چمکدار پیشانی اور سفید پاؤں والا۔ اور وہ گھوڑا بہت سے سیاہ مشکی گھوڑوں کے درمیان میں ہو تو کیا اس شخص کا گھوڑا بالکل پہچانا نہیں جائے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا: پس میری امت کے بعد میں آنے والے لوگ وضو کی وجہ سے روشن چمکدار پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں لے کر آئیں گے اور میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر (سب سے پہلے وہاں پہنچ کر ان کا منتظر ہوں گا)۔

خبردار رہو! کچھ لوگ میرے حوض سے دھتکار دیئے جائیں گے جیسے کہ کوئی گمشدہ اونٹ ہنکایا جاتا ہے میں انہیں پکاروں گا ارے آؤ۔ تو کہا جائے کہ بے شک یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین کو بدل ڈالا تھا۔ میں کہوں گا۔ دور رہو، دور رہو۔ ❶

❶ اس حدیث میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی بات یہ کہ آپ نے فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہ تم تو میرے صحابہ ہو۔ یہ اس کے جواب میں فرمایا: جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم آپ کے بھائی نہیں؟ اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کے بھائی ہونے کی نفی فرمائی۔ امام باجیؒ نے فرمایا: کہ اس کا مقصد اخوتِ صحابہ کی نفی کرنا نہیں بلکہ یہ بتلانا ہے کہ تم تو بھائی سے زیادہ رتبہ والے ہو بحیثیت مسلمان بھائی ہو اور پھر میرے صحابی ہو۔ نبوت کی صحبت وہ عظیم الشان مرتبہ ہے جو سعادت مندوں ہی کو نصیب ہوتا ہے۔ (جاری ہے)

۴۸۲۔۔۔۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسٰى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ جَمِيعًا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي

۴۸۲۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے والد کے واسطے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا ان شآء اللّٰہ بکم لاحقون۔ (السلام علیکم مسلمان قوم کا گھر ہے اور ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے آملیں گے)

بقیہ حدیث اسمٰعیل بن جعفر کی سابقہ روایت کی طرح ہے۔

۴۸۳۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتّٰى تَبْلُغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوءُ فَقَالَ يَا بَنِي فَرُّوخَ أَنْتُمْ هَاهُنَا لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوءَ سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ

۴۸۳۔۔۔ حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا تھا اور وہ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ وہ ہاتھ دھوتے وقت اپنے ہاتھ کو بغل تک لمبا کر لیتے تھے (یعنی بغل تک ہاتھ بازو سمیت دھوتے تھے) میں نے کہا اے ابوہریرہ! یہ کیا وضو ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فروخ کی اولاد! تم بھی یہاں موجود ہو۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں پر موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا۔ میں نے اپنے خلیل (دوست) ﷺ سے سنا فرماتے تھے:

"قیامت کے روز مومن کا زیور وہیں تک ہوگا جہاں تک اس کا وضو پہنچا تھا۔"

(وضو میں جس عضو کو جہاں تک دھوتا تھا وہیں تک اسے زیور سے آراستہ کیا جائے)۔

باب-۹۴ فضل اسباغ الوضـــــوء علی المکاره

تکلیف کی حالت میں پورا پورا وضو کرنے کی فضیلت کا بیان

۴۸۴۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا

۴۸۴۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ) اسلامی اخوت تو عام ہے تمام کلمہ گو مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ لیکن صحابیت کا شرف یہ کسی کسی کو ہی نصیب ہوتا ہے اور وہ تمہیں حاصل ہے۔

دوسری بات جو آپ ﷺ نے فرمائی وہ یہ کہ اہل بدعت حوض کوثر پر حضور ﷺ سے نہ صرف دور رہیں گے بلکہ جام کوثر سے بھی محروم رہیں گے۔ کیونکہ وہ دنیا میں دین کے نام پر مختلف چیزیں ایجاد کرتے اور دین کی شکل کو بگاڑتے تھے لہٰذا آخرت میں ان کی یہ سزا ہوگی۔ اللہ تمام مسلمانوں کو بدعات سے محفوظ رکھے۔ آمین

إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ

"کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتلاؤں کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا تکالیف کی صورت میں بھی اچھی طرح وضو، مساجد کی طرف اٹھنے والے قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار۔ اور یہ تمہارے لئے رباط [1] ہے۔ (سرحد ہے)

۴۸۵ — حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ ثِنْتَيْنِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ

۴۸۵ — علاء بن عبدالرحمن بن سے اسی سند کے ساتھ روایت منقول ہے باقی شعبہ کی روایت میں لفظ رباط نہیں مگر مالک کی روایت میں ۲ مرتبہ مذکور ہے کہ یہی تمہاری رباط ہے اور یہی تمہاری رباط ہے۔

باب-۹۵ السواك

مسواک کرنے کی فضیلت کا بیان [2]

۴۸۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ

۴۸۶ — حضرت ابو ہریرہ بنی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر مجھے مؤمنین پر (ایک روایت میں فرمایا) اپنی امت پر گراں گذرنے کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"

---

[1] رباط عربی میں سرحد کو یا سرحدی چوکی کو کہا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مذکورہ اعمال انسان کے لئے گناہوں سے حفاظتی چوکی کا کام دیتے ہیں۔ تکلیف کے وقت اچھی طرح وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب انسان کو وضو کرنے میں پریشانی ہو مثلاً: سخت سردی میں وضو کا دل نہ چاہ رہا ہو۔ گرم پانی میسر نہ ہو اور ٹھنڈے سے وضو کرنا پڑ جائے یا وضو کرنے کے لئے کچھ تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہو ایسے وقت میں اچھی طرح وضو کرنا بڑے اجر کا باعث ہے۔ واللہ اعلم

[2] مسواک کرنا سنت ہے حضور علیہ السلام کی۔ اور وضو یا نماز کے لئے واجب نہیں۔ اور علماء کا اس پر اتفاق ہے البتہ بعض علماء مثلاً داؤد ظاہری اور اسحاق بن راہویہ سے مسواک کا واجب ہونا منقول ہے۔ البتہ دوران وضو مسواک کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہمیشہ مسواک کا اہتمام فرمایا: عملاً بھی اور قولاً بھی۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا **السواك مطهرة للفم و مرضاة للرب**۔ مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی ہے۔

مسواک کرنے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ مسواک کسی درخت کی ہو۔ پیلو کے درخت کی ہو یا نیم کی تو زیادہ بہتر ہے۔ ایک بالشت لمبی اور انگلی کے برابر عرضاً موٹی ہونی چاہیے۔ منہ میں عرضاً مسواک کرنا لمبائی میں مسواک کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

۴۸۷ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ

۴۸۷ ۔ حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ "میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ گھر میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ: مسواک فرمایا کرتے تھے۔

۴۸۸ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ

۴۸۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو پہلے مسواک فرماتے تھے۔"

۴۸۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَرِيرٍ الْمَعْوَلِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ

۴۸۹ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک بار حاضر ہوا تو آپ کی زبان مبارک پر مسواک کا کنارہ تھا۔

۴۹۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

۴۹۰ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تہجد کی نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔

۴۹۱ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُولُوا لِيَتَهَجَّدَ

۴۹۱ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت رات کو بیدار ہوتے ..... باقی حدیث مثل سابق کے ہے جبکہ اس میں تہجد کا تذکرہ نہیں۔

۴۹۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

۴۹۲ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت رات کو بیدار ہوتے تو اپنا منہ مسواک سے صاف فرماتے۔

۴۹۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

۴۹۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بار نبی اکرم ﷺ کے پاس (آپ کے گھر میں) رات گذاری (کیونکہ

الْمُتَوَكِّلِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ) حَتَّى بَلَغَ (فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

ابن عباس ؓ، حضور ﷺ کے چچازاد تھے) نبی اکرم ﷺ آخر رات کو اٹھ گئے اور (حجرہ سے) باہر تشریف لائے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ آیت سورۂ آل عمران کی تلاوت فرمائی: اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... الآیۃ یہاں تک کہ آپ ﷺ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پہنچ گئے۔ پھر گھر میں لوٹ گئے، مسواک کر کے وضو فرمایا۔ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ بعد ازاں لیٹ گئے۔ کچھ دیر بعد پھر کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے آسمان کی طرف نظر فرمائی اور پھر وہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر لوٹ گئے۔ مسواک کیا اور وضو کر کے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

باب-۹۶ خِصَالُ الْفِطْرَةِ

خصائل فطرت کا بیان

۴۹۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

۴۹۴ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ❶ ۱۔ ختنہ کرنا ۲۔ زیر ناف کے بال مونڈنا ۳۔ ناخن کاٹنا ۴۔ بغل کے بال اکھیڑنا اور ۵۔ مونچھیں کترانا۔

۴۹۵ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ

۴۹۵ ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ۱۔ ختنہ کرنا ۲۔ زیر ناف کے بال مونڈنا ۳۔ مونچھیں کترانا ۴۔ ناخن کاٹنا ۵۔ بغلوں کے بال اکھیڑنا۔

---

❶ مقصد یہ ہے کہ یہ پانچ چیزیں انسانی فطرت میں شامل ہیں۔ یہ کوئی مذہب کی شرط نہیں بلکہ ہر سلیم الفطرت انسان ان باتوں پر عمل کرتا ہے کہ موضع ختنہ سے اس کھال کو کاٹنا ہے جس پر میل بھی ہوتی ہے اسے دور کیا جائے تاکہ زیادہ پاکیزگی حاصل ہو۔ کیونکہ ختنہ نہ ہونے کی صورت میں پیشاب کے قطرے بھی اس کے اندر رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح زیر ناف کے بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بالوں کی صفائی اور مونچھیں ترشوانا سب فطرت سلیمہ سے تعلق رکھنے والے اعمال ہیں۔ اس پر یہ شبہ کیا جائے کہ بہت سے عقلمند اور صحیح الفطرت انسان مونچھیں بڑی بڑی رکھتے ہیں اور بعض قومیں تو مذہب کا حصہ یہ سمجھتی ہیں کہ جسم کے بال کبھی بھی صاف نہ کئے جائیں۔ تو کیا وہ سلیم الفطرت نہیں؟ یہ تو جو شخص ان باتوں پر عمل نہیں کرتا یا تو اس کی فطرت مسخ ہو چکی ہوتی ہے یا وہ تقاضائے فطرت پر عمل کسی خارجی مانع کی وجہ سے نہیں کرتا حالانکہ فی الحقیقت اس کے دل میں فطرت کے مطابق عمل کا تقاضا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

بعض حضرات نے یہاں پر فطرت سے مراد "سنت انبیاء" لیا ہے کہ انبیاء کی سنت یہ پانچ باتیں ہیں۔ اور بعض نے فطرت سے مراد "دین" لیا ہے۔ واللہ اعلم

اللہ ﷺ أنہ قال الفطرۃ خمس الاختتان والاستحداد وقص الشارب وتقلیم الأظفار ونتف الإبط

۴۹۶..... حدثنا یحیی بن یحیی وقتیبۃ بن سعید کلاھما عن جعفر قال یحیی أخبرنا جعفر بن سلیمان عن أبي عمران الجوني عن أنس بن مالک قال قال أنس وقت لنا في قص الشارب وتقلیم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانۃ أن لا نترک أکثر من أربعین لیلۃ

۴۹۶..... حضرت انس ﷺ بن مالک نے فرمایا کہ مونچھیں کترنے ناخن کاٹنے بغل کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف کے بالوں کو مونڈنے کی زیادہ سے زیادہ حد ہمارے واسطے چالیس راتیں مقرر کی گئی ہیں۔ ❶

۴۹۷..... حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیی یعني ابن سعید ح و حدثنا ابن نمیر قال حدثنا أبي جمیعا عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال أحفوا الشوارب وأعفوا اللحی

۴۹۷..... حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مونچھیں مٹاؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ"۔

۴۹۸..... وحدثناہ قتیبۃ بن سعید عن مالک بن أنس عن أبي بکر بن نافع عن أبیہ عن ابن عمر عن النبي ﷺ أنہ أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیۃ

۴۹۸..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں مونچھیں کٹوانے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے"۔

۴۹۹..... حدثنا سھل بن عثمان قال حدثنا یزید بن زریع عن عمر بن محمد قال حدثنا نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ خالفوا المشرکین أحفوا الشوارب وأوفوا اللحی

۴۹۹..... حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں کٹاؤ ڈاڑھیاں چھوڑ دو"۔ (لمبی کرو، پوری کرو)

---

❶ علماء نے فرمایا کہ مسنون یہ ہے کہ زیر ناف کے بال، بغل کے بال اور ناخن ہر ہفتہ کاٹے جائیں۔ البتہ اس کی حد چالیس روز ہے۔ یعنی چالیس روز کے اندر اندر کاٹنا واجب ہے۔ اور اگر چالیس روز اسی حالت میں گذر جائیں تو اس کے بعد ایسی حالت میں نماز میں کراہت آجائے گی۔ جیسا کہ حضرت انس ﷺ کی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کیا جائے۔ آخر میں انگوٹھے کا ناخن کاٹے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کیا جائے۔ پھر آخر میں پہلے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا۔

حدیث میں "شوارب" کا لفظ آیا ہے۔ مونچھیں تراشنا شوارب مونچھ کے ان بالوں کو کہتے ہیں جو لبوں تک آجائیں اور پانی وغیرہ پیتے میں بھیگ جائیں تو ایسے بالوں کا کاٹنا واجب ہے۔ ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہے اور منڈوانا یا ایک مشت سے کم کرنا جائز نہیں حرام ہے۔ پھر بعض حضرات کے نزدیک ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دینا ضروری ہے۔ جب کہ اکثر علماء کے نزدیک ایک مشت کے بعد زائد بالوں کا کاٹنا جائز ہے۔ خود حضور علیہ السلام اپنی ڈاڑھی کے بالوں میں سے مشت سے زائد بالوں کو کاٹ لیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ مقصد یہ ہے کہ ڈاڑھیاں تو مشرکین بھی رکھتے تھے لیکن وہ مونچھیں کٹوایا نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ تاکہ مشرکین کی مخالفت ہو جائے۔ انتہی

۵۰۰ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ

۵۰۰ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”مونچھوں (لبوں) کو تراشو اور ڈاڑھیاں لٹکاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو“۔

۵۰۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَيْبَةُ قَالَ وَكِيعٌ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ

۵۰۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں ۱۔ لبوں کا کاٹنا ۲۔ ڈاڑھی کو چھوڑنا (مت کٹانا) ۳۔ مسواک کرنا ۴۔ ناک میں پانی ڈالنا ۵۔ ناخن کاٹنا ۶۔ کان کے اندرونی حصے ناک کا اندرونی حصہ اور بغل و ران کے اندرونی حصوں کو دھونا ۷۔ بغل کے بال اکھیڑنا ۸۔ زیر ناف کے بال صاف کرنا ۹۔ وضو کے بعد شرمگاہ کے حصہ پر کپڑے کے اوپر سے پانی چھڑکنا۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں چیز میں بھول گیا سوائے اس کے وہ کلی کرنا ہو۔

قتیبہ نے وکیع کے حوالہ سے کہا کہ انتقاص الماء سے مراد پانی سے استنجا کرنا ہے (کیونکہ اہل عرب میں پتھر سے استنجا کرنے کی عادت تھی)۔

۵۰۲ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُوهُ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ

۵۰۲ مصعب بن شیبہؒ سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں نسیت العاشرۃ کا لفظ نہیں ہے۔

باب ۔ ۹۷ الاستطابة

پاکیزگی اور طہارت کا بیان

۵۰۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قِيلَ لَهُ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ أَوْ أَنْ

۵۰۳ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا (بطور استہزاء و تمسخر) کہ تمہیں تمہارے نبی ﷺ نے ہر چیز سکھائی ہے یہاں تک کہ بول و براز سے فراغت کا طریقہ بھی بتلایا۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ ہاں۔ بے شک آپ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا تھا اس بات سے کہ ہم پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ رخ کریں۔ اور دائیں ہاتھ سے استنجا کریں یا تین پتھر سے کم استنجا میں استعمال کریں یا یہ کہ گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔ (حضرت سلمانؓ کے جواب سے مترشح ہے کہ

نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ

انہوں نے اس بات کو اپنے لیے مذاق و تمسخر سمجھنے کے بجائے قابل فخر سمجھا، یہی صحابہ ﷺ کی دینی حمیت وغیرت ہے کہ اپنے طریقوں کو صحیح سمجھتے تھے اور غیروں سے مرعوب ومتاثر نہ ہوتے تھے۔)

۵۰۴.....حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ أَجَلْ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ

۵۰۴..... حضرت سلمان ﷺ فارسی فرماتے ہیں کہ ہم سے مشرکین نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کو دیکھتے ہیں کہ تمہیں ہر بات سکھلاتے ہیں یہاں تک کہ قضاء حاجت سے فراغت کا طریقہ تک سکھاتے ہیں[1] (یہ کیا بات ہے۔ بطور استہزاء کے کہا)۔
ہم نے کہا کہ ہاں! بے شک آپ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے اس بات سے کہ ہم میں سے کوئی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے یا دوران قضاء حاجت قبلہ رخ ہو اور ہمیں گوبر اور مٹی سے استنجا سے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ: "تم میں سے کوئی تین پتھر سے کم میں استنجا نہ کرے"۔[2]

۵۰۵.....حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

۵۰۵..... حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے (منع فرمایا ہے اس بات سے کہ شرمگاہ کو کسی ہڈی یا مینگنی وغیرہ سے پونچھا جائے۔[3]

---

[1] مشرکین مکہ مسلمانوں کے ساتھ استہزاء و تمسخر کا انداز روا رکھتے تھے اور مسلمانوں کا مضحکہ اڑانے کا کوئی موقع جانے نہ دیتے۔ اسی لئے انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی تمہیں اتنی معمولی باتیں بھی سکھاتے ہیں کہ پیشاب پاخانہ کیسے کیا جائے یہ بھی کوئی بتانے یا سکھانے کی باتیں ہیں۔ تمہارے نبی ایسی معمولی باتیں کرتے ہیں۔
لیکن دوسری طرف صحابہ کرام ﷺ تھے انہوں نے ان کے تمسخر واستہزاء کا نہ برا مانا نہ ان کے ساتھ بیہودہ گفتگو کی بلکہ فرمایا کہ ہاں ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے ہر چیز بتائی ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان کی زندگی کے روزمرہ کے کام بھی اس کے لئے عبادت بن سکتے ہیں اگر وہ نبی ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہوں۔ حتی کہ قضاء حاجت بھی طریقۂ نبی ﷺ کے مطابق کرنے سے عبادت بن سکتی ہے۔

[2] دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا جائز نہیں کیونکہ دایاں ہاتھ بلند اور اعلیٰ کاموں کے لئے ہے مثلاً کھانا پینا وغیرہ ہر اچھے کام کو دائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے۔ جب کہ استنجا کرنا اور نجاست صاف کرنا ایک غلیظ کام ہے اس کے لئے دائیں ہاتھ کو ملوث کرنا صحیح نہیں بلکہ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے۔
اس طرح سوکھے گوبر سے سوکھی ہڈی وغیرہ سے بھی استنجا کرنا جائز نہیں۔ گوبر تو خود نجاست ہے۔ نجاست نجاست کو کیسے دور کرے گی۔
جب کہ ہڈی یہ جنات کی غذا ہے۔ ان کے احترام واکرام میں ہڈی سے استنجا جائز نہیں۔
اور فرمایا کہ اگر پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے تو تین سے کم استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ اس میں پاکیزگی زیادہ ہے۔ عموماً ایک ڈھیلے سے صفائی نہیں ہوتی۔ لہٰذا تین استعمال کرنے چاہئیں اور اگر تین سے بھی صفائی نہ ہو تو زیادہ استعمال کرنے چاہئیں اور پتھر کے علاوہ دوسری چیز مثلاً موٹا دبیز کپڑا یا آج کل ٹوائلٹ پیپر (کاغذی رومال) جو استعمال ہوتے ہیں ان کا استعمال صحیح ہے۔
البتہ لکھے ہوئے کاغذ یا ایسا کاغذ جس پر لکھا جاسکتا ہو یا جانور کے اعضاء جسم وغیرہ ان سے استنجا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ کاغذ علم کے سامان میں سے ہے اور جانور کے اعضاء سے اس لئے جائز نہیں کیونکہ جانور بھی قابل احترام ہے۔ اسی لئے اس کے کسی عضو سے بھی استنجا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

[3] کھانے کی کسی چیز سے بھی استنجا جائز نہیں۔

الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بِبَعْرٍ

باب-۹۸ استقبال القبلة بغائط او بول

قضاءِ حاجت کے دوران قبلہ رخ بیٹھنا منع ہے

۵۰۶۔۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ سَمِعْتَ الزُّهْرِيَّ يَذْكُرُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ قَالَ نَعَمْ

۵۰۶۔ حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تم بول و براز (قضاءِ حاجت) کے لئے بیت الخلاء میں آؤ تو نہ تو قبلہ کی طرف اپنا رخ کرو اور نہ ہی قبلہ کی طرف پشت کرو پیشاب پاخانہ کرنے میں۔ البتہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لو"۔

ابوایوب فرماتے ہیں کہ ہم جب ملک شام آئے تو ہم نے وہاں کے بیت الخلاؤں کو قبلہ رخ بنا ہوا پایا۔ تو ہم ان میں قبلہ سے رخ پھیر کر بیٹھا کرتے تھے مجبوری کی وجہ سے اور اللہ سے استغفار کرتے تھے۔

۵۰۷۔۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ

۵۰۷۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی قضاءِ حاجت کے لئے بیٹھے تو ہرگز قبلہ کی طرف نہ رخ کرے نہ پشت"۔ [1]

---

[1] قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس وقت آدمی کی شرمگاہ کھلی ہوتی ہے۔ اگر قبلہ رخ بیٹھے گا تو بیت اللہ کی بے حرمتی اور بے توقیری ہوگی۔ اور اس دوران پشت کرنا بھی ممنوع ہے۔

یہ مسئلہ علماء کے درمیان بہت مختلف فیہ ہے۔

امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک جنگل اور کھلی جگہ میں تو دونوں حرام ہیں۔ یعنی رخ کرنا اور پشت کرنا۔ البتہ آبادی میں حرام نہیں۔ بعض صحابہ سے بھی یہ منقول ہے۔

امام احمد اور دوسرے کئی ائمہ مجتہدین کے نزدیک ہر جگہ حرام ہے۔ جنگل میں ہو آبادی میں یا کسی اور جگہ۔ داؤد ظاہری کے نزدیک ہر جگہ درست ہے لیکن یہ مذہب باطل ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ رخ کرنا تو کہیں جائز نہیں نہ جنگل میں نہ آبادی میں البتہ پشت کرنا درست ہے۔

مذہب ثانی (کہ ہر جگہ رخ کرنا اور پشت کرنا دونوں حرام ہیں) کی دلیل تو مذکورہ بالا احادیث ہیں حضرت سلمان اور ابوایوب انصاری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی۔

جبکہ پہلے مذہب والوں کی دلیل حضرت ابن عمر کی حدیث ہے اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر کی احادیث ہیں جنہیں ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے استقبال قبلہ سے منع فرمایا ہے پھر آپ ﷺ کی وفات سے قبل آپ ﷺ کو دیکھا کہ حاجت کے وقت قبلہ رخ کئے ہوئے ہیں۔ اور ابن عمر کی حدیث جس میں مروان بن اصفر کہتے ہیں کہ میں ... (جاری ہے)

اللہ ﷺ قال إذا جلس أحدكم على حاجته فلا يستقبل القبلة ولا يستدبرها

باب-۹۹ الرخصة في ذالك في الابنية

عمارتوں میں اس کی رخصت کا بیان

۵۰۸..... حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب قال حدثنا سليمان يعني ابن بلال عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى عن عمه واسع بن حبان قال كنت أصلي في المسجد وعبد الله بن عمر مسند ظهره إلى القبلة فلما قضيت صلاتي انصرفت إليه من شقي فقال عبد الله يقول ناس إذا قعدت للحاجة تكون لك فلا تقعد مستقبل القبلة ولا بيت المقدس قال عبد الله ولقد رقيت على ظهر بيت فرأيت رسول الله ﷺ قاعدا على لبنتين مستقبلا بيت المقدس لحاجته

۵۰۸ ..... واسع بن حبان کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور ابن عمر ﷺ قبلہ کی طرف ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ جب میں نے نماز پوری کی تو اپنے ایک پہلو سے اٹھ کر ان کی طرف چلا۔ عبداللہ ﷺ بن عمر نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جب حاجت کے لئے بیٹھو تو بیت اللہ اور بیت المقدس کی طرف رخ نہ کرو۔

عبداللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک بار حضور اقدس ﷺ کے گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ قضاء حاجت کے لئے دو اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف رخ کئے تشریف فرما ہیں۔

۵۰۹..... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا محمد بن بشر العبدي قال حدثنا عبيد الله بن عمر عن محمد بن يحيى بن حبان عن عمه واسع بن حبان عن ابن عمر قال رقيت على بيت أختي حفصة فرأيت رسول الله ﷺ قاعدا لحاجته مستقبل الشام مستدبر القبلة

۵۰۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک بار اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ اپنی حاجت کے لئے شام کی طرف رخ کئے اور بیت اللہ کی طرف پشت کئے تشریف فرما ہیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ..... نے ابن عمر ﷺ کو دیکھا کہ قبلہ کے سامنے اونٹنی کو کھڑا کر کے اس کی آڑ میں پیشاب کرنے لگے۔ میں نے منع کیا تو فرمایا کھلے میدان میں ایسا کرنا منع ہے اور جب قبلہ اور اس کے درمیان کوئی آڑ یا حائل ہو تو جائز ہے۔

بہر حال تمام احادیث سے یہ بات ظاہر ہے کہ دوران قضاء حاجت قبلہ کا رخ کرنا اور اس کی طرف پشت کرنا صحیح نہیں اگر کوئی مجبوری ہو تو استغفار کرنا چاہیے۔ ورنہ عموماً اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ہمارے زمانہ میں اکثر مکان بنانے والے اس چیز کا خیال نہیں رکھتے اور ہمیشہ گناہ کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اس سے بچنا لازم ہے۔

ایک بات آپ ﷺ نے فرمائی کہ مشرق یا مغرب کا رخ کر لو۔ تو یہ بات صرف اہل مدینہ کے ساتھ یا ان علاقوں کے لوگوں کے ساتھ خاص ہے جن کا قبلہ مغرب میں نہ ہو۔

باب-۱۰۰ النهي عن الاستنجاء باليمين

دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا منع ہے

۵۱۰..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ

۵۱۰..... حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنے عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے پیشاب کے دوران اور دائیں ہاتھ سے قضاء حاجت کے بعد (شرمگاہ) پونچھے نہیں (دائیں ہاتھ سے استنجانہ کرے) اور نہ ہی برتن میں سانس لے۔" (جس برتن میں پانی یا کوئی اور مشروب پی رہا ہو اس میں پینے کے دوران سانس نہ لے)

۵۱۱..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ

۵۱۱..... حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے تو اپنا عضو تناسل دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔"

۵۱۲..... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ

۵۱۲..... حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا برتن میں سانس لینے سے، عضو مخصوص کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔"

باب-۱۰۱ التيمن في الطهور وغيره

طہارت کے حصول اور دوسرے کاموں کو دائیں طرف سے کرنے کا بیان

۵۱۳..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ

۵۱۳..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دائیں طرف سے طہارت کرنا پسند تھا۔ جب آپ ﷺ طہارت فرماتے اور کنگھی کرنے میں جب آپ ﷺ کنگھی کرتے تو دائیں طرف سے کرنا پسند فرماتے تھے اور جوتا پہننے میں بھی دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند کرتے تھے۔"

۵۱۴..... و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي

۵۱۴..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو اپنے تمام امور میں دائیں طرف سے ابتدا محبوب تھی جوتے پہننے، کنگھا کرنے اور طہارت حاصل کرنے میں۔ ❶

❶ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ

باب-۱۰۲ النهي عن التخلي في الطرف والظلال

راستوں اور سایہ دار جگہوں میں قضاء حاجت منع ہے

۵۱۵..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوا وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ

۵۱۵..... حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دو لعنت کروانے والے کاموں سے بچو۔ صحابہ ﷺ نے عرض کیا وہ لعنت کروانے والے دو کام کیا ہیں؟ یا رسول اللہ! فرمایا: وہ شخص جو لوگوں کے راستہ میں قضاء حاجت کے لئے بیٹھ جائے یا ان کے سایہ دار مقامات پر قضاء حاجت کرے"۔ (کیونکہ راستہ میں سے لوگ گزرتے ہیں اگر وہاں گندگی پڑی ہوگی تو انہیں گذرنے میں تکلیف ہوگی اور وہ گندگی پھیلانے والے کو لعنت ملامت کریں گے۔ اسی طرح سایہ دار جگہیں جہاں عموماً لوگ بیٹھ کر سستاتے ہوں وہاں بھی قضاء حاجت کرنا جائز نہیں)۔

۵۱۶..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيضَأَةٌ هُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ

۵۱۶..... حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے ایک لڑکا لوٹا لئے اندر گیا۔ وہ لڑکا ہم میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے لوٹا ایک بیری کے پاس رکھ دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے قضاء حاجت فرمائی اور فارغ ہو کر ہماری طرف نکل کر آئے۔ آپ ﷺ نے پانی سے استنجا فرمایا تھا۔

۵۱۷..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۵۱۷..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے میں اور ایک اور لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ وغیرہ اٹھائے رکھتے تھے۔ (نیزہ سترہ کے لئے ساتھ رکھتے تھے) آپ ﷺ پانی سے استنجا فرماتے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ دنیا میں جو بھی معزز اور عمدہ کام ہیں وہ دائیں ہاتھ اور دائیں طرف سے کرنا مسنون ہے۔ آنحضرت ﷺ کو محبوب تھا۔ مثلاً: کھانا کھانا، پانی پینا، کنگھا کرنا، مسجد میں داخل ہونا وغیرہ ایسے اعمال ہیں جن میں دائیں طرف سے کرنا مسنون ہے۔ اور بائیں طرف سے کرنا اگرچہ حرام تو نہیں لیکن مکروہ ضرور ہے۔ واللہ اعلم

يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي اِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ

۵۱۸ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَاٰتِيهِ بِالْمَاءِ فَيَتَغَسَّلُ بِهِ

۵۱۸.... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت کے لئے دور نکل کر چلے جاتے (ایسی جگہ جہاں لوگ نہ ہوں) پھر میں پانی لاتا تو آپ ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے۔

باب-۱۰۳ المسح علی الخفین

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۵۱۹ .... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَاَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ قَالَ اِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِاَنَّ اِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

۵۱۹ .... حضرت ہمامؒ سے روایت ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا اور وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔
کہا گیا کہ آپ یہ کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پیشاب کیا، وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔
اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لوگوں کو یہ حدیث بہت اچھی لگتی تھی کیونکہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔ [1]

---

[1] موزوں پر مسح کرنا باتفاق علماء جائز ہے۔ سردی کے موسم میں جب پاؤں دھونے سے سردی لگنے کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے کہ موزے پہن لئے جائیں اور پاؤں دھونے کے بجائے ان موزوں پر مسح کرلیا جائے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ چمڑے کے موزے ہوں، اور اتنے موٹے ہوں کہ کئی میل پیدل چل کر بھی نہ پھٹیں اور نہ خود اتریں، اور سفر و حضر دونوں میں موزوں پر مسح جائز ہے سفر میں تین دن تین رات تک مسلسل بغیر اتارے مسح کر سکتے ہیں جب کہ حضر میں ایک دن رات بغیر اتارے مسح کیا جا سکتا ہے۔
کتب فقہ میں اس کی تمام تفصیل و شرائط مذکور ہیں۔ روافض نے مسح علی الخفین کا انکار کیا ہے جب کہ وضو کے صریح حکم بغیر موزوں کے پاؤں دھونے کو وہ ضروری نہیں کہتے بلکہ ان کے نزدیک وضو میں پاؤں کا صرف مسح ضروری ہے انہیں دھونا ضروری نہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم کی سورۂ مائدہ کی آیت وضو جس میں وضو کے فرائض بیان کئے گئے ہیں یعنی یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ اس میں فرمایا کہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم یعنی سر اور پاؤں کا مسح کرو۔ روافض کے نزدیک ارجلکم کا عطف برؤسکم پر ہے اور اس کا تعلق امسحوا سے ہے۔ اسی وجہ سے وہ اس کو بکسر اللام ارجلکم پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ارجلکم کا عطف سابق میں فاغسلوا وجوھکم پر ہے۔ اور ائمہ مجتہدین نے اس کا انکار کیا ہے۔ اسی لئے اعمش نے ابراہیم کی بات ...(جاری ہے)

۵۲۰...... وحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

۵۲۰...... اس سند کے ساتھ بھی ابو معاویہ والی حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا) کی طرح منقول ہے، باقی عیسیٰ اور سفیان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عبداللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث اچھی معلوم ہوئی اس لئے کہ جریرؓ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مشرف باسلام ہوئے تھے۔

۵۲۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

۵۲۱...... حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار نبی اکرم ﷺ کیساتھ تھا آپ قوم کے کوڑے کرکٹ پھینکنے کی جگہ جا پہنچے (کیونکہ آپ ﷺ قضاء حاجت سے فارغ ہونا چاہتے تھے اور ایسی جگہیں عموماً بستی سے ذرا دور ہوتی ہیں اسلئے آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے) آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں ذرا ایک طرف ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریب رہو۔ میں قریب ہو گیا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسکے بعد آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔ ❶

۵۲۲...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ

۵۲۲...... حضرت ابووائلؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری

(گزشتہ سے پیوستہ)...... نقل کر کے فرمایا کہ جریرؓ کی یہ حدیث لوگوں کو بہت پسند تھی کیونکہ حضرت جریرؓ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔ لہٰذا اگر وہ نزولِ مائدہ سے قبل اسلام لائے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ مائدہ کی آیت سے مسح علی الخفین کا حکم منسوخ ہو چکا ہو۔ لیکن ان کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہے اور مسح علی الخفین کا حکم باقی ہے۔ حضرت حسنؒ بصری فرماتے ہیں کہ مجھ سے ستر صحابہ کرامؓ نے موزوں پر مسح کی روایات بیان کیں۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے لیکن خود حضور علیہ السلام کا عام معمول بیٹھ کر پیشاب کرنے کا تھا۔ ساری حیات طیبہ میں صرف ایک یہ واقعہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ ورنہ عام عادت آپ ﷺ کی بیٹھ کر کرنے کی تھی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "جو تم سے یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اسکی بات ہرگز تسلیم نہ کرو۔ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب سے فارغ ہوتے تھے"۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا معمول تو بیٹھ کر پیشاب کرنے کا تھا پھر اس واقعہ کا کیا مطلب ہے؟ علماء نے اس کی بہت سی توجیہات بیان کی ہیں۔ ایک توجیہ تو یہ بیان کی کہ آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک میں درد تھا اور اہل عرب اسکا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے تو آپ ﷺ نے بھی اسی وجہ سے اس پر عمل فرمایا۔ کسی نے یہ توجیہ کی ہے کہ آپ ﷺ کے گھٹنوں میں درد تھا۔ بعض نے فرمایا کہ وہ کوڑے کا ڈھیر تھا آپ ﷺ کو وہاں بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ملی اس لئے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ بعض نے ایک اور وجہ بھی بیان کی کہ آپ ﷺ نے جواز بتلانے کے لئے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کہیں بیٹھ کر کرنے کی جگہ نہ میسر ہو یا کوئی اور عذر ہو تو کھڑے ہو کر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ بغیر کسی عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِيضِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَوَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدِّدُ هَذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَتَمَاشَى فَأَتَى سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ

رضی اللہ عنہ پیشاب کے معاملہ میں بہت سخت محتاط تھے' اور ایک شیشی میں پیشاب کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بنو اسرائیل میں اگر کسی کے جسم (کھال) کو پیشاب لگ جاتا اس حصہ جسم کو قینچیوں سے کاٹ ڈالا کرتا تھا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ تمہارے ساتھی (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) اتنی سختی نہ کیا کرتے۔ کیونکہ میں نے اپنے آپ اور حضور اقدس ﷺ کو دیکھا ہم چل رہے تھے آپ ایک دیوار کے پیچھے قوم کی کوڑی پر آئے اور اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح ہم میں سے کوئی کھڑا ہوتا ہے اور پیشاب کیا۔ میں آپ ﷺ سے ذرا سا دور ہٹ گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا (قریب بلانے کو) تو میں آ گیا اور آپ ﷺ کی فراغت تک آپ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا رہا۔

٥٢٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِينَ حَتَّى

۵۲۳۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ قضاء حاجت کے لئے نکلے' مغیرہ پانی کا ڈول لے کر آپ ﷺ کے پیچھے ہو لئے' جب آپ ﷺ حاجت سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے (وضو کے لئے) پانی ڈالا' آپ ﷺ نے وضو کر کے موزوں پر مسح فرمایا۔

ابن رمح کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ آپ ﷺ حاجت سے فارغ ہوئے۔

٥٢٤۔ وَحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۵۲۴۔ یحییٰ بن سعید سے بھی سابقہ روایت کی طرح منقول ہے باقی اتنا اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے چہرہ دھویا اپنے ہاتھوں کو دھویا اور سر کا مسح کیا پھر موزوں پر مسح کیا۔

٥٢٥۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِي فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

۵۲۵۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے' کہ اچانک آپ قضاء حاجت کے لئے سواری سے اترے' پھر واپس آئے (فراغت کے بعد) تو میں نے آپ ﷺ کے لئے پانی ڈالا (آپ پر پانی بہایا وضو کے لئے) ایک ڈول سے جو میرے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

٥٢٦۔۔۔۔۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ

۵۲۶۔۔۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں

قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى

آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے مغیرہ! ڈول لے لو۔ میں نے لے لیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلا' رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ قضاء حاجت فرمائی' پھر واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے جسم پر ایک شامی جبہ تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ ﷺ نے آستین سے ہاتھ نکالنا چاہا مگر وہ تنگ تھی لہٰذا آپ ﷺ نے نیچے سے ہاتھ باہر نکال لیا۔ میں نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے نماز کے لئے جس طرح وضو کرتے ہیں ایسے ہی وضو فرمایا' اور موزوں پر مسح کیا اور بعد ازاں نماز پڑھی۔

۵۲۷ ..... وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا

۵۲۷ ..... حضرت مغیرہ ؓ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک بار قضاء حاجت کے لئے نکلے' چہرۂ مبارک دھویا۔ پھر دونوں بازو دھونا چاہا تو جبہ کی آستین تنگ ہو گئی۔ آپ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال لئے۔ اور انہیں دھویا سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کر کے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

۵۲۸ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

۵۲۸ ..... حضرت مغیرہ ؓ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ ایک رات' میں سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا' آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ اپنی سواری سے نیچے اترے اور پیدل چلے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں چھپ گئے۔ پھر (فراغت کے بعد) واپس تشریف لائے تو میں نے پانی کے ڈول سے آپ ﷺ کے اوپر پانی بہایا۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دھویا' آپ کے جسم پر ایک اونی جبہ تھا' آپ اپنے بازوؤں کو اس سے نکالنے پر قادر نہ ہو سکے (آستینوں سے) تو آپ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال لئے۔ بازو (مراد دونوں ہاتھ) کہنیوں سمیت دھوئے۔ سر کا مسح فرمایا پھر میں آپ کے موزے اتارنے کے لئے جھکا تو آپ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دے کیونکہ میں نے پاؤں اس میں پاک کر کے داخل کئے تھے اور پھر دونوں پر مسح فرمایا۔

۵۲۹ ... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ وَضَّأَ النَّبِيَّ ﷺ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ

۵۲۹ ... حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو وضو کرایا، آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر آپ سے کچھ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے دونوں پاؤں پاکی کی حالت میں داخل کئے تھے۔

باب-۱۰۴ المسح على الناصية والعمامة

پیشانی اور عمامہ پر مسح کرنے کا بیان [1]

۵۳۰ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ أَمَعَكَ مَاءٌ فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلٰوةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا

۵۳۰ ... حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور علیہ السلام ذرا پیچھے رہ گئے میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب آپ ﷺ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں ایک لوٹا (یا چھاگل) لے آیا، آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھوئے۔ پھر دونوں بازو آستینوں سے نکالنا چاہے تو جبہ کی آستین تنگ تھیں۔ آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال لیا اور جبہ کو اپنے کندھوں پر ڈال لیا۔ دونوں بازو دھوئے، پیشانی اور عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر آپ سوار ہوئے تو میں بھی سوار ہو گیا یہاں تک کہ ہم بھی قوم کے پاس جا پہنچے تو وہ لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ اور حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف انہیں نماز پڑھا رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ جب انہیں احساس ہوا کہ حضور اقدس ﷺ آ چکے ہیں تو وہ پیچھے کو ہٹنے لگے آپ ﷺ نے انہیں اشارہ سے منع فرمایا چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو نبی اکرم ﷺ اور میں کھڑے ہو گئے (کیونکہ ہماری ایک رکعت نکل چکی تھی) اور ہم نے وہ رکعت جو رہ گئی تھی پڑھ لی۔

۵۳۱ ... حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

۵۳۱ ... حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے موزوں

---

[1] ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام احمدؒ اور بعض دوسرے ائمہ مجتہدین نے عمامہ پر مسح کو جائز اور کافی قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک صرف عمامہ پر مسح درست نہیں البتہ سر کی مفروضہ مقدار کا مسح کرنے کے بعد بالاستیعاب عمامہ پر مسح جائز اور کافی ہے۔ جبکہ صحیح قول کے مطابق حنفیہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک عمامہ پر مسح کسی حال میں کافی نہیں۔ جن روایات میں مسح علی العمامہ کا ذکر ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تنہا کبھی صرف عمامہ کا مسح نہیں کیا بلکہ سر کی مقدار مفروض کا مسح فرما کر پھر عمامہ پر ہاتھ پھیرا اور یہ عمل بیان جواز کے لئے تھا۔ امام محمدؒ نے موطا میں فرمایا ہے کہ: "بلغنا أن المسح على العمامة كان فترك" یعنی ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مسح علی العمامہ پہلے مشروع تھا پھر متروک ہو گیا، علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے فرمایا ہے کہ امام محمدؒ کی بلاغات مسند ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر اس سلسلہ میں کوئی مسئلہ ہی نہیں رہتا کہ مسح علی العمامہ منسوخ ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ

پر اور سر کے اگلے حصہ (پیشانی کی طرف) اور اپنے عمامہ پر مسح کیا۔

۵۳۲...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

۵۳۲...... اس سند سے بھی سابقہ روایت (کہ نبی اکرم ﷺ نے موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامہ پر مسح کیا) منقول ہے۔

۵۳۳...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَكْرٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مِنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ

۵۳۳...... حضرت مغیرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنی پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔

۵۳۴...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ وَفِي حَدِيثِ عِيسَى حَدَّثَنِي الْحَكَمُ حَدَّثَنِي بِلَالٌ

۵۳۴...... حضرت بلال ؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔
عیسیٰ بن یونس کی روایت میں عن بلال کے بجائے حدثنی بلال موجود ہے۔

۵۳۵...... وحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۵۳۵...... اعمش سے حسب سابق روایت (کہ آپ ﷺ نے موزوں اور عمامہ پر مسح کیا) منقول ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

باب-۱۰۵ التوقيت في المسح على الخفين

مسح علی الخفین کی مدت متعینہ کا بیان

۵۳۶...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ

۵۳۶...... حضرت شریح بن ہانی ؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا ان سے مسح علی الخفین کے بارے میں سوال کرنے کے واسطے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اس معاملہ میں حضرت علی ؓ بن ابی طالب سے سوال کرو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے۔

أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَثْنَى عَلَيْهِ

ہم نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسح کی مدت مسافر کے لئے تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر فرمائی ہے۔[1]

۵۳۷ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۵۳۷ حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت بعینہ منقول ہے۔

۵۳۸ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۵۳۸ شریح بن ہانی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جاؤ اس لئے کہ وہ اس مسئلہ میں مجھ سے زائد جاننے والے ہیں۔ چنانچہ میں حضرت علی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سابقہ روایت (کہ مسح کی مدت مسافر کیلئے تین دن تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات مقرر ہے) نبی اکرم ﷺ سے نقل فرمائی۔

باب-۱۰۶ جواز الصلوات کلها بوضوء واحد

ایک ہی وضو سے تمام (یا کئی) نمازیں پڑھنا جائز ہے

۵۳۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى

۵۳۹ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت عمر ؓ نے حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ:
"آج آپ نے وہ کام کیا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میں نے قصداً ایسا کیا ہے[2] (بیان جواز کے لئے۔

---

[1] جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات۔ لیکن امام مالک فرماتے ہیں کہ مسح علی الخفین کی کوئی مدت متعین نہیں۔ جب تک موزے پہنے ہوئے ہوں اس وقت تک مسح کر سکتا ہے۔ خواہ ایک دن یا اس سے زیادہ ہو جائیں اتارنے کی ضرورت نہیں۔

[2] ایک وضو سے کئی فرض نمازیں پڑھنا باجماع واتفاق علماء جائز ہے۔ البتہ ہر نماز کے لئے باوضو ہونے کے باوجود نیا وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟ علماء نے فرمایا کہ نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ خواہ اس وضو سے کوئی الگ عبادت مثلاً: قرآن کریم کو چھونا وغیرہ کرے یا نہیں ہر حال میں نیا وضو مستحب ہے۔ واللہ اعلم

الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ

تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں جائز ہیں)۔

باب-۱۰۷ کراهة غمس المتوضی و غیره یده فی الاناء قبل غسلها

ہاتھ دھونے سے قبل پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا مکروہ ہے

۵۴۰...... وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ

۵۴۰...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے دھولے تین بار۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

(سوتے میں انسان کا ہاتھ مختلف جگہوں میں جاتا رہتا ہے بعض اوقات عضو مخصوص پر لگ جاتا ہے اور ممکن ہے اس پر کوئی نجاست لگی ہو لہٰذا پاکیزگی اور طہارت کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھ بغیر دھوئے کسی برتن میں نہیں ڈالا جائے)۔

۵۴۱...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ يَرْفَعُهُ بِمِثْلِهِ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۵۴۱...... اس سند سے بھی سابقہ روایت (جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھ کو تین مرتبہ دھولے...... الخ) معمولی الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ منقول ہے۔

۵۴۲...... وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ

۵۴۲...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی بہائے قبل اس کے کہ اسے اپنے برتن میں ڈالے۔ اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ

اس کے ہاتھ نے کس حال میں رات گذاری ہے۔ [1]

۵۴۳۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ يَقُولُ حَتَّى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلَاثِ

۵۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے یہ تمام سابقہ روایتیں نقل کرتے ہیں اور ان سب میں صرف دھونے کا تذکرہ ہے تین مرتبہ کا تذکرہ کسی روایت میں نہیں سوائے جابر ابن المسیب، ابو سلمہ، عبداللہ بن شقیق ابو صالح ابو رزین کے ان کی روایات میں تین مرتبہ کا تذکرہ ہے۔

---

[1] یہ حکم کس درجہ کا ہے؟ آیا فرض ہے یا واجب ؟ یا صرف مسنون و مستحب؟ شوافع ؒ کے نزدیک مسنون ہے۔ جب کہ امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے۔ اگر ہاتھوں پر نجاست لگنے کا یقین ہو تو فرض ہے۔ ظن غالب ہو تو واجب ہے شک ہو تو مسنون ورنہ مستحب۔ اصل میں جمہور علماء کے نزدیک علتِ حکم توھّمِ نجاست ہے اسی لئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ تفصیل ہے۔

یہاں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں ڈال دیئے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟ امام احمدؒ کے نزدیک پانی اگر کثیر ہو تو نجس نہیں ہوگا اور قلیل ہو تو نجس ہو جائے گا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ ہو جائے گا۔ جب کہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک وہی تفصیل ہے جو ابھی گذری کہ نجاست کا یقین ہونے کی صورت میں ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

باب-۱۰۸　حكم ولـــوغ الكلب

برتن میں کتے کے منہ ڈالنے کا حکم

۵٤٤ ... وحدثنـــي علي بن حجر السعدي قــال حدثنا علي بن مسهر أخبرنا الأعمش عن أبـــي رزين وأبي صالح عن أبي هريرة قال قـــال رسول الله ﷺ إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليرقه ثـــم ليغسله سبع مـــرار

۵۴۴ ... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اس (کی نجاست) کو بہادے اور سات بار اسے دھوئے"۔

۵٤٥ ... وحدثني محمد بن الصباح قال حدثنا إسمعيل بن زكريا عن الأعمش بهذا الإسناد مثله ولم يقل فليرقه

۵۴۵ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو برتن کو سات مرتبہ دھوؤ) منقول ہے۔ اس میں بہا دینے کا ذکر نہیں ہے۔

۵٤٦ ... حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرات

۵۴۶ ... حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں سے پیے تو اسے چاہیے کہ برتن کو سات بار دھوئے"۔

۵٤٧ ... وحدثنا زهير بن حرب قال حدثنا إسمعيل بن إبراهيم عن هشام بن حسان عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ طهور إناء أحدكم إذا ولغ فيه الكلب أن يغسله سبع مرات أولاهن بالتراب

۵۴۷ ... حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کے برتن میں جب کتا منہ ڈال دے تو اس کی پاکی یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے اور پہلی بار مٹی سے مانجھا جائے"۔

۵٤٨ ... حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا أبو هريرة عن محمد رسول الله ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ طهور إناء أحدكم إذا ولغ الكلب فيه أن يغسله سبع مرات

۵۴۸ ... ہمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو ہم سے ابوہریرہ ؓ نے بیان کیں رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے۔ پھر ان میں سے چند احادیث ہمام نے ذکر کیں ایک ان میں سے یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کہ اس میں کتا منہ ڈال دے یہ ہے کہ اسے سات بار دھوئے"۔

۵٤٩ ... وحدثنا عبيد الله بن معاذ قال حدثنا أبي قال حدثنا شعبة عن أبي التياح سمع مطرف بن عبد الله يحدث عن ابن المغفل قال أمر رسول الله

۵۴۹ ... حضرت عبداللہ ؓ بن المغفل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم دے دیا تھا پھر (کچھ عرصہ بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: ان کتوں کا کیا قصور ہے کیا حال ہے (یعنی انہیں کیوں مارتے ہو)

ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ

حکم ختم کر دیا) پھر اجازت دے دی آپ نے شکاری کتے' جانوروں کی حفاظت کے لئے کتے رکھنے کی اور فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات بار دھولو آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھ لو"۔

۵۵۰۔ وَ حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَلَيْسَ ذَكَرَ الزَّرْعَ فِي الرِّوَايَةِ غَيْرُ يَحْيَى

۵۵۰۔ جبکہ یحییٰ بن سعد کی روایت میں شکاری کتے اور جانوروں کے محافظ کتے کے علاوہ کھیتی کی حفاظت کے کتے کی بھی اجازت کا ذکر ہے۔ [1]

باب-۱۰۹ النهي عن البول في الماء الراكد

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا ممنوع ہے

۵۵۱۔ وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى

۵۵۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے۔"

---

[1] جمہور علماء کے نزدیک کتے کا جھوٹا نجس ہے۔ صرف امام مالکؒ کے نزدیک سور کلب نجس نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ دھونے کا حکم بطور تطہیر نہیں بلکہ تعبدی ہے۔

البتہ طریقہ تطہیر میں ائمہ ثلاثہ (امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام مالکؒ) اور امام ابو حنیفہؒ کے درمیان اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مذکورہ بالا احادیث کی بناء پر سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔ امام صاحبؒ کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو الکامل لابن عدی میں مروی ہے۔ اس میں تین بار دھونے کا ذکر ہے۔

علاوہ ازیں اس روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جسے الکامل میں حافظ ابن عدیؒ نے نقل کیا ہے کہ اس کے علاوہ اس کے متعدد قرائن و تائید بھی موجود ہیں جن کی بناء پر احناف نے تین بار دھونے کو کافی قرار دیا ہے۔

منجملہ ان کے ایک قرینہ یہ ہے کہ کلب (کتے) کے معاملہ میں شریعت کے احکامات میں بتدریج شدت سے تخفیف آئی ہے یعنی شروع میں تو کتوں کو مارنے کا حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوا تو کتے کے جھوٹے کے بارے میں سات بار دھونے کا حکم آیا۔ بعد ازاں تین بار کا حکم آیا۔

عقلاً بھی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو نجاسات غلیظہ ہیں مثلاً: پیشاب پاخانہ خود کتے کا پیشاب پاخانہ وہ سب تین بار دھونے سے بالاتفاق ائمہ پاک ہو جاتی ہیں تو کتے کا جھوٹا تو نجاست غلیظہ بھی نہیں ہے اور قطعی بھی نہیں یہ بدرجہ اولیٰ تین بار دھونے سے پاک ہوگی۔ واللہ اعلم

کتے کے شکار کا تفصیلی حکم کتاب الصید کے تحت آئے گا۔ انشاء اللہ۔

أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

۵۵۲ ـــ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ

۵۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"تم میں سے ہرگز کوئی مستقل ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور پھر اس میں غسل کرنے لگے"۔

۵۵۳ ـــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبُلْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ

۵۵۳۔۔۔۔ حضرت ہمام[1] بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے بیان کیں۔ پھر ان میں سے چند احادیث ذکر کیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب مت کر ایسا پانی جو بہہ نہیں رہا۔ اور یہ کہ اس میں پیشاب کرنے کے بعد غسل کرے یہ بھی مت کر۔[2]

باب ۱۱۰ النهي عن الاغتسال في الماء الراكد
ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت کا بیان

۵۵۴ ـــ وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ

۵۵۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
"تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جنابت کی حالت میں غسل نہ کرے"۔
لوگوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پھر جنبی شخص کیا کرے؟

---

[1] یہ ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد ہیں۔ ان کی کئی روایات ماقبل میں گذر چکی ہیں۔ انہوں نے "روایات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ" کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا جس کا نام حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں "الصحيفة الصحيحة" ذکر کیا ہے جب کہ عام طور پر یہ "صحیفہ ہمام بن منبہ" کے نام سے معروف ہے۔ امام مسلم نے اس صحیفہ سے کئی روایات صحیح مسلم میں ذکر کی ہیں۔ جب امام مسلم اس صحیفہ سے روایت ذکر کرتے ہیں تو یہ الفاظ لازماً ذکر کرتے ہیں:
"عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا به ابوهريرة رضي الله عنه، عن محمد رسول الله ﷺ فذكر احاديث منها وقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔ ان الفاظ کا ترجمہ ہم نے ہر ایسی روایت کے شروع میں کیا ہے اس صحیفہ کا اصل نسخہ مخطوطہ چند سال پیشتر حسن اتفاق سے دریافت ہو گیا ہے۔ ایک نسخہ جرمنی میں برلن کے کتب خانہ میں اور دوسرا دمشق کی "مجمع علمی" میں موجود ہے۔ مشہور سیرت اور تاریخ کے محقق ڈاکٹر حمید اللہ مقیم پیرس نے ان دونوں نسخوں کا باہمی تقابل کر کے انہیں شائع کر دیا ہے۔ اس میں ایک سو اڑتیس (۱۳۸) احادیث موجود ہیں۔

[2] ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا اس لئے ممنوع ہے کیونکہ نجاست اس میں شامل رہے گی۔ جب کہ جاری اور بہتے ہوئے پانی میں نجاست تو بہہ جائے گی۔ لہٰذا ٹھہرے ہوئے پانی میں اگر کسی نے پیشاب کر دیا مثلاً کسی جوہڑ یا چھوٹے تالاب یا حوض وغیرہ میں تو وہ سارا پانی ناپاک اور ناقابل استعمال ہو جائے گا۔ اور کوئی اسے استعمال نہ کر سکے گا۔ البتہ ماء جاری مثلاً نہر یا دریا یا سمندر ان میں اگر کوئی پیشاب کر دے تو وہ ممنوع نہیں۔

حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا

فرمایا کہ ہاتھوں میں (یا برتن میں) لے کر غسل کرے۔ ❶

باب-۱۱۱ وجوب غسل البول وغيره من النجاسات اذا حصلت فى المسجد وان الارض يطهر بالماء من غير حاجة الى حفرها

مسجد میں پیشاب کرنے کے بعد اس جگہ کو دھونا واجب ہے❷ اور یہ کہ زمین پانی سے دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسے کھودنا ضروری نہیں ہے

۵۵۵ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَعُوهُ وَلَا تُزْرِمُوهُ قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

۵۵۵ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ بعض لوگ اس کی طرف اٹھ دوڑے (تاکہ اسے روکیں یا ڈانٹ ڈپٹ کریں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کا پیشاب مت روکو۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

۵۵۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَعُوهُ فَلَمَّا فَرَغَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَنُوبٍ فَصُبَّ عَلَى بَوْلِهِ

۵۵۶ حضرت انس ؓ بن مالک ذکر کرتے ہیں کہ ایک اجڈ دیہاتی مسجد کے ایک کنارے کو کھڑا ہوا اور پیشاب کر دیا۔ لوگ اس پر چیخے چلائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو (مت روکو) جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہو گیا تو حضور ﷺ نے پانی کا ایک مشکیزہ منگوایا اور وہ اس کے پیشاب پر بہا دیا گیا۔

۵۵۷ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ

۵۵۷ حضرت انس ؓ بن مالک کہتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد (نبوی ﷺ) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران اچانک

---

❶ اس سے معلوم ہوا کہ جنبی شخص اگر کم مقدار والے حوض میں کود جائے یا کنویں میں جہاں پانی ٹھہرا ہوا ہوتا ہے تو وہ سارا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اس لئے غسل جنابت سے بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔

❷ اس عنوان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں پیشاب کرنا صحیح ہے اور کوئی غلط کام یا گناہ نہیں ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ اس عنوان کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کسی نے غلطی سے یا ناواقفیت کی بناء پر مسجد میں پیشاب کر دیا تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ نہ کہ اس کا مقصد مسجد میں پیشاب کرنے کو صحیح قرار دینا ہے۔

حدَّثنا إسْحٰقُ بْنُ أبي طلْحة حدَّثني أنسُ بْنُ مالك وهُو عمُّ إسْحٰق قال بيْنما نحْنُ في الْمسْجد مع رسُول الله ﷺ إذْ جاء أعْرابيٌّ فقام يبُولُ في الْمسْجد فقال أصْحابُ رسُول الله ﷺ مهْ مهْ قال قال رسُولُ الله ﷺ لا تُزْرمُوهُ دعُوهُ فتركُوهُ حتّٰى بال ثُمَّ إنَّ رسُول الله ﷺ دعاهُ فقال لهُ إنَّ هٰذه الْمساجد لا تصْلُحُ لشيْءٍ منْ هٰذا الْبوْل ولا الْقذر إنَّما هي لذكْر الله عزَّ وجلَّ والصَّلٰوة وقراءة الْقُرْاٰن أوْ كما قال رسُولُ الله ﷺ قال فأمر رجُلًا من الْقوْم فجاء بدلْوٍ منْ ماءٍ فشنَّهُ عليْه

ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ٹھہر جا رک جا (لیکن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا پیشاب مت روکو۔ اسے کرنے دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے یونہی چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا۔ پھر بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اسے کہا کہ: یہ مساجد جو ہیں اس چیز کے لئے نہیں ہیں پیشاب یا گندگی و نجاست وغیرہ پھیلانے کے لئے نہیں ہیں۔ یہ تو صرف اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لئے ہیں۔ یا اسی طرح کچھ حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔ اور لوگوں میں سے ایک آدمی کو حکم دیا تو پانی کا ایک ڈول لے آیا اور اس پیشاب پر بہا دیا۔ ❶

باب-۱۱۲ حكم البول الطفل الرضيع و كيفية غسله

شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم اور اسے پاک کرنے کا طریقہ

۵۵۸۔ حدَّثنا أبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة وأبُو كُريْب قالا حدَّثنا عبْدُ الله بْنُ نُميْر قال حدَّثنا هشامٌ عنْ أبيه عنْ عائشة زوْج النَّبيّ ﷺ أنَّ رسُول الله ﷺ كان يُؤْتٰى

۵۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا، آپ ﷺ ان پر دعائے برکت فرماتے اور ان کی تحنیک ❷ کرتے تھے۔ ایک بار ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ ﷺ پر

❶ مسجد میں پیشاب کرنا ظاہر ہے بالکل ناجائز اور حرام ہے اور مسجد سے مراد وہ جگہ جہاں نماز پڑھی جاتی ہو۔ البتہ جن مساجد میں بیت الخلاء اس مقصد کیلئے بنے ہوں وہاں پیشاب میں کوئی حرج نہیں اگرچہ پسندیدہ نہیں کیونکہ اس سے مسجد میں بدبو پیدا ہوتی ہے اس جاہل اور اجڈ دیہاتی کو یا تو معلوم نہیں تھا کہ یہ مسجد ہے یا اسے یہ پتہ نہ تھا کہ مسجد میں اس قسم کے کام ممنوع ہیں۔ اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے کمال علم اور کمال تدبر و بصیرت کا اظہار ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو اسے مارنے دوڑے لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے کرنے دو۔ اسمیں نجانے کتنی مصلحت پوشیدہ تھیں۔ ایک تو یہ کہ اگر اسی حالت میں صحابہ رضی اللہ عنہم اسے مارنے لگتے تو وہ بھی اپنے بچاؤ کیلئے ادھر ادھر دوڑتا بھاگتا جسمیں کئی مفاسد تھے۔ ایک تو یہ کہ پیشاب کے قطرے ادھر ادھر گرتے۔ پہلے تو ایک حصہ ناپاک ہو رہا تھا۔ اس صورت میں کئی جگہیں ناپاک ہوتیں۔ پوری مسجد میں پیشاب کے قطرے پھیل جاتے۔ اسی طرح اس کا ستر عورت بھی کھلا رہتا اور لوگوں کی نظروں میں آتا، یہ الگ گناہ ہوتا۔ علاوہ ازیں اس کا پیشاب رک جاتا اور پیشاب کرتے کرتے روک لینا طبی نقطۂ نظر سے انتہائی مضر ہوتا ہے اور کئی بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع فرما کر ایک طرف پوری مسجد کو ناپاک ہونے سے بچایا۔ دوسری طرف ستر عورت کے کھلنے کے گناہ سے سب کو بچایا تیسرے اسکو بھی تکلیف سے اور بیماری سے بچایا۔ غرض آنحضرت ﷺ نے اپنی کمال حکمت و تدبر سے ان سارے مفاسد کا سدباب کر دیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ فرش اور زمین پر نجاست لگنے سے اس کا دھونا کافی ہے اسے پاک کرنے کے لئے۔ اور زمین کو کھودنا غیر ضروری ہے۔

❷ تحنیک ایک خاص لفظ ہے۔ اردو میں اسے گھٹی دینا کہتے ہیں۔ عرب میں رواج تھا کہ نو مولود بچے کے منہ میں کھجور اور شہد وغیرہ کا مالیدہ بنا کر اسے چٹاتے تھے یا صرف کھجور اپنے منہ میں نرم کر کے بچے کے منہ میں رکھتے تھے۔ لوگ برکت کے لئے اپنے نو مولود بچوں کو حضور علیہ السلام کے پاس لاتے اور آپ ﷺ سے ان کی تحنیک کروایا کرتے تھے تاکہ بچوں کے منہ میں آپ کا لعاب مبارک شامل ہو جائے اور آپ ﷺ سے دعا کروایا کرتے تھے۔ اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ بچوں پر بہت شفیق تھے۔ اور بچوں (جاری ہے)

بالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور پیشاب جہاں ہوا تھا اس جگہ ڈال دیا اور اسے دھویا نہیں۔

۵۵۹ ...... وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِي حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

۵۵۹ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک شیر خوار بچہ لایا گیا، اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ پر بہا دیا۔

۵۶۰ ...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

۵۶۰ ۔ ہشام سے اسی سند کے ساتھ ابن نمیر والی روایت (کہ آپ ﷺ کی گود میں ایک بچہ نے پیشاب کر دیا آپ ﷺ نے اس جگہ صرف پانی ڈال دیا اور اسے دھویا نہیں) کی طرح نقل کرتے ہیں۔

۵۶۱ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى أَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ

۵۶۱ ...... حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بنت محصن سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک لڑکے کو جو کھانا نہ کھاتا تھا لے کر آئیں اور اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ اس نے پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر پانی چھڑک دیا۔ اس کے علاوہ کچھ نہ کیا (دھویا وغیرہ نہیں)۔

۵۶۲ ...... وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ

۵۶۲ ...... زہری ﷺ سے اس سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے پانی منگایا اور اس پر چھڑک دیا۔

۵۶۳ ...... وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدُ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَى

۵۶۳ ...... عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بنت محصن نے جو ان اولین مہاجر خواتین میں سے تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی تھی اور حضرت عکاشہ بن محصن ﷺ جو بنو اسد بن خزیمہ کے ایک فرد تھے۔ مجھ سے بیان کیا کہ وہ (ام قیس رضی اللہ عنہا) رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک لڑکے کو جو ابھی اس عمر کو نہیں پہنچا تھا کہ کھانا کھا سکے لے کر آئیں۔

عبید اللہ کہتے ہیں کہ ام قیس رضی اللہ عنہا نے مجھے بتلایا کہ انکے بیٹے نے آنحضرت کی گود میں پیشاب کر دیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ... سے آپ ﷺ کو بیحد محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی ﷺ نے آپ ﷺ سے کہا کہ مجھے تو بچوں پر پیار نہیں آتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سنگدل ہو۔ معلوم ہوا کہ بچوں سے محبت کرنا یہ سنت نبوی اور اخلاق نبوی کی تعمیل بھی ہے۔

ثَوْبِهٖ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا

حضور علیہ السلام نے پانی منگوایا اور اسے اپنے کپڑوں پر چھڑک لیا اور اسے دھویا نہیں۔ ❶

باب-۱۱۳ حکم المنی

منی کا کیا حکم ہے؟ ❷

۵٦٤......وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ

۵٦٤... حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص

---

❶ شیر خوار بچہ کے پیشاب کے بارے میں جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ وہ ناپاک و نجس ہے، جب کہ داؤد ظاہری کے نزدیک وہ نجس نہیں طاہر ہے۔ البتہ جمہور علماء کے نزدیک بچہ کا پیشاب اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس کے پاک کرنے کے طریقہ میں اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کے نزدیک بچہ کے پیشاب کو دھونے کے بجائے اس پر پانی کے چھینٹے مارنا طہارت کے لئے کافی ہے البتہ چھوٹی بچی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

ان کے برخلاف امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور فقہاء کوفہ کے نزدیک شیر خوار لڑکی کی طرح لڑکے کے پیشاب کو بھی دھونا ضروری ہے۔ البتہ لڑکے کے پیشاب میں زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں غسلِ خفیف کافی ہے۔

امام شافعیؒ وغیرہ کے دلائل مذکورہ احادیث ہیں۔ جب کہ احناف و موالک کا استدلال ان احادیث سے ہے جن میں مطلقاً پیشاب سے بچنے کی تاکید بیان کی گئی ہے اور اسے نجس قرار دیا گیا ہے۔ البتہ وہ احادیث عام ہیں ان میں کسی کے خاص پیشاب مثلاً: لڑکی 'لڑکا' جانور وغیرہ کے پیشاب کی تخصیص نہیں ہے۔ علاوہ ازیں شیر خوار بچہ کے پیشاب کو دھونے کی صراحت صحیح مسلم ہی کی حدیث نمبر ۵٦۲ جو اس باب کی پہلی حدیث ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے میں موجود ہے جس میں "صب علیه الماء" اور "اتبعه الماء" کے الفاظ موجود ہیں جو دھونے پر دلالت کرتے ہیں۔ البتہ چونکہ کئی روایات میں "نضح" اور "رش" کے الفاظ بھی ہیں جنکے معنی چھڑکنے کے ہیں تو امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فرمایا: کہ ان تمام روایات کی موجودگی میں صحیح بات یہ ہے کہ دھونے سے مراد ہلکا سا دھونا کیا جائے۔ یعنی دھونے میں زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے۔

البتہ یہ بات لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں حکم الگ کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکی کا پیشاب زیادہ غلیظ اور بدبودار ہوتا ہے بہ نسبت لڑکے کے۔ لہٰذا اس کے پیشاب میں مبالغہ کے ساتھ دھونے کا حکم ہے۔ واللہ اعلم

❷ منی اگر کپڑوں کو لگ جائے احتلام یا جماع کی صورت میں تو ان کپڑوں کا کیا حکم ہوگا؟ آیا وہ ناپاک ہوں گے یا پاک۔ اور ناپاک ہونے کی صورت میں طریقۂ طہارت کیا ہوگا؟ آیا صرف "فرک" یعنی کھرچنا طہارت کے لئے کافی ہوگا یا غسل یعنی دھونا بھی ضروری ہوگا۔ اس بارے میں ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا اختلاف ہے بلکہ یہ اختلاف عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی موجود تھا۔

امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جب کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ کے نزدیک منی مطلقاً نجس اور ناپاک ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک بغیر دھوئے کپڑا پاک نہ ہوگا۔ دھونا ضروری ہے۔ جب کہ احنافؒ کے یہاں تفصیل ہے۔ صاحب درمختار نے فرمایا: "الغسل ان کان رطبا والفرك ان كان يابسا" یعنی اگر منی تر ہو تو دھونا ضروری ہے اور خشک ہو تو صرف کھرچنا کافی ہے۔ کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ کھرچنا اس وقت کافی ہوگا جب خروج منی سے قبل پانی سے استنجا کر لیا ہو اور اگر نہ کیا ہو تو خشک ہونے کی صورت میں بھی دھونا ضروری ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل مذکورہ بالا روایات اور وہ تمام روایات ہیں جن میں کھرچنے کا ذکر ہے۔ اور ان کے نزدیک یہ کھرچنا بھی بطور طہارت نہیں بطور نظافت ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ جن روایات میں غسل کا ذکر ہے وہ بھی نظافت پر محمول ہیں جب کہ حضرات احناف رحمہم اللہ کے بھی دلائل متعدد ہیں۔ ایک تو صحیح ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ کی روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ "اگر تم کپڑے میں کچھ (منی) وغیرہ لگی دیکھو تو اسے دھولو"۔ علاوہ ازیں ابو داؤد میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت (جاری ہے)

عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں مہمان ہوا۔ صبح کو وہ اپنا کپڑا دھونے لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تیرے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اگر تو نے (منی) دیکھی تھی کہ اس حصہ کو دھو ڈالتا اور اگر نہیں دیکھی تو اس کے ارد گرد پانی کے چھینٹے مار لیتا۔ میں حضور اقدس ﷺ کے کپڑوں سے منی کو کھرچ ڈالتی تھی اور آپ ﷺ انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

۵۶۵ وحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۵۶۵ اسود رحمہ اللہ اور ھمام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"میں حضور ﷺ کے کپڑوں سے (منی) کو کھرچ دیا کرتی تھی"۔

۵۶۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ حَسَّانَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ ح و حَدَّثَنِي ابْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ وَمُغِيرَةَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ

۵۶۶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے منی کھرچنے کے بارے میں ابو معشر رحمہ اللہ کی روایت (کہ میں آپ ﷺ کے کپڑوں سے منی کو کھرچ ڈالتی تھی اور آپ ﷺ انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے) کی طرح نقل کرتی ہیں۔

۵۶۷ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

۵۶۷ ہمام رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حسب سابق روایتوں کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

۵۶۸ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۵۶۸ ... حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن

(گذشتہ سے پیوستہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ہیں۔
بہر کیف حضرات احناف کے نزدیک منی کا دھونا ضروری ہے اور بغیر دھوئے اگر گیلی ہو تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ

یسار رحمہ اللہ سے منی کے بارے میں پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو کیا صرف منی کو دھویا جائے گا یا پورے کپڑے کو؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ منی کو دھویا کرتے تھے اور اسی کپڑے میں نماز کیلئے نکل جاتے اور میں منی کے دھونے کا اثر آپ ﷺ کے کپڑوں میں دیکھ رہی ہوتی تھی۔

۵۶۹ ... وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۵۶۹ عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے اسی سند کیساتھ روایت منقول ہے مگر ابن ابی زائدہ کی روایت میں بشر کی روایت کی طرح الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کپڑے سے منی کو دھو ڈالتے تھے اور ابن مبارک وعبدالواحد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی۔

۵۷۰ ... وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَتْنِي جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَابِسًا بِظُفُرِي

۵۷۰ عبداللہ بن شہاب الخولانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں مہمان ہوا (رات میں) مجھے اپنے کپڑوں میں احتلام ہو گیا۔ میں نے اپنے دونوں کپڑے پانی میں ڈبو دیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی نے مجھے دیکھ لیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بلوا بھیجا اور فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا کہ تم اپنے کپڑوں کے ساتھ وہ کرو جو تم نے کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے وہ دیکھا جو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ان کپڑوں میں اس کا کچھ اثر بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا: اگر تم کچھ دیکھتے تو اسے دھو ڈالتے۔ اور میں تو حضور اقدس ﷺ کے کپڑوں سے خشک منی اپنے ناخن سے کھرچ ڈالتی تھی۔

باب-۱۱۴ **نجاســة الدم و كيفية غسله**
خون ● کے نجس ہونے اور اسے دھونے کا بیان

۵۷۱...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ.

۵۷۱ ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ: ہم میں سے کسی کے کپڑوں کو حیض کا خون لگ جاتا ہے ہم اسے (پاک کرنے کے لئے) کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اسے کھرچ لو (مل لو) پھر پانی ڈال کر اسے رگڑو پھر اسے دھو کر اس میں نماز پڑھ لو۔

۵۷۲...... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

۵۷۲...... مذکورہ سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے یہ حدیث یحییٰ بن سعید کی روایت (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے کپڑوں سے خون کھرچ لو پھر پانی ڈال کر اس کو رگڑو پھر اسے دھو کر اس میں نماز پڑھ لو) کی منقول ہے۔

باب-۱۱۵ **الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه**
پیشاب کی نجاست اور اس سے بچنے کے واجب ہونے کا بیان

۵۷۳...... حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى

۵۷۳...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں پر گذر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں صاحبانِ قبور کو عذاب دیا جا رہا ہے اور ان دونوں کو کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں ایک تو چغل خور تھا اور جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے تو وہ اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے اجتناب نہیں کرتا تھا۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں آپ ﷺ نے ایک کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا ایک کو اس کی قبر پر گاڑ دیا اور دوسری کو اس کی قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ: شاید ان دونوں پر سے ان ٹہنیوں کے

● خون کے نجس و ناپاک ہونے پر ائمہ و علماء کا اجماع ہے۔ اور اگر کپڑے یا جسم پر خون لگ جائے خواہ وہ انسان کا ہو یا جانور ماکول غیر ماکول کا اسے دھونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز صحیح نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

خشک ہونے تک عذاب ہلکا کر دیا جائے"۔ ❶

۵۷۴۔۔۔۔حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ

۵۷۴۔۔۔۔اعمش ؒ سے اس سند کے ساتھ بھی معمولی تبدیلی کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے۔ لیکن مفہوم ایک ہی ہے۔

---

❶ پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب لازمی اور ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ ترمذی کی روایت ہے: پیشاب (کے قطروں) سے بچو اس لئے کہ عذاب قبر کی ایک عمومی وجہ یہی ہے"۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ "وما یعذبان فی کبیر" یعنی ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا لیکن بخاری میں یہی روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ: "وما یعذبان فی کبیر وانه لکبیر" کہ انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا حالانکہ وہ بڑے گناہ ہیں۔ تو گویا دونوں باتوں میں تضاد ہو گیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ جو فرمایا: کہ انہیں کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں ان گناہوں کو بڑا نہیں سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ معمولی گناہ ہیں ان کے نتیجہ میں عذاب نہیں ہو سکتا۔ اور بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگرچہ یہ گناہ بڑے ہیں لیکن ان گناہوں سے بچنا کوئی بڑی اور مشکل بات نہیں ہے۔ وہ دو گناہ آپ ﷺ نے فرمائے کہ ایک تو چغل خوری ہے۔ یہ بڑی بری عادت ہے کیونکہ اس سے دو بھائیوں میں نفرت و عداوت کے جذبات بھڑکتے ہیں اور آپس میں دشمنیاں اور بغض و کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ محبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ دوسرا گناہ پیشاب کے چھینٹوں سے احتراز کرنا ہے۔ یہ بھی سخت گناہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان کا جسم و لباس دونوں ناپاک رہتے ہیں۔ اور مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔ ناپاکی و گندگی میں رہنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔

حدیث میں فرمایا: کہ آپ ﷺ نے ایک ہری شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دی اور فرمایا: کہ شاید ان کے خشک ہونے تک ان دونوں پر سے عذاب کم ہو جائے۔

اس سے بعض اہل بدعت نے قبروں پر پھول چڑھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ لیکن یہ استدلال بالکل باطل ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں پھول چڑھانے کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ شاخ گاڑنے کا ذکر ہے اور علماء نے اس بارے میں کلام کیا ہے کہ شاخ گاڑنے کا کیا حکم ہے؟

علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت تھی آپ ﷺ کے بعد کسی کے لئے ایسا کرنا درست نہیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی یہ علم دیا گیا تھا کہ ان پر عذاب قبر ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ آپ ﷺ کو یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ شاخیں گاڑنے کی وجہ سے ان پر تخفیف عذاب ہو سکتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد نہ کسی کو بذریعہ وحی عذاب کی اطلاع مل سکتی ہے اور نہ ہی تخفیف عذاب کی۔ لہٰذا کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔ لیکن متاخرین علماء میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا: کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ کسی مردے کے لئے مغفرت کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے اور پھر دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کے کیا معنی رہ جاتے ہیں؟ لہٰذا اگرچہ عذاب اور تخفیف عذاب کی اطلاع نہیں ہو سکتی لیکن پھر بھی احتمال مغفرت و تخفیف عذاب کے لئے شاخ گاڑنا جائز ہے۔ البتہ یہاں یہ بات پیش نظر رہنی ضروری ہے کہ حدیث سے ثابت ہونے والی چیز کو اس کی حد پر رکھنا چاہیئے۔ اور حدیث میں آپ ﷺ سے صرف ایک دو بار شاخ گاڑنا ثابت ہے۔ آپ ﷺ کا عام معمول یہ نہیں تھا لہٰذا احیاناً اور کبھی کبھی ایسا کرنا اتباع سنت کی نیت سے جائز ہے۔ اسے لازم ملزوم سمجھنا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی اس کا التزام کرے تو یہی عمل بدعت بن جائے گا۔ واللہ اعلم (ملخصاً از درس ترمذی ج ۱ ص ۲۸۶)

كتاب الحيض

كتاب الحيض

باب-۱۲۶ مباشرة الحائض فوق الازار

حائضہ عورت سے کپڑے کے اوپر سے مباشرت کرنا ●

۵۷۵..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَأْتَزِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا

۵۷۵..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں سے اگر کوئی حالتِ حیض میں ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے حکم دیتے ازار باندھنے کا اور پھر اس کے اوپر سے مباشرت فرماتے۔ (مباشرت بمعنی ساتھ لیٹنا یا جسم سے جسم ملانا ہے بمعنی جماع مراد نہیں ہے)

۵۷۶..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ

۵۷۶..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم میں سے اگر کوئی حائضہ ہوتی تو حضور اکرم ﷺ اسے تہبند باندھنے کا حکم دیتے جب کہ حیض کا خون جوش پر ہوتا۔ پھر آپ ﷺ اس سے مباشرت فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں کہ تم میں سے کون ہے جو اپنی (جنسی) خواہش پر ایسا قدرت رکھتا ہو جیسی قدرت واختیار رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے۔

۵۷۷..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ

۵۷۷..... حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج سے حالتِ حیض میں تہبند کے اوپر سے

کتاب الحیض

● مباشرت کا لفظی معنی "مس الجلد بالجلد" یعنی جسم کا جسم سے مل جانا ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ مباشرت بالجماع ہو یعنی وظیفہ زوجیت ادا کیا جائے اور حالتِ حیض میں یہ بالکل حرام ہے' باتفاق علماء کرامؒ، حتی کہ نوویؒ نے اس کو جائز سمجھنے والے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ اگرچہ احناف کے نزدیک یہ کفر تو نہیں لیکن سخت گناہ اور حرام ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کپڑے کے اوپر سے مباشرت کی جائے یعنی جسم سے جسم ملا لیا جائے یہ باتفاق علماء جائز ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کپڑے کے بغیر مباشرت ہو لیکن جماع نہ ہو۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک یہ جائز نہیں۔ البتہ امام احمدؒ بن حنبل کا اختلاف ہے۔ جمہور کی دلیل مذکورہ بالا روایات ہیں۔

مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ

مباشرت فرمایا کرتے تھے"۔

باب-۱۱۷ الاضطجاع مع الحائض فی لحاف واحد
حائضہ عورت کے ساتھ ایک لحاف میں لیٹنے کا حکم

۵۷۸ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْطَجِعُ مَعِي وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ

۵۷۸ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ لیٹا کرتے تھے حالانکہ میں حیض میں ہوتی تھی اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کپڑا ہوتا تھا۔

۵۷۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ

۵۷۹ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک مجھے حیض شروع ہو گیا۔ میں وہاں سے پرے ہٹ گئی اور اپنے حیض کے کپڑے اٹھا لئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم کو حیض آ گیا؟ میں نے عرض کی جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی۔ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں جنابت کا غسل فرماتے تھے۔

باب-۱۱۸ جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله الخ
حائضہ عورت، شوہر کا سر، وغیرہ دھو سکتی ہے اور اس کے کنگھی کر سکتی ہے

۵۸۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

۵۸۰ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو (دوران اعتکاف) اپنا سر میرے قریب کر دیتے۔ میں آپ کے کنگھا کر دیتی اور آپ ﷺ گھر میں سوائے انسانی حاجت وضرورت (مثلاً بول و براز وغیرہ) کے تشریف نہ لاتے تھے۔

۵۸۱ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و

۵۸۱ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

حدثنا محمد بن رمح قال اخبرنا الليث عن ابن شهاب عن عروة وعمرة بنت عبد الرحمن أن عائشة زوج النبي ﷺ قالت إن كنت لأدخل البيت للحاجة والمريض فيه فما أسأل عنه إلا وأنا مارة وإن كان رسول الله ﷺ ليدخل علي رأسه وهو في المسجد فأرجله وكان لا يدخل البيت إلا لحاجة إذا كان معتكفا و قال ابن رمح إذا كانوا معتكفين

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں (حالت اعتکاف میں) ضروری حوائج کے لئے گھر میں داخل ہو جاتی اور اگر گھر میں کوئی مریض ہوتا تو چلنے کے دوران ہی اسے بھی پوچھ لیا کرتی۔
اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں رہ کر اپنا سر مبارک میری طرف کر دیتے' میں آپ ﷺ کے کنگھی کر دیتی اور آپ جب معتکف ہوتے تو سوائے حوائج ضروریہ انسانیہ کے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔

۵۸۲ ..... وحدثني هارون بن سعيد الأيلي قال حدثنا ابن وهب اخبرني عمرو بن الحارث عن محمد بن عبد الرحمن بن نوفل عن عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي ﷺ أنها قالت كان رسول الله ﷺ يخرج إلي رأسه من المسجد وهو مجاور فأغسله وأنا حائض

۵۸۲ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں رہتے ہوئے مسجد ہی میں اپنا سر مبارک میری طرف کو کر دیتے۔ میں آپ کا سر مبارک دھو دیتی تھی حالانکہ میں حیض میں ہوتی تھی۔

۵۸۳ وحدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا أبو خيثمة عن هشام اخبرنا عروة عن عائشة أنها قالت كان رسول الله ﷺ يدني إلي رأسه وأنا في حجرتي فأرجل رأسه وأنا حائض

۵۸۳ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری طرف نکال دیتے تھے' میں اپنے حجرہ میں ہوتی تھی اور حالت حیض میں ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی۔

۵۸۴ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا حسين بن علي عن زائدة عن منصور عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت كنت أغسل رأس رسول الله ﷺ وأنا حائض

۵۸۴ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حیض میں ہوتی تھی اور حضور علیہ السلام کا سر مبارک دھویا کرتی تھی۔

۵۸۵ ..... وحدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قال يحيى اخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن ثابت بن عبيد عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت قال لي رسول الله ﷺ ناوليني الخمرة من المسجد قالت فقلت إني حائض فقال إن حيضتك ليست في يدك

۵۸۵ .. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مسجد سے میرا جائے نماز اٹھا دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں حیض میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

۵۸۶ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ وَابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ تَنَاوَلِيهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ

۵۸۶ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ آپ ﷺ کو مسجد سے جانماز لادوں۔ میں نے عرض کیا میں حیض سے ہوں۔ فرمایا کہ پھر بھی اٹھادو، تمہارے ہاتھ میں تو حیض نہیں ہے۔

۵۸۷ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ نَاوِلِينِي الثَّوْبَ فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ فَنَاوَلَتْهُ

۵۸۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! مجھے کپڑا دے دو۔ انہوں نے فرمایا: میں حیض سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے کپڑا دے دیا۔

۵۸۸ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فَيَشْرَبُ

۵۸۸ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں دوران حیض برتن میں پانی پیتی تھی پھر وہ پانی رسول اللہ ﷺ کو پیش کرتی۔ آپ ﷺ اپنا منہ برتن کے اسی حصہ پر لگاتے جس حصہ پر میں نے منہ لگایا ہوتا اور پانی پیا کرتے اور میں ہڈی سے گوشت نوچتی تھی حیض میں اور پھر وہی (گوشت والی) ہڈی آپ ﷺ کو دیتی تو آپ ﷺ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا۔

۵۸۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَكِّيُّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ

۵۸۹ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے ایام حیض میں میری گود میں سر رکھتے اور قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۵۹۰ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى

۵۹۰ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں یہ دستور تھا کہ جب ان کی عورتیں حیض میں ہوتیں تو نہ انہیں ساتھ کھانا کھلاتے نہ گھروں میں انہیں ساتھ رکھتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے حضور اقدس ﷺ سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: یسئلونک عن المحیض الآیۃ کہ یہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم آپ ﷺ سے حیض

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا

کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ حیض ناپاکی ہے حالت حیض میں عورتوں سے دور رہو الخ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "تم حائضہ سے سب کچھ کرو سوائے نکاح (یعنی جماع) کے۔ یہ اطلاع یہود کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص کیا چاہتا ہے کہ ہمارے ہر معاملہ میں ہماری مخالفت کرے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! یہودی ایسی ایسی بات کہہ رہے ہیں۔ تو کیا ہم ان سے (حائضہ عورتوں سے) جماع نہ کریں (اور زیادہ ان کی مخالفت کریں) یہ سن کر آنحضرت ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا۔ ہم کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ کو ان دونوں پر غصہ آیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اٹھ کر باہر نکل گئے۔ سامنے سے کوئی دودھ کا ہدیہ لے کر نبی ﷺ کے لئے آرہا تھا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے پیچھے کسی کو بھیجا (بلانے کے لئے) اور انہیں دودھ پلایا جس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو ان دونوں پر غصہ نہیں تھا (بلکہ غصہ اس بات پر تھا کہ ان کی یہ بات قرآن کے حکم صریح کے خلاف ہے اور انہوں نے ایسی بات کیوں کی)۔ [1]

باب-۱۱۹ فی المذی

مذی کا بیان [2]

۵۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَهُشَيْمٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ يَعْلَى وَيُكْنَى أَبَا يَعْلَى عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ

۵۹۱ - حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بہت مذی خارج کرنے والا شخص تھا (یعنی میری مذی بہت نکلتی تھی) مجھے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں سوال کرنے سے حیامانع ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔ تو میں نے مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تو انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو دھوئے اور

---

[1] ان تمام روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہود حائضہ عورتوں سے بہت دور رہا کرتے تھے نہ انکے ہاتھ کا کھانا کھاتے نہ انہیں اپنے گھروں میں رکھتے تھے بلکہ انہیں گھروں سے باہر دور کوٹھریوں میں بند رکھتے تھے۔ لیکن اسلام نے ان تمام غلط اور جاہلی عادات کو ختم کیا اور فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ سوائے جماع کے حائضہ عورت سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ یعنی اس کے جسم کے کپڑے کے اوپر اوپر مباشرت بھی جائز ہے اس کے ہاتھ کا کھانا پینا بھی جائز ہے اور اس کے ساتھ رہنا سہنا سب جائز ہے۔

[2] مذی پانی کے ان قطرات کو کہتے ہیں جو مرد کے عضو مخصوص سے شہوت کی حالت میں نکلیں۔ یہ گاڑھا اور رقیق مادہ ہوتا ہے پانی کے رنگ کا۔ اور جب مرد کے شہوانی جذبات برانگیختہ ہوں اس وقت نکلا کرتا ہے۔

وضو کرلے۔

۵۹۲۔ وحدثنا يحيى بن حبيب الحارثي قال حدثنا خالد يعني ابن الحارث قال حدثنا شعبة أخبرني سليمان قال سمعت منذرا عن محمد بن علي عن علي أنه قال استحييت أن أسأل النبي ﷺ عن المذي من أجل فاطمة فأمرت المقداد فسأله فقال منه الوضوء

۵۹۲۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے آنحضرت ﷺ سے مذی کے بارے میں سوال کرنے سے شرم آتی تھی۔ میں نے مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا (کہ وہ اس بارے میں پوچھیں) انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مذی سے وضو لازم ہوتا ہے۔

۵۹۳۔۔۔۔ وحدثني هارون بن سعيد الأيلي وأحمد بن عيسى قالا حدثنا ابن وهب أخبرني مخرمة بن بكير عن أبيه عن سليمان بن يسار عن ابن عباس قال قال علي بن أبي طالب أرسلنا المقداد بن الأسود إلى رسول الله ﷺ فسأله عن المذي يخرج من الإنسان كيف يفعل به فقال رسول الله ﷺ توضأ وانضح فرجك

۵۹۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا انہوں نے آپ ﷺ سے مذی کے بارے میں حکم پوچھا کہ اگر کسی آدمی کو مذی خارج ہو تو وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وضو کرے اور اپنے عضو مخصوص کو دھوئے"۔ ❶

باب-۱۲۰ غسل الوجه واليدين اذا استيقظ من النوم

بیدار ہونے کے بعد چہرے اور ہاتھوں کو دھونے کا بیان

۵۹۴۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا وكيع عن سفيان عن سلمة بن كهيل عن كريب عن ابن عباس أن النبي ﷺ قام من الليل فقضى حاجته ثم غسل وجهه ويديه ثم نام

۵۹۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رات میں نیند سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فارغ ہوتے۔ بعد ازاں اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو دھو کر کو سو جایا کرتے تھے۔

باب-۱۲۱ جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له الخ

جنبی شخص کے لئے حالت جنابت میں سونا جائز ہے

۵۹۵۔ حدثنا يحيى بن يحيى التميمي ومحمد بن رمح قالا أخبرنا الليث ح و حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا ليث عن ابن شهاب عن

۵۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لئے وضو فرماتے تھے سونے سے قبل۔

---

❶ مذی کے خروج سے وضو ٹوٹتا ہے غسل نہیں۔ باتفاق ائمہ مذی ناقض وضو ہے۔ بعض ائمہ کے نزدیک مذی کی جگہ صرف چھینٹے مارنے سے پاک ہو جائے گی البتہ جمہور کے نزدیک دھونا ضروری ہے بغیر دھوئے مذی سے پاکی حاصل نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

بي سلمة بن عبد الرحمن عـــن عائشة أن رسول الله ﷺ كان إذا أراد أن ينام وهـــو جنب توضأ وضوءه للصلاة قبل أن ينام

۵۹۶..... حدثنا أبو بكر بن أبي شـيبـة قـــال حدثنا ابن علية ووكيع وغندر عـــن شعبة عن الحكم عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ إذا كان جنبا فأراد أن يأكل أو ينام توضأ وضوءه للصلاة

۵۹۶..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب حالت جنابت میں ہوتے اور اسی حالت میں کھانے پینے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیا کرتے تھے نماز جیسا وضو۔

۵۹۷..... حدثنا محمد بن المثنى وابـــــن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر ح و حـــــدثنا عبيد الله بـــن معاذ قال حدثنا أبي قالا حدثنا شعبة بهذا الإسناد قال ابن المثنى في حديثه حدثنا الحكم سمعت إبراهيم يحدث

۵۹۷..... ابن مثنیٰ نے اپنی روایت بواسطہ حکم اور ابراہیم نقل کی ہے۔

۵۹۸..... وحدثني محمد بن أبـــي بكر المقدمي وزهير بن حرب قالا حدثنا يحيى وهو ابن سعيد عن عبيد الله ح و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير واللفظ لهما قال ابن نمير حدثنا أبي وقال أبو بكر حدثنا أبو أسامة قالا حدثنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر أن عمر قال يا رسول الله! أيرقد أحدنا وهو جنب قال نعم إذا توضأ

۵۹۸..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! جب کہ وضو کر لے"۔

۵۹۹..... وحدثنا محمد بن رافع قـــــال حدثنا عبد الرزاق عن ابن جريج أخبرني نـــــافع عن ابن عمر أن عمر استفتى النبي ﷺ فقال هـــل ينام أحدنا وهو جنب قال نعم ليتوضأ ثم لينم حتى يغتسل إذا شاء

۵۹۹..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اسے چاہئے کہ وضو کر لے اور پھر سو جائے اور پھر جب چاہے غسل کر لے۔

۶۰۰..... و حدثني يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر قال ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله ﷺ أنه تصيبه جنابة

۶۰۰..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ انہیں رات میں جنابت ہو گئی۔

مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ

حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا: وضو کر لو عضو مخصوص کو دھو ڈالو، اور پھر سو جاؤ۔ ❶

٦٠١ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟

قَالَتْ كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

٦٠١ ... حضرت عبداللہ بن ابی قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں دریافت کیا (کہ آپ ﷺ وتر کب اور کیسے پڑھتے تھے؟) آگے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طویل حدیث بیان کی اس میں فرمایا کہ میں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا) کہ آپ ﷺ کا جنابت کی حالت میں کیا معمول تھا۔ کیا سونے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے، یا غسل سے قبل سو جایا کرتے تھے؟

انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح کرتے تھے۔ بعض اوقات غسل فرماتے پھر سوتے اور بسا اوقات وضو کر کے سو جاتے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہی تمام تعریف ہے جس نے اس معاملہ میں گنجائش رکھی (کہ جماع کے بعد سونے سے قبل غسل کرنا ضروری نہ رکھا ورنہ تنگی پیش آتی)۔

٦٠٢ ... وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح وَ حَدَّثَنِيهِ هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

٦٠٢ ... ابن وھب معاویہ بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ حالت جنابت میں غسل فرما کر سوتے اور بسا اوقات صرف وضوء کر کے سو جایا کرتے تھے) منقول ہے۔

٦٠٣ ... وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَاوِدَ

٦٠٣ ... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے (اور فراغت کے بعد) دوبارہ صحبت کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وضو کر لے (دوبارہ صحبت سے قبل، تاکہ زیادہ نشاط حاصل ہو)۔

---

❶ جنبی شخص حالت جنابت میں ہر کام کر سکتا ہے سوائے نماز، تلاوت، ذکر اور مسجد میں دخول وغیرہ عبادات کے بدنی عبادات نہیں کر سکتا۔ باقی کھانا پینا سونا جنبی کے لئے جائز ہے۔ جب کہ وضو کرنے کا حکم مسنون ہے۔ لازم و واجب نہیں۔ البتہ اگر کسی نماز کا وقت داخل ہو جائے تو غسل کرنا اس پر فی الفور واجب ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

۶۰۴ ..... وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ الْحَذَّاءُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

۶۰۴ ..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کئی سے فارغ ہو جاتے ایک ہی غسل سے (مراد یہ ہے کہ ایک زوجہ سے صحبت کرنے کے بعد غسل کئے بغیر دوسری زوجہ سے صحبت کرلی اور آخر میں غسل کرلیا)۔

باب-۱۲۲ وجوب الغسل على المرءة بخروج المنى منها

عورت کی منی نکلنے پر اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے

۶۰۵ ..... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ جَدَّةُ إِسْحٰقَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْمَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَضَحْتِ النِّسَاءَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَقَالَ لِعَائِشَةَ بَلْ أَنْتِ فَتَرِبَتْ يَمِينُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ إِذَا رَأَتْ ذَاكِ

۶۰۵ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اسحاق بن ابی طلحہ (راوی) کی دادی تھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور ﷺ کے پاس ہی تھیں امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عورت کیا سونے کے دوران وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے (احتلام) اور وہی چیز اپنے اندر سے بھی نکلتی دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے (منی)؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سنا تو فرمانے لگیں کہ اے امّ سلیم! تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں! تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا (کیسی بے شرمی کی بات کہی جس کا مطلب ہے عورتوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمانا کہ تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں خیر کا کلمہ تھا (یعنی یہ کوئی بددعا نہ تھی بلکہ ایک طرف سے نیک نیتی سے کہا گیا جملہ تھا کیونکہ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی کو تنبیہ کرنا مقصود ہو)۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ بلکہ تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں (یعنی یہ کوئی بے حیائی اور رسوائی کی بات امّ سلیم نے نہیں کی بلکہ) ہاں ایسا ہوتا ہے اور اے امّ سلیم! اگر ایسا کوئی عورت دیکھے تو غسل کرلے۔ [1]

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت کو بھی خواب میں احتلام ہو جائے تو اس پر بھی غسل واجب ہوگا جس طرح مرد پر احتلام کی صورت میں غسل واجب ہوتا ہے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ عورت کے لئے خروج منی اگر شہوت کے ساتھ ہو تو غسل واجب ہو جائے گا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت میں بھی مادۂ منویہ ہوتا ہے اور اس کا خروج بھی ہوتا ہے۔ لیکن جدید و قدیم اطباء کی ایک بڑی جماعت اس کی قائل ہے کہ عورت کے اندر مادۂ منویہ بالکل نہیں ہوتا۔ اور اس کے لئے انزال کا مطلب تکمیل لذت ہے۔ لہٰذا اطباء کے اس قول اور مذکورہ حدیث میں بظاہر تعارض ہے۔ لیکن حقیقتاً ان میں باہم کوئی تعارض نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت... (جاری ہے)

٦٠٦...... حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَأَتْ ذٰلِكِ الْمَرْأَةُ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُونُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشَّبَهُ

٦٠٦...... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا عورت کے بارے میں کہ وہ وہی کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے خواب میں (تو کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عورت ایسا کچھ دیکھے تو غسل کرلے۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ام المومنین) نے فرمایا مجھے بڑی حیا آئی۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا ایسا بھی ہوتا ہے (کہ عورت کو بھی احتلام ہو اور کیا اس کی بھی منی ہوتی ہے؟) حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ہاں! ورنہ بچہ کے اندر ماں کی مشابہت کہاں سے آتی ہے۔ بے شک مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے جب کہ عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے۔ دونوں میں سے جو بھی غالب ہو جاتی ہے (رحم مادر میں) تو اسی کی مشابہت بچہ میں آجاتی ہے۔

٦٠٧...... حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ

٦٠٧...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا عورت کے بارے میں کہ اگر وہ بھی خواب میں ایسی چیز دیکھے (منی) جو مرد دیکھتا ہے خواب میں تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر عورت سے بھی وہ چیز خارج ہو جو مرد سے خارج ہوتی ہے (یعنی منی) تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) کی بھی منی ہوتی ہے البتہ وہ باہر نہیں نکلتی بلکہ عموماً اس کا انزال رحم کے اندر ہی ہوتا ہے۔ البتہ بعض غیر معمولی صورتوں میں رحم سے باہر بھی انزال ہو جاتا ہے۔ مذکورہ حدیث میں یہی غیر معمولی صورت ہی مراد ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب...... یہاں ایک اہم بات سمجھنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ بعض ملحدین و زنادقہ و منکرین حدیث مذکورہ حدیث اور ان جیسی دوسری احادیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات ؓ نے اپنی نجی زندگی کی وہ باتیں عام آدمی کے سامنے کیوں بیان کیں جو ایک عام عورت بھی بیان کرتے ہوئے شرماتی ہے اور کیا یہ فحش میں داخل نہیں؟

لیکن یہ اعتراض بالکل لغو اور باطل ہے اور مزاج دین سے ناواقفیت کی واضح دلیل ہے۔ ازواج مطہرات ؓ پر شرعاً یہ ذمہ داری عائد تھی اور ان کا فرض منصبی یہ تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ و مبارکہ کے وہ مخفی پہلو اور گوشے لوگوں کے سامنے تعلیماً اور بیان حکم کے لئے بیان کریں جن کا علم ان کے علاوہ کسی کو نہیں ہو سکتا تاکہ گھریلو زندگی سے متعلق دین کے احکامات اور طریقۂ نبی ﷺ ان کے سامنے آسکے۔ اور اسلام کی تعلیمات ہر پہلوئے زندگی کو محیط ہو جائیں۔ ازواج مطہرات ؓ نے اس تعلیم و تعلم میں نام نہاد شرم و حیا کو آڑے نہیں آنے دیا اور اگر خدانخواستہ وہ ایسا کرتیں تو شریعت کے بہت سے احکامات پردۂ خفا میں رہ جاتے۔ حیا بے شک جزو ایمان ہے لیکن یہ اس وقت تک مستحسن ہے جب تک وہ کسی شرعی یا طبعی ضرورت میں رکاوٹ نہ بنے۔ جہاں تک تعلیم و تبلیغ اور شرعی یا طبعی ضروریات کا تعلق ہے وہاں حیا کا بہانہ قطعی غیر معقول ہے۔ واللہ اعلم

۶۰۸ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا

۶۰۸ ...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ عزوجل حق بات سے حیا نہیں فرماتے۔ اگر عورت کو بھی احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر وہ منی دیکھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے (اور منی نکلتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پھر کس چیز سے اس کا بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے (عورت کی منی ہی بچہ کو اس کے مشابہ بناتی ہے)۔

۶۰۹ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ۔

۶۰۹ ...... اس سند سے بھی سابقہ روایت کے ہم معنی روایت منقول ہے، باقی اتنا اضافہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا۔ (ترجمہ ماخوذ از نسخہ قرآن محل ص ۳۲۱، حدیث ۶۲۱)

۶۱۰ ...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذَلِكِ۔

۶۱۰ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ باقی اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے۔

(ترجمہ ماخوذ از نسخہ قرآن محل ص ۳۲۱، حدیث ۶۲۲)

۶۱۱ ...... حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ سَهْلٌ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُسَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذَلِكِ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ

۶۱۱ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ کیا عورت پر بھی غسل واجب ہے اگر اسے احتلام ہو جائے اور منی دیکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا (اس عورت سے) تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہو جائیں اور اسلحہ سے کاٹ دیے جائیں (کہ تو نے ایسی بے شرمی کی بات کہی) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے رہنے دے۔ عورت کی منی کی وجہ ہی سے تو بچہ میں اس کی مشابہت ہوتی ہے۔
جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب ہو جاتی ہے تو بچہ اپنے ننھیال والوں (خالاؤں ماموؤں) کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا پانی عورت

أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ

کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو بچہ اپنے ددھیال والوں (چچا پھوپھیوں) کے مشابہ ہوتا ہے۔

باب-۱۲۳ بيان صفة منى الرجل والمراءة و ان الولد مخلوق من مائهما

مرد وعورت کی منی کا بیان اور یہ کہ بچہ دونوں کی منی اور نطفہ سے پیدا ہوتا ہے

۶۱۲..... حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ فَنَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَالَ سَلْ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً قَالَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا قَالَ يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ قَالَ مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ

۶۱۲ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار آنحضرت ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ یہود کے علماء میں سے ایک عالم آیا اور کہا کہ السلام علیک یا محمد! میں نے اسے ایک اتنی زور سے دھکا دیا کہ قریب تھا کہ وہ چاروں شانے چت ہوتا۔ اس نے کہا تو نے مجھے کیوں دھکا دیا؟ میں نے کہا تو یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا؟ (اور آپ ﷺ کا نام لیتا ہے جو سوء ادب ہے)۔

اس یہودی نے کہا کہ ہم انہیں ان کے اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام محمد (ﷺ) ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا تھا۔

اس یہودی نے کہا میں آپ کے پاس کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اگر کچھ بتلاؤں تو فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے کانوں سے سنوں گا (یعنی ہمہ تن گوش ہو کر سنوں گا اور ممکن ہے مجھے کچھ فائدہ ہی ہو جائے) حضور علیہ السلام نے ایک لکڑی سے زمین کریدی اور فرمایا کہ پوچھ!۔

یہودی نے کہا کہ جس دن یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان دوسرے آسمانوں سے بدل دیئے جائیں گے اس روز سارے لوگ کہاں ہوں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس روز سارے انسان اندھیرے میں پل صراط کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اس نے کہا کہ کون لوگ سب سے پہلے اس پل کو عبور کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا فقراء مہاجرین (وہ صحابہ جنہوں نے دین کی خاطر ہجرت کی اور اپنا سب کچھ لٹا کر غریب و مفلس ہو گئے) یہودی نے کہا کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے لئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مچھلی کے کلیجہ کا ٹکڑا۔ اس نے کہا کہ اس کے بعد ان کا ناشتہ کیا ہوگا؟ فرمایا ان کے واسطے

وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ آنَثَا بِإِذْنِ اللّٰهِ قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ سَأَلَنِي هٰذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتّٰى أَتَانِيَ اللّٰهُ بِهَا

جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرتا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ کھانے کے بعد ان کا مشروب کیا ہوگا؟ فرمایا: جنت میں ایک ایسے چشمے کا پانی ان کا مشروب ہوگا جسے "سلسبیل" کہتے ہیں۔ اس نے کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا۔

بعد ازیں اس نے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں جسے روئے زمین پر سوائے نبی کے یا ایک دو اور آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تجھے وہ بات بتلاؤں تو کیا تجھے فائدہ دے گی؟ اس نے کہا: میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔

میں آپ سے لڑکے (اولاد) کے بارے میں سوال کرتے آیا ہوں (کہ یہ لڑکا یا لڑکی کیسے پیدا ہوتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: مرد کا پانی (منی) سفید اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے۔ جب دونوں جمع ہو جائیں تو اگر مرد کی منی، عورت کی منی پر غالب ہو جائے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اللہ کے حکم سے۔ اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب ہو جائے تو اللہ عزوجل کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

یہودی نے کہا آپ ﷺ نے بالکل سچ فرمایا۔ اور بے شک آپ نبی ہیں۔ پھر وہ مڑا اور چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ جو باتیں اس نے مجھ سے پوچھیں تو مجھے ان کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان کا علم مجھے عطا کر دیا۔ ●

٦١٣......وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا

۶۱۳......اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ نیز کچھ الفاظ کی کمی و زیادتی بھی ہے۔

● اس سے معلوم ہوا کہ اولاد مرد و عورت دونوں کے نطفے سے ہوتی ہے۔ دونوں کے پانی کا جب ملاپ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ حمل ٹھہراتے ہیں اور اولاد وجود میں آتی ہے۔

باب-۱۳۴ باب صفة غسل الجنابة

غسل جنابت کا طریقہ

٦١٤ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

۶۱۴ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو ابتداءً اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی بہاتے۔ اور شرمگاہ دھوتے (جیسے بیت الخلاء سے فراغت کے بعد دھوتے ہیں) پھر وضو فرماتے اسی طرح جیسے نماز کے لئے وضو ہوتا ہے۔ پھر پانی لے کر انگلیوں کو بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے اور جب آپ ﷺ کو اطمینان ہو تا کہ بال تر ہو گئے ہیں تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے۔ پھر تمام جسم پر پانی بہاتے اور آخر میں دونوں پاؤں دھویا کرتے تھے۔

٦١٥ ..... و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ

۶۱۵ ..... ہشام سے بھی یہی روایت (کہ آپ ﷺ غسل جنابت میں پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر شرمگاہ دھوتے پھر وضو فرماتے ...... الخ) منقول ہے مگر اس روایت میں پیروں کے دھونے کا تذکرہ نہیں۔

٦١٦ ..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ

۶۱۶ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت فرمایا تو دونوں پہونچوں کو تین بار دھویا۔ اس روایت میں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں۔

٦١٧ ..... وحَدَّثَنَاه عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ

۶۱۷ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب جنابت کا غسل فرمایا کرتے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔

٦١٨ ..... وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غُسْلَهُ مِنَ

۶۱۸ ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لئے پانی قریب رکھا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو دو یا تین بار دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالا۔ پھر

الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ

شرمگاہ پر پانی بہایا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر زور سے رگڑا اور اچھی طرح ملا۔ پھر وضو کیا جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہیں بعد ازاں اپنے سر پر دونوں ہاتھ بھر کر تین بار پانی بہایا۔ پھر سارے جسم کو دھویا۔ اس کے بعد اس جگہ سے ذرا سا کھسک کر دور ہو گئے اور دونوں پاؤں وہاں دھوئے [1] پھر میں رومال لے کر آئی (بدن پونچھنے کو) تو آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ [2]

٦١٩۔۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَالْأَشَجُّ وَإِسْحَقُ كُلُّهُمْ عَنْ وَكِيعٍ ح و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَصْفُ الْوُضُوءِ كُلِّهِ يَذْكُرُ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فِيهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيلِ

٦١٩۔۔۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ روایت منقول ہے مگر اس میں سر پر تین چلو ڈالنے کا تذکرہ نہیں ہے اور حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سارے وضو کا تذکرہ ہے اور اس میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر بھی ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رومال کا تذکرہ نہیں۔ (قرۃ عین کمل ص ۳۲۵)

٦٢٠۔۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَمَسَّهُ وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هَكَذَا يَعْنِي يَنْفُضُهُ

٦٢٠۔۔۔۔۔۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کپڑا لایا گیا تو آپ ﷺ نے نہیں لیا اور پانی کو (ہاتھوں سے) جھٹکنے لگے۔

٦٢١۔۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ

٦٢١۔۔۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو "حلاب" [3] کے برابر کوئی برتن منگواتے (پانی کا) ہتھیلی میں پانی لیتے اور سر کی دائیں جانب سے ابتدا کرتے پھر

---

[1] اس جگہ سے ذرا ہٹ کر پاؤں دھونے کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ غسل کی جگہ پر جسم کا سارا مستعمل پانی پڑا ہوتا ہے تو وہاں پاؤں دھونے کی صورت میں ان پر دوبارہ مستعمل پانی اور نجس پانی لگنے کا احتمال غالب ہوتا ہے لہٰذا اس وجہ سے آپ نے وہاں سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ البتہ اگر کوئی ایسی جگہ ہوں جہاں غسل کا پانی ٹھہر تا نہ ہو یا اونچی جگہ ہو تو وہیں پاؤں دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[2] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کے بعد بدن پونچھنا صحیح نہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ بدن پونچھنے کے بارے میں ائمہ سلف کی مختلف رائیں تھیں۔ بہر کیف بدن پونچھنا وضو یا غسل کے بعد نہ ضروری ہے اور نہ ہی گناہ ہے۔ بعض نے پونچھنا مستحب لکھا ہے۔

[3] حلاب ایک خاص برتن ہوتا تھا۔ جو اس زمانہ میں دودھ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ

بائیں جانب دھوتے۔ پھر دونوں ہاتھ بھر کر پانی لیتے اور سر پر ڈالتے تھے۔

باب-۱۲۵ القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة الخ

غسلِ جنابت میں کتنا پانی لینا مستحب ہے؟[1]

۶۲۲..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ

۶۲۲..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسلِ جنابت جس برتن سے فرمایا کرتے وہ فرق تھا (یعنی اس کا نام فرق تھا جس میں تین صاع یا دوسری روایت کے مطابق ایک صاع پانی ہوتا تھا)۔

۶۲۳..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ

۶۲۳..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک پیالہ میں سے فرق کہا جاتا تھا غسل فرماتے تھے۔ اور میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

۶۲۴..... و حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوسِهِنَّ

۶۲۴..... حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالرحمان فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رضاعی بھائی (عبداللہ بن یزید) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان سے نبی کریم ﷺ کے غسلِ جنابت کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے ایک صاع (تقریباً ۴ یا ۸ سیر) کے بقدر پانی کا برتن منگوایا اور غسل کیا اس طرح کہ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ اور حجاب تھا۔ اور اپنے سر پر تین بار پانی بہایا اور ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی

[1] غسلِ جنابت میں پانی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے اس پر کہ غسل میں ضرورت کے بقدر پانی لینا خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر جائز ہے۔ جتنا پانی غسل کی شرط کو پورا کردے کہ پورے جسم پر اور تمام اعضاء پر بہا سکے اتنا پانی لینا ضروری ہے۔ بعض لوگ کم پانی میں بھی صحیح طرح سے غسل کر لیتے ہیں اور بعض لوگ زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال جتنے پانی سے اچھی طرح پاکی حاصل ہو جائے اتنا پانی لینا ضروری ہے۔ البتہ پانی کا اسراف اور زائد از ضرورت بہانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حَتَّى تَكُونَ كَالْوَفْرَةِ

اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اپنے سروں کے بال کاٹا کرتی تھیں وفرہ کے بقدر (یعنی کانوں کی لو تک بال رکھتی تھیں)۔ ❶

٦٢٥..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِيَمِينِهِ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ بِيَمِينِهِ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَنَحْنُ جُنُبَانِ

۶۲۵ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد الرحمان کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو دائیں ہاتھ سے شروع کرتے ہوئے اس پر پانی بہاتے اور اسے دھوتے اور پھر جسم پر لگی نجاست پر پانی بہاتے ہاتھ سے اور اسے بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور جب اس سے فارغ ہو جاتے تو اپنے سر پر پانی بہایا کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے ہی غسل کرتے تھے حالانکہ ہم دونوں جنابت کی حالت میں ہوتے تھے۔

٦٢٦..... وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ

۶۲۶ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن میں ہی غسل کرتے تھے جو تقریباً تین مد کی وسعت اور گنجائش رکھتا تھا۔

٦٢٧ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ

۶۲۷..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے اور ہم دونوں کے ہاتھ اس میں پڑتے تھے۔

٦٢٨..... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ

۶۲۸ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تھے اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ایک ہی

---

❶ یہاں پر عام آدمی کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے غیر محرم کے سامنے سر کے بال کھولے۔ حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات حضرت عائشہؓ کے محرم تھے۔ عبداللہ بن یزید تو رضاعی بھائی تھے جب کہ خود ابو سلمہؓ رضاعی بھانجے تھے لہٰذا دونوں محرم ہوئے اور محرم کے سامنے سر کے بال کھولنا جائز ہے۔
دوسری بات یہ کہ ازواج مطہراتؓ بال کاٹتی تھیں۔ قاضی عیاض مالکی نے فرمایا کہ عرب میں عورتوں میں بال کم کرنے کا رواج تھا۔ ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کی حیات میں تو بال کم نہیں کئے لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد غالباً ترک زینت کی وجہ سے بال کم کر دیئے ہوں گے اس سے عورت کے لئے بال کم کرنے کا جواز بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ

برتن ہوتا تھا۔ آپ ﷺ غسل میں مجھ سے زیادہ جلدی فرماتے۔ یہاں تک کہ میں کہتی کہ میرے لئے بھی (کچھ پانی) چھوڑ دیجئے میرے لئے بھی (کچھ پانی) چھوڑ دیجئے۔ اور دونوں جنبی ہوتے تھے۔

۶۲۹...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ

۶۲۹...... حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن میں غسل کیا کرتے تھے۔

۶۳۰...... و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَكْبَرُ عِلْمِي وَالَّذِي يَخْطُرُ عَلَى بَالِي أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ أَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ

۶۳۰...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔

۶۳۱...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ

۶۳۱...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

۶۳۲...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ و قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ و قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ جَبْرٍ

۶۳۲...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ پانچ مکوک پانی سے غسل کیا کرتے تھے اور ایک مکوک پانی سے وضو کیا کرتے تھے۔

۶۳۳...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

۶۳۳...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک مد پانی سے وضو اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک پانی سے غسل

يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ۔

کیا کرتے تھے۔

۶۲۴۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ

۶۲۴ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کیلئے ایک صاع پانی اور وضو کے لئے ایک مد کافی تھا۔

۶۲۵۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ حُجْرٍ أَوْ قَالَ وَيُطَهِّرُهُ الْمُدُّ وَ قَالَ وَقَدْ كَانَ كَبِرَ وَمَا كُنْتُ أَثِقُ بِحَدِيثِهِ

۶۲۵ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور علیہ السلام کے صحابی تھے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کرتے تھے۔ ❶

باب-۱۳۶ استحباب افاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثا

سر وغیرہ پر تین بار پانی بہانا مستحب ہے

۶۲۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سُلَيْمَانَ

۶۲۶۔۔۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لوگوں میں کچھ اختلاف و نزاع ہوا غسل کے بارے میں۔ قوم میں سے بعض لوگوں نے تو کہا کہ ہم تو اپنے سر کو اس

---

❶ ان تمام احادیث و روایات سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ایک ہی برتن کے پانی سے ایک ساتھ دو جنبی شخص غسل جنابت کر سکتے ہیں۔
غسل جنابت میں پورے جسم کے ایک ایک حصہ پر پانی پہنچانا فرض ہے۔ اسی طرح غسل جنابت میں استنجاء کرنا مسنون ہے لیکن اگر نجاست بھی ہو تو شرمگاہ میں تو پھر استنجاء کرنا ضروری اور واجب ہے۔
اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ایک جنبی شخص کے برتن میں بچے ہوئے پانی سے دوسرا شخص غسل جنابت کر سکتا ہے۔ جیسے کہ حضرت میمونہؓ کے بچے ہوئے سے آپ ﷺ نے غسل کیا۔
یہاں ان احادیث میں کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً مد، صاع، مکوک یہ تینوں در حقیقت عربوں کے یہاں مختلف پیمانے اور مختلف وزن والے برتن تھے۔ صاع تقریباً ساڑھے ۹ سیر وزن کا ہوتا تھا۔
یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ کوئی متعین مقدار پانی کی لازم نہیں ہے غسل وغیرہ میں بس حسب ضرورت پانی لینا لازم ہے۔ حضرت سفینہؓ کے بارے میں امام مسلمؒ نے فرمایا کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے انہیں صحابی قرار دیا ہے لیکن آخر عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے ذہن صحیح کام نہیں کرتا تھا تو اس لئے ان کی روایت کا اعتبار نہیں۔ نوویؒ نے فرمایا کہ امام مسلمؒ نے ان کی روایت پر اعتماد کر کے ذکر نہیں فرمایا بلکہ محض متابعت کی وجہ سے ان کی روایت کو نقل کیا۔

بْنِ صُرَدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ

اس طرح دھوتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو اپنے سر پر تین بار چلو بھر پانی ڈالتا ہوں۔

۶۳۷...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا

۶۳۷...... حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے غسل جنابت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو اپنے سر پر تین بار پانی بہاتا ہوں۔

۶۳۸...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْمَعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رِوَايَتِهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ

۶۳۸...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ثقیف کے وفد نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا اور کہنے لگے کہ: ہمارا علاقہ ایک سرد خطۂ زمین ہے، ہم کیسے غسل کریں؟ (یعنی ٹھنڈک کی وجہ سے غسل کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو اپنے سر پر تین بار پانی بہاتا ہوں (یعنی میرا طریقہ تو یہ ہے کہ اب تم اس پر عمل کرنا چاہو تو کرو، ہاں اس سے زیادہ بہانا ضروری نہیں)۔

۶۳۹...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أَخِي كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ

۶۳۹...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو اپنے سر پر تین مرتبہ چلو بھر پانی بہاتے۔ حسن بن محمد نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے سر کے بال اتنے گھنے ہیں (لہٰذا تین بار سے پورے بال گیلے نہ ہوں گے) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے میرے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک تیرے بالوں سے زیادہ گھنے اور اچھے تھے (جب ان کے بال تین بار سے گیلے ہو جاتے تھے تو تیرے کیوں نہ ہوں گے)۔

باب-۱۴۷ حكم ضفائر المغتسلة

عورتوں کیلئے چوٹیاں کھولنے کا حکم

۶۴۰...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ

۶۴۰...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے سر کی چوٹیاں باندھ کر

عُيَيْنَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ قَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ

رکھتی ہوں کیا غسل جنابت کے لئے انہیں کھولوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تین بار سر پر چلو بھر پانی ڈالو (اور سر میں انگلیاں ڈال کر اسے گیلا کرلو) پھر اس پر پانی بہاؤ تو تم پاک ہو جاؤ گی۔

۶۴۱...... وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

۶۴۱...... ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (خواتین کو غسل جنابت میں چوٹیاں کھولنے کی ضرورت نہیں صرف تین بار سر پر چلو بھر پانی ڈالنے سے غسل جنابت (پاکی) حاصل ہو جائے گا) منقول ہے صرف عبد الرزاق کی روایت میں حیض اور جنابت دونوں کا تذکرہ ہے، بقیہ روایت ابن عیینہ کی طرح ہے۔

۶۴۲...... وحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ

۶۴۲...... ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے، اس میں کھولنے کا ذکر ہے اور حیض کا ذکر نہیں۔

۶۴۳...... و حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو هٰذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا أَزِيدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ

۶۴۳...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عورتوں کو حکم دیتے کہ غسل کے وقت سر (کی چوٹیاں) کھولیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ تعجب ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کہ عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ انہیں سر منڈانے کو کیوں نہیں کہتے؟ بیشک میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور میں اپنے سر پر تین بار چلو بھر پانی سے زیادہ نہ بہاتی۔

باب-١٢٨ استحباب استعمال الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَة مِن مِسْكٍ فِي مَوضِعِ الدَّم

حیض سے پاکی کا غسل کرتے وقت عورت کیلئے مقامِ حیض پر مشک یا کسی خوشبو کا استعمال مستحب ہے

٦٤٤ ...... حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةُ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ

٦٤٤ ...... حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ حیض سے پاکی کا غسل کیسے کرے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے حیض سے پاکی کے غسل کا طریقہ سکھلایا۔ اس میں فرمایا کہ: پھر عورت کو چاہئے کہ مشک یا خوشبو کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کرے۔ اس نے کہا کہ اس سے کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی حاصل کر۔ سبحان اللہ! اور آپ ﷺ نے اس سے آڑ کرلی (مارے حیا کے کہ ایسی ظاہری بات نہیں سمجھتی) راوی کہتے ہیں کہ سفیانؒ بن عیینہ نے ہمارے سامنے اپنا ہاتھ چہرہ پر رکھ کر اشارہ کر کے بتلایا کہ آپ ﷺ نے اس طرح آڑ کرلی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا کیونکہ میں حضور علیہ السلام کا منشاء سمجھ گئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ مشک کے اس ٹکڑے (روئی پر مشک لگا کر) کو خون کے مقام پر رکھ دے (یعنی شرمگاہ پر)۔

٦٤٥ ...... وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ

٦٤٥ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جس وقت میں حیض سے پاک ہوں تو پھر کس طرح غسل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مشک لگا ہوا پھایا لے اور اس سے پاکی حاصل کر پھر بقیہ حدیث کو حسب سابق بیان کیا۔

٦٤٦ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ فَقَالَ تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ

٦٤٦ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے غسلِ حیض کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خاتون پہلے غسل کا پانی اور بیری کے پتے لے لے (بیری کے پتوں سے پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے) اور اس سے اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے (خون کے اثرات وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے) پھر سر پر پانی بہائے اور خوب اچھی طرح ملے یہاں تک کہ پانی سر کے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر مشک کا (روئی پر لگا کر) ایک ٹکڑا لے اور اس سے پاکی

رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَتْ أَسْمَاءُ وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِينَ بِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَأْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ أَوْ تُبْلِغُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ

حاصل کرے۔ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا کہ سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کر (یعنی یہ بھی کیا میرے بتانے کی بات ہے کہ کیسے پاکی حاصل کر خود سمجھ جا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غالباً چپکے سے کہہ دیا۔ خون کے مقام پر رکھ دے (روئی کے پھاہے کو) اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے غسل جنابت کے متعلق دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پانی لے کر اس سے پاک ہو جائے اور اچھی طرح مبالغہ کے ساتھ پاکی حاصل کرے (خون کے اثرات سے) پھر سر پر پانی بہائے اور اچھی طرح بالوں کو ملے یہاں تک کہ بالوں کی مانگ (جڑوں) تک پانی پہنچ جائے۔ پھر سر پر پانی بہائے۔
اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: بہترین عورتیں انصاری عورتیں ہیں کہ انہیں (غیر ضروری) شرم و حیا دین کی فقہ و سمجھ سے روکتی نہیں ہے۔

٦٤٧ ... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِي بِهَا وَاسْتَتِرْ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ

٦٤٧　حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی حیض سے پاکی کے بعد کس طرح غسل کرے؟ بقیہ حدیث بیان کی باقی غسل جنابت کا ذکر نہیں کیا۔

باب-۱۲۹　المستحاضة و غسلها و صلواتها

مستحاضہ[1] کے غسل اور نماز کا بیان

٦٤٨ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى

٦٤٨　حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی حبیش نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں ایک مستحاضہ عورت ہوں اور میں پاک ہی نہیں ہوتی تو

[1] مستحاضہ: استحاضہ سے نکلا ہے۔ اور یہ اس خون کو کہتے ہیں جو حیض یا نفاس کے علاوہ کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے بہت سی عورتوں کو جاری ہو جاتا ہے اور اس کے احکامات حیض و نفاس کے احکامات سے مختلف ہیں۔

النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا

کیا میں نماز ترک کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے۔ جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑنا۔ اور جب حیض کے ایام گذر جائیں تو غسل کر کے خون دھولینا اور نماز پڑھتی رہنا۔[1]

● مستحاضہ سے متعلق اہم مسائل کا خلاصہ

حیض اور استحاضہ کے مسائل فقہ کے پیچیدہ اور مشکل ترین مسائل میں سے ہیں۔ اور ان مسائل پر خصوصیت کے ساتھ علماء نے کتابیں اور مفصل رسائل لکھے ہیں حتی کہ علامہ ابن نجیمؒ صاحب بحر الرائق نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے اور علامہ نوویؒ شارح مسلم نے قریباً ۲۰۰ صفحات پر مشتمل شرح المہذب کے اندر اس موضوع پر بحث کی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (درس ترمذی ج ا ص ۳۵۸)

حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں کل گیارہ خواتین کے مستحاضہ ہونے کا ذکر روایت میں ملتا ہے۔ یہ خون حیض کے خون کے علاوہ ہوتا ہے اور یہ یا تو کسی رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے جاری ہوتا ہے یا رحم کے اندر سے ہی کسی بیماری کی وجہ سے جاری ہوتا ہے۔ اس حدیث میں فرمایا کہ "جب حیض آنا شروع ہو تو نماز ترک کرو حالت حیض میں عورت کے لئے نماز، روزہ، تلاوت ومس قرآن وذکر وغیرہ بدنی عبادتیں ناجائز ہو جاتی ہیں۔ البتہ نماز کی قضا نہیں ہے اور روزوں کی قضا لازم ہوگی۔ یہاں حیض کی مدت کے بارے میں جان لینا ضروری ہے کہ حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ اگر کسی عورت کو تین دن سے کم یا دس دن سے زائد خون آیا تو وہ زائد خون حیض کا نہیں، بلکہ استحاضہ کا شمار ہوگا اور اس کے احکامات الگ ہوں گے۔ مستحاضہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ مبتدءہ: یعنی وہ عورت جسے زندگی میں پہلی بار حیض شروع ہوا ہو اور حیض کی اکثر مدت سے زائد جاری ہو جائے ۲۔ معتادہ: یعنی وہ عورت جسے کچھ عرصہ پابندی کے ساتھ حیض آیا ہو یعنی ایک مقرر مدت تک آتا رہا ہو۔ لیکن اس کے بعد حیض کی مقررہ مدت گزرنے کے باوجود خون جاری رہے۔ ۳۔ متحیرہ: یعنی وہ عورت جسے پابندی سے مقرر ایام تک دم حیض آتا رہا ہو پھر اس کی عادت سے زائد ایام میں بھی خون جاری ہو جائے اور وہ اپنی عادت اور مقررہ مدت بھول چکی ہو۔ ان تینوں طرح کی خواتین کے لئے الگ الگ حکم ہے۔

مبتدءہ کا حکم: باتفاق یہ ہے کہ وہ اکثر مدت حیض تک کے ایام کے خون کو تو حیض میں شمار کرے گی یعنی دس ایام کو اور ان دنوں میں نماز روزہ نہیں کرے گی۔ اور اس کے بعد کے ایام کو استحاضہ میں شمار کرے گی اقل مدت طہر تک یعنی پاکی کے ایام کی کم سے کم مدت تک استحاضہ شمار کرے گی۔ پاکی کے ایام کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے تو پندرہ یوم تک استحاضہ شمار کرے گی۔ اور اکثر مدت حیض کے گذرنے کے بعد غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دے گی اور پاکی کی کم از کم مدت گذرنے کے بعد پھر دس روز تک حیض شمار کرے گی۔

معتادہ کا حکم: احنافؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر ایام عادت پورے ہونے کے بعد بھی خون جاری رہے تو وہ دس روز پورے ہونے تک توقف کرے گی۔ اگر دس دن کے اندر اندر خون رک گیا تو یہ پورا خون حیض شمار ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی عادت تبدیل ہو گئی۔ لہٰذا ان ایام کی نمازوں کی قضا لازم نہ ہوگی۔ البتہ اگر دس روز کے بعد بھی خون جاری رہے تو ایام عادت سے زائد ایام کا خون استحاضہ میں شمار کیا جائے گا اور ایام عادت کے بعد سے تمام ایام کی نمازوں کی قضا لازم ہوگی۔ البتہ قضا کا گناہ نہ ہوگا مثلاً: اگر کسی کی عادت ۵ دن تھی ۸ یوم تک خون جاری رہا اور پھر رک گیا تو یہ آٹھوں ایام حیض شمار ہوں گے۔ اور اگر ۱۲ دن تک رہا تو ۵ دن حیض کے اور ۷ دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔

متحیرہ کا حکم: یہ ہے کہ وہ تحری کرے گی اور غور و فکر کرے گی اگر اسے ایام عادت یاد آ جائیں یا کسی ایک جانب ظن غالب ہو جائے تو وہ اس کے مطابق معتادہ کی طرف عمل کرے گی۔ اور اگر کسی طرف ظن غالب نہ ہو تو جن ایام کے بارے میں اسے یقین ہو کہ ایام حیض ہیں ان میں نماز چھوڑ دے گی اور جن ایام کے بارے میں یقین ہو کہ طہر اور پاکی کے ہیں ان پر نماز کے لئے وضو کر کے نماز پڑھے گی اور جن ایام کے بارے میں شک ہو کہ طہر کے ہیں یا حیض کے یا خروج من الحیض کے تو ان میں ہر نماز کے لئے غسل کرے گی۔ جب تک کہ حیض سے فارغ ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔

(جاری ہے)

أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي

٦٤٩ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنْ جَرِيرٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ أَسَدٍ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنَّا قَالَ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ زِيَادَةُ حَرْفٍ تَرَكْنَا ذِكْرَهُ

۶۴۹۔۔۔ ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وکیع کی روایت (آپ ﷺ نے استحاضہ کے متعلق فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے۔ حیض نہیں جب ایام حیض آئیں تو نماز چھوڑ دے اور ان ایام کے گذر جانے پر خون دھو ڈال اور نماز پڑھ) کی طرح کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ یہ روایت منقول ہے۔

٦٥٠ ۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ

۶۵۰۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے کہا کہ میں مستحاضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ رگ سے نکلنے والا خون ہے (حیض نہیں ہے) لہذا غسل کر لو اور نماز پڑھتی رہو۔ چنانچہ وہ ہر نماز کے وقت غسل کرتی تھیں۔

لیث کہتے ہیں کہ ابن شہاب زہری نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کو ہر نماز کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا تھا بلکہ انہوں نے از خود ایسا کیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

معذور بالحدیث کے لئے کیا حکم ہے؟ مستحاضہ عورت بھی ان معذورین میں شامل ہوتی ہے جو مسلسل حدث اور ناپاکی میں مبتلا رہتے ہیں لہذا اس کے لئے اور ایسے تمام معذورین کے لئے جو کسی مسلسل ناپاکی میں رہتے ہوں مثلاً کسی کو مستقل پیشاب کے قطرے رستے ہوں یا منی نکلتی ہو یا ریح خارج ہوتے رہتے ہوں اس تسلسل کے ساتھ کہ وہ چار رکعت بھی بغیر حدث اور ناپاکی کے نہ پڑھ سکتے ہوں یعنی چار رکعت پڑھنے کے بقدر وقت انہیں نہ ملتا ہو کہ اس میں حدث نہ ہو تو ایسے لوگ شریعت کی نظر میں "معذور" کہلاتے ہیں اور ان کی نماز وغیرہ کا الگ حکم ہے۔ وہ یہ کہ یہ لوگ ہر نماز کے لئے وضو کریں گے اور اس وضو سے نماز پڑھیں گے خواہ دوران نماز ناپاکی کا تسلسل رہے۔ اور معذور کا وضو جس نماز کے لئے کیا ہے اس نماز کا وقت ختم ہونے تک باقی رہے گا۔ مثلاً ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا تو اب ظہر کا وقت ختم ہونے تک اس کا وضو باقی رہے گا اور اس وضو سے اس دوران وہ تمام بدنی عبادات مثلاً تلاوت قرآن اور دوسرے نوافل وغیرہ ادا کر سکتا ہے۔ البتہ جب عصر کا وقت داخل ہوگا تو وہ وضو خود بخود ختم ہو جائے گا اور عصر کی نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا لازم ہوگا۔ واللہ اعلم (ان مسائل کی تفصیل کے لئے فقہ کی دوسری کتب اور مستند علماء سے رجوع کریں) زکریا عفی عنہ

يذكر أم حبيبة

٦٥١ - وحدثنا محمد بن سلمة المرادي قال حدثنا عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير وعمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبي ﷺ أن أم حبيبة بنت جحش ختنة رسول الله ﷺ وتحت عبد الرحمن بن عوف استحيضت سبع سنين فاستفتت رسول الله ﷺ في ذلك فقال رسول الله ﷺ إن هذه ليست بالحيضة ولكن هذا عرق فاغتسلي وصلي قالت عائشة فكانت تغتسل في مركن في حجرة أختها زينب بنت جحش حتى تعلو حمرة الدم الماء قال ابن شهاب فحدثت بذلك أبا بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فقال يرحم الله هندا لو سمعت بهذه الفتيا والله إن كانت لتبكي لأنها كانت لا تصلي

۶۵۱: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ حضور اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش جو آنحضرت ﷺ کی خواہر نسبتی (کیونکہ ان کی بہن حضرت زینب بنت جحش آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں) اور حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھیں۔

انہیں سات برس تک استحاضہ کا خون جاری رہا۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں حکم شرعی دریافت کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کوئی حیض کا خون نہیں بلکہ رگ میں سے جاری ہے لہذا تم غسل کرلو اور نماز پڑھتی رہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا چنانچہ وہ ایک ٹب میں غسل کرتی تھیں اپنی بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں (اور ان کے اتنا خون جاری ہوتا کہ) خون کی سرخی پانی پر غالب آجاتی تھی۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمان بن الحارث بن ہشام سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہندہ پر رحم فرمائے کاش وہ بھی یہ حدیث اور فتوی سن لیتی۔ خدا کی قسم! وہ اس بات پر بہت روتی تھی کہ وہ نماز نہیں پڑھتی (کیونکہ انہیں بھی استحاضہ تھا اور مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھتی تھیں)۔

٦٥٢ - وحدثني أبو عمران محمد بن جعفر بن زياد أخبرنا إبراهيم يعني ابن سعد عن ابن شهاب عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة قالت جاءت أم حبيبة بنت جحش إلى رسول الله ﷺ وكانت استحيضت سبع سنين بمثل حديث عمرو بن الحارث إلى قوله تعلو حمرة الدم الماء ولم يذكر ما بعده وحدثني محمد بن المثنى قال حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن عمرة عن عائشة أن ابنة جحش كانت تستحاض سبع سنين بنحو حديثهم

۶۵۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور انہیں سات سال تک استحاضہ آیا۔ بقیہ حدیث بدستور ہے۔ مگر آخری حصہ مذکور نہیں۔

۶۵۳...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي

۶۵۳...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے خون کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ان کے غسل کا برتن دیکھا ہے وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اتنے ایام ٹھہری رہو (نماز نہ پڑھو) جتنے دن حیض تمہیں نماز سے روکے رکھتا تھا (عادت کے ایام تک حیض شمار کرو) اس کے بعد (بھی اگر خون جاری رہے تو) غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دو۔

۶۵۴...... حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ قُرَيْشٍ التَّمِيمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

۶۵۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش جو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھیں نے رسول اللہ ﷺ سے خون جاری رہنے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: جتنے ایام تک تمہیں حیض نماز سے روکے رکھتا تھا اتنے ایام تک ٹھہری رہو (نماز نہ پڑھو اور عادت کے ایام تک کو حیض ہی میں شمار کرو) بعد ازاں غسل کرلو۔ چنانچہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتیں۔

باب ــ ۱۳۰ وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة

حائضہ پر روزہ کی قضا ہے نمازوں کی نہیں

۶۵۵...... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ ح و حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ

۶۵۵ ..... حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے کہا کہ کیا ہم میں سے کوئی عورت اپنے ایام کی نمازوں کی قضا کرے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیا تو حروریہ (خارجی) عورت ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم میں سے کسی کو حیض آیا تھا تو آپ ﷺ اسے قضا کا حکم نہ دیتے تھے۔

۶۵۶...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَحِضْنَ أَفَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَجْزِينَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

۶۵۶ ..... حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا حائضہ عورت نماز کی قضا کرے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیا تو خارجی عورت ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو حیض آتا تھا کیا آپ ﷺ نے بھی انہیں نماز قضا کرنے کا حکم دیا؟ (یعنی

جَعْفَرٍ تَعْنِي بِقَضِيْنَ

نہیں دیا)۔

٦٥٧ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ

٦٥٧... حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے حائضہ عورت روزہ کی قضا کرتی ہے نمازوں کی نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو خارجیہ عورت ہے؟ میں نے کہا نہیں: میں خارجیہ نہیں ہوں لیکن آپ سے دریافت کر رہی ہوں۔ فرمایا کہ ہمیں ایام ہوتے تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم ہوتا نمازوں کی قضا کا حکم نہ ہوتا۔ ❶

باب-۱۳۱ تستر المغتسل بثوب و نحوه

غسل کرنے والے کو کپڑے وغیرہ کی آڑ کرنی چاہیئے

٦٥٨..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ

٦٥٨... حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت ابو طالب فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی تو میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا اس حال میں کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سے آپ ﷺ کو آڑ میں لئے ہوئے تھیں۔

٦٥٩. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِأَعْلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى

٦٥٩... حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابو طالب سے روایت ہے کہ فتح مکہ والے سال وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ مکہ کے بلند و فراز علاقہ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ غسل کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے آگے آڑ کر دی (کسی کپڑے سے) پھر (غسل سے فراغت کے بعد) آپ ﷺ نے اپنے کپڑا لیا اور اسے جسم پر لپیٹا اور چاشت کی آٹھ رکعات پڑھیں۔

٦٦٠..... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا

٦٦٠. سعید بن ابی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت مروی ہے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کپڑے سے پردہ کیا جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو اس

---

❶ علامہ نووی نے فرمایا کہ حائضہ کے حق میں علماء اہل السنۃ کا اجماع ہے اس بات پر کہ اس کے ذمہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا نہیں صرف روزوں کی قضا ہے۔ اور صرف خوارج جو ایک فرقہ تھا۔ انہوں نے اس سے اختلاف کیا تھا اور کہا کہ اس پر نمازوں کی بھی قضا ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ نے معاذہؓ سے پوچھا کہ کیا تم حروری ہے۔ یہ مقام حرور کی طرف نسبت ہے جہاں خوارج ہوتے تھے۔ یعنی کیا تو خارجی عورت ہے جو نمازوں کی قضا کو بھی لازم خیال کرتی ہے۔

اغتَسَلَ اَخذَهٗ فَالْتَحَفَ بِهٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

کپڑے کو لپیٹا پھر کھڑے ہو کر چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

٦٦١ ...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مُوسَى الْقَارِئُ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً وَسَتَرْتُهٗ فَاغْتَسَلَ

۶۶۱ ۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھتی اور آڑ کرتی تو آپ ﷺ غسل فرماتے تھے۔

باب - ۱۳۲ تحریم النظر الی العورات

ستر عورت کو دیکھنا حرام ہے

٦٦٢ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

۶۶۲ ۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے۔ اسی طرح دو مرد ایک کپڑے میں لپٹ کر نہ سوئیں اور نہ ہی دو عورتیں ایک کپڑے میں لیٹیں۔ ❶

٦٦٣ ...... وحَدَّثَنِيهِ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ

۶۶۳ ۔ ضحاک بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کا ستر دیکھے اسی طرح دو مرد یا دو عورتیں ایک کپڑے میں نہ

❶ عورت اور مرد دونوں کے لئے بالترتیب عورت اور مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اور مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جب کہ عورت کا ستر پورا جسم ہے سوائے ہاتھوں، چہرے، سر اور پاؤں کے۔ لہٰذا کسی مرد کے لئے دوسرے مرد کا ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ دیکھنا جائز نہیں اسی طرح کسی عورت کا دوسری عورت کے ستر والے حصہ کو دیکھنا جائز نہیں البتہ شرعی یا طبی ضرورت ہو تو بقدر ضرورت مرد، مرد کا اور عورت، عورت کا ستر دیکھ سکتی ہے۔ مثلاً: علاج وغیرہ کے لئے۔ خواتین میں ایک بڑی کوتاہی یہ ہے کہ جب کسی خاتون کے ہاں ولادت اور ڈلیوری کا وقت ہوتا ہے تو دایہ کے ساتھ کئی دوسری خواتین بھی وہاں موجود ہوتی ہیں اور حاملہ کا ستر عورت دیکھتی ہیں۔ یہ بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے اس سے مسلمان خواتین کو اجتناب ضروری ہے۔

دوسرا حکم اس حدیث میں یہ فرمایا کہ مرد یا دو عورتیں ایک کپڑے میں نہ لیٹیں۔ یعنی ایک ہی چادر میں دو مرد یا دو عورتیں سوئیں یا لیٹیں یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ شیطان انسان کو کسی بھی وقت نفسانی خواہش میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اگر دو مرد یا دو عورتیں ایک ہی چادر میں لیٹیں تو اس کا امکان قوی ہو جاتا ہے کہ شیطانی غلبہ شہوت سے آپس میں ہی بد فعلی اور ہم جنسی میں مبتلا نہ ہو جائیں جو زنا سے زیادہ خبیث گناہ ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے اس کا مکمل سدباب فرمادیا کہ ایسا کام ہی نہ کرو جس سے ایسی بے شرمی کا راستہ کھلے۔ زکریا عفی عنہ

وعُرْيَةِ الْمَرْأَة ... سوئیں) کچھ الفاظ کے ردوبدل سے منقول ہے۔

باب-۱۳۴۳ جواز الاغتسال عريانا في الخلوة
تنہائی میں بے لباس نہانے کی اجازت ہے

٦٦٤...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْأَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ قَالَ فَجَمَحَ مُوسَى بِإِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى سَوْأَةِ مُوسَى قَالُوا وَاللهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتَّى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسَى بِالْحَجَرِ

۶۶۴... حضرت ہمام بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے بیان کیں۔ پھر ہمام نے ان احادیث میں سے چند ذکر کیں۔ اور کہا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بنو اسرئیل کی عادت تھی کہ ننگے نہایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو دیکھتے تھے۔ جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں غسل فرماتے (شرم وحیا کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے) بنو اسرائیل نے آپس میں یہ کہا کہ خدا کی قسم! موسیٰ ہمارے ساتھ جو نہیں نہاتے اس کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ آدر ہیں (یعنی خصیے بڑھنے کی بیماری میں مبتلا ہیں اور شرم کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں نہاتے کہ کہیں ہمیں پتہ نہ چل جائے)۔

ایک اور مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غسل فرمارہے تھے اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے تھے کہ اچانک پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا (اللہ کے حکم سے) موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے یہ کہتے ہوئے کہ ارے پتھر میرے کپڑے دے ارے پتھر میرے کپڑے (اور دوڑتے دوڑتے آبادی کے قریب آگئے) یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ کو دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم! موسیٰ کو تو کوئی ایسی بیماری نہیں بس وہیں پتھر رک گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو اچھی طرح دیکھ لیا گیا پھر اپنے کپڑے لئے اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اس پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مار کے چھ یا سات نشانات موجود ہیں۔ ❶

---

❶ یہ سارا معاملہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا تاکہ قوم کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہر عیب سے پاک ہونا واضح ہو جائے۔ کیونکہ اللہ کا نبی جس طرح باطنی امراض سے پاک ہوتا ہے اسی طرح ظاہری و جسمانی عیوب و نقائص سے بھی پاک ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا طریقہ یہ فرمایا کہ موسیٰ تنہائی میں بے لباس ہو کر نہار ہے تھے کہ پتھر چل پڑا۔ اور نتیجہ یہ کہ قوم نے دیکھ لیا کہ وہ بالکل صحیح اور بے عیب ہیں۔
بعض لوگ پتھر کے چلنے کو خلاف عقل گردانتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف عقل نہیں۔ چاند سورج وغیرہ بھی پتھر کی طرح بے جان ہیں لیکن وہ بھی حرکت کرتے رہتے ہیں لہٰذا پتھر کا چلنا نہ مشکل ہے نہ خلاف عقل۔ واللہ اعلم

باب-۱۳۴ **الاعتناء بحفظ العورة**

ستر کی حفاظت کا اہتمام ضروری ہے

٦٦٥ وحدّثنا إسْحٰقُ بْنُ إبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ

۶۶۵ ..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کعبۃ اللہ کی تعمیر کی گئی تو رسول اللہ ﷺ اور (آپ ﷺ کے چچا) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پتھر ڈھونے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا کہ اپنا تہبند کندھے پر رکھ لو پتھر اٹھانے کے لئے (تاکہ کندھے پر تکلیف نہ ہو) آپ ﷺ نے ایسا کیا تو فوراً ہی زمین پر چت گر پڑے اور آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں (بے ہوش ہوگئے اور ہوش میں آنے کے بعد) فرمایا میرا تہبند، میرا تہبند، عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کا تہبند انہیں باندھ دیا۔ ❶

فَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَاتِقِكَ

ابن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں شانہ کے بجائے گردن کا لفظ ہے۔

٦٦٦ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ فَمَا رُئِيَ

۶۶۶ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھا رہے تھے۔ آپ تہبند باندھے ہوئے تھے کہ آپ کے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا اے میرے بھتیجے! اگر تم اپنا تہبند کھول کر کندھوں پر رکھ لو پتھر کے نیچے (تاکہ کندھے پر پتھر رکھنے میں ذرا سہولت رہے) آپ ﷺ نے تہبند کھول کر اسے کندھے پر رکھ لیا اور فوراً غش کھا کر گر پڑے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو کبھی عریاں نہیں دیکھا گیا۔

❶ عریاں اور ننگے رہنا بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے، اسلام ایک حیا اور شرم والا دین ہے جو بے حیائی کی باتوں سے روکتا ہے۔ یہ واقعہ زمانہ جاہلیت اور نبی علیہ السلام کے بچپن کا ہے جب قریش نے تعمیر کعبہ کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ جاہلیت کے اس دور میں دوسری بے شمار برائیوں کے ساتھ ساتھ ان میں ایک برائی بے شرمی اور بے حیائی کی بھی تھی۔ مرد ایک دوسرے کے سامنے اور عورتیں ایک ہی حمام پر سب کے سامنے ننگے نہانے میں کوئی عار نہ محسوس کرتیں۔ چنانچہ تعمیر کعبہ کے وقت دوسرے لوگ بھی ایسا ہی کر رہے تھے جس کا مشورہ آپ ﷺ کو حضرت عباسؓ نے دیا تھا کیونکہ یہ ان کے ہاں کوئی معیوب بات نہ تھی۔ لیکن قدرت خداوندی کو آپ ﷺ کا ستر عورت کھولنا پسند نہ تھا کہ آپ ﷺ آگے چل کر نبی ہونے والے اور انہی بے حیائی کے کاموں سے روکنے والے تھے۔ لہٰذا فوراً آپ ﷺ پر غشی طاری کر دی گئی اور اس طرح اس نے اس بے حیائی کے ماحول میں آپ ﷺ کی حیا کی حفاظت کی گئی۔

بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا

٦٦٧ ..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً

۶۶۷ ..... حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک بھاری پتھر اٹھا کر لا رہا تھا بالکل ہلکا سا تہبند باندھے تو بوجھ کی وجہ سے میرا تہبند کھل گیا' پتھر میرے پاس تھا اور میں اس قابل نہ تھا کہ اسے رکھ (کر تہبند باندھ سکوں' لہٰذا اسی حالت میں چلتا رہا) یہاں تک کہ اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا کپڑا اٹھاؤ اور ننگے مت پھرا کرو"۔ ❶

باب-۱۳۵ الستر عند البول

پیشاب کرتے وقت چھپ کر کرنا ضروری ہے

٦٦٨ .... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ

۶۶۸ ..... حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا اور میرے کان میں ایک بات کہی جو میں لوگوں میں سے کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت پسند تھی کہ آپ ﷺ قضاء حاجت کے لئے کسی پتھر یا کھجور کے جھنڈ کی آڑ لے لیں (تاکہ بے پردگی نہ ہو اور یہی حکم ہے کہ قضاء حاجت کے وقت لوگوں سے چھپ کر اور آبادی سے دور نکل کر فارغ ہونا چاہیے۔ اس زمانہ میں بیت الخلاء ایسے نہیں ہوتے تھے جیسے ہمارے گھروں میں ہوتے ہیں تو جنگل بیابان میں نکل کر جانا پڑتا تھا۔ تو عموماً لوگ میدان وغیرہ میں بغیر آڑ کے بیٹھ جاتے تھے لیکن آپ درختوں کے جھنڈ یا ٹیلے وغیرہ کی اوٹ میں قضاء حاجت کرتے تھے)۔

---

❶ یہ بھی غالباً ابتدائے اسلام اور زمانہ نبوت کی ابتداء کا واقعہ ہے کیونکہ ان کے یہاں ننگے پھرتے رہنا کوئی عیب نہ تھا لہٰذا انہوں نے بھی اپنا ازار اٹھا کر باندھنے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہ کی۔

باب-۱۳۶ بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل الا ان ینزل المنی و بیان نسخه و ان الغسل یجب بالجماع

ابتداء اسلام میں جماع میں انزال منی کے بغیر غسل واجب نہ ہوتا تھا لیکن یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اب صرف جماع سے غسل واجب ہوتا ہے خواہ انزال ہو یا نہیں

۶۶۹ ..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ إِلَى قُبَاءَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَأَتِهِ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ

۶۶۹ ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار پیر کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا کو نکلا جب ہم بنو سالم کے محلہ میں پہنچے حضور علیہ السلام عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اسے زور سے آواز لگائی۔ وہ اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے اس کو جلدی میں ڈال دیا۔

عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص جلدی اپنی بیوی سے الگ ہو جائے اور اسے انزال نہ ہوا ہو تو اس پر کیا واجب ہے؟ (غسل ہو گا یا نہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پانی تو پانی سے واجب ہوتا ہے" (یعنی غسل تو انزال منی سے ہی واجب ہو گا صرف جماع سے نہیں)۔

۶۷۰ ..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ

۶۷۰ ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"پانی تو پانی سے ہی لازم ہوتا ہے"۔

۶۷۱ ..... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ بْنُ الشِّخِّيرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْسَخُ حَدِيثُهُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ بَعْضًا

۶۷۱ ..... حضرت ابو العلاء بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی بعض اوقات اپنی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے منسوخ کر دیتے تھے جیسے کہ قرآن کریم کی ایک آیت دوسری کو منسوخ کر دیتی ہے۔

۶۷۲ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ

۶۷۲ ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار ایک انصاری کے گھر سے گذرے تو اسے بلا بھیجا۔ وہ نکل کر آئے تو اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ

رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ و قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ

نے فرمایا کہ جب تو جلدی کر جائے (جماع میں اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا امساک ہو جائے (کہ از خود انزال منی نہ ہو) تو تجھ پر غسل واجب نہیں اور صرف وضو واجب ہے۔

۶۷۳...... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي

۶۷۳...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر مرد اپنی بیوی سے جماع کے دوران اکسال کرے (عضو مخصوص کو عورت کی فرج میں داخل کرنے کے بعد انزال سے قبل نکال لے) تو اسے جو گندگی عورت سے لگے (اس کے فرج کی رطوبت وغیرہ) تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عضو پر جو عورت کے فرج کی رطوبت لگ جائے تو اسے دھولے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔

۶۷۴...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْمَلِيِّ عَنِ الْمَلِيِّ يَعْنِي بِقَوْلِهِ الْمَلِيِّ عَنِ الْمَلِيِّ أَبُو أَيُّوبَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ

۶۷۴...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں جو بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ کرے فرمایا کہ وہ اپنا عضو مخصوص دھولے اور وضو کر لے۔[1]

۶۷۵...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ

۶۷۵...... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ مرد اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال منی نہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وضو کرے جیسے کہ نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور عضو مخصوص کو دھولے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

---

[1] نوویؒ نے فرمایا کہ امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ صرف صحبت سے اور دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ اور مذکورہ روایات جملۃً منسوخ ہو چکی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے اسی لئے امام مسلمؒ نے اس بات میں بالکل غیر متعلق حدیث حضرت ابو العلاءؒ کی نقل کی یہ بتانے کے لئے کہ حدیث بھی حدیث کو منسوخ کر دیتی ہے اور الماء من الماء والی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات منسوخ ہیں۔ اور اس پر امت کے علماء کا اجماع ہے کہ صرف دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ فاعل و مفعول دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے۔

عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۶۷۶...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيٰى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۶۷۶ ...حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بھی حضور علیہ السلام سے یہی بات (آدمی جماع کرے لیکن انزال منی نہ ہو تو وضو کرے اور عضو مخصوص کو دھولے) سنی ہے۔

۶۷۷ ...وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ ح وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ وَمَطَرٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِهِمْ بَيْنَ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ

۶۷۷ ...حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جب مرد عورت کے چاروں جانب میں بیٹھ جائے اور پھر کوشش کرے ❶ اس سے تو بے شک اس پر غسل واجب ہو گیا اگرچہ انزال نہ ہو۔

۶۷۸...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ

۶۷۸ ...قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (جب مرد عورت کے چاروں جانب میں بیٹھ جائے اور کوشش کرے تو اس پر غسل واجب..... الخ) منقول ہے مگر شعبہ کی روایت میں انزال کا تذکرہ نہیں۔

۶۷۹ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى وَهٰذَا حَدِيثُهُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذٰلِكَ رَهْطٌ مِنَ

۶۷۹ ...حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک جماعت میں اختلاف رائے ہو گیا۔ انصاری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ جب تک منی کود کر شہوت سے نہ نکلے اور انزال نہ ہو جائے غسل واجب نہیں ہوتا۔ مہاجرین نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جب مرد و عورت دونوں میں اختلاط ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ میں ابھی تمہاری تشفی کئے دیتا ہوں۔ میں اٹھا

❶ چاروں جانب سے مراد عورت کی دو رانیں اور دو ٹانگیں ہیں اور کوشش سے مراد دخول کیلئے کوشش کرنا ہے۔ یعنی جب مرد عورت سے جماع کے لئے بیٹھ جائے اور کوشش کرے یعنی دخول کرے تو پھر خواہ انزال سے قبل نکال لے تب بھی غسل واجب ہو جائے گا۔

الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأُذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّاهْ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَإِنِّي أَسْتَحْيِيكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ قُلْتُ فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجازت مانگی۔ مجھے اجازت دی گئی تو میں نے ان سے عرض کیا: اے اماں جان! یا فرمایا اے ام المومنین! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے (کہ آپ سے ایسا سوال کروں) انہوں نے فرمایا کہ تو جس بات کے پوچھنے میں اپنی حقیقی ماں سے جس نے تجھے جنم دیا شرم نہ کرے تو مجھ سے بھی اس کے پوچھنے میں شرم نہ کر میں تیری ماں ہی ہوں۔ میں نے کہا کہ کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تیرا بہت اچھے باخبر سے سابقہ پڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مرد عورت کے چاروں اطراف میں بیٹھ جائے اور شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے (یعنی دخول ہو جائے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ❶

٦٨٠ ... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ

٦٨٠ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نبی ﷺ سے مروی ہے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اس آدمی کے بارے میں جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال سے قبل ہی عضو مخصوص کو نکال لے تو کیا دونوں پر غسل ہوگا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہیں بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور یہ (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی ایسا کرتے ہیں پھر غسل کر لیتے ہیں۔

باب ـ ۱۳۷ الوضوء مما مست النار

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو واجب ہونے کا بیان

٦٨١ ... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ

٦٨١ ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے

❶ یہاں ایک مسئلہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ جماع و صحبت کی صورت میں خواہ انزال ہو یا نہیں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنا عضو مخصوص عورت کے پچھلے مقام یا مرد کے پچھلے مقام میں یا کسی جانور کی فرج میں داخل کیا (اگرچہ یہ تینوں افعال بدترین حرام اور کبیرہ گناہ ہیں ایسا کرنے والا ملعون ہے) تب بھی غسل واجب ہو جائے گا خواہ وہ عورت، مرد یا جانور مردہ ہی ہو۔ یہ کرنا بھول سے ہو یا عمداً۔ زبردستی ہو یا اختیاراً ہر صورت میں غسل واجب ہو جائے گا۔
علماء نے لکھا ہے کہ دخول کے لئے صرف حشفہ (عضو مخصوص کا اوپری حصہ سپاری) کا داخل ہونا ہی کافی ہے پورا عضو داخل ہونا ضروری نہیں اس سے بھی غسل واجب ہو جائے گا۔

قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

سے وضو لازم ہوتا ہے"۔

۶۸۲..... قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

۶۸۲.....ابن شہابؒ زہری کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بتلایا کہ عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ نے انہیں بتلایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے دیکھا کہ مسجد میں وضو کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لئے وضو کر رہا ہوں کیونکہ میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: "آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کیا کرو"۔

۶۸۳..... قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

۶۸۳.....ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان نے مجھے بتلایا اور میں ان سے یہی حدیث بیان کر رہا تھا کہ انہوں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے لازم ہونے کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۂ نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کیا کرو"۔

۶۸۴..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

۶۸۴..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۶۸۵..... وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ

۶۸۵..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہڈی والا گوشت یا ایسا ہی صرف گوشت تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور نہ وضو فرمایا نہ ہی پانی کو ہاتھ لگایا۔ ❶

❶ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے واجب ہونے کے بارے میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ابتدائی دور میں اختلاف تھا لیکن علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے سلف و خلف کا کہ اس سے وضو واجب و لازم نہیں ہوتا۔ علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت جن میں خلفاء اربعہ کے علاوہ تمام اصحاب فقہ و فتویٰ صحابہ بھی شامل ہیں نام ذکر کئے ہیں جن کے نزدیک وضو واجب نہیں ہوتا۔ جہاں تک حضرت زیدؓ کی حدیث کا تعلق ہے تو جمہور علماء نے فرمایا کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے ابوداؤد کی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت سے۔ علاوہ ازیں فرمایا کہ وضو کا حکم استحباب پر محمول ہے اور وضو سے لغوی وضو مراد ہے اور مقصد یہ ہے کہ ہاتھ دھو کر منہ میں کلی کر لی جائے۔ واللہ اعلم

عبّاس ح و حدّثني الزّهريّ عنْ عليّ بْن عبْد الله بْن عبّاس عن ابْن عبّاس ح و حدّثني محمّدُ ابْنُ عليّ عنْ أبيه عن ابْن عبّاس أنّ النّبيّ ﷺ أكل عرْقًا أوْ لحْمًا ثمّ صلّى ولمْ يتوضّأْ ولمْ يمسّ ماءً

٦٨٦ و حدّثنا محمّدُ بْنُ الصّبّاح قال حدّثنا إبْراهيمُ بْنُ سعْد قال حدّثنا الزّهْريّ عنْ جعْفر بْن عمْرو بْن أُميّة الضّمْريّ عنْ أبيه أنّهُ رأى رسُول الله ﷺ يحْتزّ منْ كتف يأكُلُ منْها ثمّ صلّى ولمْ يتوضّأْ

۶۸۶ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھاتے دیکھا پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

٦٨٧ حدّثني أحْمدُ بْنُ عيسى قال حدّثنا ابْنُ وهْب أخْبرني عمْرُو بْنُ الْحارث عن ابْن شهاب عنْ جعْفر بْن عمْرو بْن أُميّة الضّمْريّ عنْ أبيه قال رأيْتُ رسُول الله ﷺ يحْتزّ منْ كتف شاة فأكل منْها فدُعي إلى الصّلاة فقام وطرح السّكّين وصلّى ولمْ يتوضّأْ قال ابْنُ شهاب وحدّثني عليّ بْنُ عبْد الله بْن عبّاس عنْ أبيه عنْ رسُول الله ﷺ بذلك

۶۸۷ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ بکری کی دست کا گوشت چاقو سے کاٹ رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اسے کھایا۔ بعد ازاں آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اٹھے چھری پھینکی اور نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔

٦٨٨ قال عمْرٌو وحدّثني بُكيْرُ بْنُ الْأشجّ عنْ كُريْب مولى ابْن عبّاس عنْ ميْمُونة زوْج النّبيّ ﷺ أنّ النّبيّ ﷺ أكل عنْدها كتفًا ثمّ صلّى ولمْ يتوضّأْ قال عمْرٌو حدّثني جعْفرُ بْنُ ربيعة عنْ يعْقُوب بْن الْأشجّ عنْ كُريْب مولى ابْن عبّاس عنْ ميْمُونة زوْج النّبيّ ﷺ بذلك

۶۸۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کے قریب دست کا گوشت کھایا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

٦٨٩ قال عمْرٌو وحدّثني سعيدُ بْنُ أبي هلال عنْ عبْد الله بْن عُبيْد الله بْن أبي رافع عنْ أبي غطفان عنْ أبي رافع قال أشْهدُ لكُنْتُ أشْوي لرسُول الله ﷺ بطْن الشّاة ثمّ صلّى ولمْ يتوضّأْ

۶۸۹ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے بکری کی بٹ بھونتا تھا (آپ ﷺ اسے کھا کر) نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

٦٩٠ حدّثنا قُتيْبةُ بْنُ سعيد قال حدّثنا ليْثٌ عنْ عُقيْل عن الزّهْريّ عنْ عُبيْد الله بْن عبْد الله عن ابْن عبّاس أنّ النّبيّ ﷺ شرب لبنًا ثمّ دعا بماء

۶۹۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دودھ نوش فرمایا' پھر پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا کہ دودھ میں چکنائی ہوتی ہے (اسے زائل کرنے کے لئے کلی کی)

فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا

۶۹۱..... وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ وأَخْبَرَنِي عَمْرٌوح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ

۶۹۱..... اس سند سے بھی سابقہ روایت (آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا پھر پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا کہ دودھ میں چکنائی ہوا کرتی ہے) بعینہ منقول ہے۔

۶۹۲..... وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأَكَلَ ثَلَاثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً

۶۹۲..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے کپڑے زیب تن فرمائے اور نماز کے لئے نکلے تو آپ ﷺ کے لئے ہدیہ لایا گیا روٹی اور گوشت، آپ ﷺ نے تین لقمے تناول فرمائے پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور پانی کو چھوا بھی نہیں۔

۶۹۳ وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ

۶۹۳..... عمرو بن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت کو کچھ الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ حسب سابق روایت (آپ ﷺ نے روٹی، گوشت سے تین لقمے تناول فرمائے پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور پانی کو چھوا بھی نہیں) نقل کرتے ہیں۔

باب-۱۳۸ الوضوء من لحوم الابل

اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا بیان [1]

۶۹۴..... حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ قَالَ أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ

۶۹۴..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا بھیڑ بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو کر لو اور چاہو تو نہ کرو۔ اس نے کہا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا ہاں۔ اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔

اس نے کہا میں بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھتا ہوں (کیا جائز ہے؟) فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اونٹوں کے باڑہ میں نماز پڑھوں؟ فرمایا نہیں (یہ ممانعت

---

[1] جمہور کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ دور حاضر کے غیر مقلدین حضرات کے یہاں بھی اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

أصلِّي في مبارك الإبل قال لا

تحریکی ہے)۔

۶۹۵...... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا معاوية بن عمرو قال حدثنا زائدة عن سماك ح و حدثني القاسم بن زكريا قال حدثنا عبيد الله بن موسى عن شيبان عن عثمان بن عبد الله بن موهب وأشعث بن أبي الشعثاء كلهم عن جعفر بن أبي ثور عن جابر بن سمرة عن النبي ﷺ بمثل حديث أبي كامل عن أبي عوانة

۶۹۵...... حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو عوانہ والی روایت (بھیڑ بکری کا گوشت کھا کر چاہو تو وضو کرو یا نہ کرو۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرو اور بکری کے باڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ اونٹ کے باڑے میں ممنوع ہے) کی طرح یہ روایت منقول ہے۔

باب-۱۳۹ الدليل ان يتيقن الطهارة على ان من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث فله ان يصلي بطهارته تلك

طہارت و باوضو ہونے کا یقین اگر شک میں بدل جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا

۶۹۶...... وحدثني عمرو الناقد وزهير بن حرب ح و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة جميعا عن ابن عيينة قال عمرو حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سعيد وعباد بن تميم عن عمه شكي إلى النبي ﷺ الرجل يخيل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة قال لا ينصرف حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا

۶۹۶...... سعید اور عباد بن تمیم دونوں عباد کے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی گئی کہ (بسا اوقات) دورانِ نماز آدمی کو یہ گمان ہوتا ہے کہ کچھ ریح وغیرہ خارج ہوئی ہے (تو ایسے معاملہ میں کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا جب تک ریح کے نکلنے کی آواز نہ سن لے یا بدبو نہ محسوس کرلے نماز سے نہ پھرے۔

قال أبو بكر وزهير بن حرب في روايتهما هو عبد الله بن زيد

ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام عبداللہ بن زید بیان کیا ہے۔

۶۹۷...... وحدثني زهير بن حرب قال حدثنا جرير عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ إذا وجد أحدكم في بطنه شيئا فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا

۶۹۷...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں گڑبڑ اور مروڑ محسوس ہو اور معاملہ مشکوک ہو جائے کہ آیا کچھ ریح وغیرہ نکلی ہے یا نہیں تو (ایسے شک کے معاملہ میں) ہرگز مسجد سے نہ نکلے (یعنی نماز نہ توڑے) یہاں تک کہ آواز سن لے یا بدبو محسوس کرلے۔ ❶

---

❶ فائدہ: اس حدیث سے فقہ کا ایک ضابطہ اور کلی اصول معلوم ہوا کہ الیقین لایزول بالشك یعنی یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو وضو کرنا یقینی معلوم ہو اور شک ہو جائے کہ وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو صرف شک کی بنیاد پر وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ یقین نہ ہو جائے جس کی صورت حضور ﷺ نے فرمائی کہ ریح کے نکلنے کی آواز یا بدبو محسوس ہو جائے۔

باب-۱۴۰

طهارة جلود الميتة بالدباغ

مردار جانور کی کھال دباغت سے پاک ہونے کا بیان

۶۹۷...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا
قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِمَا عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

۶۹۸ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزاد کردہ کسی باندی کو کسی نے بکری صدقہ کی۔ وہ بکری مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گذرے (اور اسے پڑا دیکھا) تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتاری؟ تم اسے دباغت دیتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مردار تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا تو صرف کھانا حرام کیا گیا ہے (اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں کیا گیا)۔

۶۹۹ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا

۶۹۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزاد کردہ باندی کی صدقہ کی بکری کو مردہ پڑا ہوا پایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا؟ انہوں نے کہا وہ تو مردار تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے"۔ [1]

۷۰۰ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ رِوَايَةِ يُونُسَ

۷۰۰ حضرت صالح ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یونس کی روایت (مردہ بکری کی کھال سے فائدہ اٹھانا تو درست ہے لیکن اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے) کی طرح یہ روایت منقول ہے۔

۷۰۱ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلَا أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ

۷۰۱ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مری پڑی ہوئی بکری کے پاس گزرے یہ بکری حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک باندی کو صدقہ کی گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے چمڑے کو کیوں نہ لے لیا اسے دباغت دے کر اس سے فائدہ حاصل کرتے۔

[1] امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خنزیر جو نجس العین ہے اس کے علاوہ تمام جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

فانتفعوا به

۷۰۲ ۔۔ حدثنا أحمد بن عثمان النوفلي قال حدثنا أبو عاصم قال حدثنا ابن جريج أخبرني عمرو بن دينار أخبرني عطاء منذ حين قال أخبرني ابن عباس أن ميمونة أخبرته أن داجنة كانت لبعض نساء رسول الله ﷺ فماتت فقال رسول الله ﷺ ألا أخذتم إهابها فاستمتعتم به

۷۰۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کے ہاں ایک جانور پلا ہوا تھا وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی کہ اس سے فائدہ اٹھاتے۔

۷۰۳ ۔۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبد الرحيم بن سليمان عن عبد الملك بن أبي سليمان عن عطاء عن ابن عباس أن النبي ﷺ مر بشاة لمولاة لميمونة فقال ألا انتفعتم بإهابها۔

۷۰۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی کی مری ہوئی بکری کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ تم نے اس کے چمڑے سے کیوں نہ فائدہ اٹھالیا۔

۷۰۴ ۔ حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا سليمان بن بلال عن زيد بن أسلم أن عبد الرحمن بن وعلة أخبره عن عبد الله بن عباس قال سمعت رسول الله ﷺ يقول إذا دبغ الإهاب فقد طهر

۷۰۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ "جب کھال کو دباغت دے دی جاتی ہے تو وہ پاک ہو جاتی ہے"۔

۷۰۵ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد قالا حدثنا ابن عيينة ح و حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا عبد العزيز يعني ابن محمد ح و حدثنا أبو كريب وإسحق بن إبراهيم جميعا عن وكيع عن سفيان كلهم عن زيد بن أسلم عن عبد الرحمن بن وعلة عن ابن عباس عن النبي ﷺ بمثله يعني حديث يحيى بن يحيى۔

۷۰۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے سابقہ روایت (جب کھال کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے) کی طرح روایت نقل فرماتے ہیں۔

۷۰۶ حدثني إسحق بن منصور وأبو بكر بن إسحق قال أبو بكر حدثنا وقال ابن منصور أخبرنا عمرو بن الربيع أخبرنا يحيى بن أيوب عن يزيد بن أبي حبيب أن أبا الخير حدثه قال رأيت على ابن وعلة السبئي فروا فمسسته فقال ما لك تمسه قد سألت عبد الله بن عباس قلت إنا نكون

۷۰۶ ۔۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمان ابن وعلہ السبائی کو ایک پوستین پہنے دیکھا تو میں نے اسے ہاتھ سے چھوا۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہوا؟ کیوں اسے چھوتے ہو؟ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ پوچھا کہ ہم مغرب (شمالی افریقہ) کے رہنے والے لوگ ہیں اور ہمارے ساتھ برابر قبائل اور مجوس رہتے ہیں وہ ذبح شدہ مینڈھا لاتے ہیں اور ہم ان کا ذبیحہ نہیں کھاتے وہ ہمارے پاس مشکیزے لاتے ہیں جن میں

بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوسُ نُؤْتَى بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوهُ وَنَحْنُ لَا نَأْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَأْتُونَا بِالسِّقَاءِ يَجْعَلُونَ فِيهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ دِبَاغُهُ طَهُورُهُ

چربی اور چکنائی ڈالتے ہیں (تو کیا ہم ان کے مشکیزہ میں پڑی ہوئی چربی استعمال کر سکتے ہیں؟) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہی بات پوچھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کہ ان کی دباغت انہیں پاک کر دیتی ہے"۔

۷۰۷ ..... وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الرَّبِيعِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَعْلَةَ السَّبَإِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِينَا الْمَجُوسُ بِالْأَسْقِيَةِ فِيهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأْيٌ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ دِبَاغُهُ طَهُورُهُ

۷۰۷..... ابن وعلہ السبائی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا اور کہا کہ: ہم مغرب کے رہنے والے لوگ ہیں، مجوسی ہمارے پاس مشکیزے لاتے ہیں ان میں پانی اور چکنائی وغیرہ ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم اس پانی یا چکنائی کو پی سکتے ہو۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا یہ آپ اپنی رائے بتلا رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ: ان کی دباغت ان کی طہارت بن جاتی ہے"۔ (یعنی جب ان مجوسی لوگوں کے ذبیحہ کی کھال کو دباغت دی جاتی ہے تو وہ کھالیں پاک ہو جاتی ہیں اور ان سے بنے ہوئے مشکیزوں میں بھرا ہوا پانی وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے)۔

باب-۱۴۱

باب التيمم
تیمم کا بیان

۷۰۸ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى إِلَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ

۷۰۸..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں نکلے، جب ہم "بیداء" یا ذات الجیش"[1] کے مقام پر پہنچے تو میرا ایک گلے کا ہار ٹوٹ (کر کہیں گر) گیا۔

رسول اللہ ﷺ اسے تلاش کرنے کے لئے وہیں رک گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ شرکاء سفر نے بھی پڑاؤ ڈال لیا وہاں پانی بھی نہیں تھا اور قافلہ والوں کے پاس بھی پانی نہیں تھا۔

لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ دیکھتے نہیں کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی قیام پر مجبور کر دیا ہے اور لوگ بھی ان ﷺ کے ساتھ ساتھ قیام پر مجبور ہو گئے اور نہ تو یہ لوگ پانی کے مقام پر ہیں اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے چنانچہ حضرت

---

[1] بیداء اور ذات الجیش مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان دو بستیاں ہیں۔

فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پاس آئے آپ علیہ السلام میری ران پر سر رکھے محوخواب تھے۔
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: تو نے رسول اللہ ﷺ اور سارے لوگوں کو روک رکھا ہے، اور نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ ان لوگوں کے پاس پانی موجود ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے عتاب کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا کہہ ڈالا اور میری کوکھ میں اپنے ہاتھ سے ٹھونگیں مارنے لگے۔ اور مجھے ہلنے جلنے اور حرکت سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھے ہوئے تھے (لہٰذا صرف اس بناء پر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹھونگ مارنے کے باوجود ہلی نہیں تاکہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل نہ پڑے)۔
چنانچہ آپ ﷺ صبح تک سوتے رہے اور پانی تھا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی ❶ کہ تم تیمم کرو۔
حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نقباء ❷ میں سے تھے فرمایا کہ اے ابو بکر کی اولاد! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں ❸ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے پایا۔

۷۰۹..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ

۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک ہار مستعار لیا تھا وہ گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے چند کو بھیجا (تلاش کے دوران) نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ جب وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ سے اس کی

---

❶ اس سے مراد سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۶ رکوع نمبر ۲ کی آیت ہے: **فلم تجدوا ماءً فتيمموا صعيداً طيباً فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه** ۔الآیۃ

❷ نقباء نقیب کی جمع ہے۔ حضور علیہ السلام نے عقبہ کی رات میں کچھ لوگوں کو قوم کی نگہبانی اور نگرانی کے لئے مقرر کیا تھا ان کو نقیب کہتے ہیں یہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی اس سے قبل بھی اللہ نے تمہاری برکت کی وجہ سے ہم پر رحم فرمایا ہے۔

❸ اس سے قبل بھی اللہ تعالیٰ تمہاری برکت سے عام مسلمانوں کے حق میں رحم فرما چکے ہیں۔

فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً

شکایت کی (کہ ہمیں بغیر وضو کے نماز پڑھنی پڑھی کیونکہ پانی نہیں تھا) چنانچہ اسی وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ خدا کی قسم آپ پر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کے لئے گلو خلاصی کی صورت نکال دی۔ اور تمام مسلمانوں کے لئے اس میں برکت رکھ دی۔ ❶

۷۶۰ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ (فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا) فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ

۷۶۰ ...... شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) کہا: اے ابو عبدالرحمان! آپ کی کیا رائے ہے اس بارے میں کہ ایک شخص جنابت کی حالت میں ہو اور اسے مہینہ بھر تک پانی نہ ملے تو اس کی نماز کے لئے کیا حکم ہے؟ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تیمم نہیں کرے اگرچہ مہینہ بھر تک پانی نہ ملے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ: پھر سورۃ المائدہ کی آیت: اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو" کا کیا مقصد ہے؟ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

❶ تیمم کے لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں۔ قرآن کریم کی آیت " فتیمموا صعیدا طیبا " کا مقصد یہ ہے کہ پھر تم پاک مٹی کا قصد کرو۔ یعنی اس سے پاکی حاصل کرنے کا قصد کرو۔ تیمم کے ذریعہ حدثِ اصغر (بے وضو ہونا) اور حدثِ اکبر (جنبی ہونا) دونوں سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دو بار زمین پر ہاتھ مارا جائے۔ ایک مرتبہ مار کر چہرہ پر پھیرا جائے اور دوسری مرتبہ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرا جائے۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ علامہ عینیؒ نے پانچ مذاہب نقل کئے ہیں:

۱) امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ تیمم کے لئے دو ضربیں ہوں گی یعنی دو مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مارنا ضروری ہے۔ ایک ضرب چہرہ اور دوسری ہاتھوں کے لئے۔

۲) امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاقؒ، اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک ایک ضرب کافی ہے۔ چہرہ اور ہاتھوں کو ایک ہی ضرب سے مسح کیا جائے گا۔

۳) حضرت حسن بصریؒ اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک دو ضربیں ہوں گی مگر اس طرح کہ ہر ضرب چہرہ اور ہاتھوں دونوں کے لئے ہوگی۔

۴) محمد بن سیرینؒ کا مسلک یہ ہے کہ تین ضربیں ہوں گی۔ ایک چہرہ کے لئے دوسری ہاتھوں کے لئے اور تیسری دونوں کے لئے۔

۵) ابن بزیزہ کا مسلک یہ ہے کہ چار ضربیں ہوں گی دو چہرہ اور دو ہاتھوں کے لئے۔

پھر ہاتھوں کو کہاں تک مسح کیا جائے گا اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور جمہور کے نزدیک کہنیوں تک دھونا واجب ہے۔

حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاکی کے لئے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے۔ جنابت سے پاکی کے لئے بھی اسی طریقہ سے تیمم کیا جائے گا جس طرح وضو کے لئے کیا جاتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عمرؓ کے واقعہ سے بھی یہی بات پتہ چلتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے زمین پر لوٹ پوٹ ہو جانے کے بجائے فرمایا کہ تجھے عام طریقہ سے تیمم کرنا کافی تھا۔

فِي هٰذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو اس آیت کی بناء پر اجازت دے دی جائے تیمم کی تو بہت ممکن ہے کہ (لوگ اس سہولت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے تیمم کریں کہ) جب انہیں پانی سے سردی لگے تو (نہانے کے بجائے) پاک مٹی سے تیمم کر لیں (اور غسل جنابت سے سستی کریں)۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کیا آپ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ بات نہیں سنی کہ انہوں نے فرمایا:

"مجھے حضور اکرم ﷺ نے کسی ضرورت کے لئے بھیجا، راہ میں مجھے جنابت ہوگئی اور پانی مجھے ملا نہیں تو میں (تیمم کی غرض سے) مٹی میں لتھڑنے لگا جس طرح چوپائے مٹی میں لوٹ لگاتے ہیں پھر میں حضور علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے ایک مرتبہ، پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر پھیرا اور ہتھیلیوں کی پشت پر پھیرا اور چہرہ پر پھیرا۔ تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر قناعت نہیں کی۔

٧١١ وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

٧١١۔ اعمش شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت حسب سابق منقول ہے باقی اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پھر ان کو جھٹک دیا اور چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا۔

٧١٢ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارٌ أَمَا

٧١٢۔ حضرت عبدالرحمان بن ابزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ: مجھے جنابت لاحق ہوگئی اور پانی نہیں ملا (کیا کروں؟) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نماز مت پڑھو۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ کو

تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللَّهَ يَا عَمَّارُ قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ حَدِيثِ ذَرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ

یاد نہیں کہ میں اور آپ ایک لشکر میں تھے اور ہم دونوں کو جنابت لاحق ہو گئی تھی اور ہمیں پانی نہیں ملا تھا تو آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی (جنابت کی وجہ سے) اور میں نے مٹی میں لوٹ لگائی اور نماز پڑھ لی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ: تمہیں صرف یہی کافی تھا کہ زمین پر دونوں ہاتھ مارتے پھر ان پر پھونک مار (کر مٹی اڑا دیتے) پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لیتے اور دونوں ہتھیلیوں پر (کہنیوں تک) پھیر لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عمار! اللہ سے ڈرو۔ (یعنی حدیث کا معاملہ ہے ذرا خوف خدا کرو کہیں غلط نہ بیان کردو)۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر آپ چاہتے ہیں تو میں یہ حدیث آئندہ نہیں بیان کروں گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر فرمایا کہ: تمہاری روایت کی ذمہ داری تمہارے اوپر ہی ہے۔

۷۱۳..... وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ

۷۱۳..... حضرت عبدالرحمان بن ابزیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں جنبی ہو گیا ہوں مجھے پانی نہیں ملا۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا اس اضافہ کے ساتھ کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! اگر آپ اس حق کی بناء پر جو اللہ نے آپ کا مجھ پر رکھا ہے (کہ میں آپ کی رعایا میں شامل ہوں اور آپ میرے امیر ہیں) یہ چاہتے ہیں (کہ میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کردوں) تو میں یہ حدیث کسی سے بیان نہ کروں گا۔ ❶

۷۱٤..... قَالَ مُسْلِم وَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ

۷۱٤..... حضرت عمیرؒ جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے کہتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمان بن یسار جو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے دونوں ابو الجہم بن الحارث بن الصمہ الانصاری کے پاس داخل ہوئے۔

ابو الجہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بیر جمل کی جانب سے تشریف لائے تو آپ ﷺ کو ایک شخص ملا اس نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں

❶ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی رائے جنابت سے پاکی کے لئے تیمم کرنے کے بارے میں یہی تھی کہ بجائے تیمم کے جب تک پانی نہ ملے تو نماز ترک کردے جیسا کہ انہوں نے خود ایک سفر میں اس پر عمل کیا تھا۔

ﷺ من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد رسول الله ﷺ عليه حتى أقبل على الجدار فمسح وجهه ويديه ثم رد عليه السلام

دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک دیوار پر آئے، اور چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا (تیمم کیا) اور پھر سلام کا جواب دیا۔ ❶

۷۱۵ ــــ حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير قال حدثنا أبي قال حدثنا سفيان عن الضحاك بن عثمان عن نافع عن ابن عمر أن رجلا مر ورسول الله ﷺ يبول فسلم فلم يرد عليه

۷۱۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضاء حاجت پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص وہاں سے گذرا، اس نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ ❷

باب-۱۴۲ الدليل ان المسلم لا ينجس

مسلمان کے نجس نہ ہونے کا بیان

۷۱۶ حدثني زهير بن حرب قال حدثنا يحيى يعني ابن سعيد قال حميد حدثنا ح و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة واللفظ له قال حدثنا إسمعيل ابن علية عن حميد الطويل قال حدثنا بكر بن عبد الله عن أبي رافع عن أبي هريرة أنه لقيه النبي ﷺ في طريق من طرق المدينة وهو جنب فانسل فذهب فاغتسل فتفقده النبي ﷺ فلما جاءه قال أين كنت يا أبا هريرة قال يا رسول الله لقيتني وأنا جنب فكرهت أن أجالسك حتى أغتسل فقال رسول الله ﷺ سبحان الله إن المؤمن لا ينجس

۷۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے راستوں میں سے ایک راستہ پر نبی اکرم ﷺ سے ملے۔ وہ جنابت کی حالت میں تھے تو وہاں کھسک کر چلے گئے اور غسل کیا۔ نبی ﷺ نے انہیں تلاش کیا۔ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوہریرہ! کہاں رہ گئے تھے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ جب مجھے ملے تو میں جنبی تھا۔ مجھے کراہت ہوئی کہ غسل کئے بغیر آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! مومن تو کبھی نجس و ناپاک نہیں ہوتا (یعنی باطنی طور پر تو پاک رہتا ہے۔ ہاں ظاہری طور پر جنابت وغیرہ کی وجہ سے ناپاکی ہوتی ہے لیکن حقیقی ناپاکی و نجاست مومن میں نہیں ہو سکتی کیونکہ حقیقی نجاست تو کفر و شرک کی نجاست ہے)۔

۷۱۷ و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا وكيع عن مسعر عن واصل عن أبي وائل عن حذيفة أن رسول الله ﷺ لقيه وهو جنب فحاد عنه فاغتسل ثم جاء فقال كنت جنبا قال إن المسلم لا ينجس

۷۱۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابت کی حالت میں ان کا رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہوا تو وہ وہاں سے دور ہو گئے اور غسل کر کے پھر آگئے اور حضور ﷺ سے فرمایا کہ میں جنبی تھا (اس لئے اس وقت نہ آیا) حضور ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کسی حال میں بھی ناپاک نہیں ہوتا"۔

---

❶ شاید اس بناء پر کہ باوضو ہو کر سلام کا جواب دیں۔ وہاں پانی تو ملا نہیں تو آپ ﷺ نے سوچا ہو کہ کسی درجہ میں ہی پاکی حاصل ہو جائے لہٰذا تیمم کر کے سلام کا جواب دیا۔

❷ بول و براز کے وقت سلام نہ کرنا چاہئے اور نہ ہی جواب دینا جائز ہے۔ بول و براز اور قضائے حاجت کے دوران ذکر تسبیح و تہلیل یا الحمد للہ وغیرہ کہنا، اذان یا چھینک کا جواب دینا بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح باتیں کرنا بھی بلا ضرورت مکروہ ہے۔

باب-۱۴۳ ذكر الله تعالى في حال الجنابة و غيرها

جنابت وناپاکی کی حالت میں ذکر اللہ کا بیان

۷۱۸ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ

۷۱۸ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔ ❶

باب-۱۴۴ جواز اكل المحدث الطعام

بے وضو کھانا جائز ہے

۷۱۹ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَذَكَرُوا لَهُ الْوُضُوءَ فَقَالَ أُرِيدُ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَتَوَضَّأَ

۷۱۹ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء سے تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو وضو یاد دلایا (کہ آپ ﷺ کا وضو نہیں ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نماز کا ارادہ کر رہا ہوں جو وضو کروں؟

۷۲۰ ... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ لِمَ أَأُصَلِّي فَأَتَوَضَّأَ

۷۲۰ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ پاخانہ سے باہر آئے تو آپ کے سامنے کھانا لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ کیا آپ وضو نہیں کر رہے؟ فرمایا کیوں! کیا میں نماز پڑھ رہا ہوں جو وضو کروں؟

۷۲۱ ... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ مَوْلَى آلِ السَّائِبِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قُدِّمَ لَهُ طَعَامٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا

۷۲۱ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پاخانہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو آپ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ وضو نہیں کر رہے؟ فرمایا کہ کیوں! کیا نماز پڑھنی ہے؟۔

---

❶ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنابت کی حالت میں بھی اللہ کا ذکر وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شارح مسلم علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ جنابت اور حیض ونفاس کی حالت میں مرد وعورت دونوں کے لئے ذکر، تسبیح، تہلیل وغیرہ کے جواز پر اجماع ہے۔ البتہ تلاوت قرآن کریم ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء ومحدثین کے نزدیک ناجائز ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جنبی شخص چند آیات پڑھ سکتا ہے۔

تــــوضأ قال لِمَ ألِلصلاة

۷۲۲ وحدثني محمد بن عمرو بن عباد بن جبلة قال حدثنا أبو عاصم عن ابن جريج قال حدثنا سعيد بن حويرث أنه سمع ابن عباس يقولا إن النبي ﷺ قضى حاجته من الخلاء فقرب إليه طعام فأكل ولم يمس ماء

۷۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء سے قضاء حاجت سے فارغ ہوکر تشریف لائے۔ کھانا آپ ﷺ کے قریب کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پانی کو ہاتھ لگائے بغیر کھانا کھایا۔

قال وزادني عمرو بن دينار عن سعيد بن الحويرث أن النبي ﷺ قيل له إنك لم توضأ قال ما أردت صلاة فأتوضأ وزعم عمرو أنه سمع من سعيد بن الحويرث

عمرو بن دینار نے سعید بن الحویرث کے حوالہ سے یوں بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے وضو نہیں کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا ہے کہ وضو کروں۔

باب-۱۳۵ ما ذا يقول اذا اراد دخول الخلاء

بیت الخلاء میں جانے کی دعا

۷۲۳ حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا حماد بن زيد وقال يحيى أيضا أخبرنا هشيم كلاهما عن عبد العزيز بن صهيب عن أنس في حديث حماد كان رسول الله ﷺ إذا دخل الخلاء وفي حديث هشيم أن رسول الله ﷺ كان إذا دخل الكنيف قال اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث

۷۲۳ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے: اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں نجاستوں اور ناپاک چیزوں سے (شیاطین وجنابت وغیرہ سے)۔

۷۲٤ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب قالا حدثنا إسمعيل وهو ابن علية عن عبد العزيز بهذا الإسناد وقال أعوذ بالله من الخبث والخبائث

۷۲۴ اسماعیل بن علیہ عبدالعزیز سے اسی سند کے ساتھ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث منقول ہیں۔

باب-۱۳۶ الدليل على ان نوم الجالس لا ينقض الوضوء

بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

۷۲۵ حدثني زهير بن حرب قال حدثنا إسمعيل ابن علية ح و حدثنا شيبان بن فروخ قال حدثنا عبد الوارث كلاهما عن عبد العزيز عن أنس قال

۷۲۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار نماز کھڑی ہوگئی (نماز کیلئے لوگ کھڑے ہوگئے) اور حضور علیہ السلام کسی شخص سے سرگوشی میں مصروف تھے۔ اور آپ ﷺ مسلسل اس سے

أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَنَبِيُّ اللهِ ﷺ يُنَاجِي الرَّجُلَ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ

سرگوشی کرتے رہے (یہاں تک کہ اتنی دیر ہوگئی) کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بیٹھے بیٹھے) سوگئے' پھر آپ بعد ازاں تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ (معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیٹھ کر سونا انکے وضو کیلئے ناقص نہیں ہوا)۔

۷۲۶ ...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِهِمْ

۷۲۶ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نماز تیار تھی اور رسول ﷺ برابر ایک شخص سے سرگوشی فرماتے رہے حتی کہ صحابہ سوگئے پھر آپ ﷺ نے آکر انہیں نماز پڑھائی۔

۷۲۷ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ إِي وَاللهِ

۷۲۷ ... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سو جاتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

شعبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! خدا کی قسم۔

۷۲۸ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ لِي حَاجَةٌ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلَّوْا

۷۲۸ ... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار عشاء کی نماز کیلئے جماعت کھڑی ہوگئی تو ایک شخص نے کہا کہ میری ایک ضرورت ہے۔ نبی ﷺ اٹھ کر اس سے سرگوشیاں کرنے لگے (اور اتنی دیر ہوگئی) کہ اکثر یا بعض افراد قوم کے سوگئے تھے اور پھر انہوں نے نماز پڑھی۔

(اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ پیچھے کوئی ٹیک یا سہارا نہ ہو)۔ ❶

❶ مطلقاً نوم یعنی سونا نقض وضو نہیں بلکہ ٹیک لگا کر سونا نقض وضو ہے۔ کیونکہ نیند کے ناقص وضو ہونے کی وجہ "استرخاء مفاصل" ہے یعنی جسم کے اندرونی اعضاء اور جوڑوں کا ڈھیلا ہو جانا ہے جسکی وجہ سے خروج ریح کا امکان غالباً ہو جاتا ہے اگرچہ اسکا بھی امکان ہے کہ سونے کی حالت میں استرخاء مفاصل کے باوجود خروج ریح نہ ہوا ہو لیکن علماء نے مطلقاً استرخاء کے سبب کو جو نیند ہے ناقض قرار دے دیا۔ لیکن استرخاء صرف اس نیند میں ہوتا ہے جو ٹیک لگا کر یا لیٹ کر ہو۔ البتہ اگر بیٹھے بیٹھے بغیر کسی چیز کا سہارا لگائے سو جائے تو وہ نوم ناقض وضو نہیں۔ واللہ اعلم

كتاب الصلوٰة

کتاب الصــــلوٰۃ❶

باب ـ ۱۴۷　　باب بدء الاذان

آذان کا آغاز کب ہوا

۷۲۹...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ

۷۲۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ مسلمان جب مدینہ منورہ آئے تو نماز کے مقررہ اوقات پر جمع ہو جاتے نماز کے لئے اور کوئی انہیں (اس مقصد کے لئے) بلاتا نہیں تھا۔
ایک روز انہوں نے اس سلسلہ میں گفتگو کی (کہ سب کو جمع کرنے کا کوئی اجتماعی طریقہ ہونا چاہئے) چنانچہ بعض لوگوں نے کہا کہ عیسائیوں کی طرح کا کوئی ناقوس (گھنٹا) لے لو (اسے بجائیں گے تو سب لوگ جمع ہو جائیں گے) بعض نے کہا کہ نرسنگا لے لو یہودیوں کی طرح (اسے بجا کر سب کو جمع کر لیا جائے) حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم اس مقصد کے لئے کسی شخص کو مبعوث (مقرر) کر دو کہ نماز کے لئے بلایا کرے اور آواز لگائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! تم کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے لئے آواز لگاؤ"۔❷

---

❶ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں۔ چونکہ نماز میں دعا ہوتی ہے اس لئے تغلیباً پوری نماز کو صلوٰۃ کے لفظ سے تعبیر کر دیا۔ ایمان اور اقرار توحید کے بعد اسلامی اعمال و عبادات میں سب سے اہم اور مقدم عبادت نماز ہے۔ اور نماز کی صحت و ادائیگی مشروط ہے طہارت سے۔ اس لئے امام مسلمؒ نے اولاً طہارت و پاکی کے مسائل کو بیان فرمایا۔ اور ان مسائل طہارت کو بیان کرنے کے بعد اب مسائل صلوٰۃ کا آغاز کر رہے ہیں۔
اس بات پر تمام اہل سیر و مورخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ نماز کی فرضیت "لیلۃ الاسراء" یعنی معراج کی شب میں ہوئی۔ البتہ لیلۃ الاسراء کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے وہ کب ہوئی ۵ نبوی سے ۱۰ نبوی تک کے اقوال ہیں۔ جمہور نے ۵ نبوی کو ترجیح دی ہے۔
اس بات میں بھی علماء کا اختلاف ہوا کہ فرضیت نماز سے قبل بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ اکثر علماء کا خیال ہے کہ لیلۃ الاسراء سے قبل کوئی نماز فرض نہ تھی۔ لیکن امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز اس سے قبل فرض ہو چکی تھی۔ جس کی دلیل سورۃ مزمل کی ابتدائی آیات ہیں کہ یہ سورت مکہ مکرمہ کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔
البتہ بعض علماء کا خیال ہے کہ صلوٰۃ تہجد صرف رسول اللہ ﷺ پر فرض تھی عام مسلمانوں پر نہیں۔

❷ اذان کے لغوی معنی اعلان کرنے کے ہیں۔ اور یہ لفظ قرآن کریم میں کئی مقامات پر انہی معنوں میں آیا ہے۔ واذان من اللہ و رسولہ سورۃ توبہ میں اور فاذن موذن بینھم سورۃ اعراف میں اسی معنی میں مستعمل ہے۔
تمام ائمہ و محدثین اس پر متفق ہیں کہ اذان کی مشروعیت مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ حافظ ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ ۱ھ میں شروع ہوئی جب کہ علامہ عینی شارح بخاری نے ۲ھ کو ترجیح دی ہے۔
اذان کی ابتداء اور مشروعیت حضرت عبداللہ بن زید کے خواب کے ذریعہ ہوئی۔ ان روایات کو امام مسلمؒ نے ذکر نہیں کیا۔ (جاری ہے)

هٰذَا يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ

باب-۱۴۸ الامر بشفع الأذان و ایتار الاقامة الا کلمة الاقامة فانها مثناة

اذان میں ہر کلمہ کو دو مرتبہ اور اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے سوا ایک مرتبہ کہنے کا بیان

۷۳۰ - حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ زَادَ

۷۳۰ - حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں جب کہ اقامت کے کلمات ایک بار کہیں۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ "سوائے اقامت کے" (یعنی اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے الفاظ دوبار ہی کہیں گے)۔ ❶

(گذشتہ سے پیوستہ) البتہ دوسری کتب صحاح میں یہ روایات مذکور ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس سلسلہ میں فکر لاحق تھی کہ کوئی ایسا اجتماعی طریقہ اختیار کیا جائے۔ نماز کے اجتماع کے لئے کہ اس طریقہ کے ذریعہ سب لوگ نماز کے مقررہ وقت پر جمع ہو جائیں۔ اب وہ کیا طریقہ ہو؟ اس کے بارے میں مختلف آراء سامنے آئیں۔ کسی نے عیسائیوں کے چرچ اور گرجوں میں اوقات عبادت میں بجنے والے ناقوس کو بجانے کی رائے دی۔ کسی نے یہودیوں کی طرح نرسنگا بجانے کی رائے پیش کی تو کسی نے نئے اوقات مقررہ پر آگ روشن کرنے کی تجویز دی۔ بہر کیف! کوئی بات طے ہوئے بغیر مجلس شوریٰ برخاست ہو گئی اور تمام صحابہ کرامؓ اپنے گھروں کو یہ فکر لئے ہوئے واپس ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ نے رات میں خواب دیکھا کہ دو افراد (جو فی الواقع فرشتے تھے) ہاتھوں میں ناقوس لئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ان سے کہا کہ یہ ناقوس مجھے دے دو تو ان فرشتوں نے پوچھا کہ تم کیا کرو گے؟ تو عبداللہؓ نے جواب دیا کہ اسے بجا کر نماز کے لئے سب مسلمانوں کو جمع کریں گے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا ہم تمہیں اس سے زیادہ اچھے کلمات نہ سکھا دیں؟ انہوں نے کہا ضرور! چنانچہ پھر فرشتوں میں سے ایک نے اذان کے کلمات کہے اور دوسرے نے اقامت کے اور عبداللہؓ نے سن کے اور ان کے ذہن میں تمام کلمات نقش ہو گئے۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا خواب عرض کیا۔ حضور ﷺ کو لیلۃ الاسراء میں اذان کے کلمات پہلے ہی بتا دیئے گئے تھے لہٰذا آپ نے تصدیق فرما کر حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا کہ وہ بلند اور اچھی آواز والے تھے۔ اسی دوران حضرت عمرؓ بھی اپنا ازار سنبھالتے ہوئے آئے کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے۔ اور انہوں نے بھی ویسا ہی خواب بیان کیا۔ چنانچہ اس روز سے ہر نماز کے وقت اذان متعین ہو گئی اور ایک الگ اور ممتاز شعار مسلمانوں کو عطا کیا گیا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اذان کے کلمات کتنے ہیں؟ اس بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ اگرچہ اس پر تو تمام ائمہ متفق ہیں کہ اذان کے کلمات شفع یعنی دو دو مرتبہ ہیں۔ سوائے تکبیر کے کہ وہ ابتداء میں چار بار ہے اگرچہ امام مالکؒ کے نزدیک تکبیر بھی دوبار ہے ابتداء میں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اذان میں ۱۹ کلمات ہیں ۴ بار تکبیر ۴ بار اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ترجیع کے ساتھ ۴ بار اشہد ان محمد ارسول اللہ ترجیع کے ساتھ ۲ بار حی علی الصلوٰۃ ۲ بار حی علی الفلاح ۲ بار اللہ اکبر ایک بار لا الٰہ الا اللہ۔ ترجیع کا معنی ہیں شہادتین کے کلمات کو پہلی دو مرتبہ میں پست آواز سے کہنے کے بعد دوسری دوبار میں بلند آواز سے کہنا۔

امام مالکؒ کے نزدیک ترجیع کے ساتھ اذان میں سترہ کلمات ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ابتدائی تکبیر دوبار ہے۔ جب کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اذان کے کلمات بغیر ترجیع کے ۱۵ ہیں۔ البتہ ترجیع کا اختلاف محض افضلیت پر مبنی ہے۔ احناف کے نزدیک بھی ترجیع جائز ہے مگر راجح نہیں۔

امام شافعیؒ ترجیع کی دلیل حضرت ابو محذورہؓ کی روایت سے لیتے ہیں۔ جس میں ترجیع ہے۔ جب کہ حضرات احناف اور حنابلہ کی دلیل حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی روایت ہے کہ انہیں خواب میں جو اذان سکھائی گئی اس میں ترجیع نہیں تھی۔ اسی طرح حضرت بلالؓ آخر وقت تک بلا ترجیع اذان دیتے رہے۔ نیز یہ بات پہلے آچکی ہے کہ یہ اختلاف محض افضل وغیر افضل ہونے کا ہے ورنہ بلا ترجیع اور مع (جاری ہے)

يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ

۷۳۱ وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرُوا أَنْ يُعْلِمُوا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ فَذَكَرُوا أَنْ يُنَوِّرُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

۷۳۱ ... حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں مذاکرہ ہوا اس بات پر کہ اوقات نماز کے لئے کسی ایسی چیز کا تعین ہونا چاہئے جسے سب جان لیں۔ بعض نے کہا کہ آگ روشن کرلیں یا ناقوس بجایا کریں۔ آخر حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ کو اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات طاق عدد یعنی ایک بار کہنے کا حکم دیا گیا۔

۷۳۲...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ذَكَرُوا أَنْ يُعْلِمُوا بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَنْ يُورُوا نَارًا

۷۳۲... حضرت خالد حذاء رحمہ اللہ کی اسناد سے یہ حدیث اس طرح مروی ہے کہ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو انہوں نے نماز کے وقت کی اطلاع دیئے جانے کے بارے میں مشورہ کیا بقیہ حدیث سابقہ روایت ہی کی طرح ہے۔

۷۳۳...... حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

۷۳۳... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک بار کہنے کا حکم ہوا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)... ترجیع دونوں طرح نہ صرف جائز ہے بلکہ عبث بھی ہے اور اذان کے تمام کلمات منزل من اللہ ہیں اور دونوں میں سے جسے چاہے اختیار کیا جا سکتا ہے کما قالہ العلامہ شاہ ولی اللہ"۔ واللہ اعلم

اسی طرح اس حدیث میں فرمایا کہ اقامت میں وتر یعنی طاق عدد کا لحاظ رکھتے ہوئے تمام کلمات کو ایک بار کہا جائے گا"۔ چنانچہ اسی روایت کی بناء پر ائمہ ثلاثہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنے کے قائل ہیں۔ البتہ قد قامت الصلوٰۃ کے الفاظ کو دو مرتبہ کہنے کے قائل ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ان کا استثنا کیا گیا ہے۔

جب کہ حضرات حنفیہؒ کے نزدیک اقامت کے کلمات سترہ ہیں اور تمام کلمات مکرر یعنی دو دو بار کہے جائیں گے۔ جس کی دلیل ترمذی میں حضرت عبداللہ بن زید کی روایت ہے جس میں اذان واقامت دونوں کے شفع یعنی دو بار کہنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح طحاوی اور مصنف ابن ابی شیبہ کی بھی صریح روایات احناف کی دلیل ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت سویدؓ بن غفلہ، حضرت ابو محذورہؓ کی روایت طحاوی اور حضرت ابو جحیفہؓ کی روایت دار قطنی بھی احناف کے دلائل میں شامل ہیں۔ علامہ عثمانیؒ شارح مسلم صاحب فتح الملہم نے لکھا ہے کہ اقامت میں تشفیع یعنی دو دو بار کہنا اور ایتار یعنی ایک ایک بار کہنا دونوں جائز ہیں۔ انہوں نے شرح النقایہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شارح نقایہ نے فرمایا کہ اقامت میں ایتار کا بیان آنحضرت ﷺ کی طرف سے درحقیقت بعض احوال میں اختصار اقامت کے بیان جواز کے لئے تھا کوئی دائمی سنت و معمول نہیں تھا۔ لہٰذا احنافؒ نے تشفیع کو ترجیح دی جب کہ ائمہ ثلاثہؒ نے ایتار کو۔ اور فی الواقع دونوں جائز ہیں۔ واللہ اعلم اعمی۔ زکریا عفی عنہ

باب-۱۴۹ صفــــــة الاذان

اذان کا طریقہ

۷۳۴...... حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ وَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ عَلَّمَهُ هٰذَا الْأَذَانَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ زَادَ إِسْحٰقُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

۷۳۴...... حضرت ابو محذورہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں یہ اذان سکھلائی:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پھر انہی کلمات شہادتین کو دوبارہ لوٹایا اور کہا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوبار.. اور

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دوبار

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دوبار

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دوبار

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

باب-۱۵۰ استحباب اتخاذ الموذنین للمسجد الواحد

ایک مسجد کے لئے دو موذنین کا انتخاب مستحب ہے

۷۳۵...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى

۷۳۵...... حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو موذن تھے۔ ایک حضرت بلالؓ دوسرے حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم جو نابینا تھے۔

۷۳۶...... وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ

۷۳۶...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسب سابق روایت (کہ حضرت بلال و حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے موذن تھے) منقول ہے۔

باب-۱۵۱ جواز اذان الاعمی اذا کان معه بصیر

نابینا اذان دے سکتا ہے جب کہ اس کے ساتھ کوئی بینا ہو

۷۳۷...... حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ

۷۳۷...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم

الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمَى

رسول اللہ ﷺ (کی مسجد) کے لئے اذان دیتے تھے حالانکہ وہ نابینا تھے (مگر چونکہ حضرت بلالؓ صاحب بصارت تھے اور دوسرے مؤذن تھے اس لئے ابن ام مکتوم کی اذان سے کوئی حرج نہ تھا)۔

۷۲۸...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۷۳۸...... ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (حضرت عبداللہ بن ام مکتوم، رسول اللہ ﷺ کیلئے اذان دیتے تھے) منقول ہے۔

باب-۱۵۲ الامساكُ عن الاغارة على قوم فى دار الكفر اذا سمع فيهم الاذان

کافر ملک میں اذان کی آواز سنائی دینے پر ان لوگوں پر حملہ کرنا جائز نہیں ●

۷۲۹...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ رَاعِي مِعْزًى

۷۳۹...... حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طلوع فجر کے وقت کسی قوم پر حملہ کرتے تھے اور آپ ﷺ اذان کی طرف کان لگائے رہتے تھے، اگر اذان کی آواز سن لیتے تو حملہ سے رُک جاتے ورنہ حملہ کر دیتے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کی آواز سنی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صاحب فطرت (مسلمان) ہے۔ پھر اس نے اشهد ان لاإله الاالله، أشهد ان لاإله الاالله کہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو جہنم کی آگ سے خلاصی پا گیا"۔ جب اس شخص کو دیکھا گیا تو وہ بکریوں کا چرواہا نکلا۔

باب-۱۵۳ استحباب القول مثل قول الموءذن لمن سمعه ثم يصلى على النبي ﷺ ثم يسأل الله له الوسيلة

اذان کا جواب دینا اور آخر میں حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا مستحب ہے

۷۴۰...... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

۷۴۰...... حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جیسے مؤذن کہتا ہے"۔

● مقصد یہ ہے کہ اگر کسی دارالکفر میں اذان کی آواز سنائی دے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہاں کے لوگوں میں مسلمان بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ان مسلمانوں کی وجہ سے اب اس دارالکفر پر غارت گری اور حملہ نہیں کیا جائے گا الا قلیلا۔
غالباً آپ علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت اذان کی طرف خصوصیت سے اس لئے متوجہ ہوتے تھے کہ اس وقت میں مکمل خاموشی ہوتی ہے اور دور دراز بھی کہیں اذان ہو رہی ہو تو آواز سنائی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی یقیناً بہت سے مصالح اور حکمتیں ہوں گی۔ واللہ اعلم

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ

۷۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ وَغَيْرِهِمَا عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ

۷۴۱..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:
"جب تم مؤذن کی اذان سنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو' اس لئے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرتے ہیں' بعد ازاں اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو' اس لئے کہ وہ جنت کا ایک مرتبہ و مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے سوائے ایک بندہ کے کسی کے لئے نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا' لہٰذا جس نے میرے لئے "وسیلہ" کی دعا کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی"۔ ❶

۷۴۲ - حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسَافٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مِنْ قَلْبِهِ

۷۴۲..... حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب مؤذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو تم میں سے (جو سنے) وہ بھی کہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پھر جب وہ کہے اشهد أن لا اله الا الله تو یہ بھی کہے اشهد أن لا اله الا الله' پھر جب وہ کہے اشهد أنّ محمداً رسول الله' تو یہ بھی کہے اشهد أنّ محمداً رسول الله۔ پھر جب حيّ على الصلوة کہے تو لاحول ولا قوة إلا بالله کہے۔ جب وہ حيّ على الفلاح کہے تو تب بھی لاحول ولا قوة إلا بالله کہے۔ جب وہ الله اكبر الله اكبر کہے تو یہ بھی الله اكبر کہے' جب وہ لا اله الا الله کہے اور دل سے کہے (یعنی ان تمام کلمات کو زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دل سے ان کی حقانیت کو بھی تسلیم کرے) تو جنت میں داخل ہوگا۔

❶ اذان کے جواب دینے کا کیا حکم ہے؟ جمہور علماء نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ اگرچہ بعض احنافؒ سے اذان کا جواب دینے کے بارے میں وجوب کا قول بھی ثابت ہے۔ جواب دینے والا وہی کلمات کہے گا جو مؤذن نے کہے سوائے حيّ على الصلاة اور حيّ على الفلاح کے ان کے جواب میں لاحول ولا قوة الا بالله پڑھنا چاہئے۔
اذان کے بعد دعاء اذان جس میں حضور علیہ السلام کے لئے "وسیلہ" کی دعا مانگی گئی ہے پڑھنا مسنون و مستحب اور حضور کا حق ہے۔

دَخَلَ الْجَنَّةَ

۷۴۳ ۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ الْقُرَشِيِّ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ

۷۴۳۔۔۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے مؤذن کی آذان سننے کے بعد یہ کلمات کہے: **اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبمحمد صلى الله عليه وسلم رسولاً وبالإسلام دينا**" تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ وَأَنَا

ابن رمح نے اپنی روایت کے شروع میں اشہد کے بجائے **انا اشهد** کا لفظ بھی کہا ہے باقی قتیبہ کی روایت میں مذکور ہے۔

باب-۱۵۴ فضل الاذان و هرب الشيطان عند سماعه

اذان کی فضیلت اور اس کے سننے سے شیطان کے بھاگنے کا بیان

۷۴۴ ۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمِّهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ يَدْعُوهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۷۴۴۔۔۔ طلحہ بن یحییٰ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہؓ بن ابو سفیان کے پاس بیٹھا تھا کہ مؤذن ان کے پاس آیا اور نماز کے لئے انہیں بلانے لگا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز لوگوں میں سب سے زیادہ لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے"۔

۷۴۵۔۔ وحَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۷۴۵۔۔۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سابقہ روایت (قیامت کے روز سب سے زیادہ لمبی گردن والے مؤذن ہوں گے) کی طرح یہ روایت نقل کی ہے۔

۷۴۶۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ

۷۴۶۔۔۔۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ: شیطان جب نماز کے لئے اذان سنتا ہے تو وہاں سے اتنی دور چلا جاتا ہے جتنا کہ یہاں سے روحاء"۔
سلیمان اعمشؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سفیانؒ سے روحاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: روحاء مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

الرَّوْحَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ فَقَالَ هِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَثَلَاثُونَ مِيلًا

۷۴۷۔۔۔ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

۷۴۷۔۔۔ اعمش سے اسی سند سے سابقہ روایت (شیطان جب اذان سنتا ہے تو اتنی دور چلا جاتا جتنا کہ یہاں سے روحاء مقام) منقول ہے۔

۷۴۸۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَحَالَ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهُ فَإِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ فَإِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ ذَهَبَ حَتَّى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهُ فَإِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ

۷۴۸۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شیطان جب نماز کے لئے اذان کی آواز سنتا ہے تو وہ گوز مارتا (ریح خارج کرتا) بھاگتا ہے اور اتنی دور چلا جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہیں سن سکتا۔ جب مؤذن خاموش ہو جاتا ہے تو وہ پھر لوٹ آتا ہے اور لوگوں کے قلوب میں وسوسے ڈالتا ہے۔ پھر اقامت کی آواز سنتا ہے تو اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اس کی آواز نہیں سنتا۔ جب مکبر اقامت کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے تو لوٹ آتا ہے اور (نماز میں لوگوں کے قلوب میں) وسوسے ڈالتا ہے۔

۷۴۹۔۔۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ حُصَاصٌ

۷۴۹۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان زوردار آواز سے ریح خارج کرتا پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے"۔

۷۵۰۔۔۔ حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَى بَنِي حَارِثَةَ قَالَ وَمَعِي غُلَامٌ لَنَا أَوْ صَاحِبٌ لَنَا فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِنْ حَائِطٍ بِاسْمِهِ قَالَ وَأَشْرَفَ الَّذِي مَعِي عَلَى الْحَائِطِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي فَقَالَ لَوْ شَعَرْتُ أَنَّكَ تَلْقَى هَذَا لَمْ أُرْسِلْكَ وَلَكِنْ إِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلَاةِ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ وَلَّى وَلَهُ حُصَاصٌ

۷۵۰۔۔۔ سہیل کہتے ہیں کہ میرے والد نے بنو حارثہ کی طرف بھیجا۔ میرے ساتھ میرا ایک لڑکا یا ایک آدمی تھا۔ سفر کے دوران کسی باغ کے احاطہ میں سے کسی نے اس کا نام لے کر پکارا، اس نے میرے ساتھ باغ میں دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے والد سے (واپسی میں) اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھے ذرا بھی یہ احساس ہوتا کہ تم اس واقعہ سے دوچار ہو گے تو تمہیں نہ بھیجتا لیکن (آئندہ) اگر ایسی آواز سنو تو اذان دینا۔ اس لئے کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو شیطان رخ پھیر کر ریح خارج کرتا بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

۷۵۱۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

۷۵۱۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر ریح خارج کرتا

هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قُضِيَ التَّأْذِينُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ لَهُ اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى

بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور ایسی جگہ چلا جاتا ہے کہ جہاں اذان کی آواز نہ سن پائے، جب اذان پوری کی جاتی ہے تو آجاتا ہے، پھر جب نماز کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ جب اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو پھر آجاتا ہے یہاں تک کہ انسان کے قلب میں خیالات و وساوس ڈالتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں چیز یاد کر ایسی چیزیں و باتیں یاد دلاتا ہے کہ نماز سے قبل انسان کو یاد نہیں آتی تھیں حتی کہ نمازی کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کتنی رکعت پڑھی ہیں۔ ❶

۷۵۲ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى

۷۵۲ ..... حضرت ابوہریرۃؓ نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث ہی روایت کرتے ہیں مگر اس فرق کے ساتھ کہ اس میں فرمایا: انسان (شیطانی وساوس سے ایسا منتشر الخیال ہو جاتا ہے کہ اس) کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کیسے اور کس طرح نماز پڑھی۔ ❷

باب-۱۵۵ استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام والركوع و فى رفع من الركوع و انه لا يفعله اذا رفع من السجود

تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کندھوں تک اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھانے کا بیان، مستحب ہونے کا بیان

۷۵۳ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ

۷۵۳ ..... حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے اپنے کندھوں تک اور رکوع سے قبل بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی ہاتھ اٹھاتے تھے البتہ دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

---

❶ انسان کو ایسی باتیں یاد دلاتا ہے کہ وہ باتیں عام حالات میں خارج نماز انسان کو یاد نہیں آتیں۔

❷ ان تمام احادیث سے یہ بات وضاحت سے ثابت ہوئی کہ شیطان اللہ کے ذکر کے آگے ٹھہر نہیں سکتا۔ جب اور جہاں اللہ کا ذکر کیا جائے گا اور اس کی اور اس کے رسول کی حمد و ثناء و توصیف ہوگی وہاں شیطان کا گذر ناممکن ہے خصوصاً اذان کے وقت۔ اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دوران نماز انسان کے قلب میں شیطان ہی وساوس و خیالات پیدا کرتا ہے تاکہ انسان یکسوئی اور توجہ و خشوع و خضوع سے نماز نہ پڑھ سکے۔ اور اس کی نماز ایک بے روح عبادت اور بے کیف بندگی بن کر رہ جائے۔ ان وساوس و خیالات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو اپنی تلاوت یا امام کی تلاوت کی طرف متوجہ رکھے۔ اور باوجود کوشش کے بھی خیالات آجائیں تو انہیں جھٹک کر پھر نماز کی طرف دھیان لگادے۔ اور اس کے علاوہ بھی خیالات کی یلغار بند نہ ہو تو ایسے غیر اختیاری خیالات پر انشاء اللہ کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

اللهﷺإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

۷۵۴ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ

۷۵۴ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کی محاذات تک اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے جب رکوع میں جانے لگتے تب بھی یہی کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو بھی اسی طرح کرتے تھے۔ البتہ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو اس وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❶

۷۵۵ ......حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ

۷۵۵ اس سند سے بھی سابقہ روایت نمبر ۷۵۴ منقول ہے باقی اس روایت میں یہ ہے کہ ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت نماز کے لئے اٹھتے تو دونوں ہاتھ شانوں تک اٹھاتے پھر تکبیر کہتے۔

---

❶ نماز کے دوران تکبیر تحریمہ کہتے وقت رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے اوپر تک اٹھانے کا مسئلہ علماء وائمہ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے۔ یہاں کئی باتیں ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھانا مستحب ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں اور سب کے نزدیک بالاتفاق تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ضروری ہے۔
جہاں تک رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا تعلق ہے تو اس میں اصل اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں رفع یدین مستحب ہے۔ امام مالکؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور اہل کوفہ کی ایک جماعت کے نزدیک رفع یدین نہ کرنا مستحب ہے۔ اور امام مالکؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ ابن رشد المالکیؒ نے "بدایۃ المجتہد" میں نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ نے اہل مدینہ کی موافقت اور اتباع میں رفع یدین نہ کرنے کو ترجیح دی تھی۔ مذکورہ بالا روایت واحادیث امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کی دلیل ہیں جب کہ احناف رحمہم اللہ کی دلیل ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں مذکورہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ فرمایا کہ: میں کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور سوائے پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ) کے ہاتھ نہ اٹھائے"۔ علاوہ ازیں حضرت علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں دوسرے کئی نقلی و عقلی دلائل عدم رفع کے ذکر کئے ہیں۔ بہر حال یہ اختلاف صرف افضلیت وغیر افضلیت کا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ واللہ اعلم
لہٰذا اس جزوی اختلاف کو باہمی آویزش اور افتراق کا ذریعہ بنانا اور باہمی طعن و تشنیع کا موضوع ٹھہرانا جیسا کہ آج کل بعض مقلدین فی الممالک کے یہاں طریقہ رائج ہے قطعاً صحیح نہیں۔ اگر کوئی رفع یدین کرتا ہے تو اسے اس کا حق ہے کرسکتا ہے۔ اس پر نکیر نہیں کرنی چاہیئے اور اگر کوئی رفع یدین نہیں کرتا تو اسے بھی شعلہ بار نظروں سے نہیں دیکھنا چاہیئے کہ فروعی اختلافات میں ہر ایک کو اپنے امام کے مسلک پر عمل کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

رَسُولُ اللهِ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ

۷۵۶...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا

۷۵۶ ...... حضرت ابو قلابہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت مالکؓ بن الحویرث کو دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے تو تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جب رکوع میں جانے لگتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

۷۵۷...... حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ

۷۵۷...... حضرت مالک بن الحویرثؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع یدین فرماتے اور ہاتھ اپنے کانوں کی محاذات تک لے جاتے اور جب رکوع فرماتے تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور اسی طرح کرتے۔ (ہاتھ کانوں تک اٹھاتے)۔

۷۵۸...... وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ رَأَى نَبِيَّ اللهِ ﷺ وَقَالَ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

۷۵۸...... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے سابقہ حدیث اسی طرح مروی ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر اٹھاتے۔

باب-۱۵۶ اثبات تكبير فى كل خفض و رفع فى الصلاة الا رفعه من الركوع فيقول سمع الله لمن حمده

دوران نماز ہر بار اٹھتے، جھکتے وقت تکبیر کہنے کا بیان

۷۵۹...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ ﷺ

۷۵۹...... حضرت ابو سلمہؓ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ نہیں نماز پڑھاتے تھے، جب بھی جھکتے یا اٹھتے تو تکبیر کہتے (ایک بار) جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: خدا کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی مشابہت رکھتا ہوں۔

۷۶۰...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ

۷۶۰...... حضرت ابو ہریرۃؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے، جب رکوع میں جاتے تو تکبیر کہتے، رکوع سے پشت اٹھاتے وقت سمع الله لمن حمده کہتے، پھر

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْمَثْنَى بَعْدَ الْجُلُوسِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

قومہ کی حالت میں رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے پھر سجدہ کیلئے جھکتے تو تکبیر کہتے، سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے، دوسرا سجدہ کرتے وقت پھر تکبیر کہتے اور سر اٹھاتے وقت پھر تکبیر کہتے، اور ساری نماز میں اسی طرح کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نماز پوری کر لیتے اور قعدہ اولیٰ کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے بھی تکبیر کہتے' پھر ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: میں (میری نماز) تم سب کی بہ نسبت زیادہ مشابہ ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز سے۔

۷۶۱ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي أَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۷۶۱ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ آگے سابقہ حدیث (آپ ﷺ نماز کے شروع میں، رکوع میں جاتے ہوئے، سجدہ کے لئے جھکتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہا کرتے تھے) کی طرح ہی ذکر کی البتہ اس میں ابوہریرہؓ کے آخری قول (میری نماز آپ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہے) کا ذکر نہیں ہے۔

۷۶۲ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ حِينَ يَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِينَةِ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَفِي حَدِيثِهِ فَإِذَا قَضَاهَا وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۷۶۲ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کو جب مروان (بن عبدالملک اموی خلیفہ) نے مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کیا تو اس وقت حضرت ابوہریرہؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔
آگے پوری حدیث سابقہ حدیث کی طرح ہی ذکر کی۔ لیکن اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب انہوں نے نماز پوری کر لی اور سلام پھیرا تو نمازیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے" میری نماز تم سب کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہہ ہے"۔

۷۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا رَفَعَ وَوَضَعَ فَقُلْنَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هَذَا

۷۶۳ حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نماز میں ہر بار اٹھتے اور جھکتے وقت تکبیر کہتے تھے ہم نے کہا اے ابوہریرہؓ یہ تکبیر کیا ہے؟ فرمایا کہ بیشک یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔

التَّكْبِيرُ قَالَ إِنَّهَا لَصَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

٧٦٤ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

۷۶۴..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ دورانِ نماز ہر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے اور روایت کرتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٧٦٥..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ قَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ

۷۶۵..... مطرفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اور حضرت عمرانؓ بن حصین نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی جب وہ سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے' سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی تکبیر کہتے' دو رکعت کے بعد جب اٹھتے تو تکبیر کہتے۔
جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمرانؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہم نے جو یہ نماز پڑھی ہے یہ محمد ﷺ کی نماز ہے یا فرمایا کہ اس نماز نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد دلادی ہے۔

باب-۱۵۷ وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة الخ

ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنا واجب ہے

٧٦٦ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۷۶۶..... حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی"۔

٧٦٧..... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْتَرِئْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ

۷۶۷..... حضرت عبادۃؓ بن الصامت نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"جس نے ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہیں پڑھی۔ اس کی نماز ہی نہیں ہوئی"۔

٧٦٨ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي

۷۶۸..... حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "جس نے ام القرآن نہیں پڑھی: (اس سے زائد سورت) نہیں

عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرِهِمْ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ

پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

۷۶۹ و حَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا

۷۶۹ ... حضرت معمر زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ساتھ روایت (جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز کامل نہیں ہوتی) منقول ہے لیکن اس روایت میں معمولی فرق (کچھ اور زائد پڑھے) ہے۔

۷۷۰ و حَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ ﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ قَالَ اللهُ تَعَالَى حَمِدَنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ ﴿ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴾ قَالَ اللهُ تَعَالَى أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ ﴿ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ﴾ قَالَ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا قَالَ ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ قَالَ هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ ﴿ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ قَالَ هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ

قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنِي بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي بَيْتِهِ فَسَأَلْتُهُ أَنَا عَنْهُ

۷۷۰ حضرت ابوہریرہؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز ناقص اور ادھوری ہے۔ تین بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضرت ابوہریرہؓ سے کہا گیا کہ: ہم لوگ تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو اس کی اتباع کی وجہ سے اس کے پیچھے فاتحہ کیسے پڑھ سکتے ہیں؟) ابوہریرہؓ نے فرمایا: اپنے دل میں فاتحہ پڑھو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔ اور میرا بندہ جو مانگتا اس کو دیا جاتا ہے۔ جب بندہ الحمد للہ ربّ العالمین کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ میرے بندہ نے میری تعریف کی۔ جب وہ الرّحمان الرّحیم کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میرے بندہ نے میری ثنا صفت بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے مالِكِ يَوْمِ الدِّين اللہ فرماتے ہیں: میرے بندہ نے میری بزرگی بیان کی۔ اور کبھی یوں بھی فرماتے ہیں کہ میرے بندہ نے اپنے کو میرے سپرد کر دیا۔

جب وہ کہتا ہے إِيَّاكَ نَعْبُد وَإِيَّاكَ نَسْتَعِين۔ تو اللہ فرماتے ہیں یہ آیت میرے اور بندہ کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندہ نے جو مانگا اسے دیا گیا۔ جب وہ کہتا ہے اِهدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین أنعمتَ علیهم غیرِالمَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَ لاالضَّالِّيْن۔ تو اللہ فرماتے ہیں یہ میرے بندہ کے لئے ہے اور میرے بندہ نے جو مانگا اسے دیا گیا۔

سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھ سے علاء بن عبد الرحمان بن

یعقوب نے بیان کی اس وقت جب میں ان کے گھر پر گیا تھا ان کی بیماری کے دوران۔ اور ان سے اس بارے میں سوال کیا تھا۔

۷۷۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

۷۷۱..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ روایت نمبر ۷۷۰ مروی ہے۔

۷۷۲ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي

۷۷۲..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز ادا کی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی باقی حدیث سفیان رحمہ اللہ علیہ کی روایت ہی کی طرح ہے لیکن اس روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اس کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندے کیلئے ہے۔

۷۷۳ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ أَبِي وَمِنْ أَبِي السَّائِبِ وَكَانَا جَلِيسَيْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُولُهَا ثَلَاثًا بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

۷۷۳..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:
"جس نے بغیر فاتحہ کتاب کے نماز پڑھی تو ایسی نماز ادھوری اور ناقص ہے۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

۷۷٤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا أَعْلَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَنَّاهُ لَكُمْ وَمَا أَخْفَاهُ أَخْفَيْنَاهُ لَكُمْ

۷۷۴..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"بغیر قراٴت کے نماز نہیں ہے"۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جو آپ ﷺ نے بلند آواز سے پڑھا تے ہم نے بھی تمہارے سامنے بلند آواز سے پڑھ دیا اور جسے آپ ﷺ نے خفیہ (آہستہ) پڑھا تے ہم نے بھی آہستہ پڑھا۔

۷۷۵ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۷۷۵..... حضرت عطاءؒ بن ابی رباح نے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ نماز کی ہر رکعت میں تلاوت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ

أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي كُلِّ الصَّلَاةِ يَقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنْ لَمْ أَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ فَقَالَ إِنْ زِدْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ وَإِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ

نے جو ہمیں سنایا (جہراً تلاوت کر کے) وہ ہم نے تمہیں بھی سنا دیا اور جو سراً (آہستہ) پڑھا وہ ہم نے بھی آہستہ پڑھ دیا۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں سورۂ فاتحہ سے زائد کچھ نہ پڑھوں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر زیادہ پڑھو گے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور اگر فاتحہ پر ہی اکتفا کر دی تو یہ بھی تمہارے واسطے کافی ہے۔ ❶

---

❶ ان مذکورہ احادیث سے استدلال کرتے ہوئے شوافع قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہوئے ہیں۔ یعنی امام کے پیچھے مقتدی بھی سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے گا۔ جب کہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے مقتدی کے لئے قرأت فاتحہ ضروری نہیں۔

دراصل یہاں پر تو زبردست اختلافی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز میں قرأت سورۂ فاتحہ کی کیا حیثیت ہے؟ آیا فرض ہے یا واجب یا سنت؟ ائمہ ثلاثہ اسے فرض اور رکن قرار دیتے ہیں اور اس کے ترک سے نماز کے فاسد ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک سورۂ فاتحہ کے بعد کسی اور سورت کا ملانا یہ مسنون و مستحب ہے واجب و ضروری نہیں ہے۔ یہ حضرات اپنے مسلک پر مذکورہ احادیث باب سے استدلال کرتے ہیں۔

جب کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قرأت فاتحہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔ اور مطلقاً قرأت فرض ہے۔ امام صاحب کی دلیل قرآن کریم کی آیت فاقرءوا ما تیسر من القرآن ہے کہ اس میں ماتیسر (جو کچھ بھی ممکن ہو) کی قرأت کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ سورۂ فاتحہ یا کسی اور سورت کی تعیین نہیں کی گئی۔ علاوہ ازیں اسی باب کی حدیث ۷۳۳ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے جس میں فرمایا کہ جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے مکمل نہیں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تو ہو گئی۔ لیکن کامل نہیں ہوئی۔ اصل نماز کی نفی نہیں فرمائی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ سورۂ فاتحہ فرض نہیں اگر فرض ہوتی تو اس کی عدم تلاوت پر نماز ہوتی ہی نہیں۔

دوسرا مسئلہ ہے یہاں پر قرأت فاتحہ خلف الامام کا یعنی امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ حضرات احناف رحمہم اللہ اور امام مالک کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو نہ صرف فاتحہ بلکہ بالکل تلاوت نہیں کرنی چاہئے۔ خواہ جہری نماز ہو یا سری۔ احناف کی دلیل قرآن کریم کی آیت کریمہ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت اس کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جو جہری اور سری دونوں نمازوں میں ضروری ہے۔ انصات (تلاوت قرآن کے وقت خاموش ہونا) سے متعلق حضرت علامہ عثمانی نے فتح الملہم میں تفصیلی و تحقیقی بحث فرماتے ہوئے لغت اور اقوال علماء سے موافق انصات کی تشریح فرمائی ہے۔ دراصل یہ مسئلہ نماز کے اختلافی مسائل میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ اس موضوع پر متعدد کتب قدماء و متاخرین نے لکھی ہیں۔ ہمارے دور میں غیر مقلدین نے اس مسئلہ کو بہت زیادہ اچھالا اور احناف کی نمازوں کے فاسد ہونے تک کا فتویٰ دے دیا۔ لہٰذا علماء دیوبند نے اس مسئلہ پر توجہ دی اور ان کے رد و جواب میں متعدد کتب لکھیں۔ علامہ لکھنوی، علامہ نانوتوی، حضرت گنگوہی اور حضرت سہارنپوری نے مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ اور ہمارے اس دور حاضر میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب نے "احسن الکلام فی ترک القراۃ خلف الامام" کے نام سے دو مجلدات میں جامع ترین کتاب لکھی ہے۔

حنفیہ کے نزدیک جہری و سری ہر دو نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت فاتحہ مکروہ تحریمی ہے۔ جب کہ امام شافعی کے نزدیک ہر دو نمازوں میں قرأت فاتحہ خلف الامام واجب ہے۔ ان کی دلیل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جسے ترمذی نے تخریج کیا ہے۔ لیکن محدثین نے اس روایت کو متعدد وجوہ سے معلول کہا ہے جس کی تفصیل کا یہ محل نہیں تفصیلی بحث کے لئے علامہ عثمانی کی فتح الملہم اور علامہ مفتی تقی عثمانی کی درس ترمذی جلد ثانی کا مطالعہ کیا جائے۔　　(جاری ہے)

۷۷۶ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ فَمَا أَسْمَعَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ وَمَنْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ أَجْزَأَتْ عَنْهُ وَمَنْ زَادَ فَهُوَ أَفْضَلُ

۷۷۶ ..... حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ہر نماز میں قرأت ہے' پس جو قرأت ہمیں حضور ﷺ نے سنائی وہ ہم نے تمہیں بھی سنائی (مقصد یہ ہے کہ جو قرأت آپ ﷺ باآواز بلند (جہراً) کرتے وہ ہم بھی جہراً کرتے ہیں) اور جو آپ ﷺ نے ہم سے مخفی رکھی وہ ہم نے بھی مخفی رکھی (جو آپ ﷺ نے سراً آہستہ آواز سے کی وہ ہم نے بھی آہستہ کی) جس نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو وہ اس کے لئے کافی ہے اور اس سے زائد پڑھنا افضل ہے۔

۷۷۷ ..... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ السَّلَامَ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هَذَا عَلِّمْنِي قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا

۷۷۷ ..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار مسجد میں داخل ہوئے۔ ایک اور آدمی مسجد میں آیا اور نماز پڑھی' نماز سے فراغت کے بعد وہ (آپ ﷺ کے پاس) آیا اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ: لوٹ جاؤ (دوبارہ) اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی' وہ واپس گیا اور (دوبارہ) ایسے ہی نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی' پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وعلیک السلام' پھر فرمایا: واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے یہاں تک کہ تین بار اسی طرح ہوا۔ بالآخر اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے زیادہ اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھے سکھا دیجئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر حسب توفیق قرآن کریم میں سے تلاوت کر' پھر رکوع کر یہاں تک کہ پورے اطمینان سے جھک جائے۔ پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا ہو کر اطمینان سے کھڑا ہو جائے۔ پھر پورے اطمینان سے سجدہ میں چلا جا' پھر سجدہ سے سر اٹھا اور اطمینان سے جلسہ میں بیٹھ جا اور پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرتا رہ۔

۷۷۸ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

۷۷۸ ..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

جب کہ احناف کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے۔ اس میں انصات کا حکم ہے اور فاتحہ بالاجماع قرآن کا حصہ ہے لہٰذا اس کی تلاوت کے وقت بھی انصات واجب ہے اور ائمہ تفسیر نے اس آیت کا شان نزول بھی یہی بیان کیا ہے کہ بعض حضرات قرأت فاتحہ خلف الامام کرتے تھے اس سے منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ علاوہ ازیں احناف کی ایک اور دلیل مسلم ہی میں آنے والی ایک اور روایت ہے صفحہ ... حدیث ... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے۔ باب التشهد في الصلوة کے تحت۔ واللہ اعلم

أُسَامَةَ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ وَسَاقَا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ هَذِهِ الْقِصَّةِ وَزَادَا فِيهِ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ

داخل ہوا اور نماز پڑھی نبی کریم ﷺ ایک طرف کو تشریف فرما تھے۔ آگے سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس صحابی کو فرمایا واپس جاؤ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی) کی مانند سارا واقعہ نقل کر کے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ: "جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو کامل طریقہ سے وضو کر پھر قبلہ رُخ ہو کر تکبیر کہہ"۔

باب-۱۵۸ نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه

مقتدی کے لئے بآواز بلند قرأت کرنا ممنوع ہے

۷۷۹ ۔۔۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَقَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِي بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا

۷۷۹۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ: تم میں سے کس نے میرے پیچھے سورۂ سبح اسم ربك الأعلى "(زور سے) پڑھی تھی؟" ایک شخص نے کہا کہ میں نے لیکن پڑھنے سے میرا مقصد صرف نیکی کا حصول تھا۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھے خلجان میں مبتلا کر رہا ہے (سری نمازوں میں چونکہ آہستہ قرأت ہوتی ہے لہٰذا کسی کے زور سے پڑھنے سے امام کو پڑھنا دشوار ہوتا ہے اور قرأت میں خلل واقع ہوتا ہے لہٰذا امام کے پیچھے مقتدی کو زور سے پڑھنا جائز نہیں ہے)۔

۷۸۰ ۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ ابْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمُ الْقَارِئُ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا

۷۸۰ ۔۔۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے سورہ "سبح اسم" کی قرأت شروع کر دی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہونے تو دریافت فرمایا کس نے پڑھی یا کون پڑھنے والا تھا؟ ایک شخص نے عرض کیا میں! آپ ﷺ نے فرمایا میں سمجھا تم میں سے کوئی مجھ سے قرآن چھین (الجھن میں ڈال رہا ہے) رہا ہے (یعنی ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے)۔

۷۸۱ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

۷۸۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: تحقیق میں نے جان لیا کہ تم میں سے کوئی مجھے قرأت میں الجھا رہا ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا

باب-۱۵۹ حجة من قال لا يجهر بالبسملة

بسم اللہ آہستہ پڑھنے کی دلیل

۷۸۲..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۷۸۲..... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ میں نے کسی کو نہیں سنا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (زور سے) پڑھتے ہوں۔

۷۸۳..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ أَسَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَمْ وَنَحْنُ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ

۷۸۳..... شعبہؒ سے یہی سابقہ حدیث مروی ہے لیکن اس اضافہ کے ساتھ کہ انہوں نے قتادہؒ سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود سنی ہے یہ حدیث؟ فرمایا کہ ہاں! ہم نے ان سے سوال کیا تھا اس بارے میں۔ ❶

---

❶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو عربی میں اختصاراً "بَسْمَلَة" کہا جاتا ہے۔ نماز میں بسم اللہ کو جہراً یعنی بآواز بلند پڑھنے یا آہستہ پڑھنے کے بارے میں علماء وائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔ اور متقدمین میں ایک عرصہ تک اس مسئلہ پر مناظرہ کی گرم بازاری رہی ہے۔ علماء نے اس مسئلہ پر مستقل کتب تصنیف کی ہیں امام دار قطنیؒ اور خطیب بغدادیؒ نے مستقل رسائل لکھے ہیں۔
احناف میں سے اس موضوع پر سب سے مفصل کلام حافظ زیلعیؒ کا ہے جو انہوں نے "نصب الرایہ" میں کیا ہے۔ لیکن تمام تر اختلاف کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ محض افضلیت وعدم افضلیت کا اختلاف ہے جواز وعدم جواز کا نہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جن حضرات کے نزدیک بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے ان کے نزدیک بھی زور سے پڑھنا جائز ہے صرف غیر افضل ہے۔ تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک تسمیہ نماز میں مشروع ہی نہیں نہ جہراً نہ سراً۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تسمیہ مسنون ہے اس تفصیل کے ساتھ کہ جہری نمازوں میں جہراً اور سری نمازوں میں سراً۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے نزدیک بھی تسمیہ مسنون ہے البتہ تمام نمازوں میں سراً پڑھی جائے گی۔ امام مالکؒ کی دلیل حضرت عبد اللہؓ بن مغفل کی حدیث ہے جسے ترمذی نے تخریج کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے صاحبزادے کو بسم اللہ پڑھنے سے روکا اور اسے بدعت قرار دیا۔ اس کے علاوہ حضرت انسؓ کی مذکورہ حدیث بھی ان کی دلیل ہے جس میں فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام اور تینوں خلفاء کے پیچھے نماز پڑھی سب الحمد للہ سے نماز میں قرأت شروع کرتے تھے۔
امام شافعیؒ جہر بالتسمیہ کی تائید میں نعیم المجمر کی روایت جسے نسائی نے سنن میں تخریج کیا ہے پیش کرتے ہیں لیکن وہ روایت "شاذ" اور "معلول" ہے۔ اس کے علاوہ وہ حضرت معاویہؓ کا واقعہ ہے جسے دار قطنی نے انسؓ بن مالک سے نقل کیا ہے۔ لیکن حافظ زیلعیؒ نے فرمایا کہ یہ روایت بھی سنداً ومتناً مضطرب اور کئی وجوہ سے معلول ہے۔ اس کے علاوہ بھی ائمہ شوافع نے متعدد دلائل نقل کیے ہیں۔ لیکن وہ تمام دلائل ان کے مذہب پر صریح ہیں نہ صحیح۔ اصل میں جہر بالتسمیہ روافض کا مسلک ہے جو حدیث میں اکذب الناس مشہور ہیں اور من گھڑت احادیث بیان کرنا ان کا مشغلہ ہے چنانچہ جہر بالتسمیہ کی اکثر روایات میں کسی نہ کسی رافضی کا سند میں مدار ہے۔ یہی وجہ ...... (جاری ہے)

٧٨٤ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَجْهَرُ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ وَعَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ يُخْبِرُهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِـ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا

٧٨٤...... حضرت عبدہؒ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب یہ کلمات زور سے پڑھا کرتے تھے:
"سُبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمُك و تعالىٰ جَدّك ولاالٰه غيرُك"
علاوہ ازیں قتادہؒ سے منقول ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک نے بیان کیا کہ "میں نے نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے سب کے سب قرأت کی ابتدا الحمد لله ربّ العالمین سے کرتے تھے اور نہ تو ابتداء فاتحہ میں بسم اللہ ..... الخ پڑھتے تھے اور نہ ہی انتہاءِ فاتحہ میں۔

٧٨٥ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَخْبَرَنِي إِسْحَقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ ذَلِكَ

٧٨٥...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند سے یہی حدیث (میں نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی سب اپنی قرأت کی ابتداء الحمد لله رب العالمین سے کرتے تھے ..... الخ) مذکور ہے۔

باب — ١٦٠ حجة من قال البسملة اية من اول كل سورة سوى سورة برآة

جن حضرات کے نزدیک بسم اللہ سورت برأت کے علاوہ ہر سورت کا جز ہے انکی دلیل کا بیان ❶

٧٨٦ ...... حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسٍ

٧٨٦...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے

(گذشتہ سے پیوستہ) ... ہے کہ بخاری و مسلم دونوں میں جہر کی روایت منقول نہیں۔ احناف کی سب سے بڑی دلیل حضرت انسؓ کی حدیث ہے جو اس باب کی پہلی حدیث ہے۔ جس میں فرمایا کہ: "میں نے حضور علیہ السلام اور تینوں خلفاء کے ساتھ نماز پڑھی لیکن کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا"۔ یہی روایت نسائی میں بھی مروی ہے جس میں فرمایا کہ "کسی کو زور سے بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا"۔ اس سے معلوم ہوا کہ تسمیہ پڑھنا تو مسنون ہے لیکن زور سے پڑھنا مسنون یا افضل نہیں۔ اس کے علاوہ نسائی میں ہی حضرت انسؓ کی ایک دوسری حدیث اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث احناف کی دلیل ہیں۔ نیز امام طحاویؒ نے ابن عباسؓ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ: عن ابن عباسؓ فى الجهر بسم الله الرحمن الرّحيم. قال ذالك فعل الاعراب۔ بہر کیف! نماز میں جہر بالتسمیہ احناف کے نزدیک غیر افضل ہے۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ بسم اللہ الخ قرآن کریم کا جزو ہے یا نہیں؟ امام مسلمؒ نے اس باب کے ذکر سے یہ بیان کیا ہے کہ ان کے نزدیک بھی بسم اللہ جزو قرآن کریم ہے۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ بسم اللہ جو سورۃ النمل میں حضرت سلیمان کے خط کے ذیل میں آئی ہے وہ تو باتفاق جزو قرآن کریم ہے۔ البتہ وہ بسم اللہ الخ جو ابتداء سورہ میں پڑھی جاتی ہے اس کے بارے میں امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ وہ جزء قرآن نہیں بلکہ اذکار ماثورہ میں سے ایک ذکر ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک بسم اللہ الخ سورۂ فاتحہ سمیت ہر ایک سورت کا جزو ہے۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جزو قرآن تو ہے لیکن کسی سورت کا جزو نہیں بلکہ یہ فصل بین السُّوَر یعنی سورتوں کے ...... (جاری ہے)

بْنِ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ أَغْفَى إِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ) ثُمَّ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ فَقُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ مَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَتْ بَعْدَكَ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ مَا أَحْدَثَ بَعْدَكَ

کہ اسی دوران (آپ ﷺ کو نیند کا غلبہ ہونے سے) آپ ﷺ پر ذرا سی غفلت طاری ہوئی پھر آپ ﷺ نے متبسم چہرہ کے ساتھ سر اٹھایا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس وجہ سے آپ کو ہنسی آئی؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی۔ پھر آپ نے اسے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا أعطیناک الکوثر ۔ فصل لربک وانحر ۔ إن شانئک ھو الأبتر۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نہر ہے میرے رب عزوجل نے مجھ سے اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں بہت زیادہ خیر وخوبیاں ہیں 'وہ ایک حوض ہے کہ قیامت کے روز میری امت کے لوگ اس پر آئیں گے (سیراب ہونے کے لئے) اس کے پینے کے برتن تعداد میں ستاروں کے برابر ہیں۔ میری امت کے لوگوں میں سے ایک شخص کو ان میں سے بھگا دیا جائے گا (مراد ایک گروہ ہے) میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت میں سے ہے' تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں ایجاد کر ڈالیں (دین میں)۔

٧٨٧۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُا أَغْفَى رَسُولُ اللهِ ﷺ إِغْفَاءَةً بِنَحْوِ حَـــــدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهِ حَوْضٌ وَلَمْ يَـــذْكُرْ آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ

٧٨٧۔۔۔۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو نیند کا غلبہ ہوا۔ آگے سابقہ حدیث ہی معمولی فرق (آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک نہر ہوگی جس کا اللہ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے اور اس نہر پر ایک حوض ہے اور اس حدیث میں برتنوں کا ستاروں کی تعداد کے برابر ہونے کا ذکر نہیں ہے) کے ساتھ بیان کی۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ۔۔۔درمیان فصل کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔
امام شافعیؒ کا استدلال ان احادیث سے ہے جو جہر بالبسملہ پر دلالت کرتی ہے لیکن اوپر تفصیل سے گذر چکا ہے کہ جہر مسنون نہیں۔ جب کہ ان کا دوسرا استدلال مذکورہ حدیثِ انسؓ ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہاں پر قدرت بسملہ بطور ابتداء تلاوت کے فرمائی تھی نہ کہ بطور جزءِ سورت ہونے کے۔ احناف کی ایک دلیل ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: قرآن میں ایک سورت ہے تیس آیات والی جو اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کراتی ہے اور وہ سورۂ ملک ہے"۔ تو سورۂ ملک کی تیس آیات اسی وقت ہوں گی جب بسم اللہ کو جزو سورت نہ مانا جائے۔ واللہ اعلم۔

باب-۱۶۱ وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الاحرام تحت صدره فوق سرته ووضعهما في السجود على الارض حذو منكبيه

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر باندھنے اور سجدوں میں مونڈھوں کے برابر ہاتھ رکھنے کا بیان

۷۸۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ

۷۸۸۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز میں داخل ہو رہے تھے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔ اس حدیث کے ایک راوی ہمام کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا کپڑا لپیٹ لیا، دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا۔ رکوع میں جاتے وقت کپڑے سے ہاتھوں کو نکالا انہیں اٹھایا (کانوں تک) پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب سجدہ فرمایا تو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ فرمایا۔ ❶

باب-۱۶۲ التشهد في الصلاة

نماز میں تشہد کا حکم

۷۸۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ رَسُولِ

۷۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں (قعدہ کے اندر) یہ کہتے تھے کہ "السلام علی فلان، السلام علی فلان"۔ ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا کہ سلام تو اللہ تعالیٰ ہے (یعنی اس کا صفاتی نام ہے) تم میں سے جب کوئی نماز میں قعدہ

---

❶ دوران نماز قیام میں نماز میں ہاتھ کس طرح باندھے اور کہاں باندھے؟ باندھنے کے طریقہ کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے کلائی کے درمیان حلقہ بنالے جب کہ بقیہ تین انگلیوں کو سیدھا رکھے۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک ہاتھ باندھنے کے بجائے ارسال (چھوڑنا) ضروری ہے۔
البتہ کہاں باندھے؟ اس میں اختلاف ہے شوافعؒ کے نزدیک سینہ پر باندھنا چاہئے۔ جب کہ احناف کے نزدیک ناف کے نیچے باندھنا چاہئے۔ امام احمدؒ کے نزدیک نمازی کو اختیار ہے جہاں چاہے باندھے۔
اس اختلاف کا اصل سبب حضرت وائل بن حجر کی روایت میں الفاظ کا اختلاف ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں حضرت وائلؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے جبکہ مسند بزار میں انہی سے یہ مروی ہے کہ سینے کے پاس باندھتے تھے جب کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں تحت السرۃ (ناف کے نیچے) کے الفاظ مروی ہیں۔ شوافع پہلی دو روایات کو اختیار کرتے ہیں جبکہ احناف آخری روایت کو۔ یہاں یہ واضح رہے کہ باعتبار سند یہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ اس روایت کے علاوہ شوافع بیہقی میں حضرت علیؓ کے ایک اثر سے استدلال کرتے ہیں لیکن اس کی سند و متن میں اضطراب ہے۔ جب کہ احناف سنن ابوداؤد کے ایک اثر سے جو حضرت علیؓ سے منقول ہے استدلال کرتے ہیں۔

اللہ ﷺ السَّلٰمُ عَلَى اللهِ السَّلٰمُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلٰمُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلٰمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلٰمُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمٰوٰةِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ

کرے تو کہے:
التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیك ایھا النبیُّ ورحمة اللہ وبرکاته السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ ان کلمات کو کہنے سے بندہ کا سلام زمین و آسمان میں موجود ہر نیک بندۂ (مومن) کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

۷۹۰...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ

۷۹۰...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث حضرت منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معمولی فرق (اس روایت میں "اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے" کا جملہ نہیں ہے) کے ساتھ منقول ہے۔

۷۹۱...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ أَوْ مَا أَحَبَّ

۷۹۱...... حضرت منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ بھی یہی سابقہ روایت مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ "اس کے بعد اس کو اختیار ہے جو چاہے دعا مانگے"۔

۷۹۲...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ وَقَالَ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الدُّعَاءِ

۷۹۲...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز میں قعدہ میں بیٹھتے تھے۔ آگے سابقہ حدیث (کہ قعدہ میں التحیات پڑھنا) ہی ذکر کر کے فرمایا پھر نمازی کو اختیار ہے جو چاہے دعا کرے۔

۷۹۳...... وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ التَّشَهُّدَ كَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَاقْتَصَّ التَّشَهُّدَ بِمِثْلِ مَا اقْتَصُّوْا

۷۹۳...... حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے کر مجھے مندرجہ بالا تشہد (التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیك...... الخ) اس طرح سکھایا جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کریم کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔

۷۹۴...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ

۷۹۴...... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ

چنانچہ آپ ﷺ فرماتے:
التحیات المبارکات الصلوٰت الطیبات للہ' السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اشہد ان لاالٰہ الااللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ [1]

ابن رمح کی روایت میں ہے جیسا کہ قرآن سکھلاتے۔

۷۹۵ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ

۷۹۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تشہد (التحیات) سکھلاتے جیسا کہ قرآن کریم کی سورت سکھلاتے ہوں۔

۷۹۶..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ صَلَاةً فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ قَالَ فَلَمَّا قَضَى أَبُو مُوسَى الصَّلَاةَ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا

۷۹۶..... حضرت حطان بن عبداللہ الرقاشیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک نماز پڑھی۔ جب وہ قعدہ میں گئے تو لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ نماز نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ مقرر کی گئی ہے۔ جب ابو موسیٰ نے نماز پوری کی تو پیچھے مڑے اور فرمایا کہ تم میں سے کس نے ایسی ایسی بات کہی۔ قوم خاموش رہی تو انہوں نے پھر کہا: ایسی بات کہنے والا تم میں سے کون ہے؟ قوم پھر خاموش رہی تو انہوں نے کہا کہ اے حطان! شاید تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے نہیں کہی، مجھے تو خوف تھا کہ کہیں آپ اس سے ناراض نہ ہو جائیں۔ اسی دوران ایک شخص نے کہا کہ یہ بات میں نے کہی

[1] آنحضرت ﷺ سے تین طرح کے تشہد منقول ہیں۔ ایک تو ابن مسعودؓ کا تشہد کہلاتا ہے جو ہمارے یہاں معروف اور رائج ہے۔ دوسرا ابن عباسؓ کا تشہد ہے جو مندرجہ بالا ہے۔ جب کہ تیسرا تشہد حضرت عمرؓ سے منقول ہے۔ التحیات للہ الذاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ سلام علیک ایھا النبی الخ۔ تینوں تشہد جائز ہیں البتہ احناف کے یہاں افضل تشہد ابن مسعودؓ ہے جب کہ شوافع وحنابلہ کے نزدیک تشہد ابن عباسؓ افضل ہے۔ جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک تیسرا تشہد افضل ہے۔ نماز میں تشہد کی کیا حیثیت ہے؟ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تشہد پڑھنا مسنون اور مقدار تشہد بیٹھنا واجب ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی نے مقدار تشہد بیٹھنے کے باوجود تشہد نہیں پڑھا تو اس کی نماز ہوگئی اور اسے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر کسی نے مقدار تشہد قعدہ ترک کر دیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا بغیر سجدۂ سہو کے نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

وَكَذَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا قَالَ مَا قُلْتُهَا وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا قُلْتُهَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَمَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلَاتِكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذْ قَالَ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللَّهُ فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

تھی اور میرا مقصد صرف نیکی تھا (کوئی غلط سوچ یا اعتراض مقصد نہ تھا)

حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا:

"کیا تم نہیں جانتے کہ تمہیں اپنی نماز میں کیا پڑھنا چاہیے؟ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں خطاب کر کے ہمارا طریقہ (نماز کا) ہمیں بتلایا اور ہماری نماز ہمیں سکھلا کے فرمایا: جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنی صفیں درست کرو پھر تم میں سے کوئی تمہاری امامت کروائے' جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے تو تم آمین کہو' اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ جب وہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ کیونکہ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے سر اٹھائے گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (تمہارا امام سے ذرا سے لمحہ بھر تاخیر کرنا) یہ برابر ہی ہے۔ اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم کہو اللهم ربنا ولك الحمد ۔ اللہ تمہاری پکار سنتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے یہ فرمایا کہ سمع الله لمن حمده (یعنی اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی) پھر جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہہ کر سجدہ کرو کیونکہ امام تم سے قبل سجدہ کرے گا اور تم سے قبل ہی سجدہ سے سر اٹھائے گا۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ در حقیقت برابر برابر ہی ہوگا۔ جب وہ قعدہ میں بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک کو پہلے یہ کلمات پڑھنے چاہئیں: التحيات الطيبات الصلوات لله السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته' السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً عبده' ورسوله۔

٧٩٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ قَتَادَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ قَتَادَةَ مِنَ الزِّيَادَةِ وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ

۷۹۷..... اس سند سے حضرت قتادہؓ سے یہی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس کے ایک طریق میں یہ زیادتی مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: واذا قرأ فانصتوا (جب امام تلاوت کرے تو خاموش رہو)۔ اس کے علاوہ اس سند سے ابو کامل عن ابو عوانہ کے طریق کے علاوہ کسی بھی طریق میں یہ مذکور نہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر یہ فرمایا کہ سمع الله لمن حمده (سن لی اللہ نے اس کی جس نے تعریف کی اس کی) (یعنی یہ الفاظ صرف ابو کامل کی روایت میں ہیں اس حدیث کے دوسرے طرق

أَحَدٍ مِنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ إِلَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ وَحْدَهُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ابْنُ أُخْتِ أَبِي النَّضْرِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ مُسْلِمٌ تُرِيدُ أَحْفَظَ مِنْ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِي وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا فَقَالَ هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ فَقَالَ لِمَ لَمْ تَضَعْهُ هَا هُنَا قَالَ لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ

میں موجود نہیں ہیں)۔
ابو اسحاق نے فرمایا کہ ابو بکرؒ جو ابوالنضر کے بھانجے ہیں انہوں نے اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے۔ اس پر امام مسلمؒ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم سلیمان التیمی سے بھی کوئی زیادہ بڑا حافظ چاہتے ہو کہ (وہ روایت کرے یعنی سلیمان سے بڑا حافظ نہیں مل سکتا) ابو بکرؒ نے ان سے کہا کہ تو پھر حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کے بارے میں کیا خیال ہے؟ امام مسلمؒ نے فرمایا کہ صحیح ہے۔ یعنی یہ اضافہ و اذا قرا فانصتوا کا میرے نزدیک صحیح اضافہ ہے۔ تو اس پر ابو بکرؒ نے کہا کہ پھر آپ نے وہ حدیث اپنی کتاب میں کیوں نہ لی؟ امام مسلمؒ نے فرمایا کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو اسے میں اپنی کتاب میں تخریج بھی کردوں' بلکہ جو باتفاق صحیح حدیث ہے صرف اسے ہی یہاں لایا ہوں اس کتاب میں۔ ❶

۷۹۸۔۔۔۔حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَضٰى عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

۷۹۸۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنی صفیں درست کرو پھر تم میں سے کوئی تمہاری امامت کروائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو.... الخ) منقول ہے۔

باب-۱۶۳ الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد

تشہد کے بعد حضور ﷺ پر درود کا بیان

۷۹۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ

۷۹۹ حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سعدؓ بن عبادہ (جو جلیل القدر صحابی اور قبیلۂ خزرج کے سردار تھے) کی مجلس میں حاضر تھے کہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ بشیر ابن سعد نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول

---

❶ امام مسلمؒ کا مقصد مذکورہ بالا حدیث سے یہ ہے کہ اس بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ جن کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے۔ دراصل بعض لوگوں نے امام مسلمؒ پر اعتراض کیا کہ ان کی صحیح میں اکثر احادیث ایسی ہیں جن کی صحت پر جمہور محدثین متفق نہیں۔ اس کا جواب امام مسلمؒ نے یہ دیا کہ خود ان کے نزدیک جس حدیث پر جمہور کا اتفاق نظر آیا ایسی حدیث انہوں نے اس میں جمع کر دی ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ روایت ابوہریرہؓ میں امام مسلمؒ کے نزدیک سو اذا قرا فانصتوا کا اضافہ جو متعدد طرق میں ہے صحیح ہے لیکن چونکہ دوسرے محدثین کے نزدیک زیادتی صحیح نہیں لہٰذا اس زیادتی پر علماء و محدثین کا اجماع نہ ہونے کی وجہ سے امام مسلمؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب میں تخریج نہیں کیا حالانکہ ان کی اپنی شرائط کے مطابق روایت صحیح ہے۔

الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللهُ تَعَالَى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ

اللہ! اللہ عزوجل نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے (اشارہ ہے قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ کی طرف) [1] تو ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ حضور اقدس ﷺ نے یہ سن کر سکوت فرمایا (اور اتنی دیر تک خاموش رہے کہ ہمیں آپ ﷺ کی ناگواری کا خدشہ ہونے لگا) حتیٰ کہ ہم نے یہ تمنا کی کہ کاش بشیر آپ ﷺ سے سوال نہ کرتے۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہا کرو: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اور سلام کا طریقہ تو تم جانتے ہی ہو۔ [2]

۸۰۰..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

۸۰۰..... ابن ابی لیلیٰ (مشہور محدث ہیں) فرماتے ہیں کہ حضرت کعبؓ بن عُجرہ سے میری ملاقات ہوئی وہ کہنے لگے کہ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں؟! ایک بار رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آنکلے تو ہم نے عرض کیا کہ: ہمیں آپ ﷺ کو سلام کرنے کا طریقہ تو معلوم ہی ہے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

۸۰۱..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا

۸۰۱..... حضرت حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ

---

[1] سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے: إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبی علیہ السلام پر درود پڑھو اور انہیں سلام بھیجو"۔

[2] نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا نہ صرف ہر مسلمان کا فریضہ ہے بلکہ آپؐ کے ہر امتی پر حق بھی ہے۔ جو شخص نبیؐ کے ذکر کے باوجود درود نہ پڑھے اس کی بربادی کی بددعا جبرئیل امین نے کی ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس بددعا پر آمین کہی ہے۔ تو ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود شریف پڑھے۔ البتہ نماز میں درود شریف کی کیا حیثیت ہے؟ آیا فرض ہے یا واجب یا مسنون؟ اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک مسنون ہے واجب نہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تشہد کے بعد بغیر درود شریف پڑھے سلام پھیرے تو نماز ہو جائے گی احنافؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک جب کہ شوافعؒ و حنابلہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی۔ بلکہ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ اور اگر بغیر سجدۂ سہو کے نماز ختم کر دی تو اعادہ واجب ہوگا۔

وكيعٌ عَنْ شُعْبَةَ ومِسْعَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ مِسْعَرٍ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً

روایت منقول ہے مگر اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ کیا میں تم کو ایک ہدیہ نہ کروں۔

۸۰۲..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَنْ مِسْعَرٍ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُمَّ

۸۰۲..... حضرت حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند سے بھی سابقہ روایت نمبر ۸۰۰ منقول ہے۔ مگر اس روایت میں اللّٰهم بارك کے بجائے و بارك على محمد ہے۔

۸۰۳..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

۸۰۳..... حضرت ابو حمید الساعدیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو۔
اللّٰهم صل على محمد وعلى ازواجه وذريته كما صليت على ابراهيم وبارك على محمد و على ازواجه و ذريته كما باركت على آل ابراهيم انك حميد مجيد۔

۸۰۴..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

۸۰۴..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
"جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتے ہیں"۔

باب-۱۶۴ التسميع والتحميد والتأمين
تسمیع، تحمید اور آمین کا بیان[1]

۸۰۵..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى

۸۰۵..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] تسمیع سے مراد سمع الله لمن حمده کہنا جب کہ تحمید سے مراد اللّٰهم ربنا ولك الحمد کہنا ہے اور آمین سورۃ فاتحہ کے اختتام پر کہی جاتی ہے جس کے معنی ہیں کہ ہماری دعا قبول فرمایئے۔ تسمیع و تحمید نماز میں کس کا وظیفہ ہے؟ احناف کے نزدیک منفرد کے لیے تسمیع و تحمید دونوں مسنون ہیں۔ جب کہ امام کے لئے بھی دونوں مسنون ہیں البتہ مقتدی کیلئے صرف تحمید مسنون ہے تسمیع نہیں۔ پھر تحمید میں ربنا ولك الحمد اور ربنا لك الحمد واؤ کے ساتھ اور بغیر واؤ دونوں طرح اور اللّٰهم کے ساتھ اور بغیر اللّٰهم کے ہر طرح پڑھنا جائز ہے۔

آمین بالجہر کا مسئلہ

جہاں تک سورۃ فاتحہ کے اخیر میں آمین کہنے کا تعلق ہے تو اس میں احناف و شوافع کا اختلاف ہے اور یہ بھی اہم اختلافی (جاری ہے)

مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

"جب امام سمع اللہ لمن حمدہٗ کہے تو تم کہو اللّٰھم ربنا ولک الحمد کیونکہ جس کی تحمید فرشتوں کی تحمید سے مل گئی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے"۔

۸۰۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُمَيٍّ

۸۰۶ ... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے"۔

۸۰۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ آمِينَ

۸۰۷ ... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز میں آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں، پس اگر ایک کی آمین دوسرے کی آمین سے مل گئی تو نمازی کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے"۔
ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آمین فرمایا کرتے تھے۔

۸۰۸ ۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ

۸۰۸ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے مالک رحمہ اللہ کی حدیث (جب امام سمع کہے تو تم تحمید کہو جس کی تحمید فرشتوں کی تحمید سے مل گئی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے) کی طرح۔ لیکن اس روایت میں ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نہیں ہے۔

۸۰۹ ...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۸۰۹ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور فرشتے آسمان میں

(گذشتہ سے پیوستہ) ... مسائل میں سے ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ آمین کہنا امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہے اور دونوں کے لئے سنت ہے، امام ابو حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ کتاب الآثار میں امام محمدؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔
البتہ امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ آمین صرف مقتدی کا وظیفہ ہے نہ کہ امام کا۔ پھر اس میں ائمہ احناف و شوافع کا اختلاف ہے کہ آمین جہراً ہو یا سراً۔ دونوں میں اس امر پر تو اتفاق ہے کہ دونوں طرح جائز ہے۔ لیکن افضل و غیر افضل ہونے میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ جہر کو افضل قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اخفاء اور آہستہ کہنا افضل ہے یہی امام مالک کا مسلک ہے۔ (کما صرح به فی المدونة الکبری)
اس مسئلہ میں فریقین کی طرف سے کئی روایات دلیل کے طور پر بیان کی گئی ہیں لیکن اکثر روایات یا تو صحیح نہیں ہیں یا صریح نہیں۔ اور اس باب میں صرف ایک روایت حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدار بن گئی ہے۔ جس کے مختلف طرق سے ائمہ اربعہ استدلال کرتے ہیں۔ شافعیہ و حنابلہ اپنے مسلک پر اور مالکیہ و احناف اپنے مسلک پر ایک ہی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل کتب حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ آمِينَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

آمین کہیں اور پھر ایک آمین دوسری آمین کے مطابق ہو جائے تو سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۸۱۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

۸۱۰۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت کوئی تم میں سے آمین کہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں اور ایک آمین دوسری آمین کے مطابق ہو جائے تو کہنے والے کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۸۱۱۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۸۱۱۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث (انسان اور فرشتوں کی آمین ایک دوسرے کے موافق ہو جائے تو سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں) دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

۸۱۲۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْقَارِئُ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ آمِينَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

۸۱۲۔۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قاری (امام) غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے تو اس کے پیچھے والے (مقتدی) آمین کہتے ہیں اگر اس کا قول آسمان والوں (ملائکہ) کے قول سے مل جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں"۔

باب-۱۶۵

إئتمام المأموم بالإمام

مقتدی کیلئے اتباع امام ضروری ہے

۸۱۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ

۸۱۳۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ (ایک بار) حضور اقدس ﷺ گھوڑے سے نیچے گر پڑے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا ہم آپ ﷺ کی عیادت کے واسطے حاضر ہوئے۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت ہو گیا' آپ ﷺ نے بیٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی' جب نماز پوری ہو گئی تو ارشاد فرمایا: "امام کو (امامت کے لئے) اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔ لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو اس کے بعد تم تکبیر کہو' جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو' جب سجدہ سے اٹھے تو تم بھی اٹھو' جب وہ سمع اللہ لمن

فَكَبِّرُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ

حَمِدَہ' کہے تو تم کہو رَبَّنا ولک الحمد اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی بیٹھ جاؤ"۔ ❶

۸۱۴...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى لَنَا قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ

۸۱۴...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر ہم کو نماز پڑھائی۔ پھر سابقہ حدیث (امام کو اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے ......الخ) کی طرح ذکر فرمایا۔

۸۱۵ ...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَزَادَ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا

۸۱۵ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور آپ ﷺ کے بدن کا دہنا حصہ چھل گیا پھر سابقہ حدیثوں کی طرح ذکر کیا لیکن اس روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی نماز پڑھو۔

۸۱۶ ...... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَفِيهِ إِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا

۸۱۶ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور گر پڑے آپ ﷺ کے بدن کا داہنا حصہ چھل گیا بقیہ روایت حسب سابق ہے اس روایت میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

۸۱۷ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسِهِ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ وَسَاقَ

۸۱۷ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے تو آپ ﷺ کا داہنا پہلو چھل گیا ...... باقی اس روایت میں یونس اور مالک والی زیادتی (جب امام نماز کھڑے ہو کر

---

❶ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ اگر امام کسی مجبوری یا عذر کی بناء پر بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کے لئے کھڑے ہونے کی قدرت کے باوجود کیا حکم ہے؟ امام احمد بن حنبل کے نزدیک ظاہر حدیث پر عمل ہوگا اور مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں گے خواہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھتے ہوں۔ جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک قدرت قیام رکھنے والے کی نماز قاعد (بیٹھے ہونے) کے پیچھے جائز نہیں خواہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر۔ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور جمہور سلف کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی کے لئے قدرت قیام کے ساتھ قاعد امام کے پیچھے صرف کھڑے ہو کر پڑھنے کی صورت میں جائز ہے اس کے لئے بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ اور دلیل ان کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کے بعد اپنے مرض الوفات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی جب کہ حضرت ابو بکرؓ اور دیگر اصحابؓ نے کھڑے ہو کر پیچھے نماز پڑھی جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا احادیث حکماً منسوخ ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور جمہور کی دلیل قرآن کریم کی آیت: وقوموا للہ قانتین ہے۔ جس میں قیام کو مطلقاً فرض قرار دیا گیا ہے اور اس حکم سے معذور لوگ مستثنیٰ ہوں گے قرآن کریم کی ایک دوسری آیت لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا کی بناء پر۔ اس کے علاوہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی روایت جس میں آپ نے حضرت عمرانؓ کو قدرت قیام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا جمہور کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِيهِ زِيَادَةُ يُونُسَ وَمَالِكٍ

پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو) نہیں ہے۔

۸۱۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُونَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا فَجَلَسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا

۸۱۸..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو صحابہؓ میں سے بعض لوگ آپ ﷺ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ (وہاں نماز کا وقت ہو گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ لوگوں نے اپنی نماز کھڑے ہو کر پڑھی' آپ ﷺ نے انہیں اشارہ سے بیٹھنے کا حکم فرمایا' پھر جب نماز سے فراغت پر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: "امام کو اتباع کے لئے مقرر کیا گیا ہے لہٰذا جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو' جب اٹھے تو تم بھی اٹھو اور جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو"۔

۸۱۹..... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۸۱۹ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (امام کو اتباع کے لئے مقرر کیا گیا ہے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب اٹھے تو تم بھی اٹھو اور جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو) منقول ہے۔

۸۲۰..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا لَتَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا

۸۲۰..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے تو اسی حالت میں ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ ﷺ بیٹھ (کر نماز پڑھا رہے) تھے اور حضرت ابو بکرؓ لوگوں کو آپ ﷺ کی تکبیر کی آواز پہنچا رہے تھے (مکبّر کی حیثیت سے) آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے ہمیں کھڑا دیکھا تو اشارہ سے بیٹھنے کا حکم دیا چنانچہ ہم بیٹھ گئے اور بیٹھ کر نماز پڑھی' جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا:
"تم لوگوں نے ابھی فارس و روم کے لوگوں کا کام کیا ہے جو اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور ان کے بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں' آئندہ ایسا مت کرنا' اور اپنے اماموں کی اقتدا کرو' اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو"۔

۸۲۱..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ فَإِذَا

۸۲۱..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے جب آپ ﷺ تکبیر فرماتے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم کو

كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لِيُسْمِعَنَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

سنا دیتے۔۔۔۔ پھر حسب سابق روایت بیان فرمائی۔

۸۲۲۔۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ

۸۲۲۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "امام کو اس لئے امام بنایا گیا تا کہ اس کی اقتدا کی جائے' لہٰذا تم اس کی مخالفت مت کیا کرو' جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو' جب رکوع کرے تو رکوع کرو' جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' کہے تو کہو اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو' جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو"۔

۸۲۳۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۸۲۳۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی سابقہ حدیث (امام کو اس لئے امام بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے لہٰذا تم اس کی مخالفت نہ کرو۔۔۔۔ الخ) منقول ہے۔

۸۲۴۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَالَ ((وَلَا الضَّالِّيْنَ)) فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

۸۲۴۔۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیا کرتے تھے اور فرماتے کہ:
"امام سے جلدی مت کرو' جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو جو ولا الضالین کہے تو آمین کہو اور جب رکوع کرے تو رکوع میں جاؤ' جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' کہے تو اللّٰهُم ربنا ولك الحمد کہو"۔

۸۲۵۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ إِلَّا قَوْلَهُ (وَلَا الضَّالِّيْنَ) فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَزَادَ وَلَا تَرْفَعُوْا قَبْلَهُ

۸۲۵۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ روایت (امام سے جلدی مت کرو جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو) کی طرح یہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت و لا الضالین کے وقت آمین کہنے کا تذکرہ نہیں' ہاں اتنا زائد ہے کہ امام سے پہلے سر مت اٹھاؤ۔

۸۲۶۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۸۲۶۔۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک امام ڈھال [1] ہے' جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر نماز پڑھو' جب سمع اللّٰه لمن حمده کہے تو کہو اللّٰهم ربنا لك الحمد سو اگر

[1] مقصد یہ ہے کہ امام اپنے مقتدیوں کے لئے ستر (سترہ) ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امام لوگوں کو سہو سے اور نمازیوں کے سامنے سے لوگوں کو گذرنے سے مانع ہوتا ہے کیونکہ امام کا سترہ تمام مقتدیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

يَعْلِي وَهُوَ ابْنُ عَطَاء سَمِعَ أَبَا عَلْقَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا وَافَقَ قَوْلُ أَهْلِ الْأَرْضِ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

اہل زمین کی تحمید آسمان والوں کی تحمید سے مل گئی تو اس نمازی کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

۸۲۷...... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ

۸۲۷...... حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"امام کو اقتدا کے لئے امام بنایا گیا ہے جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو جو رکوع کرے تو رکوع کرو جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو کہو "اللّٰہم ربنا ولک الحمد"۔ جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب لوگ بیٹھ کر نماز پڑھو"۔ ❶

باب-۱۶۶ استخلاف الإمام اذا عرض له عذرمن يصلي بالناس و ان من صلى خلف امام جالس لعجزه عن القيام لذمه القيام اذا قدر عليه و نسخ القعود خلف بقاعد في حق من قدر على القيام

عذر پیش آ جانے کی صورت میں امام کسی ایسے شخص کو امامت کیلئے آگے کر سکتا ہے جو امامت کروا سکے امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑا ہو سکتا ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے، کیونکہ مقتدی قادر قیام کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے

۸۲۸...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ

۸۲۸...... عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے مرض کے بارے میں نہیں بتلائیں گی؟ فرمایا کیوں نہیں! جب حضور اقدس ﷺ کا مرض اور کمزوری بڑھ گئی تو (بیماری کے دوران ایک بار) ارشاد فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں ... آپ کے انتظار میں ہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا میرے واسطے طشت میں پانی رکھ دو' ہم نے پانی رکھ دیا تو غسل فرمایا اور کھڑے ہونے کی کوشش فرمائی لیکن آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ غشی سے افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز

❶ یہ اور مذکورہ بالا احادیث جن میں بیٹھ کر پڑھنے کا حکم ہے یہ حکماً منسوخ ہیں آنحضرت ﷺ کے مرض الوفات والے واقعہ سے۔ واللہ اعلم

يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ قَالَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ قَالَتْ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ

پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں! وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ ہم نے رکھ دیا تو پس غسل فرمایا پھر کھڑے ہو کر چلنے کی کوشش کی تو پھر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں! وہ آپ کے منتظر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے رکھ دیا، تو غسل فرمایا پھر کھڑ ہو کر چلنے کی کوشش کی تو پھر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، یا رسول اللہ! وہ آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ اور لوگوں کی حالت یہ تھی کہ مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے اور عشاء کی نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کے منتظر بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، قاصد ان کے پاس آئے (اور یہ پیغام دیا) کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابو بکرؓ رقیق القلب آدمی تھے (تلاوتِ قرآن کے وقت آنسو روکنے پر قادر نہ ہوتے تھے) انہوں نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آپ امامت کے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ پھر حضرت ابو بکرؓ نے ان دنوں میں امامت کروائی۔ پھر انہی ایام میں ایک بار آنحضرت ﷺ کو طبیعت ہلکی (اور بہتر) محسوس ہوئی تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر آپ ﷺ باہر تشریف لائے ان میں سے ایک حضرت عباسؓ (آپ ﷺ کے چچا) تھے، نماز ظہر کا وقت تھا اور ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، جب حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا (یعنی دورانِ نماز آپ ﷺ کی آہٹ کا احساس ہوا) تو پیچھے ہٹنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ہاتھ کے اشارہ سے پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا اور ان دونوں حضرات سے (جو سہارا دیئے ہوئے تھے) کہا کہ مجھے ابو بکرؓ کے پہلو میں بٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو حضرت ابو بکرؓ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے نبی ﷺ کی نماز کی پیروی کرتے ہوئے اور بقیہ سب لوگ حضرت ابو بکرؓ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔ جب کہ نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس

داخل ہوا اور کہا کہ کیا میں آپ سے وہ حدیث نہ بیان کروں جو حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کی ہے؟ فرمایا۔ ہاں! لاؤ (سناؤ) تو میں نے حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ پوری حدیث یعنی سنادی تو ابن عباسؓ نے اس میں سے کسی چیز کا انکار نہیں فرمایا۔ سوائے اس کے کہ یہ فرمایا: تم سے ام المؤمنین عائشہؓ نے اس دوسرے شخص کا نام ذکر کیا جو عباسؓ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا نہیں! فرمایا وہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ❶

٨٢٩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَاسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِهَا وَأَذِنَّ لَهُ قَالَتْ فَخَرَجَ وَيَدٌ لَهُ عَلَى الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَدٌ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ وَهُوَ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ هُوَ عَلِيٌّ

٨٢٩۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے حضرت ام المؤمنین میمونہؓ کے گھر میں مرض لاحق ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے ایام مرض حضرت عائشہؓ کے گھر میں گذاریں تو سب نے اجازت دے دی۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (بیماری کے دوران ایک بار) آپ ﷺ اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ کا ایک ہاتھ فضلؓ بن عباس کے اوپر اور دوسرا ہاتھ کسی اور شخص کے ہاتھ پر تھا۔ اور شدت ضعف کی بناء پر آپ اپنے قدموں کو زمین پر گھسیٹ کر چل رہے تھے۔
عبید اللہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابن عباسؓ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا۔
تم جانتے ہو وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا؟ وہ حضرت علیؓ تھے۔

٨٣٠۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ

٨٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے بیماری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رہنے کی اجازت مانگی۔ سب نے اجازت دے دی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان باہر نکلے کہ آپ کے پاؤں

---

❶ اس حدیث سے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ ثابت ہوا کہ پوری امت میں صدیق اکبرؓ سب سے زیادہ افضل ہیں اور تمام صحابہؓ میں بھی آپ کی افضلیت سب سے زیادہ ہے۔ اہل تشیع حضرات جو ڈھنڈورا پیٹتے ہیں تفضیل علیؓ کا یہ بالکل غلط ہے۔
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دوسرے سہارا دینے والے شخص حضرت علیؓ تھے۔ لیکن دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ فضلؓ بن عباس تھے۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے شخص اسامہؓ بن زید تھے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف سے حضرت عباسؓ مستقل سہارا دیئے ہوئے تھے جب کہ دوسری طرف سے باری باری مذکورہ حضرات وقتاً فوقتاً سہارا دے رہے تھے ان میں حضرت علیؓ بھی شریک تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ ہی کو دیکھا ہوگا۔ واللہ اعلم

يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ

زمین پر گھسٹ رہے تھے عباس بن عبد المطلب اور ایک اور شخص کے درمیان۔ عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو واقع حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتلایا اس کی اطلاع دی تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تو دوسرے آدمی کو جانتا ہے؟ جن کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہیں لیا؟ میں نے کہا کہ نہیں! عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۸۳۱ ... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَإِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَرَى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ مَقَامَهُ أَحَدٌ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

۸۳۱... حضرت عائشہؓ زوجہ مطہرہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے (اپنے والد حضرت ابو بکرؓ کو امام بنانے) کے بارے میں رجوع کیا اور مجھے آپ ﷺ سے رجوع پر اس اندیشہ نے آمادہ کیا کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد جو بھی آپ کا قائم مقام ہوگا لوگ اسے پسند نہیں کریں گے اور مجھے یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ لوگ آپ کے قائم مقام شخص کو بدشگونی کے طور پر یاد رکھیں گے۔ تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ بنانے کے فیصلہ سے باز رکھ سکوں (اس لئے کثرت سے آنحضرت ﷺ سے مراجعت کرتی تھی)۔ ❶

۸۳۲ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْتِي قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ فَلَوْ أَمَرْتَ

۸۳۲... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (مرض الموت میں) میرے گھر میں تشریف لائے تو فرمایا: ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکرؓ نرم دل آدمی ہیں جب قرآن کریم پڑھتے ہیں تو اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پاتے۔ اگر آپ ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور کو حکم دے دیں (تو شاید مناسب ہو)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! میرے اس مشورہ کا مقصد سوائے

---

❶ واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت عائشہؓ کو یہ احساس ہو گیا کہ آپؐ نے جو حضرت ابو بکرؓ کو نماز میں امامت کے لئے حکم فرمایا ہے تو اپنی وفات کے بعد خلافت کے لئے بھی میرے والد کو ہی منتخب فرمائیں گے اور ساتھ یہ بھی خیال آیا کہ چونکہ لوگ آنحضرت ﷺ سے غایت تعلق کی بناء پر آپ ﷺ کی جدائی کے صدمہ میں ہوں گے لہٰذا آپ کے قائم مقام کو شاید بدشگونی کی علامت سمجھیں۔ اس لئے وہ چاہتی تھیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو یہ عظیم ذمہ داری نہ دی جائے۔

معاذ اللہ! حضرت عائشہؓ کا مقصد اس انکار سے آنحضرت ﷺ کی حکم عدولی نہ تھا یا کسی بدنیتی سے معاذ اللہ آپ نے یہ رائے نہیں دی تھی بلکہ مقصد اس انکار کا صرف یہ تھا کہ لوگ آپؓ کے والد حضرت ابو بکرؓ کو برا بھلا نہ کہیں۔ واللہ اعلم

غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا بِي إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَوَّلِ مَنْ يَقُومُ فِي مَقَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ فَرَاجَعْتُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ

اس کے کچھ نہ تھا کہ لوگ حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں نحوست کا خیال نہ کریں کہ یہی ہیں جو حضور ﷺ کے پہلے قائم مقام ہوئے۔ چنانچہ میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے دو یا تین بار رجوع کیا۔ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ ابو بکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور تم خواتین تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواتین کی طرح ہو۔ ❶

۸۳۳..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَتْ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ فَأَمَرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُمْ مَكَانَكَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ جَالِسًا وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقْتَدِي النَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ

۸۳۳..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت مبارک زیادہ خراب ہوئی (تو انہی ایام میں ایک بار) حضرت بلالؓ آپ ﷺ کو نماز کے لئے بلانے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابو بکرؓ نہایت رقیق القلب ہیں (شدت گریہ کی وجہ سے) وہ جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہو کر امامت کریں گے تو لوگ (تلاوت کی آواز) نہ سن سکیں گے۔ اگر آپ حضرت عمرؓ کو حکم دے دیں (تو شاید مناسب ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کی امامت کروائیں۔ میں نے حفصہؓ (ام المؤمنین) سے کہا کہ تم حضور ﷺ سے کہو کہ ابو بکرؓ رقیق القلب آدمی ہیں' جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے (تو جذبات کی شدت کی وجہ سے آنسو نہ روک سکیں گے) لوگوں کو تلاوت قرآن نہ سنا سکیں گے۔ کاش آپ عمرؓ کو حکم دے دیں۔ حضرت حفصہؓ نے آپ ﷺ سے یہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"تم تو یوسف علیہ السلام کی عورتوں کی طرح ہو' ابو بکر کو حکم دو کہ امامت کریں"۔
چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کو حکم دیا گیا تو انہوں نے امامت کروائی۔ بعد ازاں جب انہوں نے نمازیں پڑھانا شروع کر دیں تو ایک روز آنحضرت ﷺ کو طبیعت میں کچھ بہتری اور ہلکا پن محسوس ہوا' آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دو آدمیوں کے سہارے زمین پر پاؤں گھسیٹتے مسجد میں داخل ہوئے۔

❶ ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ جملہ آپؐ نے اس وقت فرمایا جب حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت حفصہؓ بھی تھیں۔ اور اس میں اشارہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کی طرف جس میں عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے یوسفؑ کے حسن سے متاثر ہو کر ارادہ بد کیا اور بار بار ضد اور اصرار کرتی تھی تو تم بھی اسی طرح ضد اور اصرار کر رہی ہو، اور میرے حکم کی حکمت و مصلحت سمجھے بغیر کسی اندیشہ ہائے دور دراز کے احساس سے اسے رد کر رہی ہو۔

صدیق اکبرؓ نے جب آپ ﷺ کی آہٹ محسوس کی پیچھے ہٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود آپ ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ کے بائیں طرف بیٹھ گئے' آں حضرت ﷺ لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے جب کہ لوگ حضرت ابو بکرؓ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔

٨٣٤۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فَأُتِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أُجْلِسَ إِلَى جَنْبِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُهُمْ التَّكْبِيرَ وَفِي حَدِيثِ عِيسَى فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ

٨٣٤۔۔۔۔ اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت نمبر ٨٣٣ منقول ہے لیکن اس روایت میں ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی کہ جس میں آپ ﷺ نے انتقال فرمایا اور ابن مسہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو لا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو بٹھادیا اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو تکبیر سناتے جاتے تھے۔

اور عیسیٰ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھا رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بازو میں تھے وہ لوگوں کو (تکبیر کی آواز) سنا رہے تھے۔

٨٣٥۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ وَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ

٨٣٥۔۔۔۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنے مرض وفات میں لوگوں کی امامت کا حکم فرمایا۔ چنانچہ وہ امامت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عروہؓ (حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں) کا بیان ہے کہ ایک روز حضور علیہ السلام کو طبیعت مبارک ذرا ہلکی (اور بہتر) محسوس ہوئی تو آپ ﷺ باہر نکل آئے دیکھا تو ابو بکرؓ امامت کر رہے ہیں۔

جب ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے کو ہونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اشارہ کیا کہ اسی طرح رہو۔ حضور علیہ السلام' ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے' (اور نماز پڑھائی شروع کردی بیٹھ کر) چنانچہ ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی اور لوگوں نے ابو بکرؓ کی نماز کی اقتداء کی۔

٨٣٦۔۔۔۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ و حَدَّثَنِي

٨٣٦۔۔۔۔ حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات میں لوگوں کے امام تھے۔ (بیماری کے دوران) جب پیر کا روز ہوا لوگ صف باندھے نماز میں مشغول تھے (کہ اچانک)

أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَاحِكًا قَالَ فَبُهِتْنَا وَنَحْنُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوجِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَارِجٌ لِلصَّلَاةِ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَرْخَى السِّتْرَ قَالَ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ

آنحضرت ﷺ حجرۂ مبارکہ کے پردہ کی اوٹ سے نمودار ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا' آپ کھڑے ہوئے تھے' چہرۂ مبارک مصحف کے کاغذ کی طرح روشن تھا' پھر رسول اللہ ﷺ ہنستے ہوئے تبسم فرمایا۔ ہم آپ ﷺ کے باہر تشریف لانے پر نماز کے دوران ہی مارے خوشی کے مبہوت ہوگئے۔ اور حضرت ابو بکرؓ الٹے قدموں پلٹنے لگے (کہ اب آپ ﷺ نماز پڑھائیں گے) تاکہ (پہلی) صف میں مل جائیں اور انہیں یہ گمان ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف لائے ہیں (لیکن) حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوگئے اور پردہ گرادیا۔ اور پھر اسی روز آنحضرت ﷺ وفات پاگئے۔

۸۳۷...... وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ وَحَدِيثُ صَالِحٍ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ

۸۳۷ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آخری مرتبہ بس پیر کے دن دیکھا تھا جبکہ آپ ﷺ نے پردہ اٹھایا۔

باقی صالح کی روایت زائد کامل ہے۔

۸۳۸...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا

۸۳۸ ...... اس سند سے بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث (آپ ﷺ کو آخری مرتبہ پیر کو دیکھنا تھا) منقول ہے۔

۸۳۹...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ لَنَا وَجْهُ نَبِيِّ اللهِ ﷺ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وَضَحَ لَنَا قَالَ فَأَوْمَأَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ الْحِجَابَ

۸۳۹...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنی علالت کے ایام میں تین روز تک ہماری طرف باہر تشریف نہ لائے۔ ان ایام میں صدیق اکبرؓ نماز کے وقت امامت فرمارہے تھے۔

ایک روز دوران نماز نبی اکرم ﷺ نے حجرۂ شریفہ کا پردہ اٹھایا' جب اللہ کے نبی ﷺ کا چہرۂ انور ہمارے سامنے واضح ہوا تو (ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ) ہم نے اس سے زیادہ عمدہ اور پسندیدہ منظر کبھی دیکھا ہی نہ تھا جو اللہ کے نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک واضح دیکھ کر حاصل ہوا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف

فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ

اشارہ فرمایا کہ وہ آگے ہو جائیں (امامت کے لئے) بعد ازاں آپ ﷺ نے حجاب گرا دیا اور اس کے بعد ہم لوگ حضور ﷺ کی وفات تک دیدار چہرۂ انور سے محروم رہے۔

۸۴۰۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ قَالَ فَصَلّٰى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ حَيَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

۸۴۰۔۔۔۔ حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور مرض میں شدت پیدا ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکرؓ رقیق القلب آدمی ہیں وہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکرؓ ہی کو حکم دو کہ لوگوں کی امامت کریں کیونکہ تم عورتیں تو یوسف (علیہ السلام) کی خواتین کی طرح ہو۔

چنانچہ پھر حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری وقت تک امامت کروائی۔

باب۔۱۶۷ تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تأخر الامام و لم يخافوا مفسدة بالتقديم

امام کے آنے میں تاخیر کی بناء پر کسی دوسرے کو آگے کر کے جماعت کھڑی کرنا جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو

۸۴۱۔۔۔۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُقِيمُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ

۸۴۱۔۔۔۔ حضرت سہلؓ بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنی عمرو بن عوف میں مصالحت کرانے کے لئے تشریف لے گئے (واپسی میں تاخیر ہوگئی اور) نماز کا وقت ہوگیا تو مؤذن حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ نماز پڑھانے کے لئے تیار ہوں تو میں اقامت کہوں؟ فرمایا کہ ہاں! چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے نماز پڑھائی' لوگ ابھی نماز میں ہی مشغول تھے کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے۔ اور لوگوں میں سے ہوتے ہوئے صف میں آکر رک گئے۔ لوگوں نے ہتھیلیوں پر ہاتھ مارے (تاکہ صدیق اکبرؓ کو متوجہ کر سکیں) جب کہ حضرت ابو بکرؓ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہوتے تھے۔ جب لوگوں کی ہاتھ مارنے کی آواز میں کثرت ہوئی تو وہ متوجہ ہوئے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کھڑے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے

ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ

رہو۔ ابو بکرؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کے اس حکم پر (کہ شرف امامت بخشا گیا) بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ پیچھے آکر صف میں شریک ہوگئے اور نبی اکرم ﷺ آگے ہوگئے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ مڑے اور فرمایا کہ اے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب میں نے تمہیں حکم دے دیا تھا تو تم اپنی جگہ کھڑے کیوں نہ رہے؟

حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ: ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھائے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں بہت زیادہ تالی کی آوازیں نکالتے دیکھا؟ اگر کسی کو نماز میں کچھ حادثہ پیش آجائے تو اسے چاہیے کہ سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ جب تم تسبیح کہو گے تو امام تمہاری طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اور تالی تو عورتوں کے لئے ہے۔ ❶

٨٤٢..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ

٨٤٢..... حضرت سہل بن سعد سے سابقہ حدیث معمولی سے فرق (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور الٹے پاؤں ہٹ گئے حتی کہ صف میں آکر مل گئے) کے ساتھ منقول ہے۔

٨٤٣..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ ذَهَبَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوفَ حَتَّى قَامَ عِنْدَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَفِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجَعَ الْقَهْقَرَى

٨٤٣..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی معمولی فرق الفاظ (جب آپ ﷺ آئے تو صفوں کو چیرا اور پہلی صف میں شامل ہوگئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے) کے ساتھ منقول ہے۔

٨٤٤..... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ

٨٤٤..... حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شرکت فرمائی۔ مغیرہؓ فرماتے

❶ کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے عورت کو تو اسے چاہیے کہ تالی بجائے اور منہ سے کچھ نہ کہے۔ اور تالی کا مطلب یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر آہستہ سے مارے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيَّ أَخَذْتُ أُهْرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْجُبَّةِ حَتّٰى أَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتّٰى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلّٰى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُتِمُّ صَلٰوتَهُ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِينَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا

ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز فجر سے قبل قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں نے آپ ﷺ کے واسطے پانی کا برتن اٹھالیا۔

رسول اللہ ﷺ جب لوٹ کر میرے پاس آئے تو میں نے پانی برتن سے آپ ﷺ کے ہاتھوں پہ انڈیلنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تین بار، پھر اپنا چہرہ دھویا، پھر دونوں بازو اپنے جبہ کی آستینوں سے نکالنا چاہیں تو آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے دوبارہ بازو جبہ کے اندر کر کے نیچے سے نکال لئے۔ اور پھر دونوں بازوؤں کو کہنیوں تک دھویا۔ بعد ازاں موزوں کے اوپر مسح فرمایا۔ پھر آپ چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو جالیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں نے حضرت عبد الرحمان بن عوف کو امامت کے لئے آگے کر دیا۔ انہوں نے امامت کروائی۔ حضور علیہ السلام نے دو رکعتوں میں سے ایک رکعت پائی (جماعت کے ساتھ یعنی) دوسری رکعت لوگوں کے ساتھ پڑھی۔

جب حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا تو حضور علیہ السلام کھڑے ہوگئے اپنی نماز پوری کرنے کے لئے مسلمانوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا (کہ آپ ﷺ کی رکعت فوت ہو چکی ہے اور آپ ﷺ کی موجودگی میں امامت بھی کسی اور نے کرائی ہے) تو گھبرا کر بکثرت تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔

جب حضور اقدس ﷺ نے اپنی نماز پوری فرمائی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اچھا کیا یا فرمایا تم نے صحیح کیا اور ان کے اس فعل کو قابل رشک بتلایا کہ تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھا کرو۔

۸۴۵..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَالْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبَّادٍ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَرَدْتُ تَأْخِيرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُ

۸۴۵..... حضرت حمزہ بن مغیرہؓ سے بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ جب مغیرہؓ نے عبد الرحمانؓ بن عوف کو پیچھے ہٹانا چاہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: نہیں پڑھانے دو۔

باب-۱۶۸ تسبیح الرجل و تصفیق المرأة اذا نابهما شیئ فی الصلواۃ

نماز (جماعت) میں کوئی حادثہ پیش آنے کی صورت میں مردوں کو سبحان اللہ اور عورتوں کو تالی بجانا چاہیے

۸۴۶...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ

۸۴۶...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"سبحان اللہ کہنا مردوں کے لئے ہے جب کہ خواتین کے لئے تالی (ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر ہلکی آواز سے مارنا) ہے"۔

زَادَ حَرْمَلَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَدْ رَأَيْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُسَبِّحُونَ وَيُشِيرُونَ

حرملہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں نے کئی اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ تسبیح کے ساتھ اشارہ بھی کرتے تھے"۔ [1]

۸۴۷...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۸۴۷...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت (سبحان اللہ کہنا مردوں کے لئے ہے جبکہ خواتین کے لئے تالی ہے) یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

۸۴۸...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فِي الصَّلَاةِ

۸۴۸...... اس سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق ہی روایت نقل کرتے ہیں باقی اس روایت میں نماز کا اضافہ ہے۔

---

[1] جماعت کے دوران اگر امام کو کوئی حادثہ پیش آجائے یا کوئی غلطی کر رہا ہو جس کا اسے علم نہ ہو تو مقتدیوں کے لئے ضروری ہے کہ امام کو متنبہ کردیں مثلاً: امام کو دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ میں بیٹھنا ہے مگر وہ بھولنے سے کھڑا ہو رہا ہے تو مقتدیوں کی ذمہ داری ہے کہ امام کو متوجہ کریں۔ مردوں کے لئے سبحان اللہ کہنا مشروع ہے کہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو متوجہ کریں۔ جب کہ خواتین اگر جماعت میں شریک ہوں تو انہیں تسبیح کے بجائے ہاتھ کی آواز (تصفیق) سے متوجہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

باب-۱۲۹ الامر بتحسين الصلواة واتمامها والخشوع فيهما

نماز کو اچھی طرح خشوع کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے

۸۴۹ ... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّي فَإِنَّمَا يُصَلِّي لِنَفْسِهِ إِنِّي وَاللهِ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ

۸۴۹..... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے نماز کے بعد (لوگوں کی طرف) رخ پھیرا اور فرمایا: اے فلاں شخص! (کسی آدمی کو مخاطب کر کے کہا) تم اپنی نماز اچھی طرح کیوں نہیں پڑھتے؟ کیا نمازی کو دکھائی نہیں دیتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے باوجود یہ کہ نمازی اپنے ہی فائدہ کیلئے نماز پڑھتا ہے۔ خدا کی قسم! میں جس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

۸۵۰ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا فَوَاللهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا سُجُودُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي

۸۵۰ ... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف اپنے سامنے دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارے رکوع کی حالت مخفی ہے نہ سجدوں کی۔ میں اپنے پیٹھ پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں"۔

۸۵۱ ... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ

۸۵۱ ... حضرت انسؓ بن مالک نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "رکوع سجدے اچھی طریقہ سے ادا کیا کرو خدا کی قسم! میں اپنے پیٹھ پیچھے سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں جب تم رکوع سجدے کرتے ہو"۔

۸۵۲ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا

۸۵۲ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "رکوع سجدے پوری طرح (اطمینان) سے کیا کرو' خدا کی قسم! میں پیٹھ پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں جب تم رکوع اور سجدہ میں ہوتے ہو"۔ [1]

---

[1] ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے نوویؒ نے فرمایا کہ امام کو چاہیے کہ وہ مقتدیوں کی نمازوں کی اصلاح کرے خصوصاً جب کسی کی نماز میں کوئی غلطی دیکھے تو اسے بتلائے اور اس کی غلطی کی اصلاح کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔
جہاں تک حضور علیہ السلام کے ارشاد کہ "میں پیٹھ پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں" کا تعلق ہے تو اس بارے میں علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ اس میں اگرچہ محدثین کرام مختلف فیہ رہے ہیں لیکن صحیح اور قول مختار یہ ہے کہ اس دیکھنے سے رؤیت حقیقی مراد ہے کہ نہ معنوی۔ ... (جاری ہے)

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ إِذَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا سَجَدْتُمْ

باب-۱۷۰ تحريم سبق الامام بركوع او سجود و نحوهما

رکوع یا سجدہ وغیرہ میں امام سے آگے بڑھنا حرام ہے

۸۵۳۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالِانْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالُوا وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ

۸۵۳۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' نماز سے فراغت کے بعد ہماری جانب رخ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں لہٰذا مجھ سے آگے مت بڑھو رکوع یا سجدہ یا قیام میں اور نہ ہی سلام پھیرنے میں۔ اس لئے کہ میں تمہیں سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی۔ پھر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم وہ کچھ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلو جو میں مشاہدہ کرتا ہوں تو ضرور بالضرور تم ہنسنا کم کردو اور رونے کی کثرت کردو' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیا مشاہدہ کرتے ہیں؟ فرمایا جنت اور دوزخ کے مناظر میرے سامنے ہوتے ہیں۔

۸۵۴۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ جَمِيعًا عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَلَا بِالِانْصِرَافِ

۸۵۴۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ روایت (نمبر ۸۵۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

۸۵۵۔۔۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

۸۵۵۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ احمد عالم محمد ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو امام سے قبل (رکوع یا سجدہ سے) سر اٹھاتا ہے کیا ڈرتا نہیں ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے تبدیل کر

(گذشتہ سے پیوستہ) ۔۔۔ اور مجازی۔ البتہ یہ رویت سر کی آنکھوں سے ہونا کوئی ضروری نہیں کیونکہ اہل السنۃ کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ دیکھنے کے لئے عضو مخصوص یعنی آنکھ کا ہونا لازم نہیں ہے نہ عقلاً نہ شرعاً۔ اگرچہ عادتاً آنکھ ہی رویت کا عضو ہے لیکن بطور خرق عادت اللہ تعالیٰ کسی اور عضو یا حصۂ جسم کو یہ خصوصیت عطا کرسکتے ہیں۔ واللہ اعلم

بْنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ

دے گا۔

۸۵۶..... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ مَا يَأْمَنُ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي صَلَاتِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ صُورَتَهُ فِي صُورَةِ حِمَارٍ

۸۵۶..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو جو امام سے قبل نماز میں سر اٹھاتا ہے ڈرنا چاہئے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت کو گدھے کی صورت سے تبدیل کر دے گا"۔ ❶

۸۵۷.....حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ جَمِيعًا عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ

۸۵۷..... اس سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا بے خوف ہے وہ آدمی جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ گدھے کے چہرے کی طرح کر دے۔

باب-۱۷۱ النهى عن رفع البصر الى السماء فى الصلوة

دورانِ نماز آسمان کی طرف نگاہ کرنا جائز نہیں ہے

۸۵۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ

۸۵۸..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ لوگ کہ نماز میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے ہیں وہ اس عمل سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں نہ پلٹیں گی (اللہ تعالیٰ ان کی نگاہوں کو اچک لیں گے اور آنکھیں جاتی رہیں گی)۔

---

❶ بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں یہ وعید اپنے حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ حمار (گدھا) جہالت و حماقت کی علامت ہے لہٰذا ایسا عمل کرنے والا جاہل ہے۔ لیکن محققین نے فرمایا کہ یہاں یہ وعید اپنے ظاہری معنی پر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ایک بزرگ محدث کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ان سے اخذِ حدیث کے لئے گئے اور ان کے چہرہ پر نقاب پڑا رہا کرتا تھا۔ ایک روز نقاب اٹھایا تو ان کا چہرہ گدھے کی طرح تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس حدیث کے ظاہری معنی پر استبعاد محسوس ہوتا تھا لہٰذا میں نے تجربہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا چہرہ گدھے کی طرح کر دیا۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ

۸۵۹ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ

۸۵۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
"لوگ نماز میں دعا کے وقت نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز رہیں ورنہ ان کی بصارت ختم کردی جائے گی"۔

باب-۱۷۲ الامر بالسكون في الصلوة و النهي عن الاشارة باليد ورفعها عند السلام الخ

نماز میں اعتدال واجب اور سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا اور اسے اٹھانا ممنوع ہے

۸۶۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَآنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ

۸۶۰ حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک بار ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ: کیا ہوا میں تمہیں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔ پھر ایک بار آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہمیں حلقوں میں دیکھا (کہ کچھ لوگ ایک طرف صف باندھے کھڑے ہیں اور کچھ لوگ دوسری طرف صف باندھے کھڑے ہیں) فرمایا: میں تمہیں الگ الگ کیوں دیکھ رہا ہوں؟ پھر ایک بار اور ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ: تم لوگ ملائکہ کی طرح صف کیوں نہیں باندھتے جس طرح وہ اپنے رب کے سامنے صف باندھے ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ملائکہ اپنے رب کے سامنے کس طرح صف باندھتے ہیں؟ فرمایا: وہ پہلی صفوں کو پہلے پورا کرتے ہیں اس کے بعد بترتیب صفیں بناتے ہیں۔[1] (بغیر کسی خلل و خلا کے)

۸۶۱ وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

۸۶۱ اس سند سے بھی اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث (نمبر ۸۶۰) اسی طرح مروی ہے۔

---

[1] صفوں کو سیدھا رکھنا اور ترتیب سے بغیر کسی خلا (Gap) کے قائم کرنا واجب ہے۔ جس کی ترتیب یہ ہے کہ جماعت میں اولاً امام والی صف ہوگی۔ اور امام کے عین سے دائیں بائیں دونوں طرف سے شروع کی جائے گی کسی ایک طرف سے شروع کرنا صحیح نہیں۔ اور جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو دوسری طرف شروع کرنا جائز نہیں ہے اور جب تک دوسری مکمل نہ ہو تیسری شروع کرنا جائز نہیں ہے۔ لوگ اس کا خیال کئے بغیر اپنی سہولت سے جہاں مناسب سمجھتے ہیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں شدید غفلت پائی جاتی ہے۔ اسے دور کرنا جہاں لوگوں کی اپنی ذمہ داری ہے وہیں ائمہ مساجد کی بھی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کی اصلاح کریں اور انہیں صف بندی کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

٨٦١ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْقِبْطِيَّةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ

٨٦٢ ... حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو سلام کے وقت دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کرتے تھے' (جب دائیں طرف سلام پھیرتے تو دائیں طرف اشارہ کرتے جب بائیں طرف پھیرتے تو بائیں طرف اشارہ کرتے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں سے کس کی طرف اشارہ کرتے ہو جیسے کہ وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ ران پر رکھے رہو اور دائیں بائیں اپنے ساتھ والے بھائی کی طرف سلام پھیرو۔

٨٦٢ ... و حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ فُرَاتٍ يَعْنِي الْقَزَّازَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُومِئْ بِيَدِهِ

٨٦٣ ... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہم لوگ جب سلام پھیرا کرتے تھے تو ہاتھوں سے بھی سلام کیا کرتے تھے (اشارہ کرتے تھے ہاتھوں سے) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو فرمایا: کیا ہوا تمہیں کہ ہاتھوں سے اشارہ کر رہے ہو گویا کہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہوں' جب تم میں سے کوئی سلام کرے تو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہو کر سلام کیا کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کیا کرے (ساتھ والے کی طرف چہرہ کر کے سلام پھیردے)۔

باب-۱۷۳ تسوية الصفوف و اقامتها و فضل الاول فالاول و الازدحام على الصف الاول الخ

صف بندی اور انہیں سیدھا رکھنا ضروری ہے۔ صف اوّل کی فضیلت، اسے حاصل کرنے میں مسابقت کرنے کا بیان

٨٦٤ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا

٨٦٤ ... حضرت ابو مسعودؓ کا بیان ہے کہ نماز کے لئے آنحضرت ﷺ ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سیدھے اور برابر کھڑے ہو جاؤ' آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اور میرے قریب عقل و فہم رکھنے والے لوگ کھڑے ہوں [1]

---

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا

پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں۔ ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ آج تم لوگوں میں بہت زیادہ اختلاف ہے (جس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں صفیں سیدھی نہیں رکھتے)

٨٦٥ وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

٨٦٥ ... اس سند سے بھی حضرت ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث (آپ ﷺ فرماتے تھے: سیدھے اور برابر کھڑے ہو جاؤ۔ آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل میں پھوٹ پڑ جائے گی ... الخ) اسی طرح مروی ہے۔

٨٦٦ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَصَالِحُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ وَرْدَانَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنِي خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ

٨٦٦ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"مجھ سے قریب ترین ہو کر وہ لوگ کھڑے ہوں جو تم میں سے ارباب عقل و دانش ہیں (نماز میں) پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہوں اور پھر وہ لوگ جو عقل و شعور میں ان سے کم ہوں اور نماز کے دوران بازاری حرکتوں اور شور وغیرہ سے بچتے رہو۔" [2]

٨٦٧ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ

٨٦٧ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"صفوں کو سیدھا رکھو کیونکہ صفوں کو برابر رکھنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے"۔

٨٦٨ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتِمُّوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي

٨٦٨ ... حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"صفیں پوری کرو (درمیان میں خلا باقی نہ رہے) کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں"۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

[1] اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات امام کو کوئی عذر مثلاً حدث وغیرہ لاحق ہو جاتا ہے ایسی صورت میں امام اپنے بالکل پیچھے والے مقتدی کو نائب بنا کر چلا جاتا ہے۔ لہٰذا امام کے پیچھے عقل و شعور اور مسائل شرعیہ کی سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگ کھڑے ہونے چاہئیں۔ جو عام نمازیوں سے ممتاز اور علم و عمل میں افضل ہوں اور متشرع بھی ہوں تاکہ بوقت ضرورت نیابت امام کر سکیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[2] اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح بازار میں شور شرابہ ہوتا رہتا ہے لایعنی آوازیں اور بیجا حرکات کی جاتی ہیں مسجد میں ایسی حرکات اور آوازیں بلند نہ کی جائیں۔ جیسے بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے مسجد میں زور زور سے بولنے اور باتیں کرنے کی یہ ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي

۸۶۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ أَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ

۸۶۹۔ حضرت ھمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ (صحیفہ وہ ہے) جسے ہم نے حضرت ابوہریرہؓ نے حضور علیہ السلام کے حوالہ سے بیان کیا۔ پھر انہوں نے ان میں سے چند احادیث ذکر کیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"نماز میں صف کو سیدھا رکھو کیونکہ صفوں کی درستگی نماز کا حسن ہے"۔

۸۷۰ـــ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

۸۷۰۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ:

"تم لوگ ضرور بالضرور اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مخالفت وانتشار پیدا کر دے گا"۔

۸۷۱ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

۸۷۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہماری صفوں کو اتنے اہتمام سے درست اور سیدھا فرماتے گویا آپ تیر کی لکڑی کو درست کر رہے ہوں (تیر کی لکڑی بالکل سیدھی ہوتی ہے ذرا بھی کجی یا ٹیڑھا پن نہیں ہوتا تو آپ ﷺ اس طرح ہماری صفیں سیدھی رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے اور جب اس طرح کرتے کرتے کچھ عرصہ گذر گیا تو) آپ ﷺ نے دیکھا کہ ہم لوگوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے (کہ نماز میں صفیں کتنی سیدھی رہنی چاہئیں) پھر ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے (نماز کیلئے اور) اپنی جگہ پھر کھڑے تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفیں ہر قیمت پر درست کرلو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا"۔

۸۷۲ـــ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۸۷۲۔ اس سند سے بھی سابقہ روایت (آپ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے گویا آپ تیر کی لکڑی کو درست کر رہے ہوں...... الخ) مروی ہے۔

۸۷۳ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

۸۷۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

فرمایا "اگر لوگ یہ جان لیں کہ اذان اور صف اول کا کیا ثواب ہے اور انہیں بغیر قرعہ اندازی کے اسکا موقع نہ ملے تو وہ اس پر قرعہ اندازی کرنے لگیں اور اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ رات کو جاگنے (اور عبادت گزاری کرنے) میں کیا اجر ہے تو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور اگر عشاء و فجر کی جماعت کا اجرانہیں معلوم ہو جائے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور آئیں خواہ سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے"۔

۸۷۴ ..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ

۸۷۴ ..... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز میں پچھلی صفوں میں دیکھا تو فرمایا آگے بڑھ جاؤ اور تم میری اقتداء کرو اور تم سے پیچھے والے تمہاری اقتداء کریں، لوگ پچھلی صفوں میں رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انعامات میں بھی انہیں پیچھے ہی رکھے گا"۔

۸۷۵ ..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَوْمًا فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

۸۷۵ ..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو مسجد کے آخری حصہ میں دیکھا ..... (تو فرمایا آگے بڑھ جاؤ اور میری اقتداء کرو اور تم سے پیچھے والے تمہاری اقتداء کریں لوگ پچھلی صفوں میں رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انعامات میں بھی انہیں پیچھے ہی رکھے گا)۔

۸۷۶ ..... حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو قَطَنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ أَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً وَقَالَ ابْنُ حَرْبٍ الصَّفِّ الْأَوَّلِ مَا كَانَتْ إِلَّا قُرْعَةً

۸۷۶ ..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم صف اوّل کی فضیلت جان لو تو قرعہ اندازی کرنے لگو"۔

۸۷۷ ..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا

۸۷۷ ..... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "مردوں کی بہترین صف پہلی اور بدترین آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری اور بدترین پہلی ہے"۔

۸۷۸ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۸۷۸ ..... اس سند سے حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث نمبر ۸۷۷ بعینہ منقول ہے۔

باب-۱۷۴ امر النسآء المصليات وراء الرجال ان لا يرفعن رؤسهن من السجود حتى يرفع الرجال

مردوں کے پیچھے جماعت میں شریک ہونے والی خواتین کے لئے مردوں سے قبل سجدہ سے سر اٹھانا منع ہے

۸۷۹۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِثْلَ الصِّبْيَانِ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَائِلٌ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

۸۷۹۔۔۔۔ حضرت سہلؓ بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو پیچھے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے ازار (لنگیاں) کپڑا چھوٹا ہونے کی بناء پر گلے میں باندھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اسی لئے کسی کہنے والے نے یہ کہا کہ اے عورتوں کی جماعت! جب تک مرد سجدہ سے سر نہ اٹھالیں تم سر نہ اٹھانا"۔ [1]

باب-۱۷۵ خروج النسآء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة الخ

عورتوں کے لئے مسجد جانا جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ خوشبو لگا کر نہ نکلے

۸۸۰۔۔۔۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ سَالِمًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمُ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا

۸۸۰۔۔۔۔ حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کی بیوی (یا گھر کی خواتین) مسجد جانے کی اجازت مانگے تو منع مت کرو"۔

۸۸۱۔۔۔۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا قَالَ فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ

۸۸۱۔۔۔۔ حضرت سالم بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ (ان کے والد) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "اپنی خواتین کو مسجد جانے سے مت منع کیا کرو جب وہ اجازت مانگیں (ان کے صاحبزادے) بلال بن عبداللہ نے کہا کہ: "خدا کی قسم! ہم تو ضرور منع کریں گے"۔

---

[1] ابتداء اسلام میں مسلمانوں پر بہت عسرت و تنگی کا دور گذر رہا تھا پہننے کے لئے کپڑے تک نہ ہوتے تھے صرف ایک چادر میں بعض اوقات گذارا کرنا ہوتا تھا' یہ اسی زمانے کی بات ہے۔ تو چونکہ جب ایک چادر کو جسم کے گرد لپیٹا جائے تو اس میں جھکنے وغیرہ کی حالت میں ستر عورت کا اندیشہ کافی زیادہ ہوتا ہے جب کہ اس زمانہ میں خواتین بھی جماعت کی نماز میں شریک ہوتی تھیں اور ان کی صفیں مردوں کی صفوں کے بعد ہوتی تھیں لہٰذا اگر خواتین مردوں سے قبل سر اٹھائیں گی تو ممکن ہے کسی کا ستر کھلا ہوا ہو اور اس پر نظر پڑ جائے جو حیا کے خلاف ہے اس لئے حکم ہوا کہ مردوں سے قبل سر نہ اٹھائیں۔

لَتَمْنَعُهُنَّ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتَقُولُ وَاللهِ لَنَمْنَعُهُنَّ

سالمؒ کہتے ہیں کہ عبداللہؓ بن عمران کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اتنا شدید برا بھلا کہا کہ ہم نے ان کی زبان سے کبھی ایسی باتیں نہیں سنی تھیں۔اور عبداللہ نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بتلا رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ: ہم ضرور منع کریں گے"۔(گویا حضور ﷺ کے فرمان کا معارضہ اور مقابلہ اپنی ذاتی رائے سے کر رہا ہے)۔

۸۸۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَابْنُ إِدْرِيسَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ

۸۸۲.... حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے مت روکا کرو"۔

۸۸۳ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ

۸۸۳.... حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں تمہاری خواتین مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو"۔

۸۸۴.... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَقُولُ لَا نَدَعُهُنَّ

۸۸۴.... حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی عورتوں کو رات میں مسجد جانے سے مت روکا کرو، عبداللہؓ بن عمر کے کسی بیٹے (بلال) نے کہا کہ: ہم تو انہیں باہر نکلنے کی چھوٹ نہیں دیں گے وہ تو اس کو بہانہ بنالیں گی (یہ سن کر) ابن عمرؓ نے بیٹے کو بہت برا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ ❶

---

❶ یہ حضرت ابن عمرؓ کا شدت عشق و محبت کا اظہار تھا آنحضرت ﷺ سے اور چونکہ بظاہر ان کے بیٹے کا اس طرح سے کہنا فرمان رسولؐ سے متصادم نظر آتا ہے اس لئے ابن عمرؓ نے سخت ڈانٹ ڈپٹ کی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ ان بیٹے سے بات چیت ترک کردی اور مرتے دم تک ان سے گفتگو نہ کی حالانکہ صاحبزادے کا مقصد فرمان نبویؐ سے مقابلہ نہیں بلکہ خواتین کے فتنہ میں مبتلا ہو جانے کے خدشہ کا اظہار اور اس کا سدباب کرنا تھا لیکن ابن عمرؓ نے اسے بھی برداشت نہیں فرمایا کیونکہ بظاہر حدیث رسولؐ سے معارضہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اس لئے ابن عمرؓ نے سخت ڈانٹا۔

جہاں تک خواتین کا نماز کے لئے مسجد جانا اور جماعت میں حاضر ہونے کا مسئلہ ہے ائمہ اربعہؒ کے نزدیک اس کا جواز احادیث مذکورہ بالا کی بناء پر ہے لیکن خروج کے لئے کئی شرائط علماء نے ذکر کی ہیں وہ شرائط پائی جائیں گی تو نماز کے لئے مسجد جانا جائز ہوگا مثلاً: یہ کہ خوشبو وغیرہ لگا کر نہ نکلے زیب و زینت کر کے نہ نکلے اسی طرح ایسا زیور جو چلنے میں بجتا ہو پہن کر نکلنا ممنوع ہے۔ اور نوجوان لڑکیاں بھی نہیں نکل سکتیں۔ ان شرائط کے ساتھ نکلنا جائز ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں فتنہ بہت زیادہ پھیل چکا ہے جب کہ ابن عمرؓ کے صاحبزادے نے اپنے دور جو خیر القرون تھا میں فتنہ کی وجہ سے اجازت دینے سے منع کر دیا تھا تو آج کے فتنہ کا تو کچھ مقابلہ ہی نہیں لہٰذا اس بناء پر متاخرین کے نزدیک عورت کا مسجد میں جانے کے بجائے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر، احوط اور اقرب الی الاحیاء ہے جیسا کہ خود حدیث سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

۸۸۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۸۸۵..... اس سند سے بھی اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث نمبر ۸۸۴ بعینہٖ منقول ہے۔

۸۸۶..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ وَاقِدٌ إِذَنْ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ فَضَرَبَ فِي صَدْرِهِ وَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَقُولُ لَا

۸۸۶..... حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کو رات میں مسجد جانے ❶ کی اجازت دے دیا کرو" ان کے ایک صاحبزادے نے جنہیں "واقد" کہا جاتا تھا کہا کہ: پھر تو یہ عورتیں اسے (باہر نکلنے کا) بہانہ بنائیں گی"۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ نہیں!"۔

۸۸۷..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنُوكُمْ فَقَالَ بِلَالٌ وَاللَّهِ لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَقُولُ أَنْتَ لَنَمْنَعُهُنَّ

۸۸۷..... حضرت بلالؒ بن عبداللہؓ بن عمرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "اپنی خواتین کو مسجد جانے سے مت روکو جب وہ تم سے جانے کی اجازت مانگیں" بلال کہتے ہیں کہ اس پر میں نے کہا کہ "خدا کی قسم! ہم تو ضرور منع کریں گے" تو عبداللہؓ نے ان سے فرمایا کہ میں تو حضور اقدس ﷺ کا حکم بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم منع کریں گے"۔

۸۸۸..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةَ كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ

۸۸۸..... حضرت زینب الثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز کے لئے جائے تو رات میں خوشبو نہ لگائے"۔

۸۸۹..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا

۸۸۹..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی خاتون مسجد میں حاضر ہو تو خوشبو نہ لگائے"۔

---

❶ پچھلی روایت میں "بلال" نام آیا ہے اور اس روایت میں "واقد" محدثین نے فرمایا کہ ممکن ہے دونوں صاحبزادوں کے ساتھ یہ بات پیش آئی ہو۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ مختلف رواۃ نے ابن عمرؓ کے مختلف جوابات نقل فرمائے ہیں۔ تو ممکن ہے ایک کو الگ جواب دیا ہو دوسرے کو الگ۔ واللہ اعلم

٨٩٠...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ

٨٩٠...... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ عورت جو خوشبو کی دھونی لے' ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو"۔

٨٩١...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

٨٩١...... حضرت عائشہؓ زوجہ مطہرہ نبی کریم ﷺ فرماتی ہیں کہ: اگر رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ لیتے کہ خواتین نے کیا کیا زیب و زینت اور بناؤ سنگھار شروع کردیا ہے تو انہیں ضرور مسجد میں نماز میں حاضری سے منع فرمادیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا گیا تھا۔

قَالَ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَنِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ

یحییٰؒ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ بنت عبدالرحمانؒ سے پوچھا کہ کیا خواتینِ بنو اسرائیل کو منع کردیا گیا تھا؟ فرمایا کہ ہاں۔ ❶

٨٩٢...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

٨٩٢...... اس سند سے بھی یحییٰ بن سعید سے سابقہ روایت (اگر رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ لیتے کہ خواتین نے کیا زیب و زینت اور بناؤ سنگھار شروع کردیا ہے تو انہیں ضرور مسجد میں نماز میں حاضری سے منع فرمادیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا گیا تھا) بعینہٖ منقول ہے۔

---

❶ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی خروج النساء إلی المسجد کو پسند نہ فرماتی تھیں حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانہ میں جو خیر القرون کا زمانہ تھا اور دورِ نبوت سے متصل زمانہ تھا اس میں کوئی بہت زیادہ تبدیلی زمانۂ نبوت کے مقابلہ میں نہیں آئی ہوگی لیکن اسے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پسند نہیں فرمایا' چہ جائیکہ ہمارے اس دور میں کہ بے حیائی اور فتنہ کی گرم بازاری ہے خواتین مسجد جائیں قطعاً مناسب نہیں اِلّا یہ کہ ضرورت ہو مثلاً: مناسکِ حج میں مسجد حرام میں جانا یا روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری وغیرہ یہ مستثنیٰ ہیں۔ واللہ اعلم

باب-۱۷۶ التوسط في القراءة في الصلوة الجهرية بين الجهر والاسرار اذا خاف من الجهر مفسدة

جہری نمازوں میں اگر جہراً قرأت سے کسی برائی کا اندیشہ ہونے کی بناء پر ہلکی آواز میں قرأت کرنا چاہیے

۸۹۳..... حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ((وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا)) قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ ذَلِكَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ ((وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ)) فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ قِرَاءَتَكَ ((وَلَا تُخَافِتْ بِهَا)) عَنْ أَصْحَابِكَ أَسْمِعْهُمُ الْقُرْآنَ وَلَا تَجْهَرْ ذَلِكَ الْجَهْرَ ((وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا)) يَقُولُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ

۸۹۳ ..... حضرت ابن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "آپ ﷺ [1] اپنی نماز میں نہ جہر کیجئے اور نہ ہی آہستہ" کے بارے میں فرمایا: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں (کسی گھر میں) روپوش تھے جب آپ اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو تلاوتِ قرآن میں آواز بلند فرمالیتے' جب مشرکین تلاوت سنتے تو قرآن کریم، اللہ تعالیٰ (جس نے اسے نازل فرمایا اور جبرئیل امین علیہ السلام (جو اسے لے کر آئے) سب کو گالیاں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ: آپ ﷺ اپنی نماز میں اتنی زور سے بھی تلاوت نہ کیجئے کہ مشرکین آپ کی قرأت سن پائیں اور نہ ہی اتنی آہستہ آواز سے قرأت کیجئے کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قرآن سنائیے، نہ ہی جہر کیجئے بلکہ دونوں کے درمیان کوئی راستہ نکال لیجئے، جہر اور سر کے درمیان۔

۸۹٤ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ((وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا)) قَالَتْ أُنْزِلَ هَذَا فِي الدُّعَاءِ

۸۹۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ولاتجهر بصلاتك ولا تخافت بها" کے بارے میں فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ [2]

۸۹۵..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ ح قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۸۹۵..... اس سند سے بھی ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ روایت (ولا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے) مروی ہے۔

---

[1] سورۃ بنی اسرائیل ۱۵/۱۲/۱۷

[2] اس صورت میں یہ آیت عام ہو جائے گی کہ دعا خارج نماز ہو یا داخل نماز درمیانی آواز سے مانگنی چاہیے۔

باب ـ ۱۷۷ الاستماع للقراءة

قرأت سننے کا بیان

۸۹۶ـ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ((لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ)) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ كَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَكَانَ ذَلِكَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ((لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ)) أَخْذَهُ ((إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ)) إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَتَقْرَؤُهُ ((فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ)) قَالَ أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ لَهُ ((إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ)) أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ

۸۹۶ حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لا تحرك به لسانك لتعجل به" [1] کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر نزول فرماتے تو آپ ﷺ الفاظ کو دہراتے اپنی زبان اور ہونٹوں کو ہلا کر (تاکہ الفاظ وحی یاد رہیں بھول نہ جائیں) لیکن اس میں آپ ﷺ کو دقت اٹھانی پڑتی تھی اور وہ دشواری آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے جھلکتی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: آپ اپنی زبان مبارک کو نہ ہلائیں (الفاظ وحی کو) جلدی جلدی (یاد کرنے کے لئے) بیشک اس قرآن کریم کو جمع کر کے آپ سے پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے"۔ یعنی آپ مشقت برداشت نہ کریں اسے آپ کے سینہ میں ہم نقش کر دیں گے اور اسے پڑھوائیں گے آپ سے تو آپ پڑھیں گے"۔ اور جب ہم اس کی تلاوت کریں بزبان جبرئیل علیہ السلام تو آپ اسے سنتے رہیں یعنی جو ہم نازل کریں اسے سنتے رہیں بیشک (اس کے الفاظ و معانی اور معارف و علوم کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم آپ کی زبان مبارک سے اسے لوگوں کے سامنے بیان کروائیں"۔

چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد جب حضرت جبرئیل آپ ﷺ کے پاس تشریف لاتے تو آپ خاموشی سے گردن جھکا کر سنتے اور ان کے جانے کے بعد وعدۂ الٰہی کے مطابق وحی کو پڑھتے تھے۔

۸۹۷ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ

۸۹۷ حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لا تحرك به لسانك لتعجل به" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی کے وقت بڑی دقت و پریشانی سے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ سعید بن جبیرؒ (جو ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں) فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے مجھے ہونٹ ہلا کر بتلایا کہ اس طرح حضور علیہ السلام ہونٹ ہلاتے تھے اور اب میں بھی ابن عباسؓ کی طرح ہونٹ ہلا کر یہ حدیث بیان کرتا ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "آپ اپنی زبان کو جلدی یاد

[1] (سورۃ القیامۃ ۲۹ / ۱۷ / ۷۵)

اللهُ تَعَالَى (لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ) قَالَ جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهُ (فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ) قَالَ فَاسْتَمِعْ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ

کرنے کے لئے حرکت مت دیجئے' بیشک قرآن کریم کو آپ کے سینہ میں جمع کیا جائے گا پھر آپ اسے پڑھیں گے) اور جب ہم اسے بزبان جبرئیل پڑھیں تو آپ ان کے پڑھنے کو سنیں' یعنی کان لگا کر خاموشی سے سنیں اس کے بعد آپ سے اسے پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔

چنانچہ اسکے بعد آنحضرت ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد کے بعد غور سے قرآن کریم کی وحی سنتے تھے اور جب وہ چلے جاتے تو جس طرح آپ ﷺ کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) پڑھوایا جاتا آپ ﷺ پڑھتے تھے۔

باب-۱۷۸ الجهر بالقرأة في الصبح والقرأة على الجن

نماز فجر میں باآواز بلند قرأت کرنے اور جنات کے سامنے بھی بلند آواز سے تلاوت کا بیان

۸۹۸..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَآهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا مَا ذَاكَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَمَرَّ النَّفَرُ الَّذِينَ أَخَذُوا نَحْوَ تِهَامَةَ وَهُوَ بِنَخْلٍ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ وَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ

۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے نہ تو جنات کو قرآن سنایا نہ ہی انہیں دیکھا۔ [1] بلکہ بات یہ تھی کہ آپ ﷺ نے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ (جو عرب کا مشہور بازار تھا) وہاں دعوت اسلام کے لئے جانے) کا قصد کیا۔ اس زمانہ میں شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان تعطل ہو گیا تھا اور شیاطین پر (جب وہ خبروں کے حصول کے لئے آسمانوں کے دروازوں تک جاتے تھے) شہاب ثاقب مارے جاتے تھے:

"شیاطین اپنے گروہ کے پاس لوٹے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہوا وہ کہنے لگے کہ ہم پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اور شہاب ثاقب ہم پر مارے گئے۔ ان شیاطین نے کہا کہ ہو نہ ہو ضرور کوئی بڑا واقعہ ہوا ہے (جس کی بناء پر آسمان کے دروازے تم پر بند کر دیے گئے) تم مشرق و مغرب کے اطراف میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کیا رکاوٹ حائل ہو گئی ہے۔

چنانچہ شیاطین مشارق و مغارب میں پھیل گئے' ان میں سے ایک گروہ تہامہ (حجاز) کی طرف چل پڑا بازار عکاظ کی طرف۔ آپ علیہ السلام اس

[1] لیکن ابن مسعودؓ کی حدیث جو آگے آرہی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "میرے پاس جنات کا داعی آیا اور میں اس کے ساتھ چلا گیا اور انہیں قرآن سنایا" بظاہر دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن علماء نے فرمایا کہ کوئی تعارض نہیں ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت اوائل زمانۂ نبوت کی ہے جب جنات خود آئے اور انہوں نے قرآن سنا۔ سورۂ جن۔ جب کہ ابن مسعودؓ کا بیان کردہ واقعہ بعد کا ہے جو اسلام کے شائع ہونے کے بعد ہوا۔ واللہ اعلم

فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا (إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا) فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ (قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ)

وقت مقام نخل میں اپنے صحابہ کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ جب ان شیاطین نے قرآن کی تلاوت سنی تو کان لگا لئے اور کہنے لگے یہی ہے وہ چیز جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔ وہ اپنی قوم کے پاس واپس لوٹے اور کہا کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ نمائی کرتا ہے لہٰذا ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے"۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر سورۃ الجن نازل فرمائی۔

۸۹۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ قَالَ فَقَالَ عَلْقَمَةُ أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ قَالَ لَا وَلَكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ قَالَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ

۸۹۹..... حضرت عامرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے علقمہؒ (جو ابن مسعودؓ کے شاگرد تھے) سے پوچھا کہ کیا ابن مسعودؓ لیلۃ الجن میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ تو علقمہؒ نے کہا میں نے بھی ابن مسعودؓ سے یہ بات پوچھی تھی کہ کیا آپ میں سے (صحابہ میں سے) کوئی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیلۃ الجن میں موجود تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں البتہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ غائب ہو گئے، ہم نے وادیوں اور گھاٹیوں میں آپ کو تلاش کیا (مگر آپ نظر نہ آئے) ہم نے کہا کہ شاید آپ کو جنات اڑا کر لے گئے یا آپ کو بے خبری میں مار ڈالا گیا ہے' فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ رات بدترین رات گذاری۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ غار حراء کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو گم کر دیا اور آپ کو بہت ڈھونڈا مگر آپ کو نہ پا سکے' ہم نے نہایت بری رات گذاری ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس جنات کا داعی آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا تھا اور ان کو قرآن سنایا ہے۔ پھر آپ ہم کو لے کر چلے اور جنات کے نشانات' ان کی آگ کے نشانات ہمیں دکھائے' جنات نے آپ سے (حلال) غذا مانگی تو فرمایا کہ ہر وہ جانور جسے اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا ہو اس کی ہڈیاں تمہاری غذا ہے کہ تمہارے سامنے آتے ہی وہ ہڈی گوشت سے خوب بھر جائے گی۔ اور ہر مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہڈی اور مینگنی، لید وغیرہ سے استنجاء مت کیا کرو کہ یہ تمہارے بھائی جنات کی غذا ہے"۔

۹۰۰...... و حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ مِنْ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ مُفَصَّلًا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ

۹۰۰...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جنات کا داعی آیا تھا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا تھا...... الخ) کے معمولی تغیر و تبدل (کہ وہ تمام جن جزیرہ کے تھے) کے ساتھ منقول ہے۔

۹۰۱...... و حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

۹۰۱...... اس سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا...... نیز یہ حدیث جنات کے آثار تک ہے باقی حدیث کے آخر کا حصہ ذکر نہیں کیا۔

۹۰۲...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَهُ

۹۰۲...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے سابقہ حدیث مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں لیلۃ الجن میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا لیکن مجھے یہ تمنا ہی رہی کہ کاش میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا۔

۹۰۲...... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَعْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُوكَ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ أَنَّهُ آذَنَتْهُ بِهِمْ شَجَرَةٌ

۹۰۳...... معن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت مسروقؒ (مشہور تابعی) سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن کریم سنا اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو کس نے دی؟ فرمایا: مجھ سے تمہارے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو جنات کی آمد و سماع کی اطلاع درخت نے دی۔ [1]

---

[1] ابن اسحاق نے مغازی میں اور ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بعثت کے دسویں سال ذوالقعدہ میں طائف کے سفر پر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ اس سفر میں یہ جنات کا واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے قرآن کریم سنا جس کا ذکر ابن عباسؓ نے کیا ہے کہ شیاطین کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ لہٰذا وہ تحقیق حال کے لئے نکلے ہوئے تھے کہ راستہ میں حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ نماز فجر میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ملے اور انہوں نے قرآن سنا تو سمجھ گئے کہ یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کو انسانوں کے ساتھ ساتھ جنات کی طرف بھی نبی بنا کر مبعوث کیا گیا تھا۔ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضورؐ سے قبل تمام انبیاء صرف انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے جب کہ حضور علیہ السلام کو "نبی الانس والجن" بنا کر مبعوث کیا گیا۔

جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شرع کے مکلف ہیں توحید اور ارکان اسلام میں انسانوں و جنات میں کوئی اختلاف نہیں البتہ جہاں تک فروع اور جزئیات کا تعلق ہے تو بعض چیزیں جنات کے لئے حلال ہیں لیکن انسان کے لئے حرام ہیں مثلاً لید ہڈی وغیرہ یہ ان کی غذا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درخت نے آپ کو جنات کی آمد کی اطلاع دی۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ ببول کا درخت تھا۔ نوویؒ نے فرمایا کہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات میں بھی تمیز و حس رکھی ہے۔

باب-١٧٩ القرأة فی الظهر والعصر

نمازِ ظہر اور عصر میں قرأت کا بیان

٩٠٤ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ يَعْنِي الصَّوَّافَ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذَلِكَ فِي الصُّبْحِ

٩٠٤۔ ... حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے تو ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سی سورتیں پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہمیں سنا دیا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ ظہر کی پہلی رکعت کو دوسری کی بنسبت لمبا کرتے جب کہ دوسری کو چھوٹا کرتے تھے اسی طرح فجر کی نماز میں کیا کرتے تھے۔

٩٠٥ .. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

٩٠٥۔ حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھار کوئی آیت ہمیں بھی سنا دیا کرتے۔ اور آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ ہی پڑھا کرتے تھے۔

٩٠٦ ...حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ الم تَنْزِيلُ وَقَالَ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً

٩٠٦۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی نماز ظہر و عصر میں قیام کا اندازہ لگایا کرتے تھے' چنانچہ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ اتنا تھا جتنی دیر میں سورۂ الٓم سجدہ پڑھی جاتی ہے۔ اور ظہر کی آخری دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ اس کے نصف کے مطابق تھا۔

اسی طرح عصر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ تقریباً اتنا تھا جتنا ظہر کی آخری رکعتوں میں ہوتا تھا اور عصر اخیر کی دو رکعتوں میں آپ ﷺ کا قیام اس کے نصف تھا۔ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی روایت میں سورۂ الٓم تنزیل السجدہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ تیس آیتوں کے برابر کہا ہے۔

۹۰۷۔۔۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً أَوْ قَالَ نِصْفَ ذَلِكَ وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذَلِكَ

۹۰۷۔۔۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس آیات کے بقدر پڑھا کرتے تھے' اور اخیر کی دو رکعتوں میں پندرہ آیات کے بقدر یا پہلی کے آدھے کے برابر قیام کرتے تھے۔ اور عصر کی نماز میں پہلی دو میں سے ہر رکعت میں پندرہ آیات کے بقدر پڑھا کرتے تھے جب کہ اخیر کی دو میں اس کے آدھے کے برابر قیام کرتے تھے۔

۹۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ شَكَوْا سَعْدًا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرُوا مِنْ صَلَاتِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ لَهُ مَا عَابُوهُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ فَقَالَ إِنِّي لَأُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا إِنِّي لَأَرْكُدُ بِهِمْ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَبَا إِسْحَقَ

۹۰۸۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت سعدؓ (بن ابی وقاص) کی شکایت کی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی نماز کے بارے میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا۔ وہ تشریف لائے تو ان سے اہل کوفہ کی شکایات کا تذکرہ کیا کہ انہوں نے آپ کی نماز کے بارے میں شکایت کی ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا: میں ان کو رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھاتا ہوں۔ اور اس میں کمی نہیں کرتا۔ پہلی دو میں لمبا قیام کرتا ہوں جب کہ دوسری دو میں اختصار کرتا ہوں۔
حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے آپ کے بارے میں یہی گمان تھا اے ابو اسحاق (یہ حضرت سعدؓ کی کنیت ہے)۔

۹۰۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

۹۰۹۔ اس سند سے بھی عبد الملک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث نمبر ۹۰۸ بعینہ مروی ہے۔

۹۱۰۔ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ قَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَمَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ذَاكَ ظَنِّي بِكَ

۹۱۰۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: لوگوں نے آپ کی ہر بات کی شکایت کی ہے حتی کہ نماز کی بھی کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "مجھے آپ سے یہی گمان تھا"۔

۹۱۱۔۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

۹۱۱۔۔۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقہ روایت (نمبر ۹۱۰) بھی اسی

بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَأَبِي عَوْنٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَقَالَ تُعَلِّمُنِي الْأَعْرَابُ بِالصَّلَاةِ

سند کے ساتھ مذکور ہے باقی اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ دیہاتی مجھے نماز سکھاتے ہیں۔

۹۱۲.... حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقَدْ كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَأْتِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِمَّا يُطَوِّلُهَا

۹۱۲..... حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی تو کوئی جانے والا بقیع کو جاتا قضاء حاجت سے فارغ ہوتا پھر وضو کر کے مسجد پہنچتا تو رسول اللہ ﷺ ابھی پہلی ہی رکعت میں ہوتے تھے اس کو لمبا کرتے تھے۔

۹۱۳..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَزَعَةُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هَؤُلَاءِ عَنْهُ قُلْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا لَكَ فِي ذَاكَ مِنْ خَيْرٍ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِي أَهْلَهُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى

۹۱۳..... حضرت قزعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوا تو ان کے پاس بہت سے لوگ موجود تھے۔ جب لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے وہ باتیں نہیں پوچھتا جو یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں۔ میں تو آپ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں؟ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس بارے میں پوچھنے میں تمہارے لئے کوئی خیر نہیں (کیونکہ تم ویسی نماز پڑھ ہی نہیں سکتے) میں نے پھر وہی بات کہی تو انہوں نے فرمایا: (حضور ﷺ کے زمانہ میں) ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی تھی تو ہم میں سے کوئی (نماز کھڑی ہونے کے بعد) بقیع کو جاتا اور قضاء حاجت کرتا اس کے بعد اپنے گھر آ کر وضو کر کے مسجد لوٹتا تو ابھی رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہی ہوتے تھے (گویا کافی لمبی پہلی رکعت ہوتی تھی)۔

باب-۱۸۰ القرأة في الصبح

فجر کی قرأت کا بیان

۹۱٤.... وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ

۹۱۴ حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز پڑھائی اور سورۃ المؤمنون کی تلاوت شروع فرمائی جب حضرت موسیٰ وھارون علیہما السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا (یہ اختلاف راویوں کے شک کی بناء پر ہے) تو

عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أَوِ اخْتَلَفُوا عَلَيْهِ أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذَلِكَ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَحَذَفَ فَرَكَعَ وَفِي حَدِيثِهِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو وَلَمْ يَقُلِ ابْنِ الْعَاصِ

آپ ﷺ کو کھانسی کا دسکہ لگا چنانچہ آپ ﷺ نے رکوع کر دیا اور عبداللہ بن السائب وہاں حاضر تھے۔
اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے قرأت موقوف کر دی اور رکوع کر دیا۔ اور ان کی روایت میں ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

۹۱۵ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ سَرِيعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ

۹۱۵۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فجر کی نماز میں واللیل اذا عسعس (سورۃ التکویر) پڑھتے سنا۔

۹۱۶۔ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ حَتَّى قَرَأَ (وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ) قَالَ فَجَعَلْتُ أُرَدِّدُهَا وَلَا أَدْرِي مَا قَالَ

۹۱۶۔ حضرت قطبہ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی اور حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے سورۃ قٓ کی تلاوت کی۔ جب آپ ﷺ آیت "والنخل باسقات" پر پہنچے تو میں بھی اسے دھرانے لگا اور پھر مجھے نہیں معلوم کہ آپ ﷺ نے کیا پڑھا۔

۹۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ ابْنِ عِلَاقَةَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ (وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ)

۹۱۷۔ حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فجر کی نماز میں آیت "والنخل باسقات لها طلع نضيد" پڑھتے سنا (یعنی آپ ﷺ نے سورۃ قٓ تلاوت فرمائی)۔

۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ

۹۱۸۔ حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، آپ ﷺ نے پہلی رکعت

عَمِّهٖ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِي اَوَّلِ رَكْعَةٍ (وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ) وَرُبَّمَا قَالَ قٓ

میں والنخل باسقات والی سورۃ (سورۃ قٓ) پڑھی۔

۹۱۹۔۔۔ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ وَكَانَ صَلَاتُهٗ بَعْدُ تَخْفِيفًا

۹۱۹۔۔۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں سورۃ ق والقرآن المجید پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد کی دوسری نمازیں آپ ﷺ کی ہلکی ہوتی تھیں (قرأت کے اعتبار سے بہ نسبت فجر کی نماز کے)۔

۹۲۰ وحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُخَفِّفُ الصَّلَاةَ وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ هٰؤُلَاءِ قَالَ وَاَنْبَاَنِي اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ وَنَحْوِهَا

۹۲۰ حضرت سماک بن حرب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ علیہ السلام نماز ہلکی پڑھایا کرتے تھے اور ان لوگوں کی طرح (لمبی لمبی) نمازیں نہیں پڑھایا کرتے تھے۔

سماک کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں سورۃ ق والقرآن المجید اور ان جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۹۲۱ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ

۹۲۱۔۔۔ حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں سورۃ "واللیل اذا یغشی" اور عصر کی نماز میں بھی اسی طرح کی سورتیں پڑھا کرتے تھے جب کہ فجر کی نماز میں اس سے بھی لمبی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

۹۲۲۔۔۔ وحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الصُّبْحِ بِاَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ

۹۲۲ حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں سورۃ سبح اسم ربك الأعلى پڑھا کرتے تھے جب کہ فجر کی نماز میں اس سے زیادہ لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۹۲۳ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِي بَرْزَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّينَ اِلَى الْمِائَةِ

۹۲۳۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے لے کر سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے"۔

۹۲۴۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِي

۹۲۴۔۔۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک کے درمیان پڑھا

بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ آيَةً

کرتے تھے۔

باب-۱۸۱ القرأة فی المغـــــــــرب

مغرب کی نماز میں قرأت کا بیان

۹۲۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ

۹۲۵...... حضرت ابن عباسؓ کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت الحارث روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ابن عباسؓ کو سورۃ المرسلات پڑھتے سنا تو فرمایا کہ اے میرے بیٹے! تمہارے اس سورت کے پڑھنے نے مجھے یاد دلادیا کہ آنحضرت ﷺ سے سب سے آخری جو سورت میں نے سنی وہ یہی تھی اور آپ نے اسے مغرب کی نماز میں پڑھا تھا۔

۹۲۶... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ ثُمَّ مَا صَلَّى بَعْدُ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

۹۲۶... ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ روایت مروی ہے لیکن اس میں یہ زیادہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیا۔

۹۲۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ

۹۲۷...... حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں سورۂ طور سنی۔

۹۲۸ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۹۲۸.. اس سند سے بھی حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی) مروی ہے۔

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

باب-۱۸۲ القرأة في العشــــــــــه

عشاء کی نماز میں قرأت کا بیان

۹۲۹...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ۔

۹۲۹...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک سفر میں عشاء کی نماز پڑھائی تو دونوں میں سے ایک رکعت میں والتین والزیتون پڑھی۔

۹۳۰...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

۹۳۰...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی آپ ﷺ نے والتین والزیتون پڑھی۔

۹۳۱...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ

۹۳۱...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (نمبر ۹۲۹) منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی آواز سے زیادہ خوبصورت آواز نہیں سنی"۔

۹۳۲...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللهِ وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَلَأُخْبِرَنَّهُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا

۹۳۲...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے بعد ازاں اپنی قوم میں آکر انہیں نماز پڑھاتے (امامت کرتے) تھے۔

رات انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی' پھر اپنی قوم میں آئے اور ان کی امامت کی' نماز میں سورۃ البقرہ شروع کردی' ایک شخص نے (طوالت سے گھبرا کر) منہ موڑ کر سلام پھیرا اور تنہا نماز پڑھ لی اور چلا گیا' لوگوں نے اس سے کہا کہ اے فلاں! کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ (جو نماز جماعت سے نہیں پڑھی) اس نے کہا نہیں خدا کی قسم نہیں! میں ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا اور انہیں بتلاؤں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم اونٹوں کے چرانے والے ہیں' دن بھر کام کرتے ہیں' حضرت معاذؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ

عشاء کی نماز پڑھی، پھر آئے اور (امامت کرائی تو) سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ حضور علیہ السلام حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے معاذ! کیا تم فتنہ پھیلانا چاہتے ہو؟ یہ یہ سورتیں پڑھا کرو۔

قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِعَمْرٍو إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَقَالَ عَمْرٌو نَحْوَ هَذَا

سفیان (راوی) فرماتے ہیں میں نے عمرو (راوی) سے کہا ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: والشمس وضحها، والليل إذا يغشى اور سبح اسم ربك الأعلى اور ان جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرو۔

۹۳۳..... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلَّى فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ مُعَاذٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

۹۳۳..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل الانصاری نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی تو نماز لمبی کر دی، ایک شخص ہم میں سے منہ پھیر کر چلا گیا اور تنہا نماز پڑھ لی۔ حضرت معاذؓ کو اس کی خبر دی گئی تو انہوں نے فرمایا: "وہ تو منافق ہے"۔ جب اس شخص کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور حضرت معاذؓ کی بات سے آپ کو باخبر کیا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم فتنہ پھیلانے والے ہونا چاہتے۔ جب لوگوں کی امامت کرو تو والشمس و ضحها اور سبح اسم ربك الأعلى، اور سورۂ اقرأ باسم ربك اور والليل إذا يغشى جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

۹۳۴..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ

۹۳۴..... حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی قوم میں لوٹتے اور انہیں وہی نماز جماعت سے پڑھاتے۔

۹۳۵..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ

۹۳۵..... حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے بعد ازاں اپنی قوم کی مسجد میں آتے اور ان کو نماز پڑھاتے (امامت کرتے)۔ [1]

---

[1] حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے مفترض (فرض پڑھنے والے) کی نماز ہو جاتی ہے کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے پیچھے فرض پڑھ لیا کرتے تھے پھر دوبارہ نماز جو پڑھاتے تھے وہ نفل ہوتی تھی جبکہ مقتدی اپنے فرض ادا کر رہے ہوتے تھے۔
جبکہ حضرات احناف رحمہم اللہ اور امام مالکؒ کے نزدیک نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز نہیں ..... (جاری ہے)

مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ

باب-۱۸۳ امر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام

ائمہ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم

۹۳۶ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ

۹۳۶..... حضرت ابو مسعود الانصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میں فجر کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے نکال دیتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ ابو مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے اس روز سے زیادہ کبھی آنحضرت ﷺ کو وعظ و نصیحت میں غصہ فرماتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ دین سے بیزار کرنے والے ہیں۔ تم میں سے جو بھی امامت کرے اسے چاہئے کہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ تمہارے پیچھے (جماعت میں) بڑی عمر والے اور کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں (جنہیں نماز سے فارغ ہو کر کام سے جانا ہوتا ہے)۔

۹۳۷ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ وَوَكِيعٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَعِيلَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

۹۳۷ ..... حضرت اسماعیل سے ہشیم کی روایت (آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ دین سے بیزار کرنے والے ہیں تم میں سے جو بھی امامت کرے اس کو چاہئے کہ مختصر نماز پڑھائے الخ) کی طرح حدیث منقول ہے۔

۹۳۸..... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ

۹۳۸..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کے فرائض انجام دے تو مختصر اور ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ تمہارے درمیان (مقتدیوں میں) چھوٹے بچے، بڑی عمر کے لوگ اور کمزور و مریض بھی ہوتے ہیں (ان کی رعایت کرکے مختصر نماز پڑھانی چاہئے) البتہ جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو جس طرح دل چاہے نماز پڑھے"۔

۹۳۹ حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

۹۳۹..... حضرت ہمامؒ بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو

(گذشتہ سے پیوستہ)۔ ہوتی اور احناف کی طرف سے حضرت معاذؓ حضورؐ کے پیچھے فرض پڑھتے تھے کیونکہ بہت ممکن ہے وہ نفل کی نیت سے حضورؐ کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہوں تاکہ حضورؐ کے ساتھ نماز کی برکت نصیب ہو جائے اور نماز کی سنتیں اور طریقہ صحیح طرح معلوم ہو جائے اور دیکھنے والے منافقت کا الزام بھی نہ لگائیں کہ اگر حضورؐ کے ساتھ نماز نہ پڑھیں گے تو لوگ کہیں گے کہ منافق تو نہیں ہے۔ جب کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا چونکہ افضل ہے لہٰذا اپنی قوم میں جاکر فرض پڑھتے ہوں گے۔

قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَا قَامَ أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلٰوةَ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَفِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِذَا قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلَاتَهُ مَا شَاءَ

حضرت ابوہریرہؓ نے ہم سے بیان کی ہیں پھر انہوں نے ان میں سے چند احادیث ذکر کیں اور فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ لوگوں میں بوڑھے اور کمزور بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے"۔

۹۴۰ ..... وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِي النَّاسِ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَذَا الْحَاجَةِ

۹۴۰ ..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی تم میں سے لوگوں کی امامت کروائے تو ذرا ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ لوگوں میں کمزور و بیمار اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں"۔ (جنہیں جلدی ہوتی ہے)۔

۹۴۱ ..... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ السَّقِيمِ الْكَبِيرَ

۹۴۱ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جو کوئی تم میں سے لوگوں کی امامت کروائے تو ذرا ہلکی نماز پڑھائے ... الخ) لیکن اس حدیث میں بیمار کے بجائے بوڑھے کا لفظ ہے، منقول ہے۔

۹۴۲ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أُمَّ قَوْمَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا قَالَ ادْنُهْ فَجَلَّسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ أُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمْ ذَا الْحَاجَةِ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ

۹۴۲ ..... حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنی قوم کی امامت کرو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے نفس میں کچھ (ڈر یا کوئی اور) بات پاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، آپ ﷺ نے مجھے اپنے روبرو بٹھلایا، اپنا دست مبارک میرے سینے پر چھاتیوں کے درمیان رکھا اور فرمایا، پھر جاؤ (رخ تبدیل کرو) پھر اپنی ہتھیلی میرے کندھوں کے درمیان رکھی اور فرمایا: اپنی قوم کی امامت کیا کرو"۔ اور جو قوم کی امامت کرے اسے چاہئے کہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بزرگ، مریض، کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، ہاں جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے نماز پڑھے (لمبی کرے یا مختصر)۔

۹۴۳ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو

۹۴۳ ..... حضرت عثمانؓ ابن ابی العاص فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے جو آخری بات مجھ سے کہی فرمایا: جب تم لوگوں کی امامت کرو تو نماز

بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ

پڑھانے میں اختصار کیا کرو"۔

۹۴٤ـــ وَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوجِزُ فِي الصَّلَاةِ وَيُتِمُّ

۹۴۴ـــ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مختصر اور مکمل نماز پڑھاتے تھے۔ ❶

۹٤٥ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ مِنْ أَخَفِّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ

۹۴۵ـــ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ مختصر اور مکمل نماز پڑھاتے تھے"۔

۹٤٦ـــ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ صَلَاةً مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۹۴۶ـــ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ جو آپ ﷺ سے زیادہ مختصر اور مکمل ترین نماز پڑھاتا ہو۔

۹٤٧ـــ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ الْخَفِيفَةِ أَوْ بِالسُّورَةِ الْقَصِيرَةِ

۹۴۷ـــ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران نماز کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا (اور ماں جماعت میں شامل ہوتی) تو مختصر یا چھوٹی سورت تلاوت فرماتے۔

۹٤٨ـــ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي لَأَدْخُلُ الصَّلَاةَ أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ

۹۴۸ـــ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں جب نماز میں ہوتا ہوں تو اسے لمبا کرنا چاہتا ہوں، پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو بہت تکلیف ہوگی۔

❶ پوری طرح ارکان ادا کیا کرتے تھے' جلدی اور اختصار کا مطلب یہ نہیں کہ ارکان نماز میں جلدی کی جائے اور انہیں پورے طریقہ سے اعتدال سے ادا نہ کیا جائے۔

باب-۱۸۴ اعتدال ارکان الصلاۃ و تخفیفها فی تمام

نماز میں اعتدال ارکان واجب ہے

۹۴۹...... و حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ حَامِدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَمَقْتُ الصَّلَاةَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فَرَكْعَتَهُ فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

۹۴۹...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی نماز کا اندازہ لگایا تو میں نے آپ ﷺ کے قیام' رکوع' رکوع کے بعد سیدھا ہونے' آپ ﷺ کے سجدہ کرنے اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اور دوسرے سجدہ' قعدہ اور سلام پھیرنے کو تقریباً برابر پایا۔ (وقت کے اعتبار سے یعنی ہر رکن کو اعتدال اور پورے اطمینان سے ادا کرتے تھے)۔

۹۵۰...... و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ غَلَبَ عَلَى الْكُوفَةِ رَجُلٌ قَدْ سَمَّاهُ زَمَنَ ابْنِ الْأَشْعَثِ فَأَمَرَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَكَانَ يُصَلِّي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ قَدْرَ مَا أَقُولُ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

قَالَ الْحَكَمُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى فَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرُكُوعُهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَسُجُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَلَمْ تَكُنْ صَلَاتُهُ هَكَذَا

۹۵۰...... حکم کہتے ہیں کہ ابن اشعث (محمد بن الاشعث جس نے حضرت مسلمؓ بن عقیل کا محاصرہ کیا تھا) کے زمانہ میں ایک شخص کوفہ پر غالب آگیا جس کا نام حکم نے لیا تھا (لیکن راوی کو یاد نہیں اور فی الحقیقت اس کا نام مصر ابن ناجیہ تھا)۔ اس نے ابو عبیدہ بن عبداللہ کو امامت کا حکم دیا' چنانچہ وہ نماز پڑھایا کرتے' جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے ہوتے کہ میں یہ دعا پڑھ لیتا تھا:

اللّٰهُمَّ ربنا لك الحمدُ ملءَ السموٰتِ وملءَ الأرضِ وملءَ ماشئتَ مِن شيءٍ بعد أهلَ الثناءِ والمجد لامانع لما أعطيتَ ولا مُعطِي لما منعتَ ولا ينفع ذا الجدِّ منك الجدّ

حکم کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت عبدالرحمانؒ بن ابی لیلیٰ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت براءؓ بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "رسول اللہ ﷺ کی نماز اور آپ ﷺ کا رکوع' رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ' آپ ﷺ کے سجود اور سجدوں کے درمیان جلسہ (یہ سب کے سب اپنے وقت کے اعتبار سے) برابر تھے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں عمرو بن مرۃ سے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے فرمایا: میں نے ابن ابی لیلیٰ کو دیکھا تو ان کی نماز تو اس بیان کردہ طریقہ کے مطابق نہ تھی (ان کا عمل اس حدیث کے موافق نہ تھا)۔

۹۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ مَطَرَ بْنَ نَاجِيَةَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى الْكُوفَةِ اَمَرَ اَبَا عُبَيْدَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

۹۵۱ .... حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب مطر بن ناجیہ کوفہ پر غالب ہوا تو اس نے حضرت ابو عبیدہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان کی۔

۹۵۲ .... حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنِّي لَا اٰلُو اَنْ اُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا قَالَ فَكَانَ اَنَسٌ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا اَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ مَكَثَ حَتّٰى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ

۹۵۲ .... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا جس طریقہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے ہمیں نماز پڑھاتے۔ ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ ایک کام کرتے تھے (اپنی نماز میں) میں تمہیں وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ وہ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ کہنے والا یہ کہہ دیتا کہ شاید وہ بھول گئے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر ٹھہرتے کہ کہنے والا کہہ بیٹھتا کہ شاید بھول گئے ہیں۔ ❶

۹۵۳ .... وَحَدَّثَنِي اَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ اَحَدٍ اَوْجَزَ صَلَاةً مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي تَمَامٍ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَارِبَةً وَكَانَتْ صَلَاةُ اَبِي بَكْرٍ مُتَقَارِبَةً فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَدَّ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ اَوْهَمَ

۹۵۳ .... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کے پیچھے اتنی مختصر اور مکمل ترین نماز نہیں پڑھی جتنی کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔ آپ ﷺ کی نماز قریب قریب ہوتی تھی (کہ ایک رکن دوسرے رکن کے برابر ہوتا تفاوت کے اعتبار سے) جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز بھی قریب قریب تھی۔ پھر جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فجر کی نماز کو لمبا کر دیا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہوتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ ہم کہنے لگتے کہ شاید آپ ﷺ کو وہم ہو گیا (اور آپ ﷺ بھول گئے) پھر آپ سجدہ فرماتے تو دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر جلسہ کرتے کہ ہم کہتے آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔

باب-۱۸۵ متابعة الامام و العمل بعده

امام کی پیروی کرنے اور ہر ایک کام امام کے بعد کرنے کا بیان

۹۵۴ ..... حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۹۵۴ ..... حضرت عبداللہ بن یزید کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ جھوٹے نہ تھے کہ صحابہ رسول اللہ

❶ تعدیل ارکان نماز کے دوران واجب ہے۔ یعنی ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے وقت مکمل اطمینان اور تعدیل واجب ہے۔ عموماً لوگ قومہ اور جلسہ کے دوران بالکل اعتدال نہیں کرتے اور پوری طرح کھڑے یا بیٹھے بغیر سجدہ میں چلے جاتے ہیں ایسی صورت میں مسئلہ معلوم ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوتی۔

يَحْيى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ أَرَ أَحَدًا يَحْنِي ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَاءَهُ سُجَّدًا

ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوتے تو میں کسی کو نہ دیکھتا کہ اپنی پیٹھ جھکائے ہوئے ہو (سجدہ میں جانے کے لئے بے تاب ہو بلکہ سب پورے اطمینان سے کھڑے رہتے) یہاں تک کہ حضور علیہ السلام اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے اس کے بعد سب کے سب آپ کے پیچھے سجدہ میں چلے جاتے تھے۔

۹۵۵ ۔۔۔ وَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَقَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ

۹۵۵ ۔۔۔ عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا اور وہ جھوٹے نہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو ہم میں سے کوئی نہیں جھکتا تھا جب تک رسول اللہ ﷺ سجدے میں نہ چلے جاتے پھر ہم سب آپ ﷺ کے بعد سجدے میں جاتے۔

۹۵۶ ۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعَ رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ نَتَّبِعُهُ

۹۵۶ ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے منبر پر بیٹھ کر کہا کہ مجھ سے حضرت براءؓ نے بیان کیا کہ وہ (صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو سب رکوع کرتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیتے کہ آپ ﷺ نے پیشانی زمین پر رکھ دی ہے پھر ہم بھی پیچھے پیچھے سجدہ میں جاتے۔

۹۵۷ ۔۔۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبَانُ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَحْنُو أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ سَجَدَ فَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْكُوفِيُّونَ أَبَانُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَتّٰى نَرَاهُ يَسْجُدُ

۹۵۷ ۔۔۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے نماز میں۔ اور ہم میں سے کوئی اپنی پشت نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ ہم دیکھ لیتے کہ آپ ﷺ نے سجدہ کر لیا ہے۔

۹۵۸ ۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ عَوْنِ بْنِ أَبِي عَوْنٍ قَالَ

۹۵۸ ۔۔۔ حضرت عمروؓ بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ

حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ الْأَشْجَعِيُّ أَبُو أَحْمَدَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ سَرِيعٍ مَوْلَى آلِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَكَانَ لَا يَحْنِي رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَسْتَتِمَّ سَاجِدًا

کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو آپ ﷺ کو (سورۂ اذاالشمس کورت کی آیت) فلا أقسم بالخنس والجوار الكنس پڑھتے سنا۔ اور ہم میں سے کوئی اپنی پشت جھکاتا نہیں تھا جب تک کہ آپ ﷺ پوری طرح سجدہ میں نہ چلے جاتے تھے۔

باب-۱۸۶ ما يقول اذا رفع رأسه من الركوع

رکوع سے اٹھتے وقت کیا کہے

۹۵۹..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

۹۵۹..... حضرت ابن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے:

"سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحمدُ مِلاءَ السموات ومِلاءَ الأرضِ مِلاءَ ماشئتَ من شيءٍ بعد"۔

۹۶۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

۹۶۰..... حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اللّٰهم ربّنا لك الحمد ملاء السموات وملأ الأرض وملاء ماشئت من شيءٍ بعد"۔

۹۶۱..... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاءِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ

۹۶۱ حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے"۔

(ترجمہ) اے اللہ! اے ہمارے رب! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں تمام آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور اس کے بعد جو بھی چیز آپ چاہیں وہ بھر کر۔ اے اللہ! مجھے برف اولے اور ٹھنڈے پانی سے پاک کر دیجئے' اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسا پاک کر دیجئے جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف کر دیا جاتا ہے"۔

۹۶۲..... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ مُعَاذٍ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّرَنِ وَفِي رِوَايَةِ يَزِيدَ مِنَ الدَّنَسِ

۹۶۲..... اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں آسمان وزمین بھر کر) کچھ الفاظ کے تغیر وتبدل کے ساتھ منقول ہے۔

۹۶۳..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

۹۶۳..... حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے ربنالک الحمد الخ (اخیر کی عبارت کا ترجمہ ہے) بندہ نے جو تعریف کی آپ ہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور ہم سب آپ کے بندے ہیں۔ اے اللہ! جسے آپ دیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے سامنے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

۹۶۴..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

۹۶۴..... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے:

ربنا لك الحمدُ ملءُ السماوات والأرض وملءُ ما شئت من شيءٍ بعدُ أهل الثناء والمجد أحق ما قال العبدُ وكلنا لك عبدٌ اللهم لا مانع لما أعطيت ولا مُعطي لما منعت ولا ينفعُ ذا الجد منك الجد

۹۶۵..... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

۹۶۵..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اس روایت میں ملأ ما شئت من شيء بعد تک دعا نقل کرتے ہیں اس کے بعد کا حصہ ذکر نہیں کرتے۔

باب-۱۸۷ النهي عن قرأة القرآن في الركـــوع والسجـــود
رکوع و سجود میں قرأت قرآن کی ممانعت ہے

۹۶۶۔۔۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ

۹۶۶۔۔۔۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے مرض الموت میں) پردہ ہٹایا حجرۂ مبارک کا اور لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! نبوت کے مبشرات میں سے سوائے نیک اور اچھے خوابوں کے کچھ نہیں رہا وہ خواب جو مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔ سنو! مجھے رکوع و سجدہ کی حالت میں قرأت قرآن سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع کی حالت میں تو اپنے رب کی عظمت و بزرگی بیان کرو اور سجدہ کی حالت میں دعا کی کوشش کیا کرو تو مناسب اور مستحق ہے (سجدہ کی دعا) کہ اسے قبول کیا جائے۔

۹۶۷۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا يَرَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ

۹۶۷۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں پردہ ہٹایا آپ ﷺ کا سر مبارک پٹی سے بندھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچادیا۔ پھر ارشاد فرمایا: نبوت کے مبشرات میں سے سوائے اچھے خوابوں کے جسے نیک بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے کچھ باقی نہیں رہا۔ پھر بقیہ حدیث سفیان کی سابقہ روایت کی طرح بیان کی ہے۔

۹۶۸۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

۹۶۸۔۔۔۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع سجدہ میں قرآن کریم پڑھنے سے منع کیا تھا۔

۹۶۹ ۔۔۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي

۹۶۹۔۔۔۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

إِبْرَاهِيمَ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ

۹۷۰..... و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ

۹۷۰..... حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے رکوع و سجود کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور میں نہیں کہتا کہ تمہیں منع کیا تھا۔

۹۷۱..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي حِبِّي ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

۹۷۱..... حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ میں رکوع یا سجدہ کرتے ہوئے قرأت کروں۔

۹۷۲.....حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ح إِلَّا الضَّحَّاكَ وَابْنَ عَجْلَانَ فَإِنَّهُمَا زَادَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا نَهَانِي عَنْ

۹۷۲..... ان اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن کریم پڑھنے سے منع کیا ہے اور ان تمام راویوں نے سجدہ کی ممانعت نہیں بیان کی جیسا کہ زہری، زید اسلم، ولید بن کثیر اور داؤد بن قیس کی روایتوں میں موجود ہے۔

قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي رِوَايَتِهِمُ النَّهْيَ عَنْهَا فِي السُّجُودِ كَمَا ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَالْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ

٩٧٣...... و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ عَلِيٍّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السُّجُودِ

۹۷۳...... اس سند سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس روایت میں بھی سجدہ کا ذکر موجود نہیں۔

٩٧٤...... و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ لَا يَذْكُرُ فِي الْإِسْنَادِ عَلِيًّا

۹۷۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس سند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

باب-۱۸۸ ما يقال فى الركوع والسجود

رکوع سجدہ کی حالت میں کیا کہا جائے؟

٩٧٥...... و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ فِي السجود

۹۷۵...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
"بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قربت میں سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا دعا کی کثرت کیا کرو (حالتِ سجدہ میں)۔

٩٧٦...... و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ

۹۷۶...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ کلمات کہا کرتے تھے"۔

اللهم اغفرلي ذنبی كله دقه و جله و اوله و اخره و علانيته و سره

اے اللہ! میرے تمام گناہوں کو خواہ کم ہو یا زیادہ، اولین ہوں یا آخری گناہ ہوں، کھلے عام کئے ہوں یا چھپ کر سب کو معاف فرما دے"۔

٩٧٧...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى

۹۷۷...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع و سجود میں ان کلمات کو اکثر پڑھتے تھے:

عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

سبحانك اللّٰهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی یتأول القرآن اللهم اغفرلی

"اے اللہ! آپ ہر عیب وشرک سے پاک ہیں۔ ہمارے رب ہیں تعریف کے سزاوار آپ ہی ہیں اے اللہ! میری مغفرت فرمادیجئے"۔ اور آپ یہ قرآن کریم پر عمل کرتے ہوئے تسبیح فرمایا کرتے تھے (کیونکہ قرآن کریم میں حکم ہے فسبح بحمد ربك واستغفره)

۹۷۸ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِي أَرَاكَ أَحْدَثْتَهَا تَقُولُهَا قَالَ جُعِلَتْ لِي عَلَامَةٌ فِي أُمَّتِي إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

۹۷۸ ..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل کثرت سے یہ کلمات کہتے تھے:۔

سبحانك اللّٰهم ربنا وبحمدك إستغفرك و أتوب إليك

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیسے نئے کلمات ہیں جنہیں میں آپ ﷺ کو کہتے دیکھتی ہوں؟ فرمایا: میرے لئے میری امت میں ایک علامت مقرر کردی ہے۔ جب میں اس علامت کو دیکھتا ہوں تو یہ کلمات کہتا ہوں۔ اور وہ علامت ہے سورۃ الفتح۔ اذا جآء نصر اللہ والفتح۔ [1]

۹۷۹ ... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُنْذُ نَزَلَ عَلَيْهِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ يُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا دَعَا أَوْ قَالَ فِيهَا سُبْحَانَكَ رَبِّي وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

۹۷۹ ..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے آنحضرت ﷺ پر سورۃ الفتح نازل ہوئی۔

میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کوئی نماز پڑھیں اور اس میں یہ دعا اور یہ کلمات نہ کہیں:

"سبحانك ربی وبحمدك اللّٰهم اغفرلی"

۹۸۰ ... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا

۹۸۰ ..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات بہت کثرت سے کہا کرتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ ..... الخ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ ﷺ کو کثرت سے سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ" کے کلمات کہتے دیکھتی ہوں؟ فرمایا: مجھے میرے رب

---

[1] حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور پورے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام اپنی تمام تر شان وشوکت کے ساتھ غالب دین کی حیثیت سے پھیل گیا تو یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ جب اللہ کی فتح اور نصرت آگئی اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں تو اب گویا آپ کی حیاتِ طیبہ اور بعثت کا مقصد پورا ہوگیا اور آپ کا وقت آخر قریب آگیا لہٰذا اپنے رب سے دل لگایئے۔ حمد وثناء اور تسبیح واستغفار کیجئے۔ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد اللہ نے میرے لئے میری امت میں ایک علامت مقرر کردی ہے اس سے مراد یہی بات ہے۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

رَسُولَ اللهِ أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَالَ خَبَّرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرَى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي فَإِذَا رَأَيْتُهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا ((إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ)) فَتْحُ مَكَّةَ ((وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا))

نے بتلایا ہے کہ میں اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا تو جب میں اس علامت کو دیکھتا ہوں تو کثرت سے مذکورہ کلمات کہتا ہوں اور وہ علامت ہے: إذا جاء نصر الله والفتح "اس سے مراد فتح مکہ ہے"۔
یعنی جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور آپ دیکھیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو پھر آپ اپنے رب کی تعریف و تسبیح کیجئے اور اس سے استغفار کیجئے۔ بے شک وہ بہت توجہ فرمانے والا ہے"۔

۹۸۱ — وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ كَيْفَ تَقُولُ أَنْتَ فِي الرُّكُوعِ قَالَ أَمَّا سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنِّي لَفِي شَأْنٍ وَإِنَّكَ لَفِي آخَرَ

۹۸۱ — ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا کہ آپ رکوع میں کیا کلمات کہتے ہیں؟
انہوں نے کہا "سبحانك وبحمدك لا إله إلا أنت"۔ مجھے ان کلمات کے بارے میں ابن ابی ملیکہ نے بتلایا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:
"ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کو غائب پایا تو مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید آپ ﷺ اپنی کسی اور زوجہ مطہرہ کے پاس چلے گئے ہیں (چونکہ خود بھی زوجہ تھیں اس لئے فطری طور پر تجسس ہوا) تو میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے نکلی، جب واپس لوٹی تو آپ ﷺ رکوع یا سجدہ کی حالت میں تھے اور فرما رہے تھے "سبحانك وبحمدك لا إله إلا أنت"۔ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں تو کسی (غلط) خیال میں تھی (کہ حضور ﷺ کسی اور زوجہ کے پاس جاکر خلاف عدل کر رہے ہوں) اور آپ ﷺ تو کسی اور ہی کام میں مصروف ہیں۔

۹۸۲ — حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

۹۸۲ — حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے آنحضرت ﷺ کو بستر سے غائب پایا (اندھیرے کی وجہ سے آپ ﷺ نظر نہیں آرہے تھے) میرا ہاتھ آپ ﷺ کے تلوے پر پڑا، آپ ﷺ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور دونوں پاؤں کھڑے کئے ہوئے تھے آپ ﷺ فرما رہے تھے:
"اللهم إني أعوذ ... الخ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی رضامندی کی آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے معافی کی پناہ مانگتا ہوں آپ کی سزا سے۔ اور میں آپ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں آپ کی تعریف شمار نہیں کر سکتا آپ کی ذات ایسی ہی ہے جیسی آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔

۹۸۳..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ أَنَّ عَائِشَةَ نَبَّأَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

۹۸۳..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں اور سجود میں یہ کلمات فرماتے تھے: "سُبوحٌ قدوسٌ رب الملئكة والرّوح"۔

۹۸۴..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۹۸۴..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ رکوع و سجود میں "سبوح قدوس رب الملائکة والروح" پڑھا کرتے تھے) اس سند سے بھی منقول ہے۔

باب-۱۸۹ فضل السجود والحث عليه

سجدہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان

۹۸۵..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللهُ بِهِ الْجَنَّةَ أَوْ قَالَ قُلْتُ بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ

۹۸۵..... حضرت معدان بن ابی طلحہ الیعمریؒ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے ملا اور عرض کیا کہ: مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جس پر عمل کی بناء پر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمادیں یا مجھے اللہ تعالیٰ کا کوئی محبوب عمل بتلائیں۔ ثوبانؓ خاموش ہوگئے، میں نے پھر سوال کیا تو پھر خاموش ہوگئے، میں نے پھر سوال کیا تو فرمایا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: "تمہارے اوپر کثرت سے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ تم جو بھی سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہو تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارا ایک درجہ بلند فرماتے اور ایک خطا کو معاف فرماتے ہیں"۔

معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت ثوبانؓ نے کہی تھی۔

۹۸۶..... حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي

۹۸۶..... حضرت ربیعہ بن کعب الاسلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا (آپ ﷺ کی خدمت کے لئے) آپ ﷺ کیلئے وضو کا پانی لاتا اور قضائے حاجت کے لئے بھی پانی لاتا تھا۔

رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

آپ ﷺ نے ایک بار (میری خدمت سے خوش ہو کر) فرمایا مانگو (کیا مانگتے ہو) میں نے عرض کیا جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی کچھ مانگو میں نے کہا بس صرف یہی چاہتا ہوں۔ فرمایا اچھا: تو پھر کثرتِ سجود سے اپنے نفس پر میری مدد کرو۔ (تمہارے کثرتِ سجود سے جنت میں داخلہ آسان ہوگا اور تمہاری یہ خواہش اللہ تعالیٰ میری سفارش پر پوری فرمائیں گے)۔

باب-۱۹۰ اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب و عض الرأس في الصلاة

اعضاءِ سجدہ اور دورانِ نماز جوڑا باندھ کر کپڑے سمیٹ کر نماز پڑھنے کی ممانعت

۹۸۷..... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ هَذَا حَدِيثُ يَحْيَى و قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ الْكَفَّيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالْجَبْهَةِ

۹۸۷..... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور منع کیا گیا ہے نماز میں بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے سے۔ اور ابو الربیع کی روایت میں (سات ہڈیوں کا ذکر بھی) ہے کہ وہ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں اور پیشانی ہے۔

۹۸۸..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا أَكُفَّ ثَوْبًا وَلَا شَعْرًا

۹۸۸..... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے یہ حکم دیا گیا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور (دورانِ نماز) اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹوں"۔

۹۸۹..... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكْفِتَ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ

۹۸۹..... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کپڑے اور بال سمیٹنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

۹۹۰..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى

۹۹۰..... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، ۱۔ پیشانی پر ۲۔ ناک کی طرف دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا، ۳، ۴۔ دونوں ہاتھوں پر ۵، ۶ دونوں گھٹنے اور ۷۔ دونوں پاؤں کی انگلیوں پر، اور مجھے

أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ

حکم دیا گیا کہ کپڑے اور بال (دوران نماز) نہ سمیٹوں۔

۹۹۱...... حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَلَا أَكْفِتَ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ

۹۹۱..... حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات "(ہڈیوں) پر سجدہ کروں" اور بال و کپڑے نہ سمیٹوں" (وہ سات یہ ہیں)

۱۔ پیشانی ناک ۲،۳۔ دونوں ہاتھ ۴،۵۔ دونوں گھٹنے ۶،۷۔ اور دونوں پاؤں۔ (پیشانی اور ناک ایک عضو کے حکم میں ہیں)۔

۹۹۲...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ أَطْرَافٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ

۹۹۲...... حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی بندہ سجدہ کرے تو وہ اپنے سات اعضاء کے ساتھ سجدہ کرے اور اپنی پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور اپنے دونوں قدموں کے ساتھ سجدہ کرے۔

۹۹۳...... حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ

۹۹۳...... حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہؓ بن الحارث کو جوڑا باندھے نماز پڑھتے دیکھا (کہ پیچھے سے بالوں کا جوڑا باندھا ہوا ہے) ابن عباسؓ نے ان کے جوڑے کو کھولنا شروع کیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میرے سر سے تمہارا کیا تعلق؟ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی مثال (جو جوڑا باندھ کر نماز پڑھے) اس شخص کی سی ہے جو عریاناً نماز پڑھے۔●

باب ۱۹۱- الاعتدال فی السجود ووضع و رفع المرفقین عن الجنبین و رفع البطن عن الفخذین فی السجود

سجدہ میں اطمینان اور دونوں ہتھیلیاں زمین سے لگانے اور دونوں کہنیاں پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنے کا بیان

۹۹۴...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۹۹۴...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سجدہ میں

● مردوں کے لئے جوڑا باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔ عام حالت کے اندر بھی چہ جائے کہ نماز کی حالت میں جوڑا باندھے۔ اس پر اتفاق ہے کہ جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہو جاتی ہے۔

وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ

برابر رہا کرو اور تم میں سے کوئی سجدہ میں اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح زمین پر مت بچھائے"۔

۹۹۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَلَا يَتَبَسَّطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔

۹۹۵ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ میں برابر رہا کرو الخ) مروی ہے لیکن ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی کلائیوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

۹۹۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِيَادٍ عَنْ إِيَادٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ

۹۹۶ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیاں اٹھائے رکھو"۔

۹۹۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

۹۹۷ حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ کی حالت میں) دونوں ہاتھوں کو اتنا کشادہ رکھتے کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

۹۹۸ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يُجَنِّحُ فِي سُجُودِهِ حَتَّى يُرَى وَضَحُ إِبْطَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

۹۹۸ جعفر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت حسب سابق منقول ہے باقی عمرو بن حارث کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکھتے یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی اور لیث کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھ بغلوں سے جدا رکھتے یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

۹۹۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ مَرَّتْ

۹۹۹ حضرت میمونہؓ (ام المومنین) فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب سجدہ کرتے تو (اتنا کشادہ رکھتے ہاتھوں اور پیٹ کو رانوں سے کہ) اگر بکری کا بچہ اس میں سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا"۔

۱۰۰۰ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ

۱۰۰۰ حضرت ام المومنین میمونہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب

أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ خَوَّى بِيَدَيْهِ يَعْنِي جَنَّحَ حَتَّى يُرَى وَضَحُ إِبْطَيْهِ مِنْ وَرَائِهِ وَإِذَا قَعَدَ اطْمَأَنَّ عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى

سجدہ فرماتے تو ہاتھوں کو پہلوؤں سے اتنا جدا رکھتے کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی اور قعدہ کی حالت میں بائیں ران پر اطمینان سے بیٹھ جاتے۔

۱۰۰۱ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَافَى حَتَّى يَرَى مَنْ خَلْفَهُ وَضَحَ إِبْطَيْهِ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي بَيَاضَهُمَا

۱۰۰۱۔ حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۂ مطہرہ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام جب سجدہ فرماتے تو (دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے) جدا رکھتے یہاں تک کہ پیچھے سے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

باب-۱۹۲ ما يجمع صفة الصلوة وما يفتتح به و يختم به و صفة الركوع والاعتدال منه والسجود والاعتدال منه والتشهد بعد كل ركعتين من الرباعية و صفة الجلوس بين السجدتين و في التشهد الاولى

صفت صلوٰۃ کی جامعیت اور جس سے نماز شروع کی جاتی ہے اس کا بیان، رکوع، سجدہ سے اعتدال کی ترتیب چار رکعت نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد کا بیان، دونوں سجدوں کے درمیان اور پہلے تشہد میں بیٹھنے کا بیان

۱۰۰۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِ (الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى

۱۰۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر کے ساتھ نماز کا آغاز فرماتے اور الحمد للہ رب العالمین (سورۃ الفاتحہ) کی قرأت فرماتے۔ جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تو سر کو نہ نمایاں اور اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ (پشت کے ہموار) درمیان میں رکھتے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے تو سجدہ میں نہ جاتے (اعتدال کے ساتھ سجدہ فرماتے) جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو جب تک اچھی طرح بیٹھ نہ جاتے دوسرے سجدہ میں نہ جاتے (جلسہ بھی اطمینان سے کرتے) اور ہر دو رکعت کے بعد قعدہ میں التحیات پڑھتے۔ قعدہ کی حالت میں بائیں ٹانگ کو بچھا کر دائیں ٹانگ (پاؤں) کو

يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهَى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيمِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ

کھڑا رکھنے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے۔[1] اور اس سے بھی منع فرماتے کہ آدمی اپنے ہاتھوں کو درندے کی مانند زمین پر بچھائے۔ نماز کا اختتام سلام کے ذریعہ فرماتے تھے۔

باب-۱۹۳ سترة المصلي والندب الى الصلوة الى سترة والنهي عن المرور الخ

سترہ[2] کا بیان، سترہ کی طرف نماز پڑھنے کا استحباب نمازی کے سامنے سے گذرنے کی ممانعت کا بیان

۱۰۰۳...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ

۱۰۰۳...... حضرت موسیٰ ابن طلحہ اپنے والد (طلحہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو اب بے کھٹک نماز پڑھے اور اس سترہ کے پاس سے گزرنے والے کی پرواہ نہ کرے"۔

۱۰۰٤...... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

۱۰۰۴...... حضرت موسیٰ بن طلحہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ: "ہم لوگ نماز پڑھا کرتے تھے چوپائے ہمارے سامنے سے گذرتے رہتے۔ رسول اللہ ﷺ سے ہم نے اس کا ذکر کیا تو فرمایا: پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز تمہارے سامنے ہونی چاہیئے۔ پھر سامنے سے گذرنے پر تمہاری نماز کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

۱۰۰۵...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ

۱۰۰۵...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی ٹانگوں کو کھڑا کر کے سُرین کے بل بیٹھے۔ یہ نشست ممنوع ہے اسے حدیث میں اقعاء کہا گیا ہے۔

[2] سترہ اس لکڑی وغیرہ کو کہتے ہیں جو نمازی اپنے سامنے گاڑ لیتا ہے تاکہ اگر کوئی سامنے سے گذرے تو گذرنا اس کے لئے جائز ہو سکے۔ کیونکہ نمازی کے سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور احادیث میں اس سے بچنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ سترہ کے لئے لکڑی کا ہونا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ کسی بھی چیز کو بطور سترہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ۔

رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے سترہ کے متعلق دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:
پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہئے۔

۱۰۰۶ ۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ

۱۰۰۶۔۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے غزوۂ تبوک میں نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہونا چاہئے۔

۱۰۰۷۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

۱۰۰۷۔۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب عید کے روز باہر نکلتے تو نیزہ (اپنے سامنے گاڑنے) کا حکم فرماتے۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ ﷺ نماز پڑھاتے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے۔ سفر میں بھی آپ ﷺ اسی طرح کرتے۔
یہیں سے امراء اور حکام نے بھی نیزہ ساتھ رکھنا شروع کیا۔

۱۰۰۸ ۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَغْرِزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّي إِلَيْهَا زَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَهِيَ الْحَرْبَةُ

۱۰۰۸۔۔۔۔۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نیزہ گاڑتے اور پھر اس برچھی (نیزہ) کی آڑ میں نماز پڑھتے تھے"۔

۱۰۰۹۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهُ وَهُوَ يُصَلِّي إِلَيْهَا۔

۱۰۰۹۔۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اونٹنی کو اپنے سامنے کر کے نماز پڑھا کرتے تھے (اونٹنی کو بطور سترہ کے سامنے کر لیتے تھے)۔

۱۰۱۰۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى رَاحِلَتِهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى إِلَى بَعِيرٍ

۱۰۱۰۔۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث مروی ہے۔

۱۰۱۱۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ

۱۰۱۱۔۔۔۔۔ حضرت ابو جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں ابطح کے مقام پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ ایک سرخ چمڑے کے

حدثنا سُفْيَانُ قَالَ حدثنا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ قَالَ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوئِهِ فَمِنْ نَائِلٍ وَنَاضِحٍ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا يَقُولُ يَمِينًا وَشِمَالًا يَقُولُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ لَا يُمْنَعُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ

خیمہ میں تھے۔ حضرت بلالؓ وضو کا پانی لیکر نکلے (جو حضور ﷺ کے وضو سے بچ گیا تھا۔ لوگوں نے برکت کے لئے اسے لینا چاہا تو) کسی کو تو پانی ملا اور کسی کو نہ ملا تو اس نے دوسرے سے لے کر اپنے اوپر چھینٹے ہی مار لئے۔ حضور اقدس ﷺ سرخ جوڑا پہنے باہر تشریف لائے گویا کہ میں آج بھی آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ میں ادھر ادھر ان کے منہ کی اتباع کرنے لگا جو دائیں بائیں پھر کر حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح کہہ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے لئے ایک نیزہ گاڑ دیا گیا' آپ آگے ہوئے اور ظہر کی دو رکعات (قصر) پڑھیں۔ آپ ﷺ کے سامنے سے گدھا' کتا جانور وغیرہ گذر رہے تھے مگر آپ انہیں روکتے نہیں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے عصر کی دو رکعات پڑھیں پھر آپ ﷺ مستقل مدینہ لوٹنے تک دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔ (چار رکعت والی نمازیں کیونکہ سفر میں تھے اس لئے قصر فرمارہے تھے)۔

۱۰۱۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حدثنا بَهْزٌ قَالَ حدثنا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حدثنا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخْرَجَ وَضُوءًا فَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخْرَجَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا فَصَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ

۱۰۱۲ حضرت عون بن ابی جحیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت بلالؓ حضور ﷺ کا وضو کا پانی نکالا تو لوگ اسے حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑے (تاکہ برکت حاصل کریں) جسے پہنچ گیا اس نے اپنے بدن پر پھیر لیا اور جسے کچھ نہ ملا اس نے اپنے بھائی کے گیلے جسم سے تری حاصل کر کے (برکت حاصل کی) پھر میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا کہ ایک نیزہ انہوں نے نکالا اور اسے گاڑ دیا۔ حضور اقدس ﷺ سرخ جوڑے میں ملبوس تیزی سے تشریف لائے اور نیزہ کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ دو رکعات پڑھیں۔ اور میں نے دیکھا کہ لوگ اور چوپائے نیزہ کے سامنے سے گذر رہے ہیں (کیونکہ سترہ تھا اس لئے ان کے گذرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں پڑا)۔

۱۰۱۳ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ قَالَ ح وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حدثنا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حدثنا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ كِلَاهُمَا

۱۰۱۳ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث اس سند کے ساتھ ذکر کی ہے لیکن اس مالک بن مغول والی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب دوپہر کا وقت ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور نماز کے لئے اذان دی۔

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فَلَمَّا كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلٰوةِ

۱۰۱۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ وَكَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ

۱۰۱۴..... حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کو بطحاء کی طرف نکلے پھر وضو کر کے ظہر اور عصر کی دو دو رکعات پڑھیں۔ آپ ﷺ کے روبرو ایک نیزہ تھا۔ اور نیزہ کے اس پار سے عورتیں اور گدھے گذر رہے تھے۔

۱۰۱۵..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ الْحَكَمِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ

۱۰۱۵..... شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں سندوں کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی طرح منقول ہے اور حکم کی حدیث میں اتنا اضافہ ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے وضوء کا بچا ہوا پانی لینا شروع کر دیا۔

باب ـ ۱۹۴ منع المار بين يدي المصلي

نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت کے بیان میں

۱۰۱۶..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ

۱۰۱۶..... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا میں ان دنوں قریب البلوغ تھا' دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں صف کے سامنے سے گذرا اور سواری سے اتر کر گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور میں صف میں داخل ہو گیا، لیکن کسی نے مجھ پر نکیر نہیں کی [1] (کہ تم نے نمازیوں کے سامنے سے گذر کر غلط کیا ہے)۔

---

[1] علامہ عثمانی صاحب فتح الملہم فرماتے ہیں کہ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ابن عباسؓ اس وقت چھوٹے تھے تو ان کے بچپن (بچپن) کی وجہ سے کسی نے نکیر نہیں کی۔ اور مقصد اس حدیث کے ذکر سے یہ ہے کہ حمار کا گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز کو نہیں توڑتا۔
کما قال ابن مالک کذا فی المرقات۔ اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو مقتدیوں کے سامنے سے گذرنا مقتدیوں کی نماز کے لئے کوئی قاطع نہیں ہے اگرچہ گذرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ گذرے۔

۱۰۱۷...... حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

۱۰۱۷...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے' رسول اللہ ﷺ منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر کھڑے نماز پڑھا رہے تھے' گدھا بعض صفوں کے سامنے سے گذرا' اور ابن عباسؓ اس سے نیچے اترے اور لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہو گئے۔

۱۰۱۸...... حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ

۱۰۱۸...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ میدان عرفات میں نماز پڑھا رہے تھے۔

۱۰۱۹...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنًى وَلَا عَرَفَةَ وَقَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَوْ يَوْمِ الْفَتْحِ

۱۰۱۹...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث بلکہ فتح مکہ یا حجۃ الوداع کا ذکر ہے منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں منیٰ اور عرفات کا کوئی ذکر نہیں۔

۱۰۲۰...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

۱۰۲۰...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کسی گذرنے والے کو گذرنے نہ دے اپنے سامنے سے اور جہاں تک قدرت ہو اسے روکے، اور اگر وہ انکار کرے (یعنی گذرنے پر مصر ہی ہو) تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے"۔ ❶

۱۰۲۱...... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ هِلَالٍ يَعْنِي حُمَيْدًا قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَصَاحِبٌ لِي نَتَذَاكَرُ حَدِيثًا إِذْ قَالَ أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ أَنَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ

۱۰۲۱...... ابو صالح السمان فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا جمعہ کی نماز میں۔ وہ کسی چیز کی آڑ میں لوگوں سے الگ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران ایک نوجوان شخص جو بنی ابی معیط سے تعلق رکھتا تھا ان کے پاس آیا اور انہیں عبور کر کے گذرنا چاہا ابو سعیدؓ

❶ اس حدیث میں تو مطلقاً بیان ہوا ہے کہ گذرنے والے کو روکے اور اس سے لڑے' دراصل یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور گذرنے والا سترہ اور اس کے درمیان سے گذرنے پر مصر ہو' جب کہ فی الحقیقۃ لڑائی اور باقاعدہ لڑائی کی پھر بھی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عمل مفسد صلوٰۃ اور خشوع نماز کے منافی ہے۔ البتہ بعض شوافع کے نزدیک باقاعدہ لڑائی بھی جائز ہے۔ لیکن ابن عربی نے اسے بعید از عقل قرار دیا ہے اور کہا کہ مقاتلہ سے مراد مدافعہ یعنی اسے روکنا ہے نہ کہ باقاعدہ لڑائی۔ حدیث میں فرمایا کہ وہ تو شیطان ہے۔ یعنی بذات خود تو شیطان نہیں بلکہ خالص شیطانی عمل کر رہا ہے کہ نمازی کے آگے سے گذرنے پر مصر ہے۔

وَرَأَيْتُ مِنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَبِي سَعِيدٍ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَرَادَ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ فَنَظَرَ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي سَعِيدٍ فَعَادَ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ أَشَدَّ مِنَ الدَّفْعَةِ الْأُولَى فَمَثَلَ قَائِمًا فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ زَاحَمَ النَّاسَ فَخَرَجَ فَدَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ قَالَ وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيكَ جَاءَ يَشْكُوكَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

نے اس کے سینہ میں ہاتھ مار کر اسے روکنا چاہا۔ اس نے دوسری طرف دیکھا تو راستہ نہ پایا سوائے ابوسعید کے سامنے سے۔ وہ دوبارہ گذرنے لگا تو ابوسعیدؓ نے پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ اس کے سینہ میں مارا۔ وہ وہیں کھڑا ہو کر رہ گیا اور ابوسعیدؓ سے جھگڑنے لگا (برا بھلا کہنے لگا) پھر لوگ جمع ہوگئے تو وہ وہاں سے نکلا اور مروان (حاکم مدینہ) کے پاس گیا اور سارے واقعہ کی شکایت مروان سے کی۔ جب ابوسعیدؓ مروان کے پاس پہنچے تو مروان نے ان سے کہا کہ آپ کا اور بھتیجے کا کیا معاملہ ہے؟ یہ آپ کی شکایت لے کر آیا ہے۔ ابوسعیدؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی لوگوں سے علیحدہ سترہ رکھ کر نماز پڑھے اور پھر کوئی تمہارے سامنے سے گذرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینہ میں مار کر اسے روکے، پھر بھی انکار کرے (اور زبردستی نکلنا چاہے) تو اس سے لڑے کہ وہ تو شیطان ہے۔

۱۰۲۲ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ

۱۰۲۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کسی کو سامنے سے گذرنے نہ دے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑو کیونکہ اس کے ساتھ قرین (شیطان) ہے۔ (قرین سے مراد شیطان ہے)۔

۱۰۲۳ ..... وحَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

۱۰۲۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی حدیث آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے والا اپنے سامنے سے کسی کو نہ گذرنے دے اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑے) اس سند سے مروی ہے۔

۱۰۲۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي قَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا

۱۰۲۴ حضرت بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد الجہنیؓ نے انہیں ابوجہیم کے پاس بھیجا یہ بات پوچھنے کے لئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے بارے میں کیا سنا ہے؟ ابوجہیم نے (جن کا نام عبداللہ بن حارث انصاریؓ تھا) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا یہ جان لے کہ اس پر کتنا وبال ہے تو چالیس (برس) کھڑے رہنا اس کے لئے

لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ أَوْ سَنَةً۔

نمازی کے سامنے سے گذرنے سے بہتر ہو۔ ابوالنضرؒ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ آپ ﷺ نے کیا کہا چالیس دن یا مہینے یا سال۔

١٠٢٥ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ

١٠٢٥۔۔۔ اس سند سے سابقہ حضرت مالک والی حدیث (اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا یہ جان لے کہ اس پر کتنا وبال ہے تو چالیس (برس) کھڑے رہنا بہتر ہے) مروی ہے۔

١٠٢٦ ۔۔۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ

١٠٢٦۔۔۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گذرنے کی جگہ ہوتی تھی۔

١٠٢٧ ۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَتَحَرَّى مَوْضِعَ مَكَانِ الْمُصْحَفِ يُسَبِّحُ فِيهِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرَّى ذٰلِكَ الْمَكَانَ وَكَانَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقِبْلَةِ قَدْرُ مَمَرِّ الشَّاةِ

١٠٢٧۔۔۔ حضرت سلمہؓ بن الاکوعؓ سے روایت ہے کہ وہ مصحف [1] کی جگہ کو تلاش کرتے تھے تاکہ وہاں تسبیح وغیرہ پڑھیں' اور آپ ﷺ کے منبر اور قبلہ کے درمیان بکری کے گذرنے کی مقدار برابر جگہ تھی۔

١٠٢٨ ۔ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مَكِّيٌّ قَالَ يَزِيدُ أَخْبَرَنَا قَالَ كَانَ سَلَمَةُ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا

١٠٢٨۔۔۔ یزیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہؓ بن الاکوعؓ اس ستون کے قریب جگہ ڈھونڈتے تھے نماز کے لئے جو مصحف کے پاس تھا' میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مسلم! میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اسی ستون کے قریب جگہ تلاش کرتے ہیں نماز کے لئے؟ فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کے قریب نماز پڑھتے دیکھا ہے (اس لئے بطور تبرک میں بھی اسی جگہ کو ڈھونڈتا ہوں نماز کے لئے)۔

١٠٢٩ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

١٠٢٩۔۔۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] مصحف سے مراد حضرت عثمانؓ کا قرآن پاک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبویؐ میں اس مصحف کو رکھنے کے لئے کوئی خاص جگہ تھی جہاں اسے صندوق میں رکھا جاتا تھا۔

قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ قُلْتُ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ

"جب تم میں سے کوئی نماز کیلئے کھڑا ہو تو اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز بطور سترہ ہونی چاہیے کیونکہ اس کی نماز کو گدھے عورتیں اور سیاہ کتے قطع کر دیتے ہیں[1]، میں نے کہا (عبداللہ بن الصامت نے) کہ اے ابوذر! سیاہ کتے کو سرخ اور زرد کتے سے کیوں خاص کیا؟ فرمایا: اے میرے بھتیجے ایسی بات میں نے بھی تمہاری طرح رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: "سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے"۔

۱۰۳۰ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَيْضًا أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَ بْنَ أَبِي الذَّيَّالِ قَالَ ح و حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ الْبَكَّائِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ كَنَحْوِ حَدِيثِهِ

۱۰۳۰...... ان اسناد سے بھی سابقہ روایت (جب کوئی نماز کیلئے کھڑا ہو تو پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی سترہ ہونا چاہیے ......الخ) مروی ہے۔

۱۰۳۱...... و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْأَصَمِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ

۱۰۳۱...... حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو عورت گدھا اور کتا (سامنے سے گذر کر) قطع کر دیتے ہیں اور نماز کو ایک لکڑی جو پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو ان چیزوں سے بچا لیتی ہے (اگر اس کو سترہ کے طور پر سامنے گاڑ دیا جائے) (حکم اس حدیث کے مطابق نہیں جیسا کہ گذر چکا)۔ زکریا

---

[1] علماء کا اختلاف ہے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے سے نمازی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟ امام احمد بن حنبل کے نزدیک صرف سیاہ کتے کے گذرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ جبکہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور جمہورؒ کے نزدیک ان سب میں سے کسی کے گذرنے سے نماز پر کوئی فساد کا اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ کسی بھی چیز کے گذرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان حضرات کی دلیل حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی احادیث ہیں جنہیں ابوداؤد و نسائیؒ نے سند صحیح کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ

۱۰۳۲...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ

۱۰۳۲...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اس طرح کہ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی جیسے کہ جنازہ پڑا ہوتا ہے (امام کے سامنے)۔

۱۰۳۳...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ كُلَّهَا وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ۔

۱۰۳۳...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کو (تہجد کی) پوری نماز اس طرح ادا کرتے کہ میں آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ پھر جب وتر پڑھنے لگتے تو مجھے بھی جگا دیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

۱۰۳۴...... وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ فَقُلْنَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ فَقَالَتْ إِنَّ الْمَرْأَةَ لَدَابَّةُ سَوْءٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّي

۱۰۳۴...... حضرت عروۃ بن الزبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کن چیزوں کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟ ہم نے کہا کہ عورت اور گدھے سے۔ فرمانے لگیں کہ عورت بھی ایک برا جانور ہی ہے۔ میں خود بھی آنحضرت ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح سے آڑی پڑی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

۱۰۳۵...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحَمِيرِ وَالْكِلَابِ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ

۱۰۳۵...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے نماز کے توڑنے والی چیزوں کا ذکر ہوا کہ وہ کتا گدھا اور عورت ہیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں سے مشابہت دے دی۔ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز پڑھتے تھے اور میں چارپائی پر ان کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی۔ مجھے قضائے حاجت کا تقاضا ہوتا تو مجھے یہ ناپسند تھا کہ آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاؤں لہٰذا میں (لیٹے لیٹے ہی) آپ ﷺ کے قدموں کے پاس سے کھسک جاتی تھی۔

۱۰۳۶...... حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ

۱۰۳۶...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تم لوگوں نے

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَدَلْتُمُونَا بِالْكِلَابِ وَالْحُمُرِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أَسْنَحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي

ہمیں (خواتین) کو کتوں اور گدھوں کے برابر کردیا جب کہ میں خود چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور تخت کے درمیان میں نماز پڑھتے' پس مجھے آپ ﷺ کے سامنے ظاہر ہونا برا محسوس ہوتا تھا۔ لہٰذا میں تخت کے پاؤں کی طرف سے کھسکتی رہتی یہاں تک کہ لحاف سے نکل جاتی۔

۱۰۳۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ

۱۰۳۷...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے سامنے سو رہی ہوتی تھی اور میری ٹانگیں آپ کے قبلہ (سجدہ کی جگہ) میں ہوتیں جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو میں ٹانگیں سکیڑ لیتی اور جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو پھیلا لیتی تھی' فرماتی ہیں کہ اُن دنوں گھروں میں چراغ نہ ہوتے تھے۔

۱۰۳۸ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ جَمِيعًا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ

۱۰۳۸...... حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں حیض کی حالت میں بالکل آپ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی بلکہ بعض اوقات آپ ﷺ کا کپڑا میرے جسم سے چھو جاتا جب آپ ﷺ سجدہ میں ہوتے۔

۱۰۳۹...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ إِلَى جَنْبِهِ

۱۰۳۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رات میں نماز پڑھتے تھے تو میں آپ ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوتی تھی حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی اور مجھ پر ایک چادر پڑی ہوتی تھی جس کا کچھ حصہ آپ ﷺ پر بھی ہوتا تھا۔

باب-۱۹۵　الصلوۃ فی ثوب واحد و صفة لبسه

ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنے اور اسے پہننے کا بیان

۱۰۴۰ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ

۱۰۴۰...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے

فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ

ہیں؟ (یعنی چونکہ اس زمانہ میں فقر تھا اور ہر ایک کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑے بھی پوری طرح میسر نہیں تھے اس لئے فرمایا کہ تمہاری اکثریت کو تو دو کپڑے بھی میسر نہیں لہٰذا یہ سوال کہ ایک کپڑے میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں غلط ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ہو جائے گی)۔

۱۰۴۱ ..... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ وَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۰۴۱ ..... ان اسناد کے ساتھ بھی حدیث (سائل نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں) مروی ہے۔

۱۰۴۲ ..... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَادَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَيُصَلِّي أَحَدُنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ

۱۰۴۲ ..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کے پوچھا:

کیا ہم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ایک کو دو کپڑے میسر ہیں؟

۱۰۴۳ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ

۱۰۴۳ ..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اس طرح کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو"۔

۱۰۴۴ ..... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ

۱۰۴۴ ..... حضرت عمرؓ بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو ایک کپڑے میں لپٹا ہوا نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں۔

آپ ﷺ کپڑے کے دونوں کناروں کو اپنے کندھے پر ڈالے ہوئے تھے۔

۱۰۴۵ ..... حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مُتَوَشِّحًا وَلَمْ يَقُلْ مُشْتَمِلًا

۱۰۴۵ ..... حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے یہی حدیث کچھ الفاظ کے تبدل کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور اس روایت میں یہ ہے آپ ﷺ نے توشح کیا۔ لفظ مشتملاً نہیں ہے۔

۱۰۴۶ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ

۱۰۴۶ حضرت عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا کہ اس میں نماز پڑھ رہے ہیں اور اس کے دونوں کناروں کو مخالف سمت میں ڈالا ہوا تھا۔

۱۰۴۷ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ زَادَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ

۱۰۴۷..... حضرت جابرؓ سے بھی یہی روایت (رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا کہ اس میں نماز پڑھ رہے ہیں) منقول ہے لیکن اس روایت میں آخری بات (کپڑے کے دونوں کناروں کو مخالف سمت میں ڈالا ہوا تھا) مذکور نہیں۔

۱۰۴۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

۱۰۴۸ .. حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں توشح کیے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

۱۰۴۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ جَمِيعًا بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۰۴۹ .... سفیان سے اس سند کے ساتھ روایت منقول ہے اور ابن نمیر کی روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا۔

۱۰۵۰ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ وَعِنْدَهُ ثِيَابُهُ وَقَالَ جَابِرٌ إِنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ

۱۰۵۰..... حضرت ابوالزبیر المکی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابرؓ بن عبداللہ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا جسے انہوں نے جسم کے گرد لپیٹا ہوا تھا حالانکہ ان کے کپڑے ان کے پاس موجود تھے۔ اور جابرؓ نے فرمایا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو اس طرح کرتے دیکھا۔

۱۰۵۱ ..... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَرَأَيْتُهُ

۱۰۵۱..... حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اس پر سجدہ فرماتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ ایک کپڑے میں ہیں اسے جسم کے گرد لپیٹا ہوا ہے۔ [1]

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

۱۰۵۲۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ وَرِوَايَةُ أَبِي بَكْرٍ وَسُوَيْدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

۱۰۵۲۔۔۔۔اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے۔ ابو کریب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے کپڑے کے دونوں جانب اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔ اور ابو بکر و سوید کی روایت میں توشح کا ذکر بھی ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ اگر کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہو تو ظاہر ہے اس میں نماز بغیر کسی کراہت کے جائز ہے البتہ ستر کھلنے کے امکانات کو ختم کرنا چاہیے۔ اور ایک سے زائد کپڑے کی موجودگی میں صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تو علماء نے فرمایا کہ یہ بھی جائز ہے۔ اور جس حدیث میں ممانعت آئی ہے وہ کراہت پر محمول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کراہت بھی تنزیہی ہے۔ البتہ اگر ستر کھلنے کا احتمال ہو تو پھر درست نہیں۔

كتاب المساجد و مواضع الصلوٰة

کتاب المساجد و مواضع الصلواۃ

مساجد اور مواضع صلوٰۃ کا بیان

۱۰۵۳...... حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً وَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ

۱۰۵۳...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا (بارگاہ نبوی ﷺ میں) روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد کونسی بنائی گئی ہے؟ فرمایا کہ مسجدِ حرام! میں نے عرض کیا پھر؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ! میں نے کہا دونوں کے درمیان کتنا زمانہ ہے؟ فرمایا: چالیس برس!
فرمایا: اور جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو کہ وہی مسجد ہے۔

وَفِي حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ ثُمَّ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّهْ فَإِنَّهُ مَسْجِدٌ

اور ابو کامل رحمہ اللہ کی روایت میں و اینما کی بجائے ثم حیثما کا لفظ ہے۔

۱۰۵٤...... حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أَبِي الْقُرْآنَ فِي السُّدَّةِ فَإِذَا قَرَأْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِ أَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيقِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ أَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ

۱۰۵۴...... حضرت ابراہیمؒ بن یزید تیمی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کو سدۃ میں قرآن سنایا کرتا تھا جب میں آیتِ سجدہ تلاوت کرتا تو وہ سجدہ کرتے۔ میں نے ان سے کہا: اباجان! آپ راستہ میں سجدہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ روئے زمین پر سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ فرمایا کہ مسجدِ حرام! میں نے کہا پھر کون سی؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ! میں نے کہا دونوں کے درمیان کتنا زمانہ ہے؟ فرمایا کہ چالیس برس! اور تمام زمین تمہارے لئے مسجد ہے جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں پڑھ لو"۔

۱۰۵۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ

۱۰۵۵...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ الانصاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"پانچ چیزیں مجھے ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں:
○ ایک یہ کہ ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا جب کہ مجھے

يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَ بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ

ہر سرخ و سیاہ کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا (میری نبوت عام اور شامل ہے تمام لوگوں کو)۔

- دوسری یہ کہ میرے لئے مال غنیمت وغیرہ کو حلال کر دیا گیا جب کہ مجھ سے قبل کسی (نبی) کے لئے حلال نہیں کئے گئے۔
- تیسری یہ کہ میرے لئے پوری زمین کو پاک صاف پاک کرنے والی اور مسجد بنا دیا گیا جہاں بھی انسان کو نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لے۔
- چوتھی یہ کہ مجھے ایک ایسے رعب سے مدد دی گئی جو ایک ماہ کے فاصلہ سے طاری ہو جاتا ہے۔
- پانچویں یہ کہ مجھے شفاعت نصیب ہوئی ہے"۔

١٠٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔

۱۰۵۶۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حسب سابق روایت (آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں مجھے ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں) نقل کرتے ہیں۔

١٠٥٧ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرَى

۱۰۵۷ ۔۔۔ حضرت حذیفہ ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں (امت محمدیہ کو) سارے لوگوں پر تین باتوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ ہماری صفوں کا مرتبہ اللہ کے یہاں ملائکہ کی صفوف کا ہے۔ دوسرے یہ کہ ساری زمین ہمارے لئے مسجد بنا دی گئی اور اس کی مٹی کو ہمارے لئے پاکی کے حصول کا ذریعہ بنا دیا گیا جب ہمیں پانی نہ ملے اور ایک بات اور ذکر کی۔

١٠٥٨ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۰۵۸۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ روایت (کہ امت محمدیہ ﷺ کو سارے لوگوں پر تین باتوں سے فضیلت دی گئی ہے) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

١٠٥٩ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا

۱۰۵۹۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں سے فوقیت دی گئی ایک یہ کہ ۱۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا ۲۔ رعب و ہیبت کے ذریعہ میری مدد کی گئی ۳۔ غنائم میرے لئے حلال کئے گئے ۴۔ روئے زمین کو میرے واسطے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ۵۔ کل مخلوقات کی طرف نبی

وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

بنا کر بھیجا گیا ۶۔ سلسلۂ نبوت کو میرے ذریعہ ختم کیا گیا۔

۱۰۶۰...... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

۱۰۶۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا' رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور ایک بار میں محو خواب تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے سامنے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تو دنیا سے تشریف لے گئے اور زمین کے خزانے کرید رہے ہو (فتوحات کے ذریعہ خوب مال اللہ نے مسلمانوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو عطا فرمایا)۔

۱۰۶۱...... وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ

۱۰۶۱ .... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا، رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور زمین کے خزانوں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں) منقول ہے۔

۱۰۶۲...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۰۶۲ .... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا، رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور زمین کے خزانوں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں) منقول ہے۔

۱۰۶۳...... وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ

۱۰۶۳ .... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری رعب و ہیبت کے ذریعہ مدد کی گئی ہے دشمن پر' جوامع الکلم [1] مجھے عطا کئے گئے ہیں' اور ایک روز میں محو خواب تھا کہ روئے زمین کے خزائن کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں' اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔

۱۰۶۴...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۰۶۴ .... ہمام بن منبہ رحمہ اللہ ان مرویات میں سے نقل کرتے ہیں جو ان

[1] جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ایسی صفت ودیعت کی گئی تھی کہ آپ ﷺ بڑے بڑے فلسفوں اور حکمت کی باتوں کو چند الفاظ میں سمو کر اتنی جامعیت سے بیان فرماتے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے دفاتر حکمت ہیچ نظر آئیں' حیاتِ انسانی اور کائنات میں وقوع پذیر اور تغیر پذیر حالات سے متعلق ایسی گتھیاں جو بڑے بڑے حکماء اور فلاسفر نہ سلجھا سکے وہ آنحضرت ﷺ چٹکیوں میں حل کر گئے' اور ان میں سے ایک ایک کلمۂ حکمت کی اگر تشریح کی جائے تو کئی کتابیں تیار ہو جائیں۔ مثلاً: الدین النصیحۃ' دو الفاظ میں پورے دین کی حقیقت بتلا دی۔

الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ

سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری رعب کے ذریعے مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے۔

۱۰۶۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ إِنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ بِسُيُوفِهِمْ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ كَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَخِرَبٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةً وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ فَكَانُوا يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ

۱۰۶۵...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہجرت فرما کر تو ایک بلند محلہ بنی عمرو بن عوف میں نزول فرمایا اور چودہ رات وہاں قیام کیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے بنو نجار کی ایک جماعت کو بلوایا وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آگئے' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں (آج بھی چشم تصور سے) دیکھ رہا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے ہی بیٹھے ہیں' جب کہ بنو نجار کی جماعت آپ ﷺ کے ارد گرد تھی یہاں تک کہ آپ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے صحن میں اترے، حضور اقدس ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا تھا وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ حتی کہ بکریوں کے باڑہ میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے، پھر (کچھ عرصہ بعد) آپ ﷺ کو مسجد کی تعمیر کا حکم کیا گیا تو آپ ﷺ نے بنو نجار کی جماعت کو بلوایا، وہ آگئے تو ان سے فرمایا: اے بنو نجار! اپنا یہ باغ مجھے فروخت کر دو، انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم اس کی قیمت کسی سے طلب نہیں کریں گے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس باغ میں کیا کچھ تھا میں کہتا ہوں اس میں کھجور کے درخت تھے' مشرکین کی قبریں تھیں اور کچھ ویران زمین تھی' رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے' مشرکین کی قبریں کھودڈالی گئیں' اور کھنڈرات کو برابر کر دیا گیا' کھجور کے درختوں کو قبلہ رخ کر دیا گیا اور باغ کے دروازہ کی دونوں چوکھٹوں پر پتھر لگائے گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم (تعمیر کے دوران شدت جذبات سے) رجز پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ رجز پڑھتے تھے' صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے:

اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ
فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مدد فرمایئے۔

۱۰۶۶...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ

۱۰۶۶...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ.

(نبوی ﷺ) کی تعمیر سے قبل بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھتے تھے۔

۱۰۶۷۔۔۔ وَ حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۰۶۷۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ روایت (کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر سے قبل بکریوں کے باڑے میں نماز ادا فرماتے تھے) حضرت انسؓ سے مروی ہے۔

باب-۱۹۲ تحويل القبلة من القدس الى الكعبــــــــة

بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف قبلہ ہونے کا بیان

۱۰۶۸۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ (وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ) فَنَزَلَتْ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ

۱۰۶۸۔۔۔ حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، یہاں تک کہ سورۃ البقرہ کی آیت نازل ہوئی کہ: "تم کہیں بھی ہو اپنا چہرہ کعبۃ اللہ کی طرف رکھو" یہ اس وقت نازل ہوئی کہ حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہو چکے تھے صحابہؓ میں سے ایک صاحب (یہ حکم سن کر وہاں سے چلے) راستہ میں گذر انصار کی ایک جماعت پر سے ہوا وہ جماعت والے نماز میں مصروف تھے' ان صاحب نے انہیں یہ بات بتلائی چنانچہ ان لوگوں نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔

۱۰۶۹۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

۱۰۶۹۔ حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ پھر ہمیں کعبۃ اللہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

۱۰۷۰۔۔۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ

۱۰۷۰۔۔۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار لوگ قباء میں فجر کی نماز میں مشغول تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات کو قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ کو استقبال قبلہ کا حکم ہوا تو انہوں نے استقبال قبلہ کر لیا۔

اس سے قبل ان کے چہرے شام کی طرف رہتے تھے اب وہ کعبہ کی طرف

آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

پھر گئے۔

۱۰۷۱...... حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ إِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

۱۰۷۱...... حضرت ابن عمر ﷺ سے اس سند سے بھی سابقہ روایت (لوگ مسجد قباء میں فجر کی نماز میں مشغول تھے کسی نے آکر کہا رسول اللہ ﷺ کو استقبال قبلہ کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے استقبال قبلہ کر لیا) مروی ہے۔

۱۰۷۲...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَتْ ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلَّوْا رَكْعَةً فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

۱۰۷۲...... حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے' پھر قرآن کی آیت نازل ہوئی "بیشک ہم آپ ﷺ کے چہرہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھتے ہیں اسلئے ہم آپ ﷺ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جو آپ ﷺ کو پسند ہے' اب سے آپ ﷺ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے"۔ (یہ حکم سن کر) ایک شخص جو بنو سلمہ میں سے تھا لوگوں پر سے اس کا گذر ہوا تو دیکھا کہ وہ نماز فجر کے رکوع میں ہیں اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے اس نے آواز لگائی کہ: آگاہ ہو جاؤ، بے شک قبلہ تبدیل ہو گیا ہے، چنانچہ وہ لوگ قبلہ (کعبہ) کی طرف پھر گئے۔ [1]

باب-۱۹۷ النهي عن بناء المساجد على القبور واتخاذ الصور فيها الخ

قبروں پر مساجد بنانے، ان میں مورتیں بنانے اور قبروں کو مساجد بنانے کی لعنت

۱۰۷۳...... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى

۱۰۷۳...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین

---

[1] ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں نماز فرض ہو چکی تھی' اس وقت قبلہ کیا تھا بیت المقدس یا کعبۃ اللہ؟ اس میں صحابہ و تابعین کا اختلاف ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ کا قول یہ ہے کہ اول ہی سے قبلہ بیت المقدس تھا جو ہجرت کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ رہا، پھر کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کا حکم آیا جب کہ بعض دوسرے حضرات کے نزدیک فرضیت نماز کے وقت بیت اللہ ہی قبلہ تھا پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بیت المقدس کو قبلہ بنا دیا گیا اور مدینہ میں سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے آپ ﷺ نے نماز پڑھی' پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا۔ اور تفسیر قرطبی میں اس کو اصح قرار دیا گیا ہے' اور حکمت اس کی یہ ہے کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد چونکہ سابقہ یہودیوں کے قبائل سے واسطہ پڑا لہٰذا انہیں مانوس کرنے کے لئے انہی کا قبلہ باذن خداوندی اختیار فرمایا گیا لیکن بعد میں تجربہ سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ ضدی اور ہٹ دھرم ہیں اسی لئے آپ ﷺ کو اپنے اصلی قبلہ یعنی بیت اللہ جس کی طرف آپ ﷺ کو طبعی رغبت بھی تھی کہ آپ ﷺ کے آباء ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا کی طرف نماز میں رخ کرنے کا حکم دیا گیا۔

بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ أُولَئِكِ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكِ الصُّوَرَ أُولَئِكِ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا کہ اس کلیسا میں تصاویر تھیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں یہ عادت تھی کہ جب ان کا کوئی نیک و صالح آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں مورتیاں اور تصاویر رکھتے تھے' وہ لوگ قیامت کے دن اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق میں سے ہوں گے"۔

۱۰۷۴..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ كَنِيسَةً ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ

۱۰۷۴..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے مرض الوفات میں لوگوں نے باتیں کیں اور ام حبیبہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے بھی گرجا کا حال بیان کیا۔ بقیہ حدیث حسب سابق ہے۔

۱۰۷۵..... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرْنَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

۱۰۷۵..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے ایک گرجا کا تذکرہ کیا جو انہوں نے ملک حبش میں دیکھا تھا جس کا نام ماریہ تھا پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۱۰۷۶..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

قَالَتْ فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَلَوْلَا ذَاكَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَتْ

۱۰۷۶..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس سے آپ ﷺ (صحتیاب ہوکر) کھڑے نہ ہوئے فرمایا:
اللہ تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد بنالیا"۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر آپ ﷺ کو یہ خدشہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کھلی جگہ پر ہوتی مگر آپ ﷺ کو ڈر ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کی قبر کو بھی مسجد نہ بنالیا جائے۔

۱۰۷۷..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ

۱۰۷۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ان یہودیوں کو تباہ کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا"۔

أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

١٠٧٨ ..... وحَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ

۱۰۷۸..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد میں تبدیل کر دیا۔"

١٠٧٩ ..... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ هَارُونُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوا

۱۰۷۹..... عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

"جب رسول اللہ ﷺ کا وقت موعود قریب ہوا تو آپ نے چادر اپنے چہرۂ مبارک پر ڈالنا شروع کر دی' پھر جب چادر کے اندر گھٹن ہوتا (اور آپ ﷺ گھبراتے) تو چہرہ سے ہٹالیتے' آپ ﷺ اسی حالت میں تھے کہ فرمایا:

"اللہ کی پھٹکار ہو۔ یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا"۔

آپ ﷺ ڈراتے تھے کہ مسلمان بھی ایسا ہی نہ کریں۔

١٠٨٠ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ النَّجْرَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي جُنْدَبٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ

۱۰۸۰..... حضرت جندب ؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی وفات سے پانچ روز قبل یہ فرماتے ہوئے سنا:

"میں اللہ کے سامنے بری ہوں اس بات سے کہ تم میں سے کسی کو خلیل اور دوست بناؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا دوست بنالیا ہے جیسے کہ اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا' اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بناتا' خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی اور صلحاء کی قبروں کو مساجد (عبادت گاہ و سجدہ گاہ) بنالیتے تھے' خبردار! قبروں کو مسجد نہ بناؤ' میں تمہیں اس سے روکتا ہوں"۔

باب-۱۹۸ فضل بناء المساجد والحث عليها

باب تعمیر مساجد کی فضیلت وترغیب کا بیان

۱۰۸۱ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ الْخَوْلَانِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ تَعَالَى قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ابْنُ عِيسَى فِي رِوَايَتِهِ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ

۱۰۸۱۔ حضرت عبداللہ خولانی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا اس وقت جبکہ انہوں نے مسجد رسول ﷺ (مسجد نبوی) کی تعمیر کی تو لوگوں نے انہیں بہت کچھ کہا انہوں نے فرمایا: تم نے مجھ پر بہت زیادتی کی ہے حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے اللہ عزوجل کیلئے مسجد بنائی اور ایک روایت میں ہے اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کیلئے گھر بنائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اسی جیسا گھر جنت میں بنائے گا۔

۱۰۸۲ وحدثنا زهير بن حرب و محمد بن مثنى واللفظ لابن مثنى قالا نا الضحاك بن مخلد قال انا عبد الحميد بن جعفر قال حدثني ابي محمود ابن لبيد ان عثمان بن عفان اراد بناء المسجد فكره الناس ذالك فاحبوا ان يدعه على هيئته فقال سمعت رسول صلى الله عليه وسلم يقول من بنى مسجدا لله بنى الله له بيتا فى الجنة مثله

۱۰۸۲۔ محمود بن لبید کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر (وتوسیع) کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا کہ مسجد رسول ﷺ کو اسی حالت پر رہنے دو جس پر وہ ہے (اور حضور ﷺ کے زمانہ میں تھی) عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ:

جس نے اللہ کی رضاجوئی کیلئے مسجد بنائی اللہ اس کے واسطے ویسا ہی جنت میں گھر بنائے گا۔

باب-۱۹۹ الندب الى وضع الايدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق

رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھنے کا بیان

۱۰۸۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا أَتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فِي دَارِهِ فَقَالَ أَصَلَّى هَؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَقُومُوا فَصَلُّوا فَلَمْ يَأْمُرْنَا بِأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ قَالَ وَذَهَبْنَا لِنَقُومَ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأَيْدِينَا فَجَعَلَ أَحَدَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ قَالَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعْنَا أَيْدِيَنَا

۱۰۸۳۔ اسود و علقمہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے (امراء و حکام نے) تمہارے پیچھے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں! فرمایا: تو اٹھو اور نماز پڑھو (امراء و حکام کے انتظار میں نماز کو وقت سے مؤخر مت کرو) انہوں نے ہمیں نہ اذان دینے کو کہا نہ اقامت کو، پھر ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے کو گئے تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو اپنی دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کر لیا جب وہ رکوع میں گئے

عَلٰى رُكَبِنَا قَالَ فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا وَطَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ قَالَ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِيقَاتِهَا وَيَخْنُقُونَهَا إِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً وَإِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَصَلُّوا جَمِيعًا وَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَلْيَجْنَأْ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرَاهُمْ

تو ہم نے اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لئے انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر ہاتھ مارا اور ہماری ہتھیلیوں کو ملا کر رانوں کے درمیان چھوڑ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: تمہارے اوپر ایسے حکام حاکم بنیں گے جو نمازوں کو اوقات سے مؤخر کریں گے اور (عصر کی نماز کو) اتنا مؤخر کر دیں گے کہ سورج بالکل غروب ہونے کو ہوگا (جب عصر کی نماز پڑھیں گے) جب تم ایسے حکام کو دیکھو کہ وہ یہی حرکت کر رہے ہیں تو تم اپنی نمازوں کو وقت پر پڑھنا اور ان کے ساتھ دوبارہ بطور نفل و تطوع پڑھنا (تاکہ ان کے غیظ و غضب سے بھی بچے رہو) اور جب تم تین افراد ہو (تین سے زیادہ نہ ہوں) تو ساتھ مل کر نماز پڑھو (یعنی اس طرح نہ کھڑے ہو کہ امام آگے اور دو مقتدی پیچھے بلکہ تینوں ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھو) اور جب تین سے زائد ہو تو تم میں سے کوئی ایک (آگے بڑھ کر) تمہاری امامت کرے۔ جب رکوع کرو تو اپنے بازوؤں (ہاتھوں) کو رانوں پر رکھے اور جھک جائے اور ہتھیلیوں کے درمیان تطبیق کرے گویا کہ میں آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کو کھلا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

۱۰۸۴ وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ قَالَ ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَجَرِيرٍ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ

۱۰۸۴ علقمہؒ اور اسودؒ (دونوں مشہور تابعی ہیں علقمہؒ امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پیچھے لوگ نماز پڑھ چکے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں کے درمیان کھڑے ہوئے ایک ان کے دائیں طرف تھا دوسرا بائیں طرف۔ (وہ دونوں فرماتے ہیں کہ) پھر ہم نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لئے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاتھوں پر ہاتھ مارا اور دونوں ہاتھوں کے درمیان تطبیق کر دی اور انہیں رانوں کے درمیان کر دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے۔ [1]

---

[1] مذکورہ احادیث میں کئی مسائل فقہیہ سے متعلق جزئیات نکلتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ امراء اور حکام کے انتظار میں نماز کو مؤخر کرنا اتنی دیر کہ وقت نکلنے کا اندیشہ ہو صحیح نہیں۔
اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ گھر پر نماز پڑھ لینا بھی درست ہے اگر کسی عذر کی وجہ سے ہو اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اگرچہ بلا عذر اور معمولی اعذار کی بناء پر ترک جماعت پر متعدد وعیدیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔
تیسری بات تطبیق سے متعلق ہے۔ تطبیق کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر انہیں رانوں کے درمیان لٹکانے کو ابتداء میں یہی حکم تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یا تو نسخ اور ناسخ کا علم نہ تھا یا پھر جواز پر محمول کر کے اس پر عمل کیا (جاری ہے)

۱۰۸۵۔۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ أَصَلَّى مَنْ خَلْفَكُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلَى رُكَبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۰۸۵۔۔ حضرت مصعبؒ بن سعد فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا' میرے والد نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنے پر رکھو' میں نے دوبارہ ویسے ہی کیا تو میرے ہاتھوں پر مارا اور کہا کہ ہمیں اس طرح (رانوں کے درمیان ہاتھ لگانے سے) منع کیا گیا ہے' اور حکم دیا گیا ہے کہ اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں۔

۱۰۸۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي قَالَ وَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَقَالَ لِي أَبِي اضْرِبْ بِكَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ قَالَ ثُمَّ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَضَرَبَ يَدَيَّ وَقَالَ إِنَّا نُهِينَا عَنْ هٰذَا وَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ

۱۰۸۶۔ مصعبؒ بن سعد کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے اپنے والد کے بازو میں نماز پڑھی رکوع کیا اور ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ میرے والد نے میرے ہاتھ پر مار کر فرمایا اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پھر دوسری مرتبہ اسی طرح کیا تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا اور میرے والد نے فرمایا:
ہم پہلے اسی طرح کرتے تھے پھر ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

۱۰۸۷۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ فَنُهِينَا عَنْهُ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ

۱۰۸۷۔ اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت (مصعب بن سعد ؓ کہتے کہ ایک بار رکوع ہاتھوں دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھا تو میرے نے اس منع فرمایا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم فرمایا) ابی یعفورؒ سے مروی ہے۔

۱۰۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ فَقُلْتُ بِيَدَيَّ هٰكَذَا يَعْنِي طَبَّقَ بِهِمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَقَالَ أَبِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِالرُّكَبِ

۱۰۸۸ حضرت مصعب بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھ لیا، میرے والد نے کہا کہ پہلے ہم ایسا ہی کرتے تھے مگر بعد میں ہم کو گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ایک بحث یہ کہ اگر ۳ یا اس سے زائد افراد ہوں امام کے علاوہ تو ان کی ترتیب یہی ہوگی کہ امام آگے اور دونوں مقتدی پیچھے ہوں گے۔ تمام علماء کا یہی مذہب ہے جب کہ حدیث بالا سے ابن مسعودؓ کا مذہب وہی معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے بتایا۔ البتہ اگر کل دو ہی افراد ہوں ایک امام اور ایک مقتدی تو تمام علماء کے نزدیک مقتدی امام کے دائیں طرف ہی کھڑا ہوگا۔
ایک مسئلہ حدیث بالا سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی نے فرض پڑھ لئے تو وہ دوبارہ اسی فرض کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے بہ نیت نفل۔ دوسری بار ادا کی جانے والی نماز نفل ہوگی۔

۱۰۸۹۔۔۔۔ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَلَمَّا رَكَعْتُ شَبَّكْتُ أَصَابِعِي وَجَعَلْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَضَرَبَ يَدَيَّ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ

۱۰۸۹۔۔۔۔ مصعبؒ بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار اپنے والد کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ جب رکوع کیا تو انگلیاں ایک ہاتھ کی دوسرے میں پھنسائیں اور دونوں ہاتھوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان کر دیا' میرے والد (حضرت سعدؓ) نے میرے ہاتھوں پر مارا' جب نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: ہم پہلے اسی طرح کیا کرتے تھے' بعد ازاں ہمیں حکم ہوا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں تک اٹھائیں۔

باب-۲۰۰ جواز الاقعــــاء علی العقبین

ایڑیوں پر سُرین کے بل بیٹھنا جائز ہے

۱۰۹۰۔۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا جَمِيعًا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ

۱۰۹۰۔۔۔۔ طاؤسؒ کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عباسؓ سے قدموں پر سُرین[1] کے بل بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ تو سنت ہے، ہم نے کہا کہ ہم ایسے آدمی پر یا اس کی ٹانگ پر ظلم تصور کرتے ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ:

"بلکہ یہ تو تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے"

باب-۲۰۱ تحریم الکــــلام فی الصلاۃ و نسخ ما کان من اباحــــۃ

دورانِ نماز گفتگو کی حُرمت اور اس کی اباحت کی منسوخی

۱۰۹۱۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

۱۰۹۱۔۔۔۔ حضرت معاویہؓ بن الحکم السلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک شخص کو جماعت میں سے چھینک آ گئی' میں نے فوراً یرحمک اللہ کہہ دیا اب تو سب لوگ مجھے گھورنے لگے۔ میں نے کہا کہ کاش! میری ماں مجھے روئے! (یعنی

---

[1] سُرین کے بل زمین پر بیٹھنے کو حدیث میں "اقعاء" کہا گیا ہے اور پیچھے گذر چکا ہے کہ اقعاء سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ جبکہ حدیث بالا میں فرمایا کہ یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔ تو بظاہر دونوں میں تعارض ہے۔
علماء نے لکھا ہے کہ اقعاء کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ سُرین کے بل بیٹھ کر پنڈلیوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف زمین سے ٹیک کر کھڑے کئے جائیں۔ یہ صورت ممنوع ہے کہ کتے کی بیٹھک سے مشابہت رکھتی ہے۔
دوسری صورت وہ ہے جو مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی کہ قعدہ میں بائیں پاؤں کو بچھا کر سُرین کے بل اس پر بیٹھا جائے۔ یہ سنت ہے اور منع نہیں ہے۔

عَنْ عَطَاء بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ أُمِّيَاهْ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قَالَ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِي صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ قَالَ وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُوْنَ لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا قَالَ ائْتِنِي بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ اللهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ أَنَا قَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ

میں مر جاؤں) تم کیوں مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو اب تو سب نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے شروع کر دیے اور جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہ رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں میں نے آپ ﷺ سے قبل اور نہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ سے زیادہ اچھا معلم اور بہترین تعلیم دینے والا دیکھا۔ اللہ کی قسم! نہ مجھے جھڑکا نہ مارا نہ برا بھلا کہا بلکہ فرمایا: "یہ جو نماز ہے اس میں لوگوں کی بات اور کلام درست نہیں یہ تو صرف تسبیح و تکبیر اور تلاوت قرآن سے عبارت ہے اور جیسا آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاہلیت کے دور سے نیا نیا نکلا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا۔ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں (غیب کی خبریں معلوم کرنے کیلئے) فرمایا: تم مت جاؤ ان کے پاس۔ میں نے کہا کہ اور ہم میں کچھ لوگ بدشگونی و بد فالی لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ تو ان کے دلوں میں پائی جانے والی بات ہے (جس کی خارج میں اور شریعت میں کوئی حقیقت نہیں) لہٰذا یہ بد فالی و بدشگونی انہیں اور تمہیں کسی کام سے نہ روکے (کہ بد فالی کے وجہ سے کوئی کام کرتے کرتے رک جاؤ)۔ میں نے پھر عرض کیا جو لکیریں کھینچ کر خاص عمل کرتے تھے، جس کی لکیر ان کی لکیر کے موافق ہو گی تو ویسی ہی بات ہو گی (معلوم ہوا کہ علم رمل اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو عطا فرمایا تھا، ایک قول کے مطابق وہ نبی حضرت ادریس علیہ السلام یا دانیال علیہ السلام تھے)۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ایک باندی تھی جو اُحد پہاڑ اور جوانیہ کی طرف میری بکریاں چراتی تھی، ایک روز جو میں وہاں جا نکلا تو دیکھا کہ ایک بھیڑیا ایک بکری کو لئے جا رہا ہے ریوڑ میں سے، میں بھی آخر آدم کے بیٹوں میں ایک آدمی ہی ہوں، جس طرح اوروں کو صدمہ اور افسوس ہوتا ہے مجھے بھی ہوتا ہے، غصہ میں آکر میں نے باندی کو ایک زوردار تھپڑ مار دیا، میں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میرے اس فعل کو بہت بڑا اور سنگین قرار دیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ فرمایا: جاؤ اسے لیکر آؤ، میں اسے لایا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا اللہ کہاں

ہے؟ اس نے کہا آسمان میں۔ پھر فرمایا: میں کون ہوں؟ کہنے لگی: اللہ کے رسول۔ فرمایا کہ اسے آزاد کردو کہ یہ مؤمنہ ہے۔ ❶

۱۰۹۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۰۹۲ ـ حضرت یحییٰ بن کثیر سے اس سند سے یہی سابقہ روایت (نماز میں کلام کرنا درست نہیں یہ تو صرف تسبیح و تکبیر و تلاوت قرآن سے عبارت ہے ... الخ) مروی ہے۔

---

❶ یہ حدیث بہت سے اہم مسائل پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے تو موضوع بحث مسئلہ نماز میں گفتگو کا ہے جس پر امام مسلمؒ نے عنوان قائم فرمایا ہے۔

امام نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ: نماز میں کسی بھی قسم کی عام انسانی گفتگو یا کلام ناجائز اور حرام ہے۔ خواہ کسی بھی ضرورت یا نمازی کی مصلحت کی وجہ سے ہو۔ اور اگر نمازی کو کسی امر مصلحت پر متنبہ کرنا ہو تو مرد کے لئے حکم ہے کہ تسبیح سبحان اللہ کہے اور عورت تالی بجائے۔

امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ اور تمام جمہور ائمہ سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔

البتہ امام اوزاعیؒ کے نزدیک اگر نماز کی کسی مصلحت کی وجہ سے کلام کیا ہو تو جائز ہے ان کی دلیل حدیث ذوالیدین ہے۔

یہ ساری گفتگو جان بوجھ کر کلام کرنے والے کے بارے میں ہے۔ لیکن اگر کوئی بھول کر یا غلطی میں کلام کرلے تو اس میں شوافع، امام مالکؒ و امام احمدؒ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگر کلام قلیل ہو البتہ امام ابو حنیفہؒ اور کوفیین کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

علامہ عثمانیؒ صاحب فتح الملہم فرماتے ہیں کہ شیخ الامام ابو بکر الرازی الحنفیؒ نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ اولاً نماز میں کلام کرنا مباح تھا بعد میں حرام کردیا گیا اور اب بالکل ممنوع ہے اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے البتہ امام مالکؒ کے نزدیک نماز کی درستگی و اصلاح کی خاطر جو کلام کیا جائے وہ مفسد صلوٰۃ نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک نسیاناً کلام اگر قلیل ہو تو وہ بھی مفسد صلوٰۃ نہیں۔ جبکہ احنافؒ کے نزدیک ہر طرح کی گفتگو یا کلام خواہ مصلحت صلوٰۃ کی بناء پر ہو یا نسیاناً قلیل ہو یا کثیر ہر حال میں حرام اور مفسد صلوٰۃ ہے۔ احناف کی دلیل قرآن کریم کی آیت "وقوموا للہ قانتین" ہے۔ علاوہ ازیں وہ تمام روایات و احادیث جن میں دوران نماز کلام کو ممنوع قرار دیا گیا ہے وہ احناف کی مستدلات ہیں کیونکہ ان میں اصلاح صلوٰۃ یا نسیان کی کوئی قید مذکور نہیں ہے۔

اس حدیث سے بدشگونی و بدفالی لینے کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے اور غیر یقینی علوم میں تعلق کی ممانعت بھی معلوم ہوئی۔ ہمارے زمانہ میں بھی جاہل عوام اکثر نجومیوں، پنڈتوں اور ایسے حرام کام کرنے والوں کے پاس جاتے ہیں حالانکہ نجومی کو ہاتھ دکھانا اور بدفالی و بدشگونی وغیرہ لینا حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ان باتوں میں لگ کر شرک کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور توحید اور خدا کی عظمت سے غافل ہو جاتا ہے۔

علم رمل اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس یا حضرت دانیال علیہما السلام میں سے کسی کو عطا فرمایا تھا جس کی وجہ غالباً (واللہ اعلم بالصواب) یہ تھی کہ ان کے زمانہ میں اس علم کا بڑا چرچا تھا تو چونکہ اللہ نے ہر نبی کو اس کے زمانہ کے اعتبار سے معجزات عطا فرمائے تھے تو غالباً انہیں بھی اہل زمانہ کے ماہرین علم رمل پر معجز بنانے کے لئے یہ علم عطا فرمایا تھا لیکن ان کے بعد اب کسی دوسرے کے لئے اس علم میں مشغولیت اختیار کرنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ لکیروں کے توازن سے قلبی فراست کے ذریعہ بہت سے مغیبات کا علم حاصل ہو جاتا تھا تو اگر کسی کے خط اور لکیر میں نبی کی لکیر مطابقت ہوگئی صورۃً اور حالۃً تو گویا اسے کمال علم حاصل ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ معلم کو بہترین اخلاق اور اعلیٰ تحمل و بردباری اور کمال ظرف مندی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے جیسے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں حضرت معاویہ بن حکم نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا نہ مارا نہ برا بھلا کہا اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کوئی معلم نہیں دیکھا۔

۱۰۹۳...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا

۱۰۹۳...... حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ کو نماز کے دوران (جب وہ نماز میں ہوتے) سلام کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے (پہلی ہجرت حبشہ کے بعد) تو ہم نے تو آپ ﷺ کو (حسب سابق) سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم پہلے آپ ﷺ کو نماز میں سلام کرتے تھے تو ہمیں آپ ﷺ جواب دیا کرتے تھے (اب کیا ہوا؟) فرمایا: "اس سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے۔"

۱۰۹۴...... حَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۰۹۴...... اعمش ؒ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (کہ نجاشی کے پاس سے واپسی کے بعد حضور ﷺ کو نماز میں سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا) مروی ہے۔

۱۰۹۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ

۱۰۹۵...... حضرت زید ؓ بن ارقم فرماتے ہیں کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے آدمی نماز میں اپنے ساتھ والے آدمی سے گفتگو کر لیتا تھا لیکن پھر یہ آیت کریمہ "وقوموا للہ قانتین" نازل ہوگئی، جس کے بعد ہمیں سکوت کا حکم ہوگیا اور گفتگو سے منع کر دیا گیا۔

۱۰۹۶...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۰۹۶...... حضرت خالد ؒ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (آدمی نماز میں اپنے ساتھ والے آدمی سے گفتگو کر لیتا تھا اس آیت کریمہ وقوموا للہ قانتین کے نزول کے بعد ہم کو نماز میں گفتگو سے منع کر دیا گیا) بعینہٖ مروی ہے۔

۱۰۹۷...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَنِي لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يَسِيرُ قَالَ قُتَيْبَةُ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ إِنَّكَ سَلَّمْتَ آنِفًا وَأَنَا أُصَلِّي وَهُوَ مُوَجِّهٌ حِينَئِذٍ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

۱۰۹۷...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا (میں واپس آیا) تو آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا آپ ﷺ آہستہ چل رہے تھے قتیبہ کی روایت میں ہے کہ نماز پڑھ رہے تھے میں نے سلام کیا تو مجھے اشارہ فرمایا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ: ابھی تم نے سلام کیا تھا میں نماز میں تھا (لہذا تمہیں جواب نہیں دیا) اس وقت آپ ﷺ کا رخ مشرق کی طرف تھا۔

۱۰۹۸...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهِ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هٰكَذَا فَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يُومِئُ بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ لَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي

قَالَ زُهَيْرٌ وَأَبُو الزُّبَيْرِ جَالِسٌ مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ فَقَالَ بِيَدِهِ أَبُو الزُّبَيْرِ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَقَالَ بِيَدِهِ إِلَى غَيْرِ الْكَعْبَةِ

۱۰۹۸...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا۔ جب کہ خود آپ بنو المصطلق کی طرف عازم سفر تھے، میں واپس آیا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر ہی نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے مجھے کہا (بیٹھ جاؤ یا خاموش) زہیرؒ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) نے بھی ہاتھ سے اشارہ کر کے بتلایا۔ میں نے پھر دوبارہ بات کی تو آپ ﷺ نے پھر اشارہ فرمایا ہاتھ سے۔ زہیرؒ نے بھی دوبارہ اشارہ کر کے بتلایا زمین کی طرف (یعنی بیٹھ جاؤ۔ اور میں آپ ﷺ کی تلاوت سن رہا تھا' آپ ﷺ سر سے رکوع سجدہ کے لئے اشارہ فرما رہے تھے۔ جب نماز سے فراغت حاصل کر چکے تو فرمایا (اب بتاؤ) جس کام کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا وہ کیا کیا؟ کیونکہ تم سے بات کرنے میں سوائے نماز کے اور کوئی مانع نہیں تھا میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے تم سے بات نہ کی۔

زہیرؒ کہتے ہیں کہ (جب یہ حدیث بیان کی) تو ابوالزبیرؓ کعبہ کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے انہوں نے (ابوالزبیر نے) ہاتھ کے اشارہ سے بنی المصطلق کی طرف اشارہ کیا کہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف رخ نہیں فرمایا (ان نوافل میں جو اونٹ پر ادا کئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ سواری پر نفل کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں)۔

۱۰۹۹...... حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَنِي فِي حَاجَةٍ فَرَجَعْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ وَوَجْهُهُ عَلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي

۱۰۹۹...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ ﷺ نے مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا' جب میں واپس لوٹا تو آپ ﷺ سواری پر قبلہ رخ ہوئے بغیر نماز پڑھ رہے تھے' میں نے سلام کیا تو جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: میں چونکہ نماز پڑھ رہا تھا اس لئے تم سے گفتگو نہ کر سکا۔ (نماز مانع تھی)۔

۱۱۰۰...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ

۱۱۰۰...... حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کیلئے بھیجا باقی حدیث حماد والی حدیث (جب واپس لوٹا تو آپ ﷺ سواری پر بغیر قبلہ رخ نماز ادا فرما رہے تھے میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا) کی طرح منقول ہے۔

باب-۲۰۴ جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلاۃ والتعوذ منه الخ

نماز کے دوران شیطان پر لعنت کا جواز ہے

۱۱۰۱...... حدثنا إسحق بن إبراهيم وإسحق بن منصور قالا أخبرنا النضر بن شميل أخبرنا شعبة قال حدثنا محمد وهو ابن زياد قال سمعت أبا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ إن عفريتا من الجن جعل يفتك علي البارحة ليقطع علي الصلاة وإن الله أمكنني منه فذعته فلقد هممت أن أربطه إلى جنب سارية من سواري المسجد حتى تصبحوا تنظرون إليه أجمعون أو كلكم ثم ذكرت قول أخي سليمان (رب اغفر لي وهب لي ملكا لا ينبغي لأحد من بعدي) فرده الله خاسئا ـ و قال ابن منصور شعبة عن محمد ابن زياد

۱۱۰۱...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "آج رات ایک سرکش جن میری نماز توڑنے کے لئے نماز میں غفلت و دھیان ہٹانے کی کوشش کرنے لگا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو عطا فرمایا تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا، اور میرا ارادہ ہوا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کو جب تم سب آؤ تو اسے دیکھ لو۔ لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی: "اے میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کیجئے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے"۔ (لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا) اور اللہ تعالیٰ نے اسے ذلت وخواری کے ساتھ بھگا دیا۔

۱۱۰۲ ...و حدثنا محمد بن بشار قال نا محمد هو ابن جعفر قال ح و حدثناه أبو بكر بن أبي شيبة قال نا شبابة كلاهما عن شعبة في هذا الإسناد وليس في حديث ابن جعفر قوله فذعته وأما ابن أبي شيبة فقال في روايته فذعته

۱۱۰۲...... حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شریر جن میری نماز توڑنے کیلئے دھیان ہٹانے کی کوشش کرنے لگا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا اور میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا...... الخ) منقول ہے۔

۱۱۰۳ .... حدثنا محمد بن سلمة المرادي قال حدثنا عبد الله بن وهب عن معاوية بن صالح يقول حدثني ربيعة بن يزيد عن أبي إدريس الخولاني عن أبي الدرداء قال قام رسول الله ﷺ فسمعناه يقول أعوذ بالله منك ثم قال ألعنك بلعنة الله ثلاثا وبسط يده كأنه يتناول شيئا فلما فرغ من الصلاة قلنا يا رسول الله قد سمعناك تقول في الصلاة شيئا لم نسمعك تقوله قبل ذلك ورأيناك بسطت يدك قال إن عدو الله إبليس جاء بشهاب من نار ليجعله في وجهي فقلت أعوذ بالله منك ثلاث مرات ثم قلت

۱۱۰۳...... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: میں تجھ پر اللہ کی طرف سے لعنت کرتا ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ایسے پھیلایا گویا کوئی چیز لے رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے دوران نماز آپ ﷺ کو وہ بات کہتے سنا جو اس سے قبل ہم نے آپ سے کبھی نہیں سنی۔ اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیلا دیا۔ فرمایا کہ: اللہ کا دشمن شیطان ایک شعلۂ آگ لے کر میرے پاس آیا تاکہ اسے میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ تین بار کہا۔ پھر میں نے کہا: میں تجھ پر

أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ

لعنت کرتا ہوں جس طرح اللہ نے تجھ پر لعنت فرمائی۔ تین بار کہا لیکن تینوں بار کہنے کے باوجود وہ پیچھے نہ ہٹا' چنانچہ پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا (اور اسی نیت سے ہاتھ بڑھایا) لیکن اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک بندھا پڑا رہتا اور اہل مدینہ کے لڑکے اس سے کھیلتے رہتے۔ ❶

باب-۲۰۳ جواز حمل الصبیان فی الصلاۃ الخ

نماز میں بچوں کے اٹھانے کا جواز ہے

١١٠٤ ... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

۱۱۰۴۔ حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ (نواسی) کو جو ابو العاص بن الربیع کی بیٹی تھیں اٹھائے ہوئے نماز پڑھتے تھے جب آپ قیام کرتے تو اسے اٹھا لیتے اور جب سجدہ میں جاتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے تھے۔

١١٠٥ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنِ عَجْلَانَ سَمِعَا عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا

۱۱۰۵۔ حضرت ابو قتادہ الانصاری سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ لوگوں کی امامت فرما رہے ہیں اور امامہ بنت ابی العاص جو حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھیں (یعنی آپ ﷺ کی نواسی) کو کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ جب آپ رکوع میں جاتے تو اسے رکھ دیتے زمین پر اور جب سجدہ سے اٹھتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔

١١٠٦ ... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ

۱۱۰۶ ... حضرت ابو قتادہ الانصاری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو

---

❶ معلوم ہوا کہ شیطان انبیاء علیہم السلام کو بھی نماز میں نہیں بخشتا اور ان کی نمازوں کو بھی خراب کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کے یاد آنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی رعایت کی خاطر میں نے اسے باندھا نہیں کیونکہ ان کی دعا یہ تھی کہ میرے بعد کسی کو ایسی سلطنت نہ ملے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے جنات پر بھی حکومت عطا فرمائی تھی۔

نوویؒ نے فرمایا کہ چونکہ باب سابق میں یہ بات گذر چکی ہے کہ نماز میں کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس لئے اس حدیث میں تاویل کی جائے گی کہ یہ کلام کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم

مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا

میں نے دیکھا کہ لوگوں کو نماز بھی پڑھا رہے ہیں اور اُمامہ بنت ابوالعاص آپ ﷺ کی گردن پر سوار ہے، جب آپ سجدہ کرتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے۔

١١٠٧ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسٌ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ أَمَّ النَّاسَ فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ

١١٠٧ یہ حدیث بھی سابق حدیث کی مثل ہے یعنی ابو قتادہ نے آپ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کے کاندھے پر امامۃ بنت ابوالعاص سوار ہے۔ آپ سجدہ سے اٹھتے وقت اٹھا لیتے تھے۔ لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام امامت کروا رہے تھے۔

باب-٤٠٤ جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة الخ

نماز میں کسی ضرورت کی وجہ سے ایک دو قدم چلنا جائز ہے

١١٠٨ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَفَرًا جَاءُوا إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَدْ تَمَارَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ فَقَالَ أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ وَمَنْ عَمِلَهُ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ فَحَدِّثْنَا قَالَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى امْرَأَةٍ قَالَ أَبُو حَازِمٍ إِنَّهُ لَيُسَمِّهَا يَوْمَئِذٍ انْظُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِي أَعْوَادًا أُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَيْهَا فَعَمِلَ هَذِهِ الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوُضِعَتْ هَذَا الْمَوْضِعَ فَهِيَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ

١١٠٨ ..... حضرت ابو حازمؒ کہتے ہیں کہ چند افراد حضرت سہل ؓ بن سعد کے پاس آئے اور وہ منبر کے بارے میں جھگڑتے تھے کہ کس لکڑی کا بنا ہوا تھا سہل بن سعد ؓ نے فرمایا کہ واللہ! میں جانتا ہوں کہ منبر نبی کس لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اور کس نے اسے بنایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب پہلے دن پہلی بار اس پر تشریف فرما ہوئے تو میں نے دیکھا تھا۔ ابو حازم کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابو عباس! سارا حال تفصیل سے بیان کیجئے۔ چنانچہ حضرت سہل ؓ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو جس کا سہل ؓ نے نام بھی لیا تھا پیغام بھجوایا کہ اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے کچھ مہلت دے دے تاکہ وہ میرے لئے چند ایسی لکڑیاں بنادے جس پر کھڑے ہو کر میں لوگوں سے بات کر سکوں۔ (وعظ و نصیحت کر سکوں)۔ چنانچہ اس بڑھئی نے تین سیڑھیوں والا (منبر) بنایا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس جگہ رکھا گیا جہاں ہے۔ اس کی لکڑی غابہ کے جھاؤ کی

النَّاسُ وَرَاءَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ آخِرِ صَلَاتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي

تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اس پر کھڑے ہوئے تکبیر کہی' لوگوں نے بھی تکبیر کہی آپ ﷺ کے پیچھے' آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے' پھر آپ ﷺ رکوع سے اٹھے اور الٹے قدموں منبر سے نیچے اترے اور اس کی جڑ❶ میں سجدہ کیا' پھر دوبارہ سابقہ حالت میں لوٹے یہاں تک کہ نماز کے اختتام پر فارغ ہوئے۔ اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "اے لوگو! میں نے یہ منبر اس لئے بنوایا ہے تاکہ تم میری (صحیح طور پر) اقتدا کر سکو اور میری نماز کو سیکھ لو"۔

۱۱۰۹ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ

۱۱۰۹۔ ابو حازم سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کا منبر کس چیز کا تھا۔ باقی حدیث پچھلی حدیث کی مثل ہے کہ (وہ غابہ کے جھاؤ کا تھا) پھر آپ علیہ السلام نے اس پر نماز پڑھی۔ سجدے کیلئے زمین پر آئے اور آخر میں وجہ بیان کی کہ یہ منبر اسلئے بنوایا ہے تاکہ تم میری اقتداء کر سکو۔

باب-۲۰۵ كراهـــــة الاختصار في الصلاة

نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا بیان

۱۱۱۰ ... وحَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ وَأَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۱۱۰ ... حضرت ابوہریرہ ﷺ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔❷

---

❶ جڑ سے مراد کنارہ ہے۔ منبر کا نچلا درجہ جو زمین سے لگا ہوا ہوتا ہے وہاں سجدہ فرمایا۔

❷ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔ حدیث میں اختصار کا لفظ بیان ہوا ہے۔ بعض علماء نے اس کی تفسیر ہاتھوں پر ٹیک لگانے سے کی ہے۔ کما قالہ النووی۔

باب-۲۰۶ کراھة مسح الحصی و تسویة التراب فی الصلاة

نماز میں کنکری ہٹانا اور مٹی برابر کرنا مکروہ ہے

۱۱۱۱..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْحَ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصَى قَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً

۱۱۱۱..... حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں کنکریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر بہت ہی مجبوری ہو تو ایک بار کنکریاں ہٹالے۔ ❶

۱۱۱۲..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَيْقِيبٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَسْحِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَاحِدَةً

۱۱۱۲..... حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فرمایا کہ "وہ آدمی نماز میں مٹی برابر کرتا رہتا ہے سجدہ کی جگہ پر اگر ضروری ہی ہو تو صرف ایک بار کرلے (زیادہ نہ کرے۔ جس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کرنے سے عمل کثیر ہوگا جو احنافؒ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے)۔

۱۱۱۳..... وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِيهِ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ ح۔

۱۱۱۳..... حضرت ہاشم سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (نمازی اپنی نماز میں صرف ایک مرتبہ کنکریاں ہٹاسکتا ہے) مروی ہے۔

۱۱۱۴..... وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً

۱۱۱۴..... حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کی جگہ پر مٹی برابر کرنے کے بارہ میں فرمایا کہ اگر ضرورت پڑے تو ایک بار کرے۔

---

❶ سجدہ کی جگہ سے کنکری ہٹانے کے بارے میں اکثر علماء نے فرمایا کہ اگر تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایک بار ہٹانے کی رخصت ہے اس سے زائد بار نہیں۔ جب کہ نوویؒ نے شرح مسلم میں علماء کا اتفاق نقل کیا ہے اس کی کراہت پر۔
اسی طرح سجدہ کے بعد پیشانی پر لگ جانے والی مٹی کو ہٹانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اکثر علماء نے فرمایا کہ مسجد سے نکلنے سے قبل پیشانی پر سے مٹی صاف نہ کرے۔ صحابہ و تابعین فرماتے تھے کہ یہ بڑی زیادتی اور جفا ہے کہ مسجد سے نکلنے سے قبل ہی مٹی صاف کرلی جائے۔

باب-۲۰۷ النهي عن البـــــصاق في المسجد في الصلوة و غيرها والنهي عن الصادق المصلي بين يديه و عن يمينه

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

۱۱۱۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى

۱۱۱۵...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار قبلہ کی دیوار میں تھوک لگا دیکھا' آپ ﷺ نے اسے کھرچ کر صاف کر دیا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سامنے کی طرف مت تھوکے کیونکہ نماز کے دوران اللہ تعالیٰ سامنے ہوتا ہے۔

۱۱۱۶...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ إِلَّا الضَّحَّاكَ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ

۱۱۱۶...... ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ قبلہ کی دیوار میں گندگی لگی ہوئی دیکھی باقی حدیث حسب سابق (یعنی یہ کہ اسے کھرچ دیا اور تھوکنے سے منع فرمایا) مذکور ہے۔ مگر یہ کہ اس روایت میں "بصاق" کے بجائے "نخامة" کا لفظ ہے نخامة کہتے ہیں غلیظ بلغم کو جو سر یا سینے سے نکلتا ہے۔

۱۱۱۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ أَمَامَهُ وَلٰكِنْ يَبْزُقُ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

۱۱۱۷...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں (محراب میں) بلغم لگا دیکھا تو اسے کنکری سے کھرچ کر صاف کر دیا۔ پھر اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے دائیں طرف یا سامنے تھوکے۔ اور فرمایا کہ یا تو بائیں طرف تھوکے یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک دے۔

۱۱۱۸...... و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا حَدَّثَنَا

۱۱۱۸...... حضرت ابو سعید اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی

ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

روایت ہے جیسے اوپر گذری (یعنی آپ علیہ السلام نے قبلہ کی دیوار میں بلغم دیکھ کر صاف کیا پھر بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنے کی ترغیب دی)۔

١١١٩ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ

١١١٩ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ کی دیوار میں تھوک یا بلغم یا ناک کی ریزش لگی دیکھی تو اسے کھرچ ڈالا۔

١١٢٠ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ رَبِّهِ فَيَتَنَخَّعُ أَمَامَهُ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ فَإِذَا تَنَخَّعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هَكَذَا وَوَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ

١١٢٠ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ مسجد کے قبلہ میں بلغم لگا دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "تمہارا یہ حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور پھر اپنے سامنے تھوکتا ہے' کیا کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کی طرف رخ کرے اور اس کے چہرہ پر تھوک دے؟ جب تم تھوکو تو بائیں طرف تھوکو یا پاؤں کے نیچے تھوکو' اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو پھر اس طرح کرے' قاسم (راوی حدیث) نے اپنے کپڑے میں تھوک کر بیان کیا کہ اس طرح کرے اور پھر اسی کپڑے کو آپس میں مل ڈالے۔

١١٢١ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ

١١٢١ حضرت ابوہریرہؓ سے یہی سابقہ حدیث اس دوسری سند سے منقول ہے۔ باقی ہشیم کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ کپڑے کو باہم مل رہے ہیں۔

١١٢٢ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

١١٢٢ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ

جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو در حقیقت وہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہوتا ہے' لہٰذا اپنے سامنے اور دائیں طرف ہرگز مت تھوکے' البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکے"۔

۱۱۲۳ — و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

۱۱۲۳...... حضرت انس ﷺ بن مالک رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دبادیا جائے (مٹی میں)۔

۱۱۲٤ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَأَلْتُ قَتَادَةَ عَنِ التَّفْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

۱۱۲۴...... شعبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہؒ سے مسجد میں تھوکنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس ﷺ بن مالک سے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے"۔

۱۱۲٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔

۱۱۲۵...... حضرت ابوذر ﷺ' نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے دونوں اعمال پیش کئے گئے' میں نے اس کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل یہ پایا کہ راستہ میں پڑی ہوئی اذیت والی تکلیف دہ چیز کو ہٹادیا جائے' اور اس کے بُرے اعمال میں سے یہ بات پائی کہ مسجد میں تھوکا جائے اور اسے دفن نہ کیا جائے"۔

۱۱۲٦ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ

۱۱۲۶...... حضرت عبداللہ ﷺ بن الشخیر نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے تھوکا اور اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

۱۱۲۷ — و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ

۱۱۲۷...... اس سند کے ساتھ سابقہ روایت یعنی (آپ علیہ السلام نے تھوکا پھر جوتے سے رگڑ دیا) منقول ہے۔ مگر اس میں یہ ہیکہ اس کو اپنی بائیں جوتی سے مسل ڈالا۔

ﷺ قَالَ فَتَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرَى

باب-۲۰۸ جواز الصلاة في النعلين

جوتے سمیت نماز پڑھنے کا جواز ہے

۱۱۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ قَالَ نَعَمْ

۱۱۲۸۔ ابو مسلمہ سعید بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ جوتے سمیت نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں! ❶

۱۱۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا بِمِثْلِهِ

۱۱۲۹۔ اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (آپ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں!) منقول ہے۔

باب-۲۰۹ كراهة الصلاة في ثوب له أعلام

پھول دار یا منقش کپڑوں میں نماز مکروہ ہے

۱۱۳۰۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ وَقَالَ شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ فَاذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ

۱۱۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک چادر میں جس پر نقش و نگار بنے تھے نماز پڑھی اور بعد میں فرمایا کہ: اس کپڑے نے مجھے اپنی طرف مشغول کر دیا (نماز میں خلل ہوا) اسے ابوجہم کو دے دو اور میرے لئے انبجانیہ لے آؤ۔ ❷

۱۱۳۱۔ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

۱۱۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منقش چادر میں نماز پڑھی، آپ ﷺ کی نظر اس کے نقش و نگار پر

---

❶ اگر جوتے بالکل پاک ہوں اور ان کی طہارت میں کوئی شک و شبہ نہ ہو اور انہیں پہن کر صحیح طور پر سجدہ بھی کیا جا سکے تو جائز ہے انہیں پہن کر نماز پڑھنا۔ کما قالہ الخطابی۔

❷ ابوجہم رضی اللہ عنہ کا پورا نام عامر بن حذیفہ القرشی تھا انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ چادر ہدیہ دی تھی جس کی تصریح امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کی ہے۔ یہاں بعض لوگوں نے سوال کیا کہ اگر یہ چادر حضور علیہ السلام کے دل کو نماز سے ہٹا دینے کا باعث بنی تھی تو پھر آپ ﷺ نے اسے ابوجہم رضی اللہ عنہ کو کیوں بھجوائی؟ ان کی بھی نماز میں خلل پڑ سکتا ہے؟ اس کا جواب تو یہ ہے کہ ابوجہم اعمیٰ (نابینا) تھے' علامہ عینیؒ شارح بخاریؒ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک خاص تعلق نماز میں اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جاتا تھا اور معمولی سی چیز بھی اس میں خلل انداز ہوتی تھی تو آپ ﷺ کو اذیت ہوتی لیکن دوسروں کے ساتھ یہ بات نہ تھی۔ انبجانیہ ایسی سوتی چادر کو کہتے ہیں جس میں نقش و نگار اور بوٹے نہ ہوں۔

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي خَمِيصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ فَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ اذْهَبُوا بِهَذِهِ الْخَمِيصَةِ إِلَى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيِّهِ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا فِي صَلَاتِي

پڑی' جب نماز پوری کر چکے تو فرمایا:
"اس چادر کو ابی جہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور میرے لئے انبجانیہ لے آؤ۔ کیونکہ اس نے ابھی میری نماز میں مجھے غافل کر دیا۔

١١٣٢...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهُ خَمِيصَةٌ لَهَا عَلَمٌ فَكَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلَاةِ فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَأَخَذَ كِسَاءً لَهُ أَنْبِجَانِيًّا

۱۱۳۲..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک چادر تھی نقش و نگار والی۔ آپ ﷺ اس کے نقش و نگار میں مشغول ہو جاتے' چنانچہ آپ ﷺ نے وہ چادر ابو جہم ؓ کو دے دی اور اپنے لئے ان سے موٹی چادر انبجانیہ لے لی۔

باب-٢١٠ كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد اكله في الحال وكراهة الصلاة مع مدافعة الحدث و نحو

کھانا موجود ہونے اور تقاضائے حاجت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے

١١٣٣...... أَخْبَرَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ۔

۱۱۳۳ ... حضرت انس بن مالک ؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جب رات کا کھانا حاضر ہو جائے اور نماز بھی کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانے سے ابتدا کرو"۔

١١٣٤ ... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ

۱۱۳۴..... حضرت انس ؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب کھانا سامنے قریب آجائے اور نماز کا وقت بھی ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ مغرب کی نماز سے پہلے اور کھانے کو چھوڑ کر (نماز کی طرف) جلدی نہ کرو۔

١١٣٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَحَفْصٌ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ

۱۱۳۵..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ کھانا سامنے آنے پر نماز کیلئے جلدی نہ کرو بلکہ پہلے کھانا کھالو) منقول ہے۔

١١٣٦...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

۱۱۳۶..... حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تم میں سے کسی کے سامنے رات کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز بھی کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھائے اور نماز کے لئے جلدی نہ کرے۔ یہاں

عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلَنَّ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ

تک کہ کھانے سے فارغ ہو جائے"۔

١١٢٧ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَيُّوبَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

۱۱۲۷..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا آجائے تو پہلے کھانا کھائے پھر نماز پڑھے۔ کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف نہ جائے) منقول ہے۔

١١٢٨...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدِيثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا لَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِي هٰذَا أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيتَ هٰذَا أَدَّبَتْهُ أُمُّهُ وَأَنْتَ أَدَّبَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَأَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَأَى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ أُتِيَ بِهَا قَامَ قَالَتْ أَيْنَ قَالَ أُصَلِّي قَالَتِ اجْلِسْ قَالَ إِنِّي أُصَلِّي قَالَتِ اجْلِسْ غُدَرُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ

۱۱۲۸..... ابن ابی عتیق سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اور قاسم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ قاسم غلطیاں بہت کرتے تھے' ان کی والدہ ام ولد (کنیز اور باندی) تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ: تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اس طرح باتیں نہیں کرتے جس طرح یہ میرا بھتیجا باتیں کرتا ہے' خیر مجھے معلوم ہے کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ اسے اسکی ماں نے ادب و تربیت دی ہے اور تجھے تیری ماں نے (یعنی اس کی ماں آزاد اور عاقلہ تھی لہٰذا اس نے اپنے بیٹے کو بھی اچھی تعلیم و تربیت دی اور تیری ماں کنیز اور باندی تھی لہٰذا اس نے اپنے مطابق تعلیم و تربیت کی)۔ یہ سن کر قاسم کو سخت غصہ آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طیش کھانے لگے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستر خوان لے آیا گیا ہے تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہاں چلے؟ کہنے لگے: میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھنی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ارے او بیوقوف بیٹھ جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جب کھانا حاضر ہو یا پیشاب پاخانہ کا سخت تقاضا ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے"۔ ❶

❶ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

١١٣٩...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو حَزْرَةَ الْقَاصُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ الْقَاسِمِ

۱۱۳۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی سابقہ حدیث (کہ جب کھانا حاضر ہو یا تقاضہ ہو نماز نہ پڑھے) کی طرح منقول ہے مگر اس میں قاسم کے قصے کا ذکر نہیں ہے۔

باب-۲۱۱ نهى من اكل ثوما او بصلا عن حضور المسجد الخ

لہسن' پیاز یا کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

١١٤٠...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ قَالَ زُهَيْرٌ فِي غَزْوَةٍ وَلَمْ يَذْكُرْ خَيْبَرَ

۱۱۴۰...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر میں ارشاد فرمایا:
"جس نے اس درخت یعنی لہسن کو کھایا وہ ہرگز ہماری مساجد میں نہ آئے"۔

١١٤١...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا يَعْنِي الثُّومَ

۱۱۴۱...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جو اس پودے یعنی لہسن میں سے کھائے تو ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ اس کی بدبو زائل ہو جائے"۔

١١٤٢...... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنِ الثُّومِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا وَلَا يُصَلِّي مَعَنَا

۱۱۴۲...... عبدالعزیز ابن صہیب کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے لہسن کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:
"رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "جو اس درخت لہسن سے کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہی ہمارے ساتھ نماز پڑھے"۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ یہ قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے' ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بے وقوف اس لئے فرمایا کہ وہ ان کی بڑی اور رشتے' عمر' علم میں ہر اعتبار سے ان کی بزرگ تھیں' انہوں نے ان کی اصلاح اور بہتری کے لئے انہیں ڈانٹا تو اس پر بجائے شکر گزار ہونے کے' بگڑ جانا اور غصہ کرنا نہایت حماقت کی بات ہے۔ اس لئے فرمایا کہ بے وقوف ہے۔

۱۱۴۳ ..... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَّا بِرِيحِ الثُّومِ

۱۱۴۳ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جو اس لہسن کے درخت میں سے (لہسن) کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے اور لہسن کی بدبو سے ہمیں اذیت نہ پہنچائے"۔ ❶

۱۱۴۴ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا فَقَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ

۱۱۴۴ ..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا۔ ہمیں اسے کھانے کی سخت حاجت ہوئی تو ہم نے اسے کھالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب بھی نہ پھٹکے کہ جس چیز سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے"۔

۱۱۴۵ ..... و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَفِي رِوَايَةِ حَرْمَلَةَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي

۱۱۴۵ ..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے یا ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھ رہے"۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک ہانڈی لائی گئی جس میں کچھ سبزی ترکاریاں تھیں، آپ ﷺ کو اس میں سے بو آئی تو اس کے بارے میں دریافت کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کو اس میں پڑی سبزیوں کے بارے میں بتلایا گیا، تو فرمایا: اسے میرے بعض صحابہ کے پاس لے جاؤ۔ انہوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا کہ نہیں کھایا اس ہانڈی میں سے تو انہوں نے بھی اس کا کھانا پسند نہیں کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں تو ان سے مناجات و سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے (ملائکہ سے اور انہیں ان کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے)۔

۱۱۴۶ ..... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ

۱۱۴۶ ..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ مساجد میں بدبودار چیز کھا کر جانا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں اور ان میں اللہ کے فرشتے ہوتے ہیں۔ بدبو سے انہیں اذیت ہوتی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ لہسن، پیاز وغیرہ بدبودار اشیاء کھا کر مسجد میں نہ آئے، جب تک کہ بدبو زائل نہ ہو جائے۔ یہی وجہ تھی کہ خود حضور علیہ السلام پیاز لہسن نہیں کھاتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کے پاس کسی بھی وقت جبرئیل کی آمد متوقع رہتی تھی۔
آج کل بہت سے لوگ سگریٹ اور تمباکو نوشی کر کے مسجد میں آتے ہیں یہ سخت گناہ اور مسجد کی بے حرمتی اور مسلمانوں کو اذیت پہنچانا ہے۔ زکریا عفی عنہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الثُّومِ و قَالَ مَرَّةً مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ

"جس شخص نے اس لہسن کو پودے سے کھایا اور ایک بار فرمایا: جس نے پیاز، لہسن اور گندنا کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے" کیونکہ جس چیز سے بنو آدم کو تکلیف ہوتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے۔ (بدبو سے ہر آدمی کو تکلیف ہوتی ہے)۔

۱۱۴۷ـــــ و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يُرِيدُ الثُّومَ فَلَا يَغْشَنَا فِي مَسْجِدِنَا وَلَمْ يَذْكُرِ الْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ

۱۱۴۷۔ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (جو لہسن کے پودے سے کھائے وہ مسجد میں نہ آئے کیوں کہ جس چیز سے بنو آدم کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے) مروی ہے۔ مگر اس میں صرف لہسن کا ذکر ہے۔ پیاز اور گندنا کا ذکر نہیں۔

۱۱۴۸ـــــ و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمْ نَعْدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي تِلْكَ الْبَقْلَةِ الثُّومِ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرِّيحَ فَقَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّاسُ حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لِي وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيحَهَا

۱۱۴۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی لوٹے بھی نہ تھے کہ فتح خیبر ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ لہسن کے پودے پر ٹوٹ پڑے، لوگ بھوکے تھے اس لئے ہم نے خوب اچھی طرح کھایا پھر ہم مسجد میں گئے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بو محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اس برے درخت سے کھایا ہے وہ مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے" لوگوں نے کہا کہ لہسن تو حرام ہوگیا، لہسن حرام ہوگیا، حضور ﷺ کو معلوم ہوا (کہ لوگ یوں کہہ رہے ہیں) تو فرمایا:

"اے لوگو! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے حلال فرمایا ہے مجھے کوئی حق نہیں کہ اسے حرام کرسکوں۔ لیکن یہ پودا ایسا ہے کہ میں اس کی بو کو ناپسند کرتا ہوں"۔

۱۱۴۹ـــــ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى زَرَّاعَةِ بَصَلٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَنَزَلَ نَاسٌ مِنْهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يَأْكُلْ آخَرُونَ فَرُحْنَا إِلَيْهِ فَدَعَا الَّذِينَ لَمْ يَأْكُلُوا الْبَصَلَ وَأَخَّرَ الْآخَرِينَ حَتّٰى ذَهَبَ رِيحُهَا

۱۱۴۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ایک بار پیاز کے کھیت پر سے گذرے، کچھ لوگ کھیت میں اترے اور پیاز کھانا شروع کردیا۔ جب کہ کچھ لوگوں نے نہیں کھایا۔ پھر ہم حضور علیہ السلام کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو تو فوراً (اپنے پاس) بلایا جنہوں نے پیاز نہیں کھایا تھا اور جنہوں نے کھایا تھا انہیں اس وقت تک نہیں بلایا جب تک کہ اس کی بدبو زائل نہیں ہوگئی۔

۱۱۵۰ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ وَإِنِّي لَا أُرَاهُ إِلَّا حُضُورَ أَجَلِي وَإِنَّ أَقْوَامًا يَأْمُرُونَنِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِينَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ وَلَا الَّذِي بَعَثَ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ فَإِنْ عَجِلَ بِي أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ شُورَى بَيْنَ هَؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ وَإِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا يَطْعَنُونَ فِي هَذَا الْأَمْرِ أَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِي هَذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَأُولَئِكَ أَعْدَاءُ اللهِ الْكَفَرَةُ الضُّلَّالُ ثُمَّ إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتَّى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ يَا عُمَرُ أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلَى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ وَإِنِّي إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ عَلَيْهِمْ لِيَعْدِلُوا عَلَيْهِمْ وَلِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِينَهُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ ﷺ وَيَقْسِمُوا فِيهِمْ فَيْئَهُمْ وَيَرْفَعُوا إِلَيَّ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِمْ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هَذَا الْبَصَلَ وَالثُّومَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا

۱۱۵۰ ..... حضرت معدانؒ بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ: "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک مرغ ہے اور اس نے مجھے تین بار ٹھونگیں ماریں"۔ اور میں اس خواب کو یہی خیال کرتا ہوں کہ میری اجل آپہنچی ہے (یہی اس کی تعبیر ہے)۔ بعض لوگ مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں خلیفہ اور اپنا جانشین مقرر کروں، یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور خلافت کو اور اس چیز کو جسے اپنے نبی ﷺ کو دے کر مبعوث فرمایا (قرآن کریم) ضائع نہیں فرمائے گا۔ اگر میری موت جلدی آجائے تو خلافت ان چھ افراد کے باہمی مشاورت سے طے ہوگی جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی رہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس خلافت کے معاملہ میں طعن کرتے ہیں میں نے اپنے اس ہاتھ سے انہیں اسلام پر مارا ہے' اگر وہ ایسا کریں (یعنی خلافت کے معاملہ میں طعن کریں) تو وہ اللہ کے دشمن اور کفار و گمراہ ہیں۔ پھر یاد رکھو میں اپنے بعد کلالہ سے زیادہ اہم مسئلہ کوئی نہیں چھوڑ کر جارہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی بات میں اتنا رجوع نہیں کیا جتنا کلالہ کے بارے میں کیا اور آپ ﷺ نے بھی مجھ پر کسی معاملہ میں اتنی سختی نہیں فرمائی جتنی اس میں فرمائی حتیٰ کہ میرے سینے میں آپ ﷺ اپنی انگلیاں ماریں اور فرمایا:

اے عمر! کیا (اس معاملہ میں) تمہارے لئے گرمی کی آیت جو سورۃ النساء کے آخر میں ہے کافی نہیں ہے"۔ اور اگر میں کچھ عرصہ زندہ رہا تو کلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ ہر شخص خواہ قرآن پڑھتا ہو یا نہیں پڑھتا ہو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا: اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں ان لوگوں پر جو مختلف امصار و بلاد کے حاکم ہیں' میں نے انہیں حاکم بنا کر صرف اس لئے بھیجا ہے کہ لوگوں پر عدل و انصاف سے حکومت کریں اور انہیں ان کا دین اور ان کے نبی ﷺ کی سنت و طریقہ سکھلائیں اور ان کا جنگوں میں حاصل کیا ہوا مال غنیمت وفئی ان پر تقسیم کریں اور جس معاملہ میں مشکل پڑ جائے اسے میرے پاس بھیج دیں۔

پھر فرمایا: اے لوگو! تم جو یہ دو درخت (کے پھل) کھاتے ہو یعنی پیاز اور

لہسن میں ان دونوں کو بُرا سمجھتا ہوں اور میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے مسجد میں اسکی بدبو محسوس کرتے تو اسے مسجد سے نکالنے کا حکم دیتے چنانچہ اسے مسجد سے نکال کر بقیع تک خارج کر دیا جاتا۔ لہٰذا جو اسے کھانا چاہے تو انہیں پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دے۔ ❶

۱۱۵۱ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ شَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۱۵۱..... یہ حدیث بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے بدبودار اشیاء کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا) کی مثل ہے۔

باب-۲۱۴ النهی عن نشد الضالة فی المسجد و ما یقوله من سمع الناشد

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا منع ہے اور تلاش کرنے والے کو کیا کہنا چاہئے

۱۱۵۲ ..... حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا

۱۱۵۲..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص مسجد میں کسی کو گمشدہ چیز کا اعلان کرتے سنے تو کہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ لوٹائے کیونکہ مساجد اس مقصد کے لئے نہیں بنائی گئیں"۔

۱۱۵۳..... و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

۱۱۵۳..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا (جو شخص مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان سنے تو کہے کہ اللہ مجھے گمشدہ چیز نہ لوٹائے کیونکہ مساجد اس مقصد کیلئے نہیں ہیں)۔

---

❶ جن چھ افراد کا ذکر حضرت عمرؓ نے فرمایا ان کے نام یہ ہیں: حضرت عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ یہ چھ کے چھ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ باقی چار میں ایک تو خود حضرت عمرؓ اور دوسرے صدیق اکبرؓ تھے، جب کہ حضرت ابو عبیدہؓ پہلے ہی شہید ہو چکے تھے، جب کہ حضرت سعید بن زید کا نام اس لئے نہیں لیا کہ وہ ان کے ابن عم تھے۔ رشتہ داری اور قرابت داری کی بناء پر نام نہیں لیا تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ اپنے قرابت داروں کو خلافت سپرد کر دی۔
کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جو بالکل بے اولاد ہو اور کوئی اولاد چھوڑے بغیر مر جائے نہ مذکر نہ مؤنث اور اس کے ماں باپ بھی نہ ہوں یعنی کوئی میراث نہ ہو قریبی۔ اس کی میراث میں حضرت عمرؓ کو کچھ الجھن تھی۔ علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ جس میت کے اصول و فروع نہ ہوں اسے کلالہ کہا جاتا ہے۔

۱۱۵۴۔۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ

۱۱۵۴۔۔۔۔۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کون ہے جس نے سرخ اونٹ کو بلایا ہے (کسی نے سرخ اونٹ لیا ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے نہ ملے' مساجد جن کاموں کے لئے بنائی گئی ہیں انہی کاموں کے لئے ہیں (ان اعلانات کے لئے مساجد نہیں ہیں)۔

۱۱۵۵۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا صَلَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ

۱۱۵۵۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: سرخ اونٹ کو کس نے بلایا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کرے تجھے نہ ملے۔ مساجد تو صرف انہی کاموں کیلئے بنائی گئی ہیں جن کیلئے ہیں۔

۱۱۵۶۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا قَالَ مُسْلِم هُوَ شَيْبَةُ بْنُ نَعَامَةَ أَبُو نَعَامَةَ رَوَى عَنْهُ مِسْعَرٌ وَهُشَيْمٌ وَجَرِيرٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْكُوفِيِّينَ

۱۱۵۶۔۔۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے نماز فجر سے فراغت کے بعد آیا اور مسجد کے دروازہ سے سر داخل کر کے کہا: آگے سابقہ حدیث (سرخ اونٹ کو کس نے بلا؟۔۔۔ الخ) ہی بیان کی۔

(امام مسلمؒ فرماتے ہیں محمد بن شیبہ بن نعامہ ہیں اور ابو نعامہ سے مسعر، ہشیم، جریر وغیرہ اہل کوفہ نے روایت کی ہے)۔

باب۔۲۱۳ السهو فی الصلاة والسجود له

نماز میں سہو ہونے اور سجدۂ سہو کا بیان

۱۱۵۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

۱۱۵۷ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر اشتباہ ڈال دیتا ہے چنانچہ اسے یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ لہٰذا جب تم اس طرح کی صورتحال سے دوچار ہو جاؤ تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرلیا کرو۔

۱۱۵۸ ... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۱۵۸ حضرت زہریؒ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (اگر نماز میں شیطان کی وجہ سے بھول جائے تو دو سجدے کرے) منقول ہے۔

۱۱۵۹ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا نُودِيَ بِالْأَذَانِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ يَخْطُرُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلَّى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

۱۱۵۹ ... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے آواز سے ہوا خارج کرتا ہوا اور اتنی دور چلا جاتا ہے کہ اذان کی آواز سنائی نہ دے۔ پھر جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے، جب تثویب ہوتی ہے (یعنی نماز کی دوبارہ تلقین کی جاتی ہے) تو پھر بھاگ اٹھتا ہے۔ جب تثویب پوری ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے اور انسان (نمازی) کے قلب میں وسوسے ڈالتا ہے اسے کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں چیز یاد کر (مختلف باتیں یاد دلاتا ہے) ایسی باتیں جو نمازی کو کبھی یاد بھی نہیں آتیں۔ اور نمازی اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اسے یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات پڑھیں۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو یاد نہ رہے تو اسے چاہیے کہ بیٹھ کر دو سجدے کر لے۔

۱۱۶۰ ... و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ وَلَّى وَلَهُ ضُرَاطٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فَهَنَّاهُ وَمَنَّاهُ وَذَكَّرَهُ مِنْ حَاجَاتِهِ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ

۱۱۶۰ ... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے تو زور کی آواز سے ہوا خارج کرتا بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اور نماز میں آکر اسے رغبتیں اور آرزوئیں یاد دلاتا ہے اس کی ایسی ضروریات یاد دلاتا ہے کہ اسے کبھی یاد بھی نہ آتی تھیں۔ ❶

---

❶ اس حدیث کی مراد و معنی میں علماء کا اختلاف ہوا ہے۔ چنانچہ بعض علماء مثلاً: حسن بصریؒ وغیرہم نے فرمایا کہ حدیث کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا۔ اور رکعات میں شک ہونے کی صورت میں تو صرف سجدۂ سہو کے دو سجدے کرے اسکے لئے کافی ہے۔ جب کہ بعض علماء مثلاً: امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ امام شافعیؒ، امام مالکؒ واحمدؒ کے نزدیک ایسی صورت میں یقین پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی جس بات پر یقین ہو مثلاً: شک ہوا کہ چار پڑھی ہیں یا تین تو اس پر لازم ہے کہ چوتھی رکعت پڑھ کر پھر سجدۂ سہو کرے ان کی دلیل حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے جسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے تخریج کیا ہے۔
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر کسی کو پہلی مرتبہ شک ہوا ہو تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اعادہ ضروری ہوگا لیکن اگر کسی کو شک کی عادت پڑ گئی ہو اور اکثر و بیشتر اسے شک ہوتا رہتا ہو تو پھر اسے چاہیے کہ غالب ظن پر عمل کرے اور اگر کسی بات پر بھی غالب گمان نہ ہو رہا ہو تو اقل پر عمل کیا جائے گا۔ یعنی کم پر عمل کیا جائے گا۔

١١٦١ ۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۱۶۱ ۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن بحینہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز میں ہمیں دو رکعات پڑھائیں اور دو رکعت کے بعد (قعدہ اولیٰ کئے بغیر) کھڑے ہوگئے' اور بیٹھے نہیں۔ سب لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوگئے' جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کرلی اور ہم آپ ﷺ کے سلام کے منتظر تھے تو آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور دو سجدے ادا کئے بیٹھے بیٹھے سلام سے قبل اور پھر آخر میں سلام پھیرا۔

١١٦٢ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ

۱۱۶۲ ۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن بحینہ الاسدی رضی اللہ عنہ جو بنو عبدالمطلب کے حلیف تھے سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں بیٹھنا (دو رکعت کے بعد) بھول گئے اور کھڑے ہوگئے' نماز پوری کرنے کے بعد آپ ﷺ نے دو سجدے کئے ہر سجدہ میں تکبیر کہی اور بیٹھے بیٹھے دونوں سجدے کئے' سلام سے قبل۔ اور سب لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی سجدے کئے' جس کا مقصد قعدہ اولیٰ میں بیٹھنے کی تلافی تھی۔

١١٦٣ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَزْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِي الشَّفْعِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَجْلِسَ فِي صَلَاتِهِ فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ سَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۱۶۳ ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ الازدی رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کے جس شفعہ کے بعد بیٹھنا چاہتے تھے (قعدہ اولیٰ میں) اس میں آپ ﷺ کھڑے ہوگئے (بھول کر) اور نماز پوری کرلی' جس نماز کے بالکل اختتام پر تھے تو آپ ﷺ نے سلام سے ذرا پہلے سجدہ کیا پھر سلام پھیرا۔

١١٦٤ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ

۱۱۶۴ ۔۔۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں تین یا چار؟

تو اسے چاہئے کہ شک کو دور کرے اور حاصل شدہ یقین پر عمل کرے (یعنی اگر تین کا یقین ہو اور چوتھائی میں شک ہو تو چوتھی پڑھ لے اور اگر چار کا یقین ہو تو اس پر عمل کرے) پھر سلام سے قبل دو سجدے کرے۔ اور اگر

لَــــهٗ صَلَاتَهٗ وَإِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَــرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ

اس نے پانچ پانچ رکعات پڑھ لیں تو یہ دو سجدے مل کر چھ ہو جائیں گی (اور ایک شفعہ یعنی دو رکعات نفل کا ثواب مل جائے گا) اور اگر چار ہی پوری پڑھی ہیں تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہو جائیں گے۔

(امام شافعیؒ نے اسی حدیث سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے چنانچہ ان کا عمل اسی حدیث پر ہے)۔

۱۱۶۵۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَــــنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي مَعْنَاهُ قَــــالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ السَّلَامِ كَمَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِــلَالٍ

۱۱۶۵۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (کہ نماز میں اگر شک ہو تو چاہئے کہ شک دور کرے) منقول ہے کہ سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے جیسا کہ سلیمان بن بلال نے بیان کیا ہے۔

۱۱۶۶۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِــــي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَــــنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِبْرَاهِيمُ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهٗ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ

۱۱۶۶۔۔۔۔ علقمہؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور کچھ زیادتی یا کمی ہو گئی (نماز میں) جب آپ ﷺ نے سلام پھیر لیا تو آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیا؟ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس اس طرح نماز پڑھی ہے' (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں قدم قبلہ رخ موڑے' قبلہ کا رخ کیا اور دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تمہیں وہ ضرور بتلاتا' لیکن میں بھی تمہاری طرح بندہ بشر ہوں' جیسے تم بھول جاتے ہو' میں بھی بھول جاتا ہوں۔ لہٰذا اگر میں کبھی بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور جب تم میں سے کسی کی نماز میں شک ہو جائے تو وہ صحیح بات پر غور کرے (اور اپنی غالب رائے جس طرح ہو اس پر عمل کر کے) نماز پوری کرلے پھر دو سجدہ کر لے۔

۱۱۶۷۔۔۔۔ حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ فَلْيَنْظُرْ أَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ

وَفِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ

۱۱۶۷۔۔۔۔ یہ حدیث بھی سابقہ حدیث (یعنی آپ علیہ السلام نماز میں بھول گئے پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یاد دلانے کی وجہ سے دو سجدے کئے) کی مثل ہے۔ کچھ الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ۔

۱۱۶۸۔۔۔۔ و حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۱۶۸۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (نماز میں کمی و بیشی

الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَنْصُورٌ فَلْيَنْظُرْ أَحْرَى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ

ہونے آپ علیہ السلام نے دو سجدے ادا کر کے تدارک کیا) مذکور ہے لیکن اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب شبہ پیدا ہو جائے تو غور کرے درستگی کیلئے کونسی چیز مناسب ہے۔

۱۱۶۹...... حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ

۱۱۶۹......اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے نماز میں کمی بیشی کی پھر صحابہ کے مطلع کرنے پر دو سجدے ادا کیے) منقول ہے۔

۱۱۷۰...... حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ

۱۱۷۰ ... اس حدیث کے مثل بھی سابقہ حدیث (کہ اگر نماز میں شک ہو جائے تو شک دور کرتے) منقول ہے۔ مگر اس میں یہ ہے کہ تحری کرے یہ زیادہ صحیح ہے۔ ❶

۱۱۷۱...... حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ الصَّوَابُ

۱۱۷۱ منصور نے اس سند سے یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ جو صحیح ہو اس کے متعلق سوچے۔

۱۱۷۲ حَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ هٰؤُلَاءِ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ

۱۱۷۲... یہ حدیث بھی پچھلی حدیث کی مثل ہے (یعنی یہ کہ نماز میں شک آنے پر صحیح بات تک پہنچنے کیلئے تحری کرے)۔

۱۱۷۳...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

۱۱۷۳...... حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ظہر کی پانچ رکعات پڑھ لیں' آپ ﷺ سے کہا گیا کہ کیا نماز میں زیادتی ہو گئی ہے؟ فرمایا وہ کیا؟ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ پھر دو سجدے آپ ﷺ نے کیے۔

۱۱۷۴...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ صَلَّى بِهِمْ خَمْسًا ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ

۱۱۷۴ ... ابراہیمؒ بن سوید کہتے ہیں کہ علقمہؒ نے ظہر کی نماز کی امامت کی تو پانچ رکعات پڑھادیں۔ جب سلام پھیرا تو قوم نے کہا کہ اے ابو شبل! آپ ﷺ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ: میں نے ہر گز پانچ نہیں پڑھیں۔ لوگوں نے کہا کہ: کیوں نہیں (آپ نے پانچ ہی پڑھی ہیں) ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ میں قوم کے ایک طرف کنارے میں تھا کیونکہ

---

❶ یعنی اگر رکعتوں کی تعداد میں شک ہو گیا تو تحری کرے۔ پھر اس کے مطابق عمل کرے احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر پہلی بار ہوا ہے تو اعادہ کرے اگر بار بار ایسا ہوتا ہے تو تحری کرے جو غالب گمان ہو اس پر عمل کرے ورنہ قلیل پر عمل کرے۔ یعنی تیسری اور چوتھی میں شک ہے تو تیسری پڑھے۔ اگر دوسری اور تیسری میں شک ہے تو دوسری پڑھے۔

خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ يَا أَبَا شِبْلٍ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوا بَلَى قَالَ وَكُنْتُ فِي نَاحِيَةِ الْقَوْمِ وَأَنَا غُلَامٌ فَقُلْتُ بَلَى قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ لِي وَأَنْتَ أَيْضًا يَا أَعْوَرُ تَقُولُ ذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ زِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لَا قَالُوا فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَانْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ

کم عمر لڑکا تھا' میں نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے پانچ ہی پڑھی ہیں۔ علقمہ نے مجھ سے کہا او کانے! تو بھی یہی کہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! یہ سن کر وہ مڑے' دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہماری امامت فرمائی تو پانچ رکعات پڑھیں۔ جب آپ ﷺ فارغ ہو کر مڑے تو لوگوں میں کھسر پھسر ہونے لگی آپس میں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا ہوا تمہیں؟ وہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ! کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ نہیں! انہوں نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ چنانچہ آپ مڑے اور دو سجدے کر کے سلام پھیرا۔ اس کے بعد فرمایا: میں بھی تمہاری طرح بندہ بشر ہوں' جس طرح تم بھول جاتے ہو اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں؟

وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کو نماز میں نسیان ہو جائے تو دو سجدے کر لے۔

١١٧٥ وَحَدَّثَنَاهُ عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ وَأَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

۱۱۷۵۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعات پڑھا دیں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ فرمایا وہ کیا؟ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ فرمایا کہ: میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں' جیسے تمہیں یاد رہتا ہے' مجھے بھی یاد رہتا ہے اور جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے دو سجدے سہو کے فرمائے۔

١١٧٦ وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْوَهْمُ مِنِّي فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

۱۱۷۶۔۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو کچھ زیادتی یا کمی کی (راوی حدیث ابراہیم فرماتے ہیں کہ یہ وہم میری جانب سے ہے) آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا نماز میں کچھ زیادتی کی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے (غرضیکہ) پھر رسول اللہ ﷺ پھرے اور دو سجدے کئے۔

۱۱۷۷...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

۱۱۷۷...... حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سلام اور کلام کے بعد دو سجدے سہو کے ادا فرمائے۔

۱۱۷۸...... و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِمَّا زَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَايْمُ اللهِ مَا جَاءَ ذَاكَ إِلَّا مِنْ قِبَلِي قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ فَقَالَ لَا قَالَ فَقُلْنَا لَهُ الَّذِي صَنَعَ فَقَالَ إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

۱۱۷۸...... حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر یا تو زیادتی کی یا کمی کر دی (ابراہیم کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ وہم (کہ زیادتی ہوئی یا کمی) میری طرف سے ہی ہے (حضرت عبد اللہ ؓ کی طرف سے نہیں) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! تو ہم نے وہ بات یاد دلائی جو آپ ﷺ سے صادر ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا جبکہ آدمی نماز میں کچھ زیادتی کرے یا کمی کرے تو وہ دو سجدے کرے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بھی دو سجدے کیے۔

۱۱۷۹...... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَى جِذْعًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَيْهَا مُغْضَبًا وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَمِينًا وَشِمَالًا فَقَالَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالُوا صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ

قَالَ وَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَسَلَّمَ

۱۱۷۹...... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کی دو نمازوں میں سے کوئی ظہر یا عصر ہمیں پڑھائی اور دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ﷺ مسجد کے قبلہ کی دیوار کے پاس آئے ایک لکڑی سے ٹیک لگائی آپ ﷺ غصہ کی حالت میں تھے' قوم میں حضرت ابو بکر ؓ و عمر ؓ رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے' وہ دونوں بھی ہیبت کے مارے گفتگو نہ کر سکے' جلد باز لوگ یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ نماز میں کمی ہو گئی' حضرت ذوالیدین ؓ، کھڑے ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ ﷺ کو نسیان ہو گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: ذوالیدین کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا' آپ ﷺ نے صرف دو رکعات پڑھی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پھر دو رکعات پڑھیں اور سلام پھیرا' پھر اللہ اکبر کہہ کر ایک سجدہ کیا' تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھایا' پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا' پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا۔ عمران ؓ بن حصین نے یہ بھی فرمایا کہ آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

۱۱۸۰...... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۱۸۰...... اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (آپ علیہ السلام نے ظہر یا

حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ

عصر کی دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیرا۔ ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے بتانے پر آپ علیہ السلام نے دو رکعتیں مزید پڑھا کر دو سجدے کئے) منقول ہے۔

١١٨١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَتَمَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

١١٨١۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز چھوٹی کر دی گئی یا آپ ﷺ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہوئی۔ ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا ذوالیدین نے سچ کہا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! چنانچہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بقیہ نماز پوری فرمائی اور سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے ادا کئے۔

١١٨٢ - وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَعِيلَ الْخَزَّازُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

١١٨٢۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز میں دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا' ایک شخص بنو سلیم کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا نماز کم کر دی گئی یا آپ ﷺ بھول گئے؟ آگے سابقہ حدیث (یعنی آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کچھ بھی نہیں ہوا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ کچھ تو ہوا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تحقیق کی اور بقیہ نماز پوری ادا کرنے کے بعد دو سجدے کئے۔

١١٨٣ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

١١٨٣۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو بنی سلیم میں سے ایک شخص اٹھا باقی حدیث سابقہ حدیث کی مثل ہے (کہ ان کے بتانے پر آپ علیہ السلام نے بقایا رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کیا)۔

١١٨٤ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

١١٨٤۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا' پھر آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے' ایک شخص جن کا نام خرباق تھا اور لمبے ہاتھ

أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طُولٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيعَهُ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

والے تھے (اسی بناء پر ان کو ذوالیدین کہا جاتا تھا) وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! پھر آپ ﷺ کو بتلایا انہوں نے کہ آپ ﷺ نے تین رکعات پڑھی ہیں) آپ ﷺ انتہائی غصہ کی حالت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے اور لوگوں کے پاس جا پہنچے اور فرمایا کہ: کیا یہ شخص صحیح کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! چنانچہ آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، دو سجدے کئے بعد ازاں دوبارہ سلام پھیرا۔

۱۱۸۵ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُوَ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَخَرَجَ مُغْضَبًا فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۱۸۵ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار عصر کی تین رکعات پر ہی سلام پھیر دیا۔ اور کھڑے ہو کر اپنے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے ایک لمبے ہاتھوں والے شخص اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز چھوٹی ہو گئی ہے؟ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور جو رکعت چھوٹ گئی تھی وہ پڑھی پھر دو سجدے سہو کے کر کے سلام پھیرا۔

باب-۲۱۴ سجود التلاوة

سجدۂ تلاوت کا بیان

۱۱۸۶ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقْرَأُ سُورَةً فِيهَا سَجْدَةٌ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانِ جَبْهَتِهِ

۱۱۸۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قرآن کریم پڑھتے تھے اور ایسی سورت پڑھتے جس میں سجدہ (کی آیت) ہوتی تو سجدہ کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ بعض لوگوں کو پیشانی ٹکانے کی بھی جگہ نہ ملتی۔

۱۱۸۷ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رُبَّمَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۱۸۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات حضور اقدس ﷺ قرآن کریم پڑھتے اور آیت سجدہ پر سے گذر ہوتا تو ہم سب کے سب سجدہ فرماتے حتیٰ کہ ہمارا اتنا ہجوم آپ ﷺ کے قریب ہو جاتا کہ کسی کو

الْقُرْآنَ فَيَمُرُّ بِالسَّجْدَةِ فَيَسْجُدُ بِنَا حَتَّى ازْدَحَمْنَا عِنْدَهُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِيَسْجُدَ فِيهِ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ

سجدہ کرنے کی جگہ بھی نہ ملتی۔ اور یہ سجدہ نماز کے علاوہ ہوتا تھا۔ ❶

۱۱۸۸۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هَذَا قَالَ عَبْدُ اللهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا

۱۱۸۸۔۔۔۔ حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (نماز میں) سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی اور اس میں سجدۂ تلاوت کیا آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے جو نمازی تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا البتہ ایک بوڑھے نے زمین سے ایک مٹھی کنکریا مٹی اٹھاکر پیشانی پر لگائی اور کہا کہ بس مجھے اتنا کافی ہے (سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں)۔ عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بعد میں دیکھا کہ کافر ہو کر قتل ہوا۔ ❷

۱۱۸۹۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى فَلَمْ يَسْجُدْ

۱۱۸۹۔۔۔۔ حضرت عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت زید ؓ بن ثابت سے امام کے ساتھ قرأت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

امام کے ساتھ کچھ نہیں پڑھنا چاہیے" ❸ اور انہوں نے خیال کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی اور سجدہ نہیں کیا۔

۱۱۹۰۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

۱۱۹۰۔۔۔۔ حضرت ابو سلمہؒ بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ

❶ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر جہاں سجدہ کا حکم آیا ہے وہاں سجدہ کرنا چاہیے۔ ائمہ اربعہ میں سے امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت مسنون ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔ پورے قرآن کریم میں کل ۱۴ سجدے ہیں۔ اور اس پر اتفاق ہے۔ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک سورۂ ص کا سجدہ نہیں ہے جب کہ سورۃ الحج میں ۲ سجدے ہیں۔
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سورۂ حج کا دوسرا سجدہ نہیں ہے اور سورۂ ص کا سجدہ ہے۔ اس موضوع پر قدماء حنفیہ نے متعدد دلائل دیے ہیں لیکن صحابہ کرام کے آثار و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں سورۂ حج کے دوسرے سجدہ پر بھی سجدۂ تلاوت کرنے کا رواج عام تھا۔ اس بناء پر متاخرین و محققین حنفیہ نے دوسرے مقام پر یعنی سورۂ حج کے دوسرے سجدہ میں بھی احتیاطاً سجدہ کرنا بہتر بتلایا ہے۔
حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ: اگر دوران نماز سورۂ حج کا دوسرا سجدہ آجائے تو وہاں پر رکوع کر کے سجدہ کی نیت رکوع میں ہی کرلے اور خارج نماز باقاعدہ سجدہ ہی کرے تاکہ ائمہ اربعہ کے مسلک پر عمل ہوجائے۔

❷ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں سورۃ النجم کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ بوڑھا "امیہ بن خلف" تھا جو بدر کی لڑائی میں ذلیل و رسوا ہو کر مارا گیا۔

❸ حضرت زید ؓ کا مذکورہ قول امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیے۔

مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا

ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ إذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں (آیت سجدہ پر) سجدہ کیا۔ نماز سے فراغت پر انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں سجدہ فرمایا تھا۔

١١٩١ ... و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۱۹۱..... اس سند کے ساتھ بھی سابق حدیث (حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے سورۃ انشقاق پڑھی اور (آیت سجدہ پر) سجدہ کیا پھر بتایا کہ آپ علیہ السلام نے بھی اس آیت پر سجدہ کیا تھا) مروی ہے۔

١١٩٢..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

۱۱۹۲..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اذا السماء انشقت اور اقراء باسم ربك میں سجدہ کیا۔

١١٩٣... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

۱۱۹۳..... اس سند سے بھی یہی حدیث منقول ہے کہ حضور علیہ السلام نے مذکورہ دونوں سورتوں (سورة الانشقاق اور سورة العلق) میں سجدہ فرمایا۔

١١٩٤ ..... و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ

۱۱۹۴..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی مذکورہ حدیث منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے انشقاق اور اقراء باسم ربك میں سجدہ فرمایا۔

١١٩٥ ..... و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذِهِ السَّجْدَةُ فَقَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

۱۱۹۵ حضرت ابورافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی انہوں نے سورۃ إذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ میں نے کہا یہ کونسا سجدہ ہے؟ فرمایا کہ میں نے اس سورت میں ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا ہے اور میں ہمیشہ اس سورت میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملوں۔

فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ

وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُهَا

اور ابن عبد الاعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ سجدہ میں ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

۱۱۹۶ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ كُلُّهُمْ عَنِ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

۱۱۹۶ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مختصراً منقول ہے۔ مگر اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ انھوں نے آپ علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔

۱۱۹۷ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْجُدُ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَقُلْتُ تَسْجُدُ فِيهَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ خَلِيلِي ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ نَعَمْ

۱۱۹۷ ابو رافع سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سورۃ اذا السماء انشقت میں سجدہ کرتے تھے۔ میں نے کہا تم اس سورت میں سجدہ کرتے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں! میں نے اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ اس سورت میں سجدہ کرتے تھے تو میں بھی اس سورت میں ہمیشہ سجدہ کروں گا۔ یہاں تک کہ میں آپ سے مل جاؤں۔ شعبہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ؟ وہ بولے ہاں!

باب-۲۱۵ صفة الجلوس في الصلاة و كيفية وضع اليدين على الفخذين

قعدہ اور اس میں رانوں پر ہاتھ رکھنے کا طریقہ

۱۱۹۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى

۱۱۹۸ حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں قعدہ فرماتے تو اپنے بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے درمیان کر لیتے اور دائیں پاؤں کو بچھا لیتے[1] جب کہ اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھ لیتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

---

[1] علامہ ابی شارح مسلم نے فرمایا کہ یہ نہایت مشکل مقام ہے کیونکہ اس پر علماء سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ قعدہ کی حالت میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا ضروری ہے اور یہی سنت ہے۔ صحیح بخاری میں بھی احادیث اس بارے میں واضح ہیں کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی سنت ہے۔ چنانچہ علماء نے اس حدیث میں تاویل کی ہے کہ ممکن ہے راوی سے غلطی ہوئی اور نصب (کھڑا رکھنے) کی بجائے فرش (بچھانے) کا ذکر کر دیا اور بھی اس کی بہت سی تاویلات کی گئی ہیں۔ نووی نے ان کی تفصیل ذکر کی ہے۔

فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ

۱۱۹۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ

۱۱۹۹۔۔۔ حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب دعا کے لئے (نماز میں) بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور سبابہ (شہادت کی انگلی) سے اشارہ فرماتے' جب کہ انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو اسی طرف کے گھٹنے پر رکھتے تھے۔

۱۲۰۰ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى بَاسِطَهَا عَلَيْهَا

۱۲۰۰ حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز میں قعدہ فرماتے تو دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے تھے انگوٹھے سے ملی ہوئی دائیں ہاتھ کی انگلی کو اٹھاتے اور اس سے اشارہ دعا فرماتے۔ جب کہ آپ ﷺ کا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا ہوا ہوتا تھا۔

۱۲۰۱۔۔۔ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

۱۲۰۱ حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھا کرتے تھے اور ۵۳ کی شکل میں ہاتھ کر لیتے ❶ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے۔

۱۲۰۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ

۱۲۰۲ علی بن عبدالرحمان المعاوی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا۔ نماز سے فراغت پر انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ جس طرح

❶ جس کی شکل یہ ہے کہ درمیانی انگلی اور اس سے متصل دو آخری انگلیاں ملا کر بند کر کے مٹھی کی شکل دے دیں۔ اور شہادت و تسبیح کی انگلی کو چھوڑ دیں اور انگوٹھے کو شہادت کی انگلی کی جڑ میں رکھیں۔ تو اس طرح سے ۵۳ کی شکل بن جاتی ہے۔
درحقیقت حساب کی یہ شکل صحابہ میں معروف تھی اس لئے ابن عمر ؓ نے اسے مذکورہ صورت میں تعبیر کر دیا۔

وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصَى فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي فَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى

رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اسی طرح کیا کرو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح کرتے تھے؟ فرمایا کہ جب نماز میں قعدہ میں بیٹھتے تو دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھ لیتے تھے' ہاتھ کی سب انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے سے متصل انگلی سے اشارہ کرتے۔ جب کہ بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا کرتے تھے۔ [1]

۱۲۰۳..... وَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ قَالَ سُفْيَانُ فَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِهِ عَنْ مُسْلِمٍ ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ مُسْلِمٌ

۱۲۰۳ ... اس سند سے بھی سابق حدیث (نماز میں بیٹھے تو داہنی ہتھیلی دائیں ران پر رکھے اور سب انگلیوں کو بند کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے) مروی ہے۔

باب-۲۱۶ السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها و كيفية

نماز سے نکلنے کیلئے سلام پھیرنے اور اس کے طریقہ کا بیان

۱۲۰۴..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَنَّى عَلِقَهَا

۱۲۰۴ ...ابو معمرؒ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے ایک امیر و حاکم دو سلام پھیرا کرتے تھے' حضرت عبد اللہ ؓ نے فرمایا: "یہ کہاں سے اس نے طریقہ نکالا؟

قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ

حکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

۱۲۰۵..... وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ شُعْبَةُ رَفَعَهُ مَرَّةً أَنَّ أَمِيرًا أَوْ رَجُلًا سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَنَّى عَلِقَهَا

۱۲۰۵ یہ حدیث بھی سابق حدیث کی مثل ہے یعنی ایک امیر یا ایک آدمی نے دو سلام پھیرے تو عبد اللہ نے کہا اس نے یہ سنت کہاں سے سیکھی۔ باقی حدیث بھی مذکورہ حدیث کی مثل ہے۔

۱۲۰۶..... وَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ

۱۲۰۶ حضرت سعد ؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ دائیں اور بائیں سلام پھیرا کرتے تھے (اور اتنا چہرہ مبارک موڑتے تھے)

---

[1] علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ نے فرمایا کہ قعدہ میں دائیں ہاتھ کو بند کرنے کی متعدد صورتیں فقہاء نے بیان کی ہیں۔ ایک تو یہی جو ابھی ذکر ہوئی۔ دوسری یہ کہ انگوٹھے کو درمیانی انگلی جو کہ بند ہوگی اس سے ملایا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنالیا جائے۔ یہ تینوں صورتیں صحیح ہیں۔

إسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ

کہ مجھے رخسارِ رسول ﷺ کی سفیدی نظر آنے لگی تھی۔

باب-۲۱۷ الــــــذکر بعــــــد الصـــــلاۃ

نماز کے بعد کے اذکارِ مسنونہ

۱۲۰۷..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي بِهٰذَا أَبُو مَعْبَدٍ ثُمَّ أَنْكَرَهُ بَعْدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ

۱۲۰۷..... حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کا علم آپ ﷺ کی تکبیر سے ہوتا (یعنی آپ ﷺ سلام سے فراغت پر فوراً اللہ اکبر کہا کرتے تھے)۔

۱۲۰۸..... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي مَعْبَدٍ فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهٰذَا قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ أَخْبَرَنِيهِ قَبْلَ ذٰلِكَ

۱۲۰۸..... عمرو بن دینار، ابو معبد سے جو ابن عباس ؓ کے آزاد کردہ تھے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس ؓ کے حوالہ سے بتلایا کہ ابن عباس ؓ نے فرمایا: "ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام آپ ﷺ کے اللہ اکبر سے معلوم کرتے تھے۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ابو معبد سے (بعد میں کبھی) دوبارہ یہ حدیث ذکر کی تو انہوں نے انکار کیا کہ میں نے تم سے کبھی یہ حدیث بیان نہیں کیا۔ حالانکہ اس سے قبل یہ حدیث انہوں نے ہی مجھے بتلائی تھی۔

۱۲۰۹..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو

۱۲۰۹..... حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ ہوتا تھا کہ فرض نماز سے فراغت کے بعد بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا۔ اور جب میں اس ذکر کی آواز سنتا تو مجھے معلوم ہوتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہیں۔ [1]

---

[1] فرض نماز کے بعد ذکر کرنا مستحب ہے۔ حدیثِ باب میں تکبیر کا ذکر ہے لیکن تکبیر سے مراد غالباً ہر قسم کا ذکر ہے۔ جس سے اللہ کی عظمت و کبریائی کا اظہار ہوتا ہو۔ اب یہ ذکر جہراً ہو یا سراً؟ اس میں متعدد اقوال ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ حدیثِ بالا میں جو یہ مذکور ہے کہ زور سے ذکر ہوتا تھا تو یہ غالباً تعلیم کے لئے تھا کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی اس کی مداومت نہیں فرمائی۔ اور نہ ہی صحابہ ؓ نے اسے لازم اور ضروری سمجھا۔ امام اور مقتدی کے لئے سراً ذکر کرنا مستحب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک جہراً ذکر بدعت ہے۔ جب کہ فقہاء احناف میں صاحب در المختار نے اسے مکروہات میں شمار کیا ہے۔ جب کہ ابن عابدین شافعیؒ نے فرمایا کہ صاحب بزازیہ نے کہیں تو اسے حرام قرار دیا ہے اور کہیں جائز۔ احادیث میں دونوں صورتوں کا ذکر ہے۔ بہت سی احادیث کا مقتضا یہ ہے کہ جہراً ذکر ہو جب کہ بہت سی احادیث سراً ذکر پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا دونوں کے درمیان مطابقت اس طرح ہوگی کہ مختلف احوال و شخصیات کے اعتبار سے مختلف حکم ہوگا۔ اگر کہیں جہراً ذکر سے نمازیوں کو تکلیف اور ان کی انفرادی عبادات میں خلل کا اندیشہ ہو تو زور سے ذکر کرنا ممنوع ہوگا۔

بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ

باب-۲۱۸ استحباب التعوذ من عذاب القبر الخ

سلام سے قبل عذاب قبر و عذاب جہنم اور دیگر فتنوں سے پناہ مانگنا مستحب ہے

۱۲۱۰ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ هَلْ شَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ فَارْتَاعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۱۲۱۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لائے، ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم قبر میں آزمائے جاؤ گے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کانپ گئے اور فرمایا کہ: ''آزمائش تو یہود کی ہوگی''۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چند راتیں گذر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ تم (مسلمان) بھی قبور میں آزمائے جاؤ گے'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۱۲۱۱ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۱۲۱۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد سنا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے۔

۱۲۱۲ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ

۱۲۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس یہود مدینہ کی بوڑھیوں میں سے دو بوڑھیاں آئیں اور کہنے لگیں کہ قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میں نے ان کی تکذیب کی اور جھٹلایا کہ مجھے اچھا نہ لگا کہ ان کی تصدیق کرتی (یہودیہ ہونے کی وجہ سے) وہ

فقالتا إن أهل القبور يعذبون في قبورهم قالت فكذبتهما ولم أنعم أن أصدقهما فخرجتا ودخل علي رسول الله ﷺ فقلت له يا رسول الله إن عجوزين من عجز يهود المدينة دخلتا علي فزعمتا أن أهل القبور يعذبون في قبورهم فقال صدقتا إنهم يعذبون عذابا تسمعه البهائم قالت فما رأيته بعد في صلاة إلا يتعوذ من عذاب القبر

دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہود مدینہ کی دو بوڑھیاں میرے پاس آئیں اور ان کا خیال یہ تھا کہ قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا اہل قبور کو تو ایسا عذاب ہوتا ہے کہ بہائم اور جانور تک اسکی آواز سنتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسکے بعد میں آپ ﷺ کو دیکھتی تھی کہ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

١٢١٣ حدثنا هناد بن السري قال حدثنا أبو الأحوص عن أشعث عن أبيه عن مسروق عن عائشة بهذا الحديث وفيه قالت وما صلى صلاة بعد ذلك إلا سمعته يتعوذ من عذاب القبر

۱۲۱۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سابقہ حدیث (اہل قبور کو ایسا عذاب ہوتا ہے کہ جانور بھی آواز سنتے ہیں الخ) کی طرح روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اسکے بعد آپ ﷺ نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی کہ جس میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔

١٢١٤ حدثني عمرو الناقد وزهير بن حرب قالا حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب قال أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ يستعيذ في صلاته من فتنة الدجال

۱۲۱۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے سنا ہے۔

١٢١٥ و حدثنا نصر بن علي الجهضمي وابن نمير وأبو كريب وزهير بن حرب جميعا عن وكيع قال أبو كريب حدثنا وكيع قال حدثنا الأوزاعي عن حسان بن عطية عن محمد بن أبي عائشة عن أبي هريرة وعن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ إذا تشهد أحدكم فليستعذ بالله من أربع يقول اللهم إني أعوذ بك من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحيا والممات ومن شر فتنة المسيح الدجال

۱۲۱۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی تشہد میں ہو تو چار چیزوں سے پناہ مانگے اور کہے: اے اللہ! میں عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی و موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

١٢١٦ حدثني أبو بكر بن إسحق قال أخبرنا أبو اليمان قال أخبرنا شعيب عن الزهري قال أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة زوج النبي ﷺ أخبرته أن

۱۲۱۶ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔
"اے اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور پناہ پکڑتا

النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ قَالَتْ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ۔

ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ پکڑتا ہوں زندگی و موت کے فتنہ سے' اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گناہ کے بوجھ سے اور قرض و تاوان کے بوجھ سے"۔ کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ قرض سے اتنی کثرت سے کیوں پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا کہ جب انسان مقروض ہوتا ہے تو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے (تو قرض کی وجہ سے دو گناہوں میں جو کبیرہ گناہ ہیں مبتلا ہو جاتا ہے)۔

۱۲۱۷ ..... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

۱۲۱۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم (نماز میں) دوسرے تشہد اخیر سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی چار چیزوں سے پناہ مانگا کرو' ایک عذاب جہنم سے' دوسرے عذاب قبر سے' تیسرے زندگی و موت کے فتنہ سے اور چوتھے مسیح دجال کے فتنہ سے"۔

۱۲۱۸ وحَدَّثَنِيهِ الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْآخِرَ

۱۲۱۸ اوزاعی رحمہ اللہ اسی سند کے ساتھ سابقہ حدیث (تشہد کے فارغ ہونے کے بعد عذاب جہنم، عذاب قبر، فتنۂ زندگی و موت اور فتنۂ دجال سے پناہ مانگا کرو) منقول ہے لیکن اس روایت میں تشہد اخیر کا تذکرہ نہیں ہے۔

۱۲۱۹ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

۱۲۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اے اللہ! میں عذاب قبر' جہنم کے عذاب' زندگی و موت کے فتنہ اور مسیح دجال کے شر سے آپ کی پناہ کا طالب ہوں"۔

۱۲۲۰ ..... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُوذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ عُوذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوذُوا بِاللهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ

۱۲۲۰ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اللہ کی پناہ مانگتے رہو اللہ کے عذاب سے' اور اللہ سے پناہ مانگتے رہو قبر کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی و موت کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو"۔

الدَّجَّالِ عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

۱۲۲۱...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۲۲۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی سابقہ روایت (اللہ کی پناہ مانگتے رہو اللہ کے عذاب، عذاب قبر، فتنۂ دجال اور فتنۂ زندگی و موت سے) منقول ہے۔

۱۲۲۲...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۲۲۲...... اس سند کے ساتھ بھی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت (عذاب قبر، فتنۂ دجال، عذاب اللہ اور فتنۂ زندگی و موت سے پناہ مانگو) منقول ہے۔

۱۲۲۳...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ

۱۲۲۳...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عذاب قبر، عذاب جہنم اور دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے رہتے تھے۔

۱۲۲۴...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ قَالَ مُسْلِم بْن الْحَجَّاجِ بَلَغَنِي أَنَّ طَاوُسًا قَالَ لِابْنِهِ أَدَعَوْتَ بِهَا فِي صَلَاتِكَ فَقَالَ لَا قَالَ أَعِدْ صَلَاتَكَ لِأَنَّ طَاوُسًا رَوَاهُ عَنْ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ أَوْ كَمَا قَالَ

۱۲۲۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح قرآن کی سورتیں لوگوں کو سکھلایا کرتے تھے اسی طرح یہ دعا بھی سکھاتے تھے کہ یہ کہو "اے اللہ! میں آپ سے جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے، مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی و موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں"۔
امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ طاؤسؒ نے اپنے صاحبزادے سے کہا کہ کیا تم نے نماز میں بھی یہ دعا مانگی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! طاؤسؒ نے فرمایا: کہ تو پھر اپنی نماز لوٹاؤ۔ کیونکہ طاؤس نے اس حدیث کو تین یا چار سے روایت کیا ہے۔

باب-۲۱۹ استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته

نماز کے بعد اذکار کا بیان اور اس کا طریقہ

۱۲۲۵...... حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۱۲۲۵...... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار فرماتے اور یہ کلمات کہتے: اے اللہ! آپ

عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ قَالَ تَقُولُ أَسْتَغْفِرُ اللهَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ

سلام ہیں' آپ ہی کی طرف سے سلامتی ہے' آپ پاک ہیں یا ذو الجلال و الاکرام"۔
ولید (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے کہا کہ استغفار کیسے کرتے تھے؟ فرمایا کہ استغفر اللہ استغفر اللہ فرماتے تھے۔

۱۲۲۶ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۲۲۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز کے سلام کے بعد صرف ان کلمات کے کہنے کی مقدار ہی بیٹھا کرتے تھے اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام تک۔
اور ابن نمیر کی روایت میں یاذا الجلال والاکرام ہے۔

۱۲۲۷ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۲۲۷ اس سند کیساتھ بھی مندرجہ بالا حدیث نمبر ۱۲۲۶ مروی ہے معمولی تبدیلی (یا ذا الجلال والاکرام) کے ساتھ۔

۱۲۲۸ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ وَخَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۲۲۸ اس سند کیساتھ بھی مندرجہ بالا حدیث (آپ ﷺ نماز کے سلام کے بعد صرف اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت الخ کے کہنے کی مقدار بیٹھا کرتے تھے) مروی ہے سوائے معمولی تغیر (یا ذا الجلال والاکرام) کے۔

۱۲۲۹ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

۱۲۲۹ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے آزاد کردہ غلام وراد سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر تے تو یہ کلمات ارشاد فرماتے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ سے قدیر تک۔ اور پھر فرماتے: اے اللہ! جب آپ دینے والے ہوں تو کوئی منع کرنے والا نہیں۔ اور جب آپ روکنے والے ہوں تو کوئی دینے والا نہیں۔ اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش آپ کے سامنے نفع نہیں دیتی (آپ کی مشیت کے بغیر کوئی کوشش فائدہ نہیں دے سکتی)

۱۲۳۰ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو

۱۲۳۰ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے حسب سابق روایت منقول

كُرَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ فَأَمْلَاهَا عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ وَكَتَبْتُ بِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ

ہے باقی ابو بکر اور ابو کریب کی روایتوں میں یہ الفاظ ہیں کہ وراد نے کہا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا اور میں نے یہ دعا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ دی۔

۱۲۳۱ ۔ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ وَرَّادًا مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ كَتَبَ ذَلِكَ الْكِتَابَ لَهُ وَرَّادٌ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا إِلَّا قَوْلَهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ

۱۲۳۱ عبدہ بن ابی لبابہ سے روایت ہے کہ وراد جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جو وراد نے لکھا۔ آگے سابقہ حدیث کے مانند ہی ذکر کیا لیکن اس میں وهو على شيء قدير کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۳۲ ۔ و حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي أَزْهَرُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ

۱۲۳۲ حضرت وراد کاتب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو منصور اور اعمش کی روایت کی طرح روایت لکھ بھیجی۔

۱۲۳۳ ۔ و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعَا وَرَّادًا كَاتِبَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

۱۲۳۳ عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ اور عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ دونوں وراد کاتب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ مجھے کوئی ایسی دعا لکھ بھیجو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ بھیجا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد و هو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد

۱۲۳۴ ۔ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ

۱۲۳۴ ابو الزبیر کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

بعد سلام سے فارغ ہو کر یہ کلمات کہتے،
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' سلطنت اور تمام تعریف اسی کی ہے' وہ ہر چیز پر قادر ہے' گناہ سے بچنے اور عبادت کی طاقت و قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں' سب احسان اسی کا ہے' فضل و ثنا اور عمدہ تعریف اسی کی ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' دین میں ہم اسی کے لئے مخلص ہیں اگرچہ کافروں کو برا ہی لگتا ہے۔ اور ابن زبیر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی ہر نماز کے بعد یہی کلمات دہرایا کرتے تھے۔

۱۲۳۵ وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مَوْلًى لَهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُهَلِّلُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِي آخِرِهِ ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ

۱۲۳۵ ابوالزبیر جو ان کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد مذکورہ بالا حدیث والے کلمات دہراتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ بھی ہر نماز کے بعد یہی کلمات پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۳۶ وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ أَوِ الصَّلَوَاتِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

۱۲۳۶ ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ کو اس منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازوں میں سلام پھیرتے تو یہی کلمات لا اله الا الله ... الى ... منك الجد کہتے (جو اوپر کی احادیث میں گزرے ہیں)۔

۱۲۳۷ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَقُولُ فِي إِثْرِ الصَّلَاةِ إِذَا سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ فِي آخِرِهِ وَكَانَ يَذْكُرُ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۲۳۷ موسیٰ بن عقبہ ؓ سے ابوالزبیر مکی ؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو وہی دعا (لا اله الا الله ... منك الجد) پڑھتے جو اوپر کی دونوں روایتوں میں مذکور ہوئی اور وہ اس دعا کو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کرتے تھے۔

۱۲۳۸ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ

۱۲۳۸ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہیں کہ فقراء مہاجرین (صحابہ) حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ

سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً

مالدار و خوشحال لوگ بڑے بلند درجات لے گئے اور دائمی نعمتیں لے اڑے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں ہم بھی نماز پڑھتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں ہماری طرح جیسے ہم روزے رکھتے ہیں (لیکن) وہ صدقات بھی دیتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں دیتے (غربت کی وجہ سے) اور (خدا کی راہ میں) غلام کو آزاد کرتے ہیں جب کہ ہم نہیں کرتے (تو اجر و ثواب میں وہ بڑھ گئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں ایسی بات نہ سکھلاؤں کہ اس کے ذریعہ سے تم سبقت لے جانے والوں (کے اجر و ثواب) کو حاصل کر لو۔ اور اپنے بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور پھر کوئی بھی تم سے زیادہ افضل نہ رہے سوائے اس شخص کے جو وہی عمل کرے جو تم کرو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور بتلایئے) فرمایا: "تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، اللہ اکبر، اور الحمد للہ ۳۳ بار پڑھو"۔

قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

ابو صالح کہتے ہیں کہ (کچھ دنوں بعد) فقراء مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے اور کہنے لگے کہ: ہمارے مالدار بھائیوں نے جب یہ کلمات (اور ان کی فضیلت سنی) تو انہوں نے بھی یہ عمل شروع کر دیا (تو وہ پھر ہم پر سبقت لے گئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے"۔

وَزَادَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سُمَيٌّ فَحَدَّثْتُ بَعْضَ أَهْلِي هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَهِمْتَ إِنَّمَا قَالَ تُسَبِّحُ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَرَجَعْتُ إِلَى أَبِي صَالِحٍ فَقُلْتُ لَهُ ذَلِكَ فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ حَتَّى تَبْلُغَ مِنْ جَمِيعِهِنَّ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ رَجَاءَ بْنَ حَيْوَةَ فَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

اس حدیث کے دوسرے طریق میں یہ ہے کہ سُمَی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض اہلِ حدیث سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تمہیں غلطی ہو گئی۔ حضور علیہ السلام نے تو فرمایا تھا: ۳۳ بار اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو، ۳۳ بار اللہ کی حمد بیان کرو، اور ۳۳ بار اللہ کی بڑائی بیان کرو"۔ سمی کہتے ہیں کہ میں واپس ابو صالح کے پاس آیا اور ان سے مذکورہ بات کہی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ: "اللہ اکبر سبحان اللہ والحمد للہ اللہ اکبر سبحان اللہ والحمد للہ ملا کر ۳۳ مرتبہ پڑھیں: گویا دونوں رواۃ کی ترتیب میں فرق ہو گیا۔ ابو صالح کی بیان کردہ ترتیب یہ ہے کہ تینوں کلمات ہر مرتبہ ایک ساتھ پڑھے جائیں، یہاں تک کہ ۳۳ بار ہو جائیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر کلمہ ۳۳ بار کہہ دیا۔ جب کہ دوسری اور عام ترتیب

یہی ہے کہ الگ الگ ہر کلمہ کو ۳۳ بار پڑھا جائے)۔

۱۲۳۹ ـــ و حدّثني أميّة بن بسطام العيشيّ قال حدّثنا يزيد بن زريع قال حدّثنا روح عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ أنّهم قالوا يا رسول الله ذهب أهل الدّثور بالدّرجات العلى والنّعيم المقيم بمثل حديث قتيبة عن اللّيث إلّا أنّه أدرج في حديث أبي هريرة قول أبي صالح ثمّ رجع فقراء المهاجرين إلى آخر الحديث وزاد في الحديث يقول سهيل إحدى عشرة إحدى عشرة فجميع ذلك كلّه ثلاثة وثلاثون

۱۲۳۹ ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (ﷺ)! مالدار اور دولت مند تو بڑے اونچے درجات اور دائمی نعمتوں کے مستحق ہو گئے۔

آگے سابقہ حدیث کے مانند ہی بیان کیا البتہ اس روایت میں انہوں نے ادراج (یعنی قول راوی کو روایت میں خلط ملط کر دیا) کیا۔

اس میں یہ بھی ہے کہ سہیل نے فرمایا ہر کلمہ کو گیارہ گیارہ بار کہے کہ سب مل کر ۳۳ بار ہو جائیں۔

۱۲۴۰ و حدّثنا الحسن بن عيسى قال أخبرنا ابن المبارك قال أخبرنا مالك بن مغول قال سمعت الحكم بن عتيبة يحدّث عن عبد الرّحمٰن بن أبي ليلى عن كعب بن عجرة عن رسول الله ﷺ قال معقّبات لا يخيب قائلهنّ أو فاعلهنّ دبر كلّ صلاة مكتوبة ثلاث وثلاثون تسبيحة وثلاث وثلاثون تحميدة وأربع وثلاثون تكبيرة

۱۲۴۰ـ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد کچھ ایسی دعائیں ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا بجالانے والا ہر فرض نماز کے بعد کبھی (ثواب اور بلند درجوں سے محروم نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار۔

۱۲۴۱ حدّثنا نصر بن عليّ الجهضميّ قال حدّثنا أبو أحمد قال حدّثنا حمزة الزّيّات عن الحكم عن عبد الرّحمٰن بن أبي ليلى عن كعب بن عجرة عن رسول الله ﷺ قال معقّبات لا يخيب قائلهنّ أو فاعلهنّ ثلاث وثلاثون تسبيحة وثلاث وثلاثون تحميدة وأربع وثلاثون تكبيرة في دبر كلّ صلاة

۱۲۴۱ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد کچھ ایسی دعائیں ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا بجالانے والا ہر فرض نماز کے بعد کبھی (ثواب اور بلند درجوں سے محروم نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار۔

۱۲۴۲ حدّثني محمّد بن حاتم قال حدّثنا أسباط ابن محمّد قال حدّثنا عمرو بن قيس الملائيّ عن الحكم بهٰذا الإسناد مثله

۱۲۴۲ـ حضرت حکم اس سند کے ساتھ یہ روایت (حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد کچھ ایسی دعائیں ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا بجالانے والا ہر فرض نماز کے بعد کبھی (ثواب اور بلند درجوں سے محروم نہیں ہوتا۔ سبحان

اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار) نقل کرتے ہیں۔

۱۲۴۳ حدثني عبد الحميد بن بيان الواسطي أخبرنا خالد بن عبد الله عن سهيل عن أبي عبيد المذحجي قال مسلم أبو عبيد مولى سليمان بن عبد الملك عن عطاء بن يزيد الليثي عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ من سبح الله في دبر كل صلاة ثلاثا وثلاثين وحمد الله ثلاثا وثلاثين وكبر الله ثلاثا وثلاثين فتلك تسعة وتسعون وقال تمام المائة لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير غفرت خطاياه وإن كانت مثل زبد البحر

۱۲۴۳۔ حضرت کعب بن عجرہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہا اور یہ کل ۹۹ ہوگئے اور سوویں بار یہ کلمات کہے لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر۔

تو اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں سب معاف کردیئے جائیں گے۔

۱۲۴۴ و حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنا إسمعيل بن زكريا عن سهيل عن أبي عبيد عن عطاء عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ بمثله

۱۲۴۴۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے یہی روایت (تو اس کے گناہ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں سب معاف کردیئے جائیں گے) نقل کرتے ہیں۔

باب ۲۲۰ ـــ ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقرأة

تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیانی دعا کا بیان

۱۲۴۵ حدثني زهير بن حرب قال حدثنا جرير عن عمارة بن القعقاع عن أبي زرعة عن أبي هريرة قال كان رسول الله ﷺ إذا كبر في الصلاة سكت هنية قبل أن يقرأ فقلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي أرأيت سكوتك بين التكبير والقراءة ما تقول قال أقول اللهم باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب اللهم نقني من خطاياي كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس اللهم اغسلني من خطاياي بالثلج والماء والبرد

۱۲۴۵۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی تکبیر (تحریمہ) کہتے تو تھوڑی دیر کو خاموش رہتے تھے قرأت شروع کرنے سے قبل۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش رہنے کی کیا وجہ ہے؟ اس دوران آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا یہ کلمات کہتا ہوں۔ اللھم باعد بینی...

ترجمہ "اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا بعد پیدا کر دے جتنا بعد مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو ایسے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو برف پانی اور اولوں سے دھو دے"۔

۱۲۴۶ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير قالا

۱۲۴۶۔ عمارۃ بن قعقاع سے اسی سند کے ساتھ جریر کی روایت (کہ

حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ

آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے قبل یہ پڑھا کرتے تھے۔ اللهم باعد بيني و بين خطاياي۔ الخ) کی طرح منقول ہے۔

۱۲۴۷۔۔۔ قَالَ مُسْلِم وحُدِّثْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ وَيُونُسَ الْمُؤَدِّبِ وَغَيْرِهِمَا قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ (بِالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) وَلَمْ يَسْكُتْ

۱۲۴۷۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو قرأت فوراً الحمد للہ سے شروع کر دیتے اور خاموشی اختیار نہ کرتے۔ (خاموشی صرف پہلی رکعت میں اختیار کرتے تھے جب ثناء پڑھنی ہوتی)۔

۱۲۴۸۔۔۔ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا

۱۲۴۸۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور صف کے اندر شامل ہو گیا' اس کا سانس پھولا ہوا تھا' اس نے کہا: الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه"۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ قوم میں خاموشی چھا گئی' آپ ﷺ نے پھر پوچھا: یہ کون تھا جس نے یہ کلمات کہے؟ کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ وہ آدمی کہنے لگا میں جب آیا تو میرا سانس پھولا ہوا تھا اس لئے میں نے یہ کلمات کہے۔ فرمایا: "میں نے دیکھا کہ بارہ فرشتے ان کلمات کو لینے کے لئے جھپٹ رہے ہیں"۔

۱۲۴۹۔۔۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ

۱۲۴۹۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں تھے کہ قوم میں سے ایک شخص نے کہا:

الله أكبر كبيراً والحمد لله كثيراً و سبحان الله بكرة و اصيلاً

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس اس طرح کے کلمات کس نے کہے تھے؟ وہی آدمی کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بڑی خوشگوار حیرت ہوئی جب ان کلمات کیلئے آسمان کے دروازے کھولے گئے"۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ان کلمات کے بارے میں تب سے میں نے انہیں ترک نہیں کیا (ہمیشہ پڑھتا ہوں)"۔ [1]

---

[1] تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے قبل کونسی دعا پڑھنی چاہیے۔ احادیث باب میں مختلف دعائیں منقول ہیں۔ امت کا تعامل ثناء معروف یعنی سُبحانك اللّٰهم الخ پر ہے لہٰذا اسے ہی پڑھنا چاہیے۔ واللہ اعلم

قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ

باب-۲۲۱ اتيان الصلاة بوقار و سكينة والنهى عن ايتانها سعيا

نماز کے لئے سکون و وقار سے چل کر آنا چاہیئے نہ کہ دوڑ کر

۱۲۵۰...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

۱۲۵۰...... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

"جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم دوڑ کر نماز کے لئے مت آؤ بلکہ (اپنی رفتار پر) چل کر آؤ اور سکون و وقار تمہارے لئے ضروری ہے (کہ سکون اور وقار سے چلو خواہ تمہیں پوری نماز ملے یا نہیں) پس جتنی نماز تمہیں مل جائے وہ پڑھ لو (جماعت کے ساتھ) اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو۔

۱۲۵۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِي صَلٰوةٍ

۱۲۵۱...... حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب نماز کے لئے تکبیر شروع ہو جائے تو تم (جلدی میں) دوڑ کر نماز کے لئے مت آؤ بلکہ سکون سے چل کر آنا تمہارے اوپر لازم ہے' جو مل جائے وہ پڑھ لو جو رہ جائے اسے پورا کر لو' کیونکہ جب کوئی نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو فی الحقیقت نماز میں ہی ہوتا ہے۔ (اور دوڑنا نماز کے آداب کے خلاف ہے)۔

۱۲۵۲...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلٰوةِ

۱۲۵۲...... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب نماز کی تکبیر کہی جائے (یعنی اقامت) تو کوئی دوڑ کر مت آئے بلکہ سکون اور وقار سے چل کر آئے' جتنی نماز تجھے (جماعت کے ساتھ) مل جائے اتنی پڑھ لے اور جتنی رہ جائے وہ پوری کر لے"۔

فَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

١٢٥٣ ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ ح وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَسْعَ إِلَيْهَا أَحَدُكُمْ وَلٰكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ۔

۱۲۵۳۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کی تکبیر ہو جائے تو اس کی طرف تم میں سے کوئی دوڑ کر نہ آئے لیکن سکینت اور وقار کے ساتھ چل کر آئے جو تجھے مل جائے وہ پڑھ لے اور جو امام تجھ سے پہلے پڑھ چکا ہے اسے قضا کر لے۔

١٢٥٤ ــ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلَبَةً فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا

۱۲۵۴۔ حضرت عبداللہ بن قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ انہیں ان کے والد حضرت قتادہؓ نے بتایا کہ ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں تھے کہ آپ ﷺ نے کچھ آواز سنی تو آپ ﷺ نے (نماز کے بعد) فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ (گویا ناراضی کا اظہار فرمایا) لوگوں نے عرض کیا کہ ہم جلدی کر رہے تھے نماز کیلئے۔

فرمایا ایسا مت کرو جب تم نماز کو آؤ تو سکون سے آنا لازم ہے، جو مل جائے تو پڑھ لو جو فوت ہو جائے اسے پورا کر لو۔ (اس جملہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ اگر جماعت کا کچھ حصہ بھی مل جائے تو اجر مل جاتا ہے جماعت کا)۔

١٢٥٥ ــ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

۱۲۵۵۔ حضرت شیبان ؓ سے اسی سند کے ساتھ حسب سابق (کہ نماز کیلئے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ سکون و وقار کے ساتھ آؤ) روایت منقول ہے۔

باب ــ ۲۲۲ مَتَى يَقُومُ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ

مقتدی نماز کے لئے کب کھڑے ہوں گے

١٢٥٦ ــ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُومُوا

۱۲۵۶۔ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو جائے تو جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے مت ہو۔"

حتى ترونی

و قال ابن حاتم إذا أقيمت أو نودي

ابن حاتم نے شک کیا کہ اذا اقیمت (جب اقامت کہی جائے) ہے یا نُودی (اذان دی جائے) ہے۔

۱۲۵۷ و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا سفيان ابن عيينة عن معمر قال أبو بكر وحدثنا ابن علية عن حجاج بن أبي عثمان ح و حدثنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا عيسى بن يونس وعبد الرزاق عن معمر وقال إسحق أخبرنا الوليد بن مسلم عن شيبان كلهم عن يحيى ابن أبي كثير عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه عن النبي ﷺ وزاد إسحق في روايته حديث معمر وشيبان حتى تروني قد خرجت

۱۲۵۷۔ حضرت ابو قتادہؓ اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو جائے تو جس وقت تک مجھے نہ نکلتا ہوا دیکھو کھڑے مت ہو۔

۱۲۵۸ حدثنا هارون بن معروف وحرملة بن يحيى قالا حدثنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف سمع أبا هريرة يقول أقيمت الصلاة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول الله ﷺ فأتى رسول الله ﷺ حتى إذا قام في مصلاه قبل أن يكبر ذكر فانصرف وقال لنا مكانكم فلم نزل قياما ننتظره حتى خرج إلينا وقد اغتسل ينطف رأسه ماء فكبر فصلى بنا

۱۲۵۸۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار نماز کھڑی ہوگئی، ہم کھڑے ہو کر صفیں درست کرنے لگے، ابھی رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہیں لائے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے ابھی تکبیر نہیں کہی تھی کہ آپ ﷺ کو کوئی بات یاد آگئی تو واپس مڑے اور ہم سے فرمایا:

اپنی جگہ پر رہو (آپ ﷺ واپس لوٹ گئے) ہم آپ ﷺ کے انتظار میں کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے غسل فرمایا ہوا تھا اور پانی آپ ﷺ کے سر سے ٹپک رہا تھا آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

۱۲۵۹ و حدثني زهير بن حرب قال حدثنا الوليد بن مسلم قال حدثنا أبو عمرو يعني الأوزاعي قال حدثنا الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال أقيمت الصلاة وصف الناس صفوفهم وخرج رسول الله ﷺ فقام مقامه فأومأ إليهم بيده أن مكانكم فخرج وقد اغتسل ورأسه ينطف الماء فصلى بهم۔

۱۲۵۹۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار نماز کھڑی ہوگئی تھی اور لوگوں نے اپنی صفیں ترتیب دے لی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنے مصلّی پر کھڑے ہوگئے۔ پھر لوگوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو (میں ابھی آیا) پھر آپ ﷺ تشریف لائے تو غسل فرمایا ہوا تھا اور سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

۱۳۶۰ ...... و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ

۱۳۶۰...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو لوگ اپنی صفوں میں کھڑے ہونے لگتے تھے حضور اقدس ﷺ کے اپنی جگہ پر کھڑے ہونے سے قبل ہی۔

۱۳۶۱ ...... و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا دَحَضَتْ فَلَا يُقِيمُ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ حِينَ يَرَاهُ

۱۳۶۱...... حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ زوالِ آفتاب کے بعد اذان دیتے اور جب تک آنحضرت ﷺ تشریف نہ لاتے اقامت نہ کہتے تھے، اور جب آپ ﷺ گھر سے باہر نکلتے اور بلالؓ کو دیکھ لیتے تو اقامت شروع کرتے تھے۔ [1]

باب-۲۲۳ من ادرك ركعة من الصلاة فقد ادرك تلك الصلاة

جسے ایک رکعت بھی مل گئی اسے جماعت مل گئی

۱۳۶۲ ...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

۱۳۶۲...... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے نماز کی ایک رکعت بھی پالی (جماعت کے ساتھ) اس نے نماز پالی (جماعت کے ساتھ)"۔

۱۳۶۳ ...... و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

۱۳۶۳...... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت حاصل کرلی اس نے پوری نماز حاصل کرلی"۔

۱۳۶۴ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ

۱۳۶۴...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان مختلف اسناد کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق (جس نے امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پالی) روایت نقل کی ہے۔ اور ان میں سے کسی بھی روایت میں مع

---

[1] مقتدی نماز کے لئے کس وقت کھڑے ہوں؟ امام مالکؒ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس کی کوئی تحدید نہیں، مؤذن کے اقامت شروع کرنے سے لے کر ابتداء صلوٰۃ تک کسی بھی وقت کھڑا ہو سکتا ہے۔ البتہ عام طور پر علماء کے نزدیک یہ ہے کہ جب اقامت شروع ہو اس وقت کھڑے ہوں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ جب تک امام کو نہ دیکھ لیں اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب امام نظر آجائے تو کھڑے ہو جانا چاہئے۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔

وَالْأَوْزَاعِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَيُونُسُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَعَ الْإِمَامِ وَفِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا

الامام کا لفظ نہیں ہے اور عبید اللہ کی روایت میں ادرک الصلوۃ کلھا کا لفظ موجود ہے۔

۱۲۶۵ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ حَدَّثُوهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ

۱۲۶۵..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے طلوع آفتاب سے قبل فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے فجر کی نماز پالی (اور وہ قضا نہیں کہلائے گی) اور جس نے غروب آفتاب سے قبل ایک رکعت عصر کی حاصل کر لی تو اس نے عصر کی نماز پالی (وہ بھی قضا نہیں ہوگی)۔

۱۲۶۶..... وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَالسِّيَاقُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ

۱۲۶۶..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے عصر کی نماز کا ایک سجدہ غروب آفتاب سے قبل پالیا یا صبح کی نماز میں طلوع سے قبل حاصل کر لیا تو اس نے وہ پوری نماز حاصل کر لی' اور سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔

۱۲۶۷..... وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ

۱۲۶۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مالک عن زید بن اسلم کی روایت (جس نے طلوع آفتاب سے قبل فجر کی ایک رکعت پالی..... الخ) کی طرح حدیث منقول ہے۔

۱۲۶۸..... وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۲۶۸..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ

ﷺ نے فرمایا جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے اسے پالیا اور جس شخص نے سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز میں ایک رکعت پائی تو اس نے اسے پالیا۔

۱۲۶۹ و حَدَّثَنَاه عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۲۶۹ حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے اس سند کیساتھ حسب سابق (جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے اسے پالیا۔ الخ) روایت منقول ہے۔

باب-۲۲۴ اوقات الصلوات الخمس

اوقات نماز کا بیان

۱۲۷۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى إِمَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

۱۲۷۰ ابن شہاب زہریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے عصر کی نماز مؤخر کردی تو عروہ نے ان سے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھی۔ عمر بن عبد العزیز نے ان سے کہا کہ اے عروہ! کیا کہہ رہے ہو؟ عروہؓ نے کہا میں نے بشیر بن ابو مسعود سے اور انہوں نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بار نازل ہوئے اور میری امامت کی میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' اپنی انگلیوں سے پانچ نمازیں شمار کیں۔

۱۲۷۱ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هَذَا يَا مُغِيرَةُ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ

۱۲۷۱ ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ نے ایک روز نماز مؤخر کردی' تو حضرت عروہ بن زبیر ؓ انکے پاس حاضر ہوئے اور انہیں بتایا کہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے ایک مرتبہ کوفہ میں نماز مؤخر کردی تو حضرت ابو مسعود انصاری ؓ انکے پاس داخل ہوئے اور کہا کہ اے مغیرہ! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت جبرئیل ؑ نے ایک بار نزول فرمایا اور نماز پڑھی' رسول اللہ ﷺ نے بھی (ان کے ساتھ) نماز پڑھی' انہوں نے دوبارہ (ظہر کی) نماز پڑھی تو رسول اللہ

ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ انْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا عُرْوَةُ أَوَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ أَقَامَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلَاةِ فَقَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ الْفَيْءُ

ﷺ نے بھی نماز پڑھی' انہوں نے پھر (عصر کی) نماز پڑھی تو حضور ﷺ نے بھی نماز پڑھی' پھر انہوں نے (مغرب کی) نماز پڑھی تو حضور ﷺ نے بھی پڑھی' پھر (عشاء کی) نماز پڑھی تو حضور ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ اسکے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو ان نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عروہؒ سے فرمایا کہ اے عروہ! دیکھ کر بولو تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا جبرئیل ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو اوقات نماز بتلائے؟ عروہؒ نے فرمایا کہ بشیر بن ابی مسعود بھی ایسا ہی بیان کرتے تھے اپنے والد (ابو مسعود انصاریؓ) کے حوالہ سے اور مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب کہ سورج (دھوپ) ابھی میرے حجرہ میں ہوتا تھا اور دھوپ دیوار پر ظاہر نہ ہوئی ہوتی۔

۱۲۷۲...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَفِئِ الْفَيْءُ بَعْدُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ

۱۲۷۲...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس وقت عصر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ابھی میرے حجرہ میں ہوتا تھا اور دھوپ اس سے اوپر نہ چڑھی ہوتی تھی۔

۱۲۷۳...... وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ فِي حُجْرَتِهَا

۱۲۷۳...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور دھوپ ان کے صحن میں ہوتی تھی اور چڑھتی نہ تھی۔

۱۲۷۴...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ وَاقِعَةٌ فِي حُجْرَتِي

۱۲۷۴...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ مطہرہ، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے تھے جب کہ سورج ان کے حجرہ میں ہوتا تھا اور دھوپ ان کے حجرہ سے اوپر نہیں ہوتی تھی۔

۱۲۷۵...... حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي

۱۲۷۵...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أبي عن قتادة عن أبي أيوب عن عبد الله بن عمرو أن نبي الله ﷺ قال إذا صليتم الفجر فإنه وقت إلى أن يطلع قرن الشمس الأول ثم إذا صليتم الظهر فإنه وقت إلى أن يحضر العصر فإذا صليتم العصر فإنه وقت إلى أن تصفر الشمس فإذا صليتم المغرب فإنه وقت إلى أن يسقط الشفق فإذا صليتم العشاء فإنه وقت إلى نصف الليل

"جب تم فجر کی نماز پڑھو تو اس کا وقت سورج کے ابتدائی کنارہ اور طلوع شفق تک ہے' جب ظہر کی نماز پڑھو تو اس کا وقت 'عصر کے وقت تک ہے' جب عصر کی نماز پڑھو تو اس کا انتہائی وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے' جب مغرب کی نماز پڑھو تو شفق (احمر) کے غائب ہونے تک اس کا وقت باقی ہے پھر جب تم عشاء کی نماز پڑھو تو اس کا وقت نصف اللیل (آدھی رات) تک ہے۔

۱۲۷۶...... حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري قال حدثنا أبي قال حدثنا شعبة عن قتادة عن أبي أيوب واسمه يحيى بن مالك الأزدي ويقال المراغي والمراغ حي من الأزد عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ قال وقت الظهر ما لم يحضر العصر ووقت العصر ما لم تصفر الشمس ووقت المغرب ما لم يسقط ثور الشفق ووقت العشاء إلى نصف الليل ووقت الفجر ما لم تطلع الشمس

۱۲۷۶...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ظہر کا وقت' عصر کا وقت آنے تک ہے' جب کہ عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک باقی ہے اور مغرب کا وقت شفق کی تیزی ختم ہونے تک جب کہ عشاء کا وقت آدھی رات تک باقی رہتا ہے اور فجر کا وقت سورج طلوع ہونے تک رہتا۔

۱۲۷۷...... حدثنا زهير بن حرب قال حدثنا أبو عامر العقدي ح و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا يحيى بن أبي بكير كلاهما عن شعبة بهذا الإسناد وفي حديثهما قال شعبة رفعه مرة ولم يرفعه مرتين

۱۲۷۷...... حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ اسی سند کیساتھ یہ روایت (ظہر کا وقت عصر کا وقت آنے تک ہے جبکہ عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے...... الخ) منقول ہے۔

۱۲۷۸...... و حدثني أحمد بن إبراهيم الدورقي قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا همام قال حدثنا قتادة عن أبي أيوب عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ قال وقت الظهر إذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله ما لم يحضر العصر ووقت العصر ما لم تصفر الشمس ووقت صلاة المغرب ما لم يغب الشفق ووقت صلاة العشاء إلى نصف الليل الأوسط ووقت صلاة الصبح من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس فإذا طلعت الشمس فأمسك عن

۱۲۷۸...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب سورج زائل ہونا شروع ہو جائے اور آدمی کا سایہ اس کے اپنے قامت کے مطابق ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عصر کے وقت تک رہتا ہے' اور عصر کا وقت سورج کی زردی چھانے تک باقی رہتا ہے' مغرب کی نماز کا وقت شفق کے غائب ہونے تک باقی رہتا ہے' جب کہ نماز عشاء کا وقت درمیانی آدھی رات تک باقی رہتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر (صبح صادق) سے طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو تو نماز سے رُک جاؤ کیونکہ آفتاب سورج کے دو

الصَّلٰوةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ

سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

۱۲۷۹۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ يَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطْ قَرْنُهَا الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ

۱۲۷۹۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اوقات نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"نماز فجر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج کی پہلی کرن طلوع نہ ہو جائے' ظہر کی نماز کا وقت آسمان کے درمیان سے زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہو کر عصر کے وقت تک ہے' اور عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے' جب تک اس کا اوپر کا کنارہ غروب نہ ہو جائے۔ مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے' جب کہ عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک برقرار رہتا ہے۔

۱۲۸۰۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ

۱۲۸۰۔۔۔ عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد یحییٰ بن ابی کثیر سے سنا فرمایا کہ:

"علم جسمانی راحتوں (اور آسائشات) کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا۔

۱۲۸۱۔۔۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَزْرَقِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

۱۲۸۱۔۔۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: تم ہمارے ساتھ دو دن رہ کر نماز پڑھ لو۔ چنانچہ جب زوال آفتاب ہو گیا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' انہوں نے اذان دی' پھر انہیں (اقامت کا) حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی ظہر کی نماز کی۔ پھر (عصر کا وقت ہونے پر) عصر کی اقامت کہی جب کہ سورج ابھی بلند اور صاف سفید تھا' غروب آفتاب کے وقت مغرب کی اقامت کہی' پھر آپ ﷺ نے (بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت کا حکم فرمایا) عشاء کی نماز کا تو شفق کے غائب ہونے کے بعد انہوں نے عشاء کی اقامت کہی' پھر طلوع فجر کے وقت فجر کی اقامت کہی۔ دوسرے روز ظہر کے وقت میں (تاخیر کرتے ہوئے) ٹھنڈک ہو جانے پر ظہر پڑھی اور خوب ٹھنڈک ہو جانے دی (یعنی سورج کی گرمی زائل ہونے اور تیزی ختم ہونے کے بعد پڑھی) اور

أخرها فوق الذي كان وصلى المغرب قبل أن يغيب الشفق وصلى العشاء بعدما ذهب ثلث الليل وصلى الفجر فأسفر بها ثم قال أين السائل عن وقت الصلاة فقال الرجل أنا يا رسول الله قال وقت صلاتكم بين ما رأيتم

عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب کہ سورج ابھی بلند تھا لیکن پہلے دن کی بہ نسبت تاخیر فرمائی مغرب کی نماز (میں بھی تاخیر کرتے ہوئے) شفق کے غائب ہونے سے ذرا قبل پڑھی۔ اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گذر جانے کے بعد پڑھی جب کہ فجر کی نماز صبح روشن ہونے کے بعد پڑھی پھر فرمایا سائل کہاں ہے؟ جس نے نماز کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ! فرمایا: تمہاری نمازوں کے اوقات ان کے درمیان میں ہیں جو تم نے دیکھے۔

(حضور علیہ السلام نے پہلے روز تمام نمازیں ابتدائی اوقات میں اور دوسرے روز انتہائی اوقات میں پڑھ کر بتلادیا کہ کونسی نماز کا وقت کب سے شروع ہو کر کب ختم ہوتا ہے۔ [1]

۱۲۸۲ ... و حدثني إبراهيم بن محمد بن عرعرة السامي قال حدثنا حرمي بن عمارة قال حدثنا شعبة

۱۲۸۲۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں

---

[1] اوقات نماز کے بارے میں یہ حدیث امامت جبرئیل ؑ جو پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ زبانی طور پر بھی تعلیم دے سکتے تھے لیکن عملی تعلیم چونکہ ذہن میں زیادہ اچھی طرح بیٹھ جاتی ہے اس لئے اسے اختیار فرمایا۔ اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مفضول کا فاضل پر امام بننا بھی جائز ہے خصوصاً جب کہ ضرورت ہو۔ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام سے مفضول ہیں اور ایک ضرورت (مواقیت کی تعلیم) کے لئے حضور ﷺ کے امام بنے تھے۔

ظہر کا وقت زوال آفتاب کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ انتہاء وقت ظہر میں اختلاف ہے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ و جمہور کے نزدیک مثل اول (یعنی جب کسی چیز کا سایہ اس کے اپنے جسم کے برابر ہو) پر ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بقول امام محمدؒ مثلین تک ظہر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت ہے۔ لیکن اس بارے میں احناف کے دلائل مذہب پر صریح نہیں ہیں۔ اس لئے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ مثل اول کے بعد معذورین و مسافرین کے لئے دونوں نمازیں ظہر، عصر جائز ہیں۔ مغرب کے وقت کے بارے میں امام شافعیؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ مغرب کا وقت غروب کے بعد اتنی ہی دیر رہتا ہے جتنی دیر میں پانچ رکعات پڑھی جا سکیں۔ لیکن فتویٰ ان کے نزدیک اس پر ہے کہ شفق کے غروب تک مغرب کا وقت باقی ہے۔ پھر شفق سے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شفق احمر مراد ہے۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق سے مراد شفق ابیض ہے۔ اس معاملہ میں مثلین کے مقابلہ میں امام صاحب کا مسلک زیادہ قوی ہے۔ شاہ صاحب کے نزدیک شفق احمر و ابیض کا درمیانی وقت معذورین و مسافرین کے لئے مشترک ہے کہ اس میں مغرب بھی پڑھ سکتے ہیں اور عشاء بھی۔ عشاء کا انتہائی وقت امام شافعیؒ کے نزدیک نصف اللیل یعنی آدھی رات تک رہتا ہے۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشاء کا انتہائی وقت طلوع فجر تک ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ عشاء کو ثلث لیل (تہائی رات) تک موخر کرنا مستحب ہے اس کے بعد مکروہ تنزیہی ہے۔ بلا عذر موخر کرنا بہتر نہیں اگرچہ طلوع فجر تک وقت باقی رہتا ہے۔ احناف کے مسلک کی تائید میں بہت سی روایات و آثار صحابہ موجود ہیں جو امام طحاویؒ نے تفصیل سے ذکر کئے ہیں۔

البتہ تمام فقہاء کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ ابتدائی اور انتہائی اوقات کے درمیان نمازیں ادا کری جائیں تاکہ سب کے نزدیک نماز کی ادائیگی صحیح وقت پر ہو۔ واللہ اعلم

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ اشْهَدْ مَعَنَا الصَّلَاةَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ بِغَلَسٍ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ حِينَ وَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ الْغَدَ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ بَعْضِهِ شَكَّ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ مَا بَيْنَ مَا رَأَيْتَ وَقْتٌ

سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم ہمارے ساتھ نمازوں میں حاضر ہو، پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اندھیرے میں اذان دی (فجر کی) پھر آپ ﷺ نے طلوع فجر کے ساتھ ہی نماز ادا کی، پھر زوال آفتاب کے بعد جب سورج آسمان کے وسط سے زائل ہونا شروع ہوا تو آپ ﷺ نے ظہر کی اذان کا حکم فرمایا۔ پھر جب سورج بلند تھا تو آپ ﷺ نے عصر کی اذان کا حکم فرمایا، غروب آفتاب کے بعد آپ ﷺ نے مغرب کی نماز کا حکم فرمایا، جب شفق ڈوب گئی تو عشاء کی اذان کا حکم دیا۔ اگلے روز صبح کو روشن ہونے دیا اور روشنی ہونے کے بعد فجر کی اذان پڑھی، ظہر کی اذان کا حکم ٹھنڈے وقت میں دیا، پھر عصر کی اذان کا حکم اس وقت دیا جب سورج خوب بلند اور صاف سفید تھا اور ابھی اس میں زردی کا ملاپ نہ ہوا تھا۔ پھر مغرب کی اذان کا حکم شفق غائب ہونے سے ذرا قبل دیا۔ اور عشاء کی اذان کا حکم ایک تہائی یا کچھ رات گذر جانے کے بعد دیا۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا:

سائل کہاں ہے جو تم نے (دو دن میں اوقات دیکھے نمازوں کے) ان کے درمیان نماز کا وقت ہے۔

۱۲۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ

۱۲۸۳ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص اوقات نماز کے بارے میں پوچھتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، پھر طلوع فجر کے وقت آپ ﷺ نے فجر کی نماز قائم فرمائی اور اس وقت اندھیرا اتنا تھا کہ لوگوں کو ایک دوسرے کو پہچاننا مشکل تھا، پھر آپ ﷺ نے ظہر کی نماز کا حکم فرمایا اور زوال آفتاب کے بعد جب کوئی کہنے والا یہ کہے کہ دن آدھا ہو گیا (نصف النہار) تو ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ اور حضور علیہ السلام ان سب سے زیادہ جانتے تھے، پھر عصر کی نماز اس وقت ادا فرمائی جب سورج بلند تھا، مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد اور عشاء کی نماز شفق کے غائب ہونے کے بعد ادا فرمائی۔ اگلے دن فجر کی نماز میں تاخیر کرتے ہوئے ادا کی اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا یہ کہتا تھا کہ سورج طلوع ہونے کے بالکل قریب ہی ہے ظہر کی نماز اتنی مؤخر کی کہ پچھلے دن کی عصر کا وقت ہو گیا (یعنی گذشتہ روز جس وقت عصر پڑھی تھی اس وقت ظہر پڑھی) عصر کو اتنا مؤخر

حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتَّى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ الْوَقْتُ بَيْنَ هَذَيْنِ

کر دیا کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والے نے کہا کہ سورج سرخ ہو گیا (کیونکہ غروب کے وقت سورج سرخ ہو جاتا ہے) مغرب کو اتنا مؤخر فرمایا کہ شفق غائب ہونے کے قریب ہو گئی اور عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر فرمایا۔ صبح کو سائل کو بلایا اور فرمایا کہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان نمازوں کے اوقات ہیں۔

۱۲۸۴ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى سَمِعَهُ مِنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَائِلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي

۱۲۸۴ ۔۔۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بالا الفاظ کے معمولی فرق (اس روایت میں مغرب کی نماز دوسرے دن غروب شفق سے پہلے پڑھنا مذکور ہے) سے منقول ہے۔

باب-۲۲۵ استحباب الابـــراد بالظهر فى شدة الحرّ لمن يمضى الى جماعة و يناله الحر فى طريقة

گرمی کی شدت میں ظہر میں ٹھنڈے وقت تک تاخیر کرنا مستحب ہے

۱۲۸۵ ۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۱۲۸۵ ۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی آگ کی تپش سے ہے۔"

۱۲۸۶ ۔۔۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ سَوَاءً

۱۲۸۶ ۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ بھی اسی طرح (نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے) روایت نقل فرماتے ہیں۔

۱۲۸۷ ۔۔۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَسَلْمَانَ الْأَغَرِّ عَنْ

۱۲۸۷ ۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب دن گرم ہوں تو نماز (ظہر) کو ٹھنڈے وقت تک مؤخر کر دو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کی تپش کی بناء پر ہوتی ہے۔"

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي أَبُو يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِنَحْوِ ذٰلِكَ

عمرو کہتے ہیں کہ ابن شہابؒ نے مجھ سے عن ابن المسیب والی سند عن ابوہریرہؓ عن رسول اللہ ﷺ یہی سابقہ حدیث بعینہٖ بیان کی۔

۱۲۸۸۔۔۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْحَرَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ

۱۲۸۸۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ گرمی جہنم کی بھاپ سے ہے لہٰذا نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔

۱۲۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبْرِدُوا عَنِ الْحَرِّ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۱۲۸۹۔۔۔ ہمام بن منبہ ان چند روایتوں میں سے نقل کرتے ہیں کہ جو ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کو گرمی سے ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ ہے۔

۱۲۹۰۔۔۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُهَاجِرًا أَبَا الْحَسَنِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرِ انْتَظِرْ وَقَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ أَبُو ذَرٍّ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ

۱۲۹۰۔۔۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: "ذرا ٹھنڈا ہونے دو' ٹھنڈا ہونے دو' (کچھ گرمی کی شدت کم ہو جائے پھر اذان دینا) یا فرمایا انتظار کرو' انتظار کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش سے ہے' جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو"۔
ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ (ہم نے ظہر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھی کہ) ٹیلوں کے سائے تک دیکھ لئے۔

۱۲۹۱ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ

۱۲۹۱۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی اے میرے رب! میری (شدت سے) میرے بعض حصے نے بعض کو کھالیا ہے' تو اسے سردی کے موسم میں ایک سانس لینے کی اور گرمی میں ایک سانس لینے کی

رَسُولُ اللهِ ﷺ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأْذَنْ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ

اجازت مل گئی' چنانچہ گرمی کی جو شدت تم پاتے ہو وہ اسی وجہ سے ہے اور سردی کی شدت بھی اسی وجہ سے ہے۔

۱۲۹۲ — وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ

۱۲۹۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب گرمی ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو اسلئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے اور بیان کیا کہ نار جہنم نے اپنے پروردگار سے درخواست کی تو اس کو ہر سال میں دو سانس لینے کی اجازت دے دی گئی ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں۔

۱۲۹۳ وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَتِ النَّارُ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأْذَنْ لِي أَتَنَفَّسْ فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ بَرْدٍ أَوْ زَمْهَرِيرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ وَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَرٍّ أَوْ حَرُورٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ

۱۲۹۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جہنم کی آگ نے کہا کہ اے رب! میرے بعض حصہ کو بعض حصہ کھا گیا ہے (شدت کی بناء پر لہٰذا مجھے سانس لینے کی اجازت دیجئے' چنانچہ اسے دو سانس کی اجازت دی گئی ایک سانس سردی میں اور دوسرا گرمی میں۔ تو جو کچھ تم ٹھنڈک سردی اور گرمی پاتے ہو یہ جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔ ❶

---

❶ احادیث بالا کی بناء پر احناف اور حنابلہ کے نزدیک سردی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تعجیل اور گرمی میں تاخیر مستحب ہے۔ جب کہ امام شافعی کے نزدیک مطلقاً تعجیل افضل ہے نہ کہ تاخیر۔

ان احادیث میں بتایا گیا کہ گرمی کا سبب جہنم کی آگ کی تپش ہے۔ اس پر اشکال ہوتا ہے کہ گرمی سردی کا تعلق تو آفتاب کے قرب و بعد سے ہے، تو جہنم کی تپش کو اس کا سبب کیسے قرار دیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ اسباب مختلف ہیں۔ جہاں سورج کا قرب و بعد سبب ہے وہیں سبب جہنم کی تپش بھی ہے۔ اور اس سے مراد سورج کی گرمی بھی جہنم کی تپش کا حصہ ہے اس معنی میں گرمی کی شدت درحقیقت جہنم کی تپش سے ہی ہوتی ہے۔ اور ایک مطلب یہ ہے کہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کی شدت سے مشابہ ہے۔

باب-۲۲۶ استحباب تقدیم الظهر فی اول الوقت فی غیر شدة الحر
گرمی نہ ہونے کی صورت میں اوّل وقت میں ظہر کی ادائیگی مستحب ہے

۱۲۹۴...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ وَابْنِ مَهْدِيٍّ ح قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ح قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ

۱۲۹۴ ... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۹۵ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا

۱۲۹۵ ... حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سخت گرمی میں نماز پڑھنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت قبول نہیں فرمائی۔

۱۲۹۶ ... وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وعون بن سلام قال عون انا و قال ابن يونس وَاللَّفْظُ لَهُ نا زُهَيْرٌ قَالَ أَبُو إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ حر الرمضاء فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ زُهَيْرٌ قُلْتُ لِأَبِي إِسْحَاقَ أَفِي الظُّهْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفِي تَعْجِيلِهَا قَالَ نَعَمْ

۱۲۹۶...... حضرت خباب فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سخت جھلتی ہوئی گرمی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت کو قبول نہ فرمایا۔[1]

زہیر کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحق سے پوچھا کہ کیا ظہر کی نماز کے بارے میں شکایت تھی؟ فرمایا کہ ہاں! میں نے پوچھا کہ کیا ظہر کی تعجیل کے بارے میں تھی؟ فرمایا کہ ہاں!

۱۲۹۷ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ

۱۲۹۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتنی شدید گرمی میں نماز پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کسی کی یہ ہمت نہ ہوتی تھی کہ زمین پر پیشانی ٹکا سکیں چنانچہ ہر ایک اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرتا تھا۔

---

[1] یہ احادیث امام شافعیؒ کی دلیل ہیں ظہر کی تعجیل کے بارے میں۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ ان احادیث کو سردی کے موسم پر محمول کرتے ہیں۔

باب-۲۲۷ استحباب التبكير بالعصر
عصر کی نماز میں تعجیل مستحب ہے

۱۲۹۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ

۱۲۹۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ سورج ابھی بلند اور گرم ہوتا تھا' کوئی جانے والا (عصر کے بعد) عوالی کی طرف جاتا اور وہاں پہنچنے تک بھی سورج بلند رہتا تھا۔

۱۲۹۹- و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً

۱۲۹۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح (آپ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج بلند اور گرم ہوتا تھا الخ) حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔

۱۳۰۰- و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

۱۳۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے' پھر کوئی جانے والا قباء کی طرف جاتا اور وہاں تک پہنچنے کے باوجود سورج بلند ہی ہوتا تھا۔

۱۳۰۱- و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ

۱۳۰۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے' پھر کوئی آدمی بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں جاتا تو انہیں عصر کی نماز پڑھتا ہوا پاتا۔

(مقصد ان تمام سے یہ ہے کہ عصر کی نماز اتنی جلدی پڑھی جاتی تھی کہ سورج ابھی بلند ہی ہوتا تھا غروب اور ڈھلنے کے قریب نہ ہوتا تھا' عوالی' قباء اور بنی عمرو بن عوف کا محلہ یہ تینوں علاقے مسجد نبوی ﷺ سے کچھ فاصلہ پر ہیں اگرچہ آج کل تو شہر مدینہ کے معروف علاقے ہیں لیکن اس زمانہ میں کافی دور ہوتے تھے۔)

۱۳۰۲- و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ

۱۳۰۲- حضرت علاء بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کے گھر واقع بصرہ میں ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر گئے' ان کا گھر مسجد کے پہلو میں ہی تھا' جب ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا کہ ہم تو ابھی ظہر کی نماز پڑھ

الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا

کر آئے ہیں۔ فرمایا کہ اٹھو اور عصر کی نماز پڑھو' چنانچہ ہم اٹھے اور عصر کی نماز پڑھی' جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: وہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کو تکتا رہے یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جائے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارلی اور اس میں اللہ کا ذکر بھی نہ کرے سوائے تھوڑے سے کے"۔ ❶

۱۳۰۳ وحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهَذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ

۱۳۰۳ حضرت ابی امامہ بن سہل کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم حضرت انس بن مالک کے پاس حاضر ہوئے تو انہیں عصر کی نماز پڑھتا ہوا پایا' ہم نے کہا اے چچا! یہ آپ نے کونسی نماز پڑھی ہے؟ فرمایا کہ عصر اور رسول اللہ ﷺ کی نماز یہی ہے جو ہم آپ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

۱۳۰۴ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُوسَى بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَنْحَرَ جَزُورًا لَنَا وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَهَا قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ فَوَجَدْنَا الْجَزُورَ لَمْ تُنْحَرْ

۱۳۰۴ حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو بنو سلمہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا' یارسول اللہ! ہم ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ آپ ﷺ بھی تشریف فرما ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا۔ چنانچہ آپ ﷺ چلے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے' (جب ہم وہاں پہنچے) تو اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا' اسے نحر کیا گیا' پھر اس کا گوشت کاٹا گیا' پکایا گیا پھر ہم نے غروب آفتاب سے قبل کھا بھی لیا۔

---

❶ ان احادیث کی بناء پر امام شافعی کے نزدیک عصر میں تعجیل اور جلدی کرنا مستحب ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک تاخیر مستحب ہے۔ احناف کے نزدیک حضرت علماء کی مذکورہ حدیث سے استدلال درست نہیں تعجیل عصر پر کیونکہ یہ واقعہ حجاج بن یوسف کے زمانہ کا ہے جو نماز بہت تاخیر سے پڑھا کرتا تھا۔ اس لئے حضرت انس نے تعجیل فرمائی۔ اور ممکن ہے کہ حضرت انس بھی تعجیل کے قائل ہوں۔ اور تیک صلاۃ المنافق سے مراد یہ ہے کہ اتنا مؤخر کرنا کہ سورج زرد ہو جائے تو یہ مکروہ ہے۔

فتنحرت ثم قطعت ثم طبخ منها ثم اكلنا قبل أن تغيب الشمس

و قال المرادي حدثنا ابن وهب عن ابن لهيعة وعمرو بن الحارث في هذا الحديث

۱۳۰۵ ۔ حدثنا محمد بن مهران الرازي قال حدثنا الوليد بن مسلم قال حدثنا الأوزاعي عن أبي النجاشي قال سمعت رافع بن خديج يقول كنا نصلي العصر مع رسول الله ﷺ ثم تنحر الجزور فتقسم عشر قسم ثم تطبخ فنأكل لحما نضيجا قبل مغيب الشمس

۱۳۰۵ ۔ حضرت رافع بن خدیج ؓ فرماتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے اسکے بعد اونٹ نحر کیا جاتا اس کے دس حصے تقسیم کئے جاتے پھر پکایا جاتا' تو ہم غروب آفتاب سے قبل ہی اس کا پکا ہوا گوشت کھا لیتے تھے (مقصد یہ ہے کہ عصر سے غروب آفتاب کے درمیان اتنا وقت ہوتا تھا کہ یہ سارے کام ہو جاتے تھے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ عصر بہت جلدی پڑھتے تھے۔)

۱۳۰۶ ۔۔۔۔ حدثنا إسحق بن إبراهيم قال أنا عيسى بن يونس وشعيب بن إسحق الدمشقي قالا حدثنا الأوزاعي بهذا الإسناد غير أنه قال كنا ننحر الجزور على عهد رسول الله ﷺ بعد العصر ولم يقل كنا نصلي معه

۱۳۰۶ ۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیرات کے ساتھ منقول ہے۔

باب-۲۲۸ التغليظ في تفويت صلاة العصر

عصر کی نماز ضائع کرنے پر سخت وعید کا بیان

۱۳۰۷ ۔ و حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال الذي تفوته صلاة العصر كأنما وتر أهله وماله

۱۳۰۷ ۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا کہ اس کے اہل و عیال اور مال ہلاک ہو گیا"۔

۱۳۰۸ ۔ و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد قالا حدثنا سفيان عن الزهري عن سالم عن أبيه قال عمرو يبلغ به و قال أبو بكر رفعه

۱۳۰۸ ۔ اس سند کے ساتھ یہ حدیث (جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال ہلاک ہو گیں) بھی اسی طرح منقول ہے۔ لیکن عمرو کی روایت میں یبلغ کا صیغہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رفعہ کا لفظ بولا ہے۔

۱۳۰۹ ۔ و حدثني هارون بن سعيد الأيلي واللفظ له قال حدثنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن

۱۳۰۹ ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے تو گویا کہ اس کا اہل اور مال لوٹ لیا گیا۔

أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ

باب-۲۲۹ الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر

صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز لینے والوں کی دلیل

۱۳۶۰ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَلَأَ اللهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُونَا وَشَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ

۱۳۱۰ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب (خندق) کے دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔ جیسے انہوں نے ہمیں روک دیا اور مشغول رکھا صلوٰۃ الوسطیٰ (عصر) سے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

۱۳۶۱ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۳۱۱ ہشام سے اس سند کے ساتھ یہ روایت (آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے عصر کی نماز سے ہم کو روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا) منقول ہے۔

۱۳۶۲ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى آبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللهُ قُبُورَهُمْ نَارًا أَوْ بُيُوتَهُمْ أَوْ بُطُونَهُمْ شَكَّ شُعْبَةُ فِي الْبُيُوتِ وَالْبُطُونِ

۱۳۱۲ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب کے روز خندق کے ایک راستہ پر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: ان لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطیٰ عصر سے مشغول رکھا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا' اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے یا فرمایا: ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے"۔

۱۳۶۳ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ وَلَمْ يَشُكَّ

۱۳۱۳ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت (جن لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز سے مشغول رکھا غروب آفتاب تک الخ) منقول ہے۔ لیکن اس میں بغیر کسی شک کے بیوتھم و قبورھم فرمایا۔

۱۳۶۴ ... وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِيٍّ ح و حَدَّثَنَاه عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ

۱۳۱۴ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب کے دن خندق کے راستوں میں سے ایک راستہ پر بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے کہ ان کافروں نے ہمیں نماز واسطے باز رکھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور پیٹوں کو آگ سے لبریز کر دے۔

ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ أَوْ قَالَ قُبُورَهُمْ وَبُطُونَهُمْ نَارًا

۱۳۶۵ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

۱۳۶۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا احزاب (خندق) کے روز "ان لوگوں نے ہمیں صلوۃ الوسطی (عصر) کی نماز سے مشغول کر دیا اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے"۔ پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز مغرب و عشاء کے درمیان ادا فرمائی۔

۱۳۶۶ وحَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَامِيُّ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ أَوِ اصْفَرَّتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا أَوْ قَالَ حَشَا اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا

۱۳۶۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو عصر کی نماز سے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ سورج سرخ ہو گیا یا زرد ہو گیا (جیسے غروب آفتاب کے وقت ہوا کرتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا انہوں نے ہمیں نماز وسطی (نماز عصر) سے باز رکھا اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے"۔

۱۳۶۷ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) وَصَلَاةِ الْعَصْرِ (وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ) قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

۱۳۶۷۔ ابو یونس مولی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مصحف (قرآن کریم) لکھنے کا حکم فرمایا اور کہا کہ جب تم اس آیت حافظو علی الصّلوات والصلوۃ الوُسطی پر پہنچو تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ (کتابت کے دوران) جب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انہیں اطلاع دے دی انہوں نے مجھے یوں لکھوایا "حافظوا علی الصلوات و الصلوة الوسطیٰ (و صلوة العصر) و قوموا لله قانتین"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

۱۳۶۸ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ

۱۳۶۸۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ) وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَاهَا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللهُ فَنَزَلَتْ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى) فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَهُ هِيَ إِذَنْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللهُ وَاللهُ أَعْلَمُ

قَالَ مُسْلِم وَرَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَرَأْنَاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ زَمَانًا بِمِثْلِ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ

نازل ہوئی (ان الفاظ میں) حافظوا على الصلوات وصلوة العصر۔ اور ہم اس کو اسی طرح پڑھتے رہے جب تک اللہ نے چاہا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کردیا اور یہ آیت یوں نازل ہوئی:

حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى۔ (حفاظت کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز کی)

ایک شخص ان کے بھائی کے پاس بیٹھا تھا وہ کہنے لگا کہ تب تو یہی صلوٰۃ عصر ہے (یعنی متعین ہوگیا) حضرت براءؓ نے فرمایا:

میں نے تمہیں بتلایا تو ہے کہ یہ کس طرح نازل ہوئی اور کیسے اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ فرمایا اور اللہ ہی کو سب سے زیادہ علم ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اشجعی نے ان اسناد کے ساتھ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم نے ایک زمانہ تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس آیت کو پڑھا جیسا کہ فضیل بن مرزوق کی روایت ہے۔

١٣١٩ وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوَاللهِ إِنْ صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى

١٣١٩ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے دن کفار قریش کو برا بھلا کہنا شروع ہوگئے اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ غروب آفتاب کے قریب بھی نماز پڑھی ہو (لیکن آج ان کفار نے قضا کرادی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

واللہ! میں نے بھی نماز عصر نہیں پڑھی۔ چنانچہ ہم وادی بطحان (جو مدینہ کی ایک وادی ہے) میں اترے، رسول اللہ ﷺ اور ہم نے وضو کیا پھر آپ ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔ [1]

---

[1] آیت مبارکہ "حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى" قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت ہے۔ مفسرین اور علماء امت کا صلوٰۃ الوسطیٰ کی تشریح میں اختلاف ہے کہ صلوة الوسطى سے کون سی نماز مراد ہے۔ مفسرین اور علماء نے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے کسی نے کہا کہ فجر کی جیسے امام شافعیؒ سے منقول ہے۔ بعض حضرات سے منقول ہے کہ اس سے مراد ظہر ہے مثلاً: حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت اور اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید وغیرھم۔ بعض نے فرمایا کہ ہر نماز صلوٰۃ الوسطیٰ میں شامل ہے۔ کما قال القاضی عیاض مالکیؒ۔ اور بعض نے فرمایا کہ اس سے نماز جمعہ مراد ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہی ہے کہ عصر کی نماز مراد ہے اور یہی صحیح ہے اکثر صحابہ نے نماز عصر کے قول کو اختیار کیا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث اور دیگر صحیح احادیث کی بنا پر۔ (جاری ہے)

رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اَلْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

۱۳۲۰ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۱۳۲۰ یحییٰ بن کثیرؒ اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (حضرت عمرؓ غزوہ خندق کے دن کفار قریش برا بھلا کہنے لگے عصر کی نماز قضا کروانے پر) بعینہ منقول ہے۔

باب ۔۔ ۲۳۰ فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما

فجر وعصر کی پابندی کی فضیلت

۱۳۲۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللہِ ﷺ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

۱۳۲۱ ۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"تمہارے پاس آگے پیچھے رات اور دن کے فرشتے آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ سب فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر جن فرشتوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں ان سے انکا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سب سے زیادہ جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ نماز میں مشغول تھے اور جب ہم انکے پاس آئے اور پہنچے تھے تب بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔

۱۳۲۲ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ

۱۳۲۲ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے ابو الزناد کی روایت (رات دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے رہتے ہیں صبح و عصر کی نماز میں سب کا اجتماع ہوتا ہے ۔۔۔ الخ) کی روایت کی طرح آخیر تک نقل کرتے ہیں۔

۱۳۲۳ ۔۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ

۱۳۲۳ حضرت جریرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک نظر چودھویں کے چاند کو دیکھا اور فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ)
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کثرت سے علماء کا قول بعض احادیث کی دلیل سے یہ ہے کہ بیچ والی نماز سے مراد عصر ہے کیونکہ اس کے ایک طرف دو نمازیں دن کی ہیں فجر اور ظہر اور ایک طرف دو نمازیں رات کی ہیں مغرب اور عشاء۔ اور اس کی تاکید خصوصیت کے ساتھ اس لئے کی گئی کہ اکثر لوگوں کا یہ وقت کام کی مصروفیت کا ہوتا ہے"۔ (معارف القرآن ج ۱/ ۵۸۹)

جرير بن عبد الله وهو يقول كنا جلوسا عند رسول الله ﷺ إذ نظر إلى القمر ليلة البدر فقال أما إنكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون في رؤيته فإن استطعتم أن لا تغلبوا على صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها يعني العصر والفجر ثم قرأ جرير (وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها)

"آگاہ رہو! تم اپنے رب کو عنقریب اسی طرح (وضاحت سے) دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں تم کو ایک دوسرے کی آڑ نہیں ہوتی"۔ پھر اگر تم سے ہو سکے تو طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل کی نماز میں مغلوب نہ ہو جانا (کہ ان نمازوں کو ضائع کردو) یعنی عصر اور فجر کی نمازوں میں سستی سے مغلوب نہ ہو جاؤ) پھر جریر نے یہ آیت پڑھی: فسبح بحمد ربك الخ پھر آپ اپنے رب کی تسبیح کیجئے طلوع آفتاب سے پہلے اور آفتاب کے غروب سے پہلے"۔ (اس سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں)۔

۱۳۲٤۔۔۔۔ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبد الله بن نمير وأبو أسامة ووكيع بهذا الإسناد وقال أما إنكم ستعرضون على ربكم فترونه كما ترون هذا القمر وقال ثم قرأ ولم يقل جرير

۱۳۲۴ حضرت وکیع سے اس سند کیساتھ ایک روایت اسطرح ہے تم کو عنقریب اپنے رب کے پاس پیش کیا جائیگا اور تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو پھر آپ ﷺ نے پڑھا فسبح بحمد ربك ... الخ اور اس روایت میں جریر کا نام بیان نہیں۔

۱۳۲٥۔۔۔ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب وإسحق بن إبراهيم جميعا عن وكيع قال أبو كريب قال حدثنا وكيع عن ابن أبي خالد ومسعر والبختري بن المختار سمعوه من أبي بكر بن عمارة بن رؤيبة عن أبيه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لن يلج النار أحد صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها يعني الفجر والعصر

۱۳۲۵۔۔۔ عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے (پابندی کے ساتھ) طلوع آفتاب سے قبل کی نماز یعنی فجر کی اور غروب آفتاب سے قبل والی نماز یعنی عصر کی ادائیگی کی۔

فقال له رجل من أهل البصرة آنت سمعت هذا من رسول الله ﷺ قال نعم قال الرجل وأنا أشهد أني سمعته من رسول الله ﷺ سمعته أذناي ووعاه قلبي

اہل بصرہ کے ایک شخص نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے خود حضور علیہ السلام سے یہ بات سنی ہے؟ فرمایا کہ ہاں! وہ کہنے لگا کہ: اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی بات سنی ہے اور میرے کانوں نے اسے سنا میرے قلب نے اس کی حفاظت کی۔

۱۳۲٦۔۔۔ وحدثني يعقوب بن إبراهيم الدورقي قال حدثنا يحيى بن أبي بكير قال حدثنا شيبان عن عبد الملك بن عمير عن ابن عمارة بن رؤيبة عن أبيه قال قال رسول الله ﷺ لا يلج النار من صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها

۱۳۲۶۔۔۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بن رویبہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے طلوع و غروب سے قبل کی نمازیں (پابندی سے) پڑھیں"۔

وعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَعَمْ أَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهُ بِالْمَكَانِ الَّذِي سَمِعْتَهُ مِنْهُ

ایک بصری شخص ان کے پاس بیٹھا تھا کہنے لگا کیا آپ نے خود حضور علیہ السلام سے یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس کی جگہ جہاں تم نے سنی تھی میں نے سنی۔

۱۳۲۷ ــــ وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۳۲۷۔ حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو دو ٹھنڈی (صبح و عصر) نمازیں ادا کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔

۱۳۲۸ ــــ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ خِرَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَنَسَبَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَا ابْنُ أَبِي مُوسَى

۱۳۲۸۔ ہمام سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (جو صبح و عصر کی نمازیں ادا کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا) منقول ہے۔

باب-۲۳۱ بيان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس

مغرب کا اوّل وقت غروب شمس کے بعد ہوتا ہے

۱۳۲۹ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

۱۳۲۹۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج غروب ہو کر پردہ میں چھپ جاتا تھا۔

۱۳۳۰ ــــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ

۱۳۳۰۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ نماز سے فراغت کے بعد ہم میں سے کوئی بھی اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا (اتنی روشنی ہوتی تھی مغرب سے فارغ ہو کر کہ اگر کوئی تیر مارے تو جہاں وہ گرے گا جا کر اس جگہ کو دیکھ سکتا تھا)۔

۱۳۳۱ ــــ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ بِنَحْوِهِ

۱۳۳۱۔ اس سند کے ساتھ رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسب سابق (ہم مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ نماز سے فراغت کے بعد ہم میں سے کوئی بھی اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا) روایت منقول ہے۔

باب-۲۳۲ وقت العشاء و تأخيرها

عشاء کے وقت میں تاخیر کا بیان

۱۳۳۲ و حدثنا عمرو بن سواد العامري وحرملة بن يحيى قالا أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس أن ابن شهاب قال أخبره قال أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة زوج النبي ﷺ قالت أعتم رسول الله ﷺ ليلة من الليالي بصلاة العشاء وهي التي تدعى العتمة فلم يخرج رسول الله ﷺ حتى قال عمر بن الخطاب نام النساء والصبيان فخرج رسول الله ﷺ فقال لأهل المسجد حين خرج عليهم ما ينتظرها أحد من أهل الأرض غيركم وذلك قبل أن يفشو الإسلام في الناس

زاد حرملة في روايته قال ابن شهاب وذكر لي أن رسول الله ﷺ قال وما كان لكم أن تنزروا رسول الله ﷺ على الصلاة وذلك حين صاح عمر بن الخطاب

۱۳۳۲۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ مطہرہ فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں تاخیر کر دی اور اس عشاء کی نماز کو "عتمہ" کہا جاتا تھا۔ اور حضور اقدس ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کھڑے ہوگئے اور فرمایا: عورتیں اور بچے سوگئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور اہل مسجد سے ارشاد فرمایا جب باہر تشریف لائے کہ: تمہارے علاوہ روئے زمین کا کوئی فرد اس نماز کے انتظار میں نہیں ہے (گویا ان کی تعریف فرمائی کہ تم ہی اللہ کی بندگی کے فرض کو پورا کرنے کیلئے اتنی رات تک انتظار کر رہے ہو جبکہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں آرام کر رہے ہیں) اور یہ واقعہ لوگوں میں اسلام کے پھیلنے سے قبل کا ہے۔

حرملہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ ابن شہاب نے مجھ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے روا نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے نماز کیلئے اصرار کرو"۔ اور یہ اس وقت فرمایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چیخ کر (حضور ﷺ کو متوجہ کیا تھا)۔

۱۳۳۳ و حدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث حدثني أبي عن جدي عن عقيل عن ابن شهاب بهذا الإسناد مثله ولم يذكر قول الزهري وذكر لي وما بعده

۱۳۳۳۔۔۔ حضرت ابن شہاب سے حسب سابق روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں زہری کا قول اور اس کے بعد کا حصہ مذکور نہیں۔

۱۳۳٤۔۔۔ حدثني إسحق بن إبراهيم ومحمد بن حاتم كلاهما عن محمد بن بكر ح و حدثني هارون بن عبد الله قال حدثنا حجاج بن محمد ح و حدثني حجاج بن الشاعر ومحمد بن رافع قالا حدثنا عبد الرزاق وألفاظهم متقاربة قالوا جميعا عن ابن جريج قال أخبرني المغيرة بن حكيم عن أم كلثوم بنت أبي بكر أنها أخبرته عن عائشة قالت أعتم النبي ﷺ ذات ليلة حتى ذهب عامة الليل

۱۳۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا بڑا حصہ گذر گیا اور مسجد میں بیٹھے لوگ سوگئے" پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور فرمایا کہ "اگر میری امت پر گراں گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس نماز عشاء کا (مستحب) وقت یہی ہے"۔

وَحَتّٰى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فَقَالَ إِنَّهُ لَوَقْتُهَا لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي

اور عبدالرزاق کی روایت میں الفاظ ہیں کہ اگر میری امت پر مشقت نہ ہو۔

۱۳۳۵...... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلٰوةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلٰى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى

۱۳۳۵...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں ٹھہرے رہے، آپ ﷺ ایک تہائی یا اس سے زائد رات گذرنے کے بعد تشریف لائے، ہمیں نہیں علم کہ کسی کام نے آپ ﷺ کو نماز سے روکے رکھا یا کوئی اور بات تھی، پھر باہر تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "تم جو اس نماز کا انتظار کر رہے ہو تو تمہارے علاوہ کسی بھی دین کا کوئی بھی پیروکار اس کا انتظار نہیں کرتا تھا۔ اور اگر مجھے اپنی امت پر گرانی ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں (ہمیشہ) ان کو اسی وقت نماز پڑھاتا"۔ پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو اقامت کا حکم دیا تو اس نے اقامت کہی پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

۱۳۳۶...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اللَّيْلَةَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ

۱۳۳۶...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے وقت مشغول ہو گئے (کسی کام میں) اور اتنی تاخیر فرمائی کہ ہم مسجد میں ہی سو گئے پھر ہم نے جاگنا چاہا لیکن سو گئے، پھر بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ: روئے زمین پر تمہارے علاوہ کوئی نہیں جو آج رات اس کا انتظار کر رہا ہو"۔

۱۳۳۷...... و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا أَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ كَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ خَاتَمِهِ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى

۱۳۳۷...... حضرت ثابت کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس ؓ سے آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: "ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات تک یا اسکے قریب قریب تک مؤخر کر دی، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: لوگ تو نماز پڑھ کر سو چکے ہیں لیکن تم جب تک نماز کے انتظار میں ہو تو (در حقیقت) نماز میں ہی ہو"۔ انس ؓ نے فرمایا کہ گویا میں (چشم تصور سے) آپ ﷺ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں اور انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کو بلند کر کے اشارہ کیا (کہ آپ ﷺ اس انگلی میں پہنے ہوئے تھے)۔

بـــاب مختصر

۱۳۳۸ــــ و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَظَرْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيْلَةً حَتَّى كَانَ قَرِيبٌ مِنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فِضَّةٍ

۱۳۳۸ــــ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم آنحضرت ﷺ کی راہ دیکھتے رہے حتیٰ کہ آدھی رات گذر گئی' پھر آپ ﷺ تشریف لائے' نماز پڑھی اور ہماری طرف رخ فرمایا' میں گویا آج بھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں موجود چاندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

۱۳۳۹ــــ و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

۱۳۳۹ــــ حضرت قرہ رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت منقول ہے باقی اس روایت میں ہماری طرف متوجہ ہونے کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔

۱۳۴۰ــــ و حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ قَالَ أَبُو مُوسَى فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي أَمْرِهِ حَتَّى أَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ عَلَى رِسْلِكُمْ أُعْلِمُكُمْ وَأَبْشِرُوا أَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ أَوْ قَالَ مَا صَلَّى هَذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا نَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى فَرَجَعْنَا فَرِحِينَ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۳۴۰ــــ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو میرے ساتھ کشتی کا سفر کر کے آئے تھے بطحان کی وادی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے' جب کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے۔

ہماری ایک ایک جماعت باری باری روزانہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک ہوتی تھی' جب ہماری باری آئی کہ میں اور میرے ساتھی حضور علیہ السلام کے ساتھ ہوں (عشاء کی نماز کے لئے) تو اس روز آپ ﷺ کو کوئی کام درپیش ہو گیا یہاں تک رات کافی گذر گئی اور بہت گہری ہو گئی (کہ اس کے ستارے روشن ہو گئے) پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضرین سے فرمایا: ٹھہرو' میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ خوش ہو جاؤ کہ یہ تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ اس وقت میں تمہارے علاوہ کسی نے نماز نہیں پڑھی۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ بات سن کر ہم بے حد فرحاں و شاداں واپس لوٹے۔

۱۳۴۱ــــ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَيُّ حِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعِشَاءَ الَّتِي يَقُولُهَا

۱۳۴۱ــــ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا کہ آپ کے نزدیک عشاء کی نماز کیلئے جسے لوگ "عتمہ" کہتے ہیں کونسا وقت پسندیدہ ہے امامت کیلئے بھی اور تنہا انفراداً بھی؟ انہوں نے فرمایا: "میں

النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِمَامًا وَخِلْوًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَعْتَمَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ الْعِشَاءَ قَالَ حَتَّى رَقَدَ نَاسٌ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلَاةَ فَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى شِقِّ رَأْسِهِ قَالَ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا كَذَلِكَ قَالَ فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ كَمَا أَنْبَأَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيدٍ ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ صَبَّهَا يُمِرُّهَا كَذَلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ بِشَيْءٍ إِلَّا كَذَلِكَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ كَمْ ذُكِرَ لَكَ

أَخَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ عَطَاءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُصَلِّيَهَا إِمَامًا وَخِلْوًا مُؤَخَّرَةً كَمَا صَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ فَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ ذَلِكَ خِلْوًا أَوْ عَلَى النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَأَنْتَ إِمَامُهُمْ فَصَلِّهَا وَسَطًا لَا مُعَجَّلَةً وَلَا مُؤَخَّرَةً

نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں اتنی تاخیر فرمائی کہ لوگ سوتے جاگتے سوتے جاگتے رہے (یہ دیکھ کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کھڑے ہو کر (زور سے) فرمایا! نماز۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے میں گویا اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اپنا ایک ہاتھ سر کی طرف رکھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا "اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں انہیں یہی حکم دیتا کہ اسی وقت میں نماز پڑھیں"۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے وضاحت سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کس طرح اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے؟ جیسے انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتلایا تھا تو عطاء نے اپنی انگلیوں کو ذرا سا کھولا اور ان کے پوروں کو سر کے ایک ایک طرف رکھا پھر انہیں ذرا سا جھکا کر سر پر پھیرا۔ یہاں تک کہ ان کا انگوٹھا کان کے ایک طرف کو چھونے لگا چہرہ کی طرف اسی طرح کنپٹی اور ڈاڑھی کے انتہائی کنارہ پر پھیرا۔ یہاں تک کہ ان کا انگوٹھا کان کے ایک طرف کو چھونے لگا چہرہ کی طرف اسی طرح کنپٹی اور ڈاڑھی کے انتہائی کنارہ پر پھیرا اس طرح کہ نہ کسی پر پڑتا تھا نہ کسی کو پکڑتا تھا مگر اس طرح۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے کتنی تاخیر فرمائی تھی اس کا بھی ذکر کیا ہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے؟ فرمایا مجھے علم نہیں۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں یہی پسند کرتا ہوں کہ عشاء کی نماز کو اتنا ہی مؤخر کر کے پڑھا کروں خواہ امام ہوں یا تنہا جیسے نبی ﷺ نے پڑھی تھی اس رات۔ پھر اگر تم پر تنہا اتنی تاخیر سے نماز پڑھنا بھاری ہو یا تم لوگوں کے امام ہو جماعت میں تو ان صورتوں میں درمیانے وقت میں عشاء کی نماز پڑھو نہ جلدی کرو نہ تاخیر۔

۱۳۴۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

۱۳۴۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں تاخیر فرمایا کرتے تھے۔

۱۳۴۳ و حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلَاتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلَاتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخِفُّ فِي الصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ يُخَفِّفُ

۱۳۴۳ حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تمہاری نمازوں کی طرح نمازیں پڑھتے تھے (سب نمازیں تقریباً اسی وقت پڑھتے تھے جن اوقات میں تم پڑھتے ہو) البتہ عشاء کی نماز میں تمہاری نمازوں کی بہ نسبت تاخیر کیا کرتے تھے اور نماز ہلکی پڑھا کرتے تھے (طویل قراءت نہ کرتے تھے)۔

۱۳۴۴ و حدّثني زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ وَهُمْ يُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ

۱۳۴۴ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

"دیہاتی اور گنوار لوگ تمہاری اس عشاء کی نماز کے نام پر غالب نہ ہو جائیں۔ یاد رکھو اس کا نام "عشاء" ہے اور وہ چونکہ اتنی دیر سے اونٹنیوں کا دودھ دوہتے ہیں (اس لئے اس نماز عشاء کو عتمہ کہتے ہیں)۔

۱۳۴۵ و حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْعِشَاءِ فَإِنَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ الْعِشَاءُ وَإِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْإِبِلِ

۱۳۴۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ دیہاتی تمہاری عشاء کی نماز کے نام کو ختم نہ کردیں کیونکہ اس نماز کا نام اللہ کی کتاب میں عشاء ہے اور یہ دیہاتی اس وقت اونٹنیوں کا دودھ دوہنے کی بناء پر اسے عتمہ کہتے ہیں۔ ❶

باب۔۲۳۳ استحباب التبكير بالصبح في اول وقتها وهو التغليس و بيان قدر القراءة فيها

نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنے اور اس میں قراءت کا بیان

۱۳۴۶ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ

۱۳۴۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسلمان خواتین صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں (جماعت میں) پھر وہ اپنی

---

❶ عتمہ کے لفظی معنی تاریکی اور اندھیرا ہوجانے کے ہیں۔ عرب کے یہ دیہاتی چونکہ اونٹنیوں کا دودھ رات کو اتنی تاخیر سے دوہتے تھے کہ اندھیرا پھیل چکا ہوتا تھا تو اس بناء پر اس عمل کو بھی عتمہ کہا جانے لگا۔ چونکہ یہ وقت عشاء کی نماز کا ہوتا تھا اس لئے عرب کے بدو عشاء کی نماز کے لئے لفظ "عتمہ" استعمال کرنے لگے تھے۔ قرآن کریم میں اس نماز کو عشاء کہا گیا ہے اور اہل عرب عشاء ۔۔۔ اور مغرب کی نماز لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ سورۃ نور میں ہے ومن بعد صلوۃ العشاء تو درحقیقت آنحضرت ﷺ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ تم اس نماز کے شرعی نام کو بھول کر کہیں ان کے اس عتمہ کے بجائے عشاء کے لفظ سے یاد کرو۔ تاکہ جاہلیت کا طریقہ اسلام کے طریقے پر غالب نہ آسکے۔ ویسے یہ لفظ استعمال کرنا حرام نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عمرو حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن عروة عن عائشة أن نساء المؤمنات كن يصلين الصبح مع النبي ﷺ ثم يرجعن متلفعات بمروطهن لا يعرفهن أحد

چادروں میں لپٹی ہوئی واپس لوٹتی تھیں کوئی ان کو پہچان نہ پاتا تھا۔

۱۳۴۷ و حدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس أن ابن شهاب أخبره قال أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة زوج النبي ﷺ قالت لقد كان نساء من المؤمنات يشهدن الفجر مع رسول الله ﷺ متلفعات بمروطهن ثم ينقلبن إلى بيوتهن وما يعرفن من تغليس رسول الله ﷺ بالصلاة

۱۳۴۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی اکرم ﷺ فرماتی ہیں کہ مؤمن خواتین فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوتیں چادروں میں لپٹی ہوئی' پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتی تو پہچانی نہ جاتی تھیں' رسول اللہ ﷺ کے اندھیرے میں نماز پڑھانے کی وجہ سے۔

(یعنی چونکہ اندھیرے میں ہی نماز سے فارغ ہو جاتی تھیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچاننا ممکن نہ ہوتا تھا)۔

۱۳۴۸ و حدثنا نصر بن علي الجهضمي وإسحق بن موسى الأنصاري قالا حدثنا معن عن مالك عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة قالت إن كان رسول الله ﷺ ليصلي الصبح فينصرف النساء متلفعات بمروطهن ما يعرفن من الغلس وقال الأنصاري في روايته متلففات

۱۳۴۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے (اور نماز سے فارغ ہو کر) خواتین چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہ جاتا تھا۔

۱۳۴۹ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا غندر عن شعبة ح و حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن سعد بن إبراهيم عن محمد بن عمرو بن الحسن بن علي قال لما قدم الحجاج المدينة فسألنا جابر بن عبد الله فقال كان رسول الله ﷺ يصلي الظهر بالهاجرة والعصر والشمس نقية والمغرب إذا وجبت والعشاء أحيانا يؤخرها وأحيانا يعجل كان إذا رآهم قد اجتمعوا عجل وإذا رآهم قد أبطئوا أخر والصبح كانوا أو قال كان

۱۳۴۹۔۔۔ محمد بن عمرو بن الحسن بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حجاج بن یوسف الثقفی (حاکم بن کر) مدینہ آیا اس زمانہ میں ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

"رسول اکرم ﷺ ظہر کی نماز سخت گرمی میں (زوال کے فوراً بعد) پڑھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھتے تھے تو اس وقت سورج بالکل صاف ہوتا تھا' مغرب کی نماز غروب کے بعد اور عشاء کبھی مؤخر کرتے اور کبھی جلدی ادا کرتے تھے' جب آپ ﷺ دیکھتے کہ سب جمع ہو گئے ہیں تو جلدی کر لیا کرتے اور جب دیکھتے کہ لوگوں نے (جمع ہونے میں) سستی کی تو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔ ❶

❶ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ

۱۳۵۰ وحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ

۱۳۵۰۔ محمد بن عمرو بن الحسن بن علی فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نمازوں میں تاخیر کیا کرتا تھا تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ بقیہ حدیث غندر والی روایت (رسول اکرم ﷺ ظہر کی نماز سخت گرمی میں پڑھتے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج بالکل صاف ہوتا تھا۔ الخ) کی طرح ہے۔

۱۳۵۱ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ أَبَا بَرْزَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ فَقَالَ كَأَنَّمَا أَسْمَعُكَ السَّاعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا قَالَ يَعْنِي الْعِشَاءَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ وَالْمَغْرِبَ لَا أَدْرِي أَيَّ حِينٍ ذَكَرَ قَالَ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ جَلِيسِهِ الَّذِي يَعْرِفُ فَيَعْرِفُهُ قَالَ وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا

۱۳۵۱۔ سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو ابو برزہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کرتے سنا۔ شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ نے خود ابو برزہ ؓ سے سنا؟ فرمایا کہ (میں نے خود اتنی وضاحت سے سنا) گویا میں ابھی بھی سن رہا ہوں۔ میں نے اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کرتے سنا تو انہوں نے (ابو برزہ ؓ) نے فرمایا: حضور اقدس ﷺ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے کی زیادہ پرواہ کرتے تھے (یعنی اتنی تاخیر آپ ﷺ کے نزدیک کوئی فکر کی بات نہ تھی) اور آپ ﷺ اس سے قبل سونے کو پسند نہ فرماتے تھے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ میں پھر دوبارہ (سیار) سے ملا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ ظہر کی نماز زوال آفتاب کے فوراً بعد پڑھا کرتے تھے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے (کہ اس سے فراغت کے بعد) آدمی مدینہ کے کنارہ تک جاتا تھا اور (وہاں پہنچ کر بھی) سورج خوب نکلا ہوتا تھا (جس کا مقصد یہ ہے کہ غروب سے کافی دیر قبل نماز عصر ادا کرتے تھے)

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے فرمایا کہ فجر کی نماز میں مستحب یہ ہے کہ اندھیرے میں یعنی اول وقت میں پڑھی جائے۔ جب کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ فجر کی نماز میں مستحب یہ ہے کہ اسفار یعنی روشنی میں ادا کی جائے۔ احناف کی دلیل بہت سی روایات ہیں۔ ابوداؤد کی روایت: أصبحوا بالصبح فإنه أعظم للأجر اور ابن حبان کی روایت أسفروا بصلوة الصبح اور ترمذی، نسائی اور طبرانی کی روایات یہ سب احناف کی دلیل ہیں۔ جن میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح کی نماز میں روشنی ہونے دیا کرو کیونکہ اس وقت کی نماز اجر میں بہت بڑی ہے"۔

اس کے علاوہ امام ابو محمد ابو القاسم الرقطی نے اپنی کتاب الحدیث میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب نگاہ روشن ہو جاتی تھی (یعنی چیزیں دور سے نظر آنے لگتی تھیں) اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز میں اسفار یعنی ذرا روشنی کر کے ادا کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم

بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ

سیار کہتے ہیں کہ مغرب کا مجھے نہیں معلوم کیا وقت انہوں نے (ابوبرزہ) نے ذکر کیا۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں پھر ان سے ملا اور پوچھا تو فرمایا: حضور علیہ السلام فجر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ جب آدمی اس سے فارغ ہو کر پلٹتا اور اپنے ساتھ والے کو دیکھتا جسے وہ پہلے سے جانتا تھا تو اسے پہچان لیتا (کہ یہ فلاں ہے) اور آپ ﷺ فجر کی نماز میں ۶۰ سے ۱۰۰ تک آیات تلاوت فرماتے تھے۔

۱۳۵۲...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَكَانَ لَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا

۱۳۵۲...... حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء کو نصف اللیل تک مؤخر کرنے کی پرواہ نہ فرماتے تھے (کیونکہ اس کا مستحب وقت تاخیر ہی ہے) اور آپ ﷺ اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ مَرَّةً أُخْرَى فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

شعبہ (راوی) کہتے ہیں کہ میں ایک بار پھر کبھی ان (سیار) سے ملا تو انہوں نے (نصف اللیل کے بجائے) ثلث اللیل کہا۔

۱۳۵۳...... وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَيَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْمِائَةِ إِلَى السِّتِّينَ وَكَانَ يَنْصَرِفُ حِينَ يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجْهَ بَعْضٍ

۱۳۵۳...... حضرت ابوبرزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر فرماتے تھے۔ اور اس سے قبل سونے کو اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فجر کی نماز میں ۱۰۰ سے لے کر ۶۰ آیات تک تلاوت فرماتے۔ اور نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے کہ ہم ایک دوسرے کے چہرہ کو پہچان لیتے تھے۔

باب-۲۳۴ کراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار و ما يفعله المأموم اذا اخرها الامام

نماز کو اسکے مستحب وقت سے مؤخر کرنا مکروہ ہے، امام کے ایسا کرنے کی صورت میں مقتدی کیا کریں

۱۳۵۴...... حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ

۱۳۵۴...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام ہوں گے کہ وہ نماز کو وقت سے مؤخر کریں گے یا نماز کو برباد کریں گے وقت نکال کر؟ میں نے عرض کیا پھر آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ (ایسے وقت جب حکمران نمازیں مؤخر کرنے لگیں) تو تم نماز کو اپنے وقت پر

يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ

پڑھنا پھر اگر ان (حکمرانوں) کے ساتھ بھی پڑھنے کا اتفاق ہو جائے تو پھر پڑھ لینا کہ وہ (دوسری) نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

وَلَمْ يَذْكُرْ خَلَفٌ عَنْ وَقْتِهَا

اور خلف راوی نے عَنْ وَقْتِهَا کا لفظ بیان نہیں کیا۔

۱۳۵۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ

۱۳۵۵...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:
"اے ابوذر! میرے بعد عنقریب ایسے امراء ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کرتے ہوں گے (ایسی صورت میں) تم نمازوں کو وقت پر ادا کرنا۔ اگر تم نے نماز کو وقت پر ادا کرلیا (اور حکام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنی پڑی) تو وہ تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔ اور اگر ایسا نہیں ہوا تو کم از کم تم نے اپنی نماز کی تو حفاظت کر ہی لی۔ ❶

۱۳۵۶...... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ وَأَنْ أُصَلِّيَ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَدْ صَلَّوْا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ وَإِلَّا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً

۱۳۵۶...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل اور دوست ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں اپنے حاکم کی سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ وہ لنگڑا لولا غلام ہی کیوں نہ ہو، اور مجھے وصیت فرمائی کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کروں اور فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو بعد میں نماز پڑھتا ہوا پاؤ تو تم نے تو اپنی نماز کی پہلے ہی حفاظت کرلی ہے ورنہ (اگر ان کے ساتھ بھی پڑھ لی) تو دوسری تمہارے لئے نفل ہی ہو جائے گی۔

۱۳۵۷...... وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَضَرَبَ فَخِذِي كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ

۱۳۵۷...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے جو نمازوں کو وقت سے مؤخر کرتے ہوں گے؟ انہوں نے عرض کیا پھر آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ (اس بارے میں) فرمایا:

❶ ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایسے حاکم تمہارے حکمران ہو جائیں جو نمازیں مؤخر کرتے ہوں یعنی ان کے مستحب اوقات سے تاخیر کر کے بالکل اخیر وقت میں بلکہ مکروہ وقت میں پڑھتے ہوں بلا کسی عذر کے تو پھر انفرادا نماز پڑھ لو۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اس زمانہ میں حاکم وقت ہی نمازوں کی بھی امامت کیا کرتا تھا اور چونکہ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی صورت میں وہ تم پر ظلم و جور کر سکتے ہیں اس لئے ان کے قہر سے بچنے کے لئے تم ان کی امامت میں بھی ان کے ساتھ دوبارہ پڑھ لیا کرو یہ دوسری نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی جس کا اجر الگ سے ملے گا اور تم ان کے ظلم سے بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔ لیکن علماء نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ حاکم مکروہ وقت تک مؤخر کردے لیکن اگر وقت کے اندر نماز ادا کرتا ہو تو فتنہ و انتشار سے بچنے کے لئے جماعت ہی سے نماز پڑھنا چاہیے۔ واللہ اعلم

يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قَالَ مَا تَأْمُرُ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَإِنْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ

تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کر کے اپنے کام کو چلے جانا۔ پھر اگر نماز کھڑی ہو جائے اور تم مسجد میں ہو تو پڑھ لیا کرنا۔

۱۳۵۸ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلٰوةَ فَجَاءَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيْعَ ابْنِ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلٰى شَفَتِهِ وَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي

۱۳۵۸۔۔۔۔ ابو العالیہ البراء کہتے ہیں کہ ایک روز ابن زیاد نے نماز کو مؤخر کر دیا عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ میں نے ان کیلئے کرسی ڈال دی وہ اس پر بیٹھ گئے تو میں نے ان سے ابن زیاد کی تاخیر کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے غصہ کے مارے اپنے ہونٹ کاٹ ڈالے اور میری ران پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ میں نے بھی ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی بارے میں فرمایا تھا کہ میں (ابوذر رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا جس طرح تم نے سوال کیا ہے تو آپ ﷺ نے بھی میری ران پر مارا تھا جیسے میں نے تمہیں مارا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا پھر اگر ان کے ساتھ بھی پڑھنا پڑ جائے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا اور یہ مت کہنا کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں اس لئے اب نہیں پڑھوں گا (کیونکہ وہ تمہیں اذیت دے سکتے ہیں)۔

۱۳۵۹ وحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ أَوْ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيْتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ إِنْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَهُمْ فَإِنَّهَا زِيَادَةُ خَيْرٍ

۱۳۵۹۔۔۔۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب تم ایسے لوگوں میں باقی رہ جاؤ گے کہ جو نماز کو مؤخر کرتے ہوں گے وقت سے؟

نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔ پھر اگر نماز کھڑی ہو جائے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا کہ یہ نیکی میں ہی اضافہ ہے۔

۱۳۶۰ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَلْفَ أُمَرَاءَ فَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ قَالَ فَضَرَبَ فَخِذِي ضَرْبَةً أَوْجَعَتْنِي وَقَالَ سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنْ ذٰلِكَ فَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ نَافِلَةً قَالَ وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُكِرَ لِي أَنَّ

۱۳۶۰۔۔۔۔ ابو العالیہ البراء کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن صامت سے کہا: ہم جمعہ کی نماز حکام و امراء کے پیچھے پڑھتے ہیں اور وہ نماز میں بہت تاخیر کرتے ہیں۔ انہوں نے میری ران پر اس طرح مارا کہ مجھے تکلیف ہونے لگی اور فرمایا: میں نے اس بارے میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی میری ران پر مارا تھا اور کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا اور ان امراء کے ساتھ بھی نفل کی نیت سے نماز پڑھنا۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ نبی ﷺ نے بھی ابوذر رضی اللہ عنہ

نَبِيُّ اللهِ ﷺ ضَرَبَ فَخِذَ أَبِي ذَرٍّ

کی ران پر مار اتھا۔

باب-۲۳۵ فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد فيها والتخلف عنها و انها فرض كفاية

نماز باجماعت کی فضیلت اور اس میں سستی پر مذمت اور اس کے فرضِ کفایہ ہونے کا بیان

۱۳۶۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا

۱۳۶۱...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جماعت کی نماز' تنہا نماز سے ۲۵ درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے"۔

۱۳۶۲...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَفْضُلُ صَلَاةٌ فِي الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً قَالَ وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ (وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا)

۱۳۶۲...... حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جماعت کی نماز آدمی کی تنہا نماز سے ۲۵ درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے سب فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں"۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہاں پر یہ آیت پڑھنا چاہو تو پڑھو "وقرآن الفجر ..... الخ یعنی فجر میں قرآن کا پڑھنا' بے شک فجر کا پڑھنا حاضر ہونے کا وقت ہے فرشتوں کا۔

۱۳۶۳...... و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا

۱۳۶۳...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جماعت کی نماز' تنہا نماز سے ۲۵ درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے"۔

۱۳۶۴...... و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ سَلْمَانَ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ

۱۳۶۴...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"وہ نماز کہ امام کے ساتھ پڑھی جائے تنہا پڑھی جانے والی نماز سے پچیس گنا اجر رکھتی ہے"۔

۱۳۶۵...... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ

۱۳۶۵...... عمر بن عطاءؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نافع بن جبیر بن مطعمؒ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ابو عبد اللہ کا وہاں سے گذر ہوا تو نافع نے انہیں بلایا اور

جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ إِذْ مَرَّ بِهِمْ أَبُو عَبْدِ اللهِ خَتَنُ زَيْدِ بْنِ زَبَّانَ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ فَدَعَاهُ نَافِعٌ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةٌ مَعَ الْإِمَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً يُصَلِّيهَا وَحْدَهُ

کہا کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا امام کے ساتھ ایک نماز پڑھ لینا تنہا پچیس نمازیں پڑھنے سے زائد فضیلت رکھتا ہے۔

۱۳۶۶...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

۱۳۶۶...... ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (۲۷) درجہ افضل ہے۔

۱۳۶۷...... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

۱۳۶۷...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جماعت کی نماز تنہا نماز سے ۲۷ درجہ زیادہ اجر والی ہوتی ہے"۔

۱۳۶۸...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ

۱۳۶۸...... ابن عمیرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بیس سے زائد درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔

جب کہ ابو بکر نے اپنی روایت میں فرمایا کہ ۲۷ درجہ زیادہ ہوتی ہے۔

و قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

اور ابو بکر نے اپنی روایت میں ۲۷ درجہ بیان کیا ہے۔

۱۳۶۹...... و حَدَّثَنَاه ابْنُ رَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بِضْعًا وَعِشْرِينَ

۱۳۶۹...... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(جماعت کی نماز تنہا نماز سے) بیس سے زائد درجہ اجر رکھتی ہے"۔

۱۳۷۰...... و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَدَ نَاسًا فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنْهَا فَآمُرَ بِهِمْ فَيُحَرِّقُوا

۱۳۷۰...... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے "بعض لوگوں کو چند نمازوں میں غیر حاضر پایا تو ارشاد فرمایا: میں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو جماعت سے کوتاہی کرتے ہیں، پھر میں ان کے لئے حکم دوں کہ لکڑیوں کے گٹھے جمع کر کے ان کے گھروں کو آگ لگادی جائے۔ حالانکہ

عَلَيْهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ بُيُوتَهُمْ وَلَوْ عَلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا لَشَهِدَهَا يَعْنِي صَلَاةَ الْعِشَاءِ

تم میں سے اگر کسی کو یہ علم ہو جائے کہ اسے (مسجد میں حاضر ہونے پر) ایک فربہ (گوشت سے بھری ہوئی) ہڈی ملے گی تو ضرور عشاء کی نماز میں حاضر ہو جائے (لیکن نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتا)۔

۱۲۷۱...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ

۱۲۷۱...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز سب سے زیادہ بھاری ہے' اگر یہ لوگ جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا کچھ (اجر وثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل بھی چل کر آتے' اور میں نے جو یہ ارادہ کیا کہ جماعت کا حکم دوں اور وہ کھڑی کی جائے' پھر میں کسی کو (لوگوں کی امامت کا) حکم دوں تو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اور میں چند مردوں کو جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں لے کر ان لوگوں کی طرف چلوں جو نماز کے لئے (جماعت میں) حاضر نہیں ہوتے پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔

۱۲۷۲...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِي أَنْ يَسْتَعِدُّوا لِي بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقُ بُيُوتٌ عَلَى مَنْ فِيهَا

۱۲۷۲...... ہمام بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیں پھر انہوں نے ان میں سے چند احادیث ذکر کر کے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے نوجوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے ڈھیر لگائیں پھر میں کسی کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر جو گھروں میں رہے اس کو (اس ڈھیر میں آگ لگا کر) جلادوں۔

۱۲۷۳...... و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

۱۲۷۳...... اس سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے اسی طرح (میں نے ارادہ کیا کہ جو لوگ نماز کیلئے نہیں آتے بلکہ گھروں میں رہے ان کو جلادوں) روایت منقول ہے۔

۱۲۷٤...... و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ سَمِعَهُ مِنْهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ

۱۲۷۴...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں سے جو جمعہ کی نماز میں کوتاہی کرتے تھے، فرمایا: بیشک میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو حکم دوں کہ نماز پڑھائے لوگوں کو' پھر میں ایسے لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔

الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ

۱۳۷۵ ـ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجِبْ

۱۳۷۵ ـ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مسجد تک مجھے لیکر آئے اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کرے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ جب وہ واپسی کیلئے مڑا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا کہ کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ (یعنی تمہارے گھر تک اذان کی آواز آتی ہے؟) اس نے کہا ہاں! فرمایا کہ پھر اس کا جواب دیتے ہوئے مسجد حاضر ہوا کرو (گویا تمہیں بھی اجازت نہیں ہے کہ گھر پر نماز پڑھ لو)۔

۱۳۷۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيَمْشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ

۱۳۷۶ ـ ابوالاحوصؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہمارا یہ خیال ہے کہ جماعت کی نماز سے ایسا منافق [1] ہی پیچھے رہتا تھا جسکا نفاق معلوم ہو گیا ہو یا مریض (جماعت سے پیچھے رہتا تھا) بلکہ مریض بھی دو آدمیوں کے سہارے چل کر نماز میں حاضر ہوتا تھا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھلائے اور انہی ہدایت کے طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسجد جس میں اذان ہوتی ہو اس میں نماز پڑھی جائے جماعت کے ساتھ۔

۱۳۷۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ

۱۳۷۷ ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ کل کو اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہو کر ملاقات کرے (یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہو) تو اسے چاہیے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جب بھی اذان دی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ہدایت والے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور ان ہدایت کے طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر تم بھی فلاں شخص کی طرح جو جماعت نکال کر گھر میں نماز پڑھتا ہے اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے تو تم اپنے نبی ﷺ کے طریقہ کو چھوڑنے والے ہو گے۔ اور اگر تم نے اپنے نبی

[1] اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جماعت سے تخلف اور امام سے منہ موڑنا، تنہا نماز پڑھنا نفاق کی علامت اور منافق کی صفت ہے اور اس دور میں جو شخص جماعت سے نماز نہ پڑھتا تو اسے منافق شمار کیا جاتا تھا۔

لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ

کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص بھی بہت اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی بھی مسجد کا رخ کرے تو اللہ تعالیٰ ہر اٹھتے قدم کے بدلہ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں ایک درجہ بلند فرماتے اور ایک گناہ کو معاف فرماتے ہیں۔ اور (حضور علیہ السلام کے زمانہ میں) اپنے آپ کو دیکھتے تھے کہ کوئی جماعت سے غیر حاضر نہیں ہوتا تھا سوائے اس منافق کے جسکا نفاق سب سے کھلے میں ہو۔ اور بے شک آدمی کو مسجد میں دو آدمیوں کے درمیان گھسٹتا ہوا لایا جاتا تھا حتیٰ کہ صف کے اندر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

۱۳۷۸ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ

۱۳۷۸ ...... حضرت ابوالشعثاءؒ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں مؤذن نے اذان دی۔ ایک شخص مسجد سے اٹھا اور چلنے لگا تو حضرت ابوہریرہؓ نے اس کے پیچھے نظریں جمادیں حتیٰ کہ وہ مسجد سے نکل گیا تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:

اس شخص نے تو ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

۱۳۷۹ ...... وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَأَى رَجُلًا يَجْتَازُ الْمَسْجِدَ خَارِجًا بَعْدَ الْأَذَانِ فَقَالَ أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ

۱۳۷۹ ...... ابوالشعثاء المحاربیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو جو اذان کے بعد مسجد سے باہر جارہا تھا دیکھا تو میں نے سنا انہوں نے فرمایا:

"اس آدمی نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے"۔

۱۳۸۰ ...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ

۱۳۸۰ ...... حضرت عبدالرحمٰنؒ بن ابی عمرہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک روز مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہوئے اور تنہا بیٹھ گئے میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا "اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے:

جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا وہ آدھی رات نماز میں کھڑا رہا (یعنی اسے آدھی رات عبادت کا اجر ملے گا) اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔

۱۳۸۱۔ و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۳۸۱۔ حضرت عثمان بن حکیم رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت (جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا وہ پوری رات قیام میں رہا) منقول ہے۔

۱۳۸۲..... و حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

۱۳۸۲۔ ... حضرت جندب رضی اللہ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے صبح کی نماز (جماعت سے) پڑھ لی وہ اللہ کے ذمہ میں آگیا اور اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کا مطالبہ مؤاخذہ نہیں کرے گا کسی سے مگر یہ کہ اسے پکڑ کر جہنم کی آگ میں اوندھے منہ جھونک دے گا (یعنی ایسے شخص کو جو بھی تنگ کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنے ذمہ کا ایسا مؤاخذہ کرے گا کہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا)۔ [1]

۱۳۸۳..... و حَدَّثَنِيهِ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْقَسْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

۱۳۸۳۔ .. جندب قسیری بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز پڑھ لی تو وہ اللہ کی حفاظت اور پناہ میں ہے سو اللہ تعالیٰ اپنی پناہ کا تم میں سے جس کسی سے بھی ذرا سا حق طلب کرے گا تو اس کو پکڑ کر سرنگوں کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

۱۳۸۴.... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَلَمْ يَذْكُرْ فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

۱۳۸۴۔ ... جندب بن سفیانؓ سے حسب سابق (جس نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ اللہ کی حفاظت میں ہے ... الخ) روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس روایت میں دوزخ میں ڈالنے کا ذکر نہیں ہے۔

---

[1] مذکورہ بالا تمام احادیث کے مجموعہ سے بخوبی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت مطہرہ میں جماعت کی کتنی اہمیت ہے۔ نماز بجائے ایک فریضہ ہے لیکن اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو پابند فرمایا کہ مسجد میں حاضر ہو کر جماعت سے نماز پڑھیں اور یہ ان کے لئے واجب ہے بلا کسی عذر شرعی یا طبعی کے جماعت کا ترک کرنا سخت گناہ اور اس کو عادت بنانے والا فاسق ہے۔ اتنی شدید وعید رحمت للعالمین ﷺ نے فرمائی کہ میرا دل چاہتا ہے ایسے لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور مسجد نہیں حاضر ہوتے اور فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں سوائے کھلم کھلا منافق کے عام منافقین تک جماعت میں حاضر ہوتے تھے۔ انہیں بھی جرأت نہ ہوتی تھی جماعت کے ترک کی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جماعت کی نماز کا پابند بنائے۔ آمین

باب-۲۳۶ الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر

کسی عذر (شرعی) کی بناء پر جماعت کے ترک کا بیان

١٣٨٥..... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي وَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ وَدِدْتُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي مُصَلًّى فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ لَهُ قَالَ فَثَابَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ حَوْلَنَا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ ذَوُو عَدَدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُلْ لَهُ ذَلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّمَا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ لِلْمُنَافِقِينَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ

۱۳۸۵..... حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ' جو نبی اکرم ﷺ کے بدری صحابی ہیں (کہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے) اور انصاری تھے (ایک بار) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میری بینائی زائل ہو گئی یا کمزور ہو گئی ہے میں اپنی قوم کی امامت بھی کرتا ہوں جب بارشیں برستی ہیں تو میرے اور قوم کے درمیان جو نشیبی علاقہ ہے بہنے لگتا ہے اور میں اس قابل نہیں رہتا کہ ان کی مسجد میں آکر امامت کر سکوں۔ لہٰذا یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ آپ تشریف لائیں اور کسی جگہ پر نماز پڑھیں تاکہ میں اسی جگہ کو اپنے لئے مصلیٰ (جائے نماز) بنالوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں انشاء اللہ ایسا ضرور کروں گا۔ چنانچہ عتبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلے روز رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ' دن چڑھے تشریف لائے' رسول اللہ ﷺ نے اجازت طلب کی تو میں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ اور گھر میں داخل ہونے کے بعد بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا کہ تم اپنے گھر میں کہاں چاہتے ہوں کہ میں نماز پڑھوں؟ میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم بھی (میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے' دو رکعت پڑھ کر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔ ہم نے آپ ﷺ کو روک رکھا تھا گوشت کے ایک کھانے کے لئے جو آپ کے لئے ہم نے بنایا تھا۔ اسی دوران محلّہ کے کچھ لوگ ہمارے اردگرد آگئے حتیٰ کہ کافی تعداد میں لوگوں کا مجمع ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ مالک ابن الدخشن کہاں ہے؟ بعض نے کہا کہ وہ منافق ہے' اللہ و رسول سے محبت نہیں رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے بارے میں ایسامت کہو۔ تم نے دیکھا نہیں کہ وہ اللہ کی رضا کی خاطر لا الٰہ الا اللہ کہہ چکا ہے۔ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اس کی خیر خواہی سب منافقین کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لا الٰہ الا اللہ کہا اللہ نے اس کو آگ پر حرام کر دیا۔ ابن شہاب ؒ

وهـــو من سراتهم عن حديث محمود بن الربيع فصدقه بـــذلك

زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے حصین بن محمد الانصاری سے جو بنی سالم کے ایک فرد اور ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن الربیع کی اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔

۱۳۸۶ - و حدثنا محمد بن رافع وعبد بن حميد كلاهما عن عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري قال حدثني محمود بن ربيع عن عتبان بن مالك قال أتيت رسول الله ﷺ وساق الحديث بمعنى حديث يونس غير أنه قال فقال رجل أين مالك بن الدخشن أو الدخيشن وزاد في الحديث قال محمود فحدثت بهذا الحديث نفرا فيهم أبو أيوب الأنصاري فقال ما أظن رسول الله ﷺ قال ما قلت قال فحلفت إن رجعت إلى عتبان أن أسأله قال فرجعت إليه فوجدته شيخا كبيرا قد ذهب بصره وهو إمام قومه فجلست إلى جنبه فسألته عن هذا الحديث فحدثنيه كما حدثنيه أول مرة قال الزهري ثم نزلت بعد ذلك فرائض وأمور نرى أن الأمر انتهى إليها فمن استطاع أن لا يغتر فلا يغتر

۱۳۸۶- اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ محمود بن الربیع (جو راوی ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث چند لوگوں سے جن میں حضرت ابوایوب الانصاری ؓ بھی تھے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میرا تو خیال نہیں کہ حضور اقدس نے وہ بات کہی ہو جو تم کہہ رہے ہو۔ محمود کہتے ہیں میں نے قسم کھائی کہ جا کر عتبان ؓ سے ضرور پوچھوں گا۔ چنانچہ میں دوبارہ ان کے پاس لوٹا میں نے انہیں بہت زیادہ بڑھاپے کی حالت میں پایا کہ ان کی بصارت جاتی رہی تھی اور وہ اپنے قوم کے امام تھے، میں ان کے پہلو میں بیٹھ گیا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے اسی طریقہ سے حدیث بیان کی جس طرح پہلی مرتبہ بیان کی تھی۔ ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ اس کے بعد بہت سے فرائض اور احکامات نازل ہوئے جن کے متعلق ہم یہ گمان کرتے ہیں کہ معاملہ اپنی انتہاء کو پہنچ گیا پس جو یہ چاہے کہ دھوکہ نہ کھائے تو اسے چاہئے کہ دھوکہ نہ کھائے۔

۱۳۸۷ - و حدثنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا الوليد بن مسلم عن الأوزاعي قال حدثني الزهري عن محمود بن الربيع قال إني لأعقل مجة مجها رسول الله ﷺ من دلو في دارنا

قال محمود فحدثني عتبان بن مالك قال قلت يا رسول الله إن بصري قد ساء وساق الحديث إلى قوله فصلى بنا ركعتين وحبسنا رسول الله ﷺ على جشيشة صنعناها له

ولم يذكر ما بعده من زيادة يونس ومعمر

۱۳۸۷- محمود بن الربیع کہتے ہیں کہ مجھے اتنی سمجھ تھی کہ (یاد ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک کلی ہمارے گھر محلہ میں ڈول سے کی تھی۔

محمود کہتے ہیں مجھ سے عتبان بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میری نگاہ کمزور ہو گئی ہے۔ آگے پوری سابقہ حدیث بیان کی اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ دو رکعات پڑھیں پھر ہم نے حضور اقدس ﷺ کو ایک خاص قسم کے کھانے کیلئے جسے جشیشہ کہتے ہیں روک لیا جو ہم نے آپ ﷺ کیلئے تیار کیا تھا۔

اور اس کے بعد حدیث میں یونس اور معمر کی زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔

باب-۲۳۷ جواز الجماعة في النافلة الخ

نفل کی جماعت کا بیان

۱۳۸۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَأُصَلِّي لَكُمْ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ

۱۳۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کو ایک کھانے پر جو انہوں نے بنایا تھا بلایا' آپ ﷺ نے اس کھانے میں سے تناول فرمایا۔ پھر فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور ایک چٹائی جو ایک عرصہ سے بچھے رہنے کی وجہ سے کالا پڑ گیا تھا لایا اور اسے لا یا اور اسے پانی سے دھو دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے اور ایک یتیم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ لی جب کہ بوڑھی (دادی) ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں پھر سلام پھیر کر واپس ہوئے۔

۱۳۸۹ وَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو الرَّبِيعِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ شَيْبَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا فَرُبَّمَا تَحْضُرُ الصَّلٰوةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ ثُمَّ يَؤُمُّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ

۱۳۸۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ عمدہ اخلاق کے مالک تھے' بعض اوقات آپ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ اس بچھونے کو جو آپ ﷺ کے نیچے ہوتا تھا۔ بچھانے کا حکم فرماتے۔ چنانچہ اسے جھاڑ کر اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ امامت فرماتے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے آپ ﷺ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے' اور اس کا بچھونا کھجور کی شاخوں کا تھا۔ [1]

۱۳۹۰ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي فَقَالَ قُومُوا فَلِأُصَلِّي بِكُمْ فِي غَيْرِ وَقْتِ

۱۳۹۰۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک بار ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت گھر میں میرے' میری والدہ اور ام حرام رضی اللہ عنہما کے جو میری خالہ تھیں کوئی نہیں تھا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اٹھو میں تمہارے ساتھ نماز پڑھوں۔ ایسے وقت میں جو نماز کا

---

[1] ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ نے نفل کی جماعت کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن حضرات احناف کے نزدیک نفل کی جماعت علی العموم جائز نہیں بلکہ اگر دو ابتدائی شرطوں کے ساتھ ہو تو جائز ہے۔ ایک تو یہ کہ تین سے زائد افراد نہ ہوں یعنی ایک امام اور دو مقتدی اگر تین مقتدی ہوں گے تو ایسی جماعت مکروہ اور بدعت ہے۔ دوسری شرط یہ کہ تداعی یعنی لوگوں کو بلایا نہ جائے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھ رہے ہوں البتہ اگر امام فرض پڑھے تو پھر اس صورت میں یہ شرط نہیں ہے۔ حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم (اختصاراً من فتح الملہم)

صَلَاةٍ فَصَلَّى بِنَا فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ أَيْنَ جَعَلَ أَنَسًا مِنْهُ قَالَ جَعَلَهُ عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ دَعَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ

وقت نہیں ہے۔ ایک آدمی نے ثابتؒ سے (جو اس حدیث کو انس ﷺ سے روایت کرتے ہیں) پوچھا کہ حضور علیہ السلام نے انس ﷺ کو اپنے کس طرف کھڑا کیا تھا؟ ثابتؒ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ نے انہیں اپنی دائیں طرف کھڑا کیا۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے ہم سب گھر والوں کیلئے دنیا و آخرت کی تمام خیر و بھلائی کی دعا کی۔ میری والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ (انس ﷺ) آپکا چھوٹا سا خادم ہے۔ اس کیلئے اللہ سے دعا فرمائیں چنانچہ پھر آپ ﷺ نے میرے لئے ہر طرح کی خیر کی دعا مانگی۔ اور جو آخری دعا آپ ﷺ نے میرے لئے کی وہ یہ تھی آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسکو کثرت سے مال عطا فرما اس کی اولاد میں کثرت فرما اور پھر ان میں برکت عطا فرما۔

۱۳۹۱ ...... و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعَ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا

۱۳۹۱ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کے ان کی والدہ اور خالہ کے ساتھ نماز پڑھی تو مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا اور خواتین کو پیچھے کھڑا کیا۔

۱۳۹۲ ...... و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۳۹۲ ...... حضرت شعبہ ﷺ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ نے حضرت انس ﷺ اور ان کی والدہ اور خالہ کو نماز پڑھائی تو حضرت انس ﷺ داہنی طرف کھڑا کیا اور عورت ہمارے پیچھے۔

۱۳۹۳ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَةٍ

۱۳۹۳ ...... حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے برابر میں ہوتی تھی۔ بعض اوقات سجدہ کرتے وقت آپ ﷺ کے کپڑے مجھ سے چھو جاتے تھے اور آپ ایک اوڑھنی (بچھا کر) نماز پڑھتے تھے۔

۱۳۹۴ ...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ

۱۳۹۴ ...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے

قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ

آپ ﷺ کو ایک چٹائی پر نماز پڑھتے ہوئے پایا آپ ﷺ سجدہ کر رہے تھے چٹائی پر۔

باب-۲۳۸ فضل صلاۃ المکتوبۃ فی جماعۃ الخ

فرض نماز باجماعت کی فضیلت

۱۳۹۵..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ

۱۳۹۵..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ تنہا گھر میں اور بازار میں نماز ۲۰ سے زائد گنا اجر رکھتی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ آدمی جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کو آئے اور اسے سوائے نماز کے کسی اور کام نے نہیں اٹھایا۔ مقصد صرف نماز ہی ہے تو اب جو قدم بھی وہ اٹھاتا ہے ہر قدم کے بدلہ اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے ایک گناہ مٹادیا جاتا ہے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ پھر جب وہ مسجد میں ہو جاتا ہے تو نماز کی وجہ سے جتنی دیر رکا رہتا ہے انتظار میں تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے (گویا نماز کا ثواب مل رہا ہوتا ہے) اور ملائکہ اس کے لئے جب تک وہ اپنی اس جگہ پر موجود رہتا ہے جہاں نماز پڑھی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحم فرمایئے اے اللہ! اس کی مغفرت فرمایئے اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرمایئے جب تک وہ حدث کر کے یعنی وضو توڑ کے فرشتوں کو تکلیف نہیں دیتا۔ (کیونکہ اس سے بدبو ہوتی ہے جس سے فرشتوں کو تکلیف اور ایذاء ہوتی ہے)۔

۱۳۹۶..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ

۱۳۹۶..... حضرت اعمش رحمہ اللہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے گھر اور بازار کی نماز سے ۲۰ سے زائد درجہ افضل ہے..... الخ) منقول ہے۔

۱۳۹۷..... و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۱۳۹۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

عنْ أيُّوب السَّخْتِيانِيّ عن ابْن سِيرِين عنْ أبِي هُريْرة قال قال رسُولُ اللهِ ﷺ إنّ الْملائِكة تُصلِّي على أحدِكُمْ ما دام فِي مجْلِسِهِ تقُولُ اللّٰهُمّ اغْفِرْ لهُ اللّٰهُمّ ارْحمْهُ ما لمْ يُحْدِثْ وأحدُكُمْ فِي صلاةٍ ما كانتِ الصّلاةُ تحْبِسُهُ

فرمایا:

"ملائکہ تم میں سے ہر اس شخص کے لئے دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اور کہتے ہیں "اے اللہ! اس کی مغفرت فرمایئے اے اللہ! اس پر رحم فرمایئے" جب تک وہ حدث نہ کرے (یعنی وضو نہ توڑے) اور فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو نماز میں ہی ہوتا ہے"۔

۱۳۹۸ و حدّثنِي مُحمّدُ بْنُ حاتِمٍ قال حدّثنا بهْزٌ قال حدّثنا حمّادُ بْنُ سلمة عنْ ثابِتٍ عنْ أبِي رافِعٍ عنْ أبِي هُريْرة أنّ رسُول اللهِ ﷺ قال لا يزالُ الْعبْدُ فِي صلاةٍ ما كان فِي مُصلّاهُ ينْتظِرُ الصّلاة وتقُولُ الْملائِكةُ اللّٰهُمّ اغْفِرْ لهُ اللّٰهُمّ ارْحمْهُ حتّى ينْصرِف أوْ يُحْدِث قُلْتُ ما يُحْدِثُ قال يفْسُو أوْ يضْرِطُ

۱۳۹۸ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندہ جب تک اپنی جائے نماز پر نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے تب تک وہ نماز میں ہی ہوتا ہے (اجر کے اعتبار سے) اور فرشتے اس کے لئے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرمایئے اے اللہ! اس پر رحم فرمایئے۔ یہاں تک کہ وہ واپس ہو جائے یا حدث کرنے وضو توڑ دے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا حدث سے کیا مراد ہے؟ فرمایا آہستہ سے ہوا خارج کرے (پھسکی چھوڑ دے) یا آواز سے خارج کرے (گوز مارے)۔

۱۳۹۹ حدّثنا يحْيى بْنُ يحْيى قال قرأْتُ على مالِكٍ عنْ أبِي الزِّنادِ عنِ الْأعْرجِ عنْ أبِي هُريْرة أنّ رسُول اللهِ ﷺ قال لا يزالُ أحدُكُمْ فِي صلاةٍ ما دامتِ الصّلاةُ تحْبِسُهُ لا يمْنعُهُ أنْ ينْقلِب إلى أهْلِهِ إلّا الصّلاةُ

۱۳۹۹ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے (یعنی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے کہ کب جماعت کھڑی ہو تاکہ جماعت سے نماز پڑھے) اور اسے گھر والوں کے پاس جانے سے سوائے نماز کے اور کوئی مانع نہیں ہے۔

۱۴۰۰ حدّثنِي حرْملةُ بْنُ يحْيى قال أخْبرنا ابْنُ وهْبٍ قال أخْبرنِي يُونُسُ ح و حدّثنِي مُحمّدُ بْنُ سلمة الْمُرادِيُّ قال حدّثنا عبْدُ اللهِ ابْنُ وهْبٍ عنْ يُونُس عنِ ابْنِ شِهابٍ عنِ ابْنِ هُرْمُز عنْ أبِي هُريْرة أنّ رسُول اللهِ ﷺ قال أحدُكُمْ ما قعد ينْتظِرُ الصّلاة فِي صلاةٍ ما لمْ يُحْدِثْ تدْعُو لهُ الْملائِكةُ اللّٰهُمّ اغْفِرْ لهُ اللّٰهُمّ ارْحمْهُ

۱۴۰۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے جو کوئی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ وضو نہیں توڑتا (ریح خارج کرکے) اس وقت تک ملائکہ اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرمایئے اے اللہ! اس پر رحم فرمایئے۔

۱۴۰۱ و حدّثنا مُحمّدُ بْنُ رافِعٍ قال حدّثنا عبْدُ الرّزّاقِ قال حدّثنا معْمرٌ عنْ همّامِ بْنِ مُنبِّهٍ عنْ أبِي

۱۴۰۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق (جو کوئی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ وضو نہیں توڑتا

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا

اسوقت تک ملائکہ اس کیلئے دعائے مغفرت ورحمت کرتے رہتے ہیں) روایت نقل کرتے ہیں۔

۱۴۰۲...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى فَأَبْعَدُهُمْ وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيهَا ثُمَّ يَنَامُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فِي جَمَاعَةٍ

۱۴۰۲...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں میں نماز کے اجر کے اعتبار سے سب سے زیادہ اجر والا وہ ہے جو مسجد سے سب سے زیادہ دور ہو چلنے میں اس کے بعد اس کی بہ نسبت جو کم دور ہے (اس کا اجر زیادہ ہے) اور جو شخص نماز کی امام کیساتھ ادائیگی تک نماز کا انتظار کرتا ہے وہ اجر کے اعتبار سے اس شخص سے بڑھا ہوا ہے جو (امام اور جماعت کا انتظار کئے بغیر) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے (مقصد یہ ہے کہ جس کا گھر مسجد سے زیادہ دور ہو اور اس کو مسجد آنے کے لئے زیادہ چلنا پڑتا ہو اس کو اجر زیادہ ہے)۔

۱۴۰۳...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قُلْتُ لَهُ لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ

۱۴۰۳...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھا مجھے علم نہیں کہ مسجد سے اس سے بھی زیادہ فاصلہ پر کسی کا گھر ہو۔ اس کے باوجود اس کی کوئی نماز خطا نہیں ہوتی تھی۔ اس سے کہا گیا یا شاید میں نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ تم ایک گدھا خرید لو اور اندھیرے و گرمی میں اس پر سواری کر کے مسجد آؤ) اس نے کہا: میں تو یہ نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو میں تو چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف بڑھنے اور مسجد سے لوٹنے میں میرا چلنا لکھا جائے جب میں اپنے گھر کو لوٹوں (کیونکہ ہر قدم پر نیکی بلندئی درجہ اور مغفرت خطا کا وعدہ ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ سب اجر جمع کر دیا۔

۱۴۰۴ ...... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنِ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِهِ

۱۴۰۴...... حضرت تیمی رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (ایک شخص جس کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ فاصلہ پر تھا اس کے باوجود اس کی کوئی نماز خطا نہیں ہوتی تھی...... الخ) منقول ہے۔

۱۴۰۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصٰى بَيْتٍ فِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ

۱۴۰۵ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری شخص تھا اس کا گھر مدینہ کے انتہائی کنارے میں تھا اس کے باوجود اس کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے نہ رہتی تھی۔ ہمیں اس پر ترس آیا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں! کاش کہ تم ایک گدھا خرید

رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ وَيَقِيكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ قَالَ أَمَ وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا حَتَّى أَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ

لو جو تمہیں جھلسانی گرمی اور حشرات الارض سے محفوظ رکھے گا۔ اس نے کہا کہ سنو! اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے جڑا ہوا ہو۔ ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ بات شدید گراں گذری اور میں حضور علیہ السلام کے پاس جا پہنچا اور آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی تو آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اس نے آپ ﷺ سے بھی وہی بات کہی اور کہا کہ وہ اپنے قدموں (کی کثرت) پر اجر کا امیدوار ہے (مسجد سے جتنی دور ہوگا اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے اور اسی حساب سے اجر بھی زیادہ ملے گا) اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم نے جس کی امید اور یقین کیا ہوا ہے وہ تمہیں ضرور ملے گا"۔

١٤٠٦ و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَزْهَرَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

۱۴۰۶ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (ایک انصاری جس کا گھر مدینہ کے کنارے پر تھا اس کے باوجود اس کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے نہ رہتی تھی الخ) منقول ہے۔

١٤٠٧ و حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَتْ دِيَارُنَا نَائِيَةً عَنِ الْمَسْجِدِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَبِيعَ بُيُوتَنَا فَنَقْتَرِبَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً

۱۴۰۷ ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے فرمایا: "ہمارے گھر مسجد (نبوی ﷺ) سے دور واقع تھے ہم نے چاہا کہ اپنے گھروں کو فروخت کر کے مسجد سے قریب گھر لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرما دیا اور کہا کہ: ہر قدم پر تمہارا ایک درجہ بلند ہوتا ہے"۔

١٤٠٨ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ

۱۴۰۸ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسجد کے گرد کچھ پلاٹ قطعات زمین خالی ہونے تو بنو سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ مسجد کے قریب میں منتقل ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے تمہارے ارادہ کی اطلاع پہنچ چکی ہے کہ تم مسجد کے قریب میں منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! ہمارا یہی ارادہ ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے (انہی گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جارہے ہیں (ان کا اجر لکھا جارہا ہے) اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدموں پر اجر لکھا جارہا ہے۔

١٤٠٩ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ وَالْبِقَاعُ خَالِيَةٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ فَقَالُوا مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا

۱۴۰۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قرب میں منتقل ہو جائیں (کہ مسجد کے اردگرد) کچھ قطعہ اراضی خالی پڑے تھے۔ اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے انہی گھروں میں رہو کہ تمہارے قدموں کے اوپر ثواب لکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اگر وہاں منتقل ہو جاتے تو اتنے خوش نہ ہوتے (جتنی خوشی ہمیں یہ بات سن کر حاصل ہوئی)۔

١٤١٠ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً

۱۴۱۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے اپنے گھر میں پاکیزگی و طہارت سے حاصل کی (وضو یا غسل کر کے) پھر اللہ کے گھروں میں کسی گھر کی طرف چل پڑا تاکہ اللہ کے عائد کردہ فرائض میں کوئی فریضہ ادا کرے (پانچوں نمازوں میں سے کوئی نماز ادا کرنے نکلا) تو اس کے اٹھتے ہوئے قدموں میں سے ایک قدم تو اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے اور دوسرا قدم ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

١٤١١ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَفِي حَدِيثِ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا

۱۴۱۱...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تمہارا کیا خیال ہے دروازہ پر ایک نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں دن بھر میں ۵ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کے جسم پر تو کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ فرمایا کہ یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔

١٤١٢ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى

۱۴۱۲ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازوں کی مثال ایک بہتی ہوئی گہری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو"۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس پر کچھ میل باقی نہیں رہے

باب أحدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات قال قال الحسن وما يبقي ذلك من الدرن

گا۔ (اسی طرح پانچوں نمازوں کی ادائیگی کرنے والے کے نامۂ عمل میں گناہ نہیں رہے گا)۔

١٤١٣...... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب قالا حدثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا محمد بن مطرف عن زيد ابن أسلم عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة عن النبي ﷺ من غدا إلى المسجد أو راح أعد الله له في الجنة نزلا كلما غدا أو راح

۱۴۱۳۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص صبح یا شام کے وقت مسجد کو گیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر صبح یا شام جنت میں ضیافت تیار کرتے ہیں"۔

باب-۲۳۹ فضل الجلوس في مصلاهٗ بعد الصبح و فضل المسجد

فجر کی نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہنے اور مسجد کی فضیلت کا بیان

١٤١٤...... حدثنا أحمد بن عبد الله بن يونس قال حدثنا زهير قال حدثنا سماك ح و حدثنا يحيى بن يحيى واللفظ له قال أخبرنا أبو خيثمة عن سماك بن حرب قال قلت لجابر بن سمرة أكنت تجالس رسول الله ﷺ قال نعم كثيرا كان لا يقوم من مصلاه الذي يصلي فيه الصبح أو الغداة حتى تطلع الشمس فإذا طلعت الشمس قام وكانوا يتحدثون فيأخذون في أمر الجاهلية فيضحكون ويتبسم

۱۴۱۴۔۔۔ سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں بہت۔ آپ علیہ السلام صبح کی نماز جس جگہ پڑھتے وہاں سے طلوعِ آفتاب تک نہ اٹھتے تھے طلوعِ آفتاب کے بعد آپ ﷺ وہاں سے اٹھتے' اس دوران لوگ دورِ جاہلیت کی باتوں پر گفتگو کرتے اور (ان باتوں کو یاد کر کے) ہنستے رہتے تھے لیکن آپ ﷺ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔

١٤١٥ ... و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن سفيان قال أبو بكر وحدثنا محمد بن بشر عن زكريا كلاهما عن سماك عن جابر بن سمرة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا صلى الفجر جلس في مصلاه حتى تطلع الشمس حسنا

۱۴۱۵۔۔۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا تھا۔

١٤١٦ ... و حدثنا قتيبة وأبو بكر بن أبي شيبة قالا حدثنا أبو الأحوص قال ح و حدثنا ابن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة كلاهما عن سماك بهذا الإسناد ولم يقولا حسنا *

۱۴۱۶۔۔۔ حضرت سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا) منقول ہے۔ لیکن اس روایت لفظ حسناً (خوب روشن) نہیں ہے۔

١٤١٧ ... و حدثنا هارون بن معروف وإسحق بن موسى الأنصاري قالا حدثنا أنس بن عياض قال

۱۴۱۷۔۔۔ عبدالرحمن بن مہران جو ابوہریرہؓ کے آزاد کردہ تھے ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذُبَابٍ فِي رِوَايَةِ هَارُونَ وَفِي حَدِيثِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا

"اللہ جل جلالہ' کے نزدیک شہروں میں سب سے زیادہ پسندیدہ مقامات اس شہر کی مساجد ہیں جب کہ مبغوض ترین مقامات اس شہر کے بازار ہیں"۔

باب-۲۴۰ من احق بالامامــــــــة

امامت کا استحقاق کسے ہے

۱۴۱۸...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ

۱۴۱۸ ..... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تین (افراد) ہوں تو ان میں سے ایک امام بن جائے اور تینوں میں امامت کا مستحق وہ ہے جو قرآن کے پڑھنے میں آگے ہو"۔

۱۴۱۹...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۴۱۹ ... حضرت قتادہؓ سے بھی یہ حدیث (جب تین افراد ہو تو ایک ان میں سے امام بن جائے اور امامت کا مستحق وہ ہے جو قرآن پڑھنے میں آگے ہو) اس سند سے منقول ہے۔

۱۴۲۰ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيعًا عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۴۲۰ ..... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حسب سابق (جب تین افراد ہو تو ان میں امامت کا وہ مستحق ہے جو قرآن پڑھنے میں اچھا ہو) روایت مروی ہے۔

۱۴۲۱ ..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ

۱۴۲۱ ..... حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"لوگوں کی امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو (ان میں) اللہ کی کتاب کا' پھر اگر قرأت کے اعتبار سے سب برابر ہوں تو جو سب سے زیادہ عالم بالسنۃ ہو وہ امامت کرے' پھر اگر علم بالسنۃ میں سب ہمسر ہوں تو ہجرت کے اعتبار سے جو قدیم الہجرۃ ہو' پھر اگر ہجرت کے اعتبار سے سب برابر ہوں تو جو پہلے اسلام لایا ہو وہ امامت کرے' اور کوئی آدمی کسی کے

كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

زیر تسلط جگہ پر جا کے ہرگز امامت نہ کرے نہ ہی کسی کے گھر میں اس کی مسند پر بیٹھے مگر اس کی اجازت سے"۔

قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا

اشج نے اپنی روایت میں سلماً (اسلام) کے بجائے سناً (عمر میں بڑے ہونا) کو بیان کیا ہے۔

۱۴۲۲ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا الْأَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۴۲۲ ... اعمش رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت (لوگوں کی امامت وہ کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو پھر ہو جو عالم بالسنہ ہو۔ الخ) منقول ہے۔

۱۴۲۳ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِي أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا تَجْلِسْ

۱۴۲۳ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا:
"لوگوں کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ قاری ہو اور پرانا قاری ہو پھر اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو جو ہجرت میں قدیم ہو وہ امامت کرے اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے اور کوئی آدمی کسی دوسرے کے گھر یا اس کے زیر حکم جگہ میں امامت ہرگز نہ کرے اور نہ ہی اس کے گھر میں اس کی نشست اور مسند پر بیٹھے سوائے اس کی اجازت سے"۔ [1]

[1] امامت کا استحقاق کسے ہے؟ احادیث بالا کی بناء پر بہت سے حضرات یہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو بہترین طریقہ سے پڑھنے والا امامت کا مستحق ہے امام احمدؒ، ابن سیرینؒ، امام سفیان ثوریؒ اور دیگر حضرات اسی کے قائل ہیں۔ جب کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ وغیرہ کے نزدیک مسائل و احکامات کا عالم اور فقیہ زیادہ مستحق ہے امامت کا۔ احناف میں سے امام ابو یوسفؒ پہلے مذہب کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہؒ سے مسلک ثانی کے مطابق قول منقول ہے۔
نوویؒ نے فرمایا کہ نماز میں قرأت سے زیادہ فقہی مسائل کا جاننا زیادہ ضروری ہے اور ان مسائل کی رعایت وہی کر سکتا ہے جسے فقہ پر کامل دسترس ہو۔ اور جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن میں اقراء کو مستحق امامت بتلایا ہے تو یہ حضرات فرماتے ہیں کہ صحابہ میں جسے قرأت پر دسترس تھی اسے فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔
صاحب سبل السلام فرماتے ہیں کہ یہ بات مخفی نہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ قول کہ: "اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو سنت کا جو زیادہ عالم ہو اسے بنایا جائے امام" دلیل ہے اس بات کی کہ اقراء (قاری) کو مقدم کیا جائے گا۔ لیکن اقراء سے مراد یہی ہے کہ وہ احکامات و مسائل سے بھی خوب واقف ہو۔ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک ہم دس آیات کے احکامات مسائل اور اوامر و نواہی کا پورا علم حاصل نہ کر لیتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں جو قاری ہوتا تھا وہ عالم بھی ہوتا تھا مسائل کا۔ حضور علیہ السلام نے اپنی آخر حیات میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔ حالانکہ ان سے زیادہ قاری موجود تھے۔ خود حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں...... (جاری ہے)

عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَكَ أَوْ بِإِذْنِهِ ۔

۱۴۲۴...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا فَسَأَلَنَا عَنْ مَنْ تَرَكْنَا مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ

۱۴۲۴...... حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم سب جوان اور تقریباً ہم عمر تھے آپ ﷺ کی خدمت میں ہم نے بیس راتیں قیام کیا نبی اکرم ﷺ رحم دل نرم خو اور مہربان تھے آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ شاید ہمیں اپنے گھروں کو جانے کا شوق ہو رہا ہے لہٰذا آپ نے ہم سے سوال کیا کہ ہم اپنے گھروں میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ جب ہم نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ ان کے درمیان رہو اور انہیں دین کی تعلیم دو انہیں حکم دو کہ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی اذان دے اور جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

۱۴۲۵...... وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ و حَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ أَبُو سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ فِي نَاسٍ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ وَاقْتَصَّا جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

۱۴۲۵...... ان اسناد کے ساتھ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم سب ہم عمر تھے پھر بقیہ حدیث ابن علیہ کی روایت کی طرح بیان کی۔

(گذشتہ سے پیوستہ)...... (صحابہ میں) سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہیں لیکن انہیں امام نہیں بنایا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عالم کو مقدم کیا جائے گا قاری پر۔

علامہ عثمانی شارح مسلم فتح الملہم میں فرماتے ہیں کہ: تمام اقوال و دلائل اور روایات کے مجموعہ کو سامنے رکھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام کے لئے لازم اور ضروری ہے کہ وہ مسائل صلوٰۃ کا ضروری علم رکھتا ہو کہ نماز کی صحت و فساد پر کیا باتیں اثر انداز ہوتی ہیں اسی طرح قرآن کریم کا بقدر فرض حافظ ہونا اور تجوید کے قواعد کی رعایت کر کے پڑھنا بھی ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ دنیا و آخرت کے امام ہیں۔ اور تمام صفات کے جامع ہیں۔ اور صرف امامت صغریٰ (نماز کی امامت) ہی نہیں بلکہ امامت کبریٰ (مسلمانوں کی قیادت) کا منصب بھی آپ ﷺ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے بعد اس شخص کو خلافت اور امامت کا منصب سپرد کیا جو تمام صفات میں آپ کے مشابہ اور آپ سے قریب ترین تھا۔ علم اخلاق اعلیٰ و شرافت باتوں میں۔ لہٰذا انہی تمام صفات کا امامت میں اعتبار کیا جائے گا آپ ﷺ کے بعد بھی۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے صدیق اکبرؓ کو امامت کے لئے منتخب فرمایا اس واسطے کہ وہ جامع للقرآن والسنۃ قرآن و سنت کے علوم کے جامع تھے سابقین میں سے تھے اور اول مہاجر تھے حضور ﷺ کے بعد عمر تقویٰ و پرہیز گاری اور دیگر صفات مثلاً حسب و نسب اور شرافت و بزرگی میں بھی سب سے فائق تھے۔ اور جتنی صفات ان میں جمع تھیں صحابہ ؓ میں سے کسی اور میں یہ سب باتیں اور صفات کسی ایک میں جمع نہ تھیں۔ چنانچہ آج بھی انہیں باتوں کا اعتبار کرتے ہوئے دیکھا جائے گا کہ قوم اور محلہ میں جو فضائل کا جامع اور فائق ہو اور سب کے نزدیک اس کی حیثیت مسلم ہو وہی امامت کا مستحق ہے۔

۱۴۲۶ - و حدثني إسحق بن إبراهيم الحنظلي قال أخبرنا عبد الوهاب الثقفي عن خالد الحذاء عن أبي قلابة عن مالك ابن الحويرث قال أتيت النبي ﷺ أنا وصاحب لي فلما أردنا الإقفال من عنده قال لنا إذا حضرت الصلاة فأذنا ثم أقيما وليؤمكما أكبركما

۱۴۲۶ ... حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم نے (کچھ عرصہ قیام کے بعد) آپ ﷺ کے پاس سے کوچ کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم اذان دینا اقامت کہنا اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرے"۔

۱۴۲۷ - و حدثناه أبو سعيد الأشج قال حدثنا حفص يعني ابن غياث قال حدثنا خالد الحذاء بهذا الإسناد وزاد قال الحذاء وكانا متقاربين في القراءة

۱۴۲۷ ... حضرت خالد حذاء رضی اللہ عنہ نے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں باقی خالد نے اتنی زیادتی بیان کی ہے حذاء نے کہا کہ وہ دونوں قرأت میں برابر تھے۔

باب-۲۴۱ استحباب القنوت في جميع الصلاة إذا نزلت بالمسلمين نازلة الخ

مسلمانوں پر کسی مصیبت کے نزول کے وقت ہر نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

۱۴۲۸ - حدثني أبو الطاهر وحرملة بن يحيى قالا أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس بن يزيد عن ابن شهاب قال أخبرني سعيد بن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف أنهما سمعا أبا هريرة يقول كان رسول الله ﷺ يقول حين يفرغ من صلاة الفجر من القراءة ويكبر ويرفع رأسه سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم يقول وهو قائم اللهم أنج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام وعياش بن أبي ربيعة والمستضعفين من المؤمنين اللهم اشدد وطأتك على مضر واجعلها عليهم كسني يوسف اللهم العن لحيان ورعلا وذكوان وعصية عصت الله ورسوله ثم بلغنا أنه ترك ذلك لما أنزل (ليس لك من الأمر شيء أو يتوب عليهم أو يعذبهم فإنهم ظالمون)

۱۴۲۸ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ فجر کی نماز میں جب قرأت سے فارغ ہوتے (دوسری رکعت میں) تو تکبیر کہتے (اور رکوع میں جاتے پھر) رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد فرماتے۔ پھر کھڑے کھڑے ہی فرماتے:

"اے اللہ ولید بن الولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور دیگر کمزور و بے کس مومنین کو نجات عطا فرما (کفار کے مظالم سے) اے اللہ! قبیلۂ مضر کو اپنی سخت پکڑ سے کچل دے اے اللہ ان پر یوسف علیہ السلام کے قحط جیسا قحط مسلط کر دے۔ اے اللہ! لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل پر پھٹکار نازل کیجئے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ اطلاع ملی کہ آپ ﷺ نے اس آیت "لیس لک من الأمر ... الآیة

(اے نبی! آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے ان پر اللہ چاہے ان کی توبہ قبول کرلے یا انہیں عذاب دے کہ یہ ظالم ہیں) کے نزول کے بعد یہ بددعاؤں کا سلسلہ ترک فرمادیا۔

۱۴۲۹ - و حدثناه أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد قالا حدثنا ابن عيينة عن الزهري عن سعيد

۱۴۲۹ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہی سابقہ روایت کسنی یوسف تک نقل کی ہے اس کے بعد اور کچھ

بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ۔

بیان نہیں کیا۔

١٤٣٠ ۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فِي صَلَاةٍ شَهْرًا إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ الدُّعَاءَ بَعْدُ فَقُلْتُ أُرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ تَرَكَ الدُّعَاءَ لَهُمْ قَالَ فَقِيلَ وَمَا تُرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا

۱۴۳۰ ۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد نماز میں قنوت پڑھا۔ جب آپ سمع الله لمن حمده، کہتے تو اس کے بعد قنوت میں یوں فرماتے:

"اے اللہ! ولید بن الولید کو نجات عطا فرما' اے اللہ! سلمہ بن ھشام کو خلاصی نصیب فرما' اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! کمزور مؤمنین کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! اپنی شدت و سختی سے قبیلہ مضر کو روند ڈالئے' اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا سا قحط مسلط کر دیجئے"۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا (ایک ماہ بعد) حضور علیہ السلام نے دعا ترک فرما دی۔ میں نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے دعا چھوڑ دی ہے۔ تو مجھ سے کہا گیا کہ تم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ (جن کیلئے دعا ہوتی تھی کفار کے مظالم سے چھوٹ کر) آگئے ہیں۔ ❶

١٤٣١ ۔۔۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ اللَّهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ إِلَى قَوْلِهِ كَسِنِي يُوسُفَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

۱۴۳۱ ۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے تو سمع الله لمن حمده کہہ کر سجدہ سے پہلے یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما اس کے بعد اوزاعی کی روایت کے مطابق حدیث ذکر کی کَسِنِي يُوسُفَ کے لفظ تک اور اسکے مابعد کو ذکر نہیں کیا۔

---

❶ نماز میں قنوت پڑھنے کی تین صورتیں منقول ہیں۔ ۱۔ قنوت وتر ۲۔ فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھی جائے ۳۔ قنوت نازلہ۔ وتر کے قنوت کا مسئلہ وتر کے ابواب میں انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا۔ نماز فجر کی قنوت کے بارے میں امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد ہمیشہ قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ جب کہ احناف اور حنابلہ کے نزدیک عام حالات میں فجر میں قنوت پڑھنا مسنون نہیں اگرچہ جواز ہے۔ ہاں اگر مسلمانوں پر کوئی عام مصیبت نازل ہوگئی ہو اس زمانہ میں فجر میں قنوت پڑھنا مسنون ہے جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔ (درس ترمذی ج ۲/ ص ۱۶۹) (تفصیلی دلائل معارف السنن، درس ترمذی وغیرہ میں دیکھے جائیں)۔

تیسری قسم قنوت نازلہ ہے جو ہمارے (احناف) کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں مسنون ہے جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک پانچوں نمازوں میں مسنون ہے۔ البتہ یہ اختلاف مسنون اور غیر مسنون ہونے میں ہے جواز و عدم جواز میں نہیں۔

١٤٣٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَأُقَرِّبَنَّ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ

١٤٣٢ - ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ قریب قریب رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر اور عشاء کی نمازوں اور فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے جس میں مؤمنین کے لئے دعا اور کفار پر لعنت فرماتے تھے۔

١٤٣٣ - وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

١٤٣٣ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بئر معونہ کے صحابہ کے قاتلین پر تیس یوم تک بددعا فرمائی، آپ ﷺ نے قبیلہ رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی بددعا فرماتے تھے۔

قَالَ أَنَسٌ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِخَ بَعْدُ أَنْ "بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ"

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے بئر معونہ میں شہید ہونے والوں کے بارے میں قرآن نازل فرمایا جسے ہم منسوخ ہونے تک پڑھتے تھے (بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی) وہ یہ تھی: بلغوا قومنا ... الخ کہ "ہماری قوم تک یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے"۔ ❶

١٤٣٤ - وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ

١٤٣٤ - محمد کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی؟ فرمایا کہ ہاں! رکوع کے بعد تھوڑی دیر۔

---

❶ **بئر معونہ** بلاد ہذیل میں مکہ اور عسفان کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ۴ھ میں صحابہ کی ایک جماعت کو اہل نجد کی طرف دعوت اسلام اور تعلیم قرآن کیلئے بھیجا تھا۔ جب یہ جماعت بئر معونہ پہنچی تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم، لحیان، عصیہ اور ذکوان، قارہ کے قبیلوں میں ان کو روک لیا اور انہیں سب کو ظلماً قتل کر دیا اور سوائے ایک صحابی حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری کے کوئی زندہ نہ بچا اور وہ انہیں شدید زخمی حالت میں مردہ سمجھ کر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا شدید ترین غم اور غصہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کسی واقعہ پر اتنا غصہ نہیں دیکھا جتنا اس واقعہ میں دیکھا۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ صحابہ اصحاب صفہ میں سے تھے نہایت غریب، مسکین اور زاہدوں میں سے تھے، ان کا کام صرف قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرنا اور سکھانا تھا، اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کیلئے مزید خدمات انجام دیتے تھے۔ مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی تو یہ حضرات نہایت شجاعت و بہادری کیساتھ مقابلہ کرتے تھے، دن میں لکڑیاں جمع کر کے اس سے اہل صفہ کیلئے کھانے وغیرہ کا بندوبست کرتے تھے۔ سب کے سب قراء اور حفاظ تھے۔ (فتح الملہم، جلد ۱/ ۲۳۷)
ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے قاتلوں پر حضور علیہ السلام نے ایک ماہ تک بددعا فرمائی۔

نعم بعد الرکوع یسیرا

١٤٣٥ و حدثني عبيد الله بن معاذ العنبري وأبو كريب وإسحق بن إبراهيم ومحمد بن عبد الأعلى واللفظ لابن معاذ قال حدثنا المعتمر بن سليمان عن أبيه عن أبي مجلز عن أنس بن مالك قنت رسول الله ﷺ شهرا بعد الركوع في صلاة الصبح يدعو على رعل وذكوان ويقول عصية عصت الله ورسـولـه

۱۴۳۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی جس میں آپ ﷺ رعل، ذکوان کے قبائل پر بددعا فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔

١٤٣٦ و حدثني محمد بن حاتم قال حدثنا بهز بن أسد قال حدثنا حماد بن سلمة قال أخبرنا أنس بن سيرين عن أنس بن مالك أن رسول الله ﷺ قنت شهرا بعد الركوع في صلاة الفجر يدعو على بني عصية

۱۴۳۶ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی جس میں آپ ﷺ بنوعصیہ پر بددعا کرتے تھے۔

١٤٣٧ و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا أبو معاوية عن عاصم عن أنس قال سألته عن القنوت قبل الركوع أو بعد الركوع فقال قبل الركوع قال قلت فإن ناسا يزعمون أن رسول الله ﷺ قنت بعد الركوع فقال إنما قنت رسول الله ﷺ شهرا يدعو على أناس قتلوا أناسا من أصحابه يقال لهم القراء

۱۴۳۷۔ عاصمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ قنوت رکوع سے قبل پڑھا جائے یا بعد میں؟ فرمایا رکوع سے پہلے۔ میں نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھا۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا اور آپ ﷺ اس میں ان لوگوں پر بددعا فرماتے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ کو قتل کر دیا تھا اور ان صحابہ کو قراء کہا جاتا تھا۔

١٤٣٨ حدثنا ابن أبي عمر قال حدثنا سفيان عن عاصم قال سمعت أنسا يقول ما رأيت رسول الله ﷺ وجد على سرية ما وجد على السبعين الذين أصيبوا يوم بئر معونة كانوا يدعون القراء فمكث شهرا يدعو على قتلتهم

۱۴۳۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی "سریہ" کے لئے اس قدر غصہ میں نہیں دیکھا جتنا غصہ میں نے ان ستر صحابہ کے لئے دیکھا جو بئر معونہ میں کام آگئے (اور شہید ہوئے) انہیں قراء کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ ایک ماہ تک ان کے قاتلوں پر بددعا کرتے رہے۔

١٤٣٩ و حدثنا أبو كريب قال حدثنا حفص وابن فضيل ح و حدثنا ابن أبي عمر قال حدثنا مروان كلهم عن عاصم عن أنس عن النبي بـهـذا

۱۴۳۹ ... حضرت انس رضی اللہ عنہ حسب سابق (آپ ﷺ کو سب سے زیادہ غصہ میں ان ستر صحابہؓ کیلئے دیکھا گیا جو بئر معونہ میں شہید کر دیئے گئے تھے) کچھ الفاظ کی کمی و زیادتی کے ساتھ روایت منقول ہے۔

الْحَدِيثِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

١٤٤٠۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

١٤٤٠۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا کہ جس میں رعل اور ذکوان اور عصیہ پر لعنت بھیجتے تھے کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

١٤٤١۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

١٤٤١۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ بھی یہ روایت (کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھا کہ جس میں رعل اور ذکوان اور عصیہ پر لعنت بھیجتے تھے کہ جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔) منقول ہے۔

١٤٤٢۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ۔

١٤٤٢۔۔۔۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک عرب کے بعض قبائل پر بددعا فرمائی پھر آپ ﷺ نے چھوڑ دیا۔

١٤٤٣۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ[1]

١٤٤٣۔۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا کرتے تھے۔

١٤٤٤۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ

١٤٤٤۔۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت (نازلہ) پڑھا کرتے تھے۔

١٤٤٥۔۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ

١٤٤٥۔۔۔۔ خفاف بن ایماء الغفاری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں فرمایا:

"اے اللہ! بنو لحیان، بنو رعل، ذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اسلم کو محفوظ رکھے (آفات سے)۔

لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ.

۱۴۴۶...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ خُفَافُ بْنُ إِيْمَاءَ رَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا

قَالَ خُفَافٌ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ

۱۴۴۶...... حارثؒ بن خفاف کہتے ہیں کہ خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے (نماز میں) رکوع فرمایا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور فرمایا:

"بنو غفار کی اللہ مغفرت فرمائے اور بنو اسلم کو اللہ محفوظ رکھے (مصائب سے) عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اے اللہ! بنی لحیان پر لعنت فرما اور رعل و ذکوان پر بھی لعنت نازل فرما"۔

پھر آپ ﷺ سجدہ میں تشریف لے گئے۔

خفاف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی وجہ سے کفار پر قنوت میں لعنت کی جاتی ہے۔

۱۴۴۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ وَأَخْبَرَنِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَرْمَلَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ

۱۴۴۷...... حضرت خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت منقول ہے۔ مگر اس روایت میں یہ جملہ نہیں ہے کہ اسی وجہ سے کفار پر لعنت کی جاتی ہے۔

باب-۲۳۲ قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها

قضا نمازوں کا بیان اور قضا میں جلدی کرنا مستحب ہے

۱۴۴۸...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَهُ حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرَى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلَّى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ

۱۴۴۸...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے تو (واپسی کے سفر میں) ایک رات چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ کو اونگھ آگئی تو آخر شب میں اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج رات تم ہمارے لئے پہرہ دو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ حسب مقدور نماز پڑھتے رہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سو گئے' جب فجر کا وقت قریب ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے مشرق کی طرف منہ کر کے (تھوڑا سا ستانے کی غرض سے) بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ ٹیک لگائے لگائے (سو گئے) پھر نہ تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور نہ ہی بلال رضی اللہ عنہ اور نہ ہی کوئی اور صحابہ' جب ان پر سورج کی شعاعیں پڑیں تو بیدار ہوئے۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو گھبرا گئے (کہ نماز قضا ہو گئی) چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! حضرت

أَيْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللهَ قَالَ (أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي) قَالَ يُونُسُ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا لِلذِّكْرَى

بلال رضی اللہ عنہ (اٹھ کھڑے ہوئے اور) فرمایا: میری جان کو بھی اسی ذات نے پکڑ لیا جس نے آپ ﷺ کو پکڑا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کو ہانکو' انہوں نے اونٹوں کو کچھ (دریا دور) ہانکا۔ پھر حضور علیہ السلام نے وضو کر کے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی پھر سب کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی' جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: "جو شخص بھول جائے نماز پڑھنا (وقت پر) تو جب یاد آئے پڑھ لے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے "میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو"۔ یونسؒ کہتے ہیں کہ ابن شہابؒ زہری اس آیت میں لذکری کے بجائے للذکریٰ پڑھتے تھے۔ (یاد کیلئے)

١٤٤٩ - وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هَذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوبُ ثُمَّ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ

١٤٤٩ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات (سفر میں) ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اخیر رات میں پڑاؤ کیا۔ پھر ہم جاگ نہ سکے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"ہر شخص اپنی سواری کی نکیل پکڑ لے (اور یہاں سے کوچ کرے) کیونکہ یہ منزل جہاں ہم موجود ہیں شیطان کی جگہ ہے"۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔

پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا' وضو کیا اور پھر دو سجدے کئے (یعنی دو رکعت نماز ادا فرمائی) جب کہ یعقوبؒ کی روایت میں سجدہ کے بجائے نماز کا ذکر ہے۔ پھر نماز کی اقامت ہوئی اور صبح کی نماز ادا کی۔

١٤٥٠ - وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ قَالَ فَنَعَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى تَهَوَّرَ

١٤٥٠ - حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور کہا: تم آج ساری شام اور ساری رات چلو گے اور کل انشاء اللہ پانی پر جا پہنچو گے' چنانچہ لوگ چل پڑے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی دوران رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ رات گہری ہو گئی میں آپ ﷺ کے پہلو میں (چل رہا) تھا کہ (اسی دوران) حضور اکرم ﷺ کو اونگھ آ گئی اور آپ ﷺ سواری سے گرنے کو تھے' میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس طرح سے سہارا دیا کہ آپ ﷺ جاگ نہ جائیں حتی کہ آپ ﷺ سیدھے ہو گئے سواری پر۔ پھر کچھ دیر چلے اور رات بہت گذر گئی تھی آپ ﷺ پھر (غلبہ

اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ
حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ
مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ
الْأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجَفِلُ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ
فَقَالَ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ مَتَى كَانَ هَذَا
مَسِيرَكَ مِنِّي قُلْتُ مَا زَالَ هَذَا مَسِيرِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَ
حَفِظَكَ اللَّهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَانَا
نَخْفَى عَلَى النَّاسِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قُلْتُ
هَذَا رَاكِبٌ ثُمَّ قُلْتُ هَذَا رَاكِبٌ آخَرُ حَتَّى اجْتَمَعْنَا
فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ فَمَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ
الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا
فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِي
ظَهْرِهِ قَالَ فَقُمْنَا فَزِعِينَ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا
حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيضَأَةٍ
كَانَتْ مَعِي فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوءًا
دُونَ وُضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي
قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ ثُمَّ أَذَّنَ
بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ
صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ
وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْضُنَا
يَهْمِسُ إِلَى بَعْضٍ مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيطِنَا فِي
صَلَاتِنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ
فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ
الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى فَمَنْ فَعَلَ
ذَلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا
عِنْدَ وَقْتِهَا ثُمَّ قَالَ مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا قَالَ ثُمَّ قَالَ
أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ

نیند سے) جھک سے گئے، میں نے آپ ﷺ کو اس طرح سہارا دیا کہ
آپ ﷺ جاگ نہ جائیں یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدھے ہو کر سواری پر
بیٹھ گئے، پھر کچھ دیر چلے یہاں تک کہ آخر سحر میں آپ ﷺ پھر گرنے کو
لگے اور اس مرتبہ پہلی دونوں مرتبہ سے زیادہ جھک گئے اور قریب تھا کہ
گر جائیں تو میں پھر آیا اور آپ ﷺ کو سہارا دیا، آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور
پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ! فرمایا کہ تم کب سے میرے ساتھ
اس طرح چل رہے ہو؟ عرض کیا ساری رات میں اسی طرح مسلسل چل
رہا ہوں، فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری بھی ایسے ہی حفاظت کرے جیسے تم نے
اس کے نبی کی حفاظت کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ہمیں دیکھتے ہو
کہ ہم لوگوں سے چھپے ہوئے ہیں؟ پھر فرمایا کیا تم کسی کو دیکھ رہے ہو؟
(کوئی نظر آرہا ہے) میں نے کہا یہ ایک سوار (نظر آرہا) ہے۔ پھر کہا یہ
ایک اور سوار ہے۔ اس طرح سات سوار ہمارے پاس جمع ہو گئے، رسول اللہ
ﷺ راستے سے ایک طرف کو ہوئے اور اپنا سر زمین پر رکھ کر (لیٹ گئے)
اور فرمایا: "تم لوگ ہماری نماز کی حفاظت کرنا (اور ہمیں نماز کے وقت
جگا دینا) لیکن سب تھکے ہوئے تھے اسلئے سب ہی سو گئے) چنانچہ سب
سے پہلے بیدار ہونے والے رسول اللہ ﷺ تھے (آپ ﷺ جب بیدار
ہوئے تو) سورج آپ ﷺ کی پشت پر تھا۔ ہم بھی گھبرا کر اٹھے۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ ہم سوار ہوئے اور کچھ دیر چلتے رہے یہاں تک کہ
جب سورج خوب بلند ہو گیا تو آپ (سواری سے) اترے، وضو کا لوٹا منگوایا
جو میرے پاس تھا اور اس میں کچھ پانی تھا۔ اس سے وضو کیا ایسا وضو جو
دوسرے وضوؤں سے کم تھا (تاکہ آئندہ بھی کام آسکے) پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ
سے فرمایا: ہمارے لوٹے کی حفاظت کرنا کہ اس کے ساتھ عنقریب ایک
معاملہ ہوگا۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی نماز کے لئے، رسول اللہ ﷺ نے دو
رکعات پڑھیں (سنت فجر) پھر صبح کی نماز پڑھی اور جیسے روزانہ ادا کرتے
تھے ایسے ہی ادا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ سوار
ہوئے۔ ہم میں سے بعض لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ
ہمارے اس عمل کا کفارہ کیا ہے؟ نماز قضا کرنے کا جو ہم نے نماز میں کیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے لئے میرے طریق عمل میں اسوہ اور

النَّاسُ إِنْ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا قَالَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ ثُمَّ قَالَ أَطْلِقُوا لِي غُمَرِي قَالَ وَدَعَا بِالْمِيضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيضَأَةِ تَكَابُّوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوَى قَالَ فَفَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَسْقِيهِمْ حَتَّى مَا بَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ صَبَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتَّى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّينَ رِوَاءً قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبَاحٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ إِذْ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ انْظُرْ أَيُّهَا الْفَتَى كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي أَحَدُ الرَّكْبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ حَدِّثْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِحَدِيثِكُمْ قَالَ فَحَدَّثْتُ الْقَوْمَ فَقَالَ عِمْرَانُ لَقَدْ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعَرْتُ أَنَّ أَحَدًا حَفِظَهُ كَمَا حَفِظْتُهُ

نمونہ نہیں ہے؟ پھر فرمایا: یاد رکھو' سونے میں کوئی قصور نہیں ہے (یعنی اگر نیند کی وجہ سے اور آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے نماز قضا ہو گئی تو یہ قصور نہیں ہے) قصور تو اس شخص کا ہے جو نماز نہ پڑھے (بیدار ہوتے ہوئے بھی) حتی کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔ جس نے ایسا کیا (سو گیا اور نماز نکل گئی) اسے چاہیے کہ جب وہ بیدار ہو۔ اور جب اگلے دن وہ وقت آئے تو اس نماز کو اپنے وقت پر ہی پڑھے۔ پھر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے لوگوں نے کیا کیا ہو گا؟ ادھر لوگوں نے صبح کو اپنے نبی ﷺ کو غائب پایا۔ حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس ہوں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ علیہ السلام تم لوگوں کو پیچھے چھوڑ جائیں جب کہ لوگوں کا کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں۔ اگر وہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کرتے تو راہ پاتے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو دن خوب پھیل چکا تھا' ہر چیز گرم ہو گئی تھی (دھوپ کی وجہ سے) اور وہ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ! ہم تو پیاس کے مارے ہلاک ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تسلی دیتے ہوئے کہ) نہیں کوئی ہلاک نہیں ہوئے (نہ ہو گے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرا چھوٹا والا پیالہ لاؤ' اور وضو کا لوٹا بھی منگوایا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے پانی ڈالنا شروع کیا (پیالہ میں) اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ لوٹے میں تو بہت ہی تھوڑا سا پانی ہے تو اس پر گرنے لگے (ہر شخص چاہتا تھا کہ اسے مل جائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا مجمع اچھی طرح سکون سے رہے سب سیراب ہو جائیں گے۔ چنانچہ سب نے اطمینان اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ پانی ڈالتے اور میں انہیں پلاتا جاتا یہاں تک کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر پانی ڈالا اور مجھ سے فرمایا: پیو' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب تک آپ نہ پئیں گے میں نہ پیوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قوم کا ساقی پینے میں سب سے آخر میں پیتا ہے۔ چنانچہ میں نے پیا پھر رسول اللہ ﷺ نے پیا۔ اور لوگ خوش باش سیراب ہو کر پانی پر پہنچے۔ (راوی کہتے ہیں کہ) عبداللہ بن رباح (راوی) نے کہا کہ میں یہ حدیث جامع مسجد میں بیان کر رہا تھا کہ اچانک مجھ سے حضرت عمران رضی اللہ عنہ بن حصین نے فرمایا: اے

نوجوان! ذرا دیکھو تم کیا بیان کر رہے ہو۔ اس رات (کے سواروں میں) ایک سوار میں بھی تھا۔ میں نے کہا پھر تو آپ کو واقعہ کا زیادہ علم ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا انصار میں سے ہوں۔ فرمایا کہ پھر تم ہی بیان کرو کہ تم اپنی حدیثوں کو زیادہ جانتے ہو۔ چنانچہ میں نے قوم سے یہ حدیث بیان کی تو عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس رات میں بھی حاضر تھا' لیکن میں نہیں جانتا کہ کسی نے بھی اس واقعہ کو ایسا یاد رکھا ہو جیسا تم نے یاد رکھا ہے۔ ❶

۱۴۵۱ و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَأَدْلَجْنَا لَيْلَتَنَا حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسْنَا فَغَلَبَتْنَا أَعْيُنُنَا حَتَّى بَزَغَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَّا أَبُو بَكْرٍ وَكُنَّا لَا نُوقِظُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ إِذَا نَامَ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَامَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَأَى الشَّمْسَ قَدْ بَزَغَتْ قَالَ ارْتَحِلُوا فَسَارَ بِنَا حَتَّى إِذَا ابْيَضَّتِ الشَّمْسُ نَزَلَ فَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ فَصَلَّى ثُمَّ

۱۴۵۱۔۔۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے ایک سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا' (دوران سفر) رات گہری ہوگئی اور صبح کی پو پھٹنے کے وقت "ہم نے قیام کیا' نیند سے آنکھ لگ گئی یہاں تک کہ سورج چمک گیا۔ ہم میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ' بیدار ہوئے' ہم نبی اکرم ﷺ کو جب آپ سو جاتے تو نیند سے بیدار نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ہی بیدار ہو جائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ' بیدار ہوئے تو وہ نبی ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے۔ جب آپ ﷺ نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا کہ سورج چمک اٹھا ہے تو فرمایا: یہاں سے کوچ کرو۔ پھر آپ ﷺ ہمارے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب سورج واضح اور روشن ہوگیا تو ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ قوم میں سے ایک آدمی جماعت سے الگ رہا اور ہمارے ساتھ جماعت میں شریک نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد اس سے فرمایا کہ: تجھے کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روک دیا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے جنابت لاحق ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پاک مٹی سے تیمم کا حکم فرمایا: اس نے (تیمم کر کے) نماز پڑھی۔

❶ قضا نمازوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جب بھی یاد آجائے اسے ادا کر لیا جائے۔ اور آئندہ آنے والی نماز سے پہلے ادا کر لیا جائے۔ یعنی اگر کسی کی فجر کی نماز قضا ہوگئی تو اب ظہر سے قبل اسے یہ فجر پڑھ لینی چاہئے' کیونکہ قضاء نمازوں اور وقتی فرض نماز کے درمیان ترتیب ضروری ہے۔ الا یہ کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہو تو اب پہلے وقتی فرض ادا کرے بعد میں قضا نماز پڑھے۔ مثلاً: اگر کسی کی فجر قضا ہوئی اور ظہر کا وقت ہوگیا اور جماعت شروع ہوگئی تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ پہلے جماعت میں شامل ہو کر ظہر کی نماز پڑھی جائے بعد میں قضا شدہ فجر پڑھی جائے۔ اسی طرح اگر قضا نمازیں ایک سے زائد ہوں اور پانچ سے کم ہوں تو ان کی ادائیگی میں بھی ترتیب ضروری ہے۔ مثلاً: کسی کی عشاء' فجر اور ظہر قضا ہو گئیں۔ تو اب پہلے عشاء ادا کرے پھر فجر اور آخر میں ظہر۔ البتہ اگر قضا نمازیں پانچ سے زائد ہوں تو پھر ترتیب ضروری نہیں۔

عَجَّلَنِي فِي رَكْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ نَطْلُبُ الْمَاءَ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ أَيْهَاهْ أَيْهَاهْ لَا مَاءَ لَكُمْ قُلْنَا فَكَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ مَسِيرَةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا حَتَّى انْطَلَقْنَا بِهَا فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَتْنَا وَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا مُوتِمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ أَيْتَامٌ فَأَمَرَ بِرَاوِيَتِهَا فَأُنِيخَتْ فَمَجَّ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ الْعُلْيَاوَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتِهَا فَشَرِبْنَا وَنَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا عِطَاشٌ حَتَّى رَوِينَا وَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَغَسَّلْنَا صَاحِبَنَا غَيْرَ أَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنْضَرِجُ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِي الْمَزَادَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ فَجَمَعْنَا لَهَا مِنْ كِسَرٍ وَتَمْرٍ وَصَرَّ لَهَا صُرَّةً فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي فَأَطْعِمِي هَذَا عِيَالَكِ وَاعْلَمِي أَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْ مَائِكِ فَلَمَّا أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقَدْ لَقِيتُ أَسْحَرَ الْبَشَرِ أَوْ إِنَّهُ لَنَبِيٌّ كَمَا زَعَمَ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَى اللهُ ذَلِكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا

پھر آپ ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ جلدی سے آگے کی طرف دوڑایا تاکہ پانی تلاش کریں۔ ہم سخت پیاسے ہو چکے تھے ہم (پانی کی تلاش میں) سرگرداں پھر رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک عورت جو اپنی ٹانگیں دو پکھالوں کے درمیان لٹکائے (اونٹ پر) بیٹھی چلی جا رہی تھی دکھائی دی۔ ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا بہت دور بہت دور (یہاں قریب میں) تمہارے واسطے پانی نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ پانی اور تیرے گھر والوں کے درمیان کتنا راستہ ہے؟ کہنے لگے کہ ایک دن رات کا سفر ہے۔ ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی چل۔ اس نے کہا رسول اللہ کیا ہوتے ہیں؟ ہم نے اسے اس کے کسی معاملہ کا اختیار نہیں دیا (مجبور کر کے) اسے لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسے پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پانی کے بارے میں پوچھا تو اس نے وہی بتلایا جو ہمیں بتلایا تھا۔ اور اس نے آپ ﷺ کو یہ بھی بتلایا کہ وہ یتیموں کی ماں ہے اس کے یتیم بچے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے اونٹ کو بٹھانے کا حکم دیا اسے بٹھایا گیا اور اس کے پکھالوں کے دونوں اوپر دہانوں میں کلی فرمائی (پکھال' چمڑے کے خاص مشکیزہ کو کہتے ہیں) پھر اس کے اونٹ کو اٹھوایا۔ پھر ہم سب جو چالیس افراد تھے اور سخت پیاسے تھے خوب سیراب ہو کر پانی پیا بھی اور جتنے مشکیزے' چھاگلیں ہمارے پاس تھیں وہ بھی بھر لیں' اور اپنے ساتھی کو (جسے جنابت تھی) غسل بھی کروایا۔ ہاں اپنے اونٹوں کو ہم نے پانی نہیں پلایا۔ اس کے باوجود اس کی پکھالیں پانی سے پھٹی پڑتی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے پاس جو کچھ (کھانے پینے کی چیز ہے) لے آؤ ہم نے روٹی کے ٹکڑے' کھجور وغیرہ جمع کر دیں آپ ﷺ نے اسے پوٹلی میں باندھا اور اس عورت سے کہا اسے لے جاؤ اور اپنے بال بچوں کو کھلا اور جان لے کہ ہم نے تیرا پانی کچھ بھی کم نہیں کیا۔ جب وہ اپنے گھر آئی تو کہنے لگی کہ میں آج سب سے بڑے جادوگر سے ملی ہوں یا یہ کہ وہ نبی ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہونے والے سارے معاملہ کو بیان کیا کہ اس اس طرح کا معاملہ پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پورے گاؤں بھر کو اس عورت کی بدولت ہدایت دی اور وہ سب اسلام لائے اور وہ خود بھی اسلام لائی۔

١٤٥٢ ..... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيُّ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَسَرَيْنَا لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قُبَيْلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا تِلْكَ الْوَقْعَةَ الَّتِي لَا وَقْعَةَ عِنْدَ الْمُسَافِرِ أَحْلٰى مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سَلْمِ بْنِ زَرِيرٍ وَزَادَ وَنَقَصَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَأٰى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ أَجْوَفَ جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِشِدَّةِ صَوْتِهِ بِالتَّكْبِيرِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا ضَيْرَ ارْتَحِلُوا وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

۱۴۵۲ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ' فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم لوگ (جماعت صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے ' ہم ساری رات چلتے رہے جب رات کا آخری پہر ہوا صبح سے کچھ پہلے تو ہم پڑ گئے اور ایسا پڑنا ایک مسافر کے لئے اس سے زیادہ مزیدار کچھ نہیں ہوتا (اور سو گئے) اور ہمیں سورج کی گرمی نے بیدار کیا۔ آگے سابقہ حدیث کی مانند ہی بیان کیا پھر ذکر کیا کہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ' بیدار ہوئے اور لوگوں کا حال دیکھا تو چونکہ وہ اونچی آواز والے تھے۔ انہوں نے زوردار آواز سے تکبیر کہنا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے ان کی آواز کی سختی وشدت کی وجہ سے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے تو لوگوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی اپنی حالت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں یہاں سے کوچ کر چلو"۔

١٤٥٣ ..... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ

۱۴۵۳ ..... حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ دوران سفر رات کے وقت پڑاؤ کرتے تو اپنی دائیں کروٹ لیٹتے اور اگر صبح صادق سے کچھ دیر پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنے بازو کو کھڑا کرتے اور ہتھیلی پر اپنا چہرہ رکھتے تھے۔

١٤٥٤ ..... حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ

قَالَ قَتَادَةُ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي

۱۴۵۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص نماز (پڑھنا) بھول گیا تو جب یاد آ جائے تو اسے پڑھ لے اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے"۔

قتادہؒ کہتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا "اقم الصلوٰۃ لذکری" "نماز میری یاد کے لئے قائم کیجئے"۔

١٤٥٥ ..... وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ

۱۴۵۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا (جو شخص نماز پڑھنا بھول گیا تو جب یاد آئے تو اس

قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ

وقت پڑھ لے) لیکن اس روایت میں اس بات کا ذکر نہیں کہ سوائے اس کے اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

۱۴۵۶ ۔۔۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا

۱۴۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا (جو شخص نماز پڑھنا بھول گیا تو جب یاد آئے تو اس وقت پڑھ لے) لیکن اس روایت میں اس بات کا ذکر نہیں کہ سوائے اس کے اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

۱۴۵۷ ۔ وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي

۱۴۵۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے جب کوئی شخص نماز (کے وقت) سو جائے یا نماز سے غافل ہو جائے تو جب یاد آ جائے تو نماز پڑھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نماز میری یاد کے لئے قائم کرو"۔

كتاب صلٰوة المسافرين وقصرها

کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا

مسافر کی قصر نماز کا بیان

١٤٥٨ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ

۱۴۵۸..... حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نماز میں دو ہی رکعات فرض کی گئیں تھیں خواہ سفر میں ہو یا حضر (حالت اقامت) میں۔ پھر سفر کی نماز تو اپنے حال پر باقی رکھی گئی اور قیام کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا"۔

١٤٥٩ ...... وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولَى

۱۴۵۹..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض فرمائی تو دو رکعات تھیں۔ پھر اقامت کی نماز کو پورا کر دیا جب کہ سفر کی نماز کو پہلی فرضیت کے مطابق رکھا گیا۔ (یعنی دو رکعات)

١٤٦٠ ..... وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الصَّلَاةَ أَوَّلَ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنَّهَا تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ

۱۴۶۰..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: نماز جب پہلی مرتبہ فرض کی گئی تو کل دو رکعات تھیں۔ پھر سفر کی نماز اسی حال پر برقرار رکھی گئی اور قیام کی نماز کو (چار رکعات سے) پورا کر دیا گیا"۔ زہری کہتے ہیں کہ میں نے عروہؓ سے کہا کہ: پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے بھی وہی تاویل کی جیسی حضرت عثمانؓ نے تاویل کی تھی۔

١٤٦١ ..... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا) فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ

۱۴۶۱..... حضرت یعلیٰؓ بن امیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اگر تمہیں کفار کی طرف سے مبتلائے فتنہ ہونے کا خوف ہو تو نماز کو قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں"۔

(یعنی دشمن کے خوف سے جنگ کے دوران نماز کو قصر کرنے کی اجازت ہے)۔ جب کہ اب تو لوگ امن میں ہیں (جنگ اور دشمن کا خوف نہیں ہے (تو کیا اب بھی قصر کی اجازت ہے؟) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس

عَجِبْتَ مِمَّا عَجِبْتُ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ

چیز سے تمہیں تعجب ہوا مجھے بھی ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ ایک صدقہ ہے تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کرو"۔

۱۴۶۲ ...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ

۱۴۶۲ ...... حضرت یعلی بن امیہ سے ابن ادریس کی روایت (کفار کی طرف سے مبتلائے فتنہ کا خوف ہو تو نماز قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں. نماز قصر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے) کی طرح مروی ہے۔

۱۴۶۳ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللهُ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

۱۴۶۳ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان مبارک (کے ذریعہ) حالت قیام میں چار رکعات نماز فرض فرمائیں اور سفر میں دو رکعتیں جب کہ خوف کی حالت میں (امام کے ساتھ) ایک رکعت فرض فرمائی۔

۱۴۶۴ ...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عَائِذٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ اللهَ فَرَضَ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

۱۴۶۴ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر مسافر پر دو رکعتیں مقیم پر چار رکعتیں اور حالت خوف میں (امام کے ساتھ ہر ایک گروہ کیلئے) ایک رکعت فرض کر دی ہے۔

۱۴۶۵ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ مُوسَى ابْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّي إِذَا كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

۱۴۶۵ ...... موسیٰ بن سلمہ الہذلی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب میں مکہ میں ہوں اور امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ رہا ہوں تو کیسے نماز پڑھوں؟ فرمایا کہ ایسی صورت میں ابوالقاسم ﷺ کی سنت دو رکعات کی ہے۔

۱۴۶۶ ...... و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي

۱۴۶۶ ...... حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کیساتھ سابقہ روایت (ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالقاسم ﷺ کی سنت سفر میں دو

عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

رکعت کی ہے) مروی ہے۔

١٤٦٧ ..... و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ فَصَلَّى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلَّى فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ صَلَاتِي يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ وَقَدْ قَالَ اللهُ ((لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ))

١٤٦٧ ..... حفصؒ بن عاصم کہتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ کے راستہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہمسفر تھا' انہوں نے ہمیں ظہر کی دو رکعات پڑھائیں، پھر وہ واپس آئے اور ہم بھی انکے ساتھ آئے یہانتک کہ وہ اپنی جائے قیام پر پہنچے اور بیٹھ گئے، ہم بھی ان کیساتھ بیٹھ گئے۔ اچانک انکی توجہ اسطرف ہوئی جہاں نماز پڑھی تھی تو دیکھا کہ کچھ لوگ ابھی تک نماز میں کھڑے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ سنتیں ادا کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! اگر مجھے سنتیں ہی پڑھنی ہوتیں تو میں اپنی نماز ہی پوری کرتا (یعنی پھر میں قصر ہی نہ کرتا، قصر کا مقصد یہی ہے کہ سنتیں نہ پڑھی جائیں) میں سفر میں رسول ﷺ کے ہمرکاب رہا ہوں آپ ﷺ نے دو رکعات سے زیادہ (کبھی) نہیں پڑھیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دیدی۔ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی صحبت اٹھا چکا ہوں انہوں نے بھی اپنی وفات تک دو رکعات سے زائد نہ پڑھیں۔ (سفر میں) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھی ہمراہ رہا ہوں انہوں نے بھی اپنی وفات تک دو رکعات سے زائد نہیں پڑھیں، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں سفر کر چکا ہوں انہوں نے بھی دو رکعات سے زائد نہ پڑھیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دیدی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ ❶

---

❶ سفر میں چار رکعات والی نمازوں کا نصف ہو جانا جسے "قصر" کہا جاتا ہے مشروع ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اس حکم قصر پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قصر پر عمل کرنا واجب ہے۔ سفر میں پوری نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک قصر صرف جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ پوری پڑھی جائے۔

مسافت قصر کی تحقیق: قصر کتنی مسافت میں جائز ہوتا ہے؟ اس میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کم از کم تین مراحل کا سفر قصر کرنے کے لئے ضروری ہے یعنی تین مراحل کا سفر کرنے کے بعد قصر کرنا واجب ہوگا۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ (امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام مالکؒ) کے نزدیک سولہ فرسخ کی مقدار موجب قصر ہے۔ مراحل مرحلہ کی جمع ہے یعنی ایک دن کی مسافت جو تقریباً بارہ ۱۲ میل بنتی ہے اس اعتبار سے تین مراحل ۳۶ میل ہوئے۔ جب کہ ۱۶ فرسخ کی مقدار ۴۸ میل بنتی ہے کیونکہ ایک فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک مقدار سفر کوئی مقرر نہیں بلکہ مطلق سفر قصر کے لئے کافی ہے۔ جب کہ بعض اہل ظاہر نے حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا حدیث سے (جاری ہے)

١٤٦٨.... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ يَعُودُنِي قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمَا رَأَيْتُهُ يُسَبِّحُ وَلَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾

۱۴۶۸۔ حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کسی مرض میں مبتلا ہو گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما میری عیادت کے لئے تشریف لائے (یہ چچا تھے۔ کیونکہ عاصم، ابن عمر ﷺ کے بھائی اور عمر ﷺ کے صاحبزادے تھے) میں نے ان سے سفر میں سنتوں کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں رہا ہوں' میں نے کبھی آپ ﷺ کو سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا' اور اگر میں نے سنتیں ہی پڑھنی ہوتیں تو میں فرض نماز ہی پوری کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "تمہارے واسطے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں بہترین نمونہ ہے"۔

١٤٦٩ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

۱۴۶۹۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعات پڑھیں۔ اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دو رکعات پڑھیں۔

١٤٧٠ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

۱۴۷۰۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعات پڑھیں۔ اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دو رکعات پڑھیں۔

١٤٧١.... وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ

۱۴۷۱۔ یحییٰ بن یزید الہنائی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ بن

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔ استدلال کرتے ہوئے ۳ میل کی مقدار مقرر کی ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ حضرت انسؓ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ سفر تو تین میل سے زائد کا فرماتے تھے البتہ تین میل یا تین فرسخ کے فاصلہ ہی سے قصر شروع فرمادیتے تھے۔
دوسرا مسئلہ مدت سفر سے متعلق ہے کہ کتنے دن کی اقامت کی نیت قصر کو باطل کردیتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ پندرہ دن سے کم مدت قصر ہے اور پندرہ یا اس سے زائد ایام کی اقامت کی نیت قصر کو باطل کردیتی ہے' پھر پورا پڑھنا ضروری ہے۔
تیسرا مسئلہ سفر میں سنن مؤکدہ اور نوافل پڑھنے کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفر میں عام نوافل مثلاً اشراق' تہجد وغیرہ پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔ البتہ سنن مؤکدہ کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں اگر پڑھ لی جائیں تو بہتر ہے نہ پڑھنا جائز ہے۔ لیکن فجر کی سنتیں سفر میں پڑھنی ضروری ہیں۔ سفر میں فجر کی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے' خود حضور علیہ السلام نے بھی سفر میں فجر کی سنتیں ادا کی ہیں۔ واللہ اعلم

بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

مالک سے قصر نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ (یہ شک شعبہ کا ہے) کی مسافت پر جانکلتے تو دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔

۱۴۷۲۔۔۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ إِلَى قَرْيَةٍ عَلَى رَأْسِ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ

۱۴۷۲۔۔۔ جبیرؒ بن نفیر فرماتے ہیں کہ میں شرحبیل بن السمط کے ساتھ ایک گاؤں جو سترہ یا اٹھارہ میل کے فاصلہ پر تھا گیا' انہوں نے وہاں پر دو رکعت پڑھیں (قصر کریں) میں نے ان سے اس بارے میں کہا تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعات پڑھتے دیکھا تھا تو میں نے بھی ان سے کہا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں وہی کام کررہا ہوں جیسا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۱۴۷۳۔۔۔ و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنِ ابْنِ السِّمْطِ وَلَمْ يُسَمِّ شُرَحْبِيلَ وَقَالَ إِنَّهُ أَتَى أَرْضًا يُقَالُ لَهَا دُومِينَ مِنْ حِمْصَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا

۱۴۷۳۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (حضرت عمرؓ ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے تھے۔۔۔ الخ) منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں ذکر ہے کہ وہ ایسی زمین میں آئے جسے دومین گاؤں کہا جاتا تھا جو حمص سے ۱۸ میل دور ہے گئے۔

۱۴۷۴۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

۱۴۷۴۔۔۔ حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ واپس لوٹنے تک دو دو رکعات ہی ادا کرتے رہے (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ مکہ میں کتنے دن قیام فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ دس روز۔

۱۴۷۵۔۔۔ و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

۱۴۷۵۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہشیم کی روایت (آپ ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو واپس لوٹنے تک دو دو رکعات ہی ادا کرتے رہے۔۔۔ الخ) کی طرح حدیث اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

۱۴۷۶ و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

۱۴۷۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے حج کے ارادہ سے نکلے پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۱۴۷۷ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَجَّ

۱۴۷۷ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ حسب سابق روایت مروی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس روایت میں حج کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔

۱۴۷۸ و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْمُسَافِرِ بِمِنًى وَغَيْرِهِ رَكْعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا

۱۴۷۸ حضرت سالم رحمہ اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ اور دیگر مقامات میں دو رکعات پڑھی ہیں۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی دو رکعات پڑھتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں تو دو پڑھتے رہے پھر چار پوری پڑھنے لگے۔

۱۴۷۹ و حَدَّثَنَاه زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ بِمِنًى وَلَمْ يَقُلْ وَغَيْرِهِ

۱۴۷۹ حضرت زہری سے سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں دو رکعات پڑھا کرتے تھے) اس سند کے ساتھ مروی ہے۔ لیکن اس روایت میں صرف منیٰ کا تذکرہ ہے۔ دیگر مقامات کا تذکرہ نہیں ہے۔

۱۴۸۰ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بَعْدُ أَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

۱۴۸۰ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں (قصر کرتے ہوئے) دو رکعات پڑھی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے بھی (یہی معمول رکھا) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابتدائے خلافت میں دو ہی رکعات پڑھیں۔ پھر بعد میں وہ چار پڑھنے لگے۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار رکعات پڑھتے اور تنہا پڑھتے تو دو پڑھتے تھے۔

۱۴۸۱ و حَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو

۱۴۸۱ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ، نے منیٰ میں دو رکعت پڑھی) اس سند کے

كُرَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ساتھ مروی ہے۔

۱۴۸۲ ۔۔۔ و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى صَلَاةَ الْمُسَافِرِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ثَمَانِيَ سِنِينَ أَوْ قَالَ سِتَّ سِنِينَ

۱۴۸۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے منیٰ میں مسافر کی نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے آٹھ یا چھ برس تک مسافر کی نماز ہی پڑھی۔

قَالَ حَفْصٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي فِرَاشَهُ فَقُلْتُ أَيْ عَمِّ لَوْ صَلَّيْتَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَوْ فَعَلْتُ لَأَتْمَمْتُ الصَّلَاةَ

حفص کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں دو رکعت پڑھتے اور پھر اپنے بستر پر تشریف لے آتے، میں نے کہا اے چچا! کاش آپ دو رکعت اور پڑھ لیتے (سنت) انہوں نے فرمایا: اگر میں نے مزید پڑھنی ہی ہوتی تو میں فرض نماز ہی پوری کرتا۔

۱۴۸۳ و حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُولَا فِي الْحَدِيثِ بِمِنًى وَلَكِنْ قَالَا صَلَّى فِي السَّفَرِ

۱۴۸۳ حضرت شعبہ رحمہ اللہ سے سابقہ روایت اس سند کے ساتھ منقول ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس روایت میں منیٰ کا تذکرہ نہیں ہے اور انہوں نے کہا کہ سفر میں نماز پڑھی۔

۱۴۸۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ ذَلِكَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ

۱۴۸۴ عبدالرحمان بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں۔ اس کا ذکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعات پڑھیں، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو ہی رکعات پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی منیٰ میں دو رکعات پڑھیں۔ میں تو یہی آرزو کرتا ہوں اے کاش! چار رکعات کے بجائے دو رکعات ہی پڑھوں جو مقبول ہوں۔

۱۴۸۵ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي

۱۴۸۵ حضرت اعمش رحمہ اللہ سے حسب سابق روایت (حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں) اس سند کے

شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

ساتھ منقول ہے۔

۱۴۸۶..... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ

۱۴۸۶..... حضرت حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعات ادا کیں جب کہ لوگ امن میں تھے بلکہ کچھ زیادہ ہی (امن میں تھے یا کثرت میں)

۱۴۸۷..... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى وَالنَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ مُسْلِم حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيُّ هُوَ أَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لِأُمِّهِ

۱۴۸۷..... حضرت حارثہ بن وھب الخزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعات پڑھیں جب کہ لوگوں کی بہت بڑی اکثریت میں تھے۔
امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت حارثہ بن وھب، عبید اللہؓ بن عمر ؓ بن الخطاب کے ماں شریک بھائی ہیں۔

باب ۲۴۳ الصلاة في الرحال في المطـــــــــر
بارشوں میں گھروں میں نماز کا حکم

۱۴۸۸..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ فَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ

۱۴۸۸..... نافعؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شدید سرد اور آندھی والی رات میں اذان دی اور اذان کے بعد فرمایا کہ "اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سردی اور آندھی والی راتوں میں مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ (اذان کے بعد) پکار کر کہہ دے کہ سب اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔

۱۴۸۹..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ وَمَطَرٍ فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي السَّفَرِ أَنْ يَقُولَ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ

۱۴۸۹..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک سرد بارش و آندھی والی رات میں اذان دی اور اذان کے آخر میں یہ کہا کہ خبردار! اپنی اپنی جائے قیام پر نماز پڑھ لو اپنی جائے پر نماز ادا کرلو"۔ پھر فرمایا کہ جب سفر کے دوران بارش یا آندھی والی رات ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ (پکار کر) کہہ دے کہ: اپنی سواریوں پر ہی نماز پڑھ لو"۔

۱۴۹۰..... و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۴۹۰..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مقام ضجنان میں نماز

أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلٰوةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَلَمْ يُعِدْ ثَانِيَةً أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

کے لئے اذان دی پھر فرمایا: آگاہ ہو جائے! نماز اپنے خیموں میں پڑھو اور اس روایت میں دوسرا جملہ دوبارہ نہیں دہرایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے:

الا صلوا فی الرحال

۱۴۹۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا فَقَالَ لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ

۱۴۹۱...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں ایک سفر میں نکلے راہ میں بارش برس گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں جو چاہے اپنے اپنے بستر پر نماز پڑھ لے"۔

۱۴۹۲...... و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ قَالَ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَاكَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَا قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ

۱۴۹۲...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز جب کہ بارش ہو رہی تھی انہوں نے اپنے مؤذن سے کہا کہ "جب تم اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمداً رسول الله کہو تو اس کے بعد حی علی الصلوۃ کے بجائے یہ کہو صلوا فی بیوتکم "اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔ لوگوں کو یہ بات بڑی انوکھی لگی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟ اسے تو اس ذات نے کہا ہے جو مجھ سے بہتر تھی (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) بے شک جمعہ واجب ہے (شاید وہ جمعہ کا دن ہو یا جمعہ سے مراد مطلق جماعت ہو) لیکن مجھے یہ ناپسند ہوا کہ میں تمہیں (گھروں سے) نکال دوں اور تم کیچڑ و پھسلن میں چل کر آؤ۔

۱۴۹۳...... و حَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ قَدْ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ و قَالَ أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بِنَحْوِهِ

۱۴۹۳...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الحارث کہتے ہیں کہ ایک بارش والے دن ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مؤذن نے جمعہ کی اذان دی۔ آگے سابقہ ابن علیہ کی حدیث کی مانند ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا یہ کام تو اس ذات نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھی یعنی نبی اکرم ﷺ۔ اور ابو کامل بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح حماد نے ہم سے بواسطہ عاصم عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

۱۴۹۴...... و حَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ هُوَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ

۱۴۹۴...... حضرت عاصم احول سے حسب سابق روایت اس سند کے ساتھ معمولی فرق (اس روایت میں نبی اکرم ﷺ یہ جملہ موجود مذکور

وعاصمٌ الْأَحْوَلُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

نہیں) کے ساتھ منقول ہے۔ ❶

۱۴۹۵ وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ ابْنِ عَبَّاسٍ يَوْمَ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَقَالَ وَكَرِهْتُ أَنْ تَمْشُوا فِي الدَّحْضِ وَالزَّلَلِ

۱۴۹۵۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن جس دن کہ بارش تھی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے اذان دی۔ پھر آگے ابن علیہ کی روایت کی طرح حدیث بیان فرمائی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

۱۴۹۶ وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ مُؤَذِّنَهُ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَذَكَرَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

۱۴۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن جس دن کہ بارش تھی اپنے مؤذن کو حکم فرمایا کہ اذان دو ... الخ) کچھ الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ اس سند کے ساتھ بھی مذکور ہے۔

۱۴۹۷ وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وُهَيْبٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ أَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُؤَذِّنَهُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

۱۴۹۷۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو بارش والے دن جمعہ کے روز حکم فرمایا۔ پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

باب ۲۴۴ جواز صلاة النافلة على الدابّة في السفر حيث توجهت

دوران سفر نفل نماز سواری پر پڑھنے کے جواز کا بیان خواہ اس کا رخ کہیں بھی ہو

۱۴۹۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

۱۴۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے نوافل اپنی اونٹنی پر ہی پڑھ لیا کرتے تھے خواہ اس کا رخ کہیں

---

❶ احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ بارش ترک جماعت کے اعذار میں سے ہے۔ یعنی جب اعذار کی بناء پر جماعت ترک کرنا جائز ہو جاتا ہے ان میں مطر یعنی بارش بھی ہے۔ اور ائمہ اربعہ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ کتنی بارش عذر بن سکتی ہے؟ اس کی کوئی تفصیل حدیث میں بیان نہیں کی گئی۔ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اس میں مبتلیٰ بہ یعنی جو اس عذر میں مبتلا ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ چنانچہ جس بارش میں نکلنا اور مسجد تک جانا سخت دشوار ہو جائے تو گھر میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔ البتہ مؤطا امام محمد میں لکھا ہے کہ افضل پھر بھی جماعت ہے۔ (درس ترمذی ج ۲ ص ۱۷۴)

عمر أنّ رسُولَ اللهِ ﷺ كانَ يُصلِّي سُبْحَتَهُ حَيْثُما تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ

بھی ہو۔" ❶

۱۴۹۹...... و حدّثناه أبو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا أبو خالد الأحمر عن عُبيد الله عن نافع عن ابن عمر أنّ النّبيّ ﷺ كان يُصلّي على راحلته حيث توجّهت به

۱۴۹۹...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی سواری پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے جدھر بھی اس کا رخ ہو تا تھا۔

۱۵۰۰ ...... و حدّثني عُبيد الله بن عمر القواريريّ قال حدّثنا يحيى بن سعيد عن عبد الملك بن أبي سُليمان قال حدّثنا سعيد ابن جُبير عن ابن عمر قال كان رسُول الله ﷺ يُصلّي وهو مُقبل من مكّة إلى المدينة على راحلته حيث كان وجهه قال وفيه نزلت (فأينما تُولّوا فثمّ وجه الله)

۱۵۰۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آتے ہوئے جدھر بھی سواری کا رخ ہوتا تھا نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ

"جدھر بھی تم منہ کرو ادھر ہی اللہ کا رخ بھی ہے"۔

۱۵۰۱ و حدّثناه أبو كُريب قال أخبرنا ابن المبارك وابن أبي زائدة ح و حدّثنا ابن نُمير قال حدّثنا أبي كُلّهم عن عبد الملك بهذا الإسناد نحوه وفي حديث ابن مُبارك وابن أبي زائدة ثمّ تلا ابن عُمـــر (فأينما تُولّوا فثمّ وجه الله) وقال في هذا نزلت

۱۵۰۱ حضرت عبد الملک سے سابقہ روایت (آپ ﷺ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے جدھر بھی سواری کا رخ ہوتا تھا اس ہی طرف نماز پڑھ لیتے تھے) کچھ الفاظ کے تغیرات کے ساتھ اس سند سے مروی ہے۔

۱۵۰۲ ...... حدّثنا يحيى بن يحيى قال قرأتُ على مالك عن عمرو بن يحيى المازنيّ عن سعيد بن يسار عن ابن عمر قال رأيتُ رسُول الله ﷺ يُصلّي على حمار وهو مُوجّه إلى خيبر

۱۵۰۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ گدھے پر سوار نماز پڑھ رہے ہیں جب کہ اس کا رخ خیبر کی طرف تھا۔

۱۵۰۳ و حدّثنا يحيى بن يحيى قال قرأتُ على مالك عن أبي بكر بن عمر بن عبد الرّحمن بن

۱۵۰۳ سعید بن یسار کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستہ میں چل رہا تھا (سفر کر رہا تھا) سعید کہتے

---

❶ نفل نماز سواری پر پڑھنا علی الاطلاق تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے خواہ سواری سے اترنا ممکن ہو یا نہ ہو۔ جہاں تک استقبال قبلہ کا تعلق ہے تو امام احمد اور دیگر بعض فقہاء کے نزدیک ضروری ہے کہ نوافل کا آغاز کرتے وقت استقبال قبلہ ہونا چاہئے۔ پھر اس کے بعد کچھ جانب تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک یہ بھی ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں ائمہ اربعہ کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جب سواری سے اترنا کسی وجہ سے متعذر اور مشکل ہو مثلاً کیچڑ میں لت پت ہونے کا اندیشہ ہو یا عزت و آبرو یا جان و مال کا خوف ہو تو فرض نماز بھی سواری پر پڑھی جا سکتی ہے۔

عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الْفَجْرَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أُسْوَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ

ہیں کہ جب مجھے اندیشہ ہوا کہ صبح ہونے والی ہے تو سواری سے اترا اور وتر پڑھے۔ اس کے بعد (سواری پر سوار ہو کر) ابن عمر ؓ سے جا ملا۔ انہوں نے کہا تم کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے طلوع فجر کا اندیشہ ہوا تو میں نے سواری سے اتر کر وتر پڑھ لئے۔ عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں اسوہ موجود نہیں ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم! فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر بھی وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۵۰۴...... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

۱۵۰۴...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے خواہ جدھر بھی اس کا منہ ہو۔

عبداللہ بن دینارؒ کہتے ہیں کہ ابن عمر ؓ بھی یہی کیا کرتے تھے۔

۱۵۰۵...... وَحَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ

۱۵۰۵...... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر وتر (صلوٰۃ اللیل) پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۰۶...... وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ

۱۵۰۶...... حضرت عبداللہ ؓ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر ہی نفل پڑھ لیا کرتے تھے جدھر بھی اس کا رخ ہو تا تھا۔ اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے البتہ فرض نماز اس پر نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ❶

---

❶ احناف کے نزدیک وتر کی نماز سواری پر جائز نہیں ہے جب کہ کوئی عذر بھی نہ ہو سواری سے اترنے میں۔ لہٰذا سواری سے نیچے اتر کر نماز وتر ادا کرنا ضروری ہے۔ البتہ ریل یا ہوائی جہاز یا بحری جہاز کا معاملہ الگ ہے کیونکہ ان کو رکوانا اور نیچے اترنا متعذر ہے اس لئے ان میں تو اجازت ہے لیکن دوسری سواریوں میں اجازت نہیں کیونکہ وتر واجب ہیں۔ لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سواری پر وتر کی نماز جائز ہے ائمہ ثلاثہ اسی مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کی دلیل حضرت ابن عمرؓ ہی کی روایت ہے جسے طحاویؒ نے تخریج کیا ہے۔ باب الوتر هل يصلى في السفر على الراحلة ام لا؟ کے تحت (ج ا ص ۲۰۸) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ وتر کی نماز سواری سے اتر کر زمین پر ادا کرتے تھے۔

بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔ اس لئے علماء و شراح حدیث نے فرمایا کہ مذکورہ بالا حدیث میں وتر سے صلاۃ اللیل (تہجد) مراد ہے وتر اصطلاحی نہیں۔ اور صلاۃ اللیل پر وتر کا اطلاق ائمہ حدیث کے یہاں معروف ہے۔

۱۵۰۷ و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

۱۵۰۷۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ان کے والد عامر بن ربیعہؓ نے انہیں بتلایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رات میں سفر کے دوران سواری کی پشت پر نفل پڑھ رہے ہیں اور وہ جس رُخ پر چل رہی تھی اس طرف آپ کا رُخ تھا۔

۱۵۰۸ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ تَلَقَّيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ فَتَلَقَّيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ ذَلِكَ الْجَانِبَ وَأَوْمَأَ هَمَّامٌ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ قَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ

۱۵۰۸۔ حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم حضرت انسؓ بن مالک سے جب وہ شام تشریف لائے تو ملے۔ ہم ان سے "عین التمر" کے مقام پر ملے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے ہیں جب کہ اس کا رخ قبلہ کی بائیں طرف کو ہے۔
میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھتا دیکھ رہا ہوں تو آپ نے استقبال قبلہ کی شرط پوری نہیں کی) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی ایسا نہ کرتا"۔

باب-۲۴۵ جواز الجمع بين الصلاتين في السفــــــــر

سفر میں دو نمازیں ایک وقت میں پڑھنے کا بیان

۱۵۰۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

۱۵۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب روانگی کی جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ایک وقت میں پڑھ لیا کرتے۔

۱۵۱۰ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

۱۵۱۰۔ نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب چلنے کی جلدی ہوتی تو شفق کے غائب ہوتے ہی مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھ لیتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو آپ ﷺ بھی مغرب وعشاء کو اکٹھے پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۵۱۱ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ

۱۵۱۱۔ سالمؒ اپنے والد ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب وعشاء کی نمازیں ایک وقت پڑھتے دیکھا جب کہ آپ ﷺ کو جلدی چلنا تھا"۔

۱۵۱۲ و حدّثني حرملة بنُ يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونسُ عن ابن شهاب قال أخبرني سالمُ بنُ عبد الله أنّ أباهُ قال رأيتُ رسول الله ﷺ إذا أعجلهُ السّيرُ في السّفر يؤخّرُ صلاة المغرب حتّى يجمع بينها وبين صلاة العشاء

۱۵۱۲ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر کے اسے اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھتے تھے۔

۱۵۱۳ و حدّثنا قتيبةُ بنُ سعيدٍ قال حدّثنا المفضّلُ يعني ابن فضالة عن عقيلٍ عن ابن شهابٍ عن أنس بن مالكٍ قال كان رسولُ الله ﷺ إذا ارتحل قبل أن تزيغ الشّمسُ أخّر الظّهر إلى وقت العصر ثمّ نزل فجمع بينهما فإن زاغت الشّمسُ قبل أن يرتحل صلّى الظّهر ثمّ ركب

۱۵۱۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آفتاب کے ڈھلنے سے قبل سفر میں کوچ کا ارادہ فرماتے تو ظہر کی نماز کو عصر تک مؤخر کر دیتے (پھر عصر کے وقت) سواریوں سے اتر کر دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ البتہ اگر سورج ڈھلنے کو ہو جاتا (زوال آفتاب ہو جاتا) کوچ سے قبل تو پھر ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوتے تھے۔

۱۵۱٤ و حدّثني عمرٌو النّاقدُ قال حدّثنا شبابةُ بنُ سوّارٍ المدائنيُّ قال حدّثنا ليثُ بنُ سعدٍ عن عقيل بن خالدٍ عن الزّهريّ عن أنسٍ قال كان النّبيُّ ﷺ إذا أراد أن يجمع بين الصّلاتين في السّفر أخّر الظّهر حتّى يدخُل أوّلُ وقت العصر ثمّ يجمع بينهما

۱۵۱٤ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جمع بین الصلاتین (دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے) کا ارادہ کرتے تو ظہر کو اتنا مؤخر کر دیتے کہ عصر کا ابتدائی وقت آ جائے۔ پھر اس وقت میں ظہر و عصر اکٹھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۵۱٥ و حدّثني أبو الطّاهر وعمرُو بنُ سوّادٍ قالا أخبرنا ابنُ وهبٍ قال حدّثني جابرُ بنُ إسمعيل عن عقيلٍ عن ابن شهابٍ عن أنسٍ عن النّبيّ ﷺ إذا عجل عليه السّفرُ يؤخّرُ الظّهر إلى أوّل وقت العصر فيجمعُ بينهما ويؤخّرُ المغرب حتّى يجمع بينها وبين العشاء حين يغيبُ الشّفقُ

۱۵۱۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو ظہر کو ابتداء وقت عصر تک مؤخر کر دیتے۔ پھر دونوں کو اکٹھا پڑھ لیا کرتے تھے۔ پھر مغرب کو مؤخر کر کے شفق (احمر یا ابیض) غائب ہونے کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں اکٹھے پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۵۱٦ حدّثنا يحيى بنُ يحيى قال قرأتُ على مالكٍ عن أبي الزّبير عن سعيد بن جبيرٍ عن ابن عبّاسٍ قال صلّى رسولُ الله ﷺ الظّهر والعصر جميعًا والمغرب والعشاء جميعًا في غير خوفٍ ولا سفرٍ

۱۵۱٦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اکٹھے پڑھیں اور مغرب و عشاء اکٹھے پڑھیں حالانکہ نہ کوئی خوف کی حالت تھی نہ ہی سفر میں تھے۔

۱۵۱۷ ـ و حدثنا أحمد بن يونس وعون بن سلام جميعا عن زهير قال ابن يونس قال حدثنا زهير قال حدثنا أبو الزبير عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال صلى رسول الله ﷺ الظهر والعصر جميعا بالمدينة في غير خوف ولا سفر

۱۵۱۷ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز میں اکٹھے ایک وقت میں پڑھیں مدینہ منورہ میں، نہ تو کوئی خوف کی حالت تھی نہ ہی سفر (کا ارادہ) تھا۔

قال أبو الزبير فسألت سعيدا لم فعل ذلك فقال سألت ابن عباس كما سألتني فقال أراد أن لا يحرج أحدا من أمته

ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایسا کس لئے کیا؟ تو سعید نے جواب دیا کہ میں نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی بات پوچھی تھی جیسے تم نے پوچھی ہے تو انہوں نے فرمایا:
"حضور علیہ السلام چاہتے تھے کہ اپنی امت میں سے کسی کو تنگی میں نہ ڈالیں"۔

۱۵۱۸ ـ و حدثنا يحيى بن حبيب الحارثي قال حدثنا خالد يعني ابن الحارث قال حدثنا قرة قال حدثنا أبو الزبير قال حدثنا سعيد ابن جبير قال حدثنا ابن عباس أن رسول الله ﷺ جمع بين الصلاة في سفرة سافرها في غزوة تبوك فجمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء

۱۵۱۸ ـ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے سفر میں نمازیں ایک وقت میں پڑھیں۔ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر، مغرب و عشاء ایک ایک وقت میں پڑھیں۔

قال سعيد فقلت لابن عباس ما حمله على ذلك قال أراد أن لا يحرج أمته

سعید کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ﷺ کو کس بات نے اس عمل پر آمادہ کیا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "آپ ﷺ اپنی امت میں سے کسی کو بھی حرج میں مبتلا نہ کرنا چاہتے تھے"۔

۱۵۱۹ ـ حدثنا أحمد بن عبد الله بن يونس قال حدثنا زهير قال حدثنا أبو الزبير عن أبي الطفيل عامر عن معاذ قال خرجنا مع رسول الله ﷺ في غزوة تبوك فكان يصلي الظهر والعصر جميعا والمغرب والعشاء جميعا

۱۵۱۹ ـ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں نکلے چنانچہ آپ ﷺ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء اکٹھے ایک وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۲۰ ـ حدثنا يحيى بن حبيب حدثنا خالد يعني ابن الحارث حدثنا قرة بن خالد حدثنا أبو الزبير حدثنا عامر بن واثلة أبو الطفيل حدثنا معاذ بن جبل قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم

۱۵۲۰ ـ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں ظہر و عصر کے درمیان اور مغرب و عشاء کے درمیان جمع فرمایا۔

فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

قَالَ فَقُلْتُ مَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ قَالَ فَقَالَ:

راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان (معاذ ؓ) سے کہا کہ آپ ﷺ کو کس بات نے اس پر آمادہ کیا؟ فرمایا:

"أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ"۔

"آپ ﷺ چاہتے تھے کہ امت کو کوئی تنگی نہ ہو"۔

۱۵۲۱ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ

۱۵۲۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمع بین الظہر والعصر اور بین المغرب والعشاء فرمایا مدینہ طیبہ میں بغیر کسی خوف اور بارش کے۔

وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لِمَ فَعَلَ ذَلِكَ قَالَ كَيْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا أَرَادَ إِلَى ذَلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

وکیع کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے ابن عباس ؓ سے کہا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا:

تاکہ آپ ﷺ کی امت کو تنگی نہ ہو۔

جبکہ ابو معاویہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ابن عباس ؓ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے ایسا کس لئے کیا؟ فرمایا:

تاکہ امت پر تنگی نہ ہو۔

۱۵۲۲ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّ ذَاكَ

۱۵۲۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ آٹھ اور سات رکعات اکٹھی پڑھیں (یعنی ظہر و عصر اکٹھے پڑھیں آٹھ رکعات اور مغرب و عشاء اکٹھے سات)۔

میں نے کہا کہ اے ابو الشعثاء میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو مؤخر کیا ہوگا اور عصر میں جلدی کی ہوگی اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کردیا ہوگا جب کہ عشاء کو جلدی پڑھا ہوگا۔ فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

۱۵۲۳ وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

۱۵۲۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں سات اور آٹھ رکعات یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ایک وقت میں پڑھیں۔

۱۵۲۴ ـ ـ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ وَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ لَا يَفْتُرُ وَلَا يَنْثَنِي الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتُعَلِّمُنِي بِالسُّنَّةِ لَا أُمَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ فَحَاكَ فِي صَدْرِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهُ

۱۵۲۴ ـ حضرت عبداللہ ؓ بن شقیق فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے ایک روز عصر کے بعد ہم سے خطاب کیا اور (خطاب کرتے رہے) یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' ستارے بھی نمایاں ہو گئے' لوگ نماز نماز کی پکار کرنے لگے۔ ایک شخص بنو تمیم کا ابن عباس ؓ کے پاس آیا اور آکر بغیر دم لئے بغیر باز آئے مسلسل نماز نماز کی رٹ لگائے گیا۔ ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ تیری ماں مر جائے کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے؟ ❶ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ظہر و عصر کو جمع فرمایا ایک وقت میں اور مغرب وعشاء کو جمع فرمایا۔
عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات کھٹکتی رہی تو میں ابوہریرہ ؓ کے پاس جا پہنچا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی ابن عباس ؓ کے قول کی تصدیق فرمائی۔

۱۵۲۵ ـ ـ ـ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ الصَّلَاةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ لَا أُمَّ لَكَ أَتُعَلِّمُنَا بِالصَّلَاةِ وَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۵۲۵ ـ ـ ـ حضرت عبداللہ بن شقیق العقیلی ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نماز! ابن عباس ؓ خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا نماز' وہ پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا نماز! ابن عباس ؓ پھر بھی خاموش رہے۔ پھر فرمایا تیری ماں نہ رہے کیا تو ہمیں نماز سکھانے چلا ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر لیا کرتے تھے۔ ❷

---

❶ یہ عربوں کا ایک محاورہ ہے۔ اور اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے۔ جیسے اردو میں کہا جاتا ہے تیرا ستیاناس ہو۔ یعنی جب کسی کو ڈانٹنا مقصود ہو تو اس قسم کے جملے کہے جاتے ہیں۔

❷ جمع بین الصلاتین کی تحقیق اور حضرات احناف کا مذہب ـ ـ ـ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے جمع بین الصلاتین کرنا جائز نہیں۔ البتہ عذر کی صورت میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جمع بین الصلاتین جائز ہے۔ پھر عذر کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک سفر اور مطر (بارش) عذر ہے۔ اور امام احمدؒ کے نزدیک مرض بھی عذر ہے۔ پھر سفر میں امام شافعیؒ پوری مقدار سفر کو عذر قرار دیتے ہیں جبکہ امام مالکؒ یہ فرماتے ہیں کہ جمع بین الصلاتین صرف اس وقت جائز ہوگی جب مسافر حالت سیر (یعنی چلنے کی حالت) میں ہو۔ اگر کہیں ایک دن کے لئے بھی رک گیا تو جمع جائز نہیں۔ بلکہ مطلق چلنا بھی ایک روایت کے مطابق کافی نہیں اگر تیز رفتاری ضروری ہو تو جمع جائز ہے۔ پھر ان تمام حضرات کے نزدیک جمع تقدیم بھی جائز ہے اور جمع تاخیر بھی۔ (یعنی مثلاً ظہر کے وقت میں ہی عصر بھی پڑھ لی یا عصر کے وقت میں ظہر پڑھ لی جس کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو مؤخر کیا یا عصر کو مقدم کیا)۔
امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین حقیقی صرف عرفات اور مزدلفہ میں مشروع ہے۔ اس کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں اور اس میں عذر کے پائے جانے نہ پائے جانے کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ البتہ جمع صوری جسے جمع فعلی کہا جاتا ہے جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ظہر کی نماز بالکل اخیر وقت میں اور عصر کی نماز بالکل ابتدائی وقت میں ادا کی جائے جس کا حاصل یہ ہے کہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ہوں گی۔ البتہ ایک ساتھ ہونے کی بناء پر صورۃً اسے بھی جمع بین الصلاتین سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے دلائل ـ ـ ـ (جاری ہے)

باب-۲۴۶ جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال

نماز سے فراغت پر دائیں بائیں مڑ کر بیٹھنا جائز ہے

۱۵۲۶ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا أبو معاوية ووكيع عن الأعمش عن عمارة عن الأسود عن عبد الله قال لا يجعلن أحدكم للشيطان من نفسه جزءا لا يرى إلا أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه أكثر ما رأيت رسول الله ﷺ ينصرف عن شماله

۱۵۲۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز میں سے شیطان کیلئے حصہ نہ بنائے اور یہ نہ سمجھے کہ اس پر نماز سے فارغ ہو کر صرف دائیں طرف مڑنا ہی واجب اور ضروری ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر و بیشتر بائیں طرف بیٹھتے دیکھا ہے۔

۱۵۲۷ حدثنا إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا جرير وعيسى بن يونس ح وحدثناه علي بن خشرم قال أخبرنا عيسى جميعا عن الأعمش بهذا الإسناد مثله

۱۵۲۷ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (رسول اللہ ﷺ کو اکثر و بیشتر نماز سے فارغ ہونے کے بعد بائیں طرف بیٹھتے دیکھا ہے) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) تو مندرجہ بالا روایات ہیں۔

احناف کے دلائل احناف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔ قرآن کریم کی آیت مذکورہ۔ إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا (نساء آیت ۱۰۳) ان تمام آیات میں یہ بات واضح ہے کہ نماز کے اوقات مقرر ہیں اور ان کی محافظت واجب ہے اور ان اوقات کی خلاف ورزی باعث عذاب ہے۔ کیونکہ یہ آیات قطعی الثبوت والدلالۃ ہیں اور اخبار آحاد ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں بالخصوص جب کہ اخبار آحاد میں توجیہ صحیح کی گنجائش بھی ممکن ہو۔ اس کے علاوہ اوقات صلوٰۃ کی تحدید تواتر سے ثابت ہے اور اخبار آحاد ان میں تغیر نہیں کر سکتے۔

جہاں تک ائمہ ثلاثہ کی مستدل احادیث کا تعلق ہے تو احناف کی طرف سے ان کا جواب یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین کے وہ تمام واقعات جو آنحضرت سے منقول ہیں ان میں جمع حقیقی مراد نہیں ہے کہ جمع صوری مراد ہے اور اس کے شواہد کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جب کہ بعض صورتوں میں ائمہ ثلاثہ بھی جمع صوری مراد لیتے ہیں کہ جمع حقیقی وہاں مراد ہو ہی نہیں سکتی مثلاً حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں بغیر خوف و مطر کے جمع فرمایا ظہر اور عصر اور مغرب و عشاء کے درمیان"۔ البتہ اگر جمع صوری مراد لیا جائے تو تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں علامہ عثمانی صاحب فتح الملہم نے ایک بڑی لطیف توجیہ بیان کی ہے کہ احادیث میں جہاں کہیں جمع بین الصلاتین کا ذکر آیا ہے وہاں جمع بین الظہر والعصر ہوا ہے یا بین المغرب والعشاء۔ ان کے علاوہ کسی دو نمازوں میں نہ جمع ثابت ہے اور نہ کوئی اس کے جواز کا قائل ہے چنانچہ ائمہ ثلاثہ بھی ایسی نمازوں کے درمیان جمع کے قائل نہیں۔ فجر اور ظہر یا عصر و مغرب یا عشاء و فجر کے درمیان جمع کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ نہ ہی کسی روایت سے ثابت ہے۔ اب اگر جمع حقیقی مراد لیا جائے تو اس تفریق کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ظہر و عصر کو جمع کرنا تو جائز ہو لیکن عصر و مغرب کو جمع کرنا جائز نہ ہو البتہ اگر جمع صوری مراد لیا جائے تو اس کی معقول وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ فجر اور ظہر کے درمیان ایک طویل وقت مہمل پایا جاتا ہے اس لئے جمع صوری اس میں ممکن نہیں۔ جب کہ عصر و مغرب اور عشاء و فجر میں جمع اس لئے ممکن نہیں کہ عصر و عشاء کے آخری اوقات مکروہ ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس جمع پر عمل فرمایا وہ جمع صوری تھی نہ کہ جمع حقیقی ورنہ وہ تمام نمازوں میں ہوتی۔ واللہ اعلم بالصواب (خلاصہ از درس ترمذی و فتح الملہم)

۱۵۲۸ ۔۔۔ و حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا أبو عوانة عن السدي قال سألت أنسا كيف أنصرف إذا صليت عن يميني أو عن يساري قال أما أنا فأكثر ما رأيت رسول الله ﷺ ينصرف عن يمينه

۱۵۲۸۔ سدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ جب میں نماز سے فارغ ہو جاؤں تو دائیں طرف مڑوں یا بائیں طرف؟ انہوں نے فرمایا کہ بھئی جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اکثر دائیں طرف مڑتے ہی دیکھا ہے۔

۱۵۲۹ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب قالا حدثنا وكيع عن سفيان عن السدي عن أنس أن النبي ﷺ كان ينصرف عن يمينه

۱۵۲۹ سدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف مڑ کر بیٹھتے تھے۔

باب-۲۴۷ استحباب يمين الامام

امام کے دائیں طرف کھڑے ہونا مستحب ہے

۱۵۳۰ و حدثنا أبو كريب قال أخبرنا ابن أبي زائدة عن مسعر عن ثابت بن عبيد عن ابن البراء عن البراء قال كنا إذا صلينا خلف رسول الله ﷺ أحببنا أن نكون عن يمينه يقبل علينا بوجهه قال فسمعته يقول رب قني عذابك يوم تبعث أو تجمع عبادك

۱۵۳۰ ۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہماری خواہش ہوتی تھی کہ ہم آپ ﷺ کے دائیں طرف ہوں آپ ﷺ (نماز سے فارغ ہوئے) ہماری طرف چہرہ کرتے تھے [1] فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ الفاظ کہتے سنا "اے میرے رب! مجھے اپنے عذاب سے بچائیے جب آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے یا جمع کریں گے (میدان حشر میں)۔

۱۵۳۱ و حدثناه أبو كريب وزهير بن حرب قالا حدثنا وكيع عن مسعر بهذا الإسناد ولم يذكر يقبل علينا بوجهه

۱۵۳۱۔۔۔۔ حضرت مسعر رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت اس سند کے ساتھ منقول ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس روایت **يقبل علينا بوجهه** (آپ ﷺ ہماری طرف چہرہ کرتے تھے) کے الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔

باب-۲۴۸ كراهة الشروع فى نافلة بعد شروع المؤذن فى اقامة الصلاة

اقامت شروع ہونے کے بعد نفل یا سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ شروع کرنا مکروہ ہے

۱۵۳۲ ۔۔۔۔ و حدثنا أحمد بن حنبل قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن ورقاء عن عمرو بن دينار عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة عن النبي

۱۵۳۲ حضرت ابوہریرہؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب نماز کھڑی ہو جائے تو اب سوائے اسی فرض نماز کے اور کوئی نماز

---

[1] بعد از فراغت نماز نبی اکرم ﷺ کا مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا ثابت ہے جس کی حکمت و مصلحت بقول حافظ ابن حجرؒ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو علم ہو جائے کہ انہیں اس وقت کونسی دینی حاجت درپیش ہے۔ تاکہ انہیں دین کی کوئی بھی حسب حال تعلیم دی جا سکے۔ علاوہ ازیں ایک حکمت اس بات کی تمیز کرنا کہ امام اب نماز میں نہیں ہے۔ اگر امام حالت نماز پر رہے گا تو دیکھنے والے کو شبہ ہو سکتا ہے کہ حالت نماز میں ہے اس کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ بھی مقصود ہے کہ نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا رشتہ اقتدا ختم ہو گیا۔ واللہ اعلم

ﷺ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

(روا) نہیں"۔

۱۵۲۳ و حدَّثنيه مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۵۲۳ حضرت ورقاء رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز درست نہیں) اس سند کے ساتھ مروی ہے۔

۱۵۲۴ و حدَّثني يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

۱۵۲۴ عطاء بن یسار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث (آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز درست نہیں) ہی روایت کرتے ہیں۔

۱۵۲۵ و حدَّثناه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَقَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۵۲۵ حضرت زکریا بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز درست نہیں) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

۱۵۲۶ و حدَّثنا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ حَمَّادٌ ثُمَّ لَقِيتُ عَمْرًا فَحَدَّثَنِي بِهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

۱۵۲۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے حسب سابق حدیث نقل کی ہے۔ حماد نے کہا کہ پھر میں نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی انہوں نے مجھے حدیث بیان کی لیکن مرفوع نہیں (یعنی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے بیان نہیں فرمائی)۔

۱۵۲۷ حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يُصَلِّي وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَحَطْنَا نَقُولُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ لِي يُوشِكُ أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ أَرْبَعًا

۱۵۲۷ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مالک بن بحینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک شخص پر ہوا جو نماز فجر کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد نماز پڑھ رہا تھا (سنتیں) آپ ﷺ نے اس سے کچھ کہا جو ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ کیا کہا۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو اسے گھیر لیا اور اس سے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا کہا؟ اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: "قریب ہے کہ تم میں سے کوئی صبح کی چار رکعات پڑھنے لگے گا"۔ (مقصد یہ ہے کہ جب صبح کے فرض شروع ہو گئے اور اس وقت تم نے دو رکعت نفل کی نیت باندھ لی تو یہ چار رکعت ہو گئیں۔ تو گویا ایک اعتبار سے صبح کی چار رکعات ہو گئیں)۔

قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَالِكٍ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنْ أَبِيهِ

قعنبی نے فرمایا کہ عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ وَقَوْلُهُ عَنْ أَبِيهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ خَطَأٌ

ابوالحسین امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ ان کا یہ کہنا کہ "اپنے والد سے" یہ اس حدیث میں خطاء ہے۔

۱۵۳۸ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَرَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ فَقَالَ أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا

۱۵۳۸ ... حضرت ابن بحینہؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار صبح کی نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جب کہ مؤذن اقامت کہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ

"کیا تم صبح کی چار رکعات پڑھتے ہو"۔

(یعنی تمہارے یہ دو نفل اور دو فرض مل کر چار ہو گئے۔ گویا تم نے صبح کی چار رکعات پڑھیں)۔

۱۵۳۹ ..... حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ أَبِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ أَمْ بِصَلَاتِكَ مَعَنَا

۱۵۳۹ ... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سرجس فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں مصروف تھے، اس نے مسجد کی ایک جانب میں دو رکعات پڑھیں پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا۔

جب حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا تو فرمایا: اے فلاں! تو نے دونوں نمازوں میں سے کس کو فرض شمار کیا ہے آیا اس نماز کو جو تو نے تنہا پڑھی ہے یا وہ نماز جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟

باب-۲۴۹ ما يقول اذا دخل المسجد

مسجد میں دخول کے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

۱۵۴۰ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

۱۵۴۰ ..... ابو حمیدؓ یا ابو اسیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے

"اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"۔

اے اللہ! میرے واسطے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے"۔ اور جب مسجد سے نکلے تو کہے۔

"اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ"۔

قَالَ مُسْلِم سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى يَقُولُ كَتَبْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ كِتَابِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُولُ وَأَبِي أُسَيْدٍ

اے اللہ! میں آپ سے آپ کا فضل مانگتا ہوں"۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰی بن یحیٰی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے یہ حدیث سلیمان بن بلال کی کتاب سے لکھی اور انہوں نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یحیٰی حمانی اور ابواسید کہتے تھے۔

۱۵۴۱ ...... و حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۵۴۱ ابو حمید یا ابواسید سے حسب سابق روایت (کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت مذکورہ دعائیں پڑھو) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

باب-۲۵۰ استحباب تحية المسجد الركعتين و كراهة الجلوس قبل صلوتهما و انها مشروعة في جميع الاوقات

تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مستحب ہے بغیر مسجد میں بیٹھنے کے مکروہ ہونے اور ان دو رکعتوں کے تمام اوقات میں مشروع ہونے کا بیان

۱۵۴۲ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

۱۵۴۲ حضرت ابوقتادہؓ صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے قبل دو رکعت پڑھ لے"۔

۱۵۴۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ بْنِ خَلْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ قَالَ فَجَلَسْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ

۱۵۴۳ حضرت ابوقتادہ صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ برسر مجمع تشریف فرما ہیں، میں بھی بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تجھے کس چیز نے بیٹھنے سے قبل دو رکعت پڑھنے سے روکا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ ﷺ کو بیٹھے دیکھا اور سب لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے (میں بھی بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو جب تک دو رکعت نہ پڑھے بیٹھے نہیں"۔

اللہ رأیتک جالسا والناس جلوس قال فاذا دخل أحدکم المسجد فلا یجلس حتی یرکع رکعتین

باب-۲۵۱ استحباب رکعتین فی المسجد لمن قدم من سفر اول قدومہ

مسافر جب سفر سے آئے تو پہلے مسجد میں آکر دو رکعت پڑھنا مستحب ہے

۱۵۴۴ حدثنا أحمد بن جواس الحنفی أبو عاصم قال حدثنا عبید اللہ الأشجعی عن سفیان عن محارب بن دثار عن جابر بن عبد اللہ قال کان لی علی النبی ﷺ دین فقضانی وزادنی ودخلت علیہ المسجد فقال لی صل رکعتین

۱۵۴۴ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوپر میرا کچھ قرض تھا۔ میں آپ ﷺ کے پاس (قرض لینے) مسجد میں گیا تو آپ ﷺ نے میرا قرض ادا کر دیا اور مزید بھی عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ دو رکعت پڑھ لو"۔

۱۵۴۵ حدثنا عبید اللہ بن معاذ قال حدثنا أبی قال حدثنا شعبۃ عن محارب سمع جابر بن عبد اللہ یقول اشتری منی رسول اللہ ﷺ بعیرا فلما قدم المدینۃ أمرنی أن آتی المسجد فأصلی رکعتین

۱۵۴۵ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ خریدا۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مجھے حکم دیا کہ مسجد میں آجاؤں (قیمت لینے کے لئے) اور دو رکعت پڑھوں۔

۱۵۴۶ و حدثنی محمد بن المثنی قال حدثنا عبد الوھاب یعنی الثقفی قال حدثنا عبید اللہ عن وھب بن کیسان عن جابر ابن عبد اللہ قال خرجت مع رسول اللہ ﷺ فی غزاۃ فأبطأ بی جملی وأعیا ثم قدم رسول اللہ ﷺ قبلی وقدمت بالغداۃ فجئت المسجد فوجدتہ علی باب المسجد قال الآن حین قدمت قلت نعم قال فدع جملک وادخل فصل رکعتین قال فدخلت فصلیت ثم رجعت

۱۵۴۶ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کسی غزوہ میں نکلا میرا اونٹ بہت سست اور تھک گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے قبل واپس تشریف لے آئے جب کہ میں اگلے روز پہنچا۔ میں مسجد آیا تو رسول اللہ ﷺ کو مسجد کے دروازہ پر کھڑا پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم اب آرہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ اپنے اونٹ کو یہیں چھوڑ دو اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات پڑھ لو" چنانچہ میں داخل ہوا اور دو رکعت پڑھ کر لوٹا۔

۱۵۴۷ حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا الضحاک یعنی أبا عاصم ح و حدثنی محمود بن غیلان قال حدثنا عبد الرزاق قالا جمیعا أخبرنا ابن جریج قال أخبرنی ابن شھاب أن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب أخبرہ عن أبیہ عبد اللہ بن کعب وعن عمہ عبید اللہ بن کعب عن کعب بن مالک أن رسول اللہ ﷺ کان لا یقدم من سفر إلا نھارا فی

۱۵۴۷ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے تھے۔ پھر جب تشریف لے آتے تو سب سے پہلے مسجد میں آتے دو رکعات پڑھتے پھر مسجد میں بیٹھتے۔

الضُّحٰی فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِیهِ

باب-۲۵۲ استحباب صلاۃ الضحی الخ

چاشت کی نماز مستحب ہے

۱۵۴۸ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ

۱۵۴۸۔ حضرت عبداللہ بن شقیق ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا نہیں! مگر یہ کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے۔

۱۵۴۹ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَيْسِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ

۱۵۴۹۔ حضرت عبداللہ بن شقیق ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا نہیں! مگر یہ کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے۔

۱۵۵۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ

۱۵۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی چاشت کے نوافل پڑھتے نہیں دیکھا جب کہ میں پڑھتی ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اگرچہ کسی عمل کو پسند فرماتے تھے لیکن اس خدشہ سے بعض اوقات ترک کر دیتے تھے کہ لوگ اسے فرض قرار دے کر اس پر لازماً عمل نہ کرنے لگیں۔

۱۵۵۱ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي الرِّشْكَ قَالَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَمْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللهُ

۱۵۵۱۔ حضرت معاذہ ؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی کتنی رکعات پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ چار رکعات۔ اور چاہتے تو اس سے زائد بھی پڑھتے تھے۔

۱۵۵۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ يَزِيدُ مَا شَاءَ اللهُ

۱۵۵۲۔ حضرت یزید ؒ سے سابقہ روایت (آپ ﷺ چاشت کی چار رکعت پڑھا کرتے تھے) اس سند کے ساتھ منقول ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ چار سے جتنا اللہ چاہے زائد پڑھتے۔

۱۵۵۳ وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ

۱۵۵۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةَ حَدَّثَتْهُمْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللهُ

چاشت کی چار رکعت پڑھتے اور جتنی اللہ تعالیٰ چاہتے زائد ادا فرماتے۔

۱۵۵۴...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۵۵۴...... حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (آپ ﷺ چاشت کی چار رکعت پڑھتے اور جتنی اللہ چاہتے زائد) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

۱۵۵۵...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

۱۵۵۵...... عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے ام ھانی رضی اللہ عنہا کے۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے روز ان کے گھر میں داخل ہوئے اور آٹھ رکعات پڑھیں۔ میں نے کبھی آپ ﷺ کو اتنی مختصر نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔ البتہ آپ ﷺ رکوع و سجود پوری طرح ادا کر رہے تھے۔

وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ قَوْلَهُ قَطُّ

اور ابن بشار نے اپنی روایت میں لفظ "قط" (کبھی) نہیں بیان فرمایا

۱۵۵۶...... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَأَلْتُ وَحَرَصْتُ عَلَى أَنْ أَجِدَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يُخْبِرُنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحَى فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُحَدِّثُنِي ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا أَدْرِي أَقِيَامُهُ فِيهَا أَطْوَلُ أَمْ رُكُوعُهُ أَمْ سُجُودُهُ كُلُّ ذَلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ قَالَتْ فَلَمْ أَرَهُ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

۱۵۵۶...... عبداللہ بن الحارث بن نوفل فرماتے ہیں کہ میں ہر ایک سے پوچھتا اور حرص کرتا پھرتا تھا کہ کوئی ایسا شخص پاؤں جو مجھے یہ بتلائے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی۔ میں نے سوائے ام ھانی رضی اللہ عنہا کے کسی کو نہیں پایا۔ ام ھانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز دن چڑھنے کے بعد تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے لئے کپڑے کا پردہ ڈال دیا گیا۔ آپ ﷺ نے غسل فرمایا پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعات ادا فرمائی مجھے نہیں معلوم کہ ان میں قیام زیادہ طویل تھا یا رکوع یا سجود۔ تینوں یعنی قیام، رکوع اور سجود تقریباً برابر تھے۔ ام ھانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس سے قبل یا بعد آپ ﷺ کو یہ نوافل پڑھتے نہیں دیکھا۔

قَالَ الْمُرَادِيُّ عَنْ يُونُسَ وَلَمْ يَقُلْ أَخْبَرَنِي

مرادی نے یونس سے روایت نقل کی ہے لیکن اس میں اخبرنی کا لفظ نہیں

بیان فرمایا۔

۱۵۵۷ حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن أبي النضر أن أبا مرة مولى أم هانئ بنت أبي طالب أخبره أنه سمع أم هانئ بنت أبي طالب تقول ذهبت إلى رسول الله ﷺ عام الفتح فوجدته يغتسل وفاطمة ابنته تستره بثوب قالت فسلمت فقال من هذه قلت أم هانئ بنت أبي طالب قال مرحبا بأم هانئ فلما فرغ من غسله قام فصلى ثماني ركعات ملتحفا في ثوب واحد فلما انصرف قلت يا رسول الله زعم ابن أمي علي بن أبي طالب أنه قاتل رجلا أجرته فلان ابن هبيرة فقال رسول الله ﷺ قد أجرنا من أجرت يا أم هانئ قالت أم هانئ وذلك ضحى

۱۵۵۷۔ حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئی تو آپ ﷺ کو غسل میں مصروف پایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی صاحبزادی آپ ﷺ کے لئے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا ام ھانی بنت ابی طالب۔ فرمایا: خوش آمدید ام ھانی۔ پھر جب غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور ایک کپڑا جسم پر لپیٹ کر ۸ رکعات پڑھیں۔ جب نماز سے فارغ ہو کر مڑے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں جائے (میرے بھائی) علی بن ابی طالب ایک آدمی کو مارنے کا ارادہ رکھتے تھے جسے میں نے پناہ دی ہوئی ہے وہ ہبیرہ کا بیٹا فلاں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ھانی! جسے تم نے پناہ دی ہم نے بھی اسے پناہ دی۔ ام ھانی نے فرمایا کہ وہ چاشت کا وقت تھا۔

۱۵۵۸ وحدثني حجاج بن الشاعر قال حدثنا معلى بن أسد قال حدثنا وهيب بن خالد عن جعفر بن محمد عن أبيه عن أبي مرة مولى عقيل عن أم هانئ أن رسول الله ﷺ صلى في بيتها عام الفتح ثماني ركعات في ثوب واحد قد خالف بين طرفيه

۱۵۵۸۔ حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں فتح مکہ والے سال آٹھ رکعات پڑھیں ایک ہی کپڑے میں جس کے دونوں کناروں کو ایک دوسرے کی مخالف سمت میں کیا ہوا تھا۔

۱۵۵۹ حدثنا عبد الله بن محمد بن أسماء الضبعي قال حدثنا مهدي وهو ابن ميمون قال حدثنا واصل مولى أبي عيينة عن يحيى بن عقيل عن يحيى بن يعمر عن أبي الأسود الدؤلي عن أبي ذر عن النبي ﷺ أنه قال يصبح على كل سلامى من أحدكم صدقة فكل تسبيحة صدقة وكل تحميدة صدقة وكل تهليلة صدقة وكل تكبيرة صدقة وأمر بالمعروف صدقة ونهي عن المنكر صدقة ويجزئ من ذلك ركعتان يركعهما من الضحى

۱۵۵۹۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر آدمی کے اوپر صبح ہونے کے بعد جسم کے ہر جوڑ کے عوض صدقہ واجب ہے۔ پس ہر مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر الحمدللہ صدقہ ہے۔ ہر لاالٰہ الا اللہ صدقہ ہے۔ ہر اللہ اکبر صدقہ ہے۔ امر بالمعروف صدقہ ہے نہی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب کے لئے چاشت کی دو رکعات جنہیں آدمی پڑھ لیتا ہے کافی ہو جاتی ہیں"۔

١٥٦٠ ..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ

۱۵۶۰..... حضرت ابو ہریرہؓ، فرماتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ۱۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کی ۲۔ چاشت کی دو رکعات کی ۳۔ سونے سے قبل وتر پڑھ لینے کی۔

١٥٦١ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ وَأَبِي شِمْرٍ الضُّبَعِيِّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۵۶۱..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت (آپ ﷺ نے ہر ماہ تین روزے رکھنے، چاشت دو رکعت اور سونے سے قبل وتر پڑھ لینے کی وصیت فرمائی) نقل کی ہے۔

١٥٦٢ ..... وحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الدَّانَاجِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِثَلَاثٍ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۵۶۲..... حضرت صائغ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے میرے خلیل ابو القاسم ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔
آگے بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

١٥٦٣ ..... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ أَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلَاةِ الضُّحَى وَبِأَنْ لَا أَنَامَ حَتَّى أُوتِرَ

۱۵۶۳..... ابومرہ جو ام ہانیؓ کے آزاد کردہ غلام تھے روایت کرتے ہیں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے حبیب ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی کہ زندگی بھر انہیں ترک نہ کروں۔ ہر ماہ تین روزے رکھنے، چاشت کی نماز اور سونے سے قبل ہی وتر پڑھ لینے کی۔

باب-۲۵۳ استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما

سنت فجر کی اہمیت وترغیب

١٥٦٤ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

۱۵۶۴..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب مؤذن صبح کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا تھا اور صبح ہو جاتی تھی تو دو مختصر سی رکعتیں نماز کھڑی ہونے سے قبل پڑھتے تھے۔

خفيفتين قبل أن تقام الصلاة

۱۵۶۵ ... و حدثنا يحيى بن يحيى وقتيبة وابن رمح عن الليث بن سعد ح و حدثني زهير بن حرب وعبيد الله بن سعيد قالا حدثنا يحيى عن عبيد الله ح و حدثني زهير بن حرب قال حدثنا إسمعيل عن أيوب كلهم عن نافع بهذا الإسناد كما قال مالك

۱۵۶۵..... حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ مالکؒ والی روایت (آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب موذن صبح کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا تو دو مختصری رکعتیں فرض نماز سے پہلے پڑھتے) کی طرح اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

۱۵٦٦ و حدثني أحمد بن عبد الله بن الحكم قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن زيد بن محمد قال سمعت نافعا يحدث عن ابن عمر عن حفصة قالت كان رسول الله ﷺ إذا طلع الفجر لا يصلي إلا ركعتين خفيفتين

۱۵۶۶ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طلوع فجر کے بعد صرف دو مختصری رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۵٦٧ و حدثناه إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا النضر قال حدثنا شعبة بهذا الإسناد مثله

۱۵۶۷ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے حسب سابق (آپ ﷺ طلوع فجر کے بعد دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے) روایت منقول ہے۔

۱۵٦٨ حدثنا محمد بن عباد قال حدثنا سفيان عن عمرو عن الزهري عن سالم عن أبيه أخبرتني حفصة أن النبي ﷺ كان إذا أضاء له الفجر صلى ركعتين

۱۵۶۸ حضرت سالمؒ اپنے والد (ابن عمرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا مجھے حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ فجر کے روشن ہونے کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔

۱۵٦٩ حدثنا عمرو الناقد قال حدثنا عبدة بن سليمان قال حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يصلي ركعتي الفجر إذا سمع الأذان ويخففهما

۱۵۶۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اذان (فجر) سننے کے بعد دو مختصر رکعات پڑھا کرتے تھے۔

۱۵٧٠ و حدثنيه علي بن حجر قال حدثنا علي يعني ابن مسهر ح و حدثناه أبو كريب قال حدثنا أبو أسامة ح و حدثناه أبو بكر وأبو كريب وابن نمير عن عبد الله بن نمير ح و حدثناه عمرو الناقد قال حدثنا وكيع كلهم عن هشام بهذا الإسناد

وفي حديث أبي أسامة إذا طلع الفجر

۱۵۷۰ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ حسب سابق روایت (آپ ﷺ اذان فجر سننے کے بعد دو مختصر رکعات پڑھا کرتے تھے) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

اور ابواسامہ کی روایت میں جب صبح طلوع ہوتی تو دو رکعت پڑھتے۔

۱۵٧١ و حدثناه محمد بن المثنى قال حدثنا ابن

۱۵۷۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی

بي عديٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ

ﷺ اذان (فجر) اور اقامت کے درمیان صبح کی نماز میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۷۲ — وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَةَ تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُ حَتَّى إِنِّي أَقُولُ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ

۱۵۷۲ .... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر سے قبل کی دو رکعتیں، اتنی ہلکی اور مختصر پڑھا کرتے تھے کہ میں یہ کہتی تھی کہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے کہ نہیں۔

۱۵۷۳ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَقُولُ هَلْ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۱۵۷۳ .. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً مضمون بالا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر سے قبل کی دو رکعتیں اتنی ہلکی اور مختصر پڑھا کرتے تھے کہ میں یہ کہتی تھی کہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے کہ نہیں۔) ہی مروی ہے۔

۱۵۷٤ ... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ

۱۵۷۴ .. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نوافل میں سے کسی کی بھی اتنی پابندی نہ فرماتے جتنی فجر سے قبل کی دو رکعات کی فرماتے تھے۔

۱۵۷۵ — وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

۱۵۷۵ . حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی بھی نفل کے لئے جلدی کرتے نہیں دیکھا جتنی جلدی آپ ﷺ فجر سے قبل کی دو رکعتوں کے لئے فرماتے تھے۔

۱۵۷٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ

۱۵۷۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فجر (سے پہلے) کی دو رکعتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں"۔

خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

۱۵۷۷ ...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي شَأْنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا

۱۵۷۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے طلوع فجر کے وقت کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو رکعات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔

۱۵۷۸ ...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ

۱۵۷۸ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر سے قبل کی دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۷۹ ...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ يَعْنِي مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا (قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا) الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا (آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ)

۱۵۷۹ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے کی دو رکعات میں سے پہلی میں قولوا امنا باللہ ...... الآیۃ پڑھا کرتے تھے جو سورۃ بقرہ میں ہے جب کہ دوسری رکعت میں (سورۃ آل عمران کی آیت) واشهد بانا مسلمون پڑھا کرتے تھے۔ [1]

۱۵۸۰ ...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا) وَالَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ (تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ)

۱۵۸۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو رکعات میں قولوا آمنا باللہ (البقرۃ) اور آل عمران والی "تعالوا إلى كلمة سواء بيننا و بينكم" الآیۃ پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۸۱ ...... و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

۱۵۸۱ ...... عثمان بن حکیم رضی اللہ عنہ سے مروان فزاری والی روایت

---

[1] رکعتین قبل الفجر یعنی فجر کی دو سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت اور تاکید ہے۔ سنن مؤکدہ میں سب سے زیادہ اہم یہی سنتیں ہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے یہ رہ جائیں تو طلوع آفتاب کے بعد زوال سے پہلے پہلے انہیں قضا کر لینا ضروری ہے۔
احادیث بالا میں فجر کی سنتوں میں تخفیف یعنی مختصر پڑھنا ثابت ہے لہٰذا جمہور فقہاء کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ واللہ اعلم

عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ

(آپ ﷺ فجر کی پہلی رکعت میں قولوا آمنا باللہ...... بقرہ پڑھتے اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران سے پڑھتے تھے) کی طرح اس سند کے ساتھ روایت مروی ہے۔

باب-۲۵۴ فضل السنن الراتبة قبل الفرائض و بعدهن و بيان عددهن

سنن راتبہ کی فضیلت اور ان کے عدد کا بیان

۱۵۸۲...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِحَدِيثٍ يَتَسَارُّ إِلَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ عَنْبَسَةُ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ

۱۵۸۲...... عمرو بن اوسؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے عنبسہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے مرض الموت میں ایک ایسی حدیث بیان کی جس سے بہت خوشی ہوتی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دن رات میں بارہ رکعات پڑھیں اس کے واسطے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا"۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کو رسول اللہ ﷺ سے سننے کے بعد سے میں نے کبھی ان رکعات کو ترک نہیں کیا۔

عنبسہ ؓ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا ہے ان رکعات کو کبھی ترک نہیں کیا اور عمروؒ بن اوس کہتے ہیں کہ عنبسہ ؓ سے سننے کے بعد سے میں نے کبھی انہیں ترک نہیں کیا۔ اور نعمانؒ بن سالم کہتے ہیں کہ عمروؒ بن اوس سے سننے کے بعد سے میں نے کبھی انہیں ترک نہیں کیا۔

۱۵۸۳...... حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ

۱۵۸۳...... نعمانؒ بن سالم کہتے ہیں سابقہ روایت اس سند سے کہ: جس نے دن بھر میں بارہ رکعات نفل پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا"۔

۱۵۸۴...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَنْبَسَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ

۱۵۸۴...... حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان بندہ بھی روزانہ اللہ کی رضا کے لئے بارہ رکعات نوافل پڑھے گا فرائض کے علاوہ، اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا' یا فرمایا: جنت میں اس کے لئے گھر بنایا جائے گا۔

ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وَ قَالَ عَمْرٌو مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وَقَالَ النُّعْمَانُ مِثْلَ ذَٰلِكَ

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ انہیں پڑھتی ہوں۔ اور عنبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد سے ہمیشہ انہیں پڑھتا ہوں۔ عمرو بن اوس اور نعمان بن سالم بھی یہی (ہم ہمیشہ پڑھتے ہیں) کہتے ہیں۔

۱۵۸۵ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى لِلهِ كُلَّ يَوْمٍ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ۔

۱۵۸۵۔ حضرت ام حبیبہؓ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جو شخص اللہ کی رضا کیلئے فرائض کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا جنت میں اس کیلئے گھر بنایا جائے گا) ذکر ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ بھی ہے کہ "اچھی طرح وضو کرے"۔

۱۵۸٦..... و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ سَجْدَتَيْنِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَالْجُمُعَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ

۱۵۸٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے قبل دو رکعات، ظہر کے بعد دو رکعات، مغرب کے بعد دو رکعات اور عشاء کے بعد دو رکعات پڑھیں اور جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعات پڑھیں۔ البتہ مغرب، عشاء اور جمعہ کے نوافل میں نے آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے گھر میں پڑھے۔

باب-۲۵۵ جواز النافلة قائما و قاعدا وفعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا

نوافل کھڑے، بیٹھے یا ایک رکعت بیٹھ کر اور ایک کھڑے ہو کر ہر طرح جائز ہے

۱۵۸۷ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ

۱۵۸۷ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نوافل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

"حضور علیہ السلام میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ پھر واپس آتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور آپ ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے، اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے (علاوہ ازیں) آپ ﷺ رات میں ۹ رکعت بشمول وتر پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ رات میں طویل وقت کھڑے ہو کر طویل وقت بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ جب قرأت کھڑے ہو کر کرتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب قرأت بیٹھ کر کرتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھ کر فرماتے۔ جب طلوع فجر ہوتی تو دو رکعت پڑھتے تھے"۔

۱۵۸۸...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

۱۵۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لمبی رات تک نماز پڑھتے تھے، پس جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔

۱۵۸۹ ...... وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّي قَاعِدًا فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

۱۵۸۹۔ حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں فارس میں بیمار ہو گیا تھا (جس کے باعث) بیٹھ کر نماز پڑھتا تھا۔ اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل ہی بیان کیا ہے۔

۱۵۹۰ ...... وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

۱۵۹۰۔ حضرت عبداللہ بن شقیق العقیلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ زیادہ تر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور بیٹھ کر بھی اکثر پڑھتے تھے۔ اگر آپ ﷺ نماز کھڑے ہو کر شروع کرتے تھے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے تھے اور جب نماز بیٹھ کر ہی شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے"۔

۱۵۹۱ ...... وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

۱۵۹۱۔ حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کھڑے کھڑے بھی نماز پڑھتے تھے اور بیٹھے ہوئے بھی جب نماز کھڑے ہونے کی حالت میں شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہونے کی حالت میں فرماتے اور جب نماز بیٹھنے کی حالت میں شروع کرتے تو رکوع بھی بیٹھے ہوئے کرتے۔

١٥٩٢...... و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتَّى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا حَتَّى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ

١٥٩٢...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز میں بیٹھ کر قرأت کرتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی تو بیٹھ کر قرأت کرنے لگے البتہ جب سورت کے ختم ہونے میں ۳۰ یا چالیس ۴۰ آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور انہیں پڑھ کر رکوع فرماتے۔

١٥٩٣...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ

١٥٩٣...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے (رات کے نوافل) پھر آپ ﷺ کی قرأت (سورت ختم) ہونے میں تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) آیات کے لگ بھگ رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہو کر (بقیہ) قرأت کرتے، پھر رکوع و سجود کرتے اور دوسری رکعت میں بھی یونہی کرتے تھے۔

١٥٩٤...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً

١٥٩٤...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر قرأت کرتے تھے (نماز میں) پھر جب رکوع کا ارادہ ہوتا تو اتنی دیر قبل کھڑے ہو جاتے جتنی دیر میں انسان چالیس آیات تلاوت کر لے۔

١٥٩٥...... و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

١٥٩٥...... علقمہ بن وقاص کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر دو رکعتوں میں کس طرح کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ بیٹھ کر دونوں رکعتوں میں قرأت فرماتے، جب رکوع کا ارادہ ہوتا تو کھڑے ہو جاتے اور پھر رکوع کرتے۔

وَهُوَ جَالِسٌ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ

۱۵۹۶۔۔۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ قَاعِدٌ قَالَتْ نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ

۱۵۹۶۔ حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں! جب لوگوں (کی فکرات) نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔

۱۵۹۷ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۵۹۷۔۔ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ حسب سابق روایت (بوڑھاپے میں آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے) منقول ہے۔

۱۵۹۸۔۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتَّى كَانَ كَثِيرٌ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ

۱۵۹۸۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اس وقت تک انتقال نہیں فرما گئے جب تک کہ آپ ﷺ اکثر نماز میں بیٹھ کر پڑھنے نہ لگے۔

۱۵۹۹۔۔۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدٍ قَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ جَالِسًا

۱۵۹۹۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ جب جسیم اور بھاری ہو گئے تو اکثر (نفل) نمازیں بیٹھ کر پڑھنے لگے۔

۱۶۰۰۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا

۱۶۰۰۔۔۔ سیدہ حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو بیٹھ کر نوافل پڑھتے نہیں دیکھا۔ البتہ جب وفات سے ایک سال قبل بیٹھ کر نفل پڑھنے لگے تھے اور آپ ﷺ سورت کو ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لمبی سے لمبی ہو جاتی تھی۔

١٦٠١ ـــ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا بِعَامٍ وَاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ

۱۶۰۱ ـــ زہری رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (آپ ﷺ وفات سے قبل بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے تھے ـــ الخ) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔ مگر اس میں ہے کہ جب آپ ﷺ کی وفات میں ایک سال یا دو سال رہ گئے۔

١٦٠٢ ـــ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى صَلّٰى قَاعِدًا

۱۶۰۲ ـــ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب تک بیٹھ کر نماز نہ پڑھ لی آپ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا۔

١٦٠٣ ـــ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ قُلْتَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلَاةِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ

۱۶۰۳ ـــ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہے" (ثواب میں) فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر پر رکھ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے عبداللہ بن عمرو! تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے تو بیان کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے "۔ آدمی کی نماز بیٹھ کر آدھی نماز کے برابر ہے"۔ اور آپ ﷺ تو بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صحیح ہے، لیکن میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ ❶

١٦٠٤ ـــ وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا محمد ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا

۱۶۰۴ ـــ حضرت منصور سے سابقہ روایت (آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا ثواب میں آدھی نماز کے برابر ہے ـــ الخ) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

---

❶ یعنی میرا اور تمہارا کیا مقابلہ ہے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اگر بیٹھ کر بھی پڑھوں گا تو اس کا اجر کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی طرح ملے گا کیونکہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں اللہ جل شانہ کے یہاں میری یہ خصوصیت ہے۔ واللہ اعلم

اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ امام اور منفرد کے لئے بغیر عذر کے فرض نماز بیٹھ کر جائز نہیں۔ اور عذر کی صورت میں فرض بیٹھ کر جائز ہیں۔ عذر کے معنی یہ کہ کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو۔ البتہ نوافل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن اس کے بارے میں فرمایا کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نصف اجر ملے گا قائم کے مقابلہ میں۔ اور خود حضور علیہ السلام کا معمول بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ ساری عمر کھڑے ہو کر ہی نوافل پڑھے لیکن جب بڑھاپے نے مضمحل کر دیا اور جسم مبارک بھاری ہو گیا تو اس وقت بیٹھ کر پڑھنے لگے بلکہ اس میں بھی صرف قرأت بیٹھ کر کرتے اور بقیہ ارکان کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے کیونکہ قرأت لمبی کرتے تھے جس کی بناء پر تعب کا اندیشہ ہوتا تھا اس لئے تلاوت بیٹھ کر فرماتے تھے۔

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ

باب-۲۵۶　صلاة الليل و عدد ركعات النبیﷺ فی الليل و ان الوتر ركعة الخ

رات کی نماز اور حضور علیہ السلام کی رات کی رکعات کی تعداد اور وتر کی ایک رکعت صحیح ہونے کا بیان

۱۶۰۵۔۔۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۱۶۰۵۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے ان میں سے آخری ایک رکعت کو بطور وتر کے پڑھا کرتے تھے۔ اور اس سے فراغت کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ مؤذن آکر (آپ ﷺ کو بیدار کرتا) پھر آپ ﷺ دو مختصر سی رکعات پڑھتے (فجر کی سنتیں)۔

۱۶۰۶۔۔۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ

۱۶۰۶۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ مطہرہ رسول ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فراغت سے لے کر اور وہ عشاء جسے لوگ "عتمہ" کے نام سے پکارتے تھے فجر تک اس درمیانی عرصہ میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے' ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے' اور آخری ایک رکعت کو بطور وتر پڑھا کرتے تھے۔ پھر جب مؤذن اذانِ فجر سے فارغ ہو جاتا اور فجر خوب واضح ہو جاتی آپ ﷺ کے سامنے تو کھڑے ہو کر دو مختصر رکعات پڑھتے تھے' پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے (اور لیٹے رہتے) یہاں تک کہ مؤذن اقامت کے لئے آجاتے (پھر کھڑے ہوتے تھے)۔

۱۶۰۷۔۔۔ وحَدَّثَنَاه حَرْمَلَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ حَرْمَلَةُ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْإِقَامَةَ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرٍو سَوَاءً

۱۶۰۷۔۔۔ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ کچھ الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ حسب سابق روایت مروی ہے۔

۱۶۰۸۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ

۱۶۰۸۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعات پڑھتے تھے ان میں سے پانچ رکعات وتر کی ہوتیں کہ ان میں

قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا

صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔

۱۶۰۹...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۶۰۹...... حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (کہ آپ ﷺ رات میں تیرہ رکعات پڑھتے جن میں پانچ رکعات وتر ہوتیں) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

۱۶۱۰...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۶۱۰...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعات بشمول فجر کی دو سنتوں کے پڑھتے تھے۔

۱۶۱۱ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي

۱۶۱۱...... سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں آنحضرت ﷺ کی نماز کی (نوافل لیل کی) کیفیت کیا ہوتی تھی؟ فرمانے لگیں کہ آپ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے' آپ ﷺ پہلے چار رکعات پڑھتے تھے' تم ان کے بہترین اور طویل ہونے کے بارے میں پوچھو نہیں۔ پھر چار رکعات پڑھتے تھے' پوچھو نہیں کہ وہ کتنی بہترین' عمدہ اور طویل ہوتی تھیں۔ پھر تین رکعات پڑھتے تھے (وتر کی) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ وتر سے قبل ہی سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! "میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا"۔

(مقصد یہ ہے کہ بشر ہونے کے ناطے جسمانی راحت کی خاطر آنکھیں تو نیند کی وادی میں چلی جاتی ہیں لیکن نبوت کی بار امانت کے باعث قلب پر نیند نہیں طاری ہوتی اور جب قلب پر نیند نہیں ہوتی تو غفلت کیسے ہو سکتی ہے کہ میں وتر کو ضائع کر دوں نیند کی خاطر)۔

۱۶۱۲...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ

۱۶۱۲...... سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (نفلی) نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ: آپ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے' پہلے آٹھ رکعات

كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ

پڑھتے' پھر وتر پڑھتے (تین رکعات) بعد ازاں دو رکعات پڑھتے (بطور نفل) اور یہ سب رکعات بیٹھ کر ادا کرتے۔ اور ان میں جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے' کھڑے ہو کر رکوع فرماتے۔ پھر اذان و اقامت فجر کے درمیان دو رکعات (بطور سنت فجر) ادا کرتے تھے۔

١٦١٣ .... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوتِرُ مِنْهُنَّ

۱۶۱۳..... حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسب سابق روایت منقول ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس رُوایت میں ہے کہ آپ ﷺ نو رکعات پڑھتے اور وتر ان ہی میں سے ہوتا تھا۔

١٦١٤ ... و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَيْ أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَتْ صَلَاتُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ

۱۶۱۴ .... عبد اللہ بن ابی لبید سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو سلمہ ؒ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا اے اماں جان! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بتلایئے؟ انہوں نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان سب میں آپ ﷺ کی (رات کی) نماز تیرہ رکعات پر مشتمل ہوتی تھی جن میں فجر کی دو رکعات بھی شامل ہیں۔

١٦١٥ ...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۶۱۵..... قاسم بن محمد کہتے ہیں ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رات میں دس رکعات پر مشتمل ہوتی تھی' پھر ایک رکعت بطور وتر پڑھا کرتے تھے اس کے بعد دو رکعات فجر کی سنت کے طور پر پڑھتے۔ یہ سب مل کر تیرہ ہو جاتی تھیں۔

١٦١٦ ..... و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَأَلْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ فَإِذَا

۱۶۱۶..... ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے اسود بن یزید سے ان احادیث کے بارے میں جو ان سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ابتدائے رات میں سو جاتے تھے جب کہ اخیر شب کو (عبادات سے) زندہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد اگر آپ ﷺ کو اپنی ازواج سے حاجت ہوتی (صحبت کی) تو حاجت پوری فرما کر سو جاتے۔ پھر جب اذانِ اول

كانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ قَالَتْ وَثَبَ وَلَا وَاللهِ مَا قَالَتْ قَامَ فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللهِ مَا قَالَتِ اغْتَسَلَ وَأَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الرَّجُلِ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ

(ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان) ہوتی تو اچھل کر کھڑے ہو جاتے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ کھڑے ہو جاتے (بلکہ یہی فرمایا کہ اچھل کر اٹھ جاتے نماز کے انتہائی اہتمام کی بناء پر) پھر اپنے جسم پر پانی بہاتے۔ اور خدا کی قسم! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں کہا کہ غسل فرماتے (بلکہ یہی فرمایا کہ پانی بہاتے) اور میں خوب جانتا ہوں جوان کا مطلب ہوتا تھا (یعنی حضور علیہ السلام جنابت کی وجہ سے غسل فرماتے تھے لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حیا کی وجہ سے غسل کا لفظ استعمال نہیں کیا) اور اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو فرماتے جیسا کہ آدمی نماز کے لئے وضو کرتا ہے پھر دو رکعات پڑھتے تھے۔

١٦١٧ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى يَكُونَ آخِرَ صَلَاتِهِ الْوِتْرُ

١٦١٧۔ ابو اسحاق، اسود سے روایت کرتے ہیں اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ رات میں نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آخری نماز وتر کی ہوتی تھی۔

١٦١٨ حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ عَمَلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُحِبُّ الدَّائِمَ قَالَ قُلْتُ أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي فَقَالَتْ كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلَّى

١٦١٨۔ مسروق (مشہور تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

آپ ﷺ دائمی عمل کو پسند فرماتے تھے۔

میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کس وقت نماز پڑھتے تھے تو فرمایا کہ:

جب مرغ بانگ دیتا تو کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے۔

١٦١٩ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَلْفَى رَسُولَ اللهِ ﷺ السَّحَرُ الْأَعْلَى فِي بَيْتِي أَوْ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

١٦١٩۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو ابتدائے سحر کے وقت ہمیشہ اپنے گھر میں یا اپنے قریب سوتا ہوا ہی پایا۔

١٦٢٠ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ

١٦٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دونوں رکعت پڑھ کر فارغ ہونے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ آپ ﷺ بھی لیٹ جاتے۔

كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ

١٦٢١ ۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتَّابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۶۲۱۔۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دونوں رکعت پڑھ کر فارغ ہوتے تو اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ آپ ﷺ بھی لیٹ جاتے) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

١٦٢٢ ۔ و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَوْتَرَ قَالَ قُومِي فَأَوْتِرِي يَا عَائِشَةُ

۱۶۲۲۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں نماز پڑھتے تو جب وتر پڑھتے تو مجھے اٹھاتے اور کہتے کہ اے عائشہ! اٹھ جاؤ اور وتر پڑھ لو۔

١٦٢٣ ۔۔۔ و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ

۱۶۲۳۔۔۔۔ حضرت قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں جب نماز پڑھتے تھے تو وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) ان کے سامنے آڑی ہو کر لیٹی ہوتی تھیں پھر جب وتر باقی رہ جاتے تو انہیں جگایا کرتے تھے تو وہ وتر پڑھ لیتیں۔

١٦٢٤ ۔۔۔ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ وَاسْمُهُ وَاقِدٌ وَلَقَبُهُ وَقْدَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

۱۶۲۴۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ساری رات میں سے کسی بھی حصہ میں وتر پڑھ لیتے تھے حتیٰ کہ آخر میں آپ ﷺ کے وتر سحری کے وقت تک پہنچ گئے۔
(اس سے معلوم ہوا کہ رات کے کسی بھی حصہ میں وتر پڑھے جا سکتے ہیں)۔

١٦٢٥ ۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ

۱۶۲۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پوری رات میں وتر پڑھتے تھے ابتدائے رات میں بھی پڑھے اور درمیانی رات میں بھی وتر پڑھے اور اخیر میں بھی پڑھے اور آخر میں سحری کے وقت تک وتر پہنچ گئے۔

١٦٢٦ ۔۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ

۱۶۲۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

قَاضِي كِرْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلَّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ

نے رات کے ہر ایک حصہ میں وتر پڑھی حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وتر اخیر رات تک پہنچ گیا۔

١٦٢٧ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ ابْنِ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ وَيُجَاهِدَ الرُّومَ حَتَّى يَمُوتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ لَقِيَ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَنَهَوْهُ عَنْ ذَلِكَ وَأَخْبَرُوهُ أَنَّ رَهْطًا سِتَّةً أَرَادُوا ذَلِكَ فِي حَيَاةِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَنَهَاهُمْ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ فَلَمَّا حَدَّثُوهُ بِذَلِكَ رَاجَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلَى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِي فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَحَكِيمٌ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ مَنْ مَعَكَ قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي

۱۶۲۷ .... قتادہؒ، زرارہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام بن عامر نے جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کیا اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے مدینہ تشریف لائے اور چاہا کہ اپنی جائیداد وغیرہ بیچ کر اسلحہ اور گھوڑا وغیرہ (آلاتِ جہاد) کا بندوبست کرکے روم کے عیسائیوں سے جہاد کریں حتیٰ کہ اسی راہ میں موت آجائے۔ (کیونکہ اس وقت ارضِ روم میں جہاد ہو رہا تھا اور اسلامی فوجیں عیسائیانِ روم سے مصروفِ پیکار تھیں)۔ چنانچہ جب وہ مدینہ آئے تو اہلِ مدینہ کے کچھ لوگوں سے ملے تو انہوں نے سعد کو اس سے منع کیا اور بتلایا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی چھ افراد کی جماعت نے یہی ارادہ کیا تھا تو نبی ﷺ نے انہیں اس سے منع کر دیا تھا۔ اور ان سے فرمایا تھا کہ کیا تمہارے واسطے میرے عمل میں نمونہ نہیں ہے"۔ (یعنی بشری تقاضوں اور حوائجِ انسانی سے منہ موڑ کر اور ترکِ دنیا کرکے جہاد کرنا یہ شریعت کی تعلیم نہیں بلکہ اس کے مزاج کے خلاف ہے) چنانچہ جب لوگوں نے ان سے یہ بات کہی تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے جنہیں طلاق دیدی تھی رجوع کرلیا اور رجوع پر لوگوں کو گواہ بھی کرلیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں پوچھا تو ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کا پتہ نہ بتلاؤں جو روئے زمین پر بسنے والے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم ہے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ تم ان کے پاس جاکر ان سے پوچھو پھر میرے پاس آؤ اور مجھے بتلاؤ کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتی ہیں۔ سعدؒ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا اور حکیم بن افلح کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ میرے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں۔ حکیمؒ نے کہا کہ میں تو ان کے پاس نہیں جانے والا، کیونکہ میں نے انہیں (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو منع کیا تھا ان دونوں گروہوں کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے (یعنی صحابہؓ میں جو باہمی کشاکشی اور جدال ہوا تھا

فَقُلْتُ أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللهُ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ فِي آخِرِ هَذِهِ السُّورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا سَنَّ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ

قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي بِهِ

قَالَ قُلْتُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا

جنگ جمل میں) لیکن انہوں نے میری بات کا انکار کیا اور چلی گئیں (جنگ میں شریک ہونے) سعدؒ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں قسم دی (کہ میرے ساتھ چلیں) چنانچہ وہ آگئے اور ہم (دونوں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے (وہاں پہنچ کر) ہم نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ ہم ان کے حجرہ میں داخل ہوگئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکیمؒ کو پہچانتے ہوئے فرمایا کہ کیا حکیم ہیں؟ (آواز وغیرہ سے غالباً پہچان لیا ہوگا) انہوں نے کہا ہاں! فرمانے لگیں: تمہارے ساتھ کون ہے؟ حکیمؒ نے کہا کہ سعد بن ھشام۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ھشام کون؟ حکیمؒ نے کہا عامرؓ کے بیٹے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پر دعائے رحمت کی اور اچھے کلمات کہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ ابن عامرؓ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ سعدؒ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یا ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتلایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا: تو حضور اکرم ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو ہے (یعنی قرآن میں جس کا حکم ہے وہی بات آپ کے عمل میں تھی)۔ سعدؒ کہتے ہیں کہ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اٹھ چلوں اور آئندہ کسی سے کچھ نہ پوچھوں یہاں تک کہ موت آجائے لیکن پھر مجھے خیال آیا اور میں نے کہا کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کے بارے میں بتلایئے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کیا تم نے یاأیہا المزمل نہیں پڑھی۔ میں نے کہا کیوں نہیں! تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل کو اس سورت کے ابتدائی حصہ میں فرض قرار دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سال بھر تک قیام کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سورت کے اختتامی حصہ کو بارہ ماہ تک آسمان پر روکے رکھا یہاں تک کہ (سال بھر بعد) اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں قیام اللیل سے متعلق تخفیف نازل فرمائی اور قیام اللیل فرض ہونے کے بعد نفل میں تبدیل ہوگیا۔ میں نے عرض کیا: ام المومنین! مجھے نبی ﷺ کے وتر کے بارے میں بتلایئے؟ فرمانے لگیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے رات میں اللہ تعالیٰ جب چاہتا آ

دیتا تھا" چنانچہ آپ ﷺ مسواک کرتے' وضو فرماتے' اور نو رکعات اس طرح کہ صرف آٹھویں رکعت اور تشہد میں اللہ کا ذکر اور حمد و ثناء فرماتے اس سے دعا فرماتے۔ پھر اٹھ کر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھتے' پھر بیٹھ کر (تشہد میں) اللہ تعالیٰ کے ذکر' حمد اور دعا میں مشغول ہو جاتے۔ پھر اتنی زور سے سلام پھیرتے کہ ہمیں بھی سنائی دے۔ بعد ازاں دو رکعت سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر پڑھتے تو یہ کل گیارہ رکعات ہو جاتیں۔ اے میرے بیٹے! پھر جب نبی ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ ﷺ پر گوشت ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے اور بعد ازاں دو رکعتیں ویسے ہی پڑھتے (بیٹھ کر) جیسے پہلے پڑھتے تھے۔ تو اے میرے بیٹے! یہ کل نو ہو جاتی تھیں۔ اور نبی ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ اسی پر ہمیشہ مداومت کریں اور اگر کبھی آپ ﷺ غلبۂ نیند یا تکلیف کی بناء پر قیام اللیل سے عاجز ہو جاتے تو (اس کی تلافی کے لئے) دن میں بارہ رکعات پڑھتے تھے اور میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو۔ اور نہ ہی یہ علم میں ہے کہ کبھی رات بھر صبح تک نماز میں ہی مشغول رہے ہوں یا پورے ایک ماہ تک مسلسل روزے رکھے ہوں سوائے رمضان کے۔ سعد کہتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے چلا ابن عباسؓ کی طرف اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری باتیں بیان کیں تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا۔ کاش کہ میں بھی ان کے قریب ہوتا یا انکے پاس جاتا تو میں بھی ان کی خدمت میں حاضری دیتا اور بالمشافہ ان سے یہ سب سنتا۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ ﷺ ان کے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) پاس نہیں جاتے تو میں آپ سے ان کی باتیں بیان نہ کرتا۔

وحدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا معاذ قال حدثني أبي عن قتادة عن زرارة بن سعد بن هشام أنه طلق امرأته ثم انطلق إلى المدينة ليبيع عقاره فذكر نحوه

۱۶۲۸ ... حضرت سعد بن ہشام ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر مدینہ روانہ ہوئے تاکہ اپنی زمین فروخت کریں۔ آگے بقیہ حدیث سابق فرمائی۔

حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا محمد حدثنا سعيد بن أبي عروبة قال حدثنا

۱۶۲۹ حضرت سعد بن ہشام بیان فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عباس ؓ کے پاس گیا اور ان سے وتر کے متعلق دریافت کیا اور پھر حسب

قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْوِتْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فِيهِ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قُلْتُ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ

سابق پوری حدیث بیان کی۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہشام کون ہے؟ میں نے کہا ابن عامر، وہ بولیں وہ کیا خوب شخص تھے اور عامر جنگ احد میں شہید ہوئے۔

۱۶۳۰ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ كَانَ جَارًا لَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ سَعِيدٍ وَفِيهِ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ أُصِيبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَفِيهِ فَقَالَ حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ أَمَا إِنِّي لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا أَنْبَأْتُكَ بِحَدِيثِهَا

۱۶۳۰ زرارہؒ بن اوفی روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ھشام نے جو ان کے پڑوسی تھے انہیں بتلایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اور سارا واقعہ بیان کیا (کہ ساری زندگی جہاد کرنا چاہتا ہوں)۔ سابقہ حدیث کی مانند۔ اس میں یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ ہشام کون؟ کہا کہ ابن عامر! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بہت عمدہ آدمی تھے۔ غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور شہید ہوگئے تھے۔ اور اس میں یہ ہے کہ حکیم بن افلح نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کا ان کے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) پاس آنا جانا نہیں ہے تو میں آپ کو ان کی باتیں نہ بتلاتا۔

۱۶۳۱ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۶۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب (تہجد کی) نماز کسی تکلیف یا کسی اور بناء پر قضا ہو جاتی تو دن میں (اس کی تلافی کے طور پر) بارہ رکعات پڑھتے۔

۱۶۳۲ وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ مَرِضَ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ

۱۶۳۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی عمل کرتے تو اسے باقی رکھتے (ہمیشہ جاری رکھتے) اور جب کبھی آپ ﷺ رات میں سو جاتے یا بیمار ہوتے (اور نیند یا مرض کی بناء پر قیام اللیل نہ کر سکتے) تو دن میں بارہ رکعات پڑھتے تھے۔ اور فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ ساری رات صبح تک عبادت کے لئے کھڑے رہے ہوں یا سارا مہینہ پے در پے روزہ ہی رکھتے رہے ہوں (درمیان میں کوئی ناغہ نہ کیا ہو) سوائے رمضان کے۔

۱۶۳۳ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۶۳۳ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللهِ بْنُ وَهْبٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ

ﷺ نے فرمایا:
جو شخص اپنے وظیفہ (کو پورا کئے بغیر) سو جائے یا اس میں سے کچھ چھوڑ کر پھر اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے وہی ثواب لکھا جاتا ہے گویا کہ اس نے رات میں ہی اسے پڑھا ہے۔

۱۶۳۴...... و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ

۱۶۳۴۔ قاسم الشیبانی سے مروی ہے کہ حضرت زید ؓ بن ارقم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ چاشت کی نماز (وقت سے ذرا ہٹ کر) پڑھ رہے ہیں۔ زید ؓ نے فرمایا: لوگ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے بندوں کی نماز (چاشت) اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پیر گرم ہو جائیں"۔ (اس سے مراد چاشت کی نماز ہے جس کا وقت مسنون ربع نہار یعنی ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد ہے جب دھوپ کی شدت سے ریتلی زمین سخت گرم ہو جائے کم سن اونٹوں کے پیر گرم ہو جائیں)۔

۱۶۳۵...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ قُبَاءَ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَقَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ

۱۶۳۵۔ ..... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اہل قباء کی طرف نکلے (وہاں پہنچ کر دیکھا) تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
اللہ کی طرف رجوع ہونے والے بندوں کی نماز کم عمر اونٹوں کے پاؤں گرم ہونے کے وقت ہوتی ہے۔

۱۶۳۶...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى

۱۶۳۶۔ ..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعات ہیں، پھر جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے تو اسے چاہئے کہ ایک رکعت پڑھ لے جو اس کی ساری نماز کو وتر بنا دے گی۔"

۱۶۳۷ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ

۱۶۳۷ حضرت سالم اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب صبح ہو جانے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت کے ذریعہ سے (آخری دو رکعتوں کو) وتر بنالے۔

۱۶۳۸ ..... و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ

۱۶۳۸ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! رات کی نماز کس طرح ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا رات کی نماز دو رکعت ہے جب صبح ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت کے ذریعہ وتر بنالے۔

۱۶۳۹ ..... و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَبُدَيْلٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّائِلِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَكْعَةً وَاجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِكَ وِتْرًا ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَأَنَا بِذَلِكَ الْمَكَانِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا أَدْرِي هُوَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ رَجُلٌ

۱۶۳۹ حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور میں آپ ﷺ کے اور سائل کے درمیان میں تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! رات کی نماز کس طرح ہے؟ فرمایا: دو دو رکعات' جب صبح کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے اور اپنی آخری نماز کو وتر بنالے"۔ پھر سال بھر کے بعد اس شخص نے آپ ﷺ سے وہی سوال کیا اور میں آپ ﷺ کے سامنے اسی جگہ پر تھا (یعنی دونوں کے درمیان تھا) مجھے نہیں معلوم کہ سائل وہی شخص تھا یا کوئی اور تھا تو آپ ﷺ نے اسے وہی جواب دیا۔ ❶

❶ اس باب کے تحت جو روایات آئی ہیں ان میں اولاً تو امام مسلمؒ نے وہ روایات جمع فرمائی ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز اور ان کی تعداد کو بیان کیا گیا ہے۔ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی طبیعت کے نشاط کے مطابق کبھی کم رکعات پڑھیں اور کبھی زیادہ۔ تہجد کی نماز میں آپ ﷺ کے عمل کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں۔ لہٰذا ان سب روایتوں پر عمل جائز ہے اگرچہ روایات میں آپ ﷺ سے تہجد کے بارے میں تیرہ سے زائد رکعات پڑھنے کا ذکر ہے۔ اس کی تفصیل آگے آنے والی ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حدیث میں لفظ "ایتار" یا "وتر" دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک تو اصطلاحی وتر کے معنی میں۔ دوسرے پوری صلوٰۃ اللیل کے معنی میں۔ نبی ﷺ سے وتر کے بارے میں مختلف تعداد منقول ہے اور ایک سے لے کر سترہ رکعات ..... (جاری ہے)

آخرُ فقالَ لهُ مثلَ ذٰلكَ

١٦٤٠...... و حَدَّثَني أبُو كامِلٍ قَالَ حَدَّثَنا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنا أيُّوبُ وَبُدَيْلٌ وعِمْرانُ بْنُ حُدَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

۱۶۴۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا رات کی نماز کس طرح ہے؟ پھر آگے

(گذشتہ سے پیوستہ) تک کا ذکر روایات میں آتا ہے۔

روایات میں تعداد کا اختلاف اور ان میں باہمی تطبیق۔۔ علامہ عثمانی صاحب فتح الملہم نے ان تمام روایات کے درمیان بہترین تطبیق اس طرح سے دی ہے کہ کوئی روایت بھی اپنے حقیقی مفہوم سے خارج نہیں ہوتی اور ہر روایت پر عمل ہو جاتا ہے' چنانچہ صاحب فتح الملہم فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ صلوٰۃ اللیل کا افتتاح دو مختصر رکعات سے فرمایا کرتے تھے جو تہجد کے مبادی میں سے ہوتی تھیں۔ اس کے بعد آٹھ طویل رکعات بطور اصل تہجد ادا فرماتے تھے۔ پھر تین رکعات وتر کی پڑھتے تھے' پھر دو رکعت نفل جو وتر کے توابع میں سے ہوتی تھیں جیسے: مغرب کی دو سنتوں کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد طلوع فجر کے ساتھ مؤذن کی اذان سن کر دو رکعت سنت فجر کے طور پر ادا فرماتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے جب ان کا تذکرہ کیا تو تمام کا تذکرہ کرتے وقت یہ فرمادیا کہ: آپ ﷺ نے سترہ رکعات وتر کے طور پر پڑھیں"۔ بعض صحابہ نے فجر کی سنتوں کو اس سے خارج کر کے فرمادیا کہ: پندرہ رکعات بطور وتر کے پڑھیں"۔ پھر بعض نے شروع کی دو مختصر رکعات کو اور وتر کے بعد کے نوافل کو بھی خارج کر دیا کہ وہ اصل تہجد نہیں تھیں اور فرمادیا کہ: آپ ﷺ نے تیرہ رکعات پڑھیں"۔ بعض نے کہہ دیا کہ: گیارہ رکعات پڑھیں"۔ انہوں نے سنت فجر کو بھی ساقط کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حیات طیبہ کے آخری دور میں جب جسم مبارک بھاری ہو گیا تھا تو بعض اوقات تہجد کی چھ ہی رکعات پڑھیں اور تین وتر پڑھے تو کل نو رکعات ہو گئیں۔ چنانچہ بعض نے اس کو بیان کر کے کہہ دیا کہ: آپ ﷺ نے نو رکعات پڑھیں"۔ اور بعض اوقات آپ ﷺ نے صرف چار رکعات تہجد پڑھیں تو اس عمل کو روایت کر کے کہہ دیا کہ آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھیں۔

جہاں تک ان روایات کا تعلق ہے جن میں آپ ﷺ کا عمل یہ بتلایا گیا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعات وتر پڑھیں ان سے مراد یہ ہے کہ وتر کی تین رکعات کے بعد دو رکعت بطور نفل کے پڑھے۔ جب کہ جن روایات میں صرف تین رکعات کا ذکر ہے وہ اپنی حقیقت پر محمول ہیں۔ اور جس روایت میں صرف ایک رکعت کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ دو دو رکعات کر کے تہجد پڑھا کرتے تھے اور جب وتر کا وقت آتا تو ایک رکعت مزید پڑھ لیتے دو رکعتوں کے ساتھ اس طرح تین مل کر وتر ہو جاتے۔

وتر سے متعلق ضروری بحث

وتر سے متعلق کئی نوعیت کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ سب سے پہلا اختلاف اس کی حیثیت کے بارے میں ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک وتر سنت ہیں جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر واجب ہیں۔ اور یہ اختلاف در حقیقت صرف لفظی اختلاف ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض اور سنت کے درمیان "واجب" کا درجہ ہے۔ چنانچہ ائمہ ثلاثہؒ بھی وتر کو عام سنن کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مؤکد سنت قرار دیتے ہیں اور احناف بھی اس کی فرضیت کے قائل نہیں کہ اس کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت اور نہ ہی وہ اس کے منکر کی تکفیر کے قائل ہیں کہ فرض کا منکر کافر ہوتا ہے۔ گویا اس بات پر سب متفق ہیں کہ وتر کا درجہ عام سنت مؤکدہ سے زیادہ اور فرض سے کم ہے۔

دوسرا اختلاف وتر کی تعداد رکعات کا ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک وتر ایک سے لے کر سات رکعت تک جائز ہے اس سے زیادہ نہیں اور عام طور سے ان حضرات کا عمل یہ ہے کہ دو سلاموں سے تین رکعات ادا کرتے ہیں۔ دو رکعات ایک سلام کے ساتھ اور ایک رکعت ایک سلام کے ساتھ۔

حنفیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعت متعین ہیں اور وہ بھی ایک سلام کے ساتھ۔ دو سلاموں کے ساتھ تین رکعات وتر پڑھنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں (دلائل فریقین کے لئے رجوع کریں۔ (فتح الملہم، شرح نووی)

رات کی نماز کے بارے میں مذکورہ روایات میں سے بعض میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعات ایک ساتھ پڑھیں۔ تو ایک ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ آٹھ رکعات میں سے ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور اس حدیث میں اس بیٹھنے کی نفی۔ (جاری ہے)

بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَا بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَمَا بَعْدَهُ

سابقہ روایت کی طرح حدیث بیان کی لیکن اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ پھر اس آدمی نے سال کے بعد دوبارہ دریافت کیا۔

۱۶۴۱ ...... و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ

۱۶۴۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
"وتر کی نماز صبح کو پڑھنے میں جلدی کرو" (تاکہ وقت نکل جانے کی وجہ سے وتر فوت نہ ہو جائے)۔

۱۶۴۲...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذَلِكَ

۱۶۴۲ ...... نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
"جو شخص رات میں نماز پڑھے (تہجد کی) اسے چاہیے کہ اپنی آخری نماز وتر کو بنائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

۱۶۴۳...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ

۱۶۴۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"وتر ایک رکعت ہے اخیر رات میں"۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ہے جس میں سلام نہ ہو۔ بہر کیف آپ ﷺ تین رکعات بطور وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔
احناف ؒ کے نزدیک ایک رکعت کی کوئی نماز نہیں ہوتی اس لئے تین وتر ایک سلام کے ساتھ ضروری ہیں۔ اور دیگر ائمہ اس سلسلہ میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے "ایک رکعت وتر کی پڑھی" تو اس کے بارے میں احناف یہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ آپ ﷺ تہجد کی نماز دو دو رکعات کر کے پڑھتے تھے تو جب وتر کا وقت آتا تو آپ ﷺ دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت مزید شامل فرما لیتے نہ یہ کہ تنہا ایک رکعت پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت ابن عباس ؓ کی بیوتت فی بیت خالۃ والی حدیث بھی احناف ؒ کی دلیل ہے جس میں فرمایا کہ آپ ﷺ نے تین رکعات وتر پڑھے۔
اصل میں وتر کے بارے میں روایات بہت مختلف ہیں اور ان میں دونوں طریقوں کی گنجائش ہے لیکن احناف ؒ نے وہ طریقہ اختیار کیا جو اقرب الی الاحتیاط یعنی احتیاط کے زیادہ قریب ہو چونکہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھنا بغیر کسی کراہت کے صحیح ہے اور اصول کے مطابق ہے لہٰذا احناف ؒ نے اس کو اختیار فرمایا۔ کیونکہ تین رکعات دو سلاموں سے پڑھنا اصول کے خلاف ہونے کی بناء پر مشکوک ہے لہٰذا احناف نے اسے ترک کر کے اس میں تاویل کا راستہ اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم (خلاصہ از درس ترمذی)

ابن عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

١٦٤٤ و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا قَبْلَ الصُّبْحِ كَذٰلِكَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُهُمْ

۱۶۴۴ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رات کو نماز پڑھے تو اپنی نماز کے آخر میں صبح سے پہلے وتر پڑھے اسی طرح رسول اللہ ﷺ انہیں حکم فرمایا کرتے تھے۔

١٦٤٥ ... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

۱۶۴۵ ... ابو مجلز فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں پوچھا" تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:" وتر اخیر رات میں ایک رکعت ہے"۔

١٦٤٦ ... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

۱۶۴۶ ... ابو مجلز کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر ؓ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:" وتر اخیر رات میں ایک رکعت ہے"۔

١٦٤٧ ... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ

۱۶۴۷ ... ابو مجلز بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرما رہے تھے: وتر آخر رات میں ایک رکعت (کی وجہ سے) ہے اور ابن عمرؓ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وتر آخر شب میں ایک رکعت (ملانے کی وجہ سے) ہے۔

١٦٤٨ ... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أُوتِرُ صَلَاةَ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى فَلْيُصَلِّ مَثْنَى مَثْنَى فَإِنْ أَحَسَّ أَنْ

۱۶۴۸ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (عبید اللہ وغیرہ اپنے صاحبزادوں) سے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا آپ ﷺ مسجد میں تھے اس نے کہا یا رسول اللہ! میں رات کی نماز میں وتر کیسے کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص صلوٰۃ اللیل پڑھے اسے چاہیے کہ دو دو رکعت پڑھے پھر جب اسے احساس ہو کہ صبح ہونے کو ہے تو ایک رکعت پڑھ لے تو وہ اس کی

يُصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ عُمَرَ

ساری نماز کو وتر بنادے گی"۔

١٦٤٩...... حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ قَالَ قُلْتُ إِنِّي لَسْتُ عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ قَالَ إِنَّكَ لَضَخْمٌ أَلَا تَدَعُنِي أَسْتَقْرِئُ لَكَ الْحَدِيثَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ

۱۶۴۹...... انسؒ بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور پوچھا کہ فجر کی نماز سے قبل دو رکعت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے میں ان میں لمبی قرأت کروں؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات میں دو دو رکعات کر کے نماز پڑھتے تھے۔ پھر ایک رکعت وتر کے طور پر پڑھتے تھے۔ انسؒ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: تم تو واقعی موٹے ہو (یعنی تمہاری عقل موٹی ہے کہ ابھی پوری بات سنی نہیں اور درمیان میں بول پڑے) کیا مجھے پوری حدیث بیان کرنے کا موقع بھی نہیں دو گے؟ رسول اللہ ﷺ رات میں دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک رکعت بطور وتر کے پڑھا کرتے تھے پھر صبح سے قبل دو رکعات ایسے وقت پڑھتے کہ گویا اذان آپ ﷺ کے کانوں میں ہے (یعنی بالکل تکبیر کے وقت وہ دو رکعات پڑھتے جو یقیناً مختصر ہوں گی)۔

قَالَ خَلَفٌ أَرَأَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ صَلَاةً

خلف نے اپنی روایت میں صرف ارأیت الرکعتین کا لفظ بیان کیا ہے اور نماز کا تذکرہ نہیں کیا۔

١٦٥٠...... وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَفِيهِ فَقَالَ بَهْ بَهْ إِنَّكَ لَضَخْمٌ

۱۶۵۰...... انس رضی اللہ عنہ بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا وتر کے بارے میں آگے سابقہ حدیث کی مانند ذکر فرمایا اس میں یہ بھی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آخر رات میں آپ ﷺ ایک رکعت بطور وتر پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو ٹھہرو! تم تو واقعی موٹے ہو۔

١٦٥١ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنَى مَثْنَى قَالَ أَنْ تُسَلِّمَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ

۱۶۵۱... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رات کی نماز دو دو رکعات ہیں۔ پھر جب تم صبح کے آثار دیکھو تو ایک رکعت پڑھ کر وتر کر لو" ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ دو دو سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ ہر دو رکعات پر سلام پھیرو۔

۱۶۵۲ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا

۱۶۵۲..... حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"صبح سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو"۔

۱۶۵۳ ..... و حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو نَضْرَةَ الْعَوَقِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْ

۱۶۵۳..... حضرت ابوسعید ﷺ نے بتلایا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:

"صبح سے قبل وتر پڑھ لو"۔

۱۶۵٤..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ و قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَحْضُورَةٌ

۱۶۵۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ اخیر شب میں بیدار نہ ہو سکے گا اسے چاہئے کہ اول شب میں ہی وتر پڑھ لے اور جسے اخیر شب میں اٹھنے کی آرزو ہو تو اسے چاہئے کہ اخیر رات میں وتر پڑھے کیونکہ اخیر شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہی افضل ہے۔

۱۶۵٥..... و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ أَيُّكُمْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ

۱۶۵۵ ... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: تم میں سے جس کو بھی آخر رات میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو اسے چاہئے کہ وتر پڑھ کر سوئے اور جسے آخر شب میں اٹھنے پر یقین ہو وہ اخیر شب میں وتر پڑھے کیونکہ آخر شب کی قرأت میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

۱۶۵٦ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ

۱۶۵۶..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بہترین نماز وہ ہے جس میں قنوت طویل ہو (طول قیام ہو۔ قنوت کا لفظ، دعا، سکوت، طاعت عبادت اور خشوع وغیرہ کئی معانی کو شامل ہے)۔

۱۶٥٧ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ قَالَ طُولُ الْقُنُوتِ

۱۶۵۷ جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا:

طویل قیام والی۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حدثنا ابو معاویہ کے بجائے عن الاعمش کہا ہے۔

١٦٥٨ ...... وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ

۱۶۵۸..... جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

"رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں کوئی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے"۔

١٦٥٩ ...... وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ

۱۶۵۹ ... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہمارے رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر اس وقت نزولِ اجلال فرماتے ہیں جب اخیر کی ایک تہائی رات رہ جائے اور فرماتے ہیں کہ: کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو اس کی دعا قبول کروں اور کون ہے جو مجھ سے کچھ مانگے تو اسے عطا کروں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے تو اس کی مغفرت کروں۔

١٦٦٠ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

۱۶۶۰ ... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات اول تہائی شب گذرنے کے بعد آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھے پکارتا ہے تو اس کی پکار کو سنوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو اسے عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت کا خواستگار ہو کہ اس کی مغفرت کروں۔ اسی طرح مسلسل یہ اعلان ہوتا ہے فجر کے روشن ہونے تک"۔

١٦٦١ ...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ فَلَا يَزَالُ كَذَٰلِكَ حَتَّى يُضِيءَ الْفَجْرُ

۱۶۶۱..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب رات کا آدھا یا دو تہائی حصہ بیت جاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

ہے کوئی سائل کہ اسے دیا جائے، ہے کوئی پکارنے والا کہ اس کی پکار سنی جائے، ہے کوئی طالبِ مغفرت کہ اس کی مغفرت کی جائے، اور یہ فجر تک ہوتا ہے"۔

۱۶۶۲..... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَضَى شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثَاهُ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطٰى هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَهُ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يُغْفَرُ لَهُ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ

۱۶۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدھی رات یا دو تہائی رات گذر جاتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ:
ہے کوئی سائل کہ اسے دیا جائے' ہے کوئی پکارنے والا کہ اس کی پکار سنی جائے' ہے کوئی طالب مغفرت کہ اس کی مغفرت کی جائے' اور یہ فجر تک ہوتا ہے"۔

۱۶۶۳..... حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ أَبُو الْمُوَرِّعِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَرْجَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ اللّٰهُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا لِشَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ لِثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ أَوْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ عَدِيمٍ وَلَا ظَلُومٍ

۱۶۶۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں آدھی یا اخیر کی تہائی رات میں اور فرماتے ہیں کہ: کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو اس کی دعا قبول کروں یا مجھ سے کوئی چیز مانگے تو اسے عطا کروں پھر فرماتے ہیں کہ کون ہے جو قرض دے (رب العالمین کو' اور وہ قرض دے گا ایسی ذات کو) جو نہ کبھی فقیر ہوگا نہ ہی ظلم کرے گا"۔ (قرض سے مراد اعمالِ طاعت ہیں' اور انہیں قرض اس واسطے فرمایا کہ جس طرح قرض کی واپسی مقروض کے لئے لازمی ہوتی ہے اس طرح اعمالِ طاعت کی جزا بھی لازماً حق تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ اور دنیا میں تو مقروض کی طرف سے عدم ادائیگی کا، اس کے فقیر و محتاج ہونے کا اور ظلم کرنے کا خطرہ رہتا ہے کہ شاید وہ قرض واپس نہ کرے لیکن یہ قرض ایسی ذات کو دیا جارہا ہے جو کبھی محتاج نہ ہوگی نہ ظلم کرے گی)۔

قَالَ مُسْلِم ابْنُ مَرْجَانَةَ هُوَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَرْجَانَةُ أُمُّهُ

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن مرجانہ سعید بن عبداللہ ہے اور مرجانہ اس کی ماں ہے۔

۱۶۶۴..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ عَدُومٍ وَلَا ظَلُومٍ

۱۶۶۴۔ حضرت سعد بن سعید رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت اس سند کے ساتھ منقول ہے لیکن اس میں اتنی زیادتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں کو دراز فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کون قرض دیتا ہے اسے جو کبھی مفلس نہ ہوگا اور نہ کسی پر ظلم کرے گا۔

۱۶۶۵..... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنَيْ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

۱۶۶۵۔ حضرت ابو سعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب ابتدائی رات گذر جاتی ہے تو

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ يَرْوِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ نَزَلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ هَلْ مِنْ تَائِبٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ مِنْ دَاعٍ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ

آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے: ہے کوئی طالبِ مغفرت؟ ہے کوئی تائب و رجوع کرنے والا؟ ہے کوئی سائل و مانگنے والا؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا؟ یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے"۔ ●

۱۶۶۶۔۔۔۔۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَنْصُورٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ

۱۶۶۶۔۔۔۔۔ حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے بھی سابقہ روایت اس سند سے مروی ہے مگر منصور کی روایت پوری اور مفصل ہے۔

● احادیث مذکورہ بالا سے یہ بات تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و توجہ رات کے دوسرے اور تیسرے حصہ میں نازل ہوتی ہے اس وقت میں کثرت سے دعا و عبادات کے اہتمام کی کوشش کرنا چاہیے۔ یہی حدیث کا عملی پیغام ہے۔
اللہ تعالیٰ کے نزول سے کیا مراد ہے؟ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے نزول سے کیا مراد ہے کیونکہ نزول تو صفت ہے حوادث کی اور جسم کی۔ جبکہ حق تعالیٰ نہ حادث ہیں نہ جسم رکھتے ہیں تعالیٰ عن الجسم۔ پھر جو یہ فرمایا کہ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں تو اس کی کیا حقیقت ہے؟
خوب سمجھ لینا چاہیے کہ یہ مسئلہ ہمیشہ سے بڑا پیچیدہ اور مشکل رہا ہے اور اس جیسی احادیث کی وجہ سے بڑے بڑے علم کلام سے متعلق مسائل اور فرقے پیدا ہو گئے۔ لہٰذا اس بات کو مختصراً سمجھ لینا ضروری ہے اصلاحِ اعتقاد اور خلجانِ ذہنی کو دور کرنے کے لئے۔
اس مسئلہ میں بعض لوگوں نے تو یہ کہہ دیا کہ جیسے انسان کے لئے نزول وغیرہ ثابت ہیں اسی طرح حق تعالیٰ کے لئے بھی ہیں۔ لیکن یہ مذہب بالکل باطل ہے۔
بعض لوگوں نے اس عقیدۂ بالا کی خرابی سے بچنے کے لئے ان احادیثِ صحیحہ ہی کا انکار کر دیا جن میں حق تعالیٰ کے لئے اس قسم کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہ مذہب بھی محض باطل ہے۔
تیسرا مذہب جمہور محدثین اور سلف صالحین کا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اور اس جیسی دوسری احادیث جن میں حق تعالیٰ کے لئے نزول، ضحک، ید، رجل وغیرہ۔ وہ سب احادیث متشابہات میں سے ہیں ان احادیث کو تو صحیح مانا جائے گا لیکن ان صفات کی کیفیات کے بارے میں توقف اور سکوت کیا جائے گا۔ مثلاً: نزول ہے تو یہ بات تو ہر ایک کے لئے ماننا ضروری ہے کہ نزول کی صفت حق تعالیٰ کی ہے۔ لیکن وہ نزول کیسے ہوتا ہے؟ کس طرح ہوتا ہے ان سوالوں میں پڑنا اور تحقیق کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ان پر صرف ایمان لانا ضروری ہے ان کی حقیقت کو جاننے یا اعتبار آخرت عمل کے لئے ضروری نہیں۔ لہٰذا ایسی تمام صفات میں جمہور سلف کا طریقہ ہے یہی کہ ان کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے معنی و مفہوم کو واضح کرنے کے بجائے یہی کہا جاتا ہے کما یلیق بشانہٗ، جیسا کہ حق تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے۔
بعض لوگ ان صفات کی تاویل کرتے ہیں کہ مثلاً: نزول سے مراد نزولِ رحمت وغیرہ ہے۔ لیکن شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے الیواقیت والجواھر میں یہی فرمایا کہ: تفویض ہی بہتر ہے کہ حق تعالیٰ ہی ان کے معنی و مفہوم سے واقف ہیں۔ ہم اگر ان کی تاویل کریں گے تو وہ تاویل ہماری ذہنی اختراع ہی ہو گی جس میں غلطی کا امکان ہے۔ لہٰذا تفویض پر عمل کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

باب-۴۵۷ الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح

تراویح کی اہمیت کا بیان

۱۶۶۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

۱۶۶۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص رمضان میں ایمان اور احتساب (اجر کے یقین) کے ساتھ قیام کرے تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

۱۶۶۸ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى ذَلِكَ

۱۶۶۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ ﷺ کو تاکیدی حکم (بطور وجوب کے) تو نہ دیتے قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں لیکن اس کی ترغیب دیتے اور فرماتے "جس نے رمضان میں ایمان اور احتساب کی نیت سے قیام کیا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے"۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ معاملہ یونہی رہا (کہ صحابہ اسے واجب نہ سمجھتے ترغیبی حکم کے طور پر پڑھتے رہتے) پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یونہی عمل ہوتا رہا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔

۱۶۶۹ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

۱۶۶۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے"۔

اور جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب سمجھ کر قیام کیا تو اس کے بھی سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۱۶۷۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَيُوَافِقُهَا أُرَاهُ قَالَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ

۱۶۷۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو لیلۃ القدر میں قیام کرے اور اسی شب لیلۃ القدر پڑ جائے اور (راوی کہتے ہیں کہ) میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ایمان اور احتساب کی نیت سے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے"۔

۱۶۷۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ

۱۶۷۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی آپ ﷺ کے ہمراہ کچھ لوگوں نے بھی

رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ قَالَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ

۱۶۷۲ــــ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُونَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ يَذْكُرُونَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَفِقَ رِجَالٌ مِنْهُمْ يَقُولُونَ الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا

نماز پڑھی' دوسری رات پھر نماز پڑھی تو لوگ زیادہ جمع ہوگئے اور تیسری یا چوتھی رات تو مجمع لگ گیا' اب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو ارشاد فرمایا:

میں تمہاری حالت دیکھ چکا ہوں (کہ کس قدر عبادات کا شوق رکھتے ہو) لیکن میں صرف اس لئے باہر نہیں آیا کہ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں یہ (تراویح) تم پر فرض نہ کردی جائے۔ اور یہ رمضان میں ہوا تھا۔

۱۶۷۲ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانی رات میں باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی۔ صبح کو لوگ آپس میں اس بارے میں گفتگو کرنے لگے اور دوسری رات اس سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ اس دوسری رات بھی باہر تشریف لائے اور لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں میں اس کا اور زیادہ تذکرہ ہوا تو تیسری رات مسجد میں لوگوں کا مجمع لگ گیا' حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات ہوئی تو نمازی اتنے ہوگئے کہ مسجد چھوٹی پڑ گئی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہیں لائے ان کی طرف۔ اب لوگوں نے الصّلوٰۃ، الصّلوٰۃ کہنا شروع کردیا' لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے حتیٰ کہ فجر کی نماز کے لئے ہی باہر نکلے' نماز فجر پوری ہونے کے بعد لوگوں کی طرف رخ کیا اور تشہد پڑھا (خطبہ پڑھا) پھر فرمایا أمّا بعد! "مجھ پر تمہاری رات کی کیفیت مخفی نہیں تھی' لیکن مجھے ڈر ہوا کہ صلاۃ اللیل کہیں تم پر فرض نہ کردی جائے' اور (فرض ہونے کے بعد) اس کی ادائیگی سے تم عاجز ہو جاؤ" (تو تمہارے اوپر گناہ لازم ہوگا' اس لئے میں باہر نہیں نکلا رات میں)۔ ❶

❶ تراویح کی اہمیت سے متعلق یہ احادیث بالا کافی ہیں لیکن اس کی شرعی حیثیت اور حکم کیا ہے؟ یہ ظاہر ہے کہ تراویح فرض اور واجب نہیں۔ لیکن احناف کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے' آنحضرت ﷺ نے تراویح کی پابندی بھی فرمائی' جماعت کے ساتھ بھی تین دن تک تراویح پڑھی اور اس سے زائد اس خدشہ کے تحت نہیں پڑھی کہ لوگوں کی پابندی بھی فرمائی' جماعت کے ساتھ بھی تین دن تک تراویح پڑھی اور اس سے زائد اس خدشہ کے تحت نہیں پڑھی کہ لوگوں پر فرض نہ کردی جائے اور پھر لوگ اسے ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ کریں۔ البتہ آپ ﷺ نے اپنے طور پر گھروں میں پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جہاں تک رکعت تراویح کا تعلق ہے تو کسی صحیح حدیث میں متعین طور پر ان کی تعداد نہیں ملتی۔ ایک روایت میں ۸ رکعت کا بھی ذکر ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔ جب کہ ایک روایت میں مصنف (جاری ہے)

باب-۲۵۸ الندب الأكيد الى قيام ليلة القدر و بيان دليل من قال انها ليلة سبع و عشرين

لیلۃ القدر میں قیام کی تاکید وترغیب اور ستائیسویں کو شب قدر ہونے کا بیان

۱۶۷۳ ... حدثنا محمد بن مهران الرازي حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا الأوزاعي قال حدثني عبدة عن زر قال سمعت أبي ابن كعب يقول وقيل له إن عبد الله بن مسعود يقول من قام السنة أصاب ليلة القدر فقال أبي والله الذي لا إله إلا هو إنها لفي رمضان يحلف ما يستثني و والله إني لأعلم أي ليلة هي هي الليلة التي أمرنا بها رسول الله ﷺ بقيامها هي ليلة صبيحة سبع وعشرين وأمارتها أن تطلع الشمس في صبيحة يومها بيضاء لا شعاع لها

۱۶۷۳ ... حضرت زرؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا جب ان سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو سال بھر جاگ کر قیام کرے اسے لیلۃ القدر مل جائے گی۔ تو ابیؓ نے فرمایا "اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں لیلۃ القدر بلاشبہ رمضان میں ہوتی ہے، اور ابیؓ بغیر استثناء کے حلف اٹھاتے تھے (اپنی قسم پر اتنا یقین تھا) اور فرماتے کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے؟ وہ وہی رات ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قیام کا حکم فرمایا تھا اور وہ ستائیسویں صبح کی رات تھی۔ اس کی علامت یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی صبح کا سورج بالکل سفید طلوع ہوتا ہے اس میں شعاعیں اور کرنیں نہیں ہوتیں۔"

۱۶۷۴ ... حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة قال سمعت عبدة بن أبي لبابة يحدث عن زر بن حبيش عن أبي بن كعب قال قال أبي في ليلة القدر والله إني لأعلمها وأكثر علمي هي الليلة التي أمرنا رسول الله ﷺ بقيامها هي ليلة سبع وعشرين

۱۶۷۴ ... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیلۃ القدر کے بارے میں کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ لیلۃ القدر کب ہوتی ہے؟ میرا زیادہ سے زیادہ علم یہی ہے کہ یہ وہ رات ہے جس میں قیام کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا۔ ستائیسویں روزہ کی رات "۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ابن ابی شیبہ میں بیس رکعات کا بھی ذکر ہے مگر اس کی سند بھی کمزور ہے۔ لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تراویح کی باجماعت ادائیگی کا اہتمام ہوا۔ اس سے قبل لوگ انفرادی یا دو دو چار چار کی جماعت بنا کر پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے ان کو ایک امام حضرت ابی بن کعب پر جمع کیا۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں۔ حضرت سائبؓ سے ان کے تین شاگردوں حارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب، یزید بن خصیفہ اور محمد بن یوسف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ان میں سے دو نے تو بیس کا ذکر کیا جب کہ ایک محمد بن یوسف کی روایت میں کہیں بیس کا ذکر ہے اور کہیں گیارہ کا۔ لہذا اہل حدیث کے قاعدہ کی رو سے محمد بن یوسف کی روایت مضطرب ہے اور مضطرب حدیث حجت نہیں۔ بہر کیف بیس رکعت تراویح باجماعت پر امت کا حضرت عمرؓ کے زمانہ سے اجماع اور تعامل ہے۔ کنز العمال میں حضرت ابیؓ کی روایت، امام ترمذی، زرقانی مالکی، ابن قدامہ المقدسی الحنبلی، محی الدین نووی شافعی شارح مسلم، قسطلانی شافعی، شیخ منصور حنفی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سب اکابر امت نے اس پر اجماع قرار دیا ہے کہ بیس رکعات پر امت کا اجماع ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں غیر مقلد حضرات پوری امت مسلمہ سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے دور میں تمام اکابر صحابہ و فقہاء صحابہ موجود تھے کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں فرمائی اور اس سے اتفاق کیا۔ تفصیلی بحث اور دلائل کے لئے دیکھئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳، ۳۴، ۵۹ تا ۵۹)

وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هَذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ

اور شعبہ رضی اللہ عنہ کو اس بات میں شک ہے کہ ابی بن کعب نے فرمایا کہ جس رات رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا اور شعبہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے ایک ساتھی نے ان سے نقل کی ہے۔

۱۶۷۵..... وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ وَمَا بَعْدَهُ

۱۶۷۵..... حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حسب سابق روایت اس سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس روایت میں شعبہ رضی اللہ عنہ کا شک اور اس کے بعد کا حصہ بیان نہیں فرمایا۔

باب-۲۵۹ صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دعائــــــہ باللیل

حضور علیہ السلام کی نماز اور دعائے تہجد کا تذکرہ

۱۶۷۶..... حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَتَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ وَلَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَنْتَبِهُ لَهُ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَعَظِّمْ

۱۶۷۶..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گذاری (تاکہ نبی علیہ السلام کی رات عبادت کا مشاہدہ کروں، چنانچہ میں نے دیکھا کہ) نبی ﷺ رات میں اٹھے، قضائے حاجت فرمائی' اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر سوگئے' پھر اٹھے' مشکیزہ کے پاس تشریف لائے اس کا منہ کھولا اور دونوں وضو کے درمیان کا وضو کیا (یعنی نہ بہت زیادہ طویل نہ بہت مختصر) پانی بہت زیادہ نہیں بہایا البتہ وضو پورے طور پر کیا (کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ گئی) پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔ پھر میں بھی اٹھا اور اس خیال سے (مصنوعی) انگڑائی لی کہ آپ ﷺ کو یہ خیال نہ آجائے کہ میں پہلے سے بیدار تھا اور ناگواری ہو' میں نے وضو کیا اور آپ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا' آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے دائیں طرف کو گھمایا' غرض نبی ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعات پر پوری ہوئی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ کر سوگئے اور خراٹے لینے لگے' کیونکہ آپ ﷺ نیند کی حالت میں خراٹے لیتے تھے' اس دوران بلال رضی اللہ عنہ' آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو نماز کے لئے آگاہ کیا' آپ اٹھے' اور نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔ [1] اور آپ ﷺ کی دعا یہ تھی:

---

[1] علامہ عثمانیؒ نے فرمایا کہ ہمارے علماء نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا قلب مبارک بیدار رہتا تھا جب کہ نیند کے ناقض وضو ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سبیلین سے کچھ خارج ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جب کہ آپ ﷺ کے حق میں یہ اندیشہ باقی نہیں تھا۔ (فتح الملہم)

علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ اور نوویؒ نے فرمایا کہ یہ نبی علیہ السلام کی خصوصیات میں سے تھا کہ نیند کے باوجود آپ کا وضو ختم نہیں ہوتا تھا۔ واللہ اعلم

لِي نُورًا

اللّٰهم اجعل في قلبي نورًا ...... الخ

اے اللہ! میرے قلب میں نور پیدا فرما' اوپر نور کر دے' نیچے نور کر دے میرے سامنے نور کر دے' میرے پیچھے نور فرمادے اور میرے لئے نور کو بڑھا دے"۔

قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعًا فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ

کریبؒ (جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ سات الفاظ اور بھی تھے جو (میں بھول گیا) میرے تابوت (قلب یا سینہ) میں ہیں۔ (زبان پر نہیں آتے) پھر میں عباس رضی اللہ عنہ کی بعض اولاد سے ملا تو لوگوں نے مجھے بتلایا کہ وہ الفاظ یہ ہیں: میرے پٹھوں میں نور فرما' گوشت میں' خون میں' بال میں' اور کھال میں نور فرما اور مزید دو باتیں ذکر کیں۔ ❶

١٦٧٧ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ

١٦٧٧ - کریبؒ' ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتلایا کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جو ان کی خالہ تھیں' رات گزاری' فرماتے ہیں کہ میں تکیہ کی چوڑائی میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ لمبائی میں لیٹ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ سو گئے' یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی اور آدھی رات سے کچھ قبل یا کچھ بعد رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور نیند کے اثرات کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنے لگے چہرہ پر سے۔ پھر سورۂ آل عمران کی اختتامی دس آیات تلاوت فرمائیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کی طرف بڑھے' اس سے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا ویسا ہی کیا (یعنی ویسے وضو وغیرہ کیا) پھر میں گیا اور آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا' حضور علیہ السلام نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان سے پکڑ کر اسے مروڑا۔ آپ ﷺ نے دو رکعات پڑھیں' پھر دو رکعت مزید پڑھیں' پھر دو رکعات' پھر دو رکعت'

❶ ابن بطالؒ نے فرمایا کہ میں نے علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں دو دو باتیں بھی پائیں وہ یہ تھیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! میری ہڈیوں میں نور فرما اور میری قبر میں نور فرما"۔

فصلّى الصّبح

پھر دو رکعت اور پھر دو رکعت پڑھیں بعد ازاں وتر پڑھے (گویا کل پندرہ رکعات پڑھیں) پھر آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ اٹھے اور دو مختصر رکعات پڑھ کر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

۱۶۷۸ وحدّثني مُحمّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْفِهْرِيِّ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى شَجْبٍ مِنْ مَاءٍ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ وَلَمْ يُهْرِقْ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا قَلِيلًا ثُمَّ حَرَّكَنِي فَقُمْتُ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ

۱۶۷۸ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ:

"پھر آپ ﷺ ایک پانی کے پرانے مشکیزہ کی طرف بڑھے مسواک کیا وضو فرمایا اور پوری طرح وضو فرمایا اور بہت تھوڑا پانی بہایا پھر مجھے ہلایا تو میں اٹھ گیا"۔

۱۶۷۹ حدّثني هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

۱۶۷۹ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں زوجۂ رسول ﷺ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سو گیا اس رات رسول اللہ ﷺ بھی ان کے یہاں ہی تھے رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا پھر کھڑے ہوئے نماز کے لئے تو میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے مجھے پکڑا اور اپنے دائیں طرف کر لیا۔ اس رات آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ ﷺ جب سوتے تھے تو خراٹے لیا کرتے تھے پھر مؤذن آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور وضو کے بغیر نماز پڑھی۔

قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذَلِكَ

حضرت عمرو بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بکیر بن اشج سے یہ روایت بیان کی تو انہوں نے کہا کہ کریب نے مجھ سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

۱۶۸۰ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقُلْتُ لَهَا إِذَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَيْقِظِينِي فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَعَلَنِي

۱۶۸۰ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث ؓ کے یہاں گذاری اور ان سے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ جائیں تو مجھے بھی جگا دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے (نماز کے لئے) تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کو کر لیا (دوران نماز) جب بھی مجھ پر نیند کی غفلت طاری ہونے لگتی تو

مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِي قَالَ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ احْتَبَى حَتَّى إِنِّي لَأَسْمَعُ نَفَسَهُ رَاقِدًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

آپ ﷺ میرے کان کی لو پکڑتے (تاکہ نیند بھاگ جائے) پھر آپ ﷺ نے گیارہ رکعات پڑھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ لیٹ کر سو گئے یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے سانس کی آواز سنتا تھا' پھر جب فجر ہو گئی تو مختصر سی دو رکعات پڑھیں۔

۱۶۸۱ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا قَالَ وَصَفَ وُضُوءَهُ وَجَعَلَ يُخَفِّفُهُ وَيُقَلِّلُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخْلَفَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ وَهَذَا لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً لِأَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

۱۶۸۱ ... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رات گذاری' رات میں رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ سے ہلکا سا وضو کیا۔ ابن عباس ؓ نے آپ ﷺ کے وضو کی صفت بیان کی کہ بہت ہلکا وضو تھا اور پانی بھی کم استعمال کرتے تھے' ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ پھر میں بھی اٹھا اور وہی کیا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پھر میں آکر آپ ﷺ کے بائیں طرف کو کھڑا ہو گیا' آپ ﷺ نے پیچھے کی طرف سے مجھے کھینچ کر اپنے دائیں طرف کر لیا' پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ بعد ازاں لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ' آپ کے پاس آئے اور نماز کا اعلان کیا' چنانچہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور بغیر وضو فرمائے صبح کی نماز ادا کی"۔ سفیان کہتے ہیں کہ "یہ وضو نہ کرنا خصوصیت تھی آنحضرت ﷺ کی کیونکہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ کی آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن قلب مبارک پر نیند نہیں طاری ہوتی"۔

۱۶۸۲ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَقَيْتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ فَبَالَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ أَوِ الْقَصْعَةِ فَأَكَبَّهُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ فَأَخَذَنِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَكَامَلَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ

۱۶۸۲ ... ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری اور اس خیال سے (جاگتا) رہا کہ دیکھوں رسول اللہ ﷺ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ چنانچہ آپ ﷺ اٹھے اور پیشاب سے فارغ ہو کر اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں دھوئیں' پھر آپ ﷺ دوبارہ سو گئے' کچھ دیر کے بعد دوبارہ اٹھے اور ایک مشکیزہ کا بند کھول کر اسے کسی پیالہ یا تھال میں انڈیلا اور اسے اپنے ہاتھوں سے جھکایا' وضو فرمایا اور اچھی طرح وضو کیا' جو دونوں وضو کے درمیان تھا۔ (نہ بہت مختصر نہ بہت مبالغہ والا) پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے نماز کے لئے' چنانچہ میں بھی آکر آپ ﷺ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا' فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز تیرہ رکعات میں

وكُنَّا نَعْرِفُهُ إِذَا نَامَ بِنَفْخِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ أَوْ فِي سُجُودِهِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا أَوْ قَالَ وَاجْعَلْنِي نُورًا

پوری ہوئی' پھر آپ ﷺ سوگئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے' ہم لوگ آپ ﷺ کے خراٹوں ہی سے جانتے تھے کہ آپ ﷺ سوگئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نماز کے لئے نکلے اور نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے اپنی نماز میں یا سجدوں میں یہ دعا شروع کی:

"اے اللہ! میرے قلب میں' میری سماعت میں' بصارت میں نور پیدا فرمادے' اور میرے دائیں جانب' بائیں جانب' سامنے اور پیچھے بھی نور پیدا فرمادے' اور میرے اوپر' نیچے بھی نور پیدا فرمادے' میرے لئے نور فرمادے یا فرمایا کہ مجھے نور کردیجئے"۔

۱۶۸۳...... وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلَمَةُ فَلَقِيتُ كُرَيْبًا فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَقَالَ وَاجْعَلْنِي نُورًا وَلَمْ يَشُكَّ

۱۶۸۳...... ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث (میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے) ہی منقول ہے۔ الفاظ کے معمولی فرق و تغیر (کہ اس روایت میں راوی نے بغیر کسی شک کے واجعلنی نورًا کے الفاظ ذکر کیے ہیں) کے ساتھ۔

۱۶۸۴...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي رِشْدِينَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَنَامَ ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً أُخْرَى فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا هُوَ الْوُضُوءُ وَقَالَ أَعْظِمْ لِي نُورًا وَلَمْ يَذْكُرْ وَاجْعَلْنِي نُورًا

۱۶۸۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گذاری۔ آگے سابقہ روایت کی طرح بیان کی لیکن اس روایت میں منہ اور ہاتھ دھونے کا ذکر نہیں ہے صرف اتنا بیان ہے کہ آپ ﷺ مشکیزے کے پاس آئے اور اس کا بندھن کھولا اور دونوں وضوؤں کے درمیان کا وضو کیا پھر اپنے بستر پر تشریف لائے اور سوگئے پھر دوسری مرتبہ کھڑے ہوئے اور مشک کے پاس تشریف لائے اور اس کا بندھن کھولا اور وضو کیا کہ وہ وضو ہی تھا اور آپ ﷺ نے دعا میں اعظم لی نورًا بیان فرمایا جبکہ واجعلنی نورًا نہیں کہا۔

۱۶۸۵...... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَلْمَانَ الْحَجْرِيِّ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَقَامَ

۱۶۸۵...... کریبؒ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس گزاری' رسول اللہ ﷺ رات میں اٹھے ایک مشکیزہ کو جھکا کر اس سے وضو فرمایا لیکن زیادہ پانی نہیں بہایا' نہ ہی وضو میں کوئی کمی کی (آگے سابقہ حدیث ہی بیان

رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَسَكَبَ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُكْثِرْ مِنَ الْمَاءِ وَلَمْ يُقَصِّرْ فِي الْوُضُوءِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَ وَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً قَالَ سَلَمَةُ حَدَّثَنِيهَا كُرَيْبٌ فَحَفِظْتُ مِنْهَا ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَنَسِيتُ مَا بَقِيَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَمِنْ فَوْقِي نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ شِمَالِي نُورًا وَمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُورًا وَمِنْ خَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا وَأَعْظِمْ لِي نُورًا

کی)۔اس رات رسول اللہ ﷺ نے انیس کلمات دعا میں ارشاد فرمائے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ کریب نے وہ کلمات مجھ سے بیان کئے تھے ان میں سے بارہ کلمات تو میں نے یاد رکھے۔باقی بھول گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے اللہ! میرے قلب میں' زبان میں' سماعت اور بصارت میں نور پیدا فرمادے میرے اوپر نور کردے' نیچے نور کردے' دائیں اور بائیں نور کردے' میرے سامنے اور پیچھے نور کردے' میری ذات میں نور پیدا کردے اور میرے لئے نور کو بڑھادے"۔

١٦٨٦۔۔۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ رَقَدْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَ فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ

۱۶۸۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے یہاں تھے سو گیا' تاکہ نبی ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت کا مشاہدہ کرسکوں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں کے ساتھ کچھ دیر بات چیت فرمائی پھر سو گئے آگے حسب سابق بیان کیا۔اس میں فرمایا کہ آپ ﷺ اٹھے وضو کیا اور مسواک کیا۔

١٦٨٧۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴾ فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ

۱۶۸۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سو گئے۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے' مسواک کر کے وضو فرمایا اور آیت مبارکہ انّ فی خلق السموات (آل عمران) پڑھی اور ختم سورۂ آل عمران تک پڑھا۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعات پڑھیں جن میں طویل قیام' طویل رکوع اور طویل سجود کئے' پھر اس سے فارغ ہو کر سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے' پھر حسب سابق اسی طرح کیا تین بار اور چھ رکعت پڑھیں ہر بار مسواک کیا' وضو اور آیت پڑھنے کا عمل کیا۔اور مذکورہ آیات پڑھیں' پھر تین وتر پڑھے' پھر مؤذن نے اذان دی تو آپ ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے اور یہ کلمات آپ ﷺ کی زبان پر تھے:

اللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی قَلْبِی نُورًا ۔۔۔ الخ

الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُورًا وَمِنْ أَمَامِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا اللَّهُمَّ أَعْطِنِي نُـــورًا

"اے اللہ! میرے قلب میں، میری سماعت میں، بصارت میں نور پیدا فرمادے، اور میرے دائیں جانب، بائیں جانب، سامنے اور پیچھے بھی نور پیدا فرمادے، اور میرے اوپر، نیچے بھی نور پیدا فرمادے، میرے لئے نور فرمادے یا فرمایا کہ مجھے نور کر دیجئے"۔

۱۶۸۸...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ ذَاتَ لَيْلَةٍ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مُتَطَوِّعًا مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْقِرْبَةِ فَتَوَضَّأَ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ صَنَعَ ذَلِكَ فَتَوَضَّأْتُ مِنَ الْقِرْبَةِ ثُمَّ قُمْتُ إِلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ يَعْدِلُنِي كَذَلِكَ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ قُلْتُ أَفِي التَّطَوُّعِ كَانَ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ

۱۶۸۸۔ حضرت عطاء ابن عباس ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو نفل نماز کیلئے کھڑے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ مشکیزے کی طرف کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں بھی اسی طرح کھڑا ہوا۔ جیسا کہ آپ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا اور مشکیزے سے وضو کیا پھر آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پشت کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی پشت کے پیچھے سے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ بھی نفل میں کیا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! نفل میں کیا۔

۱۶۸۹۔ و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِي الْعَبَّاسُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبِتُّ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَامَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَتَنَاوَلَنِي مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ

۱۶۸۹ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ ﷺ میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ چنانچہ میں اس رات آپ ﷺ کے ساتھ رہا۔ آپ ﷺ رات کو نماز پڑھتے کھڑے ہوئے میں بھی آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سے پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر دیا۔

۱۶۹۰...... و حَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَـــالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَـــالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ

۱۶۹۰ .... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ ﷺ رات کو نماز پڑھنے کھڑے ہوئے ... الخ) اس سند سے بھی مروی ہے۔

۱۶۹۱..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ

۱۶۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۶۹۲...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۶۹۲...... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں ضرور آج رات رسول اللہ ﷺ کی صلوٰۃ اللیل کا مشاہدہ کروں گا' چنانچہ آپ ﷺ نے پہلے دو مختصر سی رکعات پڑھیں' پھر دو رکعت طویل سے طویل اور طویل تر پڑھیں' پھر مزید دو رکعات پڑھیں جو پہلی دو کے مقابلہ میں نسبتاً کم طویل تھیں' پھر دو رکعات پڑھیں جو پچھلی دو کے مقابلہ میں بھی کم طویل تھیں' پھر مزید دو رکعات پچھلی دو کے مقابلہ میں نسبتاً کم طویل پڑھیں' پھر مزید دو رکعات سابقہ رکعات کے مقابلہ میں کم طویل پڑھیں' پھر وتر پڑھے تو یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں۔

۱۶۹۳...... و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَشْرَعَةٍ فَقَالَ أَلَا تُشْرِعُ يَا جَابِرُ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَشْرَعْتُ قَالَ ثُمَّ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ وَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَ فَجَاءَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ

۱۶۹۳...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا' اثناء سفر میں ہم ایک پانی کے گھاٹ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اے جابر! تم اپنی حاجت پوری نہیں کرتے (پانی پینے میں یا اونٹنی کو پلانے میں) میں نے کہا کیوں نہیں؟ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے' پھر میں نے پانی پیا (اور پلایا اونٹنی کو) پھر آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے' اور میں نے آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی رکھ دیا' آپ ﷺ تشریف لائے' وضو کیا اور کھڑے ہو کر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی جس کے دونوں کناروں کو متضاد طریقہ سے کندھوں پر ڈال دیا (یعنی دائیں کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کو دائیں پر ڈال دیا)۔ پھر میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے (نیت باندھ کر) کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں پہلو میں کر لیا۔

۱۶۹۴...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حُرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ عَــــنْ

۱۶۹۴...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں اٹھتے تہجد کی نماز کے لئے تو اس کی ابتداء دو مختصر سی رکعات سے کرتے تھے۔

سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۱۶۹۵...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۱۶۹۵..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی رات میں اٹھے تو تہجد کی نماز کی ابتداء دو مختصر سی رکعات سے کرے"۔

۱۶۹۶...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

۱۶۹۶...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آدھی (درمیانی) رات کو نماز کے لئے اٹھتے تو یہ کلمات فرماتے: اے اللہ! تمام تعریف آپ ہی کیلئے ہے' آپ آسمانوں اور زمین کے نور ہیں' تمام تعریف آپ کے ہی لئے ہے' آپ آسمانوں اور زمین کو تھامنے والے ہیں' تمام تعریف آپ ہی کے لئے ہے' آپ زمین و آسمان کے رب ہیں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کے بھی رب ہیں' آپ حق ہیں' آپ کا وعدہ حق ہے' آپ کا فرمان حق ہے' آپ سے ملاقات کا ہونا (آخرت میں) حق ہے' جنت حق ہے' دوزخ حق ہے' قیامت کا قیام حق ہے۔ اے اللہ! آپ ہی کے لئے میں اسلام لایا' آپ ہی پر ایمان لایا' اور آپ ہی پر بھروسہ کیا' آپ ہی کی طرف رجوع کیا' آپ ہی کی مدد اور استعانت سے دوسروں سے لڑائی کی' آپ ہی کے فیصلہ پر راضی ہوا' پس میرے اگلے پچھلے، خفیہ علانیہ گناہوں کو بخش دیجئے آپ میرے معبود ہیں آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں"۔

۱۶۹۷ ......حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَمَّا حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاتَّفَقَ لَفْظُهُ مَعَ حَدِيثِ مَالِكٍ لَمْ يَخْتَلِفَا إِلَّا فِي حَرْفَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ مَكَانَ قَيَّامُ قَيِّمُ وَقَالَ وَمَا أَسْرَرْتُ وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَيُخَالِفُ مَالِكًا

۱۶۹۷...... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب درمیانِ شب میں نماز کے لئے اٹھتے تو یہ کلمات فرماتے:

اللّٰھم لک الحمد ...... الخ

ابن جریج اور مالک کی روایت متفق ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ابن جریج نے قیام کے بجائے قیم کہا اور ما اسررت کا لفظ بولا ہے۔ اور ابن عیینہ کی حدیث میں بعض باتیں زائد ہیں مالک اور ابن جریج کی روایت سے بعض باتوں میں مختلف ہے۔

وَابْنِ جُرَيْجٍ فِي أَحْرُفٍ

١٦٩٨ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَصِيرُ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَاللَّفْظُ قَرِيبٌ مِنْ أَلْفَاظِهِمْ.

١٦٩٨: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت (آپ ﷺ جب درمیان شب میں نماز کیلئے اٹھتے تو یہ کلمات پڑھتے اللھم لك الحمد... الخ) نقل کرتے ہیں۔

١٦٩٩..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

١٦٩٩..... ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی مکرم ﷺ رات میں صلوٰۃ اللیل کا آغاز کس چیز سے فرماتے؟

انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ جب رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کلمات سے آغاز فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ جبرئیلَ و میکائیلَ و إسرافیل الخ"۔

اے اللہ! جو رب ہے جبرئیل، میکائیل و اسرافیل علیہم السلام کا آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، غیب اور موجود کا جاننے والا ہے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں فیصلہ کرتا ہے، اپنے حکم سے مجھے ہدایت اور سیدھی راہ دکھا حق کی جس بات میں اختلاف کیا گیا اس میں بے شک تو ہی جسے چاہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے"۔

١٧٠٠..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْمَاجِشُونُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي

١٧٠٠ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ کلمات فرماتے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ..... الخ

"بیشک میں اپنا رخ کرتا ہوں اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، تنہا ہو کر اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، اور میرا جینا مرنا سب اللہ رب العالمین کیلئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں، آپکے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ میرے رب ہیں اور میں آپ کا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے

لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي وَإِذَا رَفَعَ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

اور میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں' پس میرے تمام گناہوں کی مغفرت فرمادیجئے بیشک آپکے علاوہ کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا اور مجھے بہترین اخلاق کی ہدایت کیجئے کہ بہترین اخلاق کی طرف سوائے آپکے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور مجھ سے برائی کو پھیر دیجئے کہ سوائے آپکے کوئی برائی کو پھیر نہیں سکتا۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں' تیرے لئے تمام نیکیاں ہیں اور تمام کی تمام خیر اور بھلائی تیرے قبضہ میں ہے اور شر و برائی سے تیری طرف نہیں آیا جا سکتا' میں تیرا ہوں اور تیری ہی طرف لوٹنے والا ہوں' تو بڑی برکت والا اور بلندی والا ہے' میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں"۔ اور جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے تو فرماتے: اے اللہ! میں (آپ کے سامنے) جھکا آپ کیلئے اور آپ پر ایمان لایا اور آپ کے تابع فرمان ہوں' میری بصارت و سماعت' میرا دماغ اور ہڈیاں اور عصبات (پٹھے) سب آپ کیلئے جھک گئے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: اے اللہ! اے ہمارے رب! تمام تعریف آپ کیلئے ہیں تمام آسمان اور زمین بھر کر اور آسمان و زمین کے درمیان خلا بھر کر اور اسکے بعد جتنا آپ کسی بھی چیز سے چاہیں اتنا بھر کر۔ اور جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو فرماتے: "اے اللہ! میں نے آپ کیلئے سجدہ کیا' آپ پر ایمان لایا' آپ کے سامنے سر جھکا دیا' میرے چہرے نے اس ذات کیلئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا' اس کی صورت بنائی' اور کان اور آنکھیں چیریں' برکت والا ہے وہ اللہ کہ بہترین خالق ہے"۔ پھر آپ ﷺ تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ کلمات کہتے: اے اللہ! میری مغفرت فرمایئے اگلے گناہوں کی اور پچھلے گناہوں کی' خفیہ گناہوں کی اور علانیہ گناہوں کی' اور جو میں نے زیادتی کی (اسے معاف فرمایئے) اور وہ گناہ جسے آپ زیادہ جانتے ہیں مجھ سے' آپ ہی آگے کرنے والے' پیچھے کرنے والے ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

۱۷۰۱ــــ وحَدَّثَنَاه زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي

۱۷۰۱..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیر الفاظ (کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر وجھت وجھی پڑھتے اور انا اول المسلمین کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو سمع اللہ حمدہ ربنا ولك الحمد اور وصورہ فاحسن صورہ فرماتے اور جب

سَلَمَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي وَقَالَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَقَالَ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ وَقَالَ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَقُلْ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ

سلام پھیرتے تو فرماتے اللھم اغفر لی ما قدمت آخر حدیث تک اور تشہد اور سلام کے درمیان کا تذکرہ نہیں کیا) کے ساتھ منقول ہے۔

باب-۲۶۰ استحباب تطویل القرأۃ فی صلاۃ اللیل

صلوٰۃ اللیل میں لمبی قرأت کرنا مستحب ہے

۱۷۰۲۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ

۱۷۰۲۔۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے نبی ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ شروع کر دی، میں نے دل میں کہا کہ شاید سو آیات پر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ ﷺ سو سے گذر گئے تو میں نے دل میں کہا کہ شاید آپ ﷺ ایک دوگانہ میں پوری پڑھیں گے (آدھی ایک رکعت میں اور آدھی دوسری میں) آپ ﷺ اس سے بھی گذر گئے (یعنی سوا پارے سے بھی آگے بڑھ گئے) تو میں نے دل میں یہ کہا کہ شاید ایک ہی رکعت میں پوری پڑھیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے سورۃ النساء شروع کر دی اسے پڑھا' پھر آل عمران شروع کر دی اور اسے پڑھا' جب کہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں' جب آپ ﷺ (دورانِ تلاوت) کسی تسبیح والی آیت پر گزرتے تو اس میں تسبیح پڑھتے' جب کسی سوال والی دعا پر سے گذرتے تو دعا مانگتے' جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں پناہ مانگی گئی ہوتی تو پناہ مانگتے۔ پھر رکوع کرتے تو فرماتے:

سبحان ربی العظیم

میرا عظیم رب پاکیزہ ہے

اور آپ ﷺ کو رکوع قیام کی طرح لمبا ہوتا تھا' پھر:

سمع اللہ لمن حمدہ

کہتے اور تقریباً رکوع کے بقدر کھڑے رہتے' پھر سجدہ میں جاتے اور:

سبحان ربی الأعلیٰ

فرماتے اور آپ کے سجدے قیام کے بقدر لمبے ہوتے تھے۔ ❶

قَالَ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

اور جریر کی روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ آپ ﷺ نے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَه کیساتھ رَبَّنَا لَكَ الْحَمد بھی کہا ہے۔

۱۷۰۳...... و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَطَالَ حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قَالَ قِيلَ وَمَا هَمَمْتَ بِهِ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهُ

۱۷۰۳...... ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ ﷺ نے قرأت بہت طویل کی یہاں تک کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کر لیا، راوی کہتے ہیں کے میں نے کہا کہ آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ ابو وائل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:
میں نے ارادہ کیا تھا کہ "بیٹھ جاؤں اور آپ کو چھوڑ دوں"۔

۱۷۰٤...... و حَدَّثَنَاهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۰٤...... حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت بعینہٖ اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

باب-۲۶۱ الحث علی صلاۃ اللیل وان قلت

تہجد کی ترغیب خواہ تھوڑی ہی ہو

۱۷۰۵...... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي أُذُنِهِ

۱۷۰۵...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ ساری رات سوتا رہا صبح تک فرمایا:
یہ آدمی وہ ہے کہ اس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

۱۷۰٦...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ أَلَا تُصَلُّونَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا

۱۷۰٦...... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے ہمیں چھوڑ دیتا ہے۔

---

❶ اس سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے فرمایا کہ قرآن مجید کی سورتوں کی موجودہ ترتیب توقیفی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور دوران تلاوت سورتوں میں آگے پیچھے کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ احناف فرماتے ہیں کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے۔ جب کہ حضور علیہ السلام کا مذکورہ عمل قبل التوقیف تھا۔ پھر بعد میں آپ ﷺ نے سورتوں کی ترتیب بتلائی چنانچہ مصحف عثمان اسی ترتیب پر ہے۔ واللہ اعلم (فتح الملہم ار ۳۴۳)

بعثنا فانصرف رسولُ الله ﷺ حين قلتُ له ذلك ثم سمعتُه وهو مدبرٌ يضرب فخذه ويقول (وكان الإنسان أكثر شيء جدلا)

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر لوٹ گئے جب میں نے آپ ﷺ سے یہ بات کہی تو میں نے سنا آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے (اظہار افسوس کرتے ہوئے) اور فرماتے کہ: "انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"۔ ❶

۱۷۰۷ ... حدثنا عمرو الناقد وزهير بن حرب قال عمرو حدثنا سفيان بن عيينة عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة يبلغ به النبي ﷺ يعقد الشيطان على قافية رأس أحدكم ثلاث عقد إذا نام بكل عقدة يضرب عليك ليلا طويلا فإذا استيقظ فذكر الله انحلت عقدة وإذا توضأ انحلت عنه عقدتان فإذا صلى انحلت العقد فأصبح نشيطا طيب النفس وإلا أصبح خبيث النفس كسلان

۱۷۰۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں مرفوعاً روایت کرتے ہوئے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"شیطان تم میں سے کسی کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے جب وہ سو جاتا ہے' اور ہر گرہ پر کہتا ہے کہ "تو طویل رات تک یونہی سوتا رہے" (اور پھونک دیتا ہے) پھر اگر وہ شخص بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ وضو بھی کر لیتا ہے تو دو گرہیں کھل جاتی ہیں' اور جب نماز پڑھتا ہے تو تینوں گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو ترو تازہ پاکیزہ دل کے ساتھ ہو کر اٹھتا ہے ورنہ برے دل اور سستی کے ساتھ اٹھتا ہے"۔ ❷

باب-۲۶۲ استحباب صلاة النافلة في بيته الخ

نوافل گھر میں پڑھنا مستحب ہے

۱۷۰۸ حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال اجعلوا من صلاتكم في بيوتكم ولا تتخذوها قبورا

۱۷۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اپنی نمازوں میں سے بعض اپنے گھروں میں ادا کرو اور انہیں قبرستان مت بناؤ"۔

۱۷۰۹ وحدثنا ابن المثنى قال حدثنا عبد الوهاب قال أخبرنا أيوب عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال صلوا في بيوتكم ولا تتخذوها قبورا

۱۷۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے مکانوں میں بھی نماز پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

---

❶ حضرت علیؓ کا یہ جواب درحقیقت قرآن کریم کی ایک آیت سے مقتبس ہے: واللہ يتوفى الأنفس حين موتها الآية گویا آپ ﷺ کا مقصد اپنی تقصیر کوتاہی اور عجز اور اللہ کی مشیئت وارادہ کے پابند ہونے کا اظہار تھا کہ اللہ چاہے گا تو تہجد کی بھی توفیق دیگا۔ اور اس میں سیدنا علیؓ کی منقبت ہے کہ انہوں نے اپنی کوتاہی کو بیان کر دیا۔
جب کہ حضور علیہ السلام کا ران پر ہاتھ مارنا حضرت علیؓ کے سرعت جواب کے سبب تھا اور اس بات کا اظہار تھا کہ انسان کی صحبت کیسی اپنی حسب مزاج تاویل تلاش کرتی ہے۔

❷ اس سے معلوم ہوا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد ذکر کرنا مسنون اور مستحب ہے۔ اور اس وقت کی مختلف دعائیں منقول ہیں جنھیں اذکار والی کتب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۷۱۰ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَضَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا

۱۷۱۰...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں اپنی نماز پوری کر لے تو اسے چاہیئے کہ اپنی نماز میں سے کچھ حصہ گھر کے لئے بھی رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ گھر میں اس کی نماز کی برکت سے خیر پیدا کرنے والا ہے"۔

۱۷۱۱...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذْكَرُ اللَّهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذْكَرُ اللَّهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ

۱۷۱۱...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

۱۷۱۲...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۱۷۱۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، بے شک جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے"۔

۱۷۱۳ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُجَيْرَةً بِخَصَفَةٍ أَوْ حَصِيرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيهَا قَالَ فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ قَالَ ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْهُمْ قَالَ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ

۱۷۱۳...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی چھال یا چٹائی کا ایک حجرہ بنایا اور رسول اللہ ﷺ نکل کر اس میں نماز پڑھتے تھے، آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے بہت سے لوگوں نے اس میں آنا شروع کر دیا اور نماز پڑھنے لگے آپ ﷺ کی اقتدا میں۔ ایک رات (حسب معمول) لوگ تو آگئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے تاخیر کی اور اس رات باہر تشریف نہ لائے تو آوازیں اونچی ہونے لگیں اور وہ دروازہ کھٹکھٹانے لگے تو رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

"تمہارے مسلسل اس طرز عمل نے مجھے اس گمان میں ڈال دیا کہ کہیں تم پر یہ (تہجد کی نماز) فرض نہ کر دی جائے۔ لہٰذا تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ اپنے گھروں میں نماز تہجد پڑھو اس لئے کہ فرض نمازوں کے علاوہ دوسری نمازیں وہی بہتر ہیں جو انسان گھر میں ادا کرتا ہے"۔

۱۷۱۴...... وحدثني محمد بن حاتم قال حدثنا بهز قال حدثنا وهيب قال حدثنا موسى بن عقبة قال سمعت أبا النضر عن بسر بن سعيد عن زيد بن ثابت أن النبي ﷺ اتخذ حجرة في المسجد من حصير فصلى رسول الله ﷺ فيها ليالي حتى اجتمع إليه ناس فذكر نحوه وزاد فيه ولو كتب عليكم ما قمتم به

۱۷۱۴...... زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ سا بنایا اور رات کی نماز اس میں پڑھنا شروع کر دی۔ آگے سابقہ حدیث کی مانند بیان کیا اور آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اگر یہ تہجد تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اس کی ادائیگی نہ کر پاتے"۔

باب-۲۶۳ فضيلة العمل الدائم الخ

دائمی اور مستقل عمل اللہ کو پسند ہے

۱۷۱۵...... وحدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا عبد الوهاب يعني الثقفي قال حدثنا عبيد الله عن سعيد بن أبي سعيد عن أبي سلمة عن عائشة أنها قالت كان لرسول الله ﷺ حصير وكان يحجره من الليل فيصلي فيه فجعل الناس يصلون بصلاته ويبسطه بالنهار فثابوا ذات ليلة فقال يا أيها الناس عليكم من الأعمال ما تطيقون فإن الله لا يمل حتى تملوا وإن أحب الأعمال إلى الله ما دووم عليه وإن قل وكان آل محمد ﷺ إذا عملوا عملا أثبتوه

۱۷۱۵...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی جسے رات میں کھڑا کر کے حجرہ سا بنالیا کرتے اور اس میں تہجد کی نماز پڑھتے تھے' لوگوں نے بھی آپ ﷺ کی (دیکھا دیکھی) آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنا شروع کر دی' جب کہ اس چٹائی کو دن میں آپ ﷺ بچھالیا کرتے تھے' ایک رات لوگوں کا کافی ہجوم ہو گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تم پر وہی اعمال ضروری ہیں جن کی تمہیں قدرت وطاقت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ (اجر عطا فرماتے) نہیں اکتاتا جب کہ تم (عمل کرتے کرتے) اکتا جاتے ہو' اور بے شک اللہ جل شانہٗ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل تمام اعمال میں وہ ہے جو خواہ مقدار میں تھوڑا ہو لیکن ہمیشہ کیا جائے"۔ اور آل محمد ﷺ کا معمول یہی تھا کہ جب کوئی عمل کرتے تو اس پر ثابت قدمی اور مستقل مزاجی سے پابندی کرتے تھے۔

۱۷۱۶...... حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن سعد بن إبراهيم أنه سمع أبا سلمة يحدث عن عائشة أن رسول الله ﷺ سئل أي العمل أحب إلى الله قال أدومه وإن قل۔

۱۷۱۶...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: ہمیشگی اور پابندی والا عمل خواہ تھوڑا ہی ہو"۔

۱۷۱۷...... و حدثنا زهير بن حرب وإسحق بن إبراهيم قال زهير حدثنا جرير عن منصور عن

۱۷۱۷...... علقمہؒ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ اے ام المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسا

إبراهيم عن علقمة قال سألت أم المؤمنين عائشة قال قلت يا أم المؤمنين كيف كان عمل رسول الله ﷺ هل كان يخص شيئا من الأيام قالت لا كان عمله ديمة وأيكم يستطيع ما كان رسول الله ﷺ يستطيع

ہوتا تھا' کیا آپ ﷺ کسی عمل کو بعض ایام کے ساتھ مخصوص کرتے تھے؟ فرمایا کہ: نہیں، آپ ﷺ کا عمل تو دائمی ہوتا تھا اور تم میں سے کس کو ایسی پابندی کی استطاعت ہے جیسی رسول اللہ ﷺ کو استطاعت تھی"۔

۱۷۱۸ ۔۔۔ وحدثنا ابن نمير قال حدثنا أبي قال حدثنا سعد بن سعيد قال أخبرني القاسم بن محمد عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ أحب الأعمال إلى الله تعالى أدومها وإن قل قال وكانت عائشة إذا عملت العمل لزمته

۱۷۱۸ ۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
"اللہ جل شانہ کے نزدیک دائمی عمل زیادہ پسندیدہ ہے خواہ تھوڑا ہی ہو"۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی عمل شروع کرتیں تو اسے ہمیشہ کے لئے لازم فرمالیتی تھیں۔

۱۷۱۹ ۔۔۔ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا ابن علية ح وحدثني زهير بن حرب قال حدثنا إسمعيل عن عبد العزيز بن صهيب عن أنس قال دخل رسول الله ﷺ المسجد وحبل ممدود بين ساريتين فقال ما هذا قالوا لزينب تصلي فإذا كسلت أو فترت أمسكت به فقال حلوه ليصل أحدكم نشاطه فإذا كسل أو فتر قعد وفي حديث زهير فليقعد

۱۷۱۹ ۔۔۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی دیکھی۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ یہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی ہیں اور جب سستی یا تھکاوٹ ہو جاتی ہے تو اسے پکڑ لیتی ہیں (تاکہ گرنے نہ پائیں) صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے جواب دیا۔ فرمایا: اسے کھول ڈالو' تم میں جو نماز پڑھے چاہئے کہ نشاط اور رغبت کے ساتھ پڑھے' پھر جب سستی اور تھکاوٹ ظاہر ہو تو بیٹھ جائے۔

۱۷۲۰ ۔۔۔ وحدثناه شيبان بن فروخ قال حدثنا عبد الوارث عن عبد العزيز عن أنس عن النبي ﷺ مثله

۱۷۲۰ ۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نبی اکرم ﷺ سے مثل حسب سابق روایت نقل فرماتے ہیں۔

۱۷۲۱ ۔۔۔ وحدثني حرملة بن يحيى ومحمد بن سلمة المرادي قالا حدثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال أخبرني عروة بن الزبير أن عائشة زوج النبي ﷺ أخبرته أن الحولاء بنت تويت بن حبيب بن أسد ابن عبد العزى مرت بها وعندها رسول الله ﷺ فقلت هذه الحولاء بنت تويت وزعموا أنها لا تنام الليل فقال رسول الله ﷺ لا تنام

۱۷۲۱ ۔۔۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ زوجہ مطہرہ رسول ﷺ نے انہیں بتلایا کہ حولاء بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبدالعزی ان کے پاس سے گزری جب کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف فرما تھے' میں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ یہ "حولاء بنت تویت" ہے اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ رات بھر سوتی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کو نہیں سوتی؟؟" (اظہار حیرت اور ناراضگی کیا۔ چنانچہ مؤطا امام مالک کی روایت میں ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے چہرے پر

اللَّيْلِ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَسْأَمُ اللَّهُ حَتَّى تَسْأَمُوا

نا گواری کے اثرات دیکھے) وہ عمل کرو جس کی تمہیں طاقت و قوت ہے اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اجر دیتے دیتے نہیں تھکے گا یہاں تک کہ تم تھک جاؤ گے" (مگر وہ نہیں تھکے گا)۔

۱۷۲۲ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ امْرَأَةٌ لَا تَنَامُ تُصَلِّي قَالَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ

۱۷۲۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ایک عورت ہے جو سوتی نہیں نماز پڑھتی رہتی ہے۔ فرمایا: تمہارے لئے وہ عمل مناسب ہے جس کی تمہیں قدرت ہو' واللہ! اللہ تعالیٰ نہیں تھکے گا ثواب دیتے دیتے لیکن تم اکتا جاؤ گے (عمل کرتے کرتے) چنانچہ دین کے اعمال میں آپ ﷺ کو وہی عمل سب سے زیادہ پسند تھا جس پر مداومت کی جائے۔

وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّهَا امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ

اور اسامہ کی روایت میں ہے کہ وہ عورت بنو اسد کی تھی۔

باب-۲۶۳ امر من نعس في صلاته او استعجم عليه القران او الذكر بان يرقد او يقعد حتى يذهب عنه ذلك

صلوٰۃ اللیل میں نیند کے غلبہ کی صورت میں نماز چھوڑ کر سو جانا چاہیے

۱۷۲۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ

۱۷۲۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو نماز میں نیند آنے لگے تو اسے سو جانا چاہیے حتیٰ کہ اس کی نیند چلی جائے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے نیند کے غلبہ کی صورت میں تو (ممکن ہے کہ) وہ استغفار کرنا شروع کرے اور اپنے آپ کو گالیاں دینے لگے (کیونکہ نیند میں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا کہہ رہا ہے تو وہ استغفار کر رہا ہو اپنے خیال کے مطابق جب کہ حقیقت میں وہ اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہو اس کا بہت زیادہ امکان ہے)۔

۱۷۲۴ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ

۱۷۲۴ ہمام بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ صحیفہ ان احادیث پر مشتمل ہے جو ہم سے ابو ہریرہ نے بیان کیں محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے اور پھر ہمام نے ان میں سے بعض احادیث ذکر کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ

"جب تم میں سے کوئی رات کو نماز کے لئے کھڑا ہو اور غلبہ نیند کی بناء پر قرآن کی تلاوت اس کی زبان پر جاری ہونا مشکل ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہوتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو ایسے آدمی کو سو جانا چاہئے۔ (تاکہ غلط تلاوت قرآن کا گناہ وبال نہ ہو)۔

كتاب فضائل القرآن

کتاب فضائل القــــرآن

باب-۲۶۵ الامــــر بتعهدالقــــرآن وكراهة قول نسيت اية كذا وجواز قول انسيتها

قرآن کریم کے حفظ اور یاد کرنے کا حکم

۱۷۲۵ ــ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا

۱۷۲۵ ــ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو رات میں قران کریم پڑھ رہا تھا فرمایا کہ: اللہ اس پر رحمت فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلادی جسے میں فلاں فلاں سورت میں ساقط کر دیتا تھا"۔ (بھول کی وجہ سے)

۱۷۲۶ ــ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا

۱۷۲۶ ــ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک آدمی کی تلاوت سنتے تھے مسجد میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"اللہ اس پر رحمت فرمائے اس نے مجھے وہ آیت یاد دلادی جو مجھے بھلادی گئی تھی"۔

۱۷۲۷ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ

۱۷۲۷ ــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"بے شک صاحب قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جس کے مالک نے اگر اس کا خیال رکھا تو وہ محفوظ رہا اور اگر اسے چھوڑ دیا تو چلا گیا"۔
(جس کا مقصد یہ ہے کہ حافظ قرآن اگر قرآن کریم کو یاد کرتا رہے' دہراتا رہے تو قرآن کریم اسے محفوظ رہے گا ورنہ بھول جائے گا)۔

۱۷۲۸ ــ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ

۱۷۲۸ ــ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ سے سابقہ حدیث (بیشک صاحب قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جس کے مالک نے اگر اس کا خیال رکھا تو وہ محفوظ رہا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو چلا گیا) ہی روایت فرماتے ہیں اس اضافہ کے ساتھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب صاحب قرآن (حافظ قرآن) رات دن اٹھ کر اسے یاد کرتا اور

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَإِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَإِذَا لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ

پڑھتا رہتا ہے تو قرآن اسے یاد رہتا ہے اور اگر پڑھتا نہیں رہتا تو بھول جاتا ہے"۔

۱۷۲۹ — و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَمَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا

۱۷۲۹ — حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ان میں کا (حفاظ قرآن میں کا) بہت برا شخص ہے وہ جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا (وہ بھولا نہیں) بلکہ بھلا دیا گیا۔ قرآن کو یاد کرنے کی کوشش کیا کرو کہ قرآن لوگوں کے سینوں سے ان چوپایوں کی بہ نسبت جن کی ایک ٹانگ بندھی ہو اور وہ رسی تڑا کر بھاگتے ہوں زیادہ بھاگنے والا ہے"۔

۱۷۳۰ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ تَعَاهَدُوا هٰذِهِ الْمَصَاحِفَ وَرُبَّمَا قَالَ الْقُرْاٰنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ

۱۷۳۰ — شقیقؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اس مصحف (قرآن) کا خیال رکھو" بعض مرتبہ مصحف کی بجائے قرآن ہی کہا۔

کیونکہ یہ لوگوں کے سینوں سے ایک ٹانگ بندھے چوپایوں کی بہ نسبت زیادہ بھاگنے والا ہے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ وہ بھلا دیا گیا"۔

۱۷۳۱ — و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِئْسَمَا لِلرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ سُورَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ أَوْ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ

۱۷۳۱ — شقیق بن سلمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ:

"بہت ہی برا ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں سورت یا فلاں فلاں آیت بھول گیا (وہ بھولا نہیں) بلکہ وہ بھلا دیا گیا ہے"۔

۱۷۳۲..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا
وَلَفْظُ الْحَدِيثِ لِابْنِ بَرَّادٍ

۱۷۳۲..... ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قرآن کا خیال رکھا کرو، جس ذات کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اس کی قسم! یہ قرآن اس اونٹ سے جو بندھا ہو زیادہ بھاگنے والا ہے"۔ ❶

(والفظ الحدیث لابن براد)

باب-۲۶۶ استحباب تحسين الصوت بالقرآن

قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنا مستحب ہے

۱۷۳۳..... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ

۱۷۳۳..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ کوئی چیز اتنے دھیان اور توجہ سے نہیں سنتے جتنا کسی خوش الحان نبی کی جو خوبصورت قرآن پڑھتا ہے تلاوت سنتے ہیں"۔

۱۷۳۴..... وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ كَمَا يَأْذَنُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ

۱۷۳۴..... حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ ان اسناد کے ساتھ روایت منقول ہے۔ فرمایا: جیسا کہ اس نبی سے سنتا ہے جو کہ خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم پڑھے۔

۱۷۳۵..... حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي

۱۷۳۵..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کو نہیں سنتا جس طرح کہ اس نبی کی آواز کو جو خوش الحانی اور بلند آواز سے پڑھے۔

---

❶ اس باب کی ابتدائی دو احادیث میں نبی ﷺ کے نسیان قرآن کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا فلاں فلاں آیت مجھے بھلا دی گئی۔ جاننا چاہیے کہ آپ ﷺ کے نسیان کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ آیت آپ ﷺ کو یاد تو تھی لیکن عند التلاوہ آپ ﷺ کے ذہن سے نکل گئی اور یاد نہیں آ رہی۔ یہ نسیان عارضی ہے۔ اور بشری طبیعت کا خاصہ ہے اور اسی کو آپ ﷺ نے ایک حدیث میں جو ابن مسعودؓ سے منقول ہے فرمایا کہ: میں بھی تمہاری طرح کا بندہ و بشر ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں"۔
نسیان کی دوسری صورت یہ ہے کہ حق تعالیٰ آپ کے قلب اطہر سے کوئی آیت اٹھائیں اس کی تلاوت کی منسوخی کے لئے اور اس نسیان کی طرف آیت قرآن سنقرئك فلاتنسى إلا ماشاء الله (الاعلیٰ پ ۳۰) میں اشارہ ہے۔ تو پہلی قسم کا نسیان عارضی ہے اور جلدی زائل ہونے والا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون جب کہ نسیان کی دوسری صورت قرآن کریم کی آیت ماننسخ من آية الآية کے تحت داخل ہے۔ لہٰذا کسی کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ جب حضور علیہ السلام کو آیات میں نسیان ہو گیا تو نعوذ باللہ قرآن قابل اعتماد نہ رہا۔ (ملخصاً از فتح الملہم للشیخ عثمانی رحمہ اللہ)

هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ

۱۷۳۶ ـ و حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مَالِكٍ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعَ

۱۷۳۶..... حضرت ابن ہاد رضی اللہ عنہ حسب سابق روایت ان اسناد کے ساتھ مروی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس روایت ـــ سمع کا لفظ نہیں ہے۔

۱۷۳۷ ـ وحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِقْلٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ كَأَذَنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ

۱۷۳۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس طرح نہیں سنتے جیسے کہ اس نبی کی آواز کو سنتے ہیں جو بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔

۱۷۳۸ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ أَيُّوبَ قَالَ فِي رِوَايَتِهِ كَإِذْنِهِ

۱۷۳۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یحییٰ بن کثیر کی روایت (اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس طرح نہیں سنتے جیسے کہ اس نبی کی آواز کو سنتے ہیں جو بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے) کی طرح نقل کرتے ہیں۔ مگر ابن ایوب نے اپنی روایت میں کاذنہ کا لفظ بولا ہے۔

۱۷۳۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَوِ الْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

۱۷۳۹ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک عبداللہ بن قیس یا اشعری رضی اللہ عنہ کو آلِ داؤد کی خوبصورت آوازوں میں سے آواز عطا کی گئی ہے"۔

۱۷۴۰ ـ و حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي مُوسَى لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

۱۷۴۰..... ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے:
"کاش! تم مجھے دیکھتے گزشتہ رات جب میں تمہاری قرأت سن رہا تھا، بیشک تمہیں آلِ داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی عطا کی گئی ہے"۔ (مزمار اصل میں ایک آلۂ موسیقی ہے یہاں آواز کو اس سے مشابہت دی گئی ہے)۔

۱۷۴۱ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَوَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ

۱۷۴۱..... حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے سال ایک سفر میں سورۃ الفتح پڑھی اپنی

قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ يَقُولُ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فِي مَسِيرٍ لَهُ سُورَةَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَرَجَّعَ فِي قِرَاءَتِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ يَجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَاءَتَهُ

سواری پر اور آپ ﷺ آواز سے دہرا کر پڑھتے رہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے پاس جمع ہو جائیں گے تو میں آپ ﷺ کی قرأت تم کو بتاتا۔ (کہ کیسے آپ ﷺ قرأت کرتے تھے)۔

۱۷۴۲ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ قَالَ فَقَرَأَ ابْنُ مُغَفَّلٍ وَرَجَّعَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْلَا النَّاسُ لَأَخَذْتُ لَكُمْ بِذَلِكَ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۷۴۲ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے روز اپنی اونٹنی پر سوار دیکھا کہ سورۃ الفتح پڑھ رہے ہیں۔ ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا اور دہرا کر پڑھا۔

معاویہ بن قرۃ کہتے ہیں کہ اگر لوگ نہ ہوتے تو میں تمہیں وہ قرأت کر کے سناتا جسے ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے ذکر کیا۔

۱۷۴۳ ..... وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ عَلَى رَاحِلَةٍ يَسِيرُ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ

۱۷۴۳ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (ابن مغفل رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کو فتح مکہ کے دن سورۃ الفتح پڑھتے دیکھا الخ) ان اسناد کے ساتھ منقول ہے لیکن فرق یہ ہے کہ خالد بن حارث کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے اور سورہ فتح پڑھتے جا رہے تھے اونٹنی کا ذکر نہیں ہے۔

باب-۲۶۷ نزول السكينة لقرأة القرآن

قرأت قرآن پر نزول سکینت کا بیان

۱۷۴۴ ... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُورُ وَتَدْنُو وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ

۱۷۴۴ ... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا جبکہ اس کا گھوڑا قریب ہی لمبی دو مضبوط رسیوں سے بندھا ہوا تھا کہ اس پر ایک بدلی چھاگئی اور وہ گھومنے اور قریب ہونے لگی گھوڑا بدکنے لگا اسے دیکھ کر' جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات ذکر کی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ (بدلی) درحقیقت ایک سکینت تھی جو قرآن کی برکت سے نازل ہوئی تھی۔

۱۷۴۵ ..... و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۷۴۵ ... حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سورۃ الکہف کی تلاوت کی گھر میں ایک جانور بھی تھا وہ اچانک بدکنے لگا'

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ قَالَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ

اس شخص نے دیکھا تو ایک بدلی نے اسے ڈھانپ لیا تھا اس نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! پڑھتے جاؤ! کیونکہ وہ سکینت تھی جو قرآن کی تلاوت کے وقت یا تلاوت کیلئے نازل ہوتی ہے۔

۱۷۴۶...... وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ فَذَكَرَا نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا تَنْقُزُ

۱۷۴۶ حضرت ابو اسحٰق رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (ایک شخص نے سورۃ الکہف کی تلاوت کی تو ایک بدلی نے اس کو گھیر لیا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بدلی سکینت ہے الخ) منقول ہے۔ مگر اس روایت میں تنقز کا لفظ بولا ہے۔

۱۷۴۷...... وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ خَبَّابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرٰى فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا قَالَ أُسَيْدٌ فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا قَالَ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي إِذْ جَالَتْ فَرَسِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيٰى قَرِيبًا مِنْهَا خَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ

۱۷۴۷ ... ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات وہ اپنے کھجوروں کے گودام میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران اچانک ان کا گھوڑا کودنے لگا۔ انہوں نے تلاوت کی تو وہ پھر کودنے لگا' انہوں نے پھر قرأت کی تو پھر کودنے لگا۔ اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ یحییٰ کو (جو ان کے بیٹے تھے اور قریب میں سو رہے تھے) کچل نہ ڈالے' لہٰذا میں اس کی طرف اٹھا تو دیکھا کہ ایک سایہ سا میرے سر پر سایہ فگن ہے جس میں چراغوں کی مانند روشنی ہے جو فضا میں چڑھتی جا رہی ہے میری حد نظر تک۔ اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج رات تقریباً درمیانی شب میں میں اپنے کھجور کے گودام میں تلاوت کر رہا تھا کہ اچانک میرا گھوڑا بدکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! پڑھتے جاؤ۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا میں پڑھتا رہا تو وہ پھر بدکنے لگا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! پڑھتے جاؤ۔ انہوں نے کہا میں نے پڑھنا شروع کیا تو وہ پھر بھی بدکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن حضیر! پڑھتے جاؤ! انہوں نے کہا کہ پھر میں فارغ ہو گیا (قرأت سے) یحییٰ قریب ہی تھا مجھے خوف ہوا کہ گھوڑا کہیں اسے روند نہ ڈالے تو میں نے دیکھا کہ ایک سایہ سا ہے جس میں چراغ سے روشن ہیں جو حد نگاہ تک فضا میں بلند ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تو ملائکہ تھے جو تمہاری تلاوت سن رہے تھے اور اگر تم تلاوت جاری رکھتے (اور پڑھتے

رہتے) تو صبح اس حال میں کرتے کہ لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہتے۔

۱۷۴۸...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ

۱۷۴۸...... حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ مؤمن جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی مزیدار اور پاکیزہ ہے"۔

"اور وہ مؤمن کہ تلاوت قرآن نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے کہ خوشبو کچھ نہیں البتہ مزا اور ذائقہ میٹھا ہے"۔

"وہ منافق کہ قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال گل ریحان کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور ذائقہ کڑوا ہے"۔

"اور وہ منافق کہ قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل (اندرائن) کی سی ہے کہ نہ خوشبو کچھ ہے اور مزا بھی اس کا کڑوا ہے"۔ ❶

۱۷۴۹...... وَحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ هَمَّامٍ بَدَلَ الْمُنَافِقِ الْفَاجِرِ

۱۷۴۹...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (وہ مؤمن جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی مزیدار اور پاکیزہ ہے... الخ) منقول ہے اور اس میں منافق کے بجائے "فاجر" کا لفظ مذکور ہے۔

باب-۲۶۸ فضيلة حافظ القرآن

حافظِ قرآن کی فضیلت

۱۷۵۰...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۷۵۰...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قرآن کریم کا ماہر (مشاق حافظ) منازلِ آخرت میں کاتبین ملائکہ کرام جو نیک اور بار ہیں ان کے ساتھ ہوگا اور جو شخص تلاوت قرآن میں اٹک

---

❶ نبی کریم ﷺ نے ایمان کو ذائقہ کی صفت سے متصف کیا اور تلاوت کو خوشبو سے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان زیادہ اوثق اور مضبوط ہوتا ہے بہ نسبت تلاوت کے جیسے پھل میں ذائقہ زیادہ اوثق ہوتا ہے بہ نسبت خوشبو کے کہ بعض اوقات خوشبو نہیں رہتی لیکن ذائقہ ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات تلاوت نہیں پائی جاتی لیکن ایمان رہتا ہے۔ پھر ترنج کی مثال دینے میں کیا حکمت تھی حالانکہ بعض دوسرے پھل بھی اسکی صفت سے متصف ہیں کہ خوشبو اور ذائقہ دونوں عمدہ ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کی حکمت واللہ اعلم یہ ہے کہ ترنج ایک ایسا پھل ہے کہ اگر گھر میں ہو تو جنات نہیں آتے۔ تو مثال بھی اس پھل کی دی اشارہ کرنے کے لئے کہ تلاوت قرآن سے شیاطین بھی بھاگ جاتے ہیں۔ اور ترنج کا بیج سفید ہوتا ہے اور مومن کا قلب بھی سفید ہوتا ہے لہٰذا اس مناسبت سے ترنج سے تشبیہ دی۔ واللہ اعلم (فتح الملہم عثمانی ۱/ ۳۵۰)

الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ

اٹک کر پڑھتا ہے اور اس طرح پڑھنا اس پر شاق گذرتا ہے تو ایسے شخص کے لئے دو اجر ہیں (کیونکہ اٹک اٹک کر پڑھنے سے تلاوت میں دل نہیں لگتا لیکن یہ اس کے باوجود بھی محبت کرتا اور لگا رہتا ہے اس لئے اسے دوہرا اجر ملتا ہے)۔

۱۷۵۱ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۷۵۱ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (قرآن کا ماہر منازل آخرت میں کاتبین ملائکہ کے ساتھ ہوگا الخ) ان اسناد کے ساتھ منقول ہے۔

وَ قَالَ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَالَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ

لیکن اس وکیع کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس پر سختی ہوتی ہے تو اس کیلئے دو ثواب ہیں۔

باب-۲۶۹ استحباب قرأة القرآن على اهل الفضل والحذاق فيه و ان كان القارئ افضل من اعقرو عليه

اہل کمال و فضل کے سامنے تلاوت قرآن مستحب ہے

۱۷۵۲ حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ اللَّهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللَّهُ سَمَّاكَ لِي قَالَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي

۱۷۵۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں"۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر حکم فرمایا ہے؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام لے کر حکم فرمایا ہے۔ یہ سن کر ابی رضی اللہ عنہ (مارے خوشی کے) رونے لگے۔[1]

۱۷۵۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ

۱۷۵۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے سامنے لم يكن الذين كفروا پڑھوں۔ ابی بن

---

[1] اس باب کا مقصد یہ ہے کہ تلاوت و قرأت کے ماہرین کے سامنے تلاوت کرنا مستحب ہے خواہ قاری درجہ میں اس سے بلند ہی ہو۔ یہاں حضور ﷺ کا حضرت ابیؓ سے بلند رتبہ پر فائز ہونا تو محتاج بیان نہیں ہے لیکن چونکہ ابی بن کعبؓ قرأت میں سب سے آگے تھے اور تمام صحابہ میں سب سے بڑے قاری تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان کے سامنے تعلیماً خود تلاوت کی۔
اس سے حضرت ابیؓ کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ خود حضور ﷺ نے ان کو سورۃ پڑھ کر سنائی۔ جب کہ حضرت ابیؓ کا رونا درحقیقت خوشی کے غلبہ اور اتنا بڑا اعزاز ملنے پر تھا کہ حق تعالیٰ نے ان کا نام لیا اس اعزاز کے ملنے پر خوشی سے رونے لگے۔ (قرطبی) بخاری کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ابیؓ نے فرمایا کہ رب العالمین کے ہاں میرا ذکر کیا گیا؟ فرمایا ہاں۔ (فتح الملہم ۲/۴۰۱)

كَعْبٍ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَّانِي لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَكَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ

کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سامنے لم یکن الذین کفروا... پڑھنے کا حکم فرمایا ... الخ) اس سند سے منقول ہے۔

باب-۲۷۰ فضل استماع القرآن و طلب القرأة من حافظه للاستماع والبكاء عند القراءة والتدبر

حافظ قرآن سے قرآن سننے کا مطالبہ کرنے کی فضیلت اور بوقت قرأت رونے اور غور کرنے کا بیان

۱۷۵۴ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) رَفَعْتُ رَأْسِي أَوْ غَمَزَنِي رَجُلٌ إِلَى جَنْبِي فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ دُمُوعَهُ تَسِيلُ

۱۷۵۴ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن پڑھو"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے سامنے پڑھوں، حالانکہ آپ ﷺ پر تو نازل ہوا ہے۔ فرمایا:
میری خواہش ہے کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے سے سنوں۔ چنانچہ میں نے سورۃ النساء کی تلاوت کی۔ یہاں تک کہ جب میں آیت
فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد...... الآية [1]
تک پہنچا تو میں نے سر اوپر اٹھایا یا کسی آدمی نے میرے پہلو میں ٹھوکا دیا تو میں نے سر اٹھایا تو دیکھا آپ ﷺ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔

۱۷۵۵ ... حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَمِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ جَمِيعًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ هَنَّادٌ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اقْرَأْ عَلَيَّ

۱۷۵۵ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ منبر پر بیٹھے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن پڑھو تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء کی تلاوت فرمائی ... الخ۔

۱۷۵۶ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي مِسْعَرٌ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ أَقْرَأُ

۱۷۵۶ ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے سامنے قرآن پڑھو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے سامنے قرآن پڑھوں حالانکہ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے

---

[1] یہ سورۃ النساء کی آیت ہے اور آنحضرت ﷺ کا اس پر رونا اس وجہ سے تھا کہ اس آیت میں قیامت کے احوال اور تمام امم و ملل کے جمع کرنے کا بیان ہے اور ہر نبی کو اپنی امت پر گواہ بنایا جائے گا اس کا تذکرہ ہے کہ پھر آپ ﷺ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے۔ تو اس کا تصور اور خیال آپ ﷺ کو اس قدر ہوا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (فتح الملہم ۱۰۳/۱)

عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ النِّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا) فَبَكَى قَالَ مِسْعَرٌ فَحَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مَا دُمْتُ فِيهِمْ أَوْ مَا كُنْتُ فِيهِمْ شَكَّ مِسْعَرٌ

علاوہ کسی سے سنوں۔ چنانچہ انہوں نے سورۃ النساء کی ابتداء سے آیت:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا .... الآية

تک تلاوت کی۔ آنحضرت ﷺ (تلاوت سن کر) رونے لگے۔
مسعر کہتے ہیں کہ مجھ سے معن نے جعفر بن عمرو بن حریث نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے (مذکورہ آیت کے جواب میں) فرمایا: "میں جب تک ان کے درمیان ہوں ان کا گواہ ہوں"۔

۱۷۵۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ بِحِمْصَ فَقَالَ لِي بَعْضُ الْقَوْمِ اقْرَأْ عَلَيْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ سُورَةَ يُوسُفَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَاللَّهِ مَا هَكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قُلْتُ وَيْحَكَ وَاللَّهِ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي أَحْسَنْتَ فَبَيْنَمَا أَنَا أُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدْتُ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ قَالَ فَقُلْتُ أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ لَا تَبْرَحُ حَتَّى أَجْلِدَكَ قَالَ فَجَلَدْتُهُ الْحَدَّ

۱۷۵۷ - عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں حمص (ملک شام) میں تھا تو بعض لوگوں نے مجھ سے کہا:
"ہمارے سامنے قرآن کی تلاوت کیجئے۔ چنانچہ میں نے سورۃ یوسف ان کے سامنے پڑھی۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ: اللہ کی قسم! یہ اس طرح تو نازل نہیں ہوئی۔ میں نے کہا تیرا ستیاناس! اللہ کی قسم! یہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھی پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کہ بہت خوب پڑھا تم نے؟ میں ابھی اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ شراب کی بو میں نے اس کے منہ میں پائی۔ میں نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے اور (اس کے نشہ میں) کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے؟ تو ٹھہرا رہے گا یہاں تک کہ میں تجھے کوڑے مار لوں۔ چنانچہ میں نے اس پر کوڑوں کی حد جاری کی۔

۱۷۵۸ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۷۵۸ - حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (حضرت عبد اللہ سے لوگوں نے کہا کہ ہم کو قرآن سناؤ تو انہوں نے سورہ یوسف پڑھی ...... الخ) ان اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِي أَحْسَنْتَ

اور اس ابو معاویہ کی روایت احسنت کا لفظ نہیں ہے۔

باب-۲۷۱ فضل قراة القرآن في الصلاة و تعلمه

نماز میں تلاوت قرآن اور سیکھنے سکھانے کی فضیلت

۱۷۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ

۱۷۵۹ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ جب وہ (شام کو) گھر واپس

إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ ۔

لوٹے تو گھر میں تین نہایت فربہ اور موٹی حاملہ اونٹنیاں پائے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: بس تین آیات جنہیں تم میں سے کوئی نماز میں پڑھے اس کے لئے تین فربہ حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہے"۔

۱۷۶۰ ..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ فَيَأْتِيَ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِي غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ نُحِبُّ ذَلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ

۱۷۶۰ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار صفہ میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "تم میں سے کس کو یہ بات پسند ہے کہ روزانہ صبح کو بطحان یا عقیق کی وادی میں جائے اور دو بڑے کوہان والی اونٹنیاں بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے لے آئے؟ (یعنی کسی کا مال چھینے یا ناحق بھی نہ لے اور بالکل حلال طریقہ سے اسے ملے)۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک یہ بات پسند کرتا ہے۔ فرمایا: کیا تم میں سے کوئی صبح کو مسجد میں نہ چلا جایا کرے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی دو آیات پڑھ لے یا سکھادے تو یہ اس کیلئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور تین آیات تین اونٹنیوں سے اور چار آیات چار سے بہتر ہیں اور اسی طرح جتنی بھی تعداد ہو (آیات کی) اتنے ہی اونٹوں سے بہتر ہے"۔

باب-۲۷۲ فضل قرأة القرآن و سورة البقـــــرة

قرآن کریم اور سورۃ البقرہ کی فضیلت

۱۷۶۱ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ قَالَ مُعَاوِيَةُ بَلَغَنِي أَنَّ الْبَطَلَةَ السَّحَرَةُ

۱۷۶۱ حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ "قرآن پڑھا کرو، کیونکہ یہ قرآن قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا"۔ دو چمکتی سورتیں پڑھا کرو، البقرہ اور آل عمران، کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا کہ یہ دو بادل ہیں یا دو سائبان ہیں یا دو ڈاریں ہیں اڑتے پرندوں کی اور اپنے پڑھنے والوں کے لئے حجت کریں گی سورۃ البقرہ پڑھو کہ اس کا پڑھنا موجب برکت، اس کا چھوڑنا موجب حسرت ہے اور بطلہ کا زور ان دو سورتوں پر نہیں چلتا"۔ معاویہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بطلہ جادوگروں کو کہتے ہیں۔

۱۷۶۲ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ

۱۷۶۲ ..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سابقہ روایت (قرآن پڑھا

قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَأَنَّهُمَا فِي كِلَيْهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ مُعَاوِيَةَ بَلَغَنِي

کرو کیونکہ قرآن قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفیع بن کر آئے گا .... الخ) ان اسناد سے مروی ہے۔
مگر اس روایت میں دونوں مقام پر لو کے بجائے وَكَأَنَّهُمَا کا لفظ ہے اور آخر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی مذکور نہیں۔

۱۷۶۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَهْلِهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَآلُ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَمْثَالٍ مَا نَسِيتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ كَأَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا

۱۷۶۳ - نواس بن سمعان الکلابی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "قیامت کے روز قرآن کریم کو اور اس کے پڑھنے والوں کو جو اس پر عمل کرتے ہوں گے لایا جائے گا اس سے آگے سورۃ البقرہ اور آل عمران ہوں گی"۔
اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سورتوں کے لئے تین مثالیں بیان فرمائیں جنہیں میں اس کے بعد آج تک نہیں بھولا فرمایا کہ "گویا وہ دونوں بادل ہیں یا سیاہ سائبان ہیں جن کے درمیان روشنی ہوگی یا دونوں اڑتے ہوئے پرندوں کی دو قطاریں ہیں جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے حجت کریں گی"۔

باب - ۲۷۳ فضل الفاتحة وخواتيم البقرة

سورۃ الفاتحہ کی اور بقرہ کی اختتامی آیات کی فضیلت

۱۷۶٤ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ

۱۷۶٤ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اپنے اوپر ایک زوردار آواز سنی انہوں نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ:
"یہ ایک دروازہ (کی آواز) ہے آسمان کے جو آج کھولا گیا ہے آج سے قبل کبھی نہیں کھولا گیا تھا اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا زمین کی طرف جو آج سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا تھا اس نے سلام کیا اور کہا: آپ ﷺ کو دونوروں کی خوشخبری ہو جو آپ کو عطا ہوئے ہیں آپ ﷺ سے قبل کسی کو نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ ایک فاتحۃ الکتاب ہے اور دوسرا البقرہ کی اختتامی آیات ہیں آپ ہرگز اس میں سے کوئی حرف نہیں پڑھیں گے مگر یہ کہ وہ آپ کو عطا ہوگا (جو کچھ اس میں مانگا گیا ہے)۔

۱۷٦٥ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۱۷٦٥ - عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ کے پاس ملا اور ان سے کہا کہ مجھے ایک حدیث آپ کے

بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ عِنْدَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ فِي الْآيَتَيْنِ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

واسطے سے پہنچی ہے سورۃ البقرہ کی دو آیات سے متعلق۔ انہوں نے کہا ہاں (ٹھیک ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کو جو بھی رات میں پڑھ لے گا وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی"۔

۱۷۶۶ وحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۷۶۶ حضرت منصور سے سابقہ روایت (سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کو جو بھی رات میں پڑھے گا وہ اس کیلئے کافی ہو جائیں گی) ان اسناد سے مروی ہے۔

۱۷۶۷ وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۷۶۷ حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے سورۃ البقرہ کی آخری یہ دو آیات پڑھیں رات میں تو یہ اس کے لئے (ہر شر سے) کافی ہو جائیں گے"۔
عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ پھر میں ابو مسعودؓ سے ملا وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے نبی ﷺ کے حوالہ سے یہی بات بیان کی۔

۱۷۶۸ وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۷۶۸ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح (جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں رات میں تو یہ اس کیلئے ہر شر سے کافی ہو جائیں گی) روایت نقل فرماتے ہیں۔

۱۷۶۹ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۷۶۹ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ اسی طرح (جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات میں پڑھیں تو یہ اس کیلئے ہر شر سے کافی ہو جائیں گی) مروی ہے۔

باب - ۲۷۳ فضل سورة الكهف و آية الكرسي

سورۃ الکہف اور آیت الکرسی کی فضیلت

۱۷۷۰ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ

۱۷۷۰ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أبي الجعد الغطفاني عن معدان بن أبي طلحة اليعمري عن أبي الدرداء أن النبي ﷺ قال من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف عصم من الدجال

"جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ ہو گیا۔

۱۷۷۱..... وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة ح و حدثني زهير بن حرب قال حدثنا عبد الرحمن بن مهدي قال حدثنا همام جميعا عن قتادة بهذا الإسناد

۱۷۷۱..... حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت (جس نے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ ہو گیا) اس اسناد سے مروی ہے۔

قال شعبة من آخر الكهف و قال همام من أول الكهف كما قال هشام

شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا سورۂ کہف کی آخری دس آیتیں اور ہمام نے کہا سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں دس آیتیں جیسا کہ ہشام نے بیان کیا۔

۱۷۷۲..... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى عن الجريري عن أبي السليل عن عبد الله بن رباح الأنصاري عن أبي بن كعب قال قال رسول الله يا أبا المنذر أتدري أي آية من كتاب الله معك أعظم قال قلت الله ورسوله أعلم قال يا أبا المنذر أتدري أي آية من كتاب الله معك أعظم قال قلت ﴿ الله لا إله إلا هو الحي القيوم﴾ قال فضرب في صدري وقال والله ليهنك العلم أبا المنذر

۱۷۷۲..... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے: اے ابوالمنذر! (یہ ان کی کنیت ہے) کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی کتاب کی آیات میں سے کونسی آیت جو تمہارے پاس ہے (تمہیں یاد ہے) سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ ورسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔
آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کیا: وہ آیت اللہ لاالہ الآیۃ (آیت الکرسی) ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ابوالمنذر! تمہارا علم تمہیں مبارک ہو"۔

باب-۲۷۵ فضل قرأة قل هو الله احد

سورۃ الاخلاص کی فضیلت

۱۷۷۳..... وحدثني زهير بن حرب ومحمد بن بشار قال زهير حدثنا يحيى بن سعيد عن شعبة عن قتادة عن سالم بن أبي الجعد عن معدان بن أبي طلحة عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ قال أيعجز أحدكم أن يقرأ في ليلة ثلث القرآن قالوا وكيف يقرأ ثلث القرآن قال قل هو الله أحد تعدل ثلث القرآن

۱۷۷۳..... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
کیا تم میں سے کوئی رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ سکتا ہے؟ صحابہ ﷺ نے عرض کیا: ہم کیسے پڑھ سکتے ہیں۔ فرمایا:
ایک مرتبہ

قل هو الله أحد

(سورۂ اخلاص) پڑھنا ایک تہائی قرآن کے برابر ہے (اجر وثواب میں)۔

۱۷۷۴...... وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ جُزْءًا مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ

۱۷۷۴...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تین حصے کئے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کو قرآن کا ایک جزو بنادیا"۔ . . .

(کیونکہ اس سورۃ میں حق تعالیٰ نے اپنی خاص صفات توحید کامل احدیت، صمدیت، ابدیت، وغیرہ کو بیان کیا ہے)۔

۱۷۷۵...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ احْشُدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ إِنِّي أُرَى هٰذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَذَاكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلَا إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

۱۷۷۵...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب جمع ہو جاؤ کہ میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھنے والا ہوں" چنانچہ جس نے جمع ہونا تھا ہوگیا۔ پھر نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھی پھر گھر میں داخل ہوگئے۔

اب ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید آسمان سے کوئی خبر آئی ہے آپ ﷺ کے پاس اور اسی وجہ سے آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے ہیں۔

نبی ﷺ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہارے سامنے ایک تہائی قرآن پڑھوں گا' آگاہ ہو جاؤ کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثلث قرآن کے برابر ہے (اجر میں)۔

۱۷۷۶...... و حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ حَتّٰى خَتَمَهَا

۱۷۷۶...... حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے سامنے ثلث قرآن پڑھوں گا۔

پھر آپ ﷺ نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ آخر تک پڑھی۔

۱۷۷۷...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۷۷۷...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمازوں میں قرآن کی قرات کرتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پر ختم کرتے۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ان (امیر صاحب) سے پوچھو کہ کس وجہ سے انہوں نے یہ عمل

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللهَ يُحِبُّهُ

کیا؟ لوگوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورت رحمٰن کی صفت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے پڑھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں یہ بتلادو کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں محبوب رکھتا ہے۔ (جیسے تم اس سورت سے محبت کرتے ہو)۔

باب-۲۷۶

فضل قرأة المعوذتين

معوذتین کی فضیلت

۱۷۷۸ ...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

۱۷۷۸ ...... حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: کیا تم نہیں دیکھتے اُن آیات کو جو آج رات نازل ہوئیں کہ ان جیسی آیات کبھی نہیں دیکھی گئیں،

قُل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس

(ان کے پڑھنے سے شیاطین و جنات کے اثرات اور آسیب و سحر سے حفاظت رہتی ہے)۔

۱۷۷۹ ...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أُنْزِلَ أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

۱۷۷۹ ...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیتیں نازل کی گئی ہیں اس جیسی کبھی نہیں دیکھی گئیں یعنی معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس)۔

۱۷۸۰ ...... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ وَكَانَ مِنْ رُفَعَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ

۱۷۸۰ ...... حضرت اسماعیل سے سابقہ روایت ان اسناد سے مروی ہے۔ اور اس ابو اسامہ کی روایت میں عقبہ بن عامر کے متعلق ہے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بلند رتبہ والے تھے۔

باب-۲۷۷

فضل من يقوم بالقرآن و يعلمه و فضل من تعلم حكمة من فقه او غيره فعمل بها و عملها

قرآن پر عمل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت

۱۷۸۱ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ

۱۷۸۱ ...... سالم اپنے والد (ابن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ

اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسد کرنا جائز نہیں ہے سوائے دو افراد پر۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے قرآن کی دولت سے نوازا اور وہ دن رات اس کی تلاوت پر کمربستہ رہتا ہو اور دوسرے وہ شخص جسے اللہ نے مال (حلال) سے نوازا اور وہ اسے رات دن (راہِ خدا میں) خرچ کرتا ہو"۔ (حسد بمعنی رشک اور غبطہ کے ہے)۔

١٧٨٢ ..... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ هَذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَتَصَدَّقَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ

۱۷۸۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "حسد روا نہیں مگر دو افراد پر، وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا فرمایا اور اسے حق کے کاموں پر ہلاک (خرچ) کرنے پر لگا دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ نے حکمت (مراد قرآن ہے) سے نوازا اور وہ اس کے موافق فیصلے کرتا ہے اور اسے سکھاتا ہے"۔ (ایسے دو افراد کے بارے میں انسان کو رشک کرنا چاہئے کہ یہ نعمتیں ہمیں بھی عطا ہوں)۔

١٧٨٣ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

۱۷۸۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشک دو شخصوں کے علاوہ کسی اور پر نہیں ہو سکتا ایک تو وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اسے راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرے وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت دی کہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کو سکھاتا ہے۔

١٧٨٤ .. وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ ابْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ ابْنَ أَبْزَى قَالَ وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى قَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا قَالَ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّ

۱۷۸۴۔ عامرؓ بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبد الحارث، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سے ملے "عسفان" کے مقام پر، عمرؓ نے انہیں مکہ کا گورنر بنایا تھا، عمر رضی اللہ عنہ، نے ان سے پوچھا کہ تم نے اہلِ وادی (اہل مکہ مکرمہ) پر کس کو اپنا نائب مقرر کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابن ابزیٰ کو، فرمایا کہ کون ابن ابزیٰ؟ کہا کہ وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے ان لوگوں پر ایک آزاد کردہ غلام کو حاکم بنا دیا۔ نافع نے کہا کہ وہ (اصل میں) اللہ کی کتاب کے قاری اور فرائض و میراث کے عالم ہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن

نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ

کر فرمایا: سنو! تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعہ کچھ لوگوں (اقوام) کو مقام بلند عطا کرے گا اور کچھ دوسروں کو اسی کے ذریعہ رسوا کرے گا"۔ (یہ حدیث اسی واسطے بیان کی کہ ابن ابزیٰ جو ایک غلام تھے اللہ نے ان کو قرآن کے ذریعہ عزت بخشی)۔

۱۷۸۵ ـ وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّ لَقِيَ عُمَرَ بْـــــنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۱۷۸۵ حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے ابراہیم بن سعد کی روایت (نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ کچھ لوگوں کو مقام بلند عطا کرے گا اور کچھ دوسروں کو اس کے ذریعہ رسوا کرے گا) کی طرح مروی ہے۔

باب-۲۷۸ بيان ان القرآن انزل على سبعة احرف و بيان معناها

قرآن کے سات حروف پر نازل ہونے کا بیان اور اس کا مفہوم

۱۷۸۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

۱۷۸۶ ـ عبدالرحمٰن بن عبد القاری کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے ھشام رضی اللہ عنہ بن حکیم بن حزام سے سنا کہ وہ سورۃ الفرقان کو اس طریقہ سے ہٹ کر پڑھتے ہیں جس طریقہ سے میں پڑھتا ہوں۔ اور یہ سورت رسول اللہ ﷺ مجھے پڑھا چکے تھے (اس لئے میں اس طریقہ کے خلاف پڑھتا دیکھ کر چونکا) اور قریب تھا کہ میں جلد بازی میں ان کو ٹوک دیتا لیکن پھر میں نے انہیں مہلت دی اور جب وہ فارغ ہو گئے تلاوت سے تو اپنی چادر ان کے گلے میں ڈال کر انہیں کھینچا اور (اسی حالت میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس انہیں لے آیا اور کہا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! میں نے اسے سورت فرقان پڑھتے سنا ہے اور جس طریقہ سے آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی ہے اس طریقہ کے خلاف پڑھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو (اور اس سے فرمایا کہ) پڑھو' اس نے اسی قرأت پر پڑھا جس پر میں نے اسے سنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طریقہ پر یہ نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ تم پڑھو۔ میں نے (اپنے طریقہ سے) پڑھی تو فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔" بے شک قرآن کریم سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے' لہٰذا جس طریقہ میں

تمہیں سہولت ہو اس پر پڑھو۔

۱۷۸۷ ــ وحدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال أخبرني عروة بن الزبير أن المسور بن مخرمة وعبد الرحمن بن عبد القاري أخبراه أنهما سمعا عمر بن الخطاب يقول سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول الله ﷺ وساق الحديث بمثله وزاد فكدت أساوره في الصلاة فتصبرت حتى سلم

۱۷۸۷ ــ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم کو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں سورۃ الفرقان پڑھتے سنا ــ آگے سابقہ حدیث کی مانند پورا واقعہ بیان کیا اس تبدیلی کے ساتھ کہ: قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان کو جکڑلوں لیکن پھر میں نے صبر سے کام لیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیر دیا"۔

۱۷۸۸ ــ حدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد قالا أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهري كرواية يونس بإسناده

۱۷۸۸ ــ زہری رضی اللہ عنہ سے یونس کی روایت (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ہشام کو آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ ہی میں سورۃ الفرقان پڑھتے سنا ــ الخ) کی طرح ان اسناد سے مروی ہے۔

۱۷۸۹ ــ و حدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة أن ابن عباس حدثه أن رسول الله ﷺ قال أقرأني جبريل عليه السلام على حرف فـــراجعته فلم أزل أستزيده

۱۷۸۹ ــ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ایک حرف پر قرآن پڑھایا' میں ان سے رجوع کر کے ایک سے زائد حرفوں پر قرأت کی درخواست کرتا رہا اور وہ اضافہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سات حروف پر انتہا فرمائی"۔ [1]

---

[1] قرآن کریم کی سات حرفوں پر قرأت کا مطلب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت میں آسانی پیدا کرنے کے لئے امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ایک سہولت یہ عطا فرمائی ہے کہ اس کے الفاظ کو مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ایک انسان ایک طریقہ سے ایک لفظ نہیں پڑھ سکتا تو اسے دوسرے طریقہ سے پڑھنے کی سہولت ہو جاتی ہے۔ اسی باب میں آگے حضرت ابی بن کعب کی روایت آرہی ہے جس میں سات حرفوں کی قرأت کی اجازت کے واقعہ کا تفصیلی ذکر ہے۔ اور شروع میں حضرت عمرؓ کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گذر چکا ہے کہ: بے شک یہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے' لہٰذا جس طریقہ پر تمہیں سہولت ہو اس پر پڑھو"۔ سات حروف سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں محدثین وائمہ تفسیر کے مختلف اقوال ہیں جو علوم تفسیر کی کتابوں میں تفصیلاً مذکور ہیں ان کی تفصیل کے لئے اردو میں مولانا تقی عثمانی صاحب کی کتاب "علوم القرآن" مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال محقق علماء کے نزدیک اس کا راجح مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو قرأتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان میں باہمی فرق و اختلاف کل سات نوعیتوں پر مشتمل ہے۔ اور وہ سات نوعیتیں یہ ہیں:۔

۱) **اسماء کا اختلاف** ــ جس میں مفرد' تثنیہ' جمع اور مذکر و مؤنث دونوں کا اختلاف شامل ہے۔ مثلاً: ایک قرأت میں تمت كلمة ربك ہے جب کہ دوسری قرأت میں تمت كلمات ربك ہے۔

۲) **افعال کا اختلاف** کہ کسی قرأت میں صیغہ ماضی ہے کسی میں مضارع (مستقبل و حال) اور کسی میں امر۔ مثلاً: ایک قرأت میں: ربنا باعد بين ہے اور دوسری میں ربنا بعد بين ہے۔

..... (جاری ہے)

فَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ وہ سات حروف ایسے معاملات میں ہیں جو (معنی کے اعتبار سے) ایک ہی رہتے ہیں اور ان میں حلال و حرام کا اختلاف واقع نہیں ہوتا" (حروف کی تبدیلی سے)۔

۱۷۹۰ ـ وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۷۹۰۔ حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت (آپ ﷺ کو جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا پھر آپ ﷺ کی زیادتی کی درخواست پر زائد کرتے رہے یہاں تک کہ سات حرف تک نوبت پہنچ گئی) ان اسناد سے مروی ہے۔

۱۷۹۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ

۱۷۹۱۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ بن کعب فرماتے ہیں کہ میں (ایک بار) مسجد میں تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اس نے ایسی قرأت کی کہ جو میرے لئے اجنبی تھی پھر ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے ایک دوسری قرأت کی جو اس کے ساتھی کی

(گذشتہ سے پیوستہ)

۳) وجوہ اعراب کا اختلاف..... جس میں اعراب یعنی زبر، زیر، پیش کا فرق پایا جاتا ہے، مثلاً: لَا يُضَارَّ كَاتِبٌ اور ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ کی جگہ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدِ۔

۴) الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف..... کہ ایک قرأت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو۔ مثلاً: ایک قرأت میں تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ کی جگہ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ۔ کہ ایک قرأت میں لفظ مِنْ ہے دوسری میں نہیں ہے۔

۵) تقدیم و تاخیر کا اختلاف..... کہ ایک قرأت میں کوئی لفظ مقدم ہے اور دوسری میں مؤخر۔ مثلاً: وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ۔ اور وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ۔

۶) بدلیت کا اختلاف..... یعنی ایک قرأت میں جو لفظ استعمال ہوا ہے دوسری میں اس کے بجائے کوئی ملتا جلتا لفظ ہو مثلاً نُنْشِزُهَا اور نَنْشُرُهَا۔ فَتَبَيَّنُوا اور فَتَثَبَّتُوا۔ طَلْحٍ اور طَلْعٍ وغیرہ۔

۷) لہجوں کا اختلاف..... جس میں تفخیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر، ہمز، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلاف داخل ہیں۔
یعنی اس میں لفظ تو نہیں بدلتا لیکن اس کے پڑھنے کا طریقہ بدل جاتا ہے مثلاً: مُوْسٰی کو ایک قرأت میں مُوْسِیْ کی طرح پڑھا جاتا ہے۔
(کتاب اللوائح، ابوالفضل رازی بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن)

بہر حال! اختلاف قرأت کی ان سات نوعیتوں کے تحت بہت سی قرأتیں نازل ہوئی تھیں اور ان کے باہمی فرق سے معنی میں کوئی قابل ذکر فرق نہیں ہوتا تھا، صرف تلاوت کی سہولت کے لئے ان کی اجازت دی گئی تھی۔ شروع میں چونکہ لوگ قرآن کریم کے اسلوب سے پوری طرح واقف نہ تھے اس لئے ان سات اقسام کے دائرے میں بہت سی قرأتوں کی اجازت دے دی گئی تھی، لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنی وفات والے سال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے رمضان میں دو مرتبہ قرآن کریم کا دور فرمایا۔ جسے عرصۂ اخیرہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت بہت سی قرأتیں منسوخ کر دی گئیں اور صرف وہ قرأتیں باقی رکھی گئیں جو آج تک تواتر کے ساتھ محفوظ چلی آرہی ہیں۔ (واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم) (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر معارف القرآن، مناہل العرفان، الاتقان فی علوم القرآن سیوطی، علوم القرآن العثمانی)

فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَ فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقًا فَقَالَ لِي يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنْ اقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمُ ﷺ

قرأت کے علاوہ تھی' جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کی کہ اس شخص نے ایسی قرأت پڑھی ہے جو (میں نے نہیں سنی) میرے لئے اجنبی ہے۔ اور دوسرا آدمی داخل ہوا تو اس نے اس کی قرأت کے علاوہ کوئی اور قرأت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے قرأت کی تو نبی ﷺ نے ان دونوں کی تحسین فرمائی۔ ابی ؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایک ایسی تکذیب کا خیال آگیا کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی کبھی نہ آیا تھا۔ ❶

جب رسول اللہ ﷺ نے میری اس کیفیت کو ملاحظہ فرمایا جس نے مجھے ڈھانپ رکھا تھا' تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا' میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور (میری یہ حالت ہو گئی) گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں خوف سے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابی ؓ! مجھے پہلے یہی حکم بھیجا گیا تھا کہ میں قرآن کی تلاوت ایک حرف پر ہی کروں' لیکن میں نے جواب میں یہ عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرمائی جائے۔ چنانچہ مجھے دو حروف (قرأت) پر پڑھنے کی اجازت دی گئی' میں نے پھر جواباً عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرمائی جائے' چنانچہ مجھے تیسری بار جواب دیا گیا کہ سات حروف پر پڑھوں۔ اور بارگاہ الٰہی سے مجھے ارشاد ہوا کہ جتنی بار تم نے امت پر سہولت کے لئے عرض کیا ہر مرتبہ کے عوض ایک سوال ہم سے کر لو (ایک دعا مانگ لو جو قبول ہو گی) چنانچہ میں نے کہا۔ "اے اللہ! میری امت کی مغفرت فرمایئے! اے اللہ! میری امت کی مغفرت فرمایئے۔ (دو دعائیں مانگ لیں) اور تیسری دعا میں نے مؤخر کر دی اس دن کے لئے جس دن کہ ساری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی۔ (یعنی قیامت کے دن جب ساری انسانیت نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کے لئے جائے گی اس دن میں

❶ (طبری کی روایت میں ہے کہ: میں نے کہا یہ دونوں بہتر نہیں ہیں "گویا حضور ﷺ کے قول کی تردید کی۔ بعض روایات میں ہے کہ شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈال دیا جس کی وجہ سے میرا چہرہ سرخ ہو گیا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے اللہ! شیطان کو اس سے دور کر دے"۔

علامہ طیبیؒ نے فرمایا: کہ تکذیب سے مراد یہ ہے کہ میرے دل میں نبی ﷺ کی تکذیب کا خیال پیدا ہو گیا کیونکہ آپ ﷺ نے ان دونوں کی تصویب و تحسین و تصدیق فرمائی اور تکذیب کا یہ خیال اتنا زیادہ تھا کہ کبھی زمانہ جاہلیت میں بھی اتنا شدید خیال پیدا نہ ہوا تھا)۔

تیسری دعا مانگوں گا)۔

١٧٩٢۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَرَأَ قِرَاءَةً وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

١٧٩٢۔۔۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے ایک قرأت کی۔۔۔ باقی حدیث سابق ابن نمیر کی روایت کی طرح بیان فرمائی۔

١٧٩٣۔۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا

١٧٩٣۔۔۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ بنو غفار کے تالاب کے پاس تشریف فرما تھے کہ اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ کی امت قرآن کو ایک حرف (قرأت) پر پڑھے' آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے معافی اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں' میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی' پھر جبرئیل علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرمایا کہ آپ اپنی امت کو دو حرفوں پر قرآن کریم پڑھاؤ فرماتے ہیں کہ آپ کی امت دو حرفوں پر قرآن پڑھے' آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے اس کی معافی اور مغفرت کا طالب ہوں۔ بے شک میری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ جبرئیل علیہ السلام تیسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت تین حروف پر قرأت کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی و مغفرت کا سوال کرتا ہوں میری امت کو اس کی بھی طاقت نہیں۔
پھر جبرئیل چوتھی بار تشریف لائے اور فرمایا کہ: بے شک اللہ عزوجل نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت قرآن کو سات حروف پر پڑھے' جس حرف پر بھی وہ پڑھیں گے وہ ٹھیک ہوگا''۔ ❶

❶ اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ نزول قرآن سات حروف پر ہوا ہے اور اس کا مقصد صرف تیسیر امت یعنی امت کے لئے سہولت پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ ان سات قرأت کے دائرے میں بہت سی قرأتوں کی اجازت دے دی گئی تھی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' نے تلاوت قرآن کے معاملہ میں غلط فہمیاں رفع کرنے کے لئے اپنے عہد خلافت میں قرآن کریم کے سات نسخے تیار کرائے اور ان سات نسخوں میں تمام قرأتوں کو اس طرح سے جمع فرمایا کہ قرآن کریم کی آیات پر نقطے' زیر زبر پیش نہیں ڈالے تاکہ انہی مذکورہ قرأتوں میں سے جس قرأت کے مطابق چاہیں پڑھ سکیں۔ اس طرح اکثر قرأتیں اس رسم الخط میں سما گئیں۔ ...(جاری ہے)

۱۷۹۴ ...... وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۹۴۔ شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان اسناد کے ساتھ حسب سابق روایت منقول ہے۔

باب-۴۷۹ ترتيل القرأة و اجتناب الهذّ وهو الافراط فى السرعة واباحة سورتين فاكثر فى ركعة

ترتیل سے پڑھنے اور تیز نہ پڑھنے اور ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا بیان

۱۷۹۵ ......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَيْفَ تَقْرَأُ هَذَا الْحَرْفَ أَلِفًا تَجِدُهُ أَمْ يَاءً (مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ) أَوْ (مِنْ مَاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ) قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ وَكُلَّ الْقُرْآنِ قَدْ أَحْصَيْتَ غَيْرَ هَذَا قَالَ إِنِّي لَأَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّ أَقْوَامًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَلَكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيهِ نَفَعَ إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَامَ عَبْدُ اللهِ فَدَخَلَ عَلْقَمَةُ فِي إِثْرِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرَنِي بِهَا

۱۷۹۵۔ ابو وائل ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود کے پاس ایک شخص جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا آیا اور اس نے کہا اے ابو عبدالرحمن! آپ اس لفظ کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں یا ی کے ساتھ۔ من مآءٍ غیر آسنٍ یا یاسنٍ؟

عبداللہ ؓ نے فرمایا: کیا تو نے اس حرف کے علاوہ سارے قرآن کو یاد کرلیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں مفصل کی تمام سورتیں (یعنی سورۃ الحجرات سے آخر تک) ایک رکعت میں پڑھتا ہوں (گویا مجھے قرآن کا بہت سا حصہ حفظ ہے) حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: کہ ایسے ہانکتا ہوگا جیسے جلدی جلدی شعر ہانکے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ ہوں گے جو قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ لیکن قرآن کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ قلب میں اتر کر راسخ ہو جاتا ہے تو نفع دیتا ہے' اور نماز میں بہترین رکن رکوع و سجود ہیں۔ اور بے شک میں بعض ایسی نظائر و مثالیں جانتا ہوں کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دو سورتوں کو ایک ایک رکعت میں ملا کر پڑھا ہے۔

پھر عبداللہ ؓ کھڑے ہوئے اور (گھر میں) داخل ہوگئے جب کہ علقمہؒ بھی (ان کے شاگرد) ان کے پیچھے داخل ہوگئے' پھر باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے اس بارے میں انہوں نے بتلایا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

نسخے مع قراء کے عالم اسلام کے مختلف مرکزی خطوں میں بھیج دیے' چنانچہ ہر علاقہ میں وہاں کے قاری نے اس علاقہ کے لوگوں کو قرأت سکھائی اور اس طرح ایک مستقل علم "قرأت" وجود میں آگیا۔ اور انہی قرأتوں کو بعد میں چوتھی صدی ہجری میں علامہ ابو بکر بن مجاہدؒ نے ایک کتاب میں سات معروف قراء کی قرأتیں جمع کر دیں اور ان کی یہ تصنیف بہت زیادہ مقبول ہوگئی۔ یہیں سے اس غلط فہمی نے جنم لیا کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ سبعۃ احرف کا مطلب یہی سات قرأتیں ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ یہ سات قرأتیں جو آج پوری دنیا میں مشہور ہیں محض ان قرأتوں کا ایک حصہ ہیں۔ واللہ اعلم (بحوالہ تفسیر معارف القرآن ج ۱ ص ۳۲)

(سورتوں کو ملانے سے مراد یہ ہے کہ دو سورتیں ایک رکعت میں 'مثلاً سورۃ الرحمن اور سورۃ النجم ایک رکعت میں اور قمر والحاقہ ایک رکعت میں ملا کر پڑھیں)۔

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ إِلَى عَبْدِ اللهِ وَلَمْ يَقُلْ نَهِيكُ ابْنُ سِنَانٍ۔

ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا کہ بنی بجیلہ کا ایک آدمی حضرت عبداللہ کی خدمت میں آیا اور نہیک بن سنان کا نام نہیں لیا۔

١٧٩٦ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَجَاءَ عَلْقَمَةُ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ سَلْهُ عَنِ النَّظَائِرِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ عِشْرُونَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ فِي تَأْلِيفِ عَبْدِ اللهِ

١٧٩٦ ابو وائل ؓ سے سابقہ حدیث ہی منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ: علقمہ آئے اور عبداللہ ؓ کے گھر میں داخل ہونا چاہا' ہم نے ان سے کہا کہ عبداللہ ؓ سے ایسی مثالیں اور نظائر کے بارے میں پوچھے کہ رسول اللہ ﷺ جنہیں ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔

چنانچہ وہ ان کے پاس داخل ہوئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا' پھر باہر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ وہ بیس سورتیں ہیں جو دس رکعات میں پڑھی جاتی تھیں مفصلات میں سے۔ عبداللہ ؓ کے جمع کردہ مصحف میں۔

١٧٩٧ وحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ إِنِّي لَأَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ اثْنَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ عِشْرِينَ سُورَةً فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ

١٧٩٧ ..... اعمش رضی اللہ عنہ سے حسب سابق دونوں روایتیں ان اسناد سے مروی ہیں اور اس میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان نظائر کو پہچانتا ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور وہ بیس سورتیں ہیں کہ دس رکعتوں میں پڑھتے تھے۔

١٧٩٨ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ يَوْمًا بَعْدَ مَا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ فَأَذِنَ لَنَا قَالَ فَمَكَثْنَا بِالْبَابِ هُنَيَّةً قَالَ فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَتْ أَلَا تَدْخُلُونَ فَدَخَلْنَا فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يُسَبِّحُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا وَقَدْ أُذِنَ لَكُمْ فَقُلْنَا لَا إِلَّا أَنَّا ظَنَنَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْبَيْتِ نَائِمٌ قَالَ ظَنَنْتُمْ بِآلِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ غَفْلَةً قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ قَالَ

١٧٩٨ ابو وائل فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم صبح کو فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت عبداللہ ؓ بن مسعود کے پاس گئے' دروازہ پر جا کر ہم نے سلام کیا' ہمیں داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی لیکن ہم ذرا دیر ٹھہرے رہے اتنے میں ایک باندی نکلی اور اس نے کہا: اندر داخل نہیں ہوتے؟ پھر ہم داخل ہوئے تو دیکھا کہ عبداللہ ؓ بیٹھے تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: تمہیں اندر داخل ہونے سے کیا مانع تھا؟ جب کہ تمہیں اجازت دی جا چکی تھی۔ ہم نے کہا کہ نہیں (کوئی مانع نہیں تھا) بس ہمیں یہ گمان گذرا کہ بعض گھر والے شاید سوئے ہوئے ہوں۔ فرمایا: تم ام عبد کے بیٹے کے اہل وعیال کے بارے میں غفلت کا گمان کرتے ہو؟ پھر دوبارہ اپنی تسبیح میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ جب یہ خیال ہوا کہ

فَنَظَرَتْ فَإِذَا هِيَ لَمْ تَطْلُعْ فَأَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ قَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هِيَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَقَالَنَا يَوْمَنَا هَذَا فَقَالَ مَهْدِيٌّ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوبِنَا قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ كُلَّهُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا لَقَدْ سَمِعْنَا الْقَرَائِنَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقَرَائِنَ الَّتِي كَانَ يَقْرَؤُهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حم

سورج طلوع ہو گیا ہے تو باندی سے کہا ارے دیکھو تو کیا سورج طلوع ہو گیا ہے؟ اس نے دیکھا تو سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ پھر تسبیح میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ جب دوبارہ سورج طلوع ہونے کا گمان ہوا تو باندی سے کہا کہ اے لڑکی! دیکھو کیا سورج طلوع ہو گیا؟ اس نے دیکھا تو طلوع ہو چکا تھا۔ فرمایا تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں آج کا دن واپس کر دیا ہے۔ مہدی (راوی) کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں ہلاک نہ کیا ہمارے گناہوں کے سبب سے "۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: آج کی رات میں نے تمام مفصلات پڑھیں۔ عبداللہؓ نے فرمایا کہ اس طرح (جلدی جلدی) پڑھی ہوں گی جیسے (جلدی جلدی) شعر ہانکے جاتے ہیں۔ بے شک ہم نے دو ملی ہوئی سورتیں سنی ہیں اور بے شک مجھے یاد ہیں وہ ملی ہوئی سورتیں جو رسول اللہ ﷺ نے ملا کر پڑھی تھیں۔ آٹھ سورتیں مفصلات میں سے اور دو سورتیں جن میں شروع میں حٰم ہے۔

۱۷۹۹ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

۱۷۹۹ ...... شقیقؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص بنی بجیلہ کا جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا عبداللہؓ کے پاس آیا اور کہا میں مفصل کی تمام سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں۔ عبداللہؓ نے فرمایا: شعروں کے ہانکنے کی طرح ہانکا ہوگا (ترتیل سے نہ پڑھا ہوگا) بے شک میں وہ نظیریں (معنی میں مماثل سورتیں) جانتا ہوں جنہیں رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں دو ملا کر پڑھتے تھے۔

۱۸۰۰ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنِّي قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ كُلَّهُ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ

۱۸۰۰ ...... حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میں نے مفصل کی ساری سورتوں کو رات ایک رکعت میں پڑھا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے یہ تو اشعار کی طرح پڑھنا ہوا پھر فرمایا: میں ان نظائر کو پہچانتا ہوں کہ جنہیں ملا کر رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ پھر مفصل کی ۲۰ سورتوں کا ذکر کیا جو ایک ایک رکعت میں دو دو پڑھا کرتے تھے۔

باب-۲۸۰

ما یتعلق بالقرأت

قرأت و متعلقات کا بیان

۱۸۰۱ .... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ (فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ) أَدَالًا أَمْ ذَالًا قَالَ بَلْ دَالًا سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ (مُدَّكِرٍ) دَالًا

۱۸۰۱ .... ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اسود بن یزید سے جبکہ وہ مسجد میں قرآن کریم کی تعلیم دے رہے تھے سوال کرتے ہوئے کہا کہ: تم اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو؟ فھل من مُدّکر کو دال سے پڑھتے ہو یا ذال سے۔ انہوں نے کہا دال سے۔ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدّکر دال سے پڑھتے سنا ہے۔

۱۸۰۲ .... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ (فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ)

۱۸۰۲ .... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فھل من مدکر دال سے اس حرف کو پڑھتے تھے۔

۱۸۰۳ .... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَفِيكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا قَالَ فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَ اللهِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى) قَالَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى) وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ وَأَنَا وَاللهِ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ يُرِيدُونَ أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ فَلَا أُتَابِعُهُمْ

۱۸۰۳ .... علقمہ فرماتے ہیں کہ ہم ملک شام آئے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کرتا ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! میں ہوں۔ فرمایا کہ تو تم نے عبداللہ کو یہ آیت (مراد سورت) کس طرح پڑھتے سنا ہے؟ واللیل اذا یغشی ... الخ میں نے کہا میں نے انہیں اس طرح پڑھتے سنا ہے۔ واللیل اذا یغشی . والذکر والانثی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ اسی طرح سنی ہے۔ لیکن یہاں کے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں وما خلق الذکر والانثی پڑھوں۔ لیکن میں تو ان کی پیروی کرنے سے رہا۔ [1]

۱۸۰۴ .... وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتٰى عَلْقَمَةُ الشَّامَ فَدَخَلَ

۱۸۰۴ .... حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ علقمہ شام میں آئے اور مسجد میں گئے اور وہاں نماز پڑھی اور لوگوں کے ایک حلقہ پر

[1] حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ یہ قرأت مذکورہ سوائے اس روایت کے کسی سے منقول نہیں۔ اور صحیح وما خلق کے ساتھ ہی ہے۔ اور ممکن ہے کہ پہلے تو اسی طرح ہو جیسے ابوالدرداءؓ نے پڑھی بعد میں منسوخ ہوگئی ہو اور نسخ کی اطلاع ابوالدرداءؓ کو پہنچی ہو۔ اور اب وما خلق کے ساتھ ہی قرأت پر معاملہ طے ہو چکا ہے اور کوئی اس میں اختلاف نہیں کرتا۔ (بحوالہ فتح الملہم ۱/۳۶۷)

مَسْجِدًا فَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى حَلْقَةٍ فَجَلَسَ فِيهَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَعَرَفْتُ فِيهِ تَحَوُّشَ الْقَوْمِ وَهَيْئَتَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي ثُمَّ قَالَ أَتَحْفَظُ كَمَا كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

سے گذرے اور ان میں بیٹھ گئے پھر ایک شخص آیا کہ جس سے لوگوں کی طرف خفگی اور وحشت معلوم ہوتی تھی پھر وہ میرے بازو میں بیٹھ گئے اور بولا کہ آپ کو یاد ہے عبداللہ بن مسعود کس طرح قرأت کرتے تھے؟ پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۱۸۰۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لِي مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ مِنْ أَيِّهِمْ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ هَلْ تَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَأْ ﴿ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ﴾ قَالَ فَقَرَأْتُ ﴿ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى ﴾ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا

۱۸۰۵ علقمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے کہا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے کہا اہل عراق میں سے ہوں۔ کہنے لگے اہل عراق میں سے کہاں کے؟ میں نے کہا۔ کوفہ والوں میں سے ہوں۔ فرمایا: کیا تم عبداللہ بن مسعود کی قرأت کے مطابق قرأت کرتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا تو واللیل پڑھو۔ میں نے پڑھنا شروع کی۔ واللیل اذا یغشی۔ والنھار اذا تجلی۔ والذکر والانثی یہ سن کر ابوالدرداء ہنس پڑے پھر فرمایا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے سنا ہے۔

۱۸۰۶ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

۱۸۰۶ علقمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں شام میں آیا اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا پھر بقیہ حدیث ابن علیہ کی روایت کی طرح بیان فرمائی۔

باب-۲۸۱ الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها

نماز کے اوقاتِ ممنوعہ کا بیان

۱۸۰۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۱۸۰۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد سے لے کر غروب شمس اور فجر کی نماز کے بعد سے طلوع شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

۱۸۰۸ و حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ دَاوُدُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ عَنْ

۱۸۰۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک سے زائد صحابہ جن میں حضرت عمر بن الخطاب بھی شامل ہیں اور وہ صحابہ میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں سے سنا کہ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز سے منع فرمایا۔

۱۸۰۹۔۔۔۔ وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ

۱۸۰۹۔۔۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت (فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک نماز پڑھنا ممنوع ہے ۔۔۔ الخ) ان اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ مگر سعید اور ہشام کی روایت میں **حتی تشرق الشمس** (تاوقتیکہ سورج نہ نکلے) کے الفاظ موجود ہیں۔

۱۸۱۰۔۔۔ و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۱۸۱۰۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں۔

۱۸۱۱۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا

۱۸۱۱۔ نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کوئی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز کا نہ سوچے"۔

۱۸۱۲۔۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ

۱۸۱۲۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"طلوع آفتاب و غروب آفتاب کے وقت اپنی نمازوں کا ارادہ مت کیا کرو کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے"۔

۱۸۱۳ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَابْنُ بِشْرٍ قَالُوا جَمِيعًا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ

۱۸۱۳..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو نماز کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ خوب ظاہر و نمایاں ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ غائب ہو جائے تو بھی نماز کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ مکمل غائب و غروب ہو جائے"۔

۱۸۱٤ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمُخَمَّصِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ

۱۸۱٤ ابو بصرہ الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مخمص (ایک مقام ہے) میں عصر کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ یہ نماز تم سے پہلی امتوں پر پیش کی گئی لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ سو جو اس کی حفاظت کرے گا اسے دوہرا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ شاہد نکل آئے اور شاہد ستارہ ہے (اس سے مراد یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب رات آجائے پھر نماز پڑھنی ہے اس سے پہلے نہیں اور چونکہ ستارے رات میں طلوع ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ جب ستارہ نکل آئے)۔ ❶

۱۸۱۵ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ خَيْرِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هُبَيْرَةَ السَّبَائِيِّ وَكَانَ ثِقَةً

۱۸۱۵ حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی (اور فرمایا کہ یہی نماز تم سے پہلی امتوں پر پیش کی گئی لیکن انہوں نے اس کو ضائع کیا سو جو اس کی حفاظت کرے گا اس کو دوہرا اجر ملے گا... الخ) پھر آگے حسب سابق حدیث

---

❶ نماز کے اوقات ممنوعہ میں بعد العصر الی الغروب اور بعد الفجر الی الطلوع احادیث بالا میں وضاحت سے بتلائے گئے ہیں۔ اور امام طحاویؒ نے فرمایا کہ نماز بعد العصر کی ممانعت کی روایات تواتر سے منقول ہیں اور صحابہؓ کا عمل بھی اس پر رہا ہے لہذا کسی کے لئے اس کی مخالفت صحیح نہیں لیکن اس پر اشکال ہے کہ خود نبی کریم ﷺ سے صلوٰۃ بعد العصر اور رکعتین بعد العصر ثابت ہیں چنانچہ حضرت عائشہؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے معجم طبرانی مسند احمد اور ترمذی کی روایات میں وضاحت کے ساتھ ذکر ہے کہ آپ نے عصر کے بعد دو رکعات ادا فرمائیں؟ اس کا جواب روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک مرتبہ ہوا جب کہ علامہ عینیؒ نے اس کا جواب دیا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص معاملہ تھا امت کے حق میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ عصر کے بعد جو شخص دو رکعات پڑھتا اسے برسر مجمع مارتے تھے اور اکثر صحابہ اسے صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک عصر کے بعد دو رکعت جائز ہیں لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک ممنوع ہیں۔

اوپر کی حدیث میں آگے بعد یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان کے سینگوں کے درمیان سورج طلوع ہوتا ہے"۔ بعض حضرات نے اسے مجاز اور استعارہ پر محمول کرتے ہوئے اس کا یہ مطلب بیان کیا کہ جو شخص طلوع کے وقت نماز پڑھتے گویا وہ شیطان کا آلہ کار ہے۔ لیکن محقق علماء نے فرمایا کہ یہاں حقیقی معنی مراد ہیں اور طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کو اپنے سینگوں کے درمیان کر لیتا ہے تاکہ سورج کی پوجا کرنے والوں کا خود ساختہ معبود بن جائے۔ واللہ اعلم　　(تکملہ از فتح الملہم ۱/۳۰۶)

عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ

بیان فرمائی۔

۱۸۱۶ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ

۱۸۱۶ حضرت موسیٰ بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے تین ساعات میں نماز پڑھنے اور اپنے مردوں کو قبر میں اتارنے سے ہمیں منع فرمایا ہے ۱۔ سورج کے طلوع ہونے اور چمکنے کے وقت یہاں تک کہ بلند ہو جائے ۲۔ جب سورج پوری دوپہر پہ ہو (زوال کے وقت) یہاں تک کہ ڈھلنا شروع ہو جائے ۳۔ جب سورج غروب کے لئے ڈھلنے لگے یہاں تک کہ غروب ہو جائے"۔ [1]

۱۸۱۷ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو عَمَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ وَلَقِيَ شَدَّادٌ أَبَا أُمَامَةَ وَوَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَضْلًا وَخَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنْتَ قَالَ أَنَا نَبِيٌّ فَقُلْتُ وَمَا نَبِيٌّ قَالَ أَرْسَلَنِي اللهُ فَقُلْتُ وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ قَالَ أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللهُ لَا يُشْرَكُ

۱۸۱۷ عکرمہ بن عمار کہتے ہیں کہ شداد بن عبداللہ ابو عمار اور یحییٰ بن کثیر نے ابوامامہ کے حوالہ سے ہم سے بیان کیا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ شداد حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، واثلہ رضی اللہ عنہ (بن الاسقع) سے ملے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صحبت بھی اٹھائی ہے شام میں۔ اور ان کی تعریف فرمائی فضل و کمال اور نیکی کی۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن عبسۃ السلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاہلیت کے دور میں میرا خیال یہ تھا کہ یہ لوگ سب گمراہی پر ہیں اور کسی (صحیح) راہ پر نہیں ہیں وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ مکہ میں ہوتا ہے اور بعض خبریں بتلاتا ہے (غیب کی) چنانچہ (تحقیق حال کے لئے) میں اپنی سواری پر بیٹھا اور مکہ آیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا، آپ ﷺ ان دنوں چھپے ہوئے تھے کیونکہ آپ کی قوم آپ ﷺ پر غالب اور مسلط تھی' فرماتے ہیں کہ میں نے نرم مزاجی سے کام لیا اور مکہ میں آپ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا: نبی کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر

[1] ان تین اوقات میں نماز تو ممنوع ہے۔ جہاں تک تدفین موتیٰ کا تعلق ہے تو اس سے مراد نماز جنازہ ہے حقیقتاً تدفین مراد نہیں کہ وہ جائز ہے۔ اور نماز جنازہ کے بارے میں ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے کہ:
"ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان تین اوقات میں فرائض، نوافل، نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت سب حرام ہیں البتہ اگر جنازہ آ جائے یا سجدہ کی آیت تلاوت کی جائے ان اوقات میں تو پھر اس صورت میں جنازہ کی نماز اور سجدۂ تلاوت میں کوئی کراہت نہیں رہے گی۔ لیکن پھر بھی ان کو وقت مستحب تک موخر کرنا بہتر ہے"۔ ([illegible])

بِهِ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هَذَا قَالَ حُرٌّ وَعَبْدٌ قَالَ وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ مِمَّنْ آمَنَ بِهِ فَقُلْتُ إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَوْمَكَ هَذَا أَلَا تَرَى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلَكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي قَالَ فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَكُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَأَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتَّى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ مَا فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقَالُوا النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذَلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنِي قَالَ نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ قَالَ فَقُلْتُ بَلَى فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَالْوُضُوءَ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ

بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ کس چیز کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا کہ مجھے ان احکامات کے ساتھ بھیجا ہے' صلہ رحمی' بتوں کو توڑنا اور اللہ واحد کی توحید پر (ایمان لانا) کہ اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے کچھ بھی۔ میں نے کہا: اس (پیغام یا دین) پر آپ کا ساتھ کس نے دیا؟ فرمایا ایک آزاد نے اور ایک غلام نے۔ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں آپ کے ہمراہ صرف حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے نقش قدم پر ہوں۔ فرمایا: تم آج (ان دنوں) اس کی استطاعت نہیں رکھتے (کہ اپنا اسلام ظاہر کرو کیونکہ مسلمان کمزور اور کفار غالب ہیں) کیا تم میری حالت نہیں دیکھتے اور ان لوگوں کا حال نہیں دیکھتے۔ لہٰذا تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور جب تم یہ سنو کہ میں غالب ہو چکا ہوں تو پھر آنا میرے پاس۔ عمرو فرماتے ہیں کہ: چنانچہ میں واپس اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے میں اپنے گھر والوں میں ہوتا تھا جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو میں آپ ﷺ کے بارے میں خبریں حاصل کرتا اور لوگوں سے پوچھتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ (ایک روز) اہل یثرب و مدینے کے چند لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے کہا: یہ صاحب (محمد ﷺ) جو مدینے سے آئے ہیں کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لوگ تو ان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں ان کی اپنی قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے"۔ چنانچہ میں مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ فرمایا ہاں! تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! جن باتوں سے میں جاہل ہوں اور اللہ نے آپ ﷺ کو سکھلائی ہیں مجھے ان کے بارے میں بتلا دیجئے۔ مجھے نماز کے بارے میں بتلا دیجئے۔ فرمایا: صبح کی نماز پڑھو پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار (سورج پرست) اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اس کے (آفتاب بلند ہونے کے) بعد نماز پڑھو کیونکہ اس کے بعد کی نماز کی گواہی دی جائے گی اور اس وقت فرشتے حاضر ہوتے

أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَبَا أُمَامَةَ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ أَبُو أُمَامَةَ يَا عَمْرُو بْنَ عَبَسَةَ انْظُرْ مَا تَقُولُ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطَى هٰذَا الرَّجُلُ فَقَالَ عَمْرٌو يَا أَبَا أُمَامَةَ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَرَقَّ عَظْمِي وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِي حَاجَةٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللهِ وَلَا عَلَى رَسُولِ اللهِ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَبَدًا وَلٰكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

ہیں۔ یہاں تک کہ سایہ نیزہ کے برابر ہو جائے (جس کا مطلب یہ ہے کہ سورج بالکل اوپر آجائے اور ہر چیز کا سایہ ختم ہو جائے۔ نہ مشرق کی طرف نکلتا ہو نہ مغرب کی طرف اور وہ وقت عین زوال کا ہے) تو اس وقت نماز سے رک جاؤ کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔ پھر جب سایہ ڈھلنے لگے تو (ظہر) کی نماز پڑھو کیونکہ یہ نماز مشہور (گواہی شدہ) اور محضور (فرشتوں کی موجودگی والی) ہوتی ہے، یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر (عصر کی نماز کے بعد) نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت (سورج پرست) کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں بتلایئے۔ فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور ناک صاف کرے مگر یہ کہ اس کے چہرے' منہ' اور ناک کے بانسے نتھنوں کے گناہ گر جاتے ہیں' پھر جب وہ چہرہ دھوتا ہے اللہ کے حکم کے مطابق تو اس کے چہرہ کے گناہ داڑھی کے اطراف سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں' پھر وہ ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں کے پوروں سے گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ بالوں کے اطراف سے پانی کے ساتھ ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے ٹخنوں تک' تو اس کی ٹانگوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ ساتھ گر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ (وضو کر کے) کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے' اس میں اللہ کی حمد و ثنا اور ایسی تمجید کرے جیسی تمجید و بزرگی اس کی شان کے لائق ہے اور اپنے قلب کو صرف اللہ کے لئے فارغ کر لے تو وہ نماز سے فارغ ہو کر گناہوں سے ایسا صاف ہو جاتا ہے جیسے اپنی پیدائش کے وقت تھا جب اس کی ماں نے اسے پیدا کیا تھا"۔ حضرت عمرو بن عبسہ نے یہ حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ' سے بیان کی جو صحابی رسول اللہ ﷺ تھے تو ابو امامہ نے ان سے کہا: اے عمرو بن عبسہ! ذرا دیکھو (سوچ کر بولو) کہیں ایک ہی جگہ پر اتنا ثواب ایک آدمی کو مل سکتا ہے؟ (شاید تمہارے بیان کرنے یا سننے میں غلطی ہو)

عمرو رضی اللہ عنہ بن عنبسہ نے فرمایا: اے ابوامامہ! مجھے کیا ضرورت ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھوں۔ حالانکہ میری عمراتنی ہو چکی ہے، میری ہڈیاں گھل چکی ہیں اور میری موت قریب آچکی ہے (اب مجھے کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ میں اللہ اور رسول ﷺ سے جھوٹی بات منسوب کروں، مجھے تو اب اپنی موت اور آخرت کی فکر ہے اس عمر میں آکر میں جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں) اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ایک بار، دو بار تین بار یہاں تک کہ سات بار نہ سنی ہوتی تو میں کبھی تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ لیکن میں نے آپ ﷺ سے سات سے بھی زائد مرتبہ سنی ہے۔

۱۸۱۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ وَهِمَ عُمَرُ إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوعُ الشَّمْسِ وَغُرُوبُهَا

۱۸۱۸۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو طلوع و غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۸۱۹۔۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمْ يَدَعْ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَتُصَلُّوا عِنْدَ ذَلِكَ

۱۸۱۹۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی نہیں ترک کیں۔ اور فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"طلوع آفتاب و غروب آفتاب کے اوقات میں نماز کا ارادہ مت کیا کرو کہ انہی اوقات میں نماز پڑھنے لگو"۔

۱۸۲۰۔۔۔۔۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ

۱۸۲۰۔۔۔ کریب جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس، عبدالرحمن بن ازھر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم ان تینوں حضرات نے انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں سلام کہنا ہم سب کی جانب سے اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں دریافت کرنا اور کہنا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس سے روکتا تھا۔ کریب کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچا دیا۔

النَّاسِ عَلَيْهَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا أَمَّا حِينَ صَلَّاهُمَا فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ فَقُولِي لَهُ تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَسْمَعُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ قَالَ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ

کس مقصد کے لئے انہوں نے مجھے بھیجا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (اس بارے میں) امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو' میں دوبارہ ان حضرات کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات انہیں بتلائی تو انہوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹا دیا اسی پیغام کے ساتھ جیسے انہوں نے مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا۔ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ اس سے (عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے) منع فرمایا کرتے تھے۔ (لیکن پھر میں نے آپ کا فعل) یہ دیکھا کہ آپ ﷺ نے خود یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر گھر میں تشریف لائے تو میرے پاس انصار کے قبیلہ بنی حرام کی چند خواتین بیٹھی تھیں اس وقت آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے ایک لڑکی کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ! امّ سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ان دو رکعتوں سے منع فرماتے سنا ہے اور اب میں دیکھ رہی ہوں آپ ﷺ کو کہ یہ دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں؟ پھر اگر آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہو کر کھڑی رہنا۔ چنانچہ وہ لڑکی گئی اور ویسا ہی کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو امیہ کی بیٹی! تم نے مجھ سے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا ہے تو (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس بنی عبدالقیس کے چند لوگ اپنی قوم کے اسلام لانے کا پیغام لائے تھے لہٰذا میں ان میں مشغول رہا اور اس مشغولیت کی وجہ سے ظہر کے بعد جو دو رکعتیں پڑھتا تھا وہ نہ پڑھ سکا تو یہ دو رکعتیں وہی ہیں (اور قضا یعنی تلافی مافات کے طور پر پڑھ رہا ہوں)۔ ❶

۱۸۲۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ قَالَ

۱۸۲۱ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں دریافت کیا جو رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ اصل میں دو رکعت

---

❶ (ابو امیہ کی بیٹی سے مراد امّ سلمہؓ ہیں کیونکہ ان کے والد کا نام ابو امیہ تھا (کمافی الفتح) اس حدیث کی بناء پر علماء نے فرمایا کہ عصر یا فجر کے بعد قضا نمازوں کو پڑھا جا سکتا ہے)۔

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَثْبَتَهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ إِسْمَعِيلُ تَعْنِي دَاوَمَ عَلَيْهَا

عصر سے قبل پڑھتے تھے، پھر جب آپ ﷺ کسی کام میں مشغول ہوتے یا بھول جاتے تو انہیں عصر کے بعد پڑھ لیتے۔ اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ہر کام پر مداومت فرماتے، چنانچہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس کو ہمیشہ پابندی سے پڑھا کرتے تھے۔

۱۸۲۲۔۔۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ

۱۸۲۲۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دو نمازیں ایسی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمائیں میرے گھر میں نہ خفیہ نہ علانیہ۔ ا۔ دو رکعت فجر سے قبل کی اور دو رکعت عصر کے بعد کی۔

۱۸۲۳۔۔۔ وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِي قَطُّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۱۸۲۳۔۔۔ ابو اسحاقؒ نے اسودؒ و مسروقؒ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ کی جس روز میرے گھر میں باری ہوتی اور آپ میرے پاس ہوتے تو عصر کے بعد دو رکعات ضرور پڑھا کرتے تھے۔

۱۸۲٤۔۔۔۔۔ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي كَانَ يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِي تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۱۸۲۴۔۔۔ حضرت ابو اسحٰق اسود رضی اللہ عنہ اور مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دونوں نے بیان فرمایا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ کی باری جس دن میرے گھر ہوتی اسی دن ضرور آپ ﷺ دو رکعت پڑھتے یعنی عصر کے بعد کی۔

باب-۲۸۲ استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب

مغرب سے قبل دو رکعتوں کا بیان

۱۸۲۵۔۔۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۱۸۲۵۔۔۔ مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عصر کے بعد نوافل پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا تو

فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْأَيْدِي عَلَى صَلَاةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا

انہوں نے فرمایا:
حضرت عمر رضی اللہ عنہ 'عصر کے بعد نماز پڑھنے پر ہاتھوں پہ مارتے تھے البتہ ہم نبی ﷺ کے عہد مبارک میں غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے' میں نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بھی وہ دو رکعت (قبل المغرب) پڑھتے تھے؟ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وہ نماز پڑھتے دیکھا تو نہ تو ہمیں (مزید) پڑھنے کا حکم فرمایا اور نہ ہی اس سے منع فرمایا۔

۱۸۲۶۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَيَرْكَعُونَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا

۱۸۲۶۔۔۔۔ انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں تھے تو مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جب اذان دیتا تو سب جلدی سے ستونوں کی طرف لپکتے اور دو دو رکعتیں پڑھتے تھے حتی کہ کوئی اجنبی آدمی اگر مسجد میں ہوتا تو وہ یہی خیال کرتا تھا کہ نماز ہو چکی ہے کیونکہ لوگوں کی اکثریت وہ دو رکعات پڑھا کرتی تھی (لہٰذا وہ اجنبی یہ سمجھتا کہ شاید مغرب کے بعد کی سنتیں پڑھ رہے ہیں)۔

۱۸۲۷۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ

۱۸۲۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے (دو اذانوں سے مراد ایک اذان دوسرے اقامت ہے) تین بار یہ بات ارشاد فرمائی اور تیسری بار یہ فرمایا کہ "جس کا جی چاہے"۔ (یعنی مؤکدہ نماز نہیں کہ ضروری ہی پڑھے)۔ ❶

۱۸۲۸۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ

۱۸۲۸۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں، مگر آپ ﷺ نے چوتھی بار فرمایا جس کا جی چاہے۔

---

❶ **مغرب سے قبل دو رکعت پڑھنے کا بیان**

غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب سے قبل دو رکعتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ امام شافعیؒ احمد بن حنبلؒ اور بعض دیگر ائمہ کے نزدیک یہ مستحب ہیں۔ جب کہ احنافؒ و مالکیہؒ کے نزدیک نہ پڑھنا مستحب ہے اگرچہ پڑھنے کا جواز ہے احادیث بالا کی بناء پر۔ جب کہ ابراہیم نخعیؒ اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ احنافؒ کے نزدیک پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ کا عام معمول نہیں تھا۔ ملا علی قاریؒ حنفی فرماتے ہیں کہ: صحابہ کا رکعتین قبل المغرب پر عمل کرنا نادر الوقوع تھا کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ آپ علیہ السلام مغرب تعجیل (جلدی) فرمایا کرتے تھے (اور رکعتین قبل المغرب تو تاخیر کو لازم کرتی ہیں بلکہ بعض علماء کے نزدیک تو وقت بھی نکل جاتا ہے۔ خود حضرت انسؓ کی حدیث بالا سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں اجنبی آدمی یہ سمجھتا کہ نماز ہو چکی ہے۔ لہٰذا اگر یہ عام معلوم ہوتا تو اجنبی کے لئے ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ واللہ اعلم (دلائل کے لئے تفصیل فتح الملہم ۲/۲۷۳ اور درس ترمذی میں ملاحظہ فرمائیں)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ لِمَنْ شَاءَ

باب-۲۸۳ صلاة الخـــــوف
صلوٰۃ الخوف کا بیان

١٨٢٩ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أُولٰئِكَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَضَى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً

١٨٢٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف ادا فرمائی دونوں جماعتوں میں سے ایک کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور اس وقت دوسری جماعت دشمن کے روبرو تھی۔ پھر یہ پہلی جماعت والے فارغ ہو کر چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ سنبھال لی دشمن کے مقابلہ میں۔ اور دوسری جماعت والے آگئے پھر نبی ﷺ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی پھر نبی ﷺ نے تو سلام پھیر دیا اور دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی رکعت پوری کرلی۔

١٨٣٠ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَوْفِ وَيَقُولُ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِهٰذَا الْمَعْنَى

١٨٣٠۔ سالمؒ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نماز خوف کے بارے میں بیان کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی ہے (اور اس کا طریقہ حسب سابق حدیث بیان کیا)۔

١٨٣١ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِبًا أَوْ قَائِمًا تُومِي إِيمَاءً

١٨٣١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض ایام میں "صلوٰۃ الخوف" پڑھی اس طرح کہ ایک جماعت آپ ﷺ کے ساتھ تھی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ میں تھی' جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان کے ہمراہ آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی' پھر وہ لوگ چلے گئے جب کہ دوسرے لوگ آگئے' آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی رکعت پوری کرلی۔
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو سواری پر ہی نماز پڑھ لو یا کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھ لو (یہ بھی جائز ہے)۔[1]

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

۱۸۳۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ صَفٌّ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نُحُورِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ

۱۸۳۲ ـــــ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صلوٰۃ الخوف میں حاضر تھا۔ ہم نے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی 'دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر آپ نے رکوع فرمایا تو ہم نے سب نے رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی اٹھایا۔ اور پھر آپ ﷺ سجدہ کے لئے جھکے تو جو صف آپ ﷺ سے متصل تھی وہ بھی جھک گئی جب کہ پچھلی صف دشمن کے مدمقابل کھڑی رہی (وہ سجدہ میں نہیں گئی) نبی ﷺ نے جب سجدے پورے کر لئے اور آپ ﷺ سے متصل والی صف بھی کھڑی ہوگئی تو پچھلی صف جھک کر سجدہ میں چلی گئی' پھر پچھلی صف کے لوگ کھڑے ہوئے اور پچھلی صف آگے آگئی جب کہ اگلی صف پیچھے ہوگئی۔ پھر نبی ﷺ نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی سر اٹھایا' پھر آپ ﷺ سجدہ کے لئے جھکے اور وہ صف جو آپ ﷺ سے متصل تھی اور پہلی رکعت میں وہ پچھلی صف تھی وہ بھی جھک گئی سجدہ کے لئے جب کہ پچھلی صف (جو پہلی رکعت میں اگلی تھی) وہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہی۔ نبی ﷺ جب سجدے پورے کر چکے اور آپ ﷺ سے متصل اگلی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

● جب لشکر اسلام دشمن کے مقابلہ میں صف آراء ہو اور جنگ کی معرکہ آرائی میں مصروف ہو اس وقت نماز کا کیا حکم ہے؟ اگر عین لڑائی میں وقتِ نماز آجائے تو حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کے لشکر کو دو جماعتوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس وقت کی نماز کو اصطلاح میں صلوٰۃ الخوف کہا جاتا ہے۔ سورۃ النساء میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔ احادیث میں صلوٰۃ الخوف کے کئی طریقے منقول ہیں معمولی فرق کے ساتھ۔
احنافؒ کے نزدیک صلوٰۃ الخوف کا طریقہ حسب ذیل ہے: جب خوف کی شدت ہو تو امام (امیر) کو چاہیے کہ مسلمانوں کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دے ایک جماعت دشمن کے مدمقابل رہے اور دوسری جماعت امام کے ساتھ ہو۔ امام اس جماعت کے ساتھ ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھے' پھر دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد یہ جماعت تو دشمن کے مقابلہ میں چلی جائے اور وہ دوسری جماعت آجائے امام (اتنی دیر انتظار کرے بغیر سلام پھیرے) پھر دوسری جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھائے دو سجدے کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے لیکن دوسری جماعت کے لوگ سلام پھیرے بغیر واپس دشمن کے مقابلہ میں جائیں اور پہلی جماعت پھر آجائے اور ایک رکعت بغیر قرأت کے تنہا تنہا پڑھے' دو سجدے کرے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور دشمن کے مدمقابل چلی جائے۔ پھر دوسری جماعت والے آجائیں اور ایک رکعت تنہا قرأت کے ساتھ پڑھیں' دو سجدے کر کے تشہد پڑھیں اور سلام پھیر دیں۔ یہ ابن عباسؓ کی روایت ہے جسے امام ابو حنیفہؒ سے امام احمدؒ نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے۔ محقق ابن ہمام الحنفیؒ نے فتح القدیر میں فرمایا کہ: یہ صورت اس وقت اختیار کی جائے گی جب کہ سب لوگ ایک امام کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہوں اور نزاع ہو۔ لیکن اگر کوئی تنازعہ نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ امام ایک جماعت کو دو رکعتیں پوری پڑھائے۔ اور دوسری جماعت دوسرے امام کے پیچھے پڑھے۔ (تکملہ فتح الملہم ۲/۳۰۷)

الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ جَابِرٌ كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ

صف نے بھی سجدے کر لیے (اور وہ صف کھڑی ہو گئی) تو پچھلی صف سجدے میں چلی گئی اور انہوں نے سجدے کیے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم سب نے بھی ساتھ سلام پھیرا۔ (دونوں صفوں والوں نے)۔ جابر ؓ نے فرمایا: جیسے تمہارے یہ چوکیدار اور پہرے دار اپنے امراء و سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں"۔

۱۸۳۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لَاقْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَقَالُوا إِنَّهُ سَتَأْتِيهِمْ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَقَامَ الثَّانِي فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ ثُمَّ خَصَّ جَابِرٌ أَنْ قَالَ كَمَا يُصَلِّي أُمَرَاؤُكُمْ هٰؤُلَاءِ

۱۸۳۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہینہ کے لوگوں کے ساتھ جہاد کیا۔ انہوں نے ہم سے سخت لڑائی کی۔ جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے (باہم یہ) کہا کہ اگر ہم ان پر یک بارگی حملہ کر دیں تو ہم ان کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کے ارادہ کی خبر دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ذکر ہم سے کیا اور مشرکین نے یہ کہا کہ ان کی ایک نماز عنقریب آنے والی ہے اور وہ نماز انہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے (یعنی عصر کی نماز' کیونکہ عصر کی نماز کی حفاظت اور اہتمام کا قرآنی حکم ہے خصوصیت کے ساتھ اس لئے صحابہ اس کا نہایت اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ مشرکین تک کو علم تھا کہ یہ نماز انہیں اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہے)۔ چنانچہ جب عصر کا وقت ہوا تو ہم نے دو صفیں بنائیں۔ مشرکین ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے (یعنی بالکل سامنے مقابلہ پر تھے) رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا تو ہم نے بھی رکوع کیا' آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اگلی صف آپ ﷺ کے ساتھ ہی سجدہ میں چلی گئی' پھر جب وہ کھڑے ہو گئے۔ تو اب دوسری صف نے سجدہ کیا' پھر پہلی صف پیچھے ہٹ گئی اور دوسری صف آگے بڑھ گئی اور وہ پہلی صف کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی تکبیر کہی' آپ ﷺ نے رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ کیا تو صف اول والوں نے سجدہ کیا اور صف ثانی والے کھڑے رہے' پھر جب سجدہ کر چکے تو صف ثانی نے سجدہ کیا' پھر سب بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ ابو الزبیرؒ کہتے ہیں کہ جابر ؓ نے ایک خاص بات یہ بھی کہی تھی کہ جیسے تمہارے یہ حکمران نماز پڑھتے ہیں"۔

١٨٣٤ حدّثنا عُبَيْدُ اللّٰه بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ حدّثنا أَبِي حدّثنا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ

١٨٣٤ حضرت سہل [1] بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف ادا کی تو صحابہ کو دو صفوں میں تقسیم کر دیا اپنے پیچھے' جو صف آپ سے متصل تھی اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' پھر کھڑے ہو گئے اور اس وقت تک کھڑے رہے کہ پچھلی صف والوں نے بھی ایک رکعت پڑھ لی' پھر وہ پچھلی صف والے آگے ہو گئے اور اگلی صف والے پیچھے ہو گئے۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' پھر بیٹھ گئے یہاں تک کہ پیچھے والوں نے بھی ایک رکعت پڑھ لی' پھر آپ نے سلام پھیرا۔

١٨٣٥ حدّثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ

١٨٣٥ صالح بن خوات رضی اللہ عنہ نے روایت کی ایک شخص سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ ذات الرقاع [2] کے دن صلوٰۃ الخوف ادا کی تھی اس طریقہ پر کہ ایک جماعت نے تو صف بندی کر کے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی اور دوسری جماعت دشمن کے مدمقابل رہی۔ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے ہمراہ آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی' پھر (ایک رکعت پڑھنے کے بعد) آپ ﷺ تو کھڑے رہے جب کہ صف والوں نے اپنی نماز پوری کر لی خود ہی۔ پھر وہ واپس ہو گئے اور دشمن کے مدمقابل صف بندی کر لی' جب کہ دوسری جماعت آ گئی اور آپ ﷺ نے اس دوسری جماعت والوں کے ہمراہ بقیہ ایک رکعت پڑھی' پھر آپ بیٹھ گئے اور صف والوں نے خود اپنی دوسری رکعت پوری کی' پھر آپ ﷺ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔

١٨٣٦ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حدّثنا عَفَّانُ قَالَ حدّثنا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حدّثنا يَحْيَى بْنُ

١٨٣٦ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیش قدمی کرتے رہے یہاں تک کہ جب ہم ذات الرقاع تک پہنچے تو ہم

---

[1] حضرت سہل بن ابی حثمہ معروف صحابی ہیں ان کا نام عبداللہ یا عامر تھا انصار کے قبیلہ بنو حارث ابن الخزرج سے تعلق رکھتے تھے نبی ﷺ کے زمانہ میں کمسن تھے احد کے موقع پر حضور کے راہنما اور رہبر تھے غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں شرکت کی۔ بعض علماء رجال نے فرمایا کہ مذکورہ بالا صفات ان کے والد کی تھیں اور خود سہل کی عمر نبی ﷺ کے انتقال کے وقت ۸ سال تھی۔ (فتح الملہم)

[2] غزوہ ذات الرقاع تاریخ اسلام کا ایک معروف غزوہ ہے نووی نے فرمایا کہ صحیح یہی ہے کہ سرزمین غطفان پر نجد کے علاقہ میں یہ غزوہ ہوا۔ اسے ذات الرقاع کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ بعض نے کہا کہ رقاع ایک پہاڑ تھا وہاں پر۔ بعض نے کہا کہ ایک درخت تھا جسے رقاع کہا جاتا تھا۔ بعض نے فرمایا کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کے پیر چلتے چلتے پھٹ گئے تھے اور انہوں نے کپڑوں کی دھجیاں پھاڑ کر اپنے پیروں پر باندھی تھیں اور انہی دھجیوں کو رقاع کہتے ہیں اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا۔ اور یہی صحیح ہے۔ واللہ اعلم

أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَتَخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ

جب کسی سایہ دار درخت تک آتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ وہاں آرام فرمائیں۔ ایک دن ایک مشرک شخص آیا، رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی، اس نے نبی ﷺ کی تلوار لے کر اسے نیام سے کھینچ لیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا مجھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ نے اسے ذرا دھمکایا تو اس نے تلوار نیام میں کر لی اور اسے واپس لٹکا دیا۔ پھر نماز کے لئے اذان دی گئی تو آپ ﷺ نے ایک جماعت کے ہمراہ دو رکعتیں پڑھیں پھر وہ جماعت والے پیچھے ہو گئے اور آپ ﷺ نے دوسری جماعت کے ہمراہ دو رکعتیں پڑھیں تو رسول اللہ ﷺ کی تو چار رکعات ہو گئیں اور بقیہ لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔

۱۸۳۷ ..... وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ

۱۸۳۷ ..... ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھیں اور دوسرے گروہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں، تو آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھیں اور ہر جماعت نے دو رکعات پڑھیں۔ ❶

---

❶ صلوٰۃ الخوف کی ادائیگی کے متعدد اور مختلف طریقے صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ ان میں سے احناف کے نزدیک جو طریقہ منتخب و مختار ہے اس کا تفصیلی ذکر اس باب کی ابتداء میں کیا جا چکا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت امام شافعی کی دلیل ہیں اس مسئلہ میں کہ متنفل (نفل پڑھنے والے) کی اقتداء میں مفترض (فرض پڑھنے والے) کی نماز درست ہے کیونکہ سفر کی حالت تھی اور قصر نماز پڑھی جا رہی تھی لیکن نبی ﷺ نے چار رکعات پڑھیں تو پہلی دو فرض ہو گئیں اور دوسری دو نفل اور ان میں دوسری جماعت نے آپ کی اقتداء میں دو رکعات پڑھیں۔ تو گویا آپ ﷺ کے نفل کی اقتداء میں پیچھے والوں نے فرض ادا کئے۔

احناف کے نزدیک اس کا جواز نہیں۔ اور اس کے متعدد جوابات کتب احناف میں مذکور ہیں۔ ان میں سے زیادہ صحیح یہی ہے کہ یہ نبی ﷺ کی خصوصیت تھی اور لوگ آپ ﷺ کی امامت سے محروم نہ ہونا چاہتے تھے اس لئے نفل کے باوجود آپ ﷺ کی اقتداء کی۔ واللہ اعلم

کتاب الجمعہ

کتاب الجمعـــــــــــــة

جمعہ کے ابواب کا بیان

۱۸۳۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

۱۸۳۸ ... نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کو آنا چاہے تو اسے چاہیے کہ غسل کرلے"۔

۱۸۳۹ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

۱۸۳۹ ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے:
"تم میں جو شخص جمعہ کیلئے آئے اسے چاہیے کہ غسل کرلے" (پھر آئے)۔

۱۸۴۰ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۸۴۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ اسی طرح (تم میں جو شخص جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ غسل کرلے) حدیث نقل کی ہے۔

۱۸۴۱ ... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

۱۸۴۱ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح (جو شخص جمعہ کیلئے آئے تو اس کو چاہئے کہ غسل کرلے) فرماتے ہوئے سنا۔

۱۸۴۲ ... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ فَقَالَ إِنِّي شُغِلْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي

۱۸۴۲ ... سالم بن عبداللہ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس اثناء میں اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک صحابی داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا اور کہا یہ آنے کا کونسا وقت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: میں آج ایک کام میں مشغول ہوگیا (اور اس مشغولیت کی بناء پر) وضو کے علاوہ کچھ نہ کرسکا (صرف وضو ہی

حَتَّى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ

کیا) حضرت عمرؓ نے فرمایا: اچھا صرف وضو ہی کیا۔ یہ بھی (یعنی یک نہ شد دو شد ایک تو دیر سے آئے دوسرے صرف وضو کر کے آئے) حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

۱۸۴۳ ... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ فَعَرَّضَ بِهِ عُمَرُ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ النِّدَاءِ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ

۱۸۴۳..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ' جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' داخل ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف (نام لئے بغیر) اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:
"ان لوگوں کا کیا حال ہو گیا ہے کہ اذان کے بعد بھی تاخیر کرتے ہیں۔
عثمانؓ نے فرمایا: امیر المومنین! میں نے اذان سننے کے بعد وضو کرنے کے علاوہ کچھ مزید کام نہیں کیا' یہاں آ گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا یہ اور صرف وضو ہی۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: جب تم میں سے کوئی جمعہ کو آئے تو غسل کر لے"۔

۱۸٤٤ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ

۱۸۴۴..... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جمعہ کے روز غسل ہر بالغ آدمی پر واجب ہے"۔

۱۸٤٥ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ مِنَ الْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْعَبَاءِ وَيُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الرِّيحُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا۔

۱۸۴۵..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: لوگ جمعہ کے روز ایک ایک کر کے اپنے گھر اور عوالی مدینہ سے آتے تھے عبائیں پہن کر (راستہ میں) ان پر گرد مٹی پڑتی تھی اور ان کے اندر سے بدبو نکلتی تھی۔
ایک مرتبہ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس روز آپ ﷺ میرے پاس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"کاش! تم آج کے دن کے لئے پاکیزگی حاصل کیا کرو" (تو کتنا اچھا ہو)۔

۱۸٤٦ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ أَهْلَ عَمَلٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ

۱۸۴۶..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ زیادہ تر کام کاج والے مزدور پیشہ تھے۔ ان کے پاس کوئی خدام و نوکر وغیرہ تو تھے نہیں۔ (خود محنت مشقت کرتے تھے) لہٰذا ان میں ناگوار بدبو پیدا ہو جاتی تھی۔

فَكَانُوا يَكُونُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

ان سے کہا گیا کاش تم جمعہ کے روز غسل کر لیا کرو"۔

۱۸۴۷ و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِي الطِّيبِ وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ

۱۸۴۷۔ عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جمعہ کے روز ہر بالغ پر غسل کرنا ضروری ہے اور مسواک کرنا حسب استطاعت خوشبو لگانا بھی ضروری ہے اور ایک روایت کے مطابق (خوشبو لگانا) خواہ عورتوں ہی کی خوشبو ہو۔ اور بکیر راوی نے اپنی روایت میں عبدالرحمن کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۴۸۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ طَاوُسٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ

۱۸۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا جمعہ کے غسل کے بارے میں قول ذکر کیا۔
طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا خوشبو یا تیل لگانا اگرچہ اس کے گھر والوں (اھلیہ) کے پاس ہو (وہ بھی لگانا چاہیے؟) فرمایا: مجھے نہیں معلوم۔

۱۸۴۹ وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

۱۸۴۹۔ ابن جریج رضی اللہ عنہ سے یہ روایت (کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے غسل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کیا) ان اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

۱۸۵۰۔ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ حَقٌّ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَغْسِلُ

۱۸۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ سات دنوں میں غسل کرے کہ اپنے سر اور جسم کو دھوئے"۔ [1]

---

[1] جمعہ۔ میم کے پیش کے ساتھ صحیح لفظ ہے۔ اس کا نام ایام جاہلیت میں "یوم العروبۃ" تھا۔ یہ سید الایام ہے۔ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے نکال کر دنیا میں بھیجے گئے۔ بعض (جاری ہے)

رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ

١٨٥١...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

١٨٥١...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے جمعہ کے روز غسل جنابت کیا پھر (مسجد کو) گیا (اول ساعت میں) گویا اس نے ایک بدنہ (اونٹ) قربان (کرنے کا ثواب حاصل) کیا۔ جو شخص ساعت ثانیہ میں گیا اس نے گویا گائے قربان کرنے کا اجر حاصل کیا، جو تیسری ساعت میں گیا گویا اس نے سینگوں والا دنبہ قربان کیا، جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی قربان کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا اس نے انڈا صدقہ کرنے کا ثواب حاصل کیا۔ پھر جب امام نکل جائے (خطبہ کے لئے) تو ملائکہ حاضر ہو جاتے ہیں (مسجد میں) اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔" ❶

(یعنی وہ فرشتے جو مساجد کے دروازوں پر آنے والوں کے اوقات کے حساب سے انکا اجر لکھتے ہیں، امام کے نکلنے کے بعد اپنے رجسٹر بند کر کے مسجد میں آکر خطبہ سننے لگ جاتے ہیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے کوئی اجر نہیں لکھا جاتا)۔

(گذشتہ سے پیوستہ) حضرات کے نزدیک جمعہ کا دن عرفہ کے دن سے زیادہ افضل ہے۔ لیکن محقق علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یوم العرفہ سب سے افضل ہے۔

جمعہ کے روز غسل کا حکم...... احناف، شوافع، حنابلہ سمیت جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے واجب نہیں، ظاہر یہ کے نزدیک واجب ہے۔ اور واجب نہ ہونے کے بہت سے دلائل ہیں۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا واقعہ بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عمرؓ انہیں لوٹا دیتے اور غسل کا حکم فرماتے حالانکہ ایسا نہیں کیا۔ علاوہ ازیں ترمذی میں حضرت سمرۃ بن جندب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی احادیث سے واضح ہے کہ وضو کرنا ٹھیک ہے اور غسل کر لیا تو بہت اچھی بات ہے۔ اسی طرح جمعہ کے روز خوشبو کا استعمال اور اچھے کپڑے پہننا بھی مستحب ہے۔ کیونکہ غسل اور خوشبو ان کا مقصد ایذاء سے بچانا اور پاکیزگی و طہارت کاملہ کا حصول ہے۔ جمعہ میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے لہذا بدبو نے کی صورت میں لوگوں کو تکلیف ہوگی اور جب غسل کیا ہوگا تو بدبو نہ آئے گی لہذا مسنون یہ ہے کہ غسل کیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ پہلی دوسری ساعت وغیرہ سے کیا مراد ہے؟ جمہور علماء نے فرمایا کہ دن بھر کو ۱۲ اجزاء زمانیہ میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان اجزاء زمانیہ کی ابتداء طلوع فجر سے ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ابوداؤد، نسائی اور حاکمؒ نے حضرت جابرؓ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ یوم الجمعہ ۱۲ ساعات پر مشتمل ہے۔ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس ساعت کو متعین طور پر نہیں بتلایا کہ وہ کونسی ساعت ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ دن کے وسط میں وہ ساعت ہوتی ہے۔ یعنی زوال کے بعد خطبہ کے دوران۔ اور بعض نے فرمایا کہ دن کے آخر میں وہ ساعت ہے یعنی عصر کے بعد غروب آفتاب سے قبل۔ واللہ اعلم۔ بہر حال ان ساعات کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

۱۸۵۲...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ

۱۸۵۲...... سعیدؒ بن المسیب (مشہور تابعی ہیں) سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم نے اپنے ساتھی سے جمعہ کے روز امام کے خطبہ کے دوران یہ کہہ دیا کہ خاموش ہو جاؤ! تو تم نے لغو کام کیا۔ (مقصد یہ ہے کہ دورانِ خطبہ کسی کو بات کرنے سے روکنا' منع کرنا' بھی غلط ہے اور لغو عمل ہے)۔

۱۸۵۳...... وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

۱۸۵۳...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث کا مضمون (خطبۂ جمعہ کے دوران کسی کو یہ کہہ دیا کہ خاموش ہو جاؤ تو تم نے لغو کام کیا) ہی منقول ہے۔

۱۸۵٤...... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَارِظٍ۔

۱۸۵۴...... ابن شہاب نے دونوں سندوں کے ساتھ اسی طرح (خطبہ جمعہ کے دوران ساتھی سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ تو تم نے گناہ کا کام کیا) روایت نقل کی ہے۔

۱۸۵۵...... و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغِيتَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَغَوْتَ

۱۸۵۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن کہے چپ رہو اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تم نے لغو بات کی۔ ابو الزناد کہتے ہیں کہ لَغِيتَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت ہے ورنہ اصل لفظ لغوت ہے۔

۱۸۵٦...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ زَادَ قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا

۱۸۵۶...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں اس وقت میں نماز پڑھے اور اللہ سے کچھ مانگے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی مطلوبہ شئی ضرور عطا کرتا ہے"۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی بہت تھوڑی سی ہے۔ (بڑی مختصر ہے)

۱۸۵۷...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ

۱۸۵۷...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ ابو القاسم ﷺ

بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا

نے ارشاد فرمایا:

"بے شک جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس گھڑی میں کوئی مسلمان کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ سے خیر مانگے' اللہ تعالیٰ اسے وہ ضرور عطا فرماتا ہے"۔

اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی بہت مختصر ہے اور تھوڑی سی ہے۔ اور اس کی طرف رغبت دلاتے تھے۔

۱۸۵۸ ..... حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۸۵۸..... اس سند سے بھی حدیث سابقہ کا مضمون (جمعہ میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس گھڑی میں مسلمان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے) منقول ہے۔

۱۸۵۹ ..... وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۸۵۹..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے (جمعہ کی ایک ساعت میں دعا قبول ہوتی ہے)۔

۱۸۶۰ ..... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ

۱۸۶۰..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور دے دیتے ہیں اور وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔

۱۸۶۱ ..... وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ

۱۸۶۱..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے حسب سابق روایت نقل فرماتے ہیں لیکن اس میں ساعت خفیفہ کا ذکر نہیں۔

۱۸۶۲ ..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ سَمِعْتُهُ

۱۸۶۲..... ابوبردہ ؓ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد (ابوموسیٰ ؓ) سے جمعہ کی (فضیلت والی) ساعت کے بارے میں کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سنی ہے؟

میں نے کہا جی ہاں! میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"وہ ساعت فضیلت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے پورا ہونے

يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ

تک ہے"۔

۱۸۶۳ و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا

۱۸۶۳۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جن ایام پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی تمام ایام میں) ان میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے کہ جس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کی گئی' اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے"۔ (جنت سے نکالا جانا بھی بہت زبردست خیر و مصالح کا سبب تھا)۔

۱۸٦٤ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

۱۸۶۴۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا ہے کہ اس میں تخلیق آدم ہوئی' اور جنت میں ان کا دخول و خروج بھی اسی دن ہوا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی"۔

۱۸٦٥ ..... و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْنَا هَدَانَا اللهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ

۱۸۶۵...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہم (امت محمدیہ ﷺ) پیچھے آنے والے لوگ ہیں (یعنی تمام امتوں کے آخر میں آئے ہیں) اور قیامت کے روز ہم ہی سب سے اگلے ہوں گے (دخول جنت کے اعتبار سے) البتہ اتنی بات یہ ہے کہ ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی' اور یہ دن (جمعہ کا) جسے اللہ نے ہمارے لئے مقرر فرمادیا اسی کی ہمیں ہدایت دی (کہ ہم نے اسے اختیار کیا) سارے لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں۔ یہود اگلے دن میں (ہفتہ) اور نصاریٰ اگلے سے اگلے دن (اتوار)۔

(مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا روز پہلے یہودیوں کو پیش کیا کہ اجتماعی عبادت کے لئے اسے اپناؤ' انہوں نے اسے ٹھکرا کر ہفتہ کا دن منتخب کیا' نصاریٰ کو پیش کیا تو انہوں نے اتوار کا انتخاب کیا۔ مسلمانوں کو اللہ نے ہدایت دی اور انہوں نے اسے اختیار کیا)۔

۱۸٦٦ و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَـــنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ

۱۸۶۶...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن

طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمِثْلِهِ

سب سے پہل کرنے والے ہوں گے۔

۱۸۶۷ .... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوا فَهَدَانَا اللهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ فَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ هَدَانَا اللهُ لَهُ قَالَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَالْيَوْمَ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى

۱۸۶۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہم (امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ البتہ یہ ہے کہ انہیں (سابقہ امتوں کو) ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، سو انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت ہمیں نصیب فرمائی جس حق کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا۔ سو یہ وہی دن ہے (جمعہ کا) جس میں انہوں نے اختلاف کیا، اللہ عزوجل نے ہمیں اس کے اختیار کرنے کی ہدایت نصیب کی۔ یہ جمعہ کا دن تو ہمارے لئے ہے، اگلا دن (ہفتہ کا) یہود کے لئے اور اس سے اگلا دن (اتوار) نصاریٰ کے لئے"۔

۱۸۶۸ .... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ

۱۸۶۸..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہم (امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ البتہ یہ ہے کہ انہیں (سابقہ امتوں کو) ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، سو انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت ہمیں نصیب فرمائی جس حق کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا۔ سو یہ وہی دن ہے (جمعہ کا) جس میں انہوں نے اختلاف کیا، اللہ عزوجل نے ہمیں اس کے اختیار کرنے کی ہدایت نصیب کی۔ یہ جمعہ کا دن تو ہمارے لئے ہے، اگلا دن (ہفتہ کا) یہود کے لئے اور اس سے اگلا دن (اتوار) نصاریٰ کے لئے"۔

۱۸۶۹..... و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ رِبْعِيِّ

۱۸۶۹..... حضرت ابوہریرہ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں ہم سے پہلی امتوں کو گمراہی میں ڈال

بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَضَلَّ اللهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارَى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللهُ بِنَا فَهَدَانَا اللهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذَلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ وَفِي رِوَايَةٍ وَاصِلٍ الْمَقْضِيُّ بَيْنَهُمْ

دیا' سو یہود کے لئے ہفتہ کا دن اور نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے یہ دن لائے اور ہمیں یوم الجمعہ اختیار کرنے کی ہدایت کی اور ترتیب یہ بنائی جمعہ' ہفتہ اور اتوار۔ اسی طرح وہ قیامت میں بھی ہمارے تابع ہوں گے۔ ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اہلِ دنیا میں سے اور قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں سے ہوں گے جن کا فیصلہ کیا جائے گا تمام خلائق سے پہلے"۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ "لوگوں کے درمیان سب سے پہلے فیصلہ ہمارا کیا جائے گا"۔

۱۸۷۰ ...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُدِينَا إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَضَلَّ اللهُ عَنْهَا مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ

۱۸۷۰ ...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں جمعہ کے دن ہدایت کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے گمراہ فرمایا جو ہم سے پہلے تھے۔ بقیہ حدیث ابن فضیل کی حدیث کی طرح ذکر کی۔

۱۸۷۱ ...... وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الْأَغَرُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ

۱۸۷۱ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب جمعہ کا دن ہوتا ہے مسجد کے تمام دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو سب سے پہلے پھر اس کے بعد (باری باری) آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں۔ پھر جب امام (منبر پر خطبہ دینے کے لئے) بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر اور اعمال نامے لپیٹ کر مسجد میں آجاتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ سب سے پہلے جو آیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اونٹ قربان کیا' اس کے بعد آنے والے کی مثال گائے قربان کرنے والے کی سی ہے اور پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا قربان کرنے والے کی سی ہے پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مرغی قربان کرنے والے کی سی ہے' پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال انڈہ صدقہ کرنے والے کی سی ہے۔

۱۸۷۲ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۸۷۲ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے حسب سابق روایت نقل کرتے ہیں۔

۱۸۷۳ ... و حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا يعقوب يعني ابن عبد الرحمن عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال على كل باب من أبواب المسجد ملك يكتب الأول فالأول مثل الجزور ثم نزلهم حتى صغر إلى مثل البيضة فإذا جلس الإمام طويت الصحف وحضروا الذكر

۱۸۷۳ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ ہوتا ہے جو پہلے پہلے آنے والوں کے لئے لکھتا رہتا ہے (اجر و ثواب) مثل اونٹ کی قربانی کے، پھر درجہ بدرجہ نیچے کرتا رہتا ہے (ثواب میں) یہاں تک کہ انڈہ صدقہ کرنے کے اجر کے مثل تک لکھتا ہے۔ پھر جب امام بیٹھ جاتا ہے (منبر پر) تو فرشتے نامۂ اعمال لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ میں حاضر ہو جاتے ہیں"۔

۱۸۷٤ ... حدثنا أمية بن بسطام قال حدثنا يزيد يعني ابن زريع قال حدثنا روح عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال من اغتسل ثم أتى الجمعة فصلى ما قدر له ثم أنصت حتى يفرغ من خطبته ثم يصلي معه غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى وفضل ثلاثة أيام

۱۸۷٤ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لئے آیا اور حسب تقدیر و توفیق نماز پڑھی، پھر امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموشی سے بیٹھا رہا، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی، اس کے تمام گناہ اگلے جمعہ تک کے معاف کر دیئے جاتے ہیں اور مزید تین دن کے (گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں)۔

۱۸۷۵ ... و حدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من توضأ فأحسن الوضوء ثم أتى الجمعة فاستمع وأنصت غفر له ما بينه وبين الجمعة وزيادة ثلاثة أيام ومن مس الحصى فقد لغا

۱۸۷۵ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر جمعہ کے لئے آیا اور کان لگا کر خاموشی سے (خطبہ) سنا اس کے جمعہ سے جمعہ کے درمیان کے سارے گناہ بخش دیئے گئے اور تین دن مزید بھی، اور جو (دورانِ خطبہ) کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو کام کیا"۔

۱۸۷٦ ...... و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وإسحق بن إبراهيم قال أبو بكر قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا حسن بن عياش عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر بن عبد الله قال كنا نصلي مع رسول الله ﷺ ثم نرجع فنريح نواضحنا قال حسن فقلت لجعفر في أي ساعة تلك قال زوال الشمس

۱۸۷٦ ... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے پھر لوٹ کر جاتے تھے اور اپنے پانی لانے والے اونٹوں کو آرام دیتے تھے۔
حسن کہتے ہیں کہ میں نے جعفر سے کہا کہ یہ کس وقت میں ہوتا تھا؟ فرمایا:
"زوالِ شمس کے وقت"

۱۸۷۷ ... و حدثني القاسم بن زكريا قال حدثنا

۱۸۷۷ ..... جعفر نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت

خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَسَّانَ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ مَتَى كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذْهَبُ إِلَى جِمَالِنَا فَنُرِيحُهَا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز کب پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر ہم جاتے اپنے اونٹوں کی طرف اور انہیں آرام دیتے۔

زَادَ عَبْدُ اللهِ فِي حَدِيثِهِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ

عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ زوال آفتاب کے وقت اور اونٹ سے مراد پانی لانے والے اونٹ ہیں۔

۱۸۷۸ ــــ و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۸۷۸ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نہ قیلولہ کرتے تھے نہ دوپہر کا کھانا کھاتے تھے مگر جمعہ کی نماز کے بعد۔
ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ کے عہد میں"۔

۱۸۷۹ ــــ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ إِيَاسِ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ

۱۸۷۹ ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے زوال آفتاب کے بعد پھر ہم واپس لوٹتے تھے تو سایہ ڈھونڈتے تھے (یعنی اتنی جلدی جمعہ ہوتا تھا کہ ابھی اشیاء کا سایہ بھی پوری طرح پھیلنا شروع نہ ہوا ہوتا تھا)"۔

۱۸۸۰ ــــ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ

۱۸۸۰ ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے اور جب لوٹتے تھے تو دیواروں کا کوئی سایہ نہیں پاتے تھے کہ ہم اس کے سایہ میں آجائیں۔ [1]

---

[1] جمعہ کی نماز کا وقت مسنون کیا ہے؟ جمہور علماء کے نزدیک احادیث مذکورہ باب کی بناء پر جمعہ کا وقت مستحب و مسنون وہی ہے جو ظہر کا ہے۔ البتہ امام احمد بن حنبل اور اہل ظواہر کے نزدیک جمعہ کی نماز زوال شمس سے قبل بھی جائز ہے اور ان کے نزدیک ضحوۂ کبریٰ سے نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ان کا استدلال ابن سعد کی مشہور روایت سے ہے جو حدیث سے ذیل میں گذری تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دوپہر کا کھانا اور قیلولہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جمعہ کی نماز نہ پڑھ لیں"۔
اور حنابلہ یہ کہتے ہیں کہ غداء عربی زبان میں اس کھانے کو کہتے ہیں جو زوال سے پہلے پہلے کھایا جائے۔ گویا صحابہؓ زوال سے قبل جمعہ پڑھ کر کھانا کھالیتے تھے۔
لیکن جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگرچہ لغتاً تو غداء کے وہی معنی ہیں لیکن عرفاً بعد الزوال کے (جاری ہے)

لِلشَّيْطَانِ فِيْنَا مُسْتَظِلٌّ بِهِ

۱۸۸۱ ـــ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ خَالِدٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ قَالَ كَمَا يَفْعَلُونَ الْيَوْمَ

۱۸۸۱..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر (دوسرے خطبہ کے لیے) کھڑے ہو جاتے تھے جیسے کہ آج کل تم لوگ کرتے ہو۔ ❶

۱۸۸۲ ـــ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ

۱۸۸۲..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ دو خطبے پڑھا کرتے تھے، دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے اور خطبوں میں قرآن کریم پڑھتے اور لوگوں کو تذکیر و موعظت و نصیحت فرماتے تھے۔

۱۸۸۳ ـــ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ أَنْبَأَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ

۱۸۸۳..... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ سو جو شخص تمہیں یہ خبر دے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ بولا۔
بے شک اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں"۔ ❷

(گذشتہ سے پیوستہ) کھانے کو بھی غداء سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے آنحضرت ﷺ نے سحری کے بارے میں فرمایا کہ: ھلموا إلی الغداء المبارك۔ اس سے یہ استدلال ظاہر ہے کسی کے نزدیک درست نہیں کہ سحری طلوع آفتاب کے بعد کھائی جا سکتی ہے۔
بہر حال! جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کا وقت مستحب و مسنون بعد الزوال ہی ہے۔ واللہ اعلم (فتح الملہم ۲/۴۰۱)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ خطبات جمعہ میں قیام کرنا ضروری ہے۔ یعنی کھڑے ہو کر خطبہ دینا لازمی ہے اور خطبہ کی شرط ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قیام شرط نہیں بلکہ مسنون ہے۔ اسی طرح امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک دونوں خطبوں کے درمیان جلوس یعنی بیٹھنا فرض ہے جب کہ احنافؒ کے نزدیک مسنون ہے۔ فرض نہیں۔ امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے بلا عذر کے بیٹھ کر خطبہ دے دیا تو شوافع و حنابلہ کے نزدیک خطبہ صحیح نہ ہو گا جب کہ احناف کے نزدیک صحیح ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔
(فتح الملہم للشیخ عثمانی ۲/۴۰۲)

❷ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ یہ بات مبالغہ پر محمول ہے کیونکہ دو ہزار جمعہ کی تکمیل چالیس برس سے زائد میں ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ نوویؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد صرف جمعہ نہیں بلکہ پانچوں نمازیں مراد ہیں۔ لیکن علامہ عثمانیؒ صاحب فتح الملہم نے فرمایا کہ کلام کا سیاق اس بات کی نفی کر رہا ہے کیونکہ یہاں پر بات جمعہ کی چل رہی ہے نہ کہ عام نمازوں کی۔ علامہ سندیؒ نے بھی حاشیہ میں یہی بات نقل کی ہے۔ واللہ اعلم (فتح الملہم ۲/۴۰۳)

۱۸۸۴ ...... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَتْ عِيرٌ مِنَ الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا حَتَّى لَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ ﴿ إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾

۱۸۸۴ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے' ایک مرتبہ شام سے قافلہ آیا اونٹوں کا، سارے لوگ اس کے پاس دوڑ گئے حتی کہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔ سوائے بارہ افراد کے تو اس وقت وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ الجمعہ میں ہے: واذا راؤ تجارۃ ...الآیۃ اور (بعضے لوگوں کا یہ حال ہے کہ) وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کی طرف دوڑنے کیلئے بکھر جاتے ہیں اور آپ ﷺ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ (الجمعہ ۶۲/۱۱/۲۹= ترجمہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ)۔

۱۸۸۵ ... وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَلَمْ يَقُلْ قَائِمًا

۱۸۸۵ حضرت حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت (آپ ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ تجارتی قافلہ شام سے آ گیا۔ ...الخ) ان اسناد سے مروی ہے اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

۱۸۸۶ ... و حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ سُوَيْقَةٌ قَالَ فَخَرَجَ النَّاسُ إِلَيْهَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا أَنَا فِيهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

۱۸۸۶ ... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ جمعہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھے' اس دوران ایک تجارتی قافلہ آیا' تمام لوگ اس کے پاس چل دیئے اور سوائے بارہ افراد کے کوئی باقی نہ بچا۔ ان بارہ میں میں بھی تھا۔ اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:

واذا راو تجارۃ ...... الآیۃ

۱۸۸۷ ... و حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَسَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا ﴾

۱۸۸۷ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے کہ مدینہ میں ایک قافلہ آیا۔ اصحاب رسول ﷺ نے اس کی طرف سبقت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے ان بارہ (آدمیوں) میں حضرت ابو بکر و عمر بھی تھے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

واذا راوا تجارہ الخ

۱۸۸۸ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ

۱۸۸۸ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھے بیٹھے خطبہ دے

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾

رہا ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیکھو اس خبیث کو کہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑنے کے لئے بکھر جاتے ہیں اور آپ ﷺ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں گویا آپ ﷺ تو کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے اور یہ بیٹھ کر پڑھ رہا ہے)۔ ❶

١٨٨٩ وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ

١٨٨٩ حکم بن میناء سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے ان سے بیان کیا کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے منبر کی لکڑیوں پر بیٹھ کر کہ:
"لوگ ضرور بالضرور باز آجائیں جمعہ کو چھوڑنے سے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے قلوب پر مہر لگادے گا اور وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے"۔

١٩٩٠ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا

١٩٩٠ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانہ ہوتے تھے۔ (نہ بہت مختصر نہ بہت طویل)۔

١٩٩١ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ زَكَرِيَّاءُ عَنْ سِمَاكٍ

١٩٩١ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں سو آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ درمیانہ ہوتا تھا۔

اور ابو بکر کی روایت میں زکریا عن سماک ہے۔

١٩٩٢ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ

١٩٩٢ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں آواز بلند اور غصہ تیز ہو جاتا تھا (اور ایسا لگتا تھا کہ) گویا آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ (وہ لشکر) گویا صبح آیا یا شام آیا۔ اور

❶ کعب بن عجرہ معروف صحابی ہیں کوفہ میں قیام رہا مدینہ میں انتقال ہوا۔ جبکہ عبدالرحمن بن ام الحکم بنو امیہ کے حکمرانوں میں سے تھا۔ کعب نے اس پر تنقید فرمائی کہ سنت کی مخالفت کر رہا ہے۔

غضبُهُ حتى كأنَّهُ منذرُ جيشٍ يقولُ صبَّحكُم ومسَّاكُم ويقولُ بُعثتُ أنا والسَّاعةَ كهاتين ويقرُنُ بين إصبعيهِ السَّبابةِ والوُسطى ويقولُ أمَّا بعدُ فإنَّ خيرَ الحديثِ كتابُ اللهِ وخيرُ الهُدى هُدى محمَّدٍ وشرُّ الأُمورِ مُحدثاتُها وكلُّ بدعةٍ ضلالةٌ ثُمَّ يقولُ أنا أولى بكلِّ مؤمنٍ من نفسِهِ من ترك مالًا فلأهلِهِ ومن ترك دينًا أو ضياعًا فإليَّ وعليَّ

فرماتے تھے اپنی دو انگلیوں کو شہادت کی اور درمیانی انگلی ملا کر کہ میں اور قیامت ان انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ (یعنی میری بعثت کے بعد اب قیامت دور نہیں رہی) اور فرماتے: لما بعد! جان لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد کا طریقہ ہے۔ اور بدترین معاملہ وہ ہے جو دین میں نیا نکالا جائے۔ ہر بدعت گمراہی ہے ❶۔ پھر فرماتے: میں ہر مومن کا زیادہ حقدار ہوں اس کی جان سے زیادہ سو جس نے مال چھوڑا (ترکہ میں) تو وہ اس کے اہل و عیال کا ہے اور جس نے کوئی قرض یا بچے چھوڑے جن کی پرورش ہونی ہے تو وہ میرے لئے اور میرے ذمہ ہے۔

۱۹۹۳ ...... وحدَّثنا قتيبةُ بنُ سعيدٍ قال نا عبدُ العزيزِ يعني ابنَ محمَّدٍ ح وحدَّثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ نا محمد بن ميمونٍ الزعفراني جميعًا عن جعفرٍ بهذا الاسناد نحوه وفي حديث عبد العزيز ثُمَّ يقرُنُ بين اصبعيه وفي حديث ابن ميمونٍ ثُمَّ قرن بين اصبعيه الوسطى والتي تلي الابهام

۱۹۹۳ جعفر رضی اللہ عنہ سے حسب سابق روایت (آپ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی ...... الخ) ان اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

اور عبد العزیز کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی دونوں انگلیاں ملا دیتے۔ اور ابن میمون کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیچ کی انگشت اور انگوٹھے کے ساتھ کی انگشت ملاتے۔

۱۹۹٤ ...... وحدَّثنا عبدُ بنُ حُميدٍ قال حدَّثنا خالدُ بنُ مخلدٍ قال حدَّثني سُليمانُ بنُ بلالٍ قال حدَّثني جعفرُ بنُ محمَّدٍ عن أبيهِ قال سمعتُ جابرَ بنَ عبدِ اللهِ يقولُ كانتْ خُطبةُ النبيِّ ﷺ يومَ الجُمُعةِ يحمدُ اللهَ ويُثني عليهِ ثُمَّ يقولُ على إثرِ ذلك وقد علا صوتُهُ ثُمَّ ساق الحديثَ بمثلِهِ

۱۹۹۴ جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ ؓ سے سنا کہ نبی ﷺ کا جمعہ کے روز خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے شروع ہوتا۔ پھر آپ ﷺ اس کے بعد بلند آواز سے فرماتے ...... آگے سابقہ حدیث کا مضمون ہی بیان کیا۔

۱۹۹۵ وحدَّثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ قال حدَّثنا وكيعٌ عن سفيانَ عن جعفرٍ عن أبيهِ عن جابرٍ قال كان رسولُ اللهِ ﷺ يخطُبُ النَّاسَ يحمدُ اللهَ ويُثني عليهِ بما هو أهلُهُ ثُمَّ يقولُ من يهدِهِ اللهُ فلا مُضلَّ لهُ

۱۹۹۵ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دیتے تو (اولاً) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ایسی فرماتے جو اس کی شایان شان ہو۔ پھر اس کے بعد فرماتے: جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرنے والا اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دینے والا اور بہترین

❶ بدعت ہر وہ معاملہ ہے جو دین کے اندر نیا ایجاد کیا جائے اور خیر القرون میں اس کی کوئی مثال نہ ملتی ہو۔ اس میں بدعت اعتقادی، عملی، قولی سب داخل ہیں۔ بعض حضرات نے جن میں شیخ عز الدین بن عبد السلام سر فہرست ہیں۔ بدعت کی قسمیں بیان کی ہیں کہ بدعت واجب، حرام، مکروہ، مستحب مختلف اقسام ہیں۔ لیکن محقق شاطبی نے اپنی کتاب الاعتصام میں شیخ عز الدین کے کلام پر مفصل رد نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بدعت کی یہ تقسیم یا بدعت سیئہ اور حسنہ کی تقسیم بالکل غلط ہے۔ بدعت کے موضوع پر علامہ عثمانی نے اس حدیث کے ذیل میں بڑا نفیس اور عمدہ کلام فرمایا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ (فتح الملہم ۲/ ۴۰۶)

وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ

حدیث اللہ کی کتاب ہے:
آگے سابقہ ثقفی والی حدیث کے مطابق بیان کیا۔

۱۹۹۶۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى وَهُوَ أَبُو هَمَّامٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللَّهَ يَشْفِي عَلَى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى قَوْمِكَ قَالَ وَعَلَى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوهَا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ

۱۹۹۶۔۔۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضماد نامی شخص جو قبیلہ ازدشنوء سے تعلق رکھتا تھا مکہ آیا اور وہ آسیب وغیرہ کا تعویذ وغیرہ کیا کرتا تھا اس نے مکہ کے بیوقوفوں سے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں (نعوذ باللہ) اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص کو دیکھوں (محمد ﷺ کو) تو شاید اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ پر شفا عطا کردے (وہ حقیقتاً مجنون سمجھا) چنانچہ وہ آپ ﷺ سے ملا اور کہا اے محمد! میں آسیب سحر وغیرہ کا تعویذ وغیرہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر جسے چاہتا ہے شفا عطا کرتا ہے تو کیا تمہیں کوئی شکایت ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی ہم حمد وثنا کرتے ہیں اسی سے مدد طلب کرتے ہیں' جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ' لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ امابعد۔ (یہ کلمات سن کر) ضماد نے کہا یہ کلمات دوبارہ دہرایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین بار یہ کلمات دہرائے تو وہ کہنے لگا: بے شک میں نے بڑے بڑے کاہنوں' جادوگروں اور شعراء کے کلام سنے ہیں لیکن اس جیسے کلمات نہیں سنے اور یہ کلمات تو دریائے بلاغت و فصاحت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اس نے کہا آپ اپنا ہاتھ لایئے میں اسلام کے لئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے بیعت کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: اور تمہاری قوم پر بھی بیعت کرتا ہوں اس نے کہا میری قوم پر بھی کیجئے۔

پھر آپ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا وہ ضماد ؓ کی قوم پر سے گذرے تو امیر لشکر نے لشکر سے کہا کہ کیا تم نے ان لوگوں سے تو کچھ نہیں لوٹا؟ لشکر میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ ہاں! نے میں نے ان سے ایک لوٹا لے لیا ہے۔ امیر لشکر نے فرمایا کہ اسے واپس کردو کیونکہ یہ ضماد ؓ کی قوم والے ہیں۔

۱۹۹۷......حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبْجَرَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ قَالَ اَبُو وَائِلٍ خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَاَوْجَزَ وَاَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا اَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ اَبْلَغْتَ وَاَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ اِنَّ طُولَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَاَطِيلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

۱۹۹۷...... واصل بن حیان کہتے ہیں کہ ابووائل ؓ نے فرمایا: حضرت عمار ؓ نے ہمیں ایک نہایت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا جب وہ منبر سے نیچے اترے تو ہم نے کہا اے ابوالیقظان! آپ نے بہت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا اگر آپ کچھ طویل کرتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:
"آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت و سمجھ کی علامت ہے لہٰذا نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو اور فرمایا کہ بے شک بعض بیان جادو (اثر) ہوتے ہیں"۔

۱۹۹۸...... حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِئْسَ الْخَطِيبُ اَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَقَدْ غَوِيَ

۱۹۹۸...... حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے سامنے خطبہ پڑھا اور یوں کہا: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ وہ ہدایت یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی بلاشبہ وہ گمراہ ہوا"۔ رسول ﷺ نے فرمایا: تو کتنا برا خطیب ہے۔ یوں کہو کہ: وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ (یعنی جس طرح پہلی مرتبہ میں اللہ ورسول کا الگ الگ تذکرہ کیا تھا اسی طرح معصیت کے ذکر میں بھی اللہ ورسول کا الگ الگ تذکرہ کرو)۔ ❶

ابن نمیر نے اپنی روایت میں فَقَدْ غَوِيَ کا لفظ کہا ہے۔

۱۹۹۹...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَاُ عَلَى الْمِنْبَرِ (وَنَادَوْا يَا مَالِكُ) لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔

۱۹۹۹...... صفوان بن یعلی ؓ اپنے والد یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔ ❷

۲۰۰۰...... وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ

۲۰۰۰...... حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی بہن سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق والقرآن المجید، رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سن کر یاد کی ہے جمعہ کے روز، کہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو منبر پر یہ پڑھا کرتے تھے۔

---

❶ علامہ عثمانیؒ نے فرمایا کہ علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی مذمت اس لئے فرمائی کہ اس نے اللہ ورسول دونوں کو ایک ضمیر میں مشترک کر دیا جس سے دونوں میں برابری اور مساوات کا مظنہ اور خیال ہوتا ہے یعنی وَمَنْ يَعْصِهِمَا کہا۔ اللہ تعالیٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ ضمیر میں بھی کسی کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ سامعین میں سے کسی کم فہم کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ اس نے اللہ ورسول کو تعظیم میں برابر کر دیا"۔ (فتح الملہم ۲/۴۱۳)

❷ اور وہ دوزخی پکاریں گے اے مالک (داروغہ جہنم) تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کردے۔ (سورہ زخرف آیت نمبر ۷۷ پ ۲۵)

بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ قَالَتْ أَخَذْتُ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ

۲۰۰۱ ... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

۲۰۰۱ ... حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی بہن جو کہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں سلیمان بن بلال کی روایت (سورہ ق آپ ﷺ سے سن کر یاد کی کہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو منبر پر پڑھتے تھے) کی طرح بیان کیا۔

۲۰۰۲ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا حَفِظْتُ ق إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ قَالَتْ وَكَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحِدًا

۲۰۰۲ ... حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ ق رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سن کر ہی یاد کی ہے' آپ ﷺ ہر جمعہ کو یہ پڑھ کر خطبہ دیا کرتے تھے' اور فرماتی ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک تھا (یہ اس لئے بتلایا کہ نبی ﷺ سے اور آپ کے احوال سے کتنا قرب تھا)۔

۲۰۰۳ ... وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ

۲۰۰۳ ... ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک تنور تھا ایک سال یا دو سال یا چند ماہ تک۔ اور میں نے سورۃ ق والقرآن المجید رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر ہی یاد کی ہے کہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو جب لوگوں سے خطاب فرماتے تو یہ سورت پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۰٤ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ قَالَ رَأَى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ

۲۰۰٤ ... عمارہ بن رویبہ فرماتی ہیں کہ بشر بن مروان کو دیکھا کہ منبر پر دونوں ہاتھ بلند کئے ہوئے ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو خراب و بدصورت کردے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اپنے ہاتھ کو اس سے زیادہ اونچا نہ کرتے تھے۔ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ

(دورانِ خطبہ ہاتھوں کو زیادہ اٹھانا جیسے کہ اکثر خطباء کی عادت ہوتی ہے۔ لیکن اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے اسے مکروہ قرار دیا کما قالہ النووی۔ واللہ اعلم)

۲۰۰۵ ... و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ رَأَيْتُ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ بْنُ رُؤَيْبَةَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

۲۰۰۵ ... حصین بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں بشر بن مروان کو دیکھا کہ اس نے جمعہ کے دن (خطبہ میں) اپنے ہاتھوں کو اٹھا رکھا ہے پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۲۰۰۶ ... و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ

۲۰۰۶ ... جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اس دوران ایک شخص آیا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا۔

اے فلاں! تم نے نماز پڑھ لی؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا "اٹھو اور دو رکعات پڑھو"۔

۲۰۰۷ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ حَمَّادٌ وَلَمْ يَذْكُرِ الرَّكْعَتَيْنِ

۲۰۰۷ ... اس سند سے بھی حماد والی مذکورہ حدیث (خطبہ جمعہ کے دوران ایک شخص آیا آپ ﷺ نے فرمایا نماز پڑھ لی؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا اٹھو اور نماز پڑھو) ہی منقول ہے۔ باقی اس روایت دو رکعت کا ذکر نہیں۔

۲۰۰۸ ... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ الرَّكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ

۲۰۰۸ ... جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کے لئے آئے اور امام (خطبہ کے لئے) نکل چکا ہو تو اسے چاہئے کہ دو رکعت پڑھ لے"۔

۲۰۰۹ ... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ ارْكَعْ۔

۲۰۰۹ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تو نے دو رکعت پڑھ لیں اس نے جواب دیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو دو پڑھ لو۔

٢٠١٠..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

٢٠١٠..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام بھی نکل چکا ہو تو وہ دو رکعت (تحیۃ المسجد خطبہ سے پہلے) پڑھ لے۔

٢٠١١ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْهُمَا

٢٠١١..... جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سلیک الغطفانی ؓ جمعہ کے روز اس وقت آئے جب نبی ﷺ منبر پر بیٹھ چکے تھے سلیک بھی بیٹھ گئے نماز پڑھنے سے پہلے ہی۔
نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:
کیا تم نے دو رکعتیں پڑھ لیں؟ انہوں نے کہا نہیں! فرمایا کہ اٹھو اور پڑھو"۔

٢٠١٢ وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا

٢٠١٢..... جابر بن عبد اللہ ؓ فرماتے ہیں کہ سلیک الغطفانی ؓ جمعہ کے روز آئے تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے سلیک ؓ آکر بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اے سلیک! اٹھو اور دو رکعتیں پڑھو اور مختصر پڑھنا۔ پھر فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعات پڑھے اور ان میں مختصر قرأت کرے"۔ ❶

٢٠١٣..... وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ قَالَ أَبُو

٢٠١٣..... حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ ابو رفاعہ ؓ نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس جا پہنچا' آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے میں نے عرض کیا: یا رسول

---

❶ جن دو رکعات کا مندرجہ بالا احادیث میں حکم دیا گیا ہے اس سے مراد تحیۃ المسجد ہے' اور ان احادیث کی بناء پر شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہی ہے کہ جمعہ کے روز دوران خطبہ آنے والے شخص کو خطبہ کے دوران ہی تحیۃ المسجد پڑھ لینی چاہئے۔ جب کہ امام ابو حنیفہ ؒ' امام مالک ؒ' فقہاء کوفہ سب کا مسلک یہ ہے کہ دوران خطبہ کسی قسم کا کلام یا نماز جائز نہیں ہے' جمہور صحابہ و تابعین کا یہی مسلک ہے۔ اور یہ مسلک متعدد قوی دلائل' آیت قرآن واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا' اور دیگر احادیث صحیحہ سے مؤید ہے۔ جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (فتح الملہم ج ٢/ ٣١٥)
علامہ عثمانی نے فتح الملہم میں عامۃ السلف صحابہ و تابعین کا یہی معمول نقل کیا ہے' تعلیق الممجد کے حوالہ سے۔
ابن شہاب زہری نے فرمایا کہ: امام کا خطبہ کے لئے نکل جانا' ہر نماز اور اسلام کے لئے قاطع بن جاتا ہے اور تقریباً اس پر صحابہ ؓ کی اکثریت کا اجماع ہے۔ واللہ اعلم۔ بہر حال: دلائل صحیحہ قویہ راجحہ کی بناء پر اس مسئلہ میں احناف رحمہم اللہ و کثر اللہ سوادھم کا مسلک عین مطابق حدیث ہے۔ واللہ اعلم

رفاعۃ انتھیت إلی النبی ﷺ وھو یخطب قال فقلت یا رسول اللہ رجل غریب جاء یسأل عن دینہ لا یدري ما دینہ قال فأقبل علي رسول اللہ ﷺ وترک خطبتہ حتی انتھی إلي فأتي بکرسي حسبت قوائمہ حدیدا قال فقعد علیہ رسول اللہ ﷺ وجعل یعلمني مما علمہ اللہ ثم أتی خطبتہ فأتم آخرھا

اللہ! ایک اجنبی غریب الدیار شخص آپ سے اپنے دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے' وہ نہیں جانتا کہ دین (کے احکامات) کیا ہیں؟
چنانچہ رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے' اپنا خطبہ چھوڑ دیا' یہاں تک کہ میرے بالکل قریب آگئے' ایک کرسی لائی گئی' میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے' رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے وہ احکامات سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھائے تھے' پھر خطبہ کیلئے آئے اور اس کے آخری حصہ کو پورا فرمایا۔

۲۰۱۴ ــــ حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب قال حدثنا سلیمان وھو ابن بلال عن جعفر عن أبیہ عن ابن أبي رافع قال استخلف مروان أبا ھریرۃ علی المدینۃ وخرج إلی مکۃ فصلی لنا أبو ھریرۃ الجمعۃ فقرأ بعد سورۃ الجمعۃ في الرکعۃ الآخرۃ إذا جاءک المنافقون قال فأدرکت أبا ھریرۃ حین انصرف فقلت لہ إنک قرأت بسورتین کان علي بن أبي طالب یقرأ بھما بالکوفۃ فقال أبو ھریرۃ إني سمعت رسول اللہ ﷺ یقرأ بھما یوم الجمعۃ

۲۰۱۴ ــــ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابوہریرہ ؓ کو مدینہ اپنا نائب مقرر کیا اور خود مکہ آگیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور دوسری رکعت میں سورۃ الجمعۃ کے بعد إذا جاءک المنافقون بھی پڑھی۔
جب ابوہریرہ ؓ نماز سے فارغ ہوئے پلٹے تو میں نے انہیں جالیا اور کہا کہ آپ نے دو سورتیں پڑھی ہیں اور حضرت علی ؓ بن ابی طالب بھی یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے کوفہ میں۔
حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ جمعہ کے دن یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۱۵ ــــ وحدثنا قتیبۃ بن سعید وأبو بکر بن أبي شیبۃ قالا حدثنا حاتم بن إسمعیل ح و حدثنا قتیبۃ قال حدثنا عبد العزیز یعني الدراوردي کلاھما عن جعفر عن أبیہ عن عبید اللہ بن أبي رافع قال استخلف مروان أبا ھریرۃ بمثلہ غیر أن في روایۃ حاتم فقرأ بسورۃ الجمعۃ في السجدۃ الأولی وفي الآخرۃ إذا جاءک المنافقون وروایۃ عبد العزیز مثل حدیث سلیمان بن بلال

۲۰۱۵ ــــ حضرت عبید اللہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور حسب سابق روایت نقل کی فرق صرف اتنا ہے کہ حاتم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھی اور عبد العزیز کی روایت سلیمان بن بلال رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح ہے۔

۲۰۱۶ ــــ حدثنا یحیی بن یحیی وأبو بکر بن أبي شیبۃ وإسحق جمیعا عن جریر قال یحیی أخبرنا جریر عن إبراھیم بن محمد بن المنتشر عن أبیہ عن حبیب بن سالم مولی النعمان بن بشیر عن

۲۰۱۶ ــــ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربک الأعلی اور ھل أتاک حدیث الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے اور جب عید اور جمعہ ایک ہی دن میں جمع ہو جاتے (یعنی عید جمعہ کی پڑ جاتی) تو بھی انہی دو سورتوں کو دونوں ہی

النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ

نمازوں میں پڑھتے تھے۔

۲۰۱۷ وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۰۱۷۔ حضرت ابراہیم بن منتشر سے اسی سند حسب سابق روایت مروی ہے۔

۲۰۱۸ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوَى سُورَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

۲۰۱۸۔ عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو لکھا یہ سوال کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز کونسی سورت پڑھا کرتے تھے؟ سورۃ الجمعہ کے علاوہ؟ نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ "هل أتاك حديث الغاشية" پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۱۹ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ

۲۰۱۹ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی فجر میں سورۃ الم تنزیل السجدہ اور هل أتى على الإنسان حين من الدهر پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۲۰ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۰۲۰ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ یہ روایت (آپ ﷺ جمعہ کی فجر میں سورۃ السجدہ سورہ دہر پڑھا کرتے تھے اور جمعہ میں سورۃ الجمعہ و سورۃ المنافقون پڑھا کرتے تھے) ان اسناد سے مروی ہے۔

۲۰۲۱ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَوَّلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الصَّلَاتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا كَمَا قَالَ سُفْيَانُ

۲۰۲۱۔ مخول سے اسی سند کے ساتھ روایت منقول ہے، دونوں نمازوں کے بارے میں جیسا کہ سفیان نے بیان کیا۔

۲۰۲۲ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

۲۰۲۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ

عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيلُ وَهَلْ أَتَى

کے روز فجر کی نماز میں الم تنزیل اور ھل اتی (الدھر) پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۲۳۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا

۲۰۲۳ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الم تنزیل پہلی رکعت میں اور دوسری میں ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۲۴۔۔۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا

۲۰۲۴۔۔۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھا کرے"۔

۲۰۲۵۔۔۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سُهَيْلٌ فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ

۲۰۲۵۔۔۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جمعہ کی نماز کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعت پڑھو"۔ عمرو کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ابن ادریس نے کہا کہ "سہیل نے فرمایا: اگر تمہیں کچھ جلدی ہو تو دو رکعات مسجد میں پڑھ لو اور دو رکعت گھر لوٹنے کے بعد پڑھ لو"۔

۲۰۲۶۔۔۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنْكُمْ

۲۰۲۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے جو جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو چاہئے کہ چار رکعات پڑھے"۔ اور جریر کی روایت میں "منکم" کا لفظ نہیں ہے۔

۲۰۲۷ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

۲۰۲۷ ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس پلٹتے تو گھر میں آکر دو رکعت پڑھا کرتے

الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ

یہاں تک کہ تم کچھ بات چیت کرلو یا اس جگہ سے نکل جاؤ۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی کا حکم فرمایا ہے کہ ہم ایک نماز کے ساتھ دوسری نماز کو نہ ملائیں یہاں تک کہ کوئی گفتگو کرلیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔
(اس سے معلوم ہوا کہ دو نمازوں کے درمیان کوئی بیان کرلینا چاہیے خواہ کسی سے گفتگو کر کے ہو یا جگہ تبدیل کر کے۔ واللہ اعلم)

۲۰۳۶ ..... وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَمْ يَذْكُرِ الْإِمَامَ

۲۰۳۱ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کے دو نمازوں کے درمیان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرق کرنے کا حکم دیا) مروی ہے۔
مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب امام نے سلام پھیرا میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور امام کا ذکر نہیں کیا۔

﴿تمت ابواب الجمعة صباح یوم السبت سابعامه یونیو ۱۹۹۷ء فللّٰه الحمد اوّلا و اخرا﴾

كتاب صلٰوة العيدين

کتاب صلوۃ العیدین ❶

عیدین کے ابواب کا بیان

۲۰۳۳- وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ صَلَاةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا) فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ

۲۰۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں عید الفطر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ شریک رہا ہوں۔ یہ سب حضرات نماز کو خطبہ سے قبل پڑھتے تھے اور نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ گویا میں اپنی آنکھوں سے (چشم تصور سے) یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ نبی ﷺ خطبہ دے کر منبر سے نیچے اترے اور اپنے ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو بٹھا رہے ہیں پھر ان کی صفیں چیرتے ہوئے عورتوں کی صفوں تک آئے بلال بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہیں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

یاایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک...... الآیۃ

---

❶ علامہ زبیدیؒ نے شرح احیاء میں فرمایا کہ عید اصل میں عود سے ہے اور اسے عید سے موسوم اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ ہر سال لوٹتی ہے۔ اس کی جمع اعیاد ہے۔ (فتح)

عید کی مشروعیت کی حکمت

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا کہ: ہر قوم میں ایک دن ایسا خاص ہوتا تھا جس میں وہ زیب و زینت کرتے تفاخر کرتے اہل عرب بھی اس عادت میں گرفتار تھے۔ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے ہجرت کے بعد تو اہل مدینہ کے دو دن تھے جن میں وہ کھیل کود وغیرہ کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیسے دو دن ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ان دونوں میں ہم جاہلیت میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دونوں کے بدلے دو بہتر دن دے دیئے ہیں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ نبی ﷺ نے محسوس فرمایا کہ یہ لوگ چونکہ ان ایام کے عادی ہیں اگر ان سے یکسر چھڑا دیئے جائیں تو یہ ان کے اوپر بھاری اور گراں ہوگا لہٰذا آپ ﷺ نے ان دنوں میں کئے جانے والے لغو اعمال کو ختم کر کے زیب و زینت کو جائز فرمایا اور ان ایام میں اللہ تعالیٰ کا ذکر شکر اور اطاعت گذاری کے جذبات کا اظہار متعین فرمایا تاکہ قلبی و طبعی تفریح بھی ہو سکے اور لغو ولایعنی سے حفاظت بھی ہو سکے۔ اور مسلمانوں کے اجتماعی تفریح کے دن کو دوسری قوموں کے تفریحی دنوں سے ممتاز اور جدا کر دیا جذبۂ خیر اور ایثار و قربانی کے جذبات پیدا کرنے غریبوں سے ہمدردی پیدا کرنے کیلئے صدقۂ فطر متعین فرمایا۔ اور ان دنوں میں شوکت اسلام و مسلمین کا اظہار مندوب قرار دیا اسی لئے مستحب ہے کہ عید گاہ میں شہر سے بالکل نکل کر نماز پڑھی جائے اور اجتماعِ عید میں مردوں کے علاوہ عورتیں کنواری لڑکیاں اور بچے سب جائیں تاکہ مسلمانوں کی شوکت کا اظہار ہو اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ ایک راستہ سے عید گاہ جاتے اور دوسرے سے واپس آتے۔

عیدین کی نماز احنافؒ کے نزدیک واجب ہے ہر اس شخص پر جس پر جمعہ واجب ہے۔ جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک نماز عیدین مسنون ہیں۔

عیدین میں خطبہ نماز کے بعد شروع ہے۔ ابن المنذرؒ اور قاضی عیاض مالکیؒ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ خطبہ نماز کے بعد ہے۔ نماز سے قبل خطبہ جائز نہیں۔ واللہ اعلم

قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَا يُدْرَى حِينَئِذٍ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ

پھر آپ ﷺ جب اس آیت کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "تم سب بھی اسی بیعت وعہد پر ہو۔ ایک عورت نے جس کے علاوہ ان میں سے کسی نے جواب نہیں دیا: جی ہاں یا نبی اللہ! راوی کہتے ہیں میں نہیں جانتا تھا کہ وہ خاتون کون ہیں۔ پھر ان خواتین نے صدقہ دینا شروع کر دیا' بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا بچھادیا اور فرمانے لگے کہ: لاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اور ان خواتین نے چھلے، انگوٹھیاں بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنا شروع کر دیں۔

۲۰۳۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ

۲۰۳۳ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات پر کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید خطبہ سے قبل پڑھی' پھر اس کے بعد خطبہ دیا' دوران خطبہ آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ خواتین آپ ﷺ کا خطبہ نہیں سن پا رہی ہیں' لہٰذا آپ ان کے پاس آئے انہیں وعظ ونصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا' بلال رضی اللہ عنہ' آپ ﷺ کے ہمراہ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے' عورتوں نے انگوٹھیاں' چھلے اور دیگر اشیاء اس میں ڈالنا شروع کر دیں۔

۲۰۳۴ - وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۰۳۴ ... اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔ یعنی یہ کہ عید کی نماز خطبہ سے قبل ہے جیسا کہ آپ علیہ السلام نے پڑھائی پھر خواتین کو بھی وعظ فرما کر صدقات کا حکم دیا۔ جس کو جمع کرنے والے بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

۲۰۳۵ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ وَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِينَ النِّسَاءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَاءٍ زَكَاةَ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلَكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ بِهَا حِينَئِذٍ تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ قُلْتُ

۲۰۳۵ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی' ابتداً نماز سے کی خطبہ سے قبل۔ پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب نبی ﷺ فارغ ہو گئے تو نیچے اترے (منبر سے) خواتین کے پاس آئے انہیں نصیحت وغیرہ کی آپ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے تھے جس میں عورتیں صدقہ کی اشیاء ڈالتی جارہی تھیں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا یہ صدقۃ الفطر تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ عام صدقہ تھا جو عورتیں کر رہی تھیں۔ چنانچہ بعض عورتیں اپنے چھلے ڈال رہی تھیں اور ڈال رہی تھیں' اور ڈال رہی تھیں۔ ابن جریج کہتے

لِعَطَاءٍ أَحَقًّا عَلَى الْإِمَامِ الْآنَ أَنْ يَأْتِيَ النِّسَاءَ حِينَ يَفْرُغُ فَيُذَكِّرَهُنَّ قَالَ إِي لَعَمْرِي إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ

ہیں کہ میں نے عطاءؒ سے کہا کہ کیا امام (حاکم) پر اب بھی واجب ہے کہ وہ خطبہ سے فارغ ہوکر خواتین کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کرے؟ فرمایا: ہاں میری جان کی قسم یہ تو ان کا حق ہے۔ اور نہ جانے کیا ہوگیا ہے کہ یہ حاکم ایسا نہیں کرتے۔

۲۰۳۶ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ

۲۰۳۶ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے روز نماز میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے خطبہ سے قبل بغیر اذان اور اقامت کے عید کی نماز پڑھی پھر بلال رضی اللہ عنہ کے سہارے کھڑے ہوئے اور اللہ سے ڈرنے' تقویٰ اور اس کی اطاعت کرنے کا حکم فرمایا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ پھر عورتوں کی طرف چلے اور ان کے پاس پہنچ کر انہیں بھی وعظ و نصائح سے نوازا اور فرمایا کہ تم صدقہ دیا کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کی ایندھن ہیں۔ اس اثناء میں ایک پچکے ہوئے گالوں والی عورت عورتوں کے درمیان میں سے اٹھی اور کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ (یعنی اکثر عورتیں جہنم کا ایندھن کیوں ہیں؟) فرمایا اس لئے کہ تم عورتیں شکایت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکر گزار ہوتی ہو پھر عورتیں صدقہ دینا شروع ہوگئیں اپنے زیورات میں سے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی جاتی تھیں اپنے کانوں کی بالیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ۔

۲۰۳۷ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ حِينٍ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِي قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا أَذَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةَ وَلَا نِدَاءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَاءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةَ

۲۰۳۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہم دونوں فرماتے ہیں کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن اذان نہیں ہوتی۔ ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عطاءؒ سے تھوڑی دیر کے بعد یہی بات پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عیدالفطر میں جب امام نکلتا تھا تو اذان نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی امام کے نکلنے کے بعد ہوتی تھی۔ نہ اقامت تھی نہ اذان نہ کچھ اور۔ اس دن نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔

۲۰۳۸ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ أَوَّلَ مَا بُويِعَ لَهُ أَنَّهُ

۲۰۳۸ عطاء سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا جب ان سے (ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے) اول اول بیعت لی گئی تھی کہ عیدالفطر کے دن اذان نہیں ہوتی نماز عید کے لئے۔ لہٰذا ان سے

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ فَلَا تُؤَذِّنْ لَهَا قَالَ فَلَمْ يُؤَذِّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ إِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَإِنَّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يُفْعَلُ قَالَ فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

لئے اذان نہ دی جائے لہٰذا ابن زبیر نے اذان نہ دلوائی اس دن اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا کہ خطبہ نماز کے بعد ہوگا اور وہ یہی کیا کرتے تھے، چنانچہ ابن زبیر نے خطبہ سے قبل ہی نماز پڑھی۔

۲۰۳۹ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

۲۰۳۹ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عیدین کی نماز ایک دو بار نہیں (کئی بار) پڑھی بغیر اذان واقامت کے۔

۲۰۴۰ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

۲۰۴۰ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سب کے سب عیدین کی نمازیں خطبہ سے قبل پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۴۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَامَ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذَلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُصَلَّى فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنَى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَلَبِنٍ فَإِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِي يَدَهُ كَأَنَّهُ يَجُرُّنِي نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَأَنَا أَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ مِنْهُ قُلْتُ أَيْنَ

۲۰۴۱ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز نکلتے تھے (عیدگاہ کی طرف) اور ابتداء نماز سے کرتے تھے۔ پھر جب نماز پڑھ لیتے تو کھڑے ہوتے لوگوں کی طرف رخ کرتے سب لوگ اپنی اپنی جائے نماز پر بیٹھے ہوتے تھے۔ پھر اگر آپ ﷺ کو کہیں لشکر بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ فرماتے یا اس کے علاوہ کوئی اور ضروری کام ہوتا تو لوگوں کو اس کا حکم فرماتے تھے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: صدقہ دو، صدقہ دو، صدقہ کرو، اور اس دن عورتیں زیادہ صدقہ کرتیں پھر گھر کو لوٹتے تھے۔ (آپ ﷺ کے بعد بھی) عید کی ترتیب یہی رہی یہاں تک کہ مروان بن حکم حاکم بنا۔ میں مروان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نکلا یہاں تک کہ ہم عیدگاہ آئے۔ وہاں پر کثیر بن الصلت نے گارے اور اینٹوں سے ایک منبر بنا رکھا تھا مروان اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑانے لگا گویا کہ وہ مجھے بھی منبر کی طرف کھینچ رہا ہو جب کہ میں اسے نماز کی طرف کھینچ رہا تھا۔ پھر جب میں نے یہ معاملہ دیکھا تو اس سے کہا کہ وہ نماز سے ابتداء کرنا کہاں

الْاِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا اَبَا سَعِيدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا اَعْلَمُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ

گیا؟ اس نے کہا اے ابو سعید! جو سنت تم جانتے ہو وہ متروک ہو گئی۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اس سے زیادہ بہتر طریقہ نہیں لاسکتے جو میں جانتا ہوں۔ میں نے تین مرتبہ اس سے یہ کہا پھر وہاں سے مڑا۔

۲۰۴۲ ...... حَدَّثَنِي اَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ اَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَاَمَرَ الْحُيَّضَ اَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ

۲۰۴۲ ...... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (خواتین) بھی عید کے دن عیدگاہ کو نکلیں۔ کنواری لڑکیاں بھی اور پردہ نشین خواتین بھی اور حائضہ خواتین کو حکم فرمایا کہ وہ (نکلیں تو) لیکن مسلمانوں کی عیدگاہ سے ذرا دور رہیں۔

۲۰۴۳ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْخُرُوجِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْمُخَبَّاَةُ وَالْبِكْرُ قَالَتِ الْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ

۲۰۴۳ ...... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں عیدین میں نکلنے کا حکم دیا گیا۔ پردہ نشین بھی اور باکرہ بھی۔ فرماتی ہیں کہ حائضہ خواتین کو فرمایا کہ وہ نکلیں تو لیکن پیچھے رہیں اور تکبیر کہتی رہیں لوگوں کے ساتھ۔

۲۰۴۴ ...... وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلٰوةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا

۲۰۴۴ ...... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم خواتین کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نکالیں کنواری لڑکیوں کو بھی اور پردہ نشین عورتوں کو بھی۔ جہاں تک ماہواری والی خواتین کا تعلق ہے تو وہ نماز سے ذرا پرے رہیں اور خیر کے کام میں حاضر ہوں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا اس کی کوئی (مسلمان) بہن اسے اپنی چادر پہنا دے (عاریۃً)۔

۲۰۴۵ ...... وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ اَضْحَى اَوْ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَتُلْقِي سِخَابَهَا

۲۰۴۵ ...... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ اس سے قبل اور اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔
پھر خواتین کی طرف آئے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے آپ ﷺ نے خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو (عورتوں کا حال یہ تھا کہ) کوئی عورت اپنے چھلے ڈالنے لگی اور کوئی لونگوں کے ہار

ڈالنے لگی۔ ❶

۲۰۴۶ ...... وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۰۴۶...... گذشتہ حدیث کی مثل اس سند سے بھی مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے عید کے دن "صلوٰۃ العید" صرف دو رکعت پڑھیں۔ پھر عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ جس کو جمع کرنے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

۲۰۴۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

۲۰۴۷... عبید اللہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد اللیثی سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا پڑھا کرتے تھے؟

انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ ان میں ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھا کرتے تھے۔

(حضرت عمرؓ نے ابو واقدؓ سے کیوں پوچھا؟ علماء نے فرمایا کہ غالباً انہیں شک ہو گا لہٰذا اس کی تاکید اور وضاحت کے لئے ابو واقدؓ سے دریافت فرمایا)۔

۲۰۴۸ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْعِيدِ فَقُلْتُ بِاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

۲۰۴۸ ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ علیہ السلام عید الفطر میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ (آپ علیہ السلام ان میں) اقتربت الساعۃ اور ق والقرآن المجید (پڑھتے تھے)۔

---

❶ **عید کی نماز میں خواتین کے لئے عید گاہ جانے کا حکم**

مذکورہ بالا احادیث سے ظاہراً و وضاحتاً اور صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ عیدین میں تمام خواتین کو نکلنا چاہیے۔ چنانچہ دورِ حاضر کے غیر مقلدین اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں حالانکہ یہ اخلاص کے مزاج و مذاق کے خلاف ہے۔ لیکن اس معاملہ میں سلف میں اختلاف رہا ہے کہ بعض نے مطلقاً اجازت دی' بعض نے مطلقاً ممنوع قرار دیا اور بعض نے "شابات" جوان لڑکیوں کے لئے ممنوع اور بوڑھی خواتین کے لئے جائز قرار دیا۔

لیکن جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ شابہ (جوان لڑکی) کو تو نہ جمعہ کے لئے نکلنا جائز ہے نہ ہی عیدین میں اور نہ کسی اور نماز کے لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ کی وجہ سے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کا خروج فتنہ کا سبب ہے۔ البتہ بوڑھی خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ نہیں لہٰذا ان کے لئے اجازت ہے لیکن احناف رحمہم اللہ کے نزدیک ان کا بھی نہ نکلنا افضل ہے۔

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں فرمایا کہ عورتوں کے نکلنے کا حکم ابتدائے اسلام میں دشمنانِ اسلام کی نظروں میں مسلمانوں کی کثرت اور اظہارِ شوکت کے لئے دیا گیا تھا' اور یہ علت اب باقی نہیں رہی' اور علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ اس علت کی وجہ سے بھی اجازت ان حالات میں تھی جب کہ امن کا دور دورہ تھا' اس دور میں یہ دونوں علتیں ختم ہو چکی ہیں لہٰذا خواتین کے لئے مطلقاً نکلنے کی اجازت نہیں۔ خود حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام اپنے بعد کے زمانہ کی خرابی دیکھ لیتے تو عورتوں کو نکلنے سے منع فرمادیتے۔ واللہ اعلم

وَ قَ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ

۲۰۴۹...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا

۲۰۴۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو میرے پاس دو لڑکیاں انصاری لڑکیوں میں سے بیٹھی تھیں اور وہ ایسے اشعار گا رہی تھیں جن سے جنگ بعاث میں انصار نے نیک شگون حاصل کی تھی۔ اور وہ دونوں باقاعدہ مغنیہ نہیں تھیں اور وہ دن بھی عید کا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شیطانی مزامیر (شیطانی سُر اور تان) رسول اللہ ﷺ کے گھر میں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! "ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے"۔ (لہٰذا انہیں اپنا دل خوش کرنے دو)۔

۲۰۵۰...... وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ

۲۰۵۰...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے عید کے دن گانا گانے (اشعار پڑھنا) کی اجازت دی تھی ابو بکر رضی اللہ کے ٹوکنے پر) مذکور ہے۔ مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ دو باندیاں تھیں جو دف سے کھیل رہی تھیں۔

۲۰۵۱...... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتَضْرِبَانِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ رَسُولُ اللهِ عَنْهُ وَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَقَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ وَأَنَا جَارِيَةٌ فَاقْدِرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْعَرِبَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ

۲۰۵۱...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ان کے پاس تشریف لائے، منیٰ کے ایام میں (یعنی گیارہ بارہ ذی الحجہ کو) تو ان کے پاس دو لڑکیاں بیٹھی گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں کو جھڑک دیا تو رسول اللہ ﷺ نے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: اے ابو بکر! انہیں رہنے دو کیونکہ یہ عید کے ایام ہیں۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی چادر سے مجھے پردہ میں لیا اور میں حبشیوں کا کھیل تماشا دیکھ رہی تھی اور میں ایک نو عمر لڑکی تھی۔ اب خود ہی اندازہ کر لو کہ ایک جوان عمر لڑکی جو کھیل کود کی شوقین ہو وہ کتنی دیر تک دیکھتی رہی ہوگی۔

۲۰۵۲...... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُومُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ

۲۰۵۲...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور حبشی لوگ اپنے ہتھیاروں سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کھیل رہے تھے (جنگی کرتب کا مظاہرہ ہو رہا تھا) آپ ﷺ نے مجھے اپنی چادر سے پردہ میں

بِحِرَابِهِمْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ لِكَيْ أَنْظُرَ إِلَى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ أَجْلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ حَرِيصَةً عَلَى اللَّهْوِ

کر دیا تاکہ میں بھی ان حبشیوں کے کرتب کو دیکھ سکوں۔ پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود ہی (محظوظ ہو کر) واپس پلٹ گئی۔ پس تم اندازہ کر لو کہ ایک نو عمر اور کھیل کود کی شوقین لڑکی کتنی دیر تک (کھیل تماشا) دیکھتی رہی ہو گی۔

۲۰۵۳ ... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي

۲۰۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (میرے گھر میں) داخل ہوئے تو میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی جنگ بعاث کے بعض گیت گا رہی تھیں، آپ ﷺ آکر بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ اس دوران ابو بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو انہوں نے مجھے جھڑکا اور کہا کہ شیطان کی تان رسول اللہ ﷺ کے پاس؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، انہیں چھوڑ دو۔ پھر جب آپ ﷺ ذرا غافل ہو گئے (نیند آ گئی) تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ باہر نکل گئیں اور وہ عید کا دن تھا۔ حبشی کالے لوگ ڈھالوں اور نیزوں سے کھیل رہے تھے، پھر یا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا آپ ﷺ نے خود فرمایا: کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اس طرح کہ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار سے لگا ہوا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے بنو ارفدہ! (یہ ان حبشیوں کا لقب تھا) تم اپنے کھیل میں لگے رہو۔ یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس کافی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا: تو جاؤ پھر۔

۲۰۵٤ .... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ

۲۰۵۴.... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشی لوگ آئے اور عید کے دن مسجد میں کھیلنے لگے۔ نبی ﷺ نے مجھے بلایا۔ میں نے اپنا سر آپ کے کندھے پر رکھا اور ان کے کھیل کی طرف دیکھنے لگی (اور دیر تک دیکھتی رہی) یہاں تک کہ میں خود ہی ان کو دیکھنے سے فارغ ہو کر پلٹ گئی۔ ❶

---

❶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ بالا واقعہ کے اندر کئی فوائد اور احکامات ہیں:

ایک یہ کہ غناء اگر بغیر آلات موسیقی کے ہو اور لہو کی حدود میں شامل نہ ہو اور مشرکانہ اشعار پر مشتمل نہ ہو تو اس کی گنجائش بعض خوشی کے موقع پر موجود ہے۔ کیونکہ یہ عید کا دن تھا اور عید کا دن مسرت و خوشی کا ہوتا ہے جب کہ مذکورہ لڑکیاں بھی کوئی پیشہ ور یا باقاعدہ مغنیہ نہیں تھیں اور ان کے اشعار بھی عاشقانہ، مشرکانہ یا بے ہودہ نہیں تھے اس لئے نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔

البتہ اس سے جو بعض حضرات متصوفین صوفیاء نے سماع اور قوالی کی گنجائش نکال لی ہے اور فی زمانہ وہ ایک مکروہ اور عیاشانہ محافل موسیقی میں تبدیل ہو چکی ہے اس کا کوئی جواز نہیں اور نہ ہی اس حدیث سے اس پر کوئی استدلال کیا جا سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی ...... (جاری ہے)

۲۰۵۵..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْمَسْجِدِ

۲۰۵۵..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عید کے دن حبشیوں کا کھیل (نیزہ بازی) مسجد میں آپ علیہ السلام کے کندھے پر سر رکھ کر دیکھا) مروی ہے۔ مگر اس حدیث میں مسجد کے اندر کا نہیں فرمایا۔

۲۰۵۶..... وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ وَاللَّفْظُ لِعُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلَعَّابِينَ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَاهُمْ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقُمْتُ عَلَى الْبَابِ أَنْظُرُ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ

۲۰۵۶..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے کھیلنے والوں سے کہلا بھیجا کہ میں ان کا مظاہرہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور میں دروازہ پر کھڑی ہو کر آپ ﷺ کے کانوں اور کندھے کے درمیان سے دیکھتی رہی اور وہ مسجد میں مظاہرہ کر رہے تھے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) نے اس حدیث کے ذیل میں فرمایا کہ صوفیاء کی جس جماعت نے اس سے استدلال کرتے ہوئے اباحت غناء اور سماع بالآلہ یا بدون آلہ کی گنجائش نکالی ہے اس کے مرد کے لئے حضرت عائشہ کا مذکورہ قول ہی کافی ہے کہ: "ولیستا بمغنیتین" کہ وہ دونوں کوئی باقاعدہ مغنیہ نہیں تھیں۔ اسی قول سے مروجہ سماع و غناء کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور مبتدع صوفیاء کے یہاں جو سماع و غناء معروف و معتاد ہے وہ بے شمار منکرات و محرمات کا مجموعہ ہے، مجنونوں اور نابالغ و بے ریش لڑکوں کا رقص وجد، الٹی سیدھی حرکتیں سب نفسانی خواہشات کے غلبہ سے ہے اور ستم یہ کہ یہ مبتدع صوفیہ اس ناجائز سماع کو اعمال صالحہ اور تقرب والا عمل گردانتے ہیں۔ جب کہ تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ زنادقہ کی علامت و آثار میں سے ہے"۔ واللہ اعلم (بحوالہ فتح الملہم للشیخ عثمانی ۲/۴۳۵)

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے فرمایا کہ: ہمارے زمانہ کے "متصوف" جو کچھ کرتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ ان کے پاس بیٹھنا اور جانا بھی حرام ہے"۔ فتاویٰ تاتار خانیہ میں ہے کہ: اگر سماع میں غناء ہو تو یہ ناجائز اور حرام ہے بالاجماع"۔ اسی طرح دف بجانا بھی ناجائز ہے ہاں اگر دف بغیر گھنگھروؤں کے ہو اور کبھی کبھار خوشی کے کسی موقع پر جائز حدود میں بجایا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ لیکن فی زمانہ حدود و قیود کی پابندی کوئی نہیں کرتا اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ (اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الملہم ۲/۴۳۶ یا اسلام اور موسیقی" مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی)

دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے طرز عمل اور عمدہ مکارم اخلاق سے یہ بھی بتلا دیا کہ شوہر کو بیوی کی جائز تفریح طبع کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ دیکھئے! نبی ﷺ نے خود سیدہ عائشہؓ کو بلایا اور خود کھڑے ہو کر پردہ کے ساتھ انہیں جنگی مظاہرہ دکھایا۔ حتیٰ کہ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مستقل کھڑے رہے حتیٰ کہ میں از خود ہی واپس ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز حدود میں بیوی کی تفریح طبع کا بندوبست کرنا بھی حقوق میں شامل ہے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے جواز نکالا ہے اس بات کا کہ عورت کا غیر محرم مردوں کو دیکھنا جائز ہے اگر استلذاذ نہ ہو یا فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ جیسے کہ قاضی عیاضؒ مالکی نے۔ لیکن علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ عورت کا مرد کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے۔ اور اس حدیث کے بارے میں نوویؒ نے جواب دیا کہ یہ واقعہ بلوغ عائشہؓ سے قبل کا تھا۔ دوسری بات یہ کہ حضرت عائشہؓ ان حبشی مردوں کو نہیں دیکھ رہی تھیں نہ ان کے جسموں کو دیکھ رہی تھیں بلکہ وہ تو ان کے ہتھیاروں کے مظاہرہ کو دیکھ رہی تھیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ: اس سے اسلحہ کے ساتھ کھیلنے اس کے مظاہرہ اور مشق کے جواز پر بھی استدلال کیا ہے۔ جو مطلقاً جائز ہے اگر کسی ناجائز کا ارتکاب نہ ہو۔ واللہ اعلم (ملخصاً از فتح الملہم ۲/۴۳۹)

قَالَ عَطَاءٌ فُرْسٌ أَوْ حَبَشٌ قَالَ وَقَالَ لِي ابْنُ عَتِيقٍ بَلْ حَبَشٌ

عطاء کہتے ہیں وہ فارس کے لوگ تھے یا حبشہ کے۔ ابن عتیق نے کہا کہ حبشہ کے تھے۔

۲۰۵۷ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ إِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ

۲۰۵۷ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبشی لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے تیروں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے کہ اس دوران حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور کنکر ان کی طرف پھینکنے کے لئے کنکر اٹھانے کو جھکے (تاکہ انہیں منع کریں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! انہیں چھوڑ دو''۔

كتاب صلوٰة الاستسقاء

کتاب صلوۃ الاستسقاء

نماز استسقاء کا بیان

۲۰۵۸ و حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن عبد الله بن أبي بكر أنه سمع عباد بن تميم يقول سمعت عبد الله بن زيد المازني يقول خرج رسول الله ﷺ إلى المصلى فاستسقى وحول رداءه حين استقبل القبلة

۲۰۵۸ عبداللہ بن زید المازنی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور استسقاء کی نماز پڑھی اور قبلہ رخ جب کیا تو اپنی چادر کو تبدیل کر دیا (ایک سرا دوسرے سرے کی طرف کر دیا)۔

۲۰۵۹ و حدثنا يحيى بن يحيى قال أخبرنا سفيان بن عيينة عن عبد الله بن أبي بكر عن عباد بن تميم عن عمه قال خرج النبي ﷺ إلى المصلى فاستسقى واستقبل القبلة وقلب رداءه وصلى ركعتين

۲۰۵۹ عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا نبی ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے اور (دعا کر کے) پانی مانگا اور قبلہ رخ ہو کر اپنی رداء کو الٹ پلٹ کیا اور دو رکعات نماز پڑھی۔

۲۰۶۰ وحدثنا يحيى بن يحيى قال أخبرنا سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد قال أخبرني أبو بكر بن محمد بن عمرو أن عباد بن تميم أخبره أن عبد الله بن زيد الأنصاري أخبره أن رسول الله ﷺ خرج إلى المصلى يستسقي وأنه لما أراد أن يدعو استقبل القبلة وحول رداءه

۲۰۶۰ عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف استسقاء اور طلب باران کے لئے نکلے اور آپ ﷺ نے جب دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلہ رخ ہو گئے اور اپنی چادر کو الٹ پلٹ دیا۔

۲۰۶۱ وحدثني أبو الطاهر وحرملة قالا أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال أخبرني عباد بن تميم المازني أنه سمع عمه وكان من أصحاب رسول الله ﷺ يقول خرج رسول الله ﷺ يوما يستسقي فجعل إلى الناس ظهره يدعو الله واستقبل القبلة وحول رداءه ثم صلى ركعتين

۲۰۶۱ عباد بن تمیم المازنی نے اپنے چچا سے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے سنا انہوں نے فرمایا کہ: "رسول اللہ ﷺ ایک روز طلب باران رحمت کیلئے نکلے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کر کے قبلہ رخ ہوئے اور اللہ سے دعا کرنے لگے اور پھر تحویل رداء (چادر کے ایک سرے کو دوسرے سرے کی جگہ الٹ دی) فرمایا اور پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

۲۰۶۲ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا يحيى بن أبي بكير عن شعبة عن ثابت عن أنس

۲۰۶۲ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دعا میں ہاتھ اتنے اٹھاتے

قال رأيتُ رسولَ اللهِ ﷺ يرفعُ يديهِ في الدُّعاءِ حتى يُرى بياضُ إبطيهِ

ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔

٢٠٦٣ وحدَّثنا عبدُ بنُ حميدٍ قال حدَّثنا الحسنُ بنُ موسى قال حدَّثنا حمَّادُ بنُ سلمةَ عنْ ثابتٍ عنْ أنسِ بنِ مالكٍ أنَّ النبيَّ ﷺ استسقى فأشارَ بظهرِ كفَّيْهِ إلى السَّماءِ

۲۰۶۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے باران رحمت کی طلب کے لئے استسقاء پڑھی۔ اور ہتھیلیوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی دعا مانگی ہاتھ اٹھا کر)۔ ❶

٢٠٦٤ حدَّثنا محمَّدُ بنُ المثنَّى قال حدَّثنا ابنُ أبي عديٍّ وعبدُ الأعلى عنْ سعيدٍ عنْ قتادةَ عنْ أنسٍ أنَّ نبيَّ اللهِ ﷺ كانَ لا يرفعُ يديهِ في شيءٍ مِنْ دعائِهِ إلَّا في الاستسقاءِ حتَّى يُرى بياضُ إبطيهِ غيرَ أنَّ عبدَ الأعلى قال يُرى بياضُ إبطِهِ أوْ بياضُ إبطيهِ

۲۰۶۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:
نبی ﷺ کسی چیز میں دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے ماسوائے استسقاء کے (اور اتنا اوپر اٹھاتے تھے) حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی"۔
مگر عبدالاعلیٰ کی روایت میں (راوی کو شک ہے کہ) انہوں نے کیا فرمایا؟ ایک بغل کی سفیدی یا دونوں کی۔

---

❶ استسقاء کے معنی و مفہوم: استسقاء کے لفظی معنی پانی طلب کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کرنا مخصوص طریقہ پر یہ استسقاء کہلاتا ہے۔ اور کتاب و سنت و اجماع سب سے استسقاء ثابت ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا:
فقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا . يرسل السماء عليكم مدرارا ۔ اسی طرح احادیث صحاح میں حضور علیہ السلام سے استسقاء ثابت ہے۔ علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا کہ استسقاء کے تین طریقے ہیں ایک تو مطلقاً دعاء کے ذریعہ انفرادی و اجتماعی طور پر۔ دوسرے نمازوں کے بعد خواہ فرض ہوں یا نفل دعا کی جائے۔ تیسرے نماز استسقاء پڑھ کر دعا کی جائے۔ اور یہی طریقہ سب سے افضل ہے۔
شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے متعدد بار استسقاء پڑھی اور اس کی مشروعیت کا مقصد یہ ہے کہ امام اور حکمران کا عوام کے ساتھ نہایت مملوک الحال درماندگی تواضع و انکساری کے ساتھ نکلنا اور ایک میدان میں جمع ہو کر ایک ہی مقصد و فکر لے کر گریہ وزاری استغفار اور دعا کرنا قبولیتِ دعا میں ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ نماز بندہ کے تمام احوال میں اللہ سے سب سے زیادہ قربت کا حال ہے اور ہاتھوں کا اٹھانا عاجزی کی علامت ہے اور "تحویل رداء" علامت ہے حالات کے بدلنے کی۔ (بحوالہ فتح الملہم)
صلوٰۃ الاستسقاء کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کی دو رکعتیں ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ سے یہ منقول ہے کہ صلوٰۃ استسقاء مسنون نہیں ہے بلکہ صرف دعا اور اجتماع و استغفار مسنون ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ سے منقول یہ مذہب پوری طرح سمجھا نہیں گیا واقعہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک سنت استسقاء صرف نماز ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دعا اور استغفار سے بھی پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ علاوہ ازیں ابو مروان اسلمیؒ کی روایت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "ہم عمر بن الخطاب کے ساتھ استسقاء کے لئے نکلے تو انہوں نے استغفار کے علاوہ کچھ نہ کیا"۔
بہر کیف! امام صاحبؒ صلاۃ استسقاء کو غیر مسنون قرار نہیں دیتے کیونکہ یہ آنحضرت ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے۔ استسقاء میں امام خطبہ بھی دے گا اور دعا و استغفار بھی کرے گا۔ علاوہ ازیں مویشیوں کو بھی اجتماع میں لانا مستحب ہے کیونکہ عاجزی کا اظہار زیادہ ہو کیونکہ وہ بھی بارش نہ ہونے سے متاثر ہوتے ہیں۔
استسقاء کے اندر ایک اہم چیز "تحویل رداء" یعنی چادر کا پلٹنا ہے۔ کہ امام اپنی چادر کا داہنا سرا بائیں کندھے پر اور بایاں سرا دائیں کندھے پر ڈال دے۔ یہ عمل امام کے حق میں مسنون ہے۔ مقتدیوں کے لئے نہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۶۵ ... وحدّثنا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ

۲۰۶۵ ... انس بن مالک سے یہ حدیث سابقہ حدیث کی طرح مروی ہے کہ آپ علیہ السلام استسقاء کیلئے اتنے ہاتھ اٹھاتے کہ بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

۲۰۶۶ ... وحدّثنا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيٰى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةٍ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِثْنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا قَالَ أَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوْلَنَا وَلَا عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ لَا أَدْرِي

۲۰۶۶ ... انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں جمعہ کے روز دار القضاء کی طرف والے دروازہ سے داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! مال مویشی ہلاک ہوگئے (خشک سالی کی وجہ سے) اور راستے منقطع ہوگئے سو اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں بارش برسادے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ ہم پر بارش برسادے، اے اللہ ہم پر بارش برسادے، اے اللہ ہم پر پانی برسادے"۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم آسمان پر کوئی بادل یا بدلی گھٹا نہ دیکھتے تھے اور ہمارے اور (جبل) سلع کے درمیان کوئی گھر یا محلّہ تھا (آسمان بالکل صاف تھا اور سلع تک بالکل صاف نظر آرہا تھا) کہ اچانک سلع کے پیچھے سے ایک بدلی نکلی ایک ڈھال کی مانند اور جب آسمان کے وسط میں پہنچی تو پھیل گئی اور بارش ہونے لگی۔ اللہ کی قسم! پھر ہم نے ہفتہ بھر سورج نہ دیکھا۔ (اور ہفتہ بھر مینہ برستا رہا، رسول اللہ ﷺ کی دعا سے بطور معجزہ) پھر اگلے جمعہ کو وہی شخص اسی دروازہ سے مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! (مینہ کی کثرت سے) مال مویشی ہلاک ہوگئے اور راستے مسدود ہوگئے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ پانی روک دے۔ رسول ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں، بلندیوں، نالوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں برسا"۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ فوراً ہی بارش رک گئی اور ہم مسجد سے نکلے تو دھوپ میں نکلے۔

شریک (راوی) کہتے ہیں کہ کیا یہ وہی پہلا شخص تھا؟ فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم۔

۲۰۶۷ ... وحدّثنا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ

۲۰۶۷ ... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک بار لوگ خشک سالی کا شکار ہوگئے۔ اسی زمانہ میں جمعہ

اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ وَفِيهِ قَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَدِينَةَ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِجَوْدٍ

کے روز نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے منبر پر کہ ایک اعرابی (دیہاتی) کھڑا ہوا اور کہا کہ: یا رسول اللہ! مال مویشی ہلاک ہو گئے اور اہل و عیال بھوکے مرنے لگے۔ غرض سابقہ حدیث کے مانند بیان کیا۔ آپ ﷺ نے آخر میں دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا ہم پر اب نہ برسا اور آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے جس طرف بھی اشارہ کر دیتے تھے وہاں سے آسمان کھل جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ مدینہ درمیان میں سے صحن کی طرح کھل گیا تھا جب کہ وادی کا نالہ ایک ماہ تک بہتا رہا اور اطراف میں سے جو بھی آیا اس نے ارزانی کی خبر دی۔

٢٠٦٨ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا وَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْأَعْلَى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوَالَيْهَا وَمَا تَمْطُرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ

۲۰۶۸ ... انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک لوگ کھڑے ہو گئے اور شور مچایا اور کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! بارش کا قحط پڑ گیا اور درخت (سوکھ کر) لال ہو گئے جب کہ جانور و چوپائے مر گئے۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

عبدالاعلیٰ کی روایت میں ہے کہ بادل مدینہ پر سے کھل گیا اور اس کے ارد گرد بارش برستی رہی جب کہ مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہ برسا۔ اور میں نے مدینہ طیبہ کو دیکھا وہ ایک گولائی میں ٹوپی کی طرح درمیان میں سے کھلا ہوا تھا (یعنی مدینہ کے اوپر آسمان صاف ہو گیا تھا جب کہ ارد گرد بادل مینہ برسا رہے تھے)۔

٢٠٦٩ وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فَأَلَّفَ اللهُ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكَثْنَا حَتَّى رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيدَ تَهُمُّهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ

۲۰۶۹ اس سند سے بھی سابقہ حدیث کہ (آپ علیہ السلام نے لوگوں کے قحط کی خبر دینے پر دعا فرمائی جس سے اتنی بارش ہوئی کہ لوگ تنگ آ گئے پھر آپ علیہ السلام کی دعا سے آس پاس ہونے لگی۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو اکٹھا کر دیا اور ہمارا یہ حال تھا کہ زبردست آدمی بھی اپنے گھر جانے سے ڈرتا تھا۔

٢٠٧٠ وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ أَنَّ حَفْصَ ابْنَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَزَادَ

۲۰۷۰ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آگے سابقہ حدیث کا واقعہ بیان کر کے آخر میں فرمایا کہ: میں نے بادل کو دیکھا گویا وہ ایک لپٹی ہوئی چادر کی طرح تھا اور پھٹ رہا تھا۔

فرأيتُ السَّحابَ يتمزّقُ كأنّهُ المُلَاءُ حين تُطوى

۲۰۷۱ ۔۔۔ وحدّثنا يحيى بنُ يحيى قال أخبرنا جعفرُ بنُ سليمانَ عن ثابتٍ البُنانيِّ عن أنسٍ قال قال أنسٌ أصابنا ونحنُ مع رسولِ اللهِ ﷺ مطرٌ قال فحسرَ رسولُ اللهِ ﷺ ثوبَهُ حتّى أصابَهُ من المطرِ فقلنا يا رسولَ اللهِ لِمَ صنعتَ هذا قال لأنّهُ حديثُ عهدٍ بربّهِ عزّ وجلّ

۲۰۷۱ ۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے اوپر بارش برسی، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا بدن پر سے کھول دیا اور بدن مبارک پر بارش برسنے لگی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا کہ یہ پانی اپنے رب عزوجل کے پاس سے ابھی ابھی آرہا ہے۔ ❶

۲۰۷۲ ۔ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ مسلمةَ بنِ قعنبٍ قال حدّثنا سليمانُ يعني ابنَ بلالٍ عن جعفرٍ هو ابنُ محمّدٍ عن عطاءِ بنِ أبي رباحٍ أنّهُ سمع عائشةَ زوجَ النّبيِّ ﷺ تقولُ كان رسولُ اللهِ ﷺ إذا كان يومُ الرّيحِ والغيمِ عُرِفَ ذلك في وجهِهِ وأقبلَ وأدبرَ فإذا مطرتْ سُرَّ بهِ وذهبَ عنهُ ذلك قالتْ عائشةُ فسألتُهُ فقال إنّي خشيتُ أن يكونَ عذابًا سُلِّطَ على أُمّتي ويقولُ إذا رأى المطرَ رحمةٌ

۲۰۷۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ جب آندھی اور بادل کا دن ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر خوف کے اثرات واضح پہچانے جاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے چلتے (فکر کے مارے) پھر اگر بارش ہو جاتی تو آپ ﷺ اس سے خوش ہوتے تھے اور وہ غم کے اثرات آپ ﷺ پر سے ختم ہو جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: "میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ کہیں یہ کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو" اور جب بارش دیکھتے تو فرماتے "رحمت ہے"۔

۲۰۷۳ ۔۔۔ وحدّثني أبو الطّاهرِ قال أخبرنا ابنُ وهبٍ قال سمعتُ ابنَ جريجٍ يُحدّثُنا عن عطاءِ بنِ أبي رباحٍ عن عائشةَ زوجِ النّبيِّ ﷺ أنّها قالتْ كان النّبيُّ ﷺ إذا عصفتِ الرّيحُ قال اللّهمّ إنّي أسألُكَ خيرَها وخيرَ ما فيها وخيرَ ما أُرسلتْ بهِ وأعوذُ بكَ من شرِّها وشرِّ ما فيها وشرِّ ما أُرسلتْ بهِ قالتْ وإذا تخيّلتِ السّماءُ تغيّرَ لونُهُ وخرجَ ودخلَ وأقبلَ وأدبرَ فإذا مطرتْ سُرِّيَ عنهُ فعرفتُ ذلك في وجهِهِ قالتْ عائشةُ فسألتُهُ فقال لعلّهُ يا عائشةُ كما قال قومُ عادٍ ﴿ فلمّا رأوهُ عارضًا مُستقبلَ أوديتِهم قالوا هذا عارضٌ مُمطِرُنا ﴾

۲۰۷۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ مطہرہ رسول اللہ ﷺ فرماتی ہیں کہ جب آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ یہ کلمات فرماتے: اللّهمّ إنّي أسألُكَ ۔۔۔ أُرسلتْ بهِ تک۔ "اے اللہ! میں آپ سے اس (ہوا کی) خیر طلب کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس چیز کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے اس کے اندر موجود چیز کے شر سے اور جس چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں"۔ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل آجاتے اور ابر چھا جاتا تو آپ ﷺ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ کبھی باہر نکل جاتے کبھی اندر آتے کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے چلتے پھر جب بارش ہو جاتی تو خوش ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو بھانپ لیا اور آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے

---

❶ یعنی پانی ابھی تک زمین کی کثافت سے خراب نہیں ہوا اور یہ مبارک پانی ہے کہ قرآن میں فرمایا: وأنزلنا من السماء ماءً مباركًا اس لئے اس کو جسم پر بہانا چاہئے تاکہ اس کی برکت حاصل ہو۔

عائشہ! شاید یہ وہی نہ ہو جیسا کہ قوم عاد کے بارے میں کہا گیا ہے: فلما رأوهُ عارضاً۔۔۔ الآیۃ "پھر جب دیکھا اس کو ابر کہ سامنے آیا ان کے نالوں کے تو بولے یہ ابر ہے جو برسے گا ہم پر کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے' ہوا ہے جس میں درد ناک عذاب ہے"۔ (الاحقاف ۴۶/۲۴) (گویا یہ کہیں عذاب کی شکل نہ ہو جیسا قوم عاد پر بھیجا گیا تھا اور وہ اسے ابر اور بارش سمجھ رہے تھے)۔

۲۰۷۴ و حدَّثني هارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَى النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفْتُ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا ﴿هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا﴾

۲۰۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ مطہرہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو باقاعدہ اہتمام کر کے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگا۔ آپ ﷺ عموماً تبسم فرمایا کرتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ جب ابر آلود آسمان ہوتا یا تیز ہوا چلنے لگتی تو آپ کے چہرۂ انور پر غم کے اثرات پہچانے جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب وہ ابر وغیرہ دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید پر کہ اس میں بارش ہوگی۔ جب کہ آپ ﷺ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ ابر دیکھتے ہیں تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات نظر آتے ہیں؟ فرمایا: اے عائشہ! مجھے یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں اس میں وہ عذاب نہ ہو جس سے ایک قوم کو آندھی کا عذاب دیا گیا تھا۔ اور جب قوم نے عذاب کی اس شکل کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا (حالانکہ اس میں عذاب تھا)۔

۲۰۷۵ وحدَّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

۲۰۷۵ ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری مدد کی گئی "صبا" سے جبکہ قوم عاد کو "دبور" سے ہلاک کیا گیا۔ [1]

---

[1] صبا اس ہوا کو کہتے ہیں جو من جہۃ المشرق مشرق کی طرف سے چلے اور دبور وہ ہوا جو مغرب کی جانب سے چلے اس کے برعکس۔
— حضرت شیخ کے ارشاد مبارک کا مطلب یہ ہے کہ ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے۔ ایک ہوا چلتی ہے لیکن وہ میری مددگار بنتی ہے جیسے غزوہ احزاب (خندق) میں اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسلمانوں کے ذریعہ فتح عطا فرمائی تھی۔ اور ایک ہوا چلتی ہے لوگ اسے بارش کا سبب سمجھتے ہیں لیکن اس میں عذاب ہوتا ہے اور قوم عاد ہلاک ہو جاتی ہے۔
علامہ ابی مالکی نے اپنی شرح "شرح الابی" میں فرمایا کہ ہر دو قسم کی ہواؤں (صبا اور دبور) میں نصرت بھی تھی اور ہلاکت بھی۔
— صبا میں نصرت تو رسول اللہ ﷺ کے لئے تھی اور ہلاکت اعداء اسلام اور کفار قریش کے لئے تھی' جب کہ دبور میں نصرت تو ہود علیہ السلام کے لئے تھی اور عذاب ان کی قوم کے لئے۔ لیکن نبی ﷺ نے اس کے اصل مقصد کی طرف اس جملہ میں اشارہ (جاری ہے)

عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ

۲۰۷۶...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۲۰۷۶ ... اس سند سے بھی مذکورہ حدیث منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری مدد کی گئی صبا سے اور قوم عاد کو دبور سے ہلاک کر دیا گیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)　فرمایا ہے کہ صبا اصلاً میری نصرت کے لئے آئی۔ ضمناً وہ ہلاک ہوئے اور دبور اصلاً ہلاکت قوم عاد کے لئے آئی اور تبعاً ہود علیہ السلام کی حفاظت ہوئی۔

ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ: "ہوا حکم کی پابند اور مامور ہے کبھی تو کسی قوم کی نصرت کے لئے چلتی ہے کبھی کسی قوم کی ہلاکت کے لئے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ رحمت بنی اور دوسروں کے لئے عذاب ہے۔ اور مقصود ان سب باتوں سے اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے اور تمام عناصر مسخر اور تابع ہیں حکم ربانی کے اور یہ در حقیقت رد ہے فلاسفہ وطبیعیاتی حکماء کے فلسفہ پر" (جو عناصر کے مختلف اوصاف متعین کرتے ہیں)　واللہ اعلم (تلخیص" از فتح الملہم ۱/۲۴۷)

كتاب صلٰوة الكسوف

کتاب صلوٰۃ الکسوف

کتاب صلوٰۃ الکسوف

۲۰۷۷.... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوا اللهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

۲۰۷۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور قیام بہت زیادہ طویل کیا' پھر رکوع فرمایا تو رکوع بھی زیادہ طویل کیا' پھر رکوع سے سر اٹھایا تو بھی بہت زیادہ قیام کیا' البتہ پہلے قیام کی بہ نسبت یہ قیام کم تھا' پھر دوبارہ رکوع میں گئے اور بہت طویل رکوع کیا لیکن پچھلے رکوع سے ذرا کم۔ پھر سجدہ کیا' پھر کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا لیکن پہلی رکعت کے قیام سے کم' پھر طویل رکوع فرمایا لیکن پہلی رکعت کے رکوع سے کم' پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا اور یہ قیام پچھلے قیام سے کم تھا' دوبارہ پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا (گویا ہر رکعت میں دو رکوع کئے)۔

نماز سے فارغ ہو کر مڑے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا:

"سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں' اور ان دونوں کو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ پس اگر تم گرہن دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو' اس سے دعا کرو اور نماز پڑھو' صدقہ دو"۔

"اے امت محمد یہ! اللہ جل جلالہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں اس بات سے کہ اس کا بندہ یا بندی زنا کرے اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان جاؤ جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم روتے زیادہ اور ہنستے کم' آگاہ رہو! کیا میں نے پہنچا دیا"۔

وَفِي رِوَايَةِ مَالِكٍ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ

مالک رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ بیشک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے۔

۲۰۷۸...... وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ

۲۰۷۸...... اس سند سے بھی سابقہ روایت (کہ آپ علیہ السلام نے سورج گہن کے موقع پر نماز پڑھی پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا۔ جس کی

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَزَادَ أَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ

تفصیل پچھلی حدیث میں گذری) مروی ہے۔ مگر اتنی بات زیادہ ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اما بعد! بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! "میں نے پہنچا دیا"۔

۲۰۷۹ ...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ وَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو الطَّاهِرِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى اسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا لِلصَّلَاةِ وَقَالَ أَيْضًا فَصَلُّوا حَتَّى يُفَرِّجَ اللهُ عَنْكُمْ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أُقَدِّمُ وَقَالَ الْمُرَادِيُّ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ

۲۰۷۹ حضرت عائشہؓ زوجہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا۔ آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے کھڑے ہو کر تکبیر کہی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کرلی رسول اللہ ﷺ نے طویل قرأت فرمائی پھر تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد** فرمایا پھر کھڑے ہو کر طویل قرأت فرمائی جو پہلی قرأت سے کم تھی پھر تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر **سمع اللہ ... الخ** کہہ کر کھڑے ہوئے سجدہ کیا۔

دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا حتی کہ چار رکعات پوری کیں اور چار سجدے کئے (ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کئے گویا دو رکعت میں چار سجدے کئے) آپ ﷺ کے نماز سے پلٹنے سے قبل ہی سورج روشن ہو گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان فرمائی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے پھر فرمایا: "سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم ایسی حالت دیکھو تو نماز کی طرف دوڑو اور فرمایا کہ نماز پڑھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے تمہارے اوپر سے کھول دے"۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں نے اپنی اس جگہ پر ہر وہ چیز دیکھی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حتی کہ میں نے دیکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ جنت (کے پھلوں) کا ایک خوشہ لے لوں۔ اور یہ اس وقت ہوا تھا جب تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں آگے بڑھا تھا (تو وہ جنت کے خوشے توڑنے کیلئے ہی آگے بڑھا تھا)۔

اور میں نے جہنم دیکھی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا رہا ہے (اور میں اس سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹا) یہ اس وقت تھا جب تم نے مجھے پیچھے

فِيهَا ابْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ فَافْزَعُوا لِلصَّلَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

بُت دیکھا۔ اور میں نے جہنم میں عمرو ❶ بن لُحی کو دیکھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے جانور چھوڑے (بت پرستی کے نام پر اور اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا)۔

۲۰۸۰ ..... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَغَيْرُهُ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعُوا وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

۲۰۸۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج گرہن ہو گیا تو آپ ﷺ نے ایک منادی کو بھیجا (کہ جاؤ آواز لگاؤ) نماز جمع کرنے والی ہے (یعنی سب جمع ہو جاؤ) چنانچہ سب جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ آگے بڑھے، تکبیر کہی اور دو رکعات میں چار رکعات پڑھیں (اس طرح کہ دو رکوع کیے ہر رکعت میں) اور چار سجدے کیے۔ ❷

۲۰۸۱ ..... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَهَرَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

۲۰۸۱ ..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے خسوف کی نماز میں جہراً قرأت کی اور چار رکعات دو رکعتوں میں چار سجدوں کے ساتھ پڑھیں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

زہری کہتے ہیں کہ مجھے کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے بتایا کہ نبی ﷺ نے دو رکعات میں چار رکعات چار سجدوں کے ساتھ پڑھیں۔

۲۰۸۲ ..... وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ

۲۰۸۲ ..... ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کی سورج گرہن کے موقع پر پڑھی گئی نماز کے بارے فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ

---

❶ عمرو بن لُحی: یہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دینِ حنیفی کو تبدیل کیا اور لوگوں کو توحید سے ہٹا کر بت پرستی کی راہ پر گامزن کیا۔ سب سے پہلے بت نصب کئے اور جانوروں کے بتوں کے نام پر چھوڑنے کی ریت ڈالی۔ اور باقی قبائل قریش کو بھی اسی بت پرستی کی راہ پر ڈال دیا۔

❷ **صلوٰۃ الکسوف کی اہمیت و حقیقت**

احادیث بالا سے دو باتیں صراحتاً معلوم ہو گئیں۔ ایک تو یہ کہ کسوف شمس (سورج گرہن) اور خسوف قمر (چاند گرہن) کے ظاہری اسباب کچھ بھی ہوں اور اس بارے میں ماہرین فلکیات کچھ بھی کہیں لیکن یہ دونوں معاملات حق تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور در حقیقت ان کا مقصد خدا سے غافل لوگوں کو یہ سبق دینا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے روشنی کے ان سب سے بڑے مرکزوں کو بے نور کر دیا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان دونوں کو توڑ کر ختم کر جائے جیسے قیامت میں کیا جائے گا۔ للہٰذا اس اعتبار سے یہ دونوں باتیں اللہ کی نشانیاں ہیں اور شریعتِ اسلامیہ اور اسوۂ محمدی ﷺ میں ایسے مواقع کے لئے امت کو یہ ہدایت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے اور اس کی ذات سے خیر کی طلب اور شرور سے پناہ مانگے۔

الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ

عنہا کی پچھلی روایت کے مثل کہ دو رکعت پڑھیں جس میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

۲۰۸۳ وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مَنْ أُصَدِّقُ حَسِبْتُهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ أَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ قَائِمًا ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفًا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَنْجَلِيَا

۲۰۸۳ ۔ عبیدؒ بن عمیر کہتے ہیں کہ مجھ سے ایسی ہستی نے بیان کیا کہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور (میرا خیال ہے کہ ان کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے) کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا۔ آپ ﷺ نماز کو کھڑے ہو گئے اور قیام کیا سخت (طویل) کہ آپ ﷺ ایک بار کھڑے ہوتے پھر رکوع فرماتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع فرماتے، پھر کھڑے ہوتے پھر رکوع فرماتے اس طرح دو رکعت پڑھتے کہ ہر رکعت میں تین رکوع اور چار سجدے فرماتے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا اور آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو کہتے اللہ اکبر پھر رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔

(نماز سے فارغ ہو کر) پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر ارشاد فرمایا: ”بیشک سورج اور چاند کسی (بڑے یا چھوٹے) آدمی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، نہ ہی کسی کی زندگی سے ان کے گرہن ہونے کا کوئی تعلق ہے، لیکن یہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جن کے ذریعہ اللہ (بندوں کو) ڈراتا ہے، لہٰذا جب تم گرہن دیکھو تو ان کے روشن ہونے تک اللہ کا ذکر کرتے رہو (نماز اور استغفار وغیرہ کے ذریعہ)۔

۲۰۸۴ ۔ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ

۲۰۸۴ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چھ رکعات (رکوع) پڑھیں (مراد یہ ہے کہ دو رکعت میں چھ رکوع کیے جیسا کہ سابقہ حدیث میں گذرا) اور چار سجدے کیے“۔

۲۰۸۵ ۔ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ

۲۰۸۵ ۔ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک یہودیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور کوئی سوال کیا اور پھر

أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْ عَائِشَةَ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَائِذًا بِاللهِ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ ذَلِكَ الرُّكُوعِ ثُمَّ رَفَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ فَكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

کہا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے''۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہوگا؟ عمرہؒ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی پناہ! پھر آپ ﷺ ایک صبح سواری پر سوار ہوئے تو سورج گرہن ہو گیا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں چند عورتوں کے جلو میں حجروں کے پیچھے سے مسجد میں نکل آئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے تشریف لائے اور اپنی جائے نماز تک آگئے جس جگہ پر آپ ﷺ (عموماً) نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز میں کھڑے ہوگئے' آپ ﷺ کے پیچھے لوگ بھی کھڑے ہوگئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے طویل قیام فرمایا پھر رکوع کیا تو طویل رکوع فرمایا۔ پھر رکوع سے سر اٹھاکر (دوبارہ) طویل قیام فرمایا البتہ یہ قیام پچھلے قیام کی بہ نسبت تھوڑا تھا پھر دوبارہ طویل رکوع کیا لیکن پچھلے رکوع کی بہ نسبت مختصر تھا پھر سر اٹھایا اس اثناء میں سورج روشن ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم لوگوں کو دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے فتنۂ دجال کی طرح۔ عمرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا: فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسکے بعد سنا کہ آپ ﷺ جہنم کے عذاب اور عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۲۰۸۶...... وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ح و حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ

۲۰۸۶...... اس سند سے بھی پچھلی روایت منقول ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے سورج گرہن کے موقع پر نماز پڑھی اور فرمایا۔ کہ تم لوگ قبروں میں دجال کے فتنے کی طرح آزمائے جاؤ گے۔ مع یہودیہ کے قصے کے۔

۲۰۸۷...... و حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ

۲۰۸۷...... جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شدید گرم دن میں سورج گرہن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے ہمراہ نماز کسوف پڑھی اور اس میں اتنا طویل قیام فرمایا حتیٰ کہ لوگ (مارے تھکاوٹ کے) گرنے لگے پھر رکوع فرمایا تو وہ بھی طویل سر اٹھاکر دوبارہ طویل قیام کیا پھر دوبارہ طویل رکوع کیا پھر سر اٹھاکر طویل قیام کیا پھر دو سجدے کر کے کھڑے ہوگئے اور حسب سابق کیا۔ پس

فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُولَجُونَهُ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهُ أَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ وَرَأَيْتُ أَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ وَإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُرِيكُمُوهُمَا فَإِذَا خَسَفَا فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ

آپ ﷺ نے (دو رکعات میں) چار رکوع اور چار سجدے فرمائے۔ بعد ازاں فرمایا: میرے سامنے وہ تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل کئے جاؤ گے (یعنی جنت و جہنم وغیرہ) سو میرے سامنے جنت پیش کی گئی۔ میں نے اس میں سے ایک پھلوں کا خوشہ لینا چاہا یا فرمایا اگر میں لینا چاہتا تو میرا ہاتھ چھوٹا رہ گیا (یعنی میرا ہاتھ نہ پہنچ سکا یا نہ پہنچ پاتا)۔ اسی طرح جہنم کو بھی میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت ہے جسے ایک بلی کے معاملہ میں عذاب دیا جارہا تھا۔ اس نے بلی کو باندھ ڈالا تھا اور نہ تو اسے کچھ کھانے کو دیتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی تھی کہ از خود زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے کھالیتی (اس بے زبان جانور پر ظلم کی وجہ سے اس پر عذاب ہورہا تھا) اور میں نے اس میں ابو ثمامہ عمرو بن مالک کو بھی دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں کھینچ رہا ہے۔ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ سورج اور چاند صرف کسی عظیم اور بڑے آدمی کی موت پر ہی گرہن ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، لہٰذا جب یہ گرہن ہوں تو نماز پڑھا کرو یہاں تک کہ روشن ہو جائیں۔ (ابو ثمامہ عمرو بن مالک سے وہی عمرو بن لحی مراد ہے، کیونکہ انہی نے قرطبی سے نقل کیا ہے کہ لحی کا نام مالک تھا)۔

۲۰۸۸..... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَرَأَيْتُ فِي النَّارِ امْرَأَةً حِمْيَرِيَّةً سَوْدَاءَ طَوِيلَةً وَلَمْ يَقُلْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

۲۰۸۸..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے سورج گہن کے موقع پر لمبی نماز پڑھائی پھر بنی اسرائیل کی عورت کا قصہ بیان کیا۔) مروی ہے۔
مگر اس میں اضافہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آگ میں دیکھا ایک عورت بڑے آواز والی، لمبی کالی کو اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کی تھی۔

۲۰۸۹..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ إِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ

۲۰۸۹..... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جس روز (آپ ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کا (کم سنی میں) انتقال ہوا اسی روز سورج گرہن ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ "سورج (یقیناً) ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن ہوا ہے"۔ نبی ﷺ نے یہ سنا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور (دو رکعت میں) چھ رکوع، چار سجدوں کے ساتھ کئے، تکبیر کہہ کر نماز شروع فرمائی، قرأت فرمائی

فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ بَدَأَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ خَلْفَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النِّسَاءِ ثُمَّ تَقَدَّمَ وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ فَانْصَرَفَ حِينَ انْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِمَوْتِ بَشَرٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هَذِهِ لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ وَذَلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ جِيءَ بِالْجَنَّةِ وَذَلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقَدَّمْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هَذِهِ

اور طویل قرأت کی۔ پھر قیام جتنا طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر دوبارہ (قیام میں) قرأت کی پہلی رکعت کی قرأت سے ذرا کم اور تقریباً اتنا ہی طویل رکوع بھی کیا اس کے بعد دوبارہ سر اٹھایا رکوع سے اور قرأت فرمائی جو دوسری مرتبہ کی قرأت سے نسبتاً کم تھی اور اسی کے بقدر طویل رکوع کیا' اس کے بعد سجدہ میں جھک گئے اور دو سجدے کر کے کھڑے ہوئے اور حسب سابق تین رکوع کئے کہ ان میں سے ہر پہلی رکعت دوسری سے طویل تھی اور اسی طرح ہر رکوع سجدہ کے بقدر تھا پھر آپ ﷺ (نماز کے دوران ہی) پیچھے ہٹے اور آپ ﷺ کے پیچھے کی صفوف بھی پیچھے ہٹیں یہاں تک کہ ہم انتہا کو پہنچ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کیا کہ ہم عورتوں کی صفوں تک جا پہنچے پھر آپ ﷺ آگے بڑھے تو لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس مڑے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے لوگو! بے شک سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور باشبہ یہ دونوں لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے' جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو (کہ گرہن ہو گیا ہے) تو نماز پڑھا کرو' یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے اور ہر وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (مثلاً جنت' دوزخ' قبر وغیرہ) وہ میں نے اپنی اس نماز میں دیکھی ہے' آگ جہنم کی لائی گئی اور یہ اس وقت ہوا تھا جب تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا اس ڈر سے کہ کہیں اس آگ کی لپٹ مجھے نہ لگ جائے۔ حتیٰ کہ میں نے اس میں ایک ٹیڑھے منہ والی لکڑی والے آدمی کو دیکھا کہ اپنی آنتیں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا وہ حجاج کی چیزیں اس آنکڑہ نما لکڑی کے ذریعہ چوری کیا کرتا تھا (بایں طور پر کہ چلتے چلتے وہ لکڑی کسی کپڑے' چادر وغیرہ میں پھنسا دی اور وہ کپڑا اس میں اٹک جاتا تھا اور وہ لے کر چلتا بنتا) پھر اگر اس کا مالک آگاہ ہو جاتا تو اس سے کہہ دیتا کہ یہ تو (اتفاقاً) میری آنکڑہ نما لکڑی میں پھنس گئی ہے' اور اگر اس کا مالک بے خبر رہتا تو لے کر چلتا بنتا' اسی طرح میں نے جہنم میں ایک بلی والی عورت کو دیکھا جس نے ایک بلی کو باندھ ڈالا تھا اور اسے نہ تو کچھ کھلاتی تھی اور نہ ہی اسے آزاد چھوڑتی تھی کہ وہ خود ہی کچھ

زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر پیٹ بھرنے' اور اسی طرح وہ بھوکی مرگئی۔ پھر اس کے بعد میرے سامنے جنت لائی گئی اور یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں آگے بڑھا تھا یہاں تک کہ اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا تھا' اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا (جنت کی طرف) میں چاہتا تھا کہ اس کے پھل وغیرہ میں سے کچھ لے لوں تا کہ تم بھی اسے دیکھ لو پھر مجھے میں نے یہ مناسب جانا کہ میں ایسا نہ کروں' غرض ہر وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ میں نے اپنی اس نماز میں ملاحظہ کی۔

۲۰۹۰...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّونَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ نَعَمْ فَأَطَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَأَخَذْتُ قِرْبَةً مِنْ مَاءٍ إِلَى جَنْبِي فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى وَجْهِي مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَإِنَّهُ قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُولُ اللهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَأَطَعْنَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَيُقَالُ لَهُ نَمْ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ إِنَّكَ لَتُؤْمِنُ بِهِ فَنَمْ صَالِحًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ

۲۰۹۰...... حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف گئی' وہ نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا کہ لوگ کس وجہ سے نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کر دیا۔ میں نے کہا کہ یہ اللہ کی نشانی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں (اشارہ سے) غرض رسول اللہ ﷺ نے قیام کو بہت زیادہ طویل فرمایا۔ یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی' میں پانی کی ایک مشک سے جو میرے پہلو میں رکھی تھی اس میں سے پانی اپنے سر پر بہانے لگی یا چہرہ پر پھر رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ نبی ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: "اما بعد! کوئی چیز ایسی نہیں جسے میں نے اپنے اس مقام پر نہ دیکھا ہو۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھ پر یہ وحی کی گئی کہ تم لوگ (امت محمدیہ) اپنی قبروں میں مبتلائے امتحان کئے جاؤ گے عنقریب یا فرمایا کہ مسیح دجال کے مثل کسی فتنہ میں آزمائے جاؤ گے۔ (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم دونوں میں سے کیا فرمایا۔ اسماءؓ فرماتی ہیں کہ تم میں سے کسی کے سامنے ایک آدمی (کی شبیہ) لائی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا کہ اس آدمی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ چنانچہ جو مومن یا آپ ﷺ پر یقین رکھنے والا ہو گا وہ تو کہے گا کہ "یہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں جو ہمارے پاس واضح نشانیاں اور ہدایت (والی کتاب) لائے' ہم نے ان کی دعوت کو قبول کیا' ان کی اطاعت کی' تین بار یہ بات کہے گا چنانچہ اس سے کہا جائے گا کہ سو جا۔ ہم جانتے تھے کہ تو اس شخصیت پر ایمان لا چکا ہے لہٰذا اچھا بھلا سو تا رہ اور جو

منافق یا شک میں پڑنے والا ہوگا (مجھے نہیں معلوم کہ کیا کہا) وہ کہے گا میں نہیں جانتا یہ شخصیت کون ہیں۔ لوگ ان کے بارے میں کچھ کہا کرتے تھے تو میں بھی یہی کہتا تھا"۔ ❶

۲۰۹۱۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَإِذَا هِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ

۲۰۹۱ ۔۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی لوگ کھڑے تھے (نماز میں) وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے۔ باقی حدیث سابقہ حدیث کی مثل ہے (کہ آپ علیہ السلام نے سورج گرہن کے موقع پر نماز پڑھی۔ لوگوں کو خطبہ دیا۔ قبر کا حال بیان کیا)۔

۲۰۹۲۔۔۔۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَا تَقُلْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلَكِنْ قُلْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ

۲۰۹۲۔۔۔۔ عروۃ نے کہا سورج کو کسوف ہوا نہ کہو بلکہ کہو سورج کو خسوف ہوا۔

۲۰۹۳۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ فَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَالَتْ تَعْنِي يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَخَذَ دِرْعًا حَتَّى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيلًا لَوْ أَنَّ إِنْسَانًا أَتَى لَمْ يَشْعُرْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكَعَ مَا حَدَّثَ أَنَّهُ رَكَعَ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ

۲۰۹۳ ۔۔۔۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ایک روز جس دن کہ سورج گرہن ہوا تھا نبی ﷺ گھبرا گئے اور مارے گھبراہٹ کے کسی کی چادر اٹھالی پھر آپ ﷺ کی چادر آپ کو پہنچائی گئی آپ ﷺ کھڑے ہو گئے لوگوں کے لئے اور طویل قیام کیا حتی کہ اگر کوئی انسان آتا تو اسے احساس بھی نہ ہوتا کہ نبی ﷺ نے رکوع فرمایا ہے اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے رکوع کے بعد بھی طویل قیام فرمایا۔

۲۰۹۴۔۔۔۔وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ قِيَامًا طَوِيلًا يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ أَسَنَّ مِنِّي وَإِلَى الْأُخْرَى هِيَ أَسْقَمُ مِنِّي

۲۰۹۴۔ ۔۔۔اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ سورج گرہن کے موقع پر آپ ﷺ نے کسی کی چادر اٹھالی گھبراہٹ سے اور لمبی نماز پڑھی) مروی ہے۔ اس میں اضافہ ہے کہ بہت دیر تک کھڑے ہوتے تھے پھر رکوع فرماتے تھے اور یہ بھی اضافہ ہے کہ میں نے (اسماء) ایک عورت کی طرف دیکھا جو مجھ سے زیادہ عمر والی تھی اور دوسری کی طرف دیکھا وہ مجھ سے زیادہ بیمار تھی۔

---

❶ یہ در حقیقت قبر میں امتحان کا منظر ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی صورت دکھا کر فرشتوں کے ذریعہ سوال کریں گے۔ اور منافق اس وقت مذکورہ بالا جواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عموماً اور اس راقم آثم اور اس کے والدین واساتذہ کو خصوصاً فتنۂ قبر سے محفوظ فرمائے اور ہر قسم کے ظاہری و باطنی شرور و فتن سے بچائے۔ آمین

۲۰۹۵ - وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَفَزِعَ فَأَخْطَأَ بِدِرْعٍ حَتَّى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَتْ فَقَضَيْتُ حَاجَتِي ثُمَّ جِئْتُ وَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَجْلِسَ ثُمَّ أَلْتَفِتُ إِلَى الْمَرْأَةِ الضَّعِيفَةِ فَأَقُولُ هَذِهِ أَضْعَفُ مِنِّي فَأَقُومُ فَرَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى لَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ خُيِّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَمْ يَرْكَعْ

۲۰۹۵ - حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا' آپ ﷺ گھبرا گئے اور کسی زوجہ کی چادر لے لی (جلدی اور گھبراہٹ میں) پھر آپ ﷺ کی چادر آپ ﷺ کو پہنچائی گئی۔ فرماتی ہیں کہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئی اور پھر آ کر مسجد میں داخل ہو گئی' دیکھا تو رسول اللہ ﷺ (نماز میں) کھڑے ہیں' میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ (جماعت میں) کھڑی ہو گئی' آپ ﷺ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے دل میں سوچا کہ بیٹھ جاؤں پھر میں نے ایک ضعیف خاتون کی طرف نگاہ ڈالی تو میں نے کہا یہ تو مجھ سے زیادہ ضعیف ہیں (جب یہ کھڑی ہوئی ہیں تو مجھے تو ضرور ہی کھڑا ہونا چاہیے) لہٰذا میں کھڑی رہی پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع فرمایا رکوع سے سر اٹھا کر دوبارہ طویل قیام فرمایا حتیٰ کہ اگر کوئی آدمی آتا تو اسے یہی خیال ہوتا کہ آپ ﷺ نے ابھی رکوع نہیں کیا ہے۔

۲۰۹۶ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَدْرَ نَحْوِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَفْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا

۲۰۹۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں ایک بار سورج گرہن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' نماز میں آپ ﷺ نے طویل قیام فرمایا تقریباً سورۃ البقرہ کی تلاوت کے بقدر پھر طویل رکوع فرمایا پھر رکوع سے اٹھے تو دوبارہ قیام فرمایا البتہ یہ قیام پچھلے قیام کی نسبت ذرا کم طویل تھا۔ پھر دوسرا رکوع کیا جو پچھلے رکوع سے ذرا کم طویل تھا۔ پھر سجدہ کیا بعد ازاں پھر دوسری رکعت میں قیام کیا لیکن پچھلی رکعت کی بہ نسبت کم طویل قیام فرمایا' رکوع فرمایا تو وہ بھی نسبتاً کم طویل کیا رکوع اول کے مقابلہ میں پھر اٹھ کر دوبارہ طویل قیام فرمایا جو پچھلے قیام سے ذرا کم تھا۔ پھر طویل رکوع فرمایا البتہ سابقہ رکوع کی نسبت کم طویل تھا۔ پھر سجدہ کر کے نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک سورج اور چاند اللہ کی آیات میں سے دو نشانیاں ہیں جو کسی کی موت کی وجہ سے یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ لہٰذا جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کیا کرو (اسے یاد کیا کرو)"۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جیسے آپ ﷺ کسی چیز سے رک گئے ہوں؟ فرمایا: "میں نے جنت کا نظارہ کیا تو اس میں سے ایک

عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللهِ قَالَ بِكُفْرِ الْعَشِيرِ وَبِكُفْرِ الْإِحْسَانِ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

خوشہ پکڑنے کا (لینا چاہا) اگر میں اسے توڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا) اور میں نے جہنم کا مشاہدہ کیا تو آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اہل جہنم کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیوں؟ فرمایا ان کے کفر (ناشکری) کی وجہ سے۔ عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے کفر کی وجہ سے؟ فرمایا: (نہیں) بلکہ شوہر کی ناشکری کی وجہ سے اور احسان (کرنے کے باوجود) ناشکری کرنے کی وجہ سے (ان کا حال تو یہ ہے کہ) اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ زمانہ بھر احسان کرتے رہو، پھر بھی یہ تمہاری جانب سے ناگوار بات دیکھیں تو کہیں گی کہ میں نے تو آج تک کبھی تیری جانب سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں"۔
(یعنی ساری زندگی کے احسانات و انعامات کو یکسر جھلادیں گی)۔

۲۰۹۷۔۔۔۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ

۲۰۹۷۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر بہت لمبی نماز پڑھائی۔ اور فرمایا کہ یہ گرہن کسی کی موت زندگی سے نہیں ہوتا اور فرمایا کہ جہنم میں بہت سی عورتیں ناشکری کی وجہ سے جائیں گی۔) منقول ہے۔ مگر یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ پھر ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پیچھے ہٹے۔

۲۰۹۸ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذٰلِكَ

۲۰۹۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر ۸ رکوع چار سجدوں میں کئے۔ (یعنی دو رکعات پڑھیں جن میں آٹھ رکوع کئے)۔ حضرت علی سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

۲۰۹۹۔۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا

۲۰۹۹ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے صلوٰۃ کسوف پڑھی تو قرأت کی (اس میں) پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔

۲۱۰۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

۲۱۰۰ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَيْبَانُ النَّحْوِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ خَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نُودِيَ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ

ہے' فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن ہوا تو آواز لگائی گئی نماز کے لئے جمع ہو جائیں"۔ نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سجدہ (یعنی ایک رکعت میں) دو رکوع کئے' پھر کھڑے ہو گئے (دوسری رکعت میں) اور ایک سجدہ (رکعت) میں دو رکوع کئے۔ پھر سورج روشن ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ: میں نے اس سے زیادہ طویل رکوع و سجود کبھی نہیں دیکھے"۔

۲۱۰۱...... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُخَوِّفُ اللهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللهَ حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ

۲۱۰۱...... ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور یہ دونوں لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ لہٰذا جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم سے کھول دے (اس مصیبت کو۔)"۔ [1]

۲۱۰۲...... و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيْسَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَقُومُوا فَصَلُّوا

۲۱۰۲...... ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ علیہ السلام نے فرمایا سورج اور چاند کسی انسان کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے بلکہ وہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم گہن دیکھو تو اٹھو اور نماز پڑھو۔

---

[1] اس زمانہ میں لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ جب کسی بڑے آدمی کی موت ہوتی ہے تو سورج یا چاند گرہن ہو جاتا ہے جیسے ابراہیم بن محمد ﷺ الرسول ﷺ کی موت پر لوگوں نے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسی عقیدۂ جاہلیت کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ: "گرہن کا تعلق کسی کی موت زندگی سے نہیں")۔

٢١٠٣...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَوَكِيعٍ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ

۲۱۰۳...... اس سند سے سابقہ حدیث (کہ جب تم گہن دکھو تو اٹھو اور نماز پڑھو اور آپ علیہ السلام نے بھی نماز پڑھی) منقول ہے مگر اتنی بات زیادہ ہے کہ جس دن آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا اس دن سورج گرہن ہوا اور لوگوں نے کہا ان ہی کی موت سے یہ ہوا۔

٢١٠٤...... حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ اللهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ

۲۱۰۴...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ ڈر گئے کہ کہیں قیامت تو نہیں آئی۔ حتیٰ کہ آپ مسجد میں تشریف لائے اور نہایت ہی طویل قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے آپ ﷺ کو اتنا طویل قیام و رکوع کرتے نہیں دیکھا نماز میں۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ سب نشانیاں ہیں جو اللہ نے بھیجی ہیں۔ کسی کی موت، زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بھیجتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈرائے، لہٰذا جب تم گرہن وغیرہ دیکھو تو گڑگڑا کر اللہ کی یاد کرو اور اس سے دعا و استغفار میں مشغول ہو جاؤ"۔

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ يُخَوِّفُ عِبَادَهُ

ابن علاء کی روایت میں کسفت کا لفظ ہے اور یہ ہے کہ وہ اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔

٢١٠٥...... وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُمِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى مَا يَحْدُثُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتَّى جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

۲۱۰۵...... حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ایک بار اپنے تیروں سے تیر اندازی کر رہا تھا کہ اسی دوران سورج گرہن ہو گیا۔ میں نے فوراً تیر پھینک پھانک اور کہا کہ میں ضرور بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ آج سورج گرہن کے موقع پر کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس جا پہنچا، آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے تھے اور تکبیر و تحمید و تہلیل میں مشغول تھے، یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعات ادا کیں۔

٢١٠٦ ...... وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى عن الجريري عن حيان بن عمير عن عبد الرحمن بن سمرة وكان من أصحاب رسول الله ﷺ قال كنت أرتمي بأسهم لي بالمدينة في حياة رسول الله ﷺ إذ كسفت الشمس فنبذتها فقلت والله لأنظرن إلى ما حدث لرسول الله ﷺ في كسوف الشمس قال فأتيته وهو قائم في الصلاة رافع يديه فجعل يسبح ويحمد ويهلل ويكبر ويدعو حتى حسر عنها قال فلما حسر عنها قرأ سورتين وصلى ركعتين

٢١٠٦ ...... حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مدینہ منورہ میں تیر پھینک رہا تھا کہ سورج گرہن ہو گیا تو میں نے تیروں کو پھینک دیا اور دل میں کہا کہ خدا کی قسم! آنحضرت ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ سورج گرہن ہونے پر کیا کرتے ہیں چنانچہ جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو نماز میں ہاتھ اٹھائے ہوئے پایا کہ آپ ﷺ تسبیح کر رہے تھے اور اللہ کی حمد اور لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ کی بڑائی کرتے تھے اور دعا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آفتاب کھل گیا۔ جب آپ ﷺ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعتیں پڑھیں۔

٢١٠٧ ...... حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا سالم بن نوح قال أخبرنا الجريري عن حيان بن عمير عن عبد الرحمن بن سمرة قال بينما أنا أترمى بأسهم لي على عهد رسول الله ﷺ إذ خسفت الشمس ثم ذكر نحو حديثهما

٢١٠٧ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ حضرت عبد الرحمٰن نے تیر پھینکنا چھوڑ کر آپ علیہ السلام کے پاس گئے کہ دیکھیں کہ آپ علیہ السلام کیا کرتے ہیں اور آپ ﷺ کو تسبیح و تحمید و تحلیل کرتے ہوئے اور نماز پڑھتے ہوئے پایا۔) منقول ہے۔

٢١٠٨ ...... و حدثني هارون بن سعيد الأيلي قال حدثنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثه عن أبيه القاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق عن عبد الله بن عمر أنه كان يخبر عن رسول الله ﷺ أنه قال إن الشمس والقمر لا يخسفان لموت أحد ولا لحياته ولكنهما آية من آيات الله فإذا رأيتموهما فصلوا

٢١٠٨ ...... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوا کرتے' بلکہ یہ تو دونوں نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے' تو جب تم انہیں دیکھو کہ گرہن ہیں تو نماز پڑھا کرو"۔

٢١٠٩ ...... وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومحمد بن عبد الله بن نمير قالا حدثنا مصعب وهو ابن المقدام قال حدثنا زائدة قال حدثنا زياد بن علاقة وفي رواية أبي بكر قال قال زياد بن علاقة سمعت المغيرة بن شعبة يقول انكسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ يوم مات إبراهيم فقال رسول الله

٢١٠٩ ...... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اسی روز سورج گرہن ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ لہٰذا جب تم انہیں گرہن دیکھو تو اللہ سے دعا کیا کرو اور نماز پڑھا کرو یہاں

ﷺ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللهَ وَصَلُّوا حَتَّى تَنْكَشِفَ۔

تک کہ گرہن ختم ہو جائے“۔

تم ابواب الکسوف وللہ الحمد

كتاب الجنائز

کتاب الجنــــائز

کتاب الجنائز

۲۱۱۰..... وحدّثنا أبو كامل الجحدريّ فضيل بن حسين وعثمان بن أبي شيبة كلاهما عن بشر قال أبو كامل قال حدّثنا بشر بن المفضّل قال حدّثنا عمارة بن غزيّة قال حدّثنا يحيى بن عمارة قال سمعت أبا سعيد الخدريّ يقول قال رسول الله ﷺ لقّنوا موتاكم لا إله إلّا الله

۲۱۱۰ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے قریب الموت لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔" [1]

۲۱۱۱..... وحدّثناه قتيبة بن سعيد قــــال حدّثنا عبد العزيز يعني الدّراورديّ ح و حدّثنا أبــــو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا خالد بن مخلد قــــال حدّثنا سليمان بن بلال جميعا بهذا الإسناد

۲۱۱۱ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ اپنے قریب الموت لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو) مروی ہے۔

۲۱۱۲..... وحدّثنا عثمان وأبو بكر ابنا أبــــي شيبة ح و حدّثني عمرو النّاقد قالوا جميعا حدّثنا أبو خالد الأحمر عن يزيد ابن كيسان عن أبي حازم عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لقّنوا موتاكم لا إلــــه إلّا الله

۲۱۱۲ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (اپنے نزع کی حالت میں مریضوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو) مروی ہے۔ مگر اس حدیث کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۱۱۳..... حدّثنا يحيى بن أيّوب وقتيبة وابن حجر

۲۱۱۳ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ جب تم دیکھو کہ تمہارا کوئی قریب قریب الموت ہے اور نزع کا عالم طاری ہو گیا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ سانس اکھڑنے لگے پاؤں ڈھیلے ہو جائیں گردن ڈھلکنے لگے۔ تو اسے شہادتین اور لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے لا الہ الا اللہ پڑھا کرو تاکہ وہ بھی پڑھنے لگے اور اسے حکم نہ دیا جائے یعنی جبر نہ کیا جائے مبادا وہ انکار کر دے۔ اور جب ایک مرتبہ وہ شہادتین کہہ دے یا لا الہ الا اللہ پڑھ لے تو پھر دوبارہ تلقین نہیں کرنی چاہئے۔ (در مختار) اور تلقین کرنا سنت ہے۔

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک کو جب تلقین کی گئی تو انہوں نے (ایک بار شہادتین کہہ لئے) اور دوبارہ تلقین پر انہیں ناگوار اور گراں ہوا تو فرمایا کہ میں نے جب ایک بار لا الہ الا اللہ کہہ دیا تو اس پر قائم ہوں جب تک کہ کوئی دوسری بات نہ کر لوں۔

اور تلقین کا فائدہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ "جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہو گا"۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا کہ موت کا وقت درحقیقت دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہوتا ہے۔ (ابو داؤد) لہٰذا حکم ہوا کہ اسے ذکر اللہ کی یاد اور توجہ کی طرف راغب کیا جائے گا تاکہ ایمان کے ساتھ آخرت میں جائے اور اس کے ثمرات معاد (آخرت) میں حاصل کرے۔ (مرقاۃ الفتح)

جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللهُ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَتْ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ لِي بِنْتًا وَأَنَا غَيُورٌ فَقَالَ أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُو اللهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ "جو مسلمان بھی اپنی کسی مصیبت کے موقع پر اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے کہ: اے اللہ! اس مصیبت پر مجھے اجر نصیب فرمایئے' اور اس کے بدلہ میں مجھے بہتری نصیب فرمایئے" تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس سے بہتر نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہؓ سابقہ (شوہر) کا انتقال ہوا تو میں نے (دل میں) کہا کہ ابو سلمہ سے بہتر بھی مسلمانوں میں کوئی ہو سکتا ہے۔ ان کا گھر ہی پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر میں نے یہی کلمات کہے (جو اوپر ذکر ہوئے) اللہ تعالیٰ نے (ان کلمات کی برکت سے) مجھے ابو سلمہؓ کے بدلہ میں رسول اللہ ﷺ (بطور شوہر) کے نصیب فرمائے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو میرے پاس بھیجا پیغام نکاح دے کر۔ میں نے عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے اور میں غصہ والی بھی ہوں' (یعنی ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جہاں تک ان کی بیٹی کا تعلق ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ انہیں بیٹی کے غم و فکر سے بے نیاز کر دے اور یہ بھی دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے غصہ کو ختم کر دے"۔

٢١١٤...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سَفِينَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْلَفَ اللهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٢١١٤...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم بیمار کے پاس جاؤ یا میت میں جاؤ تو (بیمار سے یا میت کے بارے میں اس کے لواحقین سے) اچھی بات کہو' کیونکہ ملائکہ تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں۔

فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابو سلمہ انتقال کر گئے ہیں۔ فرمایا یہ کلمات کہو:

"اے اللہ! میری اور ان کی مغفرت فرما' اور مجھے بہتر بدل نصیب فرما"۔ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ کلمات کہے۔ اللہ تعالیٰ نے (ان کی برکت سے) مجھے ابو سلمہؓ سے بہتر محمد ﷺ عطا فرما دیئے۔

٢١١٥...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ

٢١١٥...... یہ حدیث بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے ام سلمہ کو

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَزَادَ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ عَزَمَ اللهُ لِي فَقُلْتُهَا قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

چند کلمات کی تلقین کی کہ یہ کہو: "اے اللہ! میری اور ان کی مغفرت فرما، مجھے بہتر بدل نصیب فرما") کی مثل ہے مگر اس میں یہ زیادتی کی ہے کہ ام سلمہ نے کہا جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا ان سے بہتر کون ہوگا وہ آپ علیہ السلام کے صحابی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا۔ میں نے اس دعا کو پڑھا پھر آپ علیہ السلام کے نکاح میں آ گئی۔

۲۱۱۶۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ

۲۱۱۶۔۔۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم بیمار کے پاس آؤ یا میت کے پاس تو اچھی بات کہو اسلئے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو تم کہتے ہو۔

باقی حدیث وہی ابو سلمہ کی وفات کا واقعہ ہے جو اوپر گذرا۔ (یعنی آپ علیہ السلام سے تذکرہ کیا آپ ﷺ نے بہتر بدلے کی دعا بتائی جو کہ آپ علیہ السلام کی صورت میں ملی۔

۲۱۱۷۔۔۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ

۲۱۱۷۔۔۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ' ابو سلمہؓ کے پاس آئے۔ ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں دبا دیا۔ پھر فرمایا: "جب روح قبض ہو جاتی ہے تو نگاہیں اس کا تعاقب کرتی ہیں"۔ ان کے گھر والوں میں سے لوگوں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے لئے اچھی ہی دعا کرو اسلئے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو تم کہتے ہو۔ پھر فرمایا: "اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما' اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما' اور ان کے پسماندگان کو بہتر بدل نصیب فرما۔ اور ہماری اور ان کی مغفرت فرما اے رب العالمین۔ اور ان کی قبر کو کشادہ فرما۔ اور ان کے لئے قبر میں نور پیدا فرما"۔

۲۱۱۸۔۔۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ

۲۱۱۸۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور اس میں یہ کہا

قال حدثنا المثنى بن معاذ بن معاذ قال حدثنا أبي قال حدثنا عبيد الله بن الحسن قال حدثنا خالد الحذاء بهذا الإسناد نحوه غير أنه قال واخلفه في تركته وقال اللهم أوسع له في قبره ولم يقل افسح له وزاد قال خالد الحذاء ودعوة أخرى سابعة نسيتها

(اضافہ کیا ہے) کہ آپ علیہ السلام نے دعا میں عرض کیا کہ اے اللہ تو ان کے بال بچوں میں جو یہ چھوڑ کر مرے ہیں خلیفہ ہو جا اور کہا اے اللہ ان کی قبر چوڑی کر اور "افسح" کا لفظ نہیں کہا اور یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ خالد (راوی) نے کہا اور ایک دعا کی ساتویں چیز کیلئے وہ میں بھول گیا ہوں۔

٢١١٩ وحدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا ابن جريج عن العلاء بن يعقوب قال أخبرني أبي أنه سمع أبا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ ألم تروا الإنسان إذا مات شخص بصره قالوا بلى قال فذلك حين يتبع بصره نفسه

٢١١٩ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو تم نہیں دیکھتے کہ اس کی نگاہیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں؟" لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: اس کی وجہ یہی ہے کہ نگاہ جان کے تعاقب میں جاتی ہے۔"

٢١٢٠ وحدثناه قتيبة بن سعيد قال حدثنا عبد العزيز يعني الدراوردي عن العلاء بهذا الإسناد

٢١٢٠ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ نگاہ جان کے تعاقب میں جاتی ہے) منقول ہے۔

٢١٢١ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير وإسحق بن إبراهيم كلهم عن ابن عيينة قال ابن نمير قال حدثنا سفيان عن ابن أبي نجيح عن أبيه عن عبيد بن عمير قال قالت أم سلمة لما مات أبو سلمة قلت غريب وفي أرض غربة لأبكينه بكاء يتحدث عنه فكنت قد تهيأت للبكاء عليه إذ أقبلت امرأة من الصعيد تريد أن تسعدني فاستقبلها رسول الله ﷺ وقال أتريدين أن تدخلي الشيطان بيتا أخرجه الله منه مرتين فكففت عن البكاء فلم أبك

٢١٢١ عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ: جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا کہ ایک پردیسی غریب الدیار دیار غیر میں مر گیا میں اس کے لئے ایسی آہ و بکا کروں گی کہ لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہوگا۔ چنانچہ میں نے رونے کے لئے تیاری مکمل کرلی تھی کہ اچانک ایک عورت اوپر کے علاقہ سے آگئی اور وہ آہ و بکا کے عمل میں میری مدد کرنا چاہتی تھی۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے آگئے اور فرمایا: "کیا تو اس گھر میں دوبارہ شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ اسے دو مرتبہ نکال چکا ہے؟" ام سلمہؓ فرماتی ہیں پھر میں آہ و بکا سے رک گئی اور رونا پیٹنا نہیں کیا۔

٢١٢٢ حدثني أبو كامل الجحدري قال حدثنا حماد يعني ابن زيد عن عاصم الأحول عن أبي عثمان النهدي عن أسامة ابن زيد قال كنا عند النبي ﷺ فأرسلت إليه إحدى بناته تدعوه وتخبره أن صبيا لها أو ابنا لها في الموت فقال للرسول ارجع إليها فأخبرها أن لله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيء عنده

٢١٢٢ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار نبی ﷺ کے پاس تھے کہ آپ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ کو بلایا یہ بتلاتے ہوئے کہ ان کا کوئی بچہ یا بیٹا قریب الموت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قاصد سے کہا جاؤ لوٹ جاؤ اور جا کر کہہ دو کہ: اللہ نے جو لیا ہے وہ اسی کا ہے اور جو اس نے دیا تھا وہ بھی اسی کا ہے اور ہر چیز کا اللہ کے یہاں وقت موعود مقرر ہے۔ لہٰذا انہیں صبر اور اجر و ثواب کی

بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

امید رکھنے کا حکم کرنا۔ وہ قاصد (چلا گیا اور ذرا دیر میں) پھر لوٹ کر آیا اور کہا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو قسم دی ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں (اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کو قسم دینا کسی کام پر آمادہ کرنے کے لئے جائز ہے) یہ سن کر نبی ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل بھی کھڑے ہو گئے جب کہ میں (اسامہؓ) بھی ان حضرات کے ہمراہ چل پڑا اس بچہ کو آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا تو اس کا سانس اکھڑ رہا تھا جیسے کہ کسی مشکیزہ میں سانس لے رہا ہو۔ یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت سعدؓ نے فرمایا: یارسول اللہ! یہ کیا؟ (آپ ﷺ رو رہے ہیں) فرمایا: یہ اس رحمت و ہمدردی کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں میں سے انکی پر رحم کرتا ہے جو (دنیا میں) رحم دلی کا معاملہ کرتے ہیں۔

۲۱۲۳ ـــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ حَمَّادٍ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

۲۱۲۳ ـــ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام بچہ کی وفات پر روئے اور بتلایا کہ رونا صبر کے خلاف نہیں یہ تو حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے جو بندوں کے دل میں رکھی ہے) مروی ہے۔

۲۱۲۴ ـــ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَشِيَّةٍ فَقَالَ أَقَدْ قَضَى قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ فَبَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ۔

۲۱۲۴ ـــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض کا شکار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ سعدؓ کے پاس داخل ہوئے تو انہیں غنودگی اور بے ہوشی میں پایا، فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں یارسول اللہ! اسی دوران آپ ﷺ رونے لگے۔ لوگوں نے جب آپ ﷺ کا رونا دیکھا تو وہ بھی رونے لگے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ارے سنتے ہو! اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیتا (کہ کسی کی تکلیف پر دل کو رنج و غم ہونا اور اس کے اثر سے آنکھ سے آنسو بہنا فطری عمل ہے اور جذبہ ترحم کی علامت ہے) وہ تو اس پر عذاب دیتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یا اسی کی وجہ سے رحم فرماتا ہے۔ (یعنی اگر غم اور مصیبت میں

زبان سے کلمات بد اور ناشکری کے کلمات نکالے جائیں تو اس پر عذاب ہوتا ہے اور اگر اس حالت میں صبر اور رضاء بالقضاء کے اظہار کے کلمات زبان سے کہے جائیں تو اس پر رحم فرماتا ہے)۔

۲۱۲۵۔۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ يَعْنِي ابْنَ غَزِيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلَّى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا أَخَا الْأَنْصَارِ كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ حَتَّى جِئْنَاهُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتَّى دَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ

۲۱۲۵۔۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بیٹھے تھے (آپ ﷺ کی مجلس میں) کہ ایک انصاری شخص آپ کے پاس آیا' سلام کیا اور واپس جانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصاری بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون کون اُن کی عیادت کرنے کیلئے تیار ہے؟ پھر آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی تقریباً دس سے زائد افراد آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ ہمارے پاس نہ تو جوتے تھے نہ چمڑے کے موزے' نہ ٹوپیاں اور نہ کرتے (غربت و افلاس کا یہ عالم تھا)۔ اسی حال میں ہم سنگلاخ پتھریلی زمین پر چلتے رہے یہاں تک کہ سعدؓ کے پاس آئے' ان کی قوم ان کے ارد گرد سے ہٹ گئی اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ جو ہمراہ تھے وہ قریب ہو گئے۔ (ان سب احادیث سے واضح ہے کہ مریض کی عیادت کرنا اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنا یہ نبی ﷺ کی سنت' مسلمان کا حق اور باہمی محبت و الفت کی علامت ہے)۔

۲۱۲۶۔۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى

۲۱۲۶۔۔۔۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "صبر تو شروع صدمہ کے وقت (کا معتبر) ہے"۔ ●

۲۱۲۷۔۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ لَهَا اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي

۲۱۲۷۔۔۔۔۔۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس جو اپنے بچہ پر زور ہی تھی تشریف لائے اور اس سے کہا کہ: اللہ سے ڈر اور صبر سے کام لے"۔ اس نے کہا: تمہیں کوئی میری جیسی مصیبت پہنچی ہے (یعنی تمہیں کیا اندازہ میری مصیبت کا ورنہ

● مقصد یہ ہے کہ جس وقت صدمہ پہنچے اسی وقت بجائے جزع و فزع' آہ و بکا کے انا للہ پڑھے اور صبر سے کام لے یہ نہیں کہ پہلے خوب رو دھو لیا' دل کے بخار اس نکال لی پھر کہے کہ صبر کرتا ہوں تو یہ صبر معتبر نہیں اور نہ ہی اس پر اجر و ثواب ہے۔ کیونکہ آخر میں تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے ورنہ صبر کرنا ہی پڑتا ہے کہ مردے کو کب تک روئے۔

فَقَالَتْ وَمَا تُبَالِي بِمُصِيبَتِي فَلَمَّا ذَهَبَ قِيلَ لَهَا إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَأَتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ أَوْ قَالَ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ

صبر کا مشورہ نہ دیجئے) آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد اس سے کہا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ یہ سن کر اس پر تو گویا موت چھا گئی۔ وہ فوراً آپ ﷺ کے دروازہ پر آئی تو دروازہ پر دربان نہ پائے۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ! میں آپ ﷺ کو پہچانتی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "صبر تو صدمہ کے شروع کا معتبر ہے"۔

۲۱۲۸...... وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو ح و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالُوا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عُثْمَانَ ابْنِ عُمَرَ بِقِصَّتِهِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ

۲۱۲۸...... اس سند سے بھی مذکورہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے ایک عورت کو روتے ہوئے پاکر صبر کی مشورہ دیا جس پر اس نے سخت جواب دیا بعد میں جب پتا چلا کہ وہ تو نبی کریم علیہ السلام تھے تو معذرت کیلئے گئی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا صبر تو صدمہ کے شروع کا معتبر ہے) منقول ہے۔ مگر ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر پر تھی۔

۲۱۲۹...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ بِشْرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ حَفْصَةَ بَكَتْ عَلَى عُمَرَ فَقَالَ مَهْلًا يَا بُنَيَّةُ أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

۲۱۲۹...... حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمرؓ پر رونے لگیں (یعنی جب انہیں حملہ کر کے زخمی کر دیا تھا مجوسی غلام نے) حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے میری بیٹی! صبر کرو کیا تم جانتی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "بے شک میت کے اوپر اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے"۔

۲۱۳۰...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

۲۱۳۰...... حضرت عمرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مردے کو اپنی قبر میں عذاب ہوتا ہے اس پر نوحہ کئے جانے کی وجہ سے"۔

۲۱۳۱...... وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ

۲۱۳۱...... حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کیا گیا نیزہ مار کر تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ لوگوں نے ان پر چیخ کر رونا شروع کر دیا۔ پھر جب عمرؓ کو افاقہ ہوا تو فرمایا: "کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے"۔

"میت کو زندہ کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے"۔

۲۱۳۲...... و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

۲۱۳۲...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے

أبي عديٍّ عنْ سعيدٍ عنْ قتادة عنْ سعيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عن ابْنِ عُمَرَ عنْ عُمَرَ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قال الْمَيِّتُ يُعذَّبُ فِي قبْرِه بِما نِيحَ عليْهِ

ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:
میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے عذاب کیا جاتا ہے۔

٢١٣٣ حدَّثنِي عليُّ بْنُ حُجْرٍ قال حدَّثنا عليُّ بْنُ مُسْهِرٍ عنِ الشَّيْبانِيِّ عنْ أبِي بُرْدَة عنْ أبِيهِ قال لمَّا أُصِيبَ عُمَرُ جعل صُهَيْبٌ يقُولُ وا أخاهُ فقال لهُ عُمَرُ يا صُهَيْبُ أما علِمْت أنَّ رسُول اللهِ ﷺ قال إِنَّ الْمَيِّت ليُعذَّبُ بِبُكاءِ الْحَيِّ

٢١٣٣۔۔۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخم لگا تو صہیب کہنے لگے: ہائے میرے بھائی۔ (یعنی غم کا اظہار کرنے لگے) عمرؓ نے ان سے فرمایا: اے صہیب! کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:
"بے شک میت کو عذاب دیا جاتا ہے زندہ کے آہ و بکا کرنے سے"۔

٢١٣٤۔۔۔ وحدَّثنِي عليُّ بْنُ حُجْرٍ قال أخْبرنا شُعيْبُ بْنُ صفْوان أبُو يحْيى عنْ عبْدِ الْملِكِ بْنِ عُميْرٍ عنْ أبِي بُرْدة بْنِ أبِي مُوسى عنْ أبِي مُوسى قال لمَّا أُصِيب عُمرُ أقْبل صُهيْبٌ مِنْ منْزِلِهِ حتَّى دخل على عُمر فقام بِحِيالِهِ يبْكِي فقال عُمرُ علام تبْكِي أعليَّ تبْكِي قال إِي واللهِ لعليْك أبْكِي يا أمِير الْمُؤْمِنِين قال واللهِ لقدْ علِمْت أنَّ رسُول اللهِ ﷺ قال منْ يُبْكى عليْهِ يُعذَّبُ قال فذكرْتُ ذلِك لِمُوسى بْنِ طلْحة فقال كانتْ عائِشةُ تقُولُ إِنَّما كان أُولئِك الْيهُود

٢١٣٤۔۔۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کیا گیا تو صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے تشریف لائے حتی کہ حضرت عمرؓ کے پاس داخل ہوئے تو ان کے روبرو کھڑے ہو کر گریہ و زاری کرنے لگے۔ عمرؓ نے ان سے فرمایا: کس بات پر رو رہے ہو؟ کیا میرے اوپر رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! اے امیر المؤمنین آپ ہی کے اوپر رو رہا ہوں۔ عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جس شخص (مردے) پر رویا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے"۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر موسیٰ بن طلحہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ: حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ یہ تو صرف یہود کے بارے میں تھا۔

٢١٣٥۔۔۔ وحدَّثنِي عمْرٌو النَّاقِدُ قال حدَّثنا عفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قال حدَّثنا حمَّادُ بْنُ سلمة عنْ ثابِتٍ عنْ أنسٍ أنَّ عُمر بْن الْخطَّابِ لمَّا طُعِن عوَّلتْ عليْهِ حفْصةُ فقال يا حفْصةُ أما سمِعْتِ رسُول اللهِ ﷺ يقُولُ الْمُعوَّلُ عليْهِ يُعذَّبُ وعوَّل عليْهِ صُهيْبٌ فقال عُمرُ يا صُهيْبُ أما علِمْت أنَّ الْمُعوَّل عليْهِ يُعذَّبُ

٢١٣٥ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب نیزہ سے زخمی کیا گیا تو ان کی (صاحبزادی) حضرت حفصہؓ چیخ کر رونے لگیں انہوں نے فرمایا کہ اے حفصہ! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ: "جس پر چیخ کر رویا جائے اسے عذاب دیا جاتا ہے"۔ اور صہیبؓ بھی ان پر چیخ کر روئے تو ان سے بھی یہی فرمایا۔

٢١٣٦ حدَّثنا داوُدُ بْنُ رُشيْدٍ قال حدَّثنا إِسْمعِيلُ ابْنُ عُليَّة قال حدَّثنا أيُّوبُ عنْ عبْدِ اللهِ بْنِ أبِي مُليْكة قال كُنْتُ جالِسًا إِلى جنْبِ ابْنِ عُمر ونحْنُ ننْتظِرُ جنازة أُمِّ أبان بِنْتِ عُثْمان وعِنْدهُ عمْرُو بْنُ

٢١٣٦ عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور ہم ام ابان بنت عثمان رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ عمرو بن عثمان بھی ان کے قریب ہی تھے۔ اس اثناء میں حضرت ابن عباسؓ بھی تشریف

عُثْمَانَ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُودُهُ قَائِدٌ فَأُرَاهُ أَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَكُنْتُ بَيْنَهُمَا فَإِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَأَنَّهُ يَعْرِضُ عَلَى عَمْرٍو أَنْ يَقُومَ فَيَنْهَاهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ قَالَ فَأَرْسَلَهَا عَبْدُ اللهِ مُرْسَلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنَّا مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَاعْلَمْ لِي مَنْ ذَاكَ الرَّجُلُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَمَرْتَنِي أَنْ أَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذَاكَ وَإِنَّهُ صُهَيْبٌ قَالَ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَقُلْتُ إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ قَالَ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ وَرُبَّمَا قَالَ أَيُّوبُ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا لَمْ يَلْبَثْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أُصِيبَ فَجَاءَ صُهَيْبٌ يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ تَعْلَمْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ أَوَ لَمْ تَعْلَمْ أَوَ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ قَالَ فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ فَأَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَأَمَّا عُمَرُ فَقَالَ بِبَعْضِ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَحَدَّثْتُهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَتْ لَا وَاللهِ مَا قَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَطُّ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلَكِنَّهُ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَزِيدُهُ اللهُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَذَابًا وَإِنَّ اللهَ لَهُوَ (أَضْحَكَ وَأَبْكَى) (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) قَالَ أَيُّوبُ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَتْ إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونِّي عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبَيْنِ وَلَكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ

لائے کہ کوئی ان کو لے کر آ رہا تھا (ہاتھ پکڑ کر کیونکہ ابن عباسؓ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے) پھر میرا خیال ہے کہ انہیں ابن عمرؓ کی نشست کے بارے میں بتلایا گیا تو وہ وہیں آکر میرے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اور میں دونوں (ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ) کے درمیان میں ہو گیا۔ اسی دوران گھر میں سے (رونے کی) آواز آئی۔ ابن عمرؓ نے گویا عمرو بن عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ کھڑے ہوں اور (ان رونے والوں کو) منع کریں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: "بے شک میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے (زور زور سے آہ و بکا کی وجہ سے) عذاب دیا جاتا ہے"۔ اور ابن عمرؓ نے اس حدیث کو عام رکھا (یعنی اسے یہود کے ساتھ مخصوص نہ کیا جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا تھا) اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: "ہم ایک بار امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے کسی سفر میں جب ہم "بیداء" تک پہنچے تو وہاں ایک آدمی درخت کے سایہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا امیر المؤمنین نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اس سے معلوم کرو کہ یہ آدمی کون ہے؟ میں گیا تو دیکھا وہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں میں واپس لوٹ آیا اور ان سے جا کر کہا کہ آپؓ نے مجھے حکم دیا تھا کہ معلوم کروں وہ آدمی کون ہے؟ تو وہ صہیبؓ ہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ انہیں حکم دو کہ وہ ہمارے ساتھ ہو جائیں میں نے عرض کیا کہ ان کے گھر والے بھی ان کے ساتھ ہیں۔ فرمایا کہ: اگرچہ ان کے بیوی بچے ساتھ ہوں (تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ انہیں کہو کہ ہمارے ساتھ ہو جائیں (تنہا سفر نہ کریں)۔ چنانچہ پھر ہم مدینہ آئے تو (مدینہ واپسی کے بعد) زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ حضرت عمرؓ کو زخمی کر دیا گیا۔ حضرت صہیبؓ (روتے پیٹتے) آئے کہتے جاتے کہ ہائے میرا بھائی! ہائے میرا ساتھی! عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے یا تم نے سنا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "بیشک میت کو اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کی بناء پر عذاب ہوتا ہے"۔ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابن عمرؓ نے تو اس حکم کو مطلق اور عام رکھا جب کہ عمرؓ نے یہ کہا کہ بعض لوگوں کے رونے کی وجہ سے ہوتا ہے (یعنی یہ حکم مطلق نہیں) (ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ) پھر میں اٹھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے پاس حاضر ہوا اور اُن سے ابن عمرؓ کی بیان کردہ حدیث بیان کی۔ تو انہوں نے فرمایا: "نہیں اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میت کو کسی کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے تو یہ فرمایا ہے: "بیشک کافر کے عذاب کو اللہ تعالیٰ مزید بڑھا دیتے ہیں اسکے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے"۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا بھی ہے اور رلاتا بھی ہے اور کوئی دوسرا کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ایوبؒ (راوی) کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہؒ نے فرمایا کہ مجھ سے قاسمؒ بن محمد نے بیان کیا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرؓ اور ابن عمرؓ کے مذکورہ اقوال کی اطلاع پہنچی تو فرمانے لگیں کہ تم لوگ مجھ سے اُن لوگوں کی باتیں بیان کرتے ہو جو نہ تو خود جھوٹے ہیں اور نہ ہی ان کی باتیں جھٹلائی جاسکتی ہیں، لیکن بعض اوقات سماعت میں غلطی ہو جاتی ہے۔ ❶

● احادیث مذکورہ بالا سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس مسئلہ میں ایک سے زائد رائے پائی جاتی تھیں کہ: "میت کو اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے"۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور ان کے صاحبزادے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے واضح ہے کہ وہ اس کے قائل تھے۔ جب کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر بعض کبار صحابہؓ اس کے قائل نہیں تھے۔

علامہ نوویؒ شارح مسلمؒ نے فرمایا کہ: اسی بناء پر ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام میں بھی اختلاف ہوا۔ لیکن اس پر علماء کا اجماع ہے کہ بکاء اور رونے سے مراد وہ رونا ہے جو چیخ و پکار اور آواز کے ساتھ ہو جس میں نوحہ اور بین ہو۔ ہر رونا مراد نہیں یعنی اگر بغیر آواز سے روئے اور آنسو بہنے لگیں تو اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں"۔ جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور ما قبل میں گذر چکا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ: ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے یہ ہو کہ جو شخص لوگوں کو رونے سے منع کرنے پر قادر ہو اور نہ روکے تو اس کو عذاب ہوتا ہے"۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے صہیبؓ اور حفصہؓ کو فوراً منع فرمایا۔

حضرت عائشہؓ کا موقف یہ تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ: کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"۔ تو اس فرمان کی روشنی میں کیسے ممکن ہے کہ روئے کوئی اور بھگتے کوئی۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ: حضرت عمرؓ کی بیان کردہ حدیث اور حضرت عائشہؓ کے موقف میں تطبیق یوں دی جائے گی کہ:

"میت کو عذاب ہوگا اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے"۔ لیکن اس وقت جب کہ مرنے والے نے رونے کی وصیت کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد میری لاش پر یا قبر پر رویا جائے۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں اس کا رواج تھا تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ مرنے والا کوئی بہت بڑا آدمی تھا جس کی وجہ سے لوگ اشکبار ہے ہیں۔ اور نوویؒ نے بھی یہی بات جمہور علماء سے نقل کی ہے۔ طرفہ بن العبد شاعر کہتا ہے کہ: جب میں مر جاؤں تو مجھے میری شان کے مطابق رویا جائے اور میرے لئے اے معبد کی بیٹی! اپنا گریبان چاک کر دینا۔ تو اہل عرب میں اس کا رواج تھا۔ اس واسطے فرمایا کہ اگر کوئی رونے کی وصیت کر گیا تو اس پر عذاب ہوگا۔ جب کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر نوحہ کرنا اس مرنے والے کا طریقہ رہا ہو تو اس پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اور اگر اس کا طریقہ نہ رہا ہو پھر بھی اس کے گھر والے روئیں تو پھر اس صورت میں مرنے والے کو عذاب نہ ہوگا اور وہ قرآن کریم کی آیت کی تحت داخل ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ کا موقف ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ: عذاب اس صورت میں ہوگا جب کہ مرنے والے کو مرنے سے پہلے معلوم ہو کہ میرے بعد گھر والے روئیں گے چیخیں گے اور انہیں اس کی حرمت کا علم نہ ہو اور پھر یہ مرنے والا انہیں منع نہ کرے تو اس صورت میں عذاب ہوگا۔ ...... (جاری ہے)

٢١٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتِ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا قَالَ فَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهُهُ أَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هَؤُلَاءِ الرَّكْبُ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا أَنْ أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُولُ وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ عُمَرَ لَا وَاللهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلَكِنْ قَالَ إِنَّ اللهَ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذَلِكَ وَاللهُ (أَضْحَكَ وَأَبْكَى) قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ فَوَاللهِ مَا قَالَ

٢١٣٧ - عبد اللہ بن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہو گیا۔ ہم ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے حاضر ہوئے، وہاں پر ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی حاضر تھے۔ میں دونوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ وہ اس طرح کہ میں ایک کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور دوسرے آئے تو وہ میرے پہلو میں بیٹھ گئے (اس طرح میں دونوں کے درمیان میں ہو گیا)۔ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمروؓ بن عثمان (حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے) کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ کیا تم انہیں آہ وبکا سے منع نہیں کرتے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "بے شک میت کو اس کے اہل وعیال کے رونے کی وجہ سے مبتلائے عذاب کیا جاتا ہے"۔ اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: حضرت عمرؓ تو اسے بعض لوگوں کے لئے فرماتے تھے (یعنی عموم نہیں رکھتے تھے) پھر انہوں نے بیان کیا کہ: "میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ مکہ سے آیا جب ہم بیداء کے مقام پر تھے تو وہاں چند سوار ایک درخت کے سائے میں موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: جاؤ اور دیکھو کہ یہ سوار کون لوگ ہیں؟ میں گیا اور دیکھا تو وہ حضرت صہیبؓ تھے، میں نے حضرت عمرؓ کو بتلا دیا تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ، میں واپس صہیبؓ کے پاس لوٹا اور کہا کہ یہاں سے کوچ کیجئے اور امیر المؤمنین کے ساتھ مل جائیے۔ پھر جب (مدینہ میں) امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو صہیبؓ ان کے پاس روتے ہوئے داخل ہوئے کہتے تھے کہ ہائے میرا بھائی! ہائے میرا ساتھی!۔ عمرؓ نے ان سے فرمایا: اے صہیب! کیا میرے اوپر روتے ہو؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ "میت کو اس کے بعض گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے"۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو میں نے حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر کیا فرمانے لگیں: "اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے نہیں! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو کسی کے رونے پر عذاب دے گا۔ بلکہ آپ ﷺ

(گذشتہ سے پیوستہ) جبکہ مرنے والے کو بھی حرمت کا علم ہو۔

اسماعیلی نے فرمایا کہ اہل عرب میں دستور تھا کہ کسی پیشہ ور رونے والی اور نوحہ خواں عورت کو باقاعدہ کرایہ پر رکھا جاتا تھا نوحہ گری کے لئے جو اس کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرتی تھی۔ تو اس سے حرام کی صورت ہے اور اس پر عذاب ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (ملخصاً از فتح الملہم ۲ ر ۴۷۷)

ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ

نے تو یہ فرمایا تھا کہ: "اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے"۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ تمہارے لئے قرآن کی یہی آیت کافی ہے: "کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے"۔ اور اس موقع پر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: ہنساتا اور رُلاتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم! اس پر ابن عمرؓ نے کچھ نہیں فرمایا۔

٢١٣٨ ...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ كُنَّا فِي جَنَازَةِ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَنُصَّ رَفْعَ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا نَصَّهُ أَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو

۲۱۳۸ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ میت کو زندہ کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رد کیا) منقول ہے۔

٢١٣٩ ...... و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ

۲۱۳۹ ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میت کو زندہ کے رونے پر عذاب ہوتا ہے"۔

٢١٤٠ ...... وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ رَحِمَ اللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْهُ إِنَّمَا مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَنْتُمْ تَبْكُونَ وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ

۲۱۴۰ ...... ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہؒ) سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"حضرت عائشہؓ کے سامنے ابن عمرؓ کی یہ بات ذکر کی گئی کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب ہوتا ہے"۔ تو انہوں نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم فرمائے انہوں نے کچھ بات تو سنی لیکن اسے یاد نہ رکھا (بات یہ تھی کہ) رسول اللہ ﷺ کا ایک یہودی کے جنازہ پر گذر ہوا تو اس کے گھر والے اس پر آہ و بکا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو اسے رو رہے ہو اور اسے عذاب دیا جا رہا ہے"۔

٢١٤١ ...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ أَوْ بِذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ وَذَلِكَ

۲۱۴۱ ...... ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ابن عمرؓ نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: میت کو اس کی قبر میں اس کے گھر والوں کے رونے کی بناء پر عذاب دیا جاتا ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابن عمر بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ اسے تو اپنے گناہوں کے سبب سے ہی عذاب ہو رہا ہے

مِثْلُ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ وَقَدْ وَهِلَ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ يَقُولُ حِينَ تَبَوَّءُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ

اور اس کے گھر والے اب اس پر رو رہے ہیں۔ اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے روز کنویں کے کنارے کھڑے ہوئے اور اس کنویں میں بدر کے روز قتل ہونے والے مشرکین کی لاشیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے کچھ فرمایا اور یہ نہیں فرمایا کہ مقتولین میری باتوں کو سنتے ہیں۔ اسی معاملہ میں بھی ابن عمرؓ کو وہم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ یہ مقتولین جانتے تھے کہ جو میں کہتا تھا وہ حق تھا پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیت پڑھی کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى الآیۃ کہ آپ مرنے والوں کو کچھ سنا نہیں سکتے ہیں اور جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں بھی کچھ سنانے والے نہیں ہیں"۔ اور یہ ان کے حال کی خبر دیتے ہوئے فرمایا جب کہ وہ مشرکین جہنم میں اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکے۔ ❶

٢١٤٢...... وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَحَدِيثُ أَبِي أُسَامَةَ أَتَمُّ

۲۱۴۲...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث مثل مروی ہے۔ یعنی یہ حدیث اور پچھلی حدیث معنًی ایک ہے صرف الفاظ جدا جدا ہیں۔

٢١٤٣...... وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ

۲۱۴۳...... عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب ان کے سامنے عبد اللہ بن عمرؓ کا قول ذکر کیا گیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میت کو زندہ کے رونے کی وجہ سے مبتلائے عذاب کیا جاتا ہے"۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کی مغفرت فرمائے انہوں نے تو جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ

---

❶ یہ مسئلہ سماع موتی سے متعلق ہے اور علم کلام و عقائد کے معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے اور صحابہؓ سے لے کر آج تک امت میں اس بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں کہ آیا مردے اپنی قبروں میں سنتے ہیں یا نہیں؟ جمہور علماء کا قول اس بارے میں یہ ہے کہ "سماع موتی ثابت ہے یعنی یہ بات کہ "مردے اپنی قبروں میں زندہ لوگوں کا کلام سنتے ہیں"۔ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ جو حضرات مثلاً سیدہ عائشہؓ جن کا مسلک حدیث مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سماع موتی کی قائل نہیں تھیں وہ قرآن کریم کی آیت: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى الآیۃ سے استدلال کرتے ہیں۔ جمہور علماء کی طرف سے اس بارے میں بے شمار اقوال منقول ہیں جن کے ذکر و بیان کا یہ موقع نہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری کتاب الجنائز)

علامہ عثمانیؒ صاحب فتح الملہم نے فرمایا کہ: مجموعہ احادیث و نصوص کو سامنے رکھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سماع موتی ثابت ہے۔ واللہ اعلم البتہ بندوں کا مردوں کو سنانا قرآن کریم کی آیات کی رو سے یہ ثابت نہیں (کیونکہ قرآن میں فرمایا کہ: آپ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے (النمل) اسی طرح فرمایا کہ: آپ ﷺ قبروں میں پڑے ہوؤں کو سنانے والے نہیں (الفاطر/ ۲۲) ان آیات میں بندوں کے سنانے کی نفی ہے لیکن اس بات کی نفی نہیں کہ بندوں کا کلام اللہ تعالیٰ بھی نہیں سنوا سکتے۔ اور چونکہ کثیر احادیث صحاح میں سماع موتی کا ثبوت ہے لہٰذا یہ تطبیق کی کہ زندہ لوگ تو اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو سنا سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مردوں کو زندوں کا کلام سنوا سکتے ہیں اور سنواتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق علامہ قاسم نانوتوی نے بیان فرمائی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الملہم ۲/ ۴۷۰) واللہ اعلم [illegible]

يغفرُ اللهُ لأبي عبْدِ الرّحْمنِ أما إنّهُ لمْ يكْذِبْ ولكنّهُ نسِي أوْ أخْطأ إنّما مرّ رسُولُ اللهِ ﷺ على يهُودِيّةٍ يُبْكى عليْها فقال إنّهُمْ ليبْكُون عليْها وإنّها لتُعذّبُ فِي قبْرِها

بھول گئے یا غلطی کر گئے۔ واقعہ تو صرف یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک یہودیہ عورت پر ہوا جسے رویا جارہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم تو اس پر رو رہے ہو جب کہ وہ اپنی قبر میں عذاب جھیل رہی ہے"۔

۲۱٤٤ حدّثنا أبُو بكْرِ بْنُ أبِي شيْبة قال حدّثنا وكِيعٌ عنْ سعِيدِ بْنِ عُبيْدٍ الطّائِيِّ ومُحمّدِ بْنِ قيْسٍ عنْ عليِّ بْنِ ربِيعة قال أوّلُ منْ نِيح عليْهِ بِالْكُوفةِ قرظةُ بْنُ كعْبٍ فقال الْمُغِيرةُ بْنُ شُعْبة سمِعْتُ رسُول اللهِ ﷺ يقُولُ منْ نِيح عليْهِ فإنّهُ يُعذّبُ بِما نِيح عليْهِ يوْم الْقِيامةِ

۲۱۴۴ علی بن ابی ربیعہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں سے سب سے پہلے جس کی میت پر نوحہ گری کی گئی وہ قرظہ بن کعب تھا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جس پر نوحہ گری کی جائے اسے اس نوحہ کئے جانے کی وجہ سے قیامت کے روز مبتلائے عذاب کیا جائے گا"۔

۲۱٤٥ وحدّثنِي عليُّ بْنُ حُجْرٍ السّعْدِيُّ قال حدّثنا عليُّ بْنُ مُسْهِرٍ قال أخْبرنا مُحمّدُ بْنُ قيْسٍ الْأسدِيُّ عنْ عليِّ بْنِ ربِيعة الْأسدِيِّ عنِ الْمُغِيرةِ بْنِ شُعْبة عنِ النّبِيِّ ﷺ مِثْلهُ

۲۱۴۵ اس سند سے بھی سابقہ حدیث کہ (آپ علیہ السلام نے فرمایا جس پر نوحہ گری کی جائے اسے اس پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے عذاب ہوگا)۔

۲۱٤٦ وحدّثناه ابْنُ أبِي عُمر قال حدّثنا مرْوانُ يعْنِي الْفزارِيّ قال حدّثنا سعِيدُ بْنُ عُبيْدٍ الطّائِيُّ عنْ عليِّ بْنِ ربِيعة عنِ الْمُغِيرةِ بْنِ شُعْبة عنِ النّبِيِّ ﷺ مِثْلهُ

۲۱۴۶ اس سند سے بھی سابقہ حدیث کہ (میت کو اس پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

۲۱٤٧ حدّثنا أبُو بكْرِ بْنُ أبِي شيْبة قال حدّثنا عفّانُ قال حدّثنا أبانُ بْنُ يزِيد ح و حدّثنِي إِسْحٰقُ بْنُ منْصُورٍ واللّفْظُ لهُ أخْبرنا حبّانُ بْنُ هِلالٍ قال حدّثنا أبانُ قال حدّثنا يحْيى أنّ زيْدًا حدّثهُ أنّ أبا سلّامٍ حدّثهُ أنّ أبا مالِكٍ الْأشْعرِيّ حدّثهُ أنّ النّبِيّ ﷺ قال أرْبعٌ فِي أُمّتِي مِنْ أمْرِ الْجاهِلِيّةِ لا يتْرُكُونهُنّ الْفخْرُ فِي الْأحْسابِ والطّعْنُ فِي الْأنْسابِ والْاسْتِسْقاءُ بِالنُّجُومِ والنِّياحةُ وقال النّائِحةُ إِذا لمْ تتُبْ قبْل موْتِها تُقامُ يوْم الْقِيامةِ وعليْها سِرْبالٌ مِنْ قطِرانٍ ودِرْعٌ مِنْ جربٍ

۲۱۴۷ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کی رہیں گی انہیں ترک نہیں کریں گے۔ ایک تو حسب و نسب پر فخر و مباہات کا اظہار۔ دوسرے دوسروں کے نسب میں طعن کرنا تیسرے ستاروں کی چال و گردش سے پانی کی طلب کرنا (بارش کے لئے ستاروں کی گردش کا حساب رکھنا)۔ چوتھے نوحہ گری کرنا۔ اور فرمایا کہ نوحہ خوانی کرنے والی عورت نے اگر اپنی موت سے قبل توبہ نہ کی تو قیامت کے روز اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے اوپر تارکول کی چادر اور خارش کی اوڑھنی ہوگی"۔

۲۱۴۸ وحدثنا ابن المثنی وابن ابي عمر قال ابن المثنی قال حدثنا عبد الوهاب قال سمعت يحيي بن سعيد يقول اخبرتني عمرة انها سمعت عائشة تقول لما جاء رسول الله ﷺ قتل ابن حارثة وجعفر بن ابي طالب وعبد الله بن رواحة جلس رسول الله ﷺ يعرف فيه الحزن قالت وانا انظر من صائر الباب شق الباب فأتاه رجل فقال يا رسول الله إن نساء جعفر وذكر بكاءهن فأمره أن يذهب فينهاهن فذهب فأتاه فذكر أنهن لم يطعنه فأمره الثانية أن يذهب فينهاهن فذهب ثم أتاه فقال والله لقد غلبننا يا رسول الله قالت فزعمت أن رسول الله ﷺ قال اذهب فاحث في أفواههن من التراب قالت عائشة فقلت أرغم الله أنفك والله ما تفعل ما أمرك رسول الله ﷺ وما تركت رسول الله ﷺ من العناء

۲۱۴۸ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت زیدؓ بن حارثہ، حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے قتل (شہادت) کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے چہرہ سے غم جھلک رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو دروازہ کی آڑ اور دروازوں میں سے دیکھ رہی تھیں آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! جعفرؓ کی عورتیں (یعنی ان کے گھر کی خواتین) ان کے رونے اور آہ و بکا کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ جائے اور انہیں آہ و بکا سے منع کرے۔ وہ چلا گیا پھر آیا اور بتلایا کہ انہوں نے بات نہیں مانی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اسے حکم دیا کہ جائے اور انہیں روکے۔ وہ چلا گیا پھر آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم وہ ہمارے اوپر غالب آگئی ہیں (یعنی ان کا رونا ہماری بات پر غالب آگیا)۔ فرماتی ہیں کہ غالباً آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جاؤ اور ان کے منہ میں خاک بھر دو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے کہ تو نہ تو وہ کام کرتا ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے تجھے حکم دیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑتا ہے تکلیف پہنچانے سے (یعنی تیرا بار بار آنا آپ ﷺ کی اذیت کا باعث ہے لیکن یہ بار بار آکر آپ ﷺ کو اذیت دے رہا ہے)۔

۲۱۴۹ وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبد الله بن نمير ح و حدثني أبو الطاهر قال أخبرنا عبد الله بن وهب عن معاوية بن صالح ح و حدثني أحمد بن إبراهيم الدورقي قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا عبد العزيز يعني ابن مسلم كلهم عن يحيى بن سعيد بهذا الإسناد نحوه وفي حديث عبد العزيز وما تركت رسول الله ﷺ من العي

۲۱۴۹ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں کو منع فرمایا رونے سے لیکن وہ باز نہ آئیں تو آپ علیہ السلام نے زجر افرمایا کہ ان کے منہ میں خاک بھر دو۔ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (محل مطلع) کو تو تیکا کہا کہ تو بار بار کیوں آکر خبر دیتا ہے) منقول ہے۔ مگر اس میں آخر میں یہ ہے کہ تو نے نہ چھوڑا رسول اللہ علیہ السلام کو تھکانے سے۔

۲۱۵۰ حدثني أبو الربيع الزهراني قال حدثنا حماد قال حدثنا أيوب عن محمد عن أم عطية قالت أخذ علينا رسول الله ﷺ مع البيعة ألا ننوح فما

۲۱۵۰ ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی تھی اس بات پر کہ ہم (میت پر) نوحہ و بین نہ کریں گی۔ لیکن ہم عورتوں میں سے سوائے پانچ کے کسی نے اس بیعت کو پورا نہ کیا۔ پانچ میں سے ایک تو

وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ إِلَّا خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ

ام سلیمؓ تھیں اور ام العلاء، ابو سبرہ کی بیٹی جو معاذ کی زوجہ تھیں۔ یا فرمایا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی زوجہ۔ (انہوں نے بیعت کی تکمیل کی)۔

٢١٥١ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْبَيْعَةِ أَلَّا نَنُحْنَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا غَيْرُ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ

۲۱۵۱ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہم (عورتوں) سے بیعت لی تھی کہ تم نوحہ نہیں کروگی۔ لیکن ہم میں سے کسی نے اسے پورا نہیں کیا سوائے پانچ کے جن میں سے ایک ام سلیم تھیں۔

٢١٥٢ — وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا) (وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ) قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا آلَ فُلَانٍ

۲۱۵۲ ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ الآیۃ (الممتحنہ/۲۸/۸) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"اے نبی! جب مؤمن عورتیں آپ کے پاس آئیں بیعت کرنے کے لئے اس بات پر کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی الخ اور یہ کہ کسی معروف اور قاعدہ کے موافق بات میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی"۔ تو ان باتوں میں ایک یہ تھی کہ نوحہ گری بھی نہ کریں گی۔ اس پر میں نے (ام عطیہؓ نے) عرض کیا یا رسول اللہ! (نوحہ نہیں کروں گی) سوائے فلاں کی اولاد کے بارے میں (کہ ان کی میت پر نوحہ کروں گی) کیونکہ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں (نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی میرے ساتھ نوحہ میں شریک ہوتی تھیں لہذا میرے لئے ضروری ہے اور کوئی چارہ نہیں نوحہ کرنے سے کہ میں بھی نوحہ میں ان کی مدد کروں (اور نوحہ میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو ٹھیک ہے فلاں کی اولاد میں (اجازت ہے)۔

٢١٥٣ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

۲۱۵۳ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ہمیں (خواتین کو) جنازوں کے ساتھ چلنے سے روکا جاتا تھا لیکن بہت تاکید کے ساتھ نہیں۔ (گویا حرام نہیں ہے لیکن مکروہ ہے۔ قرطبیؒ نے فرمایا کہ ام عطیہ کی اس بات سے یہی واضح ہوتا ہے۔)

٢١٥٤ — وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ

۲۱۵۴ اس سند سے بھی سابقہ حدیث مروی ہے بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ کہ (جنازوں کے ساتھ چلنے سے روکا جاتا تھا لیکن تاکید کے ساتھ نہیں)۔

الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

باب-۲۸۳ باب في غسل الميت

میت کو غسل دینے کے بیان میں

۲۱۵۵......وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ

۲۱۵۵ ... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم ان کی صاحبزادی (زینبؓ) کے جنازہ کو غسل دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زائد بار غسل دو اور آخری بار کافور (خوشبو) سے غسل دینا۔ اور جب غسل دے کر فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔ فرماتی ہیں کہ جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کو اطلاع دی آپ ﷺ نے اپنا ازار ہماری طرف پھینک دیا پھر فرمایا کہ: اسے زینبؓ کے کفن کا اندرونی کپڑا دو" (یعنی کفن کے اندر رکھ دو' حصول تبرک کے لئے) (اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے کپڑے سے عورت کو کفن دیا جا سکتا ہے' علاوہ ازیں تبرکات بھی جنازہ میں اور قبر میں رکھنے کا جواز ثابت ہو جاتا ہے)۔

۲۱۵۶... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

۲۱۵۶ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے (زینبؓ کے جسد خاکی) کے بالوں میں کنگھی کر کے تین چوٹیاں بنادی تھیں۔

۲۱۵۷... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

۲۱۵۷ ... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تھا۔ ابن علیہ کی روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم ان کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ جب کہ مالک کی روایت میں ہے کہ:
جب آپ ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔
آگے سابقہ حدیث کے مثل ذکر کیا۔

۲۱۵۸ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ

۲۱۵۸... حفصہؒ ام عطیہؓ سے مذکورہ بالا حدیث روایت کرتی ہیں اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
انہیں تین یا پانچ یا سات بار غسل دو اگر اس سے زائد کی ضرورت محسوس

ذٰلِكَ فَـــقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَـلَاثَةَ قُرُونٍ

کرو تو اس سے زائد بار بھی غسل دو۔ اور روایت کرتی ہیں کہ ام عطیہؓ نے فرمایا کہ: ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنادیں۔

۲۱۵۹ ... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا أَيُّوبُ قَالَ وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا قَالَتْ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

۲۱۵۹ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اس سند سے بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو طاق اعداد میں یعنی تین، پانچ یا سات بار غسل دو۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے کنگھی کی اور تین لڑیاں بنادیں۔

۲۱۶۰ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَأَعْلِمْنَنِي قَالَتْ فَأَعْلَمْنَاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ

۲۱۶۰ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب وفات فرما گئیں تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ان کو طاق بار نہلاؤ تین بار یا پانچ بار۔ اور پانچویں بار (کے پانی) میں کافور یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈال دو۔ پھر جب نہلا چکو تو مجھے خبر دو۔ پھر جب ہم نے خبر دی تو آپ ﷺ نے تہبند پھینک دیا اور فرمایا کہ اس کا کپڑا کفن کے اندر کردو۔

۲۱۶۱ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَـــالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ أَثْلَاثٍ قَرْنَيْهَا وَنَـــاصِيَتَهَا

۲۱۶۱ ... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم ان کی ایک صاحبزادی (کے جنازہ کو) نہلا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ طاق بار غسل دو پانچ بار یا اس سے زیادہ (جیسے کہ پیچھے روایت میں گذرا) اور اس حدیث میں ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: پھر ہم نے ان کے بالوں میں تین چوٹیاں گوندھ دیں دونوں کنپٹیوں کی طرف اور ایک پیشانی کے سامنے کی۔

۲۱۶۲ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَيْثُ أَمَرَهَا أَنْ تَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا

۲۱۶۲ ... ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب ہم کو رسول اللہ علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو نہلانے کا حکم دیا تو فرمایا ہر عضو کو داہنی طرف سے شروع کرنا اور پہلے وضو کے اعضاء دھونا۔

۲۱۶۳ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ

۲۱۶۳ ...... ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں اپنی صاحبزادیؓ کے غسل دینے کا حکم فرمایا تو ان سے

حدثنا إسمعيل ابن علية عن خالد عن حفصة عن أم عطية أن رسول الله ﷺ قال لهن في غسل ابنته ابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها

کہا: ''ہر عضو کو داہنی طرف سے دھونا شروع کرنا اور وضو کے اعضاء کو پہلے دھونا''۔

۲۱۶۴ وحدثنا يحيى بن يحيى التميمي وأبو بكر بن أبي شيبة ومحمد بن عبد الله بن نمير وأبو كريب واللفظ ليحيى قال يحيى أخبرنا وقال الآخرون حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن شقيق عن خباب بن الأرت قال هاجرنا مع رسول الله ﷺ في سبيل الله نبتغي وجه الله فوجب أجرنا على الله فمنا من مضى لم يأكل من أجره شيئا منهم مصعب بن عمير قتل يوم أحد فلم يوجد له شيء يكفن فيه إلا نمرة فكنا إذا وضعناها على رأسه خرجت رجلاه وإذا وضعناها على رجليه خرج رأسه فقال رسول الله ﷺ ضعوها مما يلي رأسه واجعلوا على رجليه من الإذخر ومنا من أينعت له ثمرته فهو يهدبها

۲۱۶۴ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا کا حصول تھا لہٰذا ہمارا اجر اللہ تعالیٰ پر لازمی ہو چکا (یہاں لازم معنی حقیقی نہیں بلکہ اس معنی میں ہے کہ خود اللہ نے اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور لازم بمعنی الیقین ہے واللہ علم۔ زکریا) پس ہم میں سے بعض تو وہ تھے جنہوں نے اپنے اجر کا کچھ صلہ یہاں وصول نہ کیا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں جو احد کے دن شہید ہو گئے تھے دران کے واسطے کفن کے لئے بھی کچھ نہ ملتا تھا سوائے ایک چادر کے (جو اتنی چھوٹی تھی کہ) جب ہم اسے ان کے سر پر ڈالتے تو ان کی ٹانگیں چادر سے باہر ہو جاتیں اور جب ٹانگوں پر ڈالتے تو ان کا سر چادر سے باہر ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چادر کو سر پر ڈال دو اور ان کے قدموں پر اذخر گھاس ڈال دو (تو بعض تو اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ دنیا سے ذرا بھی فائدہ نہ اٹھایا) اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ اس میں سے چن چن کر کھا رہے ہیں (یعنی وہ صحابہ جنہوں نے فتوحات کا زمانہ پایا اور فتوحات کے نتیجہ میں مالی وسعت و خوشحالی کا دور دیکھ وہ مالی وسعت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں)۔

۲۱۶۵ وحدثنا عثمان بن أبي شيبة قال حدثنا جرير ح و حدثنا إسحق بن إبراهيم قال حدثنا عيسى بن يونس ح و حدثنا منجاب بن الحارث التميمي قال أخبرنا علي بن مسهر ح و حدثنا إسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر جميعا عن ابن عيينة عن الأعمش بهذا الإسناد نحوه

۲۱۶۵ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جان دی کہ بعض کو شہادت نصیب ہوئی اور بعض کو فتوحات اور مال غنیمت۔ پھر مصعب بن عمیر کا تذکرہ ہے کہ وہ ان اصحاب میں سے تھے جنہیں کفن بھی پورا نہ ملا) منقول ہے۔

۲۱۶۶ حدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب واللفظ ليحيى قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن هشام بن عروة

۲۱۶۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سحولی (سحول یمن یا شام کی ایک جگہ ہے) کپڑوں میں جو روئی کے بنے ہوئے تھے کفن دیا گیا تھا اور ان تین میں نہ تو قمیص تھی نہ عمامہ۔ جہاں

عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أَمَّا الْحُلَّةُ فَإِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيهَا أَنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهُ لِيُكَفَّنَ فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَأَحْبِسَنَّهَا حَتَّى أُكَفَّنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا

تک حلہ (جبہ) کا تعلق ہے تو لوگوں کو اس بارے میں اشتباہ ہو گیا۔ حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ حلہ آپ ﷺ کے لئے خریدا تو گیا تھا تاکہ اس میں آپ ﷺ کو کفن دیا جائے لیکن پھر حلہ کو چھوڑ دیا گیا اور تین سفید سحولی کپڑوں میں آپ ﷺ کو کفنایا گیا۔ اور وہ حلہ عبداللہ بن ابی بکرؓ نے لے لیا ہے کہ میں اسے رکھوں گا تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے۔ لیکن پھر کہا کہ: اگر اللہ تعالیٰ کو یہ کپڑا پسند ہوتا اپنے نبی کے لئے تو یقیناً آپ ﷺ کو اسی میں کفن دیا جاتا (لیکن چونکہ آپ ﷺ کو اس میں کفن نہیں دیا گیا تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ کو پسند نہ تھا کہ اس میں آپ کو کفن دیا جائے لہٰذا میں بھی اسے کفن کے لئے استعمال نہ کروں گا) چنانچہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی۔

۲۱۶۷...... وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُدْرِجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُ اللهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا

۲۱۶۷...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک لمبے حلہ میں لپیٹا (کفن دیا) گیا تھا جو عبداللہ بن ابی بکرؓ کا تھا۔ پھر اسے اتار دیا گیا اور تین سحولی لمبے کپڑوں میں آپ ﷺ کی تکفین کی گئی جن میں عمامہ اور قمیص شامل نہیں تھی۔ عبداللہؓ نے حلہ اٹھا لیا اور کہا کہ: اس میں مجھے کفن دیا جائے گا۔ پھر کہا کہ: رسول اللہ ﷺ کو تو اس میں کفن دیا نہیں گیا تو مجھے کیسے اس میں کفنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اسے صدقہ کر دیا۔

۲۱۶۸...... وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ إِدْرِيسَ وَعَبْدَةُ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ قِصَّةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

۲۱۶۸...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ کو پہلے ایک لمبے حلے میں کفن دیا گیا پھر اسے اتار کر تین سحولی کپڑوں میں کفنایا گیا)۔ مروی ہے۔ لیکن اس میں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے قصہ ذکر نہیں ہے۔

۲۱۶۹...... وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَهَا فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِيَّةٍ۔

۲۱۶۹...... ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے زوجۂ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟

فرمانے لگیں کہ تین سحولی کپڑوں میں۔

۲۱۷۰..... وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ سُجِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ مَاتَ بِثَوْبٍ حِبَرَةٍ

۲۱۷۰..... ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جب انتقال ہوا تو آپ ﷺ کو ایک یمنی چادر اڑھائی گئی۔

۲۱۷۱..... وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَوَاءً

۲۱۷۱..... اس سند سے بھی گذشتہ حدیث کہ (آپ علیہ السلام کو ایک یمنی چادر اڑھائی گئی) مروی ہے۔

۲۱۷۲..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلَى ذَلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ

۲۱۷۲..... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک روز خطاب کرتے ہوئے اپنے صحابہ میں سے ایک کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ جب اُن کا انتقال ہوا تو انہیں ایک ناکافی کفن دے کر رات میں دفن کر دیا گیا تھا' نبی ﷺ نے ڈانٹا اس بات پر کہ کسی کو رات میں قبر میں اتارا جائے۔ حتی کہ اس پر نماز پڑھ لی جائے۔ الا یہ کہ کوئی ایسا کرنے پر مجبور ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اپنے بھائی کو کفن دو تو اچھی طرح کفنایا کرو (کہ پورا جسم اس میں چھپ جائے)۔

۲۱۷۳..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا عَلَيْهِ وَإِنْ تَكُ غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

۲۱۷۳..... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جنازہ اٹھانے میں جلدی کیا کرو' کیونکہ اگر وہ نیک جنازہ ہے تو اسے تم (جلدی) خیر کی طرف لے جاؤ گے' اور اگر اس کے علاوہ ہے (یعنی نیک جنازہ نہیں' یہاں نبی ﷺ بطور تفاؤل کے برا جنازہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اس کے علاوہ کچھ اور ہے (تو اس برائی کو اپنے کندھوں سے جلد اتار دو گے (لہٰذا جنازہ میں جلدی کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے نیک یا بد مقام پر پہنچ جائے)۔

۲۱۷۴..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا

۲۱۷۴..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ جنازہ اٹھانے میں جلدی کرو۔ کیونکہ اگر وہ نیک جنازہ ہے تو جلدی خیر کی طرف لے جاؤ

يحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ

گے اور اگر خیر کے علاوہ (بد) ہے تو جلدی اپنے کاندھوں سے اتار دو گے)۔ منقول ہے۔ (لیکن معمر کی روایت میں ہے کہ اس حدیث کو مرفوع جانتا ہوں)۔

٢١٧٥ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذَلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

٢١٧٥ اس سند سے بھی گذشتہ حدیث کہ (جنازہ جلد لے کر جاؤ اگر اچھا ہے تو جلدی اس خیر کی طرف پہنچا دو گے اور اگر برا ہے تو اپنے کندھوں سے جلدی اتار دو گے) مروی ہے۔

٢١٧٦ و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ وَحَرْمَلَةَ قَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ انْتَهَى حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ وَزَادَ الْآخَرَانِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلَيْهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ ضَيَّعْنَا قَرَارِيطَ كَثِيرَةً

٢١٧٦ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی (مسلمان کے) جنازہ میں شریک ہوا اور نماز جنازہ تک وہیں رہا اسے (اجر و ثواب کا) ایک قیراط (ایک عظیم پونہ) ملے گا اور جو تدفین تک حاضر رہا اسے دو قیراط ملیں گے"۔

کہا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ان کے والد (ابن عمرؓ) عموماً یہ کرتے تھے کہ نماز جنازہ پڑھ کر واپس ہو جاتے تھے۔ جب انہیں ابوہریرہؓ کی حدیث پتہ چلی تو فرمایا:

"بے شک ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع کر دیے (تدفین میں شرکت نہ کر کے)۔

٢١٧٧ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى

٢١٧٧ اس سند سے بھی سابقہ حدیث یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے وہی روایت کی ہے (جو پیچھے گذری) یہاں تک کہ دو بڑے بڑے پہاڑوں کا ذکر کیا، اور اس کے بعد جو سابقہ حدیث ہے اس کو ذکر نہیں کیا۔

قَوْلَهُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ حَتَّى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ

اور عبد الاعلیٰ کی روایت میں ہے کہ (دفن تک حاضر رہنے کے بجائے) یہاں تک کہ فارغ ہو جائیں ان کے دفن سے اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ رکھا جائے جنازہ قبر میں۔

۲۱۷۸ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي رِجَالٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَقَالَ وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ

۲۱۷۸ اس سند سے بھی سابقہ حدیث کا مضمون (جو نماز پڑھے اسے ایک قیراط ملے گا اور جو دفن تک رہے اسے دو قیراط) مروی ہے۔

۲۱۷۹ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ تَبِعَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ

۲۱۷۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے جنازہ کی نماز پڑھی اور اس کے پیچھے نہ چلا تو اسے ایک قیراط ملے گا (اجر کا) اور جو جنازہ کے پیچھے بھی چلا (تدفین تک) تو اسے دو قیراط ملیں گے پوچھا گیا کہ "قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ فرمایا: چھوٹے سے چھوٹا قیراط بھی احد کے برابر ہے"۔

۲۱۸۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتَّى تُوضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقِيرَاطَانِ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَا الْقِيرَاطُ قَالَ مِثْلُ أُحُدٍ

۲۱۸۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے جنازہ کی نماز پڑھی اسکیلئے ایک قیراط ہے اور جو اس کے پیچھے چلا یہاں تک کہ قبر میں رکھ دیا جائے (اس کیلئے) دو قیراط ہیں۔ راوی فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ قیراط کیا ہے۔ اے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ! فرمایا احد کے مثل ہے۔

۲۱۸۱ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

۲۱۸۱ نافعؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: "جو شخص جنازہ کے ساتھ چلا تو اسے ایک قیراط اجر ملے گا"۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ نے ہم سے تو زیادہ اجر کا بیان کیا ہے (یعنی دو قیراط کا) پھر انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (آدمی) بھیجا اور ان سے سوال کیا اس بارے میں تو انہوں نے ابو ہریرہؓ کی تصدیق کی۔ تو ابن عمرؓ نے فرمایا: بے شک ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع

کر دیئے۔

۲۱۸۲ ۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ إِذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ تَبِعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ خَبَّابًا إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيُخْبِرُهُ مَا قَالَتْ وَأَخَذَ ابْنُ عُمَرَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءِ الْمَسْجِدِ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ حَتَّى رَجَعَ إِلَيْهِ الرَّسُولُ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ ابْنُ عُمَرَ بِالْحَصَى الَّذِي كَانَ فِي يَدِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ

۲۱۸۲ ۔ عامر بن سعدؒ بن ابی وقاصؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں اچانک حضرت خبابؓ مقصورہ والے تشریف لے آئے اور فرمایا کہ: اے عبداللہ بن عمر! کیا تم نہیں سنتے کہ ابوہریرہؓ کیا کہتے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ:

"جو شخص جنازہ کے ساتھ اس کے گھر سے نکلا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ اسے دفن کر دیا گیا تو اس کے لئے دو قیراط اجر ہے اور ہر قیراط اُحد کے برابر ہے۔ اور جس نے صرف نماز پڑھی اور لوٹ آیا تو اسے صرف اُحد پہاڑ کے برابر ثواب ہے (یعنی ایک قیراط ہے)"۔

یہ سن کر ابن عمرؓ نے خبابؓ کو حضرت عائشہؓ سے ابوہریرہؓ کے قول کے بارے میں پوچھنے کے لئے بھیج دیا اور فرمایا کہ وہ لوٹ کر آئیں اور انہیں (ابن عمرؓ) کو حضرت عائشہؓ کا جواب بتلائیں اور ابن عمرؓ نے مسجد کی کنکریوں میں سے ایک مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں اور ہاتھ میں الٹنے پلٹنے لگے (انتظار میں) یہاں تک کہ قاصد (خبابؓ) واپس آ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا کہ ابوہریرہؓ نے سچ کہا۔ یہ سن کر ابن عمرؓ ہاتھ میں موجود کنکریاں زمین پر دے ماریں پھر فرمایا: "ہم نے تو بہت سے قیراط ضائع کر دیئے"۔

۲۱۸۳ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ الْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ

۲۱۸۳ ..... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے جنازہ کی نماز پڑھی اس کیلئے ایک قیراط (کے برابر اجر) ہے۔ اگر دفن تک حاضر رہا تو دو قیراط ہیں۔ اور ایک قیراط احد کے برابر ہے۔

۲۱۸۴ و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ

۲۱۸۴ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ جو فقط نماز جنازہ میں شرکت کرے اس کو ایک قیراط ثواب اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط) منقول ہے۔ مگر اس روایت میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے

بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَ فِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَهِشَامٍ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْقِيرَاطِ فَقَالَ مِثْلُ أُحُدٍ

پوچھا گیا قیراط کے بارے میں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احد کے برابر۔

۲۱۸۵۔۔۔۔حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۱۸۵۔۔۔۔ حضرت عائشہؓ نبی ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”کوئی میت ایسی نہیں کہ اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت کہ ان کی تعداد سو تک ہو نماز پڑھے اور سب کے سب اس (مردہ) کے لئے سفارش کریں (مغفرت کی دعا کریں) مگر یہ کہ ان کی سفارش مردے کے حق میں قبول کی جاتی ہے“۔
راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث شعیب بن الحجاب سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ:
”یہ حدیث مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان کی ہے“۔

۲۱۸۶۔۔۔۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ قَالَ الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمْ أَرْبَعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللهُ فِيهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۲۱۸۶۔۔۔۔ کریبؒ حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک بیٹا ”قدید“ یا ”عسفان“ میں مر گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ: اے کریبؒ! دیکھو! کتنے لوگ جمع ہوئے؟ فرماتے ہیں کہ میں نکلا تو کچھ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے انہیں بتلا دیا تو کہنے لگے کیا تم یہ کہتے ہو کہ وہ چالیس ہوں گے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ اچھا جنازہ کو نکال لو۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: ”جو مسلمان بھی مر جائے اور اس کے جنازہ میں ایسے چالیس افراد شریک ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعائے مغفرت کو اس میت کے حق میں قبول فرمائے گا“۔

۲۱۸۷۔۔۔۔وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ

۲۱۸۷۔۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک جنازہ گذرا لوگ اس کی تعریف وغیرہ کر رہے تھے، نبی ﷺ

كلهم عن ابن علية واللفظ ليحيى قال حدثنا ابن علية قال أخبرنا عبد العزيز بن صهيب عن أنس بن مالك قال مرّ بجنازة فأثني عليها خيرا فقال نبي الله ﷺ وجبت وجبت وجبت ومرّ بجنازة فأثني عليها شرا فقال نبي الله ﷺ وجبت وجبت وجبت قال عمر فدا لك أبي وأمي مرّ بجنازة فأثني عليها خير فقلت وجبت وجبت وجبت ومرّ بجنازة فأثني عليها شر فقلت وجبت وجبت وجبت فقال رسول الله ﷺ من أثنيتم عليه خيرا وجبت له الجنة ومن أثنيتم عليه شرا وجبت له النار أنتم شهداء الله في الأرض أنتم شهداء الله في الأرض أنتم شهداء الله في الأرض

نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ گذرا تو اس کی برائی کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا جا رہا تھا نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ ایک جنازہ گذرا اور اس پر خیر کا تذکرہ ہوا تو بھی آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی۔ دوسرا جنازہ گذرا اور اس کی برائی کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس جنازہ پر تم نے خیر کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور جس کا تم نے برائی سے تذکرہ کیا اس پر جہنم واجب ہو گئی۔ تم لوگ در حقیقت زمین میں اللہ کے گواہ ہو تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔" ❶

۲۱۸۸ وحدثني أبو الربيع الزهراني قال حدثنا حماد يعني ابن زيد ح و حدثني يحيى بن يحيى قال أخبرنا جعفر بن سليمان كلاهما عن ثابت عن أنس قال مرّ على النبي ﷺ بجنازة فذكر بمعنى

۲۱۸۸ اس سند سے سابقہ حدیث (کہ جنازہ کا جس صفت کیساتھ تذکرہ کیا جائے وہ اس کے اچھی یا بری حالت کیساتھ متصف ہونے کی علامت ہے)۔ منقول ہے۔ مگر سابقہ حدیث کے الفاظ زیادہ ہیں اور وہ پوری ہے۔

---

❶ نووی نے فرمایا کہ جس جنازہ کا تذکرہ برائی سے کیا گیا تھا وہ منافق کا تھا کیونکہ مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔

جہاں تک نبی کریم ﷺ کے ارشاد کہ "تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو" کا تعلق ہے تو علماء نے فرمایا۔ اس کا تعلق صحابہ سے ہے یا صحابہ کے بعد ان لوگوں سے جو انہی کی صفات رکھتے ہوں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ بات اہل تقویٰ کے ساتھ خاص ہے کہ اہل تقویٰ اگر کسی میت پر خیر کا تذکرہ کریں تو اس کے لئے جنت واجب ہو گی کیونکہ اہل تقویٰ بوگس کسی کی تعریف اور تذکرہ خیر نہیں کرتے۔

چنانچہ داؤدی نے فرمایا کہ اس میں اعتبار اہل فضل، صدق اور متقین کا ہے فساق و فجار کا نہیں کہ وہ تو اپنے جیسوں کی ہی تعریف کرتے ہیں۔ علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ میت اور تذکرہ کرنے والے کے درمیان کوئی عداوت نہ ہو کیونکہ عداوت کی وجہ سے شہادت معتبر نہیں ہوتی اور دشمن کی گواہی قابل قبول نہیں۔

علامہ طیبی شارح مشکوۃ المصابیح نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم لوگ جس کے بارے میں بھی اچھا یا برا کہو تو وہ اس کا مستحق ہو گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے اندر نیکی اور خیر دیکھتے ہو تب ہی اس کی ثنا اور تعریف کرتے ہو۔ اور یہ بات علامت ہے اس بات کی کہ وہ جنتی ہے۔ مسند احمد اور مسند ابن حبان کی ایک روایت ہے جس میں فرمایا کہ حضرت انسؓ نے حضور ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بھی مر جاتا ہے اور اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے چار پڑوسی گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اس کے اندر ہمیشہ خیر ہی دیکھی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے تمہاری بات قبول کر لی اور اس کے جن گناہوں کا تمہیں علم نہیں وہ میں نے معاف کر دیئے۔ لہذا میت کا اچھائی اور خوبیوں کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم

حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَتَمُّ

۲۱۸۹ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ

۲۱۸۹..... ابو قتادہ بن ربعی سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس نے یا تو خود ہی آرام پایا اور یا (اس کے جانے سے) دوسروں کو آرام ملا۔
صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کیا مطلب ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: مؤمن بندہ تو (موت کے بعد) دنیا کی تکالیف سے راحت حاصل کر لیتا ہے جب کہ فاجر آدمی کے مرنے سے بندے شہر درخت اور جانور سب ہی راحت حاصل کر لیتے ہیں۔
(لہٰذا یہ جنازہ اگر عبدِ مؤمن کا ہے تو اس نے راحت پائی اور عبدِ فاجر کا ہے تو اس سے دوسروں نے راحت پائی)۔

۲۱۹۰..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ يَسْتَرِيحُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا إِلَى رَحْمَةِ اللهِ

۲۱۹۰..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ جنازہ اگر عبد مومن کا ہے تو اس نے راحت پائی اور عبد فاجر کا ہے تو اس سے دوسروں نے راحت پائی) مروی ہے۔ مگر اس میں اضافہ ہے کہ: مومن دنیا کی تکلیفوں سے اور اس کی چوٹ سے اللہ کی رحمت کی طرف راحت پاتا ہے۔

۲۱۹۱.....حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

۲۱۹۱..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشیؒ کی موت کی خبر دی اسی دن جس دن ان کا انتقال ہوا (یہ آپ کا معجزہ تھا کیونکہ نجاشی کا ملک الگ ہزار ہا میل دور تھا) اور آپ ﷺ لوگوں کے ہمراہ عید گاہ (جنازہ گاہ) میں گئے اور چار تکبیریں کہیں (نماز جنازہ پڑھی)۔

۲۱۹۲..... وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنَا عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَعَى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ

۲۱۹۲..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو نجاشی شاہ حبشہ کی موت کی خبر اسی روز دی جس روز ان کا انتقال ہوا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو"۔
ابن شہاب فرماتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے سعید ابن المسیب نے ان سے ابو ہریرۃ نے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے

صاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى فَصَلَّى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ

(صحابہ کے) ہمراہ صف بندی فرمائی عیدگاہ میں اور نماز پڑھی چار تکبیرات کے ساتھ"۔ ❶

۲۱۹۳..... وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ كَرِوَايَةِ عُقَيْلٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا

۲۱۹۳..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی) منقول ہے۔

۲۱۹٤..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

۲۱۹۴ ... جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیرات کہیں۔

۲۱۹٥..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلَّهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ فَقَامَ فَأَمَّنَا وَصَلَّى عَلَيْهِ

۲۱۹۵ ... جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آج اللہ کا ایک نیک بندہ اصحمہ نجاشی انتقال کر گیا" پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہماری امامت کی اور اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھی۔

---

❶ یہاں پر نماز جنازہ سے متعلق دو اہم مسائل ہیں۔ مسجد میں نماز جنازہ کا حکم

پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ حنفیہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ بغیر عذر کے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ ایک روایت کراہت تنزیہی کی بھی ہے۔ مسجد میں نماز جنازہ کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جنازہ اور امام و مقتدی سب مسجد میں ہوں، دوسری یہ کہ جنازہ باہر ہو اور امام و مقتدی اندر ہوں، تیسری یہ ہے کہ جنازہ، امام اور کچھ مقتدی باہر ہوں باقی اندر ہوں تو ان سب صورتوں میں بغیر کسی عذر شرعی اور صحیح عذر کے مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر عذر شرعی ہو تو بلا کراہت جائز ہے اور عذر یہ کہ مجمع زیادہ ہو اور مسجد کے قریب کوئی اتنی بڑی جگہ نہ دستیاب ہو جہاں مجمع جمع ہو سکے۔ یا انتقال مجمع مشکل ہو یا میت کا ولی اور وارث اعتکاف میں ہو وغیرہ۔

غائبانہ نماز جنازہ

نجاشی کے اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے غائبانہ نماز جنازہ کو جائز قرار دیا ہے۔ البتہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ مشروع نہیں ہے۔ کیونکہ جنازہ کا امام کے سامنے ہونا صحت نماز کے لئے شرط ہے۔

جہاں تک حدیث باب کا تعلق ہے تو علماء احناف و مالکیہ نے ان کے متعدد جوابات دیئے ہیں ایک تو یہ کہ یہ نبی ﷺ اور نجاشی کی خصوصیت تھی۔ دوسرے یہ کہ روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے سے حجابات اٹھا دیئے گئے تھے اور جنازہ گویا آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ اس طرح یہ غائبانہ نماز ہوئی ہی نہیں۔ بہر کیف احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ مشروع نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(فتح الملہم ۲/۴۹۶)

۲۱۹۶ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ

۲۱۹۶ ...... جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "تمہارا ایک بھائی (نجاشی) انتقال کر گیا ہے لہٰذا کھڑے ہو جاؤ اور اس پر نماز پڑھو"۔ چنانچہ ہم کھڑے ہو گئے اور دو صفیں بنائیں"۔

۲۱۹۷ ...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ يَعْنِي النَّجَاشِيَّ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ إِنَّ أَخَاكُمْ

۲۱۹۷ ...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) فرمایا کہ: تمہارا ایک بھائی (نجاشی) انتقال کر گیا ہے۔ لہٰذا کھڑے ہو جاؤ اور اس پر نماز پڑھو یعنی نجاشی پر (زہیر کی روایت میں اخاکم کا لفظ ہے)۔

۲۱۹۸ ...... حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا قَالَ الشَّيْبَانِيُّ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ مَنْ حَدَّثَكَ بِهٰذَا قَالَ الثِّقَةُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ حَسَنٍ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ انْتَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قَبْرٍ رَطْبٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَفُّوا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ لِعَامِرٍ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ

۲۱۹۸ ...... شعبیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر مردہ کی تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیرات کہیں۔ شیبانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے شعبیؒ سے کہا آپ سے کس نے یہ حدیث بیان کی؟ فرمانے لگے کہ ایک ثقہ نے جو عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ (یہ الفاظ حسن کی حدیث کے ہیں) جب کہ ابن نمیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں کہا کہ: "رسول اللہ ﷺ ایک تازہ گیلی قبر تک گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کر لی۔ اور چار تکبیرات کہیں۔ میں نے عامر بن شرحبیل الشعبیؒ سے کہا کہ آپ سے یہ حدیث کس نے بیان کی؟ فرمایا کہ: ایک ثقہ آدمی نے جس کے پاس ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے تھے۔

۲۱۹۹ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ

۲۱۹۹ ...... اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کہ (آپ علیہ السلام ایک قبر پر گئے۔ نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیرات کہیں) مروی ہے۔
اور کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے چار تکبیرات کہیں۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

۲۲۰۰۔۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ جَمِيعًا عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا قَالَ يَحْيَى بْنُ الضُّرَيْسِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ عَلَى الْقَبْرِ نَحْوَ حَدِيثِ الشَّيْبَانِيِّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا

۲۲۰۰۔۔۔۔اس سند سے بھی سابقہ حدیث (شیبانی اور شعبی رضی اللہ عنہ والی) مروی ہے۔ کہ (آپ علیہ السلام نے ایک قبر پر جس کی مٹی گیلی تھی نماز پڑھی) مگر کسی روایت میں چار تکبیرات کہنے کا ذکر نہیں ہے۔

۲۲۰۱۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا قَالَ شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرٍ

۲۲۰۱۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قبر پر نماز پڑھی۔

۲۲۰۲۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا فَفَقَدَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي قَالَ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ

۲۲۰۲ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک جوان آدمی مسجد کی صفائی وغیرہ اور خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اسے غائب پایا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ تو مر گئی یا مر گیا۔ فرمایا کہ: تم مجھے اطلاع نہ دے سکتے تھے؟۔ راوی فرماتے ہیں کہ گویا صحابہ ؓ نے اس کے معاملہ کو ادنیٰ سمجھ کر اطلاع نہ دی کہ (اس بڑھیا یا اس غریب نوجوان کے لئے کیا تکلیف دیں حضور ﷺ کو) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر بتلاؤ۔ صحابہؓ نے قبر بتلائی تو آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا: "یہ قبریں اپنے رہنے والوں کے لئے ظلمتوں اور اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر میری نماز

يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ

کے سبب سے روشنی کر دیتا ہے"۔ ❶

۲۲۰۳...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ زَيْدٌ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا

۲۲۰۳ ... عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے لیکن ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں تو میں نے سوال کیا اس بارے میں۔ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ بھی کبھی پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (نوویؒ نے فرمایا کہ اجماع ہے اس بات پر کہ جنازہ میں صرف چار تکبیرات ہیں اور یہ اجماع دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے حدیث کے منسوخ ہونے پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے۔ بہر کیف! کوئی بھی پانچ تکبیرات کا قائل نہیں۔ واللہ اعلم)

۲۲۰٤...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ

۲۲۰۴ ... عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو یہاں تک کہ تم اس سے پیچھے رہ جاؤ (اور وہ آگے نکل جائے) یا یہ کہ وہ زمین پر رکھ دیا جائے"۔

۲۲۰٥...... وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ يُونُسَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ

۲۲۰۵ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے یا یہ کہ وہ زمین پر رکھ دیا جائے) مروی ہے۔ (یونس کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ علیہ السلام فرما رہے تھے)۔

۲۲۰٦ ... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا

۲۲۰۶ ... عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اگر اس کے ساتھ نہ چلو تو (کم از کم) کھڑے ہی ہو جایا کرو۔ یہاں تک کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ دے یا آگے جانے سے قبل

---

❶ جس شخص کی نماز جنازہ کسی سے فوت ہو جائے تو کیا وہ اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے؟ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔
ابن رشدؒ نے بدایۃ المجتہد میں فرمایا کہ امام مالکؒ کے نزدیک اس کا جواز نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی اس کا جواز نہیں سوائے ولی کے اگر اس کے علاوہ دوسروں نے نماز پڑھی ہو اور وہ رہ گیا ہو۔ جب کہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ہر شخص جس کی نماز جنازہ رہ گئی ہو وہ قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ نیا نیا معاملہ ہو۔ زیادہ مدت گذر جانے کے بعد ان کے نزدیک بھی جواز نہیں ہے۔
جہاں تک احادیث بالا کا تعلق ہے تو یہ نبی ﷺ کی خصوصیت تھی جس کا فائدہ خود آپ نے بیان فرمایا کہ:
"میری نماز کے سبب سے اللہ تعالیٰ قبر میں نور پیدا فرما دیتے ہیں"۔ لہٰذا علی العموم اس کی اجازت نہیں۔ واللہ اعلم (فتح الملہم ر ۲)

رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ

زمین پر رکھ دیا جائے"۔ ❶

۲۲۰۷..... وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِينَ يَرَاهَا حَتَّى تُخَلِّفَهُ إِذَا كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا

۲۲۰۷..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ آگے نکل یا رکھ دیا جائے۔) منقول ہے۔ مگر اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جنازہ کو دیکھے تو چاہئے کہ کھڑا ہو جائے جب اس کو دیکھے یہاں تک کہ وہ آگے چلا جائے اگر اس کو جنازہ کے ساتھ نہیں جانا ہے۔

۲۲۰۸..... حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اتَّبَعْتُمْ جَنَازَةً فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوضَعَ

۲۲۰۸..... حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:
"جب تم جنازہ کے پیچھے چلو تو جب تک وہ رکھ نہ دیا جائے اس وقت تک بیٹھو نہیں"۔

۲۲۰۹..... وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى تُوضَعَ

۲۲۰۹..... ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے جب تک وہ رکھا نہ جائے۔

۲۲۱۰..... وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ

۲۲۱۰..... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ گذرا،

❶ اس معاملہ میں نوویؒ نے فرمایا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کا حکم استحبابی ہے نہ کہ وجوبی۔ یعنی کھڑا ہونا کوئی ضروری نہیں۔ جہاں تک جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کا تعلق ہے تو ان کے بیٹھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف رہا ہے۔ لیکن اکثر ائمہ مثلاً امام شافعیؒ مالکؒ امام ابو حنیفہؒ وغیرہ کے نزدیک اس کا جواز ہے۔ واللہ اعلم)

قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَرَّتْ جِنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا

رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہوگئے۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو یہودی عورت کا جنازہ تھا فرمایا کہ: موت گھبراہٹ کی چیز ہے۔ جب تم جنازہ دیکھا کرو تو کھڑے ہو جایا کرو"۔

۲۲۱۱...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجِنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى تَوَارَتْ

۲۲۱۱ ...... جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے رہے ایک جنازہ کیلئے یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے چھپ گیا

۲۲۱۲...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجِنَازَةِ يَهُودِيٍّ حَتَّى تَوَارَتْ

۲۲۱۲...... جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ایک یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

۲۲۱۳......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ كَانَا بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّتْ بِهِمَا جِنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَا إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جِنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا

۲۲۱۳ ...... ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما دونوں قادسیہ میں تھے' ان کے سامنے سے جنازہ گذرا تو وہ دونوں کھڑے ہوگئے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ جنازہ تو اسی زمین کے باشندہ کا ہے (یعنی کافر کا) تو انہوں نے فرمایا کہ: "رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے' آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تو کیا وہ جان نہیں ہے؟

۲۲۱٤...... وحَدَّثَنِيهِ الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ فَقَالَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جِنَازَةٌ

۲۲۱۴...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام ایک یہودی کے جنازہ کیلئے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ کیا وہ جان نہیں نہیں؟) منقول ہے۔

اس میں اضافہ ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ و سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے اور ایک جنازہ گذرا۔

۲۲۱۵ — وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَنَحْنُ فِي جَنَازَةٍ قَائِمًا وَقَدْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ فَقَالَ لِي مَا يُقِيمُكَ فَقُلْتُ أَنْتَظِرُ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ لِمَا يُحَدِّثُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ نَافِعٌ فَإِنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ

۲۲۱۵ — واقد بن عمرو بن سعد بن معاذؓ کہتے ہیں کہ نافع بن جبیر نے مجھے دیکھا ہم ایک جنازہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بیٹھے ہوئے جنازہ کے رکھے جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ: تم کس وجہ سے کھڑے ہو؟ میں نے کہا کہ میں جنازہ کے رکھے جانے کا منتظر ہوں۔ اس حدیث کے پیش نظر جو ابو سعید الخدریؓ نے بیان کی ہے۔ تو نافع نے فرمایا کہ مجھ سے مسعود بن حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے تھے۔

۲۲۱۶ — وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ فِي شَأْنِ الْجَنَائِزِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَإِنَّمَا حَدَّثَ بِذَلِكَ لِأَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَأَى وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتَّى وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ

۲۲۱۶ — حضرت مسعود بن الحکم انصاری فرماتے ہیں کہ: میں نے سنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ جنازوں کے حق میں فرماتے تھے کہ رسول اللہ علیہ السلام پہلے کھڑے ہو جاتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے۔ اور یہ حدیث اس لئے روایت کی کہ نافع جبیر نے دیکھا واقد بن عمر کو وہ کھڑے رہے یہاں تک کہ جنازہ رکھا گیا۔

۲۲۱۷ — وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۲۱۷ — اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام پہلے کھڑے ہوتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے)۔

۲۲۱۸ — وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ مَسْعُودَ ابْنَ الْحَكَمِ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ

۲۲۱۸ — حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور آپ علیہ السلام بیٹھتے تو ہم بھی بیٹھ جاتے تھے۔

۲۲۱۹ — وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۲۱۹ — اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام پہلے کھڑے ہوتے تھے پھر بیٹھنے لگے) مروی ہے۔

۲۲۲۰ ...... وحدثني هارون بن سعيد الأيلي قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني معاوية بن صالح عن حبيب بن عبيد عن جبير بن نفير سمعه يقول سمعت عوف بن مالك يقول صلى رسول الله ﷺ على جنازة فحفظت من دعائه وهو يقول اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس وأبدله دارا خيرا من داره وأهلا خيرا من أهله وزوجا خيرا من زوجه وأدخله الجنة وأعذه من عذاب القبر أو من عذاب النار

قال حتى تمنيت أن أكون أنا ذلك الميت

۲۲۲۰ ...... عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھی تو میں نے آپ ﷺ کی دعا کو حفظ کر لیا آپ فرماتے تھے:

"اے اللہ! اس (جنازہ) کی مغفرت فرما' اس پر رحم فرما' عافیت عطا فرما' اس سے درگذر فرما' اس کی بہترین مہمانی فرما' اس کے مدخل (قبر) کو کشادہ فرما' اور اس کے گناہوں کو پانی سے' برف اور اولوں سے دھو دے' اور اسے گناہوں سے ایسا صاف کر دے کہ جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف کر دیا جاتا ہے' اور اُسے اس گھر (دنیا) کے بدلہ میں اس سے بہتر گھر نصیب فرما' اس دنیا کے اھل سے زیادہ اچھے اہل اور اس دنیا کی بیوی سے زیادہ بہتر بیوی نصیب فرما' اسے جنت میں داخل فرما' عذاب قبر سے اسے بچالے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما"۔

عوف فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے اتنی زیادہ دعائیں فرمائیں) حتی کہ میں تمنا کرنے لگا کہ اس میت کے بجائے میں ہوتا۔ (تو یہ ساری دعائیں مجھے مل جاتیں)۔

۲۲۲۱ ح قال و حدثني عبد الرحمن بن جبير حدثه عن أبيه عن عوف بن مالك عن النبي ﷺ بنحو هذا الحديث أيضا

۲۲۲۱ ...... معاویہ بن صالح بیان فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث عبدالرحمن بن جبیر نے بواسطہ والد عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے حسب سابق روایت نقل کی ہے۔

۲۲۲۲ ...... وحدثنيه إسحق بن إبراهيم قال أخبرنا عبد الرحمن بن مهدي قال حدثنا معاوية بن صالح بالإسنادين جميعا نحو حديث ابن وهب

۲۲۲۲ ...... معاویہ بن صالح سے دونوں سندوں سے ابن وہب کی طرح روایت کہ آپ علیہ السلام نے ایک جنازہ کیلئے اتنی دعائیں کیں کہ حضرت عوف تمنا کرنے لگے کہ کاش اس میت کی جگہ میں ہوتا۔) منقول ہے۔

۲۲۲۳ ...... و حدثنا نصر بن علي الجهضمي وإسحق بن إبراهيم كلاهما عن عيسى بن يونس عن أبي حمزة الحمصي ح و حدثني أبو الطاهر وهارون بن سعيد الأيلي واللفظ لأبي الطاهر قالا حدثنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن أبي حمزة بن سليم عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه عن عوف بن مالك الأشجعي قال

۲۲۲۳ ...... عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھی (اس نماز میں) آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اے للہ بخش اس کو، اور رحم کر اس سے درگزر کر، عافیت عطا فرما اسکو، بہترین مہمانی کر اس کی قبر کشادہ کر، اور اس کو (گناہوں کو) پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو گھر کے بدلے بہتر گھر دے اور اسکے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى ذَلِكَ الْمَيِّتِ

دے اور اس کو قبر کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے بچا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش اس میت کی جگہ میں ہوتا نبی کریم علیہ السلام کی اس میت پر دعا کی وجہ سے۔

۲۲۲۴ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلَّى عَلَى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

۲۲۲۴ ...... سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے ام کعبؓ کی نماز جنازہ پڑھی جن کا انتقال ہو گیا تھا نفاس کی حالت میں۔ رسول اللہ ﷺ جنازہ کے لئے ان کے بدن کے وسط میں (یعنی کمر کے سامنے) کھڑے ہوئے۔

۲۲۲۵ حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرُوا أُمَّ كَعْبٍ

۲۲۲۵ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام) ایک عورت (ام کعب) کے جنازہ میں ان کے بدن کے وسط میں کھڑے ہوئے) مروی ہے۔ مگر اس میں کعب کی ماں کا ذکر نہیں ہے۔

۲۲۲۶ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ لَقَدْ كُنْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُلَامًا فَكُنْتُ أَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا أَنَّ هَا هُنَا رِجَالًا هُمْ أَسَنُّ مِنِّي وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ وَسَطَهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ وَقَالَ فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطَهَا

۲۲۲۶ ...... سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں' میں ایک (نو عمر) لڑکا تھا' اور آپ ﷺ کے اقوال واحادیث یاد کر لیتا تھا' لیکن بیان کرنے سے مانع میرے لئے صرف یہ بات تھی کہ وہاں پر مجھ سے بڑی عمر کے لوگ موجود تھے۔
میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک خاتون جو نفاس کی حالت میں انتقال کر گئی تھیں نماز جنازہ پڑھی ہے' رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے ان کے بدن کے وسط کے سامنے کھڑے ہوئے تھے"۔
ابن مثنیٰ کی روایت کا مضمون بھی یہی ہے کہ آپ علیہ السلام ان کے بدن کے وسط کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔

۲۲۲۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرًى فَرَكِبَهُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ

۲۲۲۷...... جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ابن الدحداح کے جنازہ سے واپس ہوئے تھے تو آپ ﷺ کے لئے ایک ننگی پشت والا گھوڑا لایا گیا اور آپ ﷺ اس پر سوار ہوگئے۔ جب کہ ہم آپ کے گرد پیدل چل رہے تھے۔

۲۲۲۸...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْ مُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ أَوْ قَالَ شُعْبَةُ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ

۲۲۲۸...... جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ابن الدحداح کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ایک ننگی پشت والا گھوڑا لایا گیا (بغیر زین کا) ایک آدمی نے اسے باندھ دیا، پھر آپ ﷺ اس پر سوار ہوگئے تو وہ قلانچیں مارنے لگا، ہم اس کے پیچھے دوڑتے جارہے تھے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

"کتنے ہی خوشے (پھلوں کے) لٹک رہے ہیں جنت میں ابن الدحداح کے لئے"۔

(نوویؒ نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ابولبابہؓ کا ایک یتیم سے جھگڑا تھا کسی جوڑے کے بارے میں وہ یتیم لڑکا رونے لگا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ: یہ اُسے ہی دے دو اور تمہارے واسطے جنت میں کھجور کے خوشے ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ ابوالدحداحؓ نے یہ سنا تو ایک باغ کے عوض ابولبابہ سے وہ خرید لیا اور نبی ﷺ سے فرمایا کہ اگر میں یہ اس یتیم کو دے دوں تو کیا مجھے وہ جنت کے خوشے ملیں گے؟ فرمایا کہ ہاں! اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ: کتنے ہی کھجور کے خوشے لٹک رہے ہیں جنت میں ابوالدحداح کے لئے"۔

۲۲۲۹...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمِسْوَرِيُّ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲۲۲۹...... عامر بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مرض الموت میں فرمایا کہ:

"میرے لئے لحد بناؤ، اور میری قبر پر کچی اینٹیں لگانا جیسی کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے لگائی گئی تھیں"۔

۲۲۳۰...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ح

۲۲۳۰...... ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر ایک

و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَوَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ قَالَ مُسْلِم أَبُو جَمْرَةَ اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَأَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ مَاتَا بِسَرَخْسَ

سرخ چادر ڈالی گئی تھی۔
مسلم رحمہ اللہ نے کہا ابو جمرہ (راوی) کا نام نصر بن عمران اور ابو التیاح (راوی) کا نام یزید بن حمید ہے یہی دونوں اصحاب سرخس میں انتقال فرما گئے۔

۲۲۳۱ ... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فِي رِوَايَةِ أَبِي الطَّاهِرِ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ وَفِي رِوَايَةِ هَارُونَ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ بِرُودِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ ابْنُ عُبَيْدٍ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا

۲۲۳۱ ..... ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم فضالہ بن عبید کے ہمراہ سرزمین روم میں برودس (جو ایک جزیرہ ہے) کے مقام پر تھے' وہاں پر ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو فضالہ نے حکم دیا کہ ان کی قبر برابر کر دی جائے۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔

۲۲۳۲ ..... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

۲۲۳۲ ..... ابو الہیاج الاسدی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا وہ یہ کہ کوئی تصویر نہ چھوڑوں مگر یہ کہ اسے مٹا دو اور نہ ہی کوئی قبر اونچی بنی دیکھو مگر یہ کہ اسے برابر کر دو۔

۲۲۳۳ ..... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۲۳۳ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ علیہ السلام نے تصویروں کو مٹانے کا اور قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا) مروی ہے۔ مگر اس

فائدہ: قبروں کو برابر کرنے سے مراد سطح زمین کے برابر کرنا نہیں بلکہ درست کرنا ہے' چونکہ اہل جاہلیت میں زیادہ اونچی قبریں بنانے کا دستور تھا اس لئے اس دستور کو ختم کرنے کے لئے فرمایا کہ "برابر کر دو"۔ مسنون یہ ہے کہ قبر کو زمین سے ذرا سا اونچا بنایا جائے تاکہ نمایاں ہو جائے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت اونچی ہونی چاہئے اور کوہان نما بنانا مستحب ہے۔ اگرچہ چوکور بنانا بھی جائز ہے۔

قَالَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَلَا صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا

میں "تمثالاً" کی جگہ "صورة" کا لفظ ہے۔

۲۲۳۴......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ

۲۲۳۴...... جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ قبر کو پختہ کیا جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے۔ ❶

۲۲۳۵...... وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۲۲۳۵ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث کہ (آپ علیہ السلام نے قبروں کو پختہ کرنا، اس پر بیٹھنا اور اس پر گنبد بنانے سے منع فرمایا ہے۔) مروی ہے۔

۲۲۳۶...... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نُهِيَ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ

۲۲۳۶...... جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۳۷...... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ

۲۲۳۷...... ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "تم میں سے کوئی آگ کے انگارہ پر بیٹھ جائے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلادے اور کھال تک اس کا اثر پہنچ جائے تو قبروں پر بیٹھنے سے زیادہ اس کے لئے یہی بہتر ہے۔

۲۲۳۸...... وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح و حَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۲۳۸...... اس سند سے بھی گذشتہ حدیث (کہ قبر پر بیٹھنے سے کھال کا انگارہ سے متاثر ہونا بہتر ہے۔) منقول ہے۔

۲۲۳۹...... وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ وَاثِلَةَ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ

۲۲۳۹...... ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔

---

❶ دورِ حاضر میں جس طرح بلند اور پختہ قبروں کو بنانے کا جو رواج چل پڑا ہے بلکہ قبروں پر بلند و بالا عمارت گنبد، قبے اور مینار بنانے کا جو رواج ہو گیا ہے یہ سب حرام ہے اور حدیث بالا کی رُو سے خلافِ اسلام ہے اس میں ایک طرف تو اسراف کا ارتکاب ہے جو نص قرآنی حرام ہے تو دوسری طرف معصیت اور نافرمانی حکم رسول ﷺ بھی ہے۔ بہر کیف ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

اللہ ﷺ لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها

۲۲٤٠ ــ وحدثنا حسن بن الربيع البجلي قال حدثنا ابن المبارك عن عبد الرحمن بن يزيد عن بسر بن عبيد الله عن أبي إدريس الخولاني عن واثلة بن الأسقع عن أبي مرثد الغنوي قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تصلوا إلى القبور ولا تجلسوا عليها

۲۲۴۰ ... ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ علیہ السلام سے سنا کہ وہ علیہ السلام فرمارہے تھے کہ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ اس پر بیٹھو۔

۲۲٤١ ــ حدثنا علي بن حجر السعدي وإسحق بن إبراهيم الحنظلي واللفظ لإسحق قال علي حدثنا وقال إسحق أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن عبد الواحد بن حمزة عن عباد بن عبد الله بن الزبير أن عائشة أمرت أن يمر بجنازة سعد بن أبي وقاص في المسجد فتصلي عليه فأنكر الناس ذلك عليها فقالت ما أسرع ما نسي الناس ما صلى رسول الله ﷺ على سهيل بن البيضاء إلا في المسجد

۲۲۴۱ ... عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے حکم فرمایا کہ: حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے جنازہ کو مسجد میں لایا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ لوگوں کو یہ بات بہت زیادہ عجیب اور گراں محسوس ہوئی۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ: کتنی جلدی سے لوگ سب بھول گئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل ابن بیضاءؓ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

۲۲٤٢ ــ وحدثني محمد بن حاتم قال حدثنا بهز قال حدثنا وهيب قال حدثنا موسى بن عقبة عن عبد الواحد عن عباد بن عبد الله ابن الزبير يحدث عن عائشة أنها لما توفي سعد بن أبي وقاص أرسل أزواج النبي ﷺ أن يمروا بجنازته في المسجد فيصلين عليه ففعلوا فوقف به على حجرهن يصلين عليه أخرج به من باب الجنائز الذي كان إلى المقاعد فبلغهن أن الناس عابوا ذلك وقالوا ما كانت الجنائز يدخل بها المسجد فبلغ ذلك عائشة فقالت ما أسرع الناس إلى أن يعيبوا ما لا علم لهم به عابوا علينا أن يمر بجنازة في المسجد وما صلى رسول الله ﷺ على سهيل بن بيضاء إلا في جوف المسجد

۲۲۴۲ ... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی ﷺ کی ازواج مطہراتؓ نے وہاں یہ پیغام بھیجا کہ وہاں کا جنازہ مسجد میں سے گذار کر لے جائیں تاکہ وہ بھی ان پر نماز پڑھ لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور جنازہ ازواج مطہراتؓ کے حجروں کے سامنے رکھ دیا گیا انہوں نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر اسے باب الجنائز سے جو مقاعد کی طرف تھا نکال دیا گیا۔ ازواج مطہراتؓ کو یہ اطلاع ملی کہ لوگ اس پر عیب زنی کر رہے ہیں اور لوگوں نے کہا کہ: کیا جنازے بھی مسجد میں داخل کئے جاتے ہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمانے لگیں کہ لوگ کتنی جلدی بھول گئے حتیٰ کہ وہ ایک ایسی بات پر عیب گوئی کر رہے ہیں جس کا انہیں علم ہی نہیں۔ ہم پر تو یہ عیب لگا رہے ہیں کہ جنازہ مسجد میں سے گذرا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاءؓ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی مگر مسجد کے درمیان میں۔

قَالَ مُسْلِم سُهَيْلُ بْنُ دَعْدٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَيْضَاءِ أُمُّهُ بَيْضَاءُ

(امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سہیل اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں جن کا نام بیضاء تھا)۔

۲۲۴۳...... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكِرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ

۲۲۴۳......ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے انتقال پر فرمایا کہ: ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں ان پر نماز جنازہ پڑھ لوں (لوگوں نے اسے برا جانا) اس بارے میں سیدہ عائشہؓ پر تأمل کا اظہار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی (یہ احادیث مسجد میں نماز جنازہ کے بارے میں شوافع کی دلیل ہیں لیکن احنافؒ فرماتے ہیں کہ عام صحابہؓ کا سیدہ عائشہؓ کے اس عمل پر ناگواری کا اظہار خود دلیل ہے اس بات کی کہ صحابہ اسے صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ زکریا)

۲۲٤٤...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ وَلَمْ يُقِمْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ وَأَتَاكُمْ

۲۲۴۴. حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی جس رات میرے یہاں باری ہوتی تھی تو آخر شب میں آپ ﷺ بقیع کی طرف نکل جاتے اور وہاں جاکر فرماتے: السلام علیکم! اے مؤمن قوم کے گھر والو! اور تمہارے پاس آچکا وہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ کل پاؤ گے وقتِ مقرر پر (یعنی پیغام اجل موت) اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ضرور ملنے والے ہیں اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما"۔

۲۲٤٥...... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ فَقَالَتْ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِّي قُلْنَا بَلَى ح و حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ حَجَّاجًا الْأَعْوَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ

۲۲۴۵ ... محمدؒ بن قیس بن مخرمہ ابن المطلب سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک روز کہا کہ میں تمہیں اپنی اور اپنی ماں کی آپ بیتی نہ سناؤں؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم یہی سمجھے کہ ماں سے مراد ان کی والدہ ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا میں تم سے رسول اللہ ﷺ اور اپنے حال کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ فرمانے لگیں کہ: "ایک مرتبہ نبی ﷺ کی رات میری تھی جس میں آپ ﷺ میرے پاس تھے تو اس رات آپ ﷺ نے کروٹ لی

رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عليه السلام أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا

پھر اپنی چادر لی' جوتے اتارے اور اپنے قدموں کے سامنے رکھ لئے اور تہبند کا کونہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے' اور تھوڑی دیر اس خیال میں لیٹے رہے کہ آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ میں سو گئی ہوں۔ چنانچہ پھر آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر اٹھائی' آہستگی سے جوتے پہنے اور نہایت آہستگی سے دروازہ کھولا' اور باہر چلے گئے اور کواڑ آہستہ سے بند کر دیا۔ میں نے بھی اپنی چادر سر پر ڈالی' اوڑھنی پہنی اور اپنا ازار باندھا پھر آپ کے تعاقب میں چل پڑی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ بقیع تشریف لائے وہاں کافی دیر کھڑے رہے تین بار ہاتھ اٹھائے پھر واپس پلٹے تو میں بھی پلٹی' آپ ﷺ تیز چلنے لگے تو میں بھی تیز چلنے لگی۔ پھر آپ ﷺ دوڑنے لگے تو میں بھی دوڑنے لگی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ بھی گھر آگئے مگر میں آپ ﷺ سے قبل گھر آگئی اور گھر میں داخل ہو کر ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ داخل ہوئے۔ اور فرمایا کہ: اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا کہ سانس اور پیٹ پھول رہا ہے؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم ہی مجھے بتلا دو' ورنہ وہ لطیف و خبیر (اللہ تعالیٰ) مجھے بتلا دے گا (بذریعہ وحی) یہاں سے خوب واضح ہو گیا کہ نبی ﷺ کو علم غیب نہیں تھا' ورنہ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ سے کیوں پوچھتے یا وحی کا انتظار کیوں کرتے؟ فافھموا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ پھر میں نے سارا واقعہ گوش گزار کر دیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا تو وہ سیاہ سا کالا کالا جو مجھے اپنے سامنے نظر آرہا تھا وہ تم ہی تھیں میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے میرے سینے میں دو ہتڑ مارا جس سے مجھے تکلیف سی ہوئی (محبت سے مارا) پھر فرمایا کہ: تمہارا یہ خیال تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارا حق دبا لے گا (یعنی تم شاید سمجھ رہی تھیں کہ میں تمہاری رات میں کسی دوسری زوجہ کے پاس جاؤں گا) میں نے عرض کیا: بعض اوقات لوگ کچھ چھپاتے ہیں تو بھی اللہ اسے جانتا ہے۔ ہاں (میں نے یہی سوچا تھا)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے مجھے دیکھا تو اس وقت جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے پکارا تم سے چھپ کر تو میں نے انہیں جواب دیا لیکن تم سے چھپ کر۔ اور وہ تمہارے پاس نہ آئے کیونکہ تم اپنے کپڑے اتار چکی تھیں اور میرا خیال تھا کہ تم سو چکی ہو۔ لہٰذا

وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ

مجھے اچھا نہ لگا کہ تمہیں بیدار کروں اور یہ بھی خدشہ تھا کہ تم میری وجہ سے وحشت میں گرفتار ہو جاؤ گی۔ اور جبرئیل نے فرمایا کہ: آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اہل بقیع کے پاس آئیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں کیسے کہوں یارسول اللہ! فرمایا یوں کہا کرو کہ: السلام علیکم اے مسلمانوں مومن کے گھر والوں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے جانے والوں اور بعد میں جانے والوں پر رحم فرمائے اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں"۔

۲۲۴٦..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ لَلَاحِقُونَ أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

۲۲۴٦ سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد بریدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ان کو (صحابہ کو) سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف جاتے تو کوئی کہنے والا کہتا:

اے قبر والو! مومنین اور مسلمین میں سے تم پر سلامتی ہو اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ضرور ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں"۔

۲۲۴۷..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي

۲۲۴۷ ..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اپنے رب سے میں نے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کروں تو مجھے اجازت نہ دی گئی البتہ میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو دے دی گئی"۔

۲۲۴۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ

۲۲۴۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور روئے اور اپنے اردگرد موجود لوگوں کو بھی رلایا (یعنی آپ ﷺ کا رونا دیکھ کر دوسرے بھی روئے) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کے لئے استغفار کروں تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دی گئی۔ لہٰذا قبروں کی زیارت کیا کرو کہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں"۔

۲۲٤۹ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَهُوَ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا

۲۲۴۹ بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں نے تمہیں (ابتدائے اسلام میں) زیارتِ قبور سے منع کر دیا تھا (لیکن اب اجازت دے رہا ہوں) لہٰذا قبروں کی زیارت کیا کرو اور میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے منع کیا تھا (لیکن اب اجازت ہے) جب تک تمہاری ضرورت ہو اسے رکھے رہو، اور میں نے تمہیں مشکیزہ کے علاوہ دوسرے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ پی سکتے ہو لیکن نشہ آور چیز مت پیو"۔ ❶

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت ہے عبد اللہ بن بریدۃ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے۔

۲۲۵۰ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ الشَّكُّ مِنْ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانٍ

۲۲۵۰ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث کہ (آپ علیہ السلام نے پہلے قبروں کی زیارت سے، تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے، نبیذ بنانے سے مگر مشکیزوں میں منع فرمایا تھا بعد میں اجازت دے دی۔) مروی ہے۔

---

❶ ابتدائے اسلام میں آنحضرت ﷺ نے بعض کاموں سے منع فرمادیا تھا مختلف مصالح اور حکمتوں کی بناء پر مثلاً زیارتِ قبور سے اس لئے منع کیا تھا کہ لوگ بت پرستی سے توحید کی طرف آئے تھے اور قبر پرستی ہی بت پرستی کی بنیاد تھی لہٰذا اس سے منع کر دیا تاکہ نہ قبروں پر جائیں اور نہ ہی بت پرستی کا خیال بھی وہم وگمان میں آئے۔
اسی طرح اس زمانہ میں شراب بنانے کے بعض برتن ہموار ہوا کرتے تھے مثلاً حنتم دباء وغیرہ۔ شراب حرام ہوئی تو آپ نے ان برتنوں کا استعمال بھی منع کر دیا خصوصاً نبیذ (کھجور اور پانی کا آمیزہ) ان برتنوں میں بنانے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ شراب سے تازہ تازہ جدا ہوئے تھے انہی مخصوص برتنوں کو استعمال کرنے سے خانہ خراب کی یاد دل میں چٹکیاں بھر سکتی تھی اور یہی کام شراب نوشی کا سبب بن سکتا تھا اس لئے سدِ الذرائع ان برتنوں کا استعمال بھی منع کر دیا تھا۔
لیکن جب دلوں میں عقیدۂ توحید راسخ ہو گیا اور شراب کی خباثت دل میں پختہ ہو گئی تو مذکورہ دونوں اعمال کی اجازت دے دی۔

٢٢٥١...... حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ

٢٢٥١...... جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو چوڑے پھل والے تیر سے ختم کر ڈالا تھا آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی"۔

(اس حدیث کی بناء پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ ہوگی۔ لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک اس کی نماز جنازہ ہوگی۔ جب کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ تو ہوگی لیکن امام اور حاکم نہیں پڑھے گا۔ جمہور علماء کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا کہ: "ہر نیک و بد پر نماز پڑھو"۔ اور مذکورہ حدیث جمہور کے نزدیک زجر پر محمول ہے یعنی نے بطور تنبیہ اور اس فعل کی شناعت بیان کرنے کے لئے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ واللہ اعلم)۔

قد تمّ أبواب الجنائز من كتاب مسلمٌ و مع هذا قد أتممنا أبواب الصّلواقمع تكميل المجلّد الأوّل للجامع الصّحيح لمسلمٌ بعون الله وتوفيقه. وذالك بيوم الأحد ١٦/ من صفر لمظفر ١٤١٨هـ. وتقبل الله منّي واجعل لهٗ ذخراً في معادي و نوراً في قبري وسبباً لمغفرتي- وهو على كلّ شيءٍ قدير

اللّهم اغفر لكاتبه ولوالديه ولأساتذته امين يا ربّ العالمين